

تحقیقاتِ ناورہ پر مشتمل عظیم الشان فقہی انسائیکلو پیڈیا



الْعَمَلُ بِالنَّبَوِيَّةِ فِي
الْمَعَاوِي الرُّضَوِيَّةِ

فتاویٰ رضویہ



جلد 16

مع تخریج و ترجمہ عربی عبارات

تقریباً ۱۰۰۰۰۰
اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا

ALHAZRAT NETWORK

اعلیٰ حضرت نیٹ ورک

www.alahazratnetwork.org

العطایا النبویہ فی الفتاویٰ رضویہ

مع تخریج و ترجمہ بی عبارات

جلد شانزدہم

تحقیقاتِ نادرہ پر مشتمل چودھویں صدی کا عظیم الشان
فقہی انسائیکلو پیڈیا

امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

81247 — 81248
81249 — 81250

رضا فاؤنڈیشن • جامعہ نظامیہ رضویہ

اندرون لوہاری دروازہ لاہور پاکستان (۵۴۰۰۰)

فون نمبر ۷۶۵۷۳۳

| | |
|------------------|--|
| نام کتاب | فتاویٰ رضویہ جلد شانزدہم |
| تصنیف | شیخ الاسلام امام احمد رضا قادری بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ |
| فیضانِ کرامت | مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ |
| سرپرستی | مولانا صاحبزادہ محمد عبد المصطفیٰ ہزاروی ناظم اعلیٰ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور و شیخ پور |
| اہتمام | مولانا صاحبزادہ قاری نصیر احمد ہزاروی ناظم شعبہ نشر و اشاعت |
| ترجمہ عربی عبارت | حافظ محمد عبد الہ تار سیدی ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور |
| پیش لفظ | " " " " " " " " " " " " |
| ترتیب فہرست | " " " " " " " " " " " " |
| تخریج و تصحیح | مولانا نذیر احمد سعیدی و مولانا محمد اکرام اللہ بٹ |
| کتابت | محمد شریف گل، کڑیال کلاں (گوجرانوالہ) |
| پیشنگ | مولانا محمد غوث ناٹکس قصوری معلم شعبہ فارسی جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور |
| صفحات | ۶۳۲ |
| اشاعت | جمادی الاولیٰ ۱۴۲۰ھ / ستمبر ۱۹۹۹ء |
| مطبع | |
| ناشر | رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور |
| قیمت | |



ملنے کے پتے:

○ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور۔

۰۳۱۵۳۰۰ / ۰۳۰۰ ۰۶۹۵۰۰۲

○ مکتبہ اہلسنت، جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور۔

○ ضیاء القرآن پبلیکیشنز، گنج بخش روڈ، لاہور

○ شبیر پراڈ، ایم بی، اردو بازار، لاہور



پیش لفظ

www.alukah.net/forum

الحمد لله! اعلم حضرت امام المسلمین مروفاً انشاء اللہ صاحب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خزانہ علمیہ اور ذخائر فقہیہ کو جدید انداز میں عبد حاضر کے قاضوں کے عین مطالبی منظر عام پر لانے کے لئے دارالعلوم پامون نظامیہ رضویہ لاہور میں رضا فاؤنڈیشن کے نام سے جو ادارہ ماہ مارچ ۱۹۸۸ء میں قائم ہوا تھا وہ انتہائی کامیابی اور برق رفتاری سے مجوزہ منصوبہ کے ارتقائی مراحل کو طے کرتے ہوئے اپنے بہت کی طرف بڑھ رہا ہے، اب تک یہ ادارہ امام احمد رضا کی متعدد تصانیف شائع کر چکا ہے مگر اس ادارے کا عظیم ترین کارنامہ العطایا البغویۃ فی الفتاوی الرضویۃ المعروف بہ فتاوی رضویہ کی ترجمہ و تخریج کے ساتھ عمدہ و خوبصورت انداز میں اشاعت ہے۔ فتاوی مذکورہ کی اشاعت کا آغاز شعبان المعظم ۱۴۱۰ھ / مارچ ۱۹۹۰ء میں ہوا تھا اور بفضلہ تعالیٰ جلد و بعینیت رسولہ و کرم تقریباً نو سال کے مختصر عرصہ میں یہ سوطوں جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے، اس سے قبل کتاب الطبارة، کتاب الصلوۃ، کتاب الجنائز، کتاب الزکوۃ، کتاب الصوم، کتاب الحج، کتاب النکاح، کتاب الطلاق، کتاب الایمان، کتاب الحدود و المفزیر اور کتاب السیر پر مشتمل پندرہ جلدیں شائع ہو چکی ہیں جن کی تفصیل منین مشمولات، مجموعی صفحات اور ان میں شامل رسائل کی تعداد کے اعتبار سے حسب ذیل ہے :

| جلد نمبر | عنوانات | جلدات | مسائل | سین اشاعت | صفحت |
|----------|------------------------------|-------|-------|----------------------------------|------|
| ۱ | کتاب الطہارۃ | ۲۲ | ۱۱ | شعبان المعظم ۱۴۱۰ھ — مارچ ۱۹۹۰ء | ۸۳۸ |
| ۲ | " | ۳۳ | ۷ | ربیع الثانی ۱۴۱۲ھ — نومبر ۱۹۹۱ء | ۷۱۰ |
| ۳ | " | ۵۹ | ۶ | شعبان المعظم ۱۴۱۲ھ — فروری ۱۹۹۲ء | ۷۵۶ |
| ۴ | " | ۱۳۲ | ۵ | رجب المرجب ۱۴۱۳ھ — جنوری ۱۹۹۳ء | ۷۶۰ |
| ۵ | کتاب النکاح | ۱۴۰ | ۶ | ربیع الاول ۱۴۱۴ھ — ستمبر ۱۹۹۳ء | ۶۹۲ |
| ۶ | " | ۲۵۷ | ۳ | ربیع الاول ۱۴۱۵ھ — اگست ۱۹۹۴ء | ۷۴۶ |
| ۷ | " | ۲۶۹ | ۷ | رجب المرجب ۱۴۱۵ھ — دسمبر ۱۹۹۴ء | ۷۲۰ |
| ۸ | " | ۳۲۷ | ۶ | محرم الحرام ۱۴۱۶ھ — جون ۱۹۹۵ء | ۶۶۴ |
| ۹ | کتاب الجنائز | ۲۷۳ | ۱۳ | ذیقعد ۱۴۱۶ھ — اپریل ۱۹۹۶ء | ۹۲۶ |
| ۱۰ | کتاب الزکوۃ، صوم، حج | ۳۱۶ | ۱۶ | ربیع الاول ۱۴۱۷ھ — اگست ۱۹۹۶ء | ۸۳۲ |
| ۱۱ | کتاب النکاح | ۳۵۹ | ۶ | محرم الحرام ۱۴۱۸ھ — مئی ۱۹۹۷ء | ۷۳۶ |
| ۱۲ | کتاب النکاح، طلاق | ۳۶۷ | ۳ | رجب المرجب ۱۴۱۸ھ — نومبر ۱۹۹۷ء | ۶۸۸ |
| ۱۳ | کتاب الطلاق، ایان، عقد، قیصر | ۴۹۳ | ۲ | ذیقعد ۱۴۱۸ھ — مارچ ۱۹۹۸ء | ۶۸۸ |
| ۱۴ | کتاب السیر (۱) | ۳۲۹ | ۷ | جہادی لاخری ۱۴۱۹ھ — ستمبر ۱۹۹۸ء | ۷۱۲ |
| ۱۵ | " (ب) | ۸۱ | ۱۵ | محرم الحرام ۱۴۲۰ھ — اپریل ۱۹۹۹ء | ۷۴۲ |

سولہویں جلد

یہ جلد فتاویٰ رضویہ قدیم جلد ششم مطبوعہ سنی دارالاشاعت مبارکپور اعظم گڑھ بھارت کے صفحہ ۳۲۰ سے آخر تک ۴۳۲ سوالوں کے جوابات پر مشتمل ہے۔ نئے شامل کردہ مسائل کے علاوہ اس جلد کی عربی و فارسی عبارت کا ترجمہ راقم الحروف نے کیا ہے۔ اس سے قبل گیارہویں، بارہویں اور تیرہویں جلد بھی راقم کے ترجمہ کے ساتھ شائع ہو چکی ہیں۔ پیش نظر جلد بنیادی طور پر کتاب الشکرۃ اور کتاب الوقف کے مباحث جلیلہ پر مشتمل ہے تاہم مقدمہ ابواب فقہیہ و کلامیہ وغیرہ کے مسائل ضمنی بحث آئے ہیں، مسائل و رسائل کی مفصل فہرست کے علاوہ مسائل ضمنیہ کی الگ فہرست بھی قارئین کرام کی سہولت کے لئے تیار کر دی گئی ہے، انتہائی دقیق اور گرانقدر

تحقیقات و تحقیقات پر مشتمل مندرجہ ذیل تین رسائل بھی اس جلد کی زینت ہیں :

(۱) جوال العلوتیبیین المقلو (۱۳۳۶ھ)

فلو کی تعریف اور اس کے شرعی حکم کا بیان

(۲) التحریر الجید فی حق المسجد (۱۳۱۵ھ)

اشیاء مسجد کو فروخت کرنے اور انہیں اپنے تصرف میں لانے کا حکم

(۳) ابانۃ المتواری فی مصالحۃ عبد الباری (۱۳۳۱ھ)

مسجد کانپور کے متعلق ایک نہایت ضروری فتویٰ اور مولانا عبد الباری فرنگی محل کے اس مسجد کے بارے میں فیصلے کا ردّ بلیغ .

رسالہ مذکورہ میں سے اول الذکر رسالہ تو پہلے سے ہی فتاویٰ رضویہ قدیم جلد ششم کتاب الوقت میں موجود تھا جبکہ باقی دونوں رسالے اس سے قبل فتاویٰ رضویہ میں شامل نہ تھے موضوع کی مناسبت سے ان کو جلد ہذا میں شامل کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے نیز رسالہ التحریر الجید کے بعد مسئلہ ۱۳۵ ، ۱۳۶ ، ۱۳۷ ، ۱۳۸ فتاویٰ افریقہ سے ماخوذ ہیں ، یاد رہے کہ تیرھویں جلد میں کتاب السیر کل ہو چکی ہے اس کے بعد فتاویٰ رضویہ قدیم جلد ششم میں کتاب الفطرو نہی جس کو کتاب الطلاق کے ساتھ منسلک کر کے تیرھویں جلد (جدید) میں شامل کیا جا چکا ہے لہذا پیش نظر جلد (شانزدہم) کا آغاز کتاب الشکر سے ہو رہا ہے ۔



حافظ محمد عبدالستار سعیدی

ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

جمادی الاولیٰ ۱۴۲۰ھ

ستمبر ۱۹۹۹ء

رموز

- محقق : علامہ کمال الدین ابن ہمام صاحب فتح القدير
 ح : علامہ محمد ابراہیم بن محمد الحلبي صاحب غنية المستمل
 شمس : علامہ محمد امين ابن ساجدين الشامي صاحب رد المحتار
 ط : علامہ سید احمد الطحاوي صاحب مائشيت الدر المختار وحاشية مراقي الفوائد
 الدر : الدر المختار ، علامہ محمد طاهر الدين الحسني
 الدرر : الدرر شرح الفهر ، ملا خسر و علامہ محمد بن فراموز
 بحر : البحر الرائق ، علامہ زين الدين ابن نجيم
 ہندیہ : فتاویٰ عالمگیری ، جماعت علامتہ احناف
 نہر : النہر الفائق ، سراج الدین عمر بن تیم
 فتح : فتح القدير ، علامہ کمال الدین ابن ہمام
 غنیہ : غنية المستمل ، علامہ محمد ابراہیم بن محمد الحلبي
 حلیہ : حلیۃ الحلبي ، ابن امیر الحاج



اجمالی فہرست

| | |
|-----|-------------------|
| ۳ | پیش لفظ |
| ۹ | فہرست مضامین مفصل |
| ۵۷ | فہرست مسائل ضمنیہ |
| ۸۹ | کتاب الشریکۃ |
| ۱۱۳ | کتاب الرقعت |
| ۲۰۵ | مصارف وقف |
| ۲۵۵ | باب المسجد |

فہرست رسائل

| | |
|-----|---------------------------------------|
| ۱۷۵ | ○ جوال العلولتبدیین المحتلو |
| ۲۶۱ | ○ التحریر الجید فی حق المسجد |
| ۳۶۵ | ○ ابانۃ التوارى فی مصالحتہ عبد الباری |



حَمْدُ بَارِيَّ تَعَالَى

الْحَمْدُ لِلتَّوْحِيدِ

بِجَلَالِهِ الْمُتَفَرِّدِ

وَصَلَوْتُهُ دَوْمًا عَلَى

خَيْرِ الْأَنَامِ مُحَمَّدٍ

حضرت رضا بریلوی

اُس خدا نے یکتا کی حمد و ثنا

جو اپنے جلال میں یکتا و یگانہ ہے

تمام مخلوق میں سب سے اعلیٰ انسان محمد صلی اللہ علیہ وسلم،

پر خدا کی رحمت ہمیشہ ہمیش نازل ہوتی رہے !

فہرست مضامین مفصل

| | | | |
|----|--|----|--|
| ۹۱ | عرفت ظاہر پر عمل واجب ہے۔ | ۸۹ | کتاب الشریکۃ |
| ۹۱ | عرفت اعظم دلائل شرعیہ سے ہے۔ | ۸۹ | جن لوگوں کا مال اس طرح مل گیا کہ تمیز مشکل ہے |
| ۹۱ | جو عرف میں معروف ہو وہ مشروع و شرعی کی طرح | ۸۹ | اور کچھ لوگ عدم امتیاز کی وجہ سے اپنا حصہ لینے |
| ۹۱ | نہیہ نے فکر کو کچھ روپیہ دیا اور کہا کہ اس کو خرچ کر | ۸۹ | سے انکار کریں تو بقیہ شریک اپنا حصہ لے کر بقیہ |
| ۹۱ | یا اپنی حاجت میں اٹھایا جہاں کر، تو قرض قرار | ۸۹ | فقروں کو دے دیں۔ |
| ۹۲ | دیا جائیگا۔ | ۸۹ | مال شریک سے متعلق ایک سوال۔ |
| ۹۱ | خودت نے شوہر کو دیا کہ کپڑا بنا کر پس، تو ہبہ قرار | ۸۹ | مشترک دوکان کی آمدنی میں شریک۔ بھصہ مساوی |
| ۹۱ | دیا جائے گا۔ | ۸۹ | شریک ہوں گے۔ |
| ۹۱ | طالب علم کو لکڑیاں وغیرہ دیں کہ اپنی کتابوں میں صرف | ۸۹ | مشترکہ ملک میں سے ایک شریک دوسرے شریک |
| ۹۱ | لیکھے، ہبہ قرار پاسے گا۔ | ۸۹ | کی اجازت سے کچھ رقم لے گیا تو اگر کچھ باقی والیں |
| ۹۲ | جس عاریہ کو بچک کے انتفاع حاصل کیا قرض | ۹۰ | ہوا تو دونوں شریک۔ بھصہ مساوی ملک ہوں گے۔ |
| ۹۲ | قرار دیا جائے گا۔ | ۹۰ | قرض، ہبہ اور باجست کا فرق۔ |
| ۹۲ | مدار عرف پر ہے۔ | ۹۰ | باجست بعد موت میں باطل ہو جاتی ہے۔ |
| ۹۲ | جس معاملہ میں قرض معروف ہو قرض قرار دیا جائے | ۹۰ | مشترکہ مال میں ہر فریق کے لئے جو مسباح |
| ۹۳ | اور جس میں ہبہ وہ ہبہ ہے۔ | ۹۱ | کر دیا گیا اس کا تاوان نہیں۔ |

جو چند بجای یکجا رہتے ہیں ان میں عرفاً ہر ایک کو اپنے مصارف میں صرف کرنے کی اجازت رہتی ہے اور کسی پیشی کا کوئی حساب نہیں ہوتا، یہ اہمیت ہے۔

شرکت ملک کا ایک سوال۔
مشرک زمین پر گورنمنٹ نے قبضہ کیا، بعد میں تقسیم ہو کر وہ ایک فریق کے حصہ میں پڑی اور گورنمنٹ نے قبضہ کا معاوضہ دیا تو زمانہ شرکت کے معادہ میں سب شرکار شریک ہوں گے یہ حکم اس صورت میں ہے کہ وہ زمین معطل ہو۔
ہر اور کسی ایک نے اپنے لئے اعداد نہ کیا ہو۔
کسی ایک کے اپنے لئے اعداد کرنے کی صورت میں زمانہ شرکت کی آمد فی بقدر حصص شرکار بعد کے لئے ملک خبیث ہے، جس کا حصہ کرنا یا شرکا کو دینا واجب ہے۔

اگر زمین معطل لا استقلال نہ ہو تو گورنمنٹ نے جس کو دیا وہی مستحق ہے کہ یہ سبہ ہے جبکہ شرکار میں کوئی تقیم نہ ہو۔

سات سوالات پر مشتمل ایک استفتاء۔

جواب سوال اول۔
دینے والا دیتے وقت جو جہت متعین کر دے وہی متعین ہے۔

معطی نے دیتے وقت کچھ کہا نہ کسی کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے جبکہ ظاہر اور عرف کے خلاف نہ ہو

انہوں نے باپ کو روپیہ دیا مگر صراحتاً ثابت ہو کہ بطور قرض دیا تھا روپیہ واپس میں گئے۔
صراحت نہ ہو اور معمولی یہ رہا کہ بطور ادا دے قصد واپسی دیتے رہے ہوں تو بقیہ و زائد کا قول قسم

۹۳ کے ساتھ معتبر ہوگا
۹۶
۹۹
۱۰۰
تین علی فعل الغیر میں قسم علم پر رکھائی جاتی ہے
جواب سوال دوم
مکان میں فقیر مزید سب شرکار کی راے سے
ہوئی تو پسا حصہ نکال کر بقیہ شرکار سے باقی کا
مطالبہ کر سکتا ہے

۹۴
۱۰۰
۱۰۱
۱۰۲
ایک شریک نے اپنے مال سے بقیہ شرکار کیلئے
مشترکہ ملک میں کوٹنا یا اثر بہرہ ہو تو ناجائز ہے
کہ یہ جہہ مشاع ہے۔

جواب سوال سوم
۹۴
۱۰
مشرک کہ جاہ آدمی کسی شریک نے اپنے حصہ سے
اپنے لئے مکان بنایا تو وہ اسی کا ہوگا۔

۹۴
۹۵
۹۶
۱۰۱
کسی نے دوسرے کی زمین میں مکان بنایا تو
مکان والا اس سے معاملہ بھی کر سکتا ہے اور
وہ مکان اپنی زمین سے اکٹرا بھی سکتا ہے اور
زمین بیگار ہونے کا اندیشہ ہو تو اس مکان کی قیمت
ملگا کر اس پر قبضہ بھی کر سکتا ہے۔

۹۶
۱۰۲
۱۰۲
۱۰۵
دوسرے کی زمین میں بنے ہوئے مکان کی قیمت
لگانے کا طریقہ
مختلف کتب فقہ سے مسئلہ دائرہ کے نصوص
جواب سوال چہارم

- ۱۰۵۔ کوئی اور مکان قدیم سے ترکہ پوری پائیں گی
- ۱۰۵۔ شریک ملک میں ہر شریک کو تصرف کی اجازت ہو
- ۱۰۵۔ جواب سوال پنجم
- ۱۰۵۔ قیصر پر حساب واجب ہے اس کا تحریر میں رکھنا
- ۱۰۵۔ واجب نہیں
- ۱۰۵۔ شریک کا کہ بہ قرار اور ایک شریک مال بچے حیات
- ۱۰۵۔ ملے اور انکشی روپیہ دستور سے لے تا عازر
- ۱۰۵۔ حرام ہے
- ۱۰۵۔ جواب سوال ششم
- ۱۰۵۔ تمام میں نے مجرم سمائی کی موی کو کچھ دیا زیر بطور
- ۱۰۵۔ مہاسات و مخاری ہے اور واپس نہ ہو گا اور
- ۱۰۵۔ استغاثی شوہر کے بدلہ کے طور پر نہ دے گا
- ۱۰۵۔ دیا واپس لے سکتا ہے
- ۱۰۵۔ تصدق میں اصل درج ہیں
- ۱۰۵۔ جواب سوال ہفتم
- ۱۰۵۔ مشترکہ دکان کے شریک اگر ان کے دکان پر
- ۱۰۵۔ قرض بتایا اگر کسی سے نقد روپیہ لیا تھا تو خاص
- ۱۰۵۔ نگران ذمہ دار ہونگے اور مال ہی بطور قرض
- ۱۰۵۔ مولیٰ لیا اور او نہ ہو تو سب شریک ذمہ دار
- ۱۰۵۔ ہوں گے
- ۱۰۵۔ تحقیقی مسئلہ
- ۱۰۵۔ حادثہ کے مرنے کے بعد شریک اگر ترکہ میں مشترکہ
- ۱۰۵۔ طور پر تصرف کرتے ہیں یا ان میں سے ایک کو
- ۱۰۵۔ نیگراں بنا دیتے ہیں یہ شرکت ملک ہے
- ۱۰۵۔ شرکت ملک میں ہر شریک دوسرے کے حصہ میں
- ۱۰۵۔ اجنبی ہوتا ہے
- ۱۰۵۔ شریک ملک میں ہر شریک کو تصرف کی اجازت ہو
- ۱۰۵۔ تو اپنے حصہ میں اصل اور شریک کے حصہ
- ۱۰۵۔ میں کوئی ہو گا
- ۱۰۵۔ شریک کو مان مشترک میں تصرف کے لئے اجیر
- ۱۰۵۔ کرنا جائز نہیں
- ۱۰۵۔ ولایت شرط فاسدہ سے فاسد نہیں ہوتی
- ۱۰۵۔ دیا بشرط قرض لے خود بخود ہو سکتا ہے
- ۱۰۵۔ دوسرے ہزار روپائی میں ہر شخص بچے دے گا
- ۱۰۵۔ کوئی باشرط روپیہ قرض نہیں لے سکتا
- ۱۰۵۔ کتاب الوقت
- ۱۰۵۔ قرض جائداد دینا جہد بالعوض ہے اور
- ۱۰۵۔ یہ بیت ہے
- ۱۰۵۔ جائداد میں دے کر بعد موت واپسی کی شرط
- ۱۰۵۔ لگانا شرط فاسدہ ہے اور ایسی جائداد کے
- ۱۰۵۔ اور بیوی کی ملک فاسدہ ہے
- ۱۰۵۔ ایسی جائداد کے وقف میں علماء کو اخذ ہے
- ۱۰۵۔ یعنی اس میں بیت شرط فاسدہ سے فاسدہ
- ۱۰۵۔ حرام ہو جاتی ہے
- ۱۰۵۔ بیع فاسدہ کو فسخ لانا بائع اور مشتری دونوں
- ۱۰۵۔ پر فرض ہے
- ۱۰۵۔ بیع فاسدہ کو فسخ نہ کرنا گناہ ہے
- ۱۰۵۔ عقد فاسدہ سے خریدی ہوئی جائداد پر قبضہ کے
- ۱۰۵۔ بعد مشتری اس کا مالک ہو جاتا ہے

- ایک فن صحت کا ہے اور دوسرا بطلان کا۔
 مسئلہ ۱۱۳ الکفر بخلاف جنس الحق۔
 وقف کسی خاص وقت خاص ملک مقید نہیں ہو سکتا۔
 جائیداد پر قرض ہونے کے دو معنی۔
 جائیداد کا قرضہ میں مگنولی کرنا جائز نہیں بلکہ ایسی جائیداد کا وقف صحیح ہے۔
 جائیداد مرہون کا وقف اس صورت میں صحیح ہے کہ راہن کے پاس مال قابل ادا ائے قرض موجود ہو۔
 مسجد کی تعمیر اور اس کے چاروں طرف دکان بنائی، دکان وقف نہ کی تب بھی مسجد کا وقف صحیح ہے، اور اگر اب کوئی شخص وارثوں سے خرید کر وہ دکان مدرسہ اسلامیہ کے لئے وقف کرے، تو یہ وقف بھی صحیح ہے۔
 واپس، رد افض، غیر مقلدین اور نجس پری ضامین ہیں۔
 تین عملوں کا ثواب موت کے بعد بھی جاری رہتا ہے۔
 ایک شخص نے فقیع عوام کے لئے تالاب بنایا کہ لوگ نہاتیں اور شکار کریں، اس کی موت کے بعد دوسرے نے زمیندار سے مل کر اس پر قبضہ کر لیا، یہ قبضہ باطل ہے، لیکن اس تالاب کے وقف ہونے میں کلام ہے۔
 حرمین مساجد کا حکم
- موقوفہ جائیداد کی آمدنی سے جو زمین خریدی گئی وہ وقف کا حکم نہیں رکھتی، اس کی بیع و شراہ جائز ہے، مگر اس کی بیع قابل اطمینان ذرائع سے ہونی چاہئے۔
 حرام کی کماٹی کے مصارف خیر میں صرف کرنے کا طریقہ۔
 وقف صحیح ہونے کے بعد اس میں کوئی تبدیلی یا ترمیم نہیں ہو سکتی۔
 واقعہ کو مستثنیٰ کو معزول کرنے کا حق ہے۔
 موقوفہ جائیداد کے بارے میں واقعہ کو بھی کوئی وصیت کرنے کا حق نہیں، نہ کوئی اس کو بیع سکتا ہے۔
 امام بارگاہ وقف نہیں ہو سکتا جس نے بنایا اس کی ملک ہے، وہ ہو تو اس کے وارثوں کی ملک ہے۔
 قریہ داری ناجائز ہے۔
 اسلام کی شرکت سے انکار کرنے والا کافر ہے۔
 زنا اور غنا میں حاصل کیا ہوا روپیہ مثل غصب حرام مطلق ہے۔
 جو جائیداد آشناؤں نے زانیہ عورتوں کی جہ کی بیہ باطل، اور جائیداد آشناؤں کی ملکیت پر باقی ہے۔
 اگر عقد وقفہ دونوں حرام پر جمع نہ ہوں تو ملک صحیح اور حلال ہوگی۔

| | | |
|--|-----|--|
| نقد میں مال حرام دیا تو باقی کو اس کا دینا حرام | ۱۲۲ | لیکن جائیداد ملک مشتری ہوگی۔ |
| بہوں گے، اور جب سب لوگوں نے مل کر اس کو | ۱۲۳ | ناچنے گانے والوں کو اجرت کے علاوہ بیل کے |
| در سر و خیر کے لئے کر دیا تو وقت ہو گیا۔ | ۱۲۴ | طور پر جو دیا جاتا ہے وہ حرام نہیں۔ |
| مشترک جائیداد میں چندہ کی کمی بیشی کا کوئی اثر نہ ہوگا | ۱۲۵ | مال حرام کے مصروف خیر میں لانے کا حیلہ۔ |
| بلکہ سب کو یکساں حق حاصل ہے۔ | ۱۲۶ | جنازہ پر ڈالنے کے لئے چادر وقف کر سکتے ہیں۔ |
| حقوق غیر متجزی میں تمام شریک علی وجہ الکمال | ۱۲۷ | جنازہ پر بقصد زینت میں قیمت چادر ڈال کر وہ |
| مالک ہوتے ہیں۔ | ۱۲۸ | مشجد کے لئے بندہ دوں کا وقف باطل ہے۔ |
| جو چیز ایک بار وقف ہو گئی دوبارہ وقف نہیں | ۱۲۹ | نماز اور جمعہ کے لئے مسجد شرط نہیں۔ |
| ہو سکتی۔ | ۱۳۰ | تار و کجور کے باغ میں زمین کا وقف صحیح ہے و |
| کسی منصب والے کو بلا عذر شرعی معزول کرنا | ۱۳۱ | تار و کجور تاروی اور سینہ جی نکالنے کے لئے اجازت |
| جائز نہیں۔ | ۱۳۲ | پر دینا حرام و باطل ہے۔ |
| مسئلہ شرعی میں ظلم و کثرت رائے کا اعتبار | ۱۳۳ | نقد باسالی سے مسلمان جس زمین پر چاہے وقف |
| نہیں۔ | ۱۳۴ | مساجد بناتے آئے ہیں وہ وقف عام ہے۔ |
| استقامی امور حق میں شرع کی طرف سے کوئی تخریب | ۱۳۵ | وقف خاص میں ہر متولی خلاف احوال وقف |
| ہر کثرت رائے کا لیا جاتا ہے اور اس میں | ۱۳۶ | تعریف کرنے سے ہر شخص روک سکتا ہے۔ |
| ظلم و جہالت کا بھی لحاظ نہ ہوگا بلکہ تجربہ کاری کا | ۱۳۷ | خلاف احوال وقف اجازت باطل ہے۔ |
| اعتبار ہوتا ہے۔ | ۱۳۸ | خان متولی کو معزولی کر دینا لازم ہے۔ |
| وقف کی صحت کے لئے واقعہ کا جائیداد کو وقف | ۱۳۹ | ایک بیع نامہ کی نقل۔ |
| کا مالک ہونا ضروری ہے۔ | ۱۴۰ | جبہ بالعرض میں ہے۔ |
| صحت وقف کے لئے وقف نامہ لکھنا ضروری | ۱۴۱ | تختہ لوگوں کے نام بیع بولی بیع کے سب مالک |
| نہیں، زبانی وقف بھی کافی ہے۔ | ۱۴۲ | ہو گئے اگرچہ قیمت ایک شخص نے ادا کی ہو۔ |
| وقف اپنے اپنے خاندان کی ولایت کی شرط | ۱۴۳ | چندہ چندہ و ہند گان کی ملک پر ہوتا ہے۔ |
| لگا سکتا ہے۔ | ۱۴۴ | جو جائیداد چندہ کے پیسہ سے چندہ و ہند گان کی |
| متولی سے ولایت کب لے لینا ضروری ہے۔ | ۱۴۵ | اجارت سے فراہم ہوتی تو اس میں بھی شریک |
| ادقاف مطلقاً چاہے واقعہ غیر مسلم ہو اور | | |
| وقف ہمارے مذہبی اعمال کے لئے ہوں یا | | |

- غریبوں کی مدد و تعمیر یا طبی امداد کے لئے ہوں۔
- ۱۳۰۔ علیٰ معلوم مذہبی میں
- وقت وقف کی دو ضروری شرطیں۔
- ۱۳۰۔ مالداروں کے لئے ہوئی بار وقف کیا وقف ہوگا
- ۱۳۰۔ کارخانے مسجد کے لئے وقف کیا وقف نہ ہوگا۔
- ۱۳۰۔ کارخانے مندر یا شوالہ کے لئے وقف کیا وقف نہ ہوگا۔
- ۱۳۰۔ اگر یہ شرط لگا دی کہ شوالہ نہ رہے تو فقروں کیلئے کر دیا جائے وقف صحیح ہوگا۔
- ۱۳۰۔ مسلمان وقف کر کے مرتد ہو جائے تو وقف باطل ہو جاتا ہے۔
- ۱۳۱۔ مسئلہ مذکورہ بالا کے جزئیہ کتب فقہ سے۔
- چندہ کا جو روپیہ حاصل ہو سکے وہ چندہ ہوتا ہے
- ۱۳۱۔ کسی دوسرے مصرف میں صرف کرنے کے لئے ان کی رضا مندی ضروری ہے۔
- چندہ دہندگان۔ ہوں تو ان کے بالغ وارثوں سے مستصواب کیا جاتا ہے۔
- ۱۳۲۔ قسبی و مجنون کا حصہ واپس کرنا ہوگا۔
- ۱۳۲۔ اگر چندہ دہندگان معلوم نہ ہوں تو مصرف سے جو زائد ہو اس کو اسی کام میں صرف کریں جس کے لئے وصول کیا گیا، وہ نہیں بڑے تو فخر، رکویں۔
- ۱۳۲۔ قبرستان کی زمین ناجائز ہے۔
- ۱۳۲۔ قروں کو ہموار کر کے ان پر چلا بھی حرام ہے۔
- موقوفہ قبرستان میں کچھ زمین دس سے رہ گئی
- ۱۳۹۔ ادنیٰ وجہ سے مزید فردوں کا دفن کرنا نہیں شرعاً
- ۱۳۶۔ توبہ حال زمین واقف کی ملکیت میر لوشا کی
- ۱۳۶۔ مسجد کے روپوں اور اس کی زمین و عمارت میں ناجائز تصرف کے بارے میں سوال اور اس کا شرعی حکم۔
- ۱۳۶۔ مسجد کا متون تعمیر مسجد وغیرہ امور میں قسبی پر مقدم ہے۔
- ۱۳۶۔ واقف نے صاف مطلق اور بے تعلیقہ وقف دیا
- ۱۳۸۔ کیا وقف صحیح و تام ہو گیا
- ۱۳۸۔ خود واقف نے وقف میں غلط تصرف کیا اس کو وقف کے انتظام سے الگ کر دیا جائے
- ۱۳۸۔ واقف اگر شرط وقف کی پابندی نہ کرے و گنہگار رہے مگر وقف باطل نہ ہوگا۔
- ۱۳۸۔ واقف و متولی کی نیاست ہی ہو جائے تو وقف اس سے نکالی کر دوسرے کے پرورد کر دیا جائے
- ۱۳۸۔ وقف کے بعد واقف صرف ایک متولی کی حیثیت میں رہتا ہے
- ۱۳۸۔ واقف نے نویت کے تبدیل کا ذکر وقف نامہ میں نہ کیا پھر بھی اس کو متولی کہنے کا حق ہے۔
- عام اور معتبر شرطوں کا اختیار شرع نے واقف کو صرف انشاء وقف کے وقت دیا ہے۔
- ۱۳۹۔ شرائط معتبرہ کا بیان۔
- ۱۳۹۔ وقف نامہ ہونے کے بعد شرط بدلنے کا اختیار نہیں، بلکہ اگر تبدیل شرائط کی شرط لگائی ہو تو اختیار رہے گا۔

- ۱۴۶ وقت میں عام فخر اور پر غرچ کرنے کی شرط لگائی،
بعد میں خاص کے لئے کما قیود باطل ہے۔ ۱۴۰
- ۱۴۷ وقت میں تبدیلی شرط لگائی تو صرف اسے تبدیل
کر سکتا ہے دوبارہ نہیں۔ ۱۴۰
- ۱۴۸ ہاں، دائمی تبدیلی کی شرط کی تو ہر بار بدل سکتا ہے
وقت مطلق غیر مشروط التبدیل کی ہے، اس کو
دوسری حالت اسے بدلنا، اسے دائمی اجارہ پر
دینا، یا چالیس سال کے پٹ پر دینا جائز نہیں۔ ۱۴۲
- ۱۴۹ وقف مطلق کو ذی عقل و علم و عمل خاص صرف اس
وقت بدل سکتا ہے کہ وہ باطل قابل انتفاع
ذریعہ ہو۔ ۱۴۲
- ۱۵۰ کسی ملک کا بھی دائمی اجارہ ہو یہ جائز نہیں۔ ۱۴۳
- ۱۵۱ مدت بقا بمجمل ہے۔ ۱۴۳
- ۱۵۲ جماعت مدت سے اجارہ فاسد ہوتا ہے۔ ۱۴۳
- ۱۵۳ عقد فاسد حرام ہے۔ ۱۴۳
- ۱۵۴ تعیین مدت کے لیر اجارہ جائز نہیں۔ ۱۴۳
- ۱۵۵ تعیین مدت سے مقدار منفعت معلوم ہوتی ہے۔ ۱۴۳
- ۱۵۶ وقفی پٹ کاٹنے کی اجازت نہیں۔ ۱۴۳
- ۱۵۷ واقف نے اجازت نہ دی اور وقف کو ضرورت
نہ ہو تو زمین موقوف کو تین سال سے زیادہ کے
اجارہ پر دینا جائز نہیں۔ ۱۴۴
- ۱۵۸ آجیر مطلق کے احاطہ کی زمین وار وین و مصادیق
کے سے وقف ہے جو شخص ان میں تعمیر کرے اسی
مقصد کے سے وقف کرے وقف صحیح ہوا۔ ۱۴۵
- ۱۵۹ ایام حاضری بارگاہ میں خود بانی بھی اس میں متم
ہو سکتا ہے۔ ۱۴۶
- ۱۶۰ مسجد مقبرہ، پل، حوض و مسقاہ سے حسب شرط
وقف بانی اور غیر بانی سب فائدہ اٹھ سکتے ہیں۔
جو امارتیں زائروں کے لئے ہیں ان میں کسی کو
دوامی قیام درست نہیں۔ ۱۴۶
- ۱۶۱ جماد و روں کو درگاہ کی عمارتوں میں قیام کا باطل
حق نہیں کہ وہ مسافروں زائروں کے لئے
بنائی گئی۔ ۱۴۶
- ۱۶۲ تعمیر وقت کے وقت اوقت نے کوئی نیت کی
اور شرط نہ لگائی، تو نیت کا اعتبار نہیں۔ ۱۴۷
- ۱۶۳ ارض موقوفہ میں جس نے مسجد وقف نے لئے
کوئی عمارت بنا کر وقف کی اس کو کوئی ترجیح
نہیں۔ ۱۴۸
- ۱۶۴ واقف کی جو شرط مخالف شرع مطہر ہو، معصوم
نا معتبر ہے۔ ۱۴۸
- ۱۶۵ عدم ترجیح پر مسجد میں رومالی رکھ کر جگہ گھیرنے
سے مسجد اور اس کا جواب۔ ۴۸
- ۱۶۶ مال وقف پر ملکیت کے دعویٰ کا کسی کو حق
نہیں، فقرہ کا حق متولی اور وہ نہ ہو تو اہل عمل
کو ہے۔ ۱۵۰
- ۱۶۷ تعمیر موقوفہ میں ذاتی مکان بنانا، مسجد بنانا،
اس کا بیچنا جائز نہیں۔ ۱۵۰
- ۱۶۸ اوقف لایوقف۔ ۱۵۰
- ۱۶۹ اوقف لایملک۔ ۱۵۰
- ۱۷۰ وقفی قبرستان میں مدرسہ مسجد یا کچہ اور علاوہ قبر کے

- ۱۵۵۔ بنانا جائز نہیں۔
 ۱۵۵۔ جس زمین کے وقف ہونے کا کوئی ثبوت نہیں وہ مالک کی ہے۔
 ۱۵۵۔ سلاطین اسلام نے جو اصدات کے ان کیلئے وقف کا حکم ہے، مذہبی میں لفظ وقف کا جو مایہ کج ضروری نہیں۔
 ۱۵۵۔ سون کا کسی مقدمہ میں اپنے کو مالک کہنا یا گورنمنٹ کا، اس کو مالک تسلیم کرنا اس کو وقف ہونے سے نہیں نکالے گا۔
 ۱۵۵۔ موقوف علیہ کا غیر دائمی ہونا ضروری نہیں اور اوقاف دغا و عامر میں سب داخل ہو سکے ہیں اور واقف نے استثناء کر دیا ہو تو بھی مالدار اور سادات منفع ہو سکے ہیں۔
 ۱۵۵۔ وقف کی صحت کے لئے قربت موبہ ہونا ضروری ہے لیکن وقف کی پوری جائداد اسی مقصد کے لئے ہونا ضروری نہیں ہے۔
 ۱۵۵۔ اقرار اور عائدان پر صرف کرنے کی شرہ کی تفصیل۔
 ۱۵۵۔ اقرب رشتہ دار ابعد کو برگز کرنا ہے۔
 ۱۵۵۔ میراث میں فقرو غنا کا لحاظ نہیں ہوتا۔
 ۱۵۵۔ مصارف وقف میں جہاں وقف نامہ خاموش ہو معمول قدیم کے موافق عملہ رہا ہوگا۔
 ۱۵۵۔ واقف نے وقف میں قوال اور تعزیر کی شرط لگا دی تو ان پر صرف حرام سے مگر دیگر مصارف خیر کی وجہ سے یہ وقف جائز ہے۔
 ۱۵۵۔ استطاعت کا عیار ملک نصیب نانہ از حاجت
- اصلیہ ہے۔
 تعزیر و مزاحیر معصیت ہیں
 معصیت میں مال وقف کا صرف حرام ہے۔
 مال وقف پر قعدی حرام سے۔
 حرام امور میں مال وقف کو صرف کنیز کے متولی پر تادان حرام ہوگا۔
 متولی امین ہوتا ہے۔
 برآمین قعدی کے سبب سے ضامی ہوتا ہے۔
 قعدی نے بیعہ پر وقف کیا اور کہا کہ حب یہ دوران ہو جائے تو وقف فقراء کے لئے ہوگا تو اس صورت میں یہ وقف ابتداء ہی فقراء کے لئے ہوگا۔
 اور صاحب شرع واقف انہی شارع کی طرح ہے۔
 مدرسہ کے مال سے مسجد کا قرضہ ادا نہیں کیا جاسکتا اور جواد کرے تادان دے، مسجد سے نہیں لے سکتا۔
 متعبر پر جو جائداد وقف ہے اگر واقف نے اس کی آمدنی سے بنائے مدرسہ و معارف مدرسہ کی اجازت دی تھی تو جائز ہے ورنہ نہیں۔
 جائداد موقوفہ کو کوئی ظالم لینا چاہے تو مسلمان پر جائزہ کشش سے اس کا دفاع کریں۔
 قبرستان کے درخت لگانے والے کی ملک ہیں۔
 لفظ اصدات کی تحقیق۔
 جو زمین مسجد کے لئے وقف کی گئی اس کو مسجد میں اسی وقت شامل کر سکتے ہیں کہ مسجد میں جنگ

- ۱۵۹ کی قلت ہو اور اس جگہ کی ضرورت ہو۔
مسجد کی زمین میں کوئی تعمیر حسب شرائط وقف جائز ہے۔
- ۱۶۰ اراضیات اور عطلایا کا فرق۔
مستحقین اسلام جو موانع مسارفہ خیر کیلئے متعین کر دیں ان کا حکم وقف کا ہوگا، اس میں سے جو بچے کل یا جز کسی طرح کی اولاد کے لئے کرمانائی وقف ہے۔
- ۱۶۱ اوقاف قیدیہ کے لئے سند پیش کرنا اور وقف کا نام معلوم کرنا ضروری نہیں۔
جائیداد میں مصارف غیر میں صرف کرنے کی قید نہیں مگر یہ قید وقف کی علامت ہے۔
- ۱۶۲ ہندوستان میں کسی وقف کی ملکیت ظاہر کرنے سے وقف ثابت کسی کی ملک نہ ہوگا۔
مقابلہ وقف میں اجراء وراثت تصرف بجا ہے۔
- ۱۶۳ جائیداد وقف میں تصرف بجا ظلم اور مداخلت ملک بدل کہ وقف ہو سکتی ہے لیکن وقف بدل کر ملک نہیں ہو سکتا۔
- ۱۶۴ مولوی مرتضی حسین درجنگی کے بجائی مولوی مجتبیٰ حسن کے وقف پر قبضہ غاصبانہ سے متعلق ایک سوال۔
وقف میں تصرف ماسکاتہ حرام ہے۔
جو موتی وقف میں تصرف بجا کرے اس کو معزول کر دیا جائے۔
- ۱۶۵ وقف کا مدعی ہر مسلمان ہو سکتا ہے۔
دیوبندیوں کے اقوال کھریہ پر مطلع ہو کر انھیں عالم دین سمجھا کر ہے۔
- ۱۶۶ عالم دین بھی وقف میں غلامانہ تصرف کرے اس کو معزول کیا جائے۔
ایک غلام مذکر کا مسکت جواب۔
حالت صحت میں مالک نے وقف کر دیا تو کسی رشتہ دار کا اس میں مزاحمت کرنا ظلم ہے۔
- ۱۶۷ ہندوستان میں خلاف شرع حرکتوں کی تعزیر ہے۔
مسلمان اپنے مخصوص سے مقاطعہ کریں۔
مضافت کثیر تعداد میں مساجد میں جمع ہو گئے۔
سیکاد ضائع ہونے کا خطرہ ہے سمجھئے دار اسے ملے کر جو چاہے کرے اگر وقف نہ کیا ہو، وقف کیا ہو تو دوسری مساجد وغیرہ میں تقسیم کر سکے تھے۔
- ۱۶۸ ان کو بیع کر تم مسجد میں جمع کرنا جائز نہیں۔
مشاع کا بہرہ بد تقسیم ناجائز ہے۔
- ۱۶۹ ہندو بھائیوں کا مشرک اس ایک کی موت کے بعد دوسرے نے وقف کر دیا وقف صحیح ہو گیا۔
وقف کی بیع درہن جائز نہیں۔
- ۱۷۰ موقوفہ تکیہ میں دوسری تعمیر ناجائز ہے۔
بارے میں صفت وقف کے لئے تعمیر کی گئی۔
- ۱۷۱ اور شرائط وقف میں اسکے خلاف نہیں تو جائز ہے۔
وقف نامہ لا مسودہ وقف نامہ نہیں قرار دیا جاسکتا۔
- ۱۷۲ خط خط کے مشابہ ہوتا ہے اس پر اعماء نہیں کیا جاسکتا۔

- ۱۴۵ کیا، اس معاملہ کے شرعی احکام۔
- ۱۴۶ معاملہ غلو بے اصل و باطل ہے۔
- ۱۴۷ دسویں صدی میں امام، صراہ الدین مالکی نے اس کے جواز کا فتویٰ دیا، علما نے احناف و جمہور ائمہ نے اسے رد فرمایا۔
- ۱۴۸ غلو کی تعریف۔
- ۱۴۹ دو آدمی بٹہ کی ایک صحیح صورت (مشد المسکر)۔
- ۱۵۰ غلو عین ہیں بلکہ وصف ہے۔
- ۱۵۱ تسکین اور غلو کا فرق۔
- ۱۵۲ معنی غلو میں مختلف علما کی تصریحات اور مصنف کی تحقیق۔
- ۱۵۳ ابن ہمال اور ان پر رد کرنے والوں کے علم میں مصنف کی طہارین۔
- ۱۵۴ علامہ منقہ پر مصنف کا اظہارِ تعجب۔
- ۱۵۵ گوراری اور اس کا حکم۔
- ۱۵۶ قرندار نے قرض دینے والے کو رہنے کے لئے گھر دیا تو اس کی اجرت مثل واجب ہے۔
- ۱۵۷ شامی پر تنقید۔
- ۱۵۸ وقف کے غلو کی شرائط۔
- ۱۵۹ احناف کے یہاں وقف کا فخران امین ہی ہونا چاہئے۔
- ۱۶۰ مآثر امین کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہو گا، اگر ظاہر اس کی تکذیب نہ کرے۔
- ۱۶۱ وقف کا رجحان باطل ہے۔
- ۱۶۲ رجحان و غلو تو ملک کا بھی حرام ہے۔
- ۱۶۳ ایک کتب خانہ سے متعلق سوال اور ملک و جہہ اور وقف ہونے کی صورتیں اور ان کے احکام۔
- ۱۶۴ کتب خانہ جو دارالقضا پر وقف ہو اس کی کسی قاضی کی وراثت نہیں مل سکتی۔
- ۱۶۵ وقف کا ثبوت تعامل سے بھی ہوتا ہے۔
- ۱۶۶ تدریجہ چندہ و چندوں کی ملکیت پر رہنما سے
- ۱۶۷ لغاد بشر علی المشتري کا حکم۔
- ۱۶۸ وکیل نے موکل کے پیسے سے چیز اپنے لئے خریدی تو زکوٰۃ وکیل ضامن ہے۔
- ۱۶۹ چندہ دہندگان کے علاوہ کسی نے اس رقم سے کچھ خرید یا تو جمع کے مشتری کی ملک ہونے کی صورتیں۔
- ۱۷۰ موانع لغاد علی المشتري۔
- ۱۷۱ بیع میں مشتری کی طرف سے صراحت یا دلالت اضافت ضروری ہے۔
- ۱۷۲ اصافۃ الی المشتري کی صحیح اور غلط صورتیں۔
- ۱۷۳ لغاد واسطہ کے معانی مختلفہ۔
- ۱۷۴ بعض صورتوں میں وقف کا لفظ بولنا ضروری نہیں دلالت بھی وقف ہو جاتا ہے۔
- ۱۷۵ جس سے یہ سمجھ کر کہ اس کا دینا بچہ پر واجب ہے کوئی چیز دی البعد کو کھلا کر واجب نہ تھی تو لوٹا سکتا ہے۔
- ۱۷۶ رسالہ جوال العلولتیین المختو
- ۱۷۷ مستاجر نے اجارہ کو دائمی بنانے کے لئے اجارہ پر لگی دکان یا مکان میں اپنے مال سے اضافہ

- ۲۰۰ وقف میں وراثت جاری نہیں ہوتی۔
- ۱۹۶ وقف کی راہ آمد فی امامہ جمع رہے گی اور
- ۲۰۰ وقت ضرورت وقف پر خرچ کی جائے۔
- ۱۹۶ واقعہ نے اپنے ورثاء کے لئے قریب کی شرط
- ۲۰۰ لگائی تو یہ شرط خیریت کے ساتھ مفید ہوگی
- ۱۹۰ اخیراً اس کا کام پر حاضر رہنا ضروری ہے غیر حاضر
- ۱۹۰ کے دن کی اجرت کا حقدار نہیں، قلیل حصہ
- ۲۰۸ جو اس صیف میں مروج ہو وہ عداۃ معاف ہے
- ۲۰۱ صیغہ تعلیم میں جمعہ، کہیں منگل اور جمعہ اور رمضان مبارک
- ۲۰۹ کی تعطیل جائز ہے۔
- ۲۰۲ خدمت گار کو رمضان کی تعطیل نہ ملے گی۔
- ۲۰۳ مدرس کو حج فرض کی ادائیگی کی رخصت نہیں
- ۲۰۴ عیدہ تعلیم میں بند رت تین مہینہ کی غیر حاضری
- ۲۰۵ معاف ہے لیکن بدلتھو۔
- ۲۰۵ انتظام مسجد کا ہر سال میں ایک آدمہ ہفتہ کی
- ۲۰۵ رخصت تو پاسکنا ہے طویل رخصت کے لئے
- ۲۰۹ عوسی دینا ہوگا۔
- ۲۰۵ صاحب وظیفہ کی عیبت مستقط اور غیر مستقط
- ۲۰۹ کی بحث
- ۲۰۵ وقف رجسٹرڈ کرانے کی فیس اگر متولی نے شرط
- ۲۱۲ نہ لگائی تو مال وقف سے راد کی جائے گی
- ۲۱۳ اوقاف کے رجسٹرڈ کرانے کی قاضی
- ۲۰۶ مال وقف سے حاجت متولی دستور کے موافق
- ۲۱۵ کما سکتا ہے۔
- ۲۰۶ خرچ و آؤ کی خدمت اور قناعت کے فضائل۔
- ۲۰۷ وقف سے جو منافع اٹھائے اس کو تادان
- دینا ہوگا۔
- ۲۰۷ وقف ثبوت کے بعد کسی ناجائز کارروائی سے
- باطل نہیں ہو سکتا۔
- دیہات کا ٹھیکہ جیسا ہندوستان میں رائج
- ہے حرام ہے
- ۲۰۷ اعیان کے نکاح کا اجارہ باطل ہے۔
- ۲۰۸ ثورث نے وقف کی خیانت کی تو وارث پر
- الزام نہیں، نہ اس کی اہلیت میں فرق برتا ہے۔
- ۲۰۸ اعلم حضرت کے معاصر علمائے اہلسنت کے
- الغاب۔
- ۲۰۸ بعض صورتوں میں عہد علم عذر ہے۔
- ۲۰۸ مسجد کے لئے ہندو کا وقف جائز نہیں۔
- ۲۰۸ متعارف وقف
- ۲۰۸ متعارف وقف کو کسی دوسری غرض میں صرف کرنا
- حرام ہے۔
- ۲۰۸ وقف مسجد کی آمد فی مدرسہ یا دوسری مسجد میں
- صرف نہیں ہو سکتی
- ۲۰۸ ایک مدرسہ کی آمد فی دوسرے مدرسہ یا مسجد
- میں صرف نہیں ہو سکتی۔
- ۲۰۸ چندہ کا جو روپیہ کام ختم ہونے کے بعد بچے
- چندہ دہندوں کو واپس کر دیا جائے یا حسن نام
- کے لئے اجازت دی اس میں صرف ہو۔
- ۲۰۸ چندہ دینے والوں کا پندرہ چلے تو اسی قسم کے
- دوسرے کام میں لگائیں ورنہ فقیروں کو تقسیم کر دیں۔

- وقت سے رجوع ناممکن ہے۔ ۲۱۶
 متولی کا وظیفہ حیر مثل کے موافق دیا جائے گا عدم
 کفایت کی صورت میں فاضلات سے اضافہ
 کیا جاسکتا ہے۔ ۲۱۷
 اضافہ علم علمائے بلد یا متعدد معززین و ستدار
 اصحاب رائے کریں گے۔ ۲۱۸
 فرض خواہ اس آمدنی پر جو وقت ہے متولی کو ملتی
 ہے ڈگری جاری کرا سکتا ہے جائیداد موقوفہ
 پر نہیں۔ ۲۱۹
 اشعار صحیحہ حمد و ثناء جو منوعات سے پاک ہوں
 انھیں سن کر انعام و اکرام دینا جائز ہے۔ ۲۲۰
 حقیر اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت
 کعب ابن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تعبیر
 سن کر دوائے مبارک عطا فرمائی۔ ۲۲۱
 اور جائیداد موقوفہ سے اس کا رواج ہو تو اس
 سے بھی ادا کیا جاسکتا ہے۔ ۲۲۲
 قدیم اوقاف میں سنیہ مصارف مثلاً شیعینہ
 برقی پنکھلاہ برقی روشنی وغیرہ لگایا جائز نہیں۔ ۲۲۳
 انصاف کی مذمت۔ ۲۲۴
 مالی وقف مالِ تمیم کا حکم رکھتا ہے۔ ۲۲۵
 جو کہے کہ عالموں کے منہ میں پیشاب کرتا ہوں یا
 کہے کہ خدا اوپر سے یہاں آئے تو اس کو ہم درست
 کر دینگے مگر یہ ہے، اس کے احکام مرتبہ
 کے ہیں۔ ۲۲۶
 شرائط وقف کی تفصیل ضروری ہے۔ ۲۲۷
 شرائط وقف کے اتباع کی چند صورتیں۔ ۲۲۸
 اوقاف کے مصارف متولی و مفتیین کے اختیارات
 وغیرہ سے متعلق استفسار جو دش سوائت پر
 مشتمل ہے۔ ۲۲۹
 جو مصارف شرائط وقف کے موافق اور شرائط
 نہ معلوم ہونے کی صورت میں قدیم عملہ رائے کے
 موافق ہو جائز ہے ورنہ ناجائز ہے۔ ۲۳۰
 وقف کی کاروائی پوشیدہ رکھنا حرم نہیں مطالبہ
 حساب کا البتہ سبب اختیار ہے بر متولی و علم غیات کی ہر جتنے
 کے بعد معزول کیا جاسکتا ہے۔ ۲۳۱
 وقف کے بارے میں شرع کی مخالفت کر کے دہلے
 اور حساب کی جانچ سے روکنے والے مہربان عدم
 کے مرتکب ہوئے۔ ۲۳۲
 اوقاف کے لئے شرط اوقاف اور احکام شرع سے
 ہٹ کر قواعد وضع کرنے کا کسی کو اختیار نہیں ۲۳۳
 وقف کا سامان کسی دوسرے کو عاریتہ دینا بھی
 ناجائز ہے۔ ۲۳۴
 وقف کا مال غیر مسلم کو دینا حرام ہے۔ ۲۳۵
 مال وقف سے مذہبی تقریبات کی شریعتی غیر مقرر
 کو بھیجنے کی شرط ہو یا معمول قدیم ہو تو ناجائز
 و روا ہے۔ ۲۳۶
 یہی حال دعوت وغیرہ کا ہے۔ ۲۳۷
 متولی وقف امین وقف ہے۔ ۲۳۸
 سامان وقف میں کچھ تلف ہو جائے تو متولی
 اور طرہوں پر نادان نہیں اتلاف پر نادان ہے ۲۳۹

- ۲۲۷۔ تہ ہیں ذرات التیم میں ذرات الامثال نہیں۔
 ۲۲۷۔ چھلے اور کاغذ کے وحدت مستلزم شکیست نہیں۔
 ۲۲۷۔ ایک مسجد کی چیز دوسری مسجد کو عاریہ دینا جائز نہیں۔
 ۲۲۷۔ احکام شرعیہ کے خلاف نہ کثرت رائے دیکھی جاسکتی ہے نہ اتفاق رائے۔
 ۲۲۷۔ حکم صرف امتہ صالحہ کا ہے۔
 ۲۲۷۔ دربارہ وقف واقف کی تصریح شایع علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نص کی طرح واجب العمل ہے۔
 ۲۲۷۔ احکام شرع کے خلاف کوئی قانون اور سطرط زمانی جائے گی۔
 ۲۲۷۔ انقض وقف سے زائد اور بے مال وقف سے نہ تو کسی جائداد کا حربہ ہے نہ یہ جائز ہے۔
 ۲۲۷۔ ولی کے ایسے تصرفات جس سے وقف کو نقصان پہنچے تو وہ تصرفات ناجائز ہیں۔
 ۲۲۷۔ ان الولائیة مشروطۃ بالنظر ولا نظر فی الضموم۔
 ۲۲۷۔ مخرج سود کے حساب سے کرایہ مقرر کیا تو یہ معاملہ گندہ ہے کرایہ جائز ہوگا۔
 ۲۲۷۔ وقف سے متولی کو بغیر صورت سواری اور ایام کارگزاری کی تنخواہ اور ضرورت ہر تو سیاسی کی تنخواہ بھی ملے گی۔
 ۲۲۷۔ مقدار تنخواہ وغیرہ کا تعلیق عرف پر ہے۔
 ۲۲۷۔ پڑ اور قبولیت کا اندازہ جائز نہیں ہے۔
- وقف کی وصیت کا نفاذ بعد موت ہوگا نہ نہ ہو
 ۲۲۷۔ میں حسب مشار تصرفات کا شیر ہے۔
 ۲۲۷۔ مسجد کی وقفی زمین میں ناجائز تصرفات کے متعلق سوال۔
 ۲۲۷۔ ایک وقف جس غرض کے لئے کیا جائے اسی پر رکھا جائے۔
 ۲۲۷۔ وقف دکان کو رابطہ یا رہاؤ کو دکان کر دینا حرام ہے۔
 ۲۲۷۔ وقف جائداد کی حیثیت میں تبدیلی کرنا جائز نہیں ہے۔
 ۲۲۷۔ موقوف علیہ کو بدل دینا حرام ہے۔
 ۲۲۷۔ مسجد کی موقوفہ زمین کو مدرسہ میں شامل کرنا حرام ہے۔
 ۲۲۷۔ مسجد کا پستہ کھود کر یا غلط بنا کر حرام ہے اور وقف میں غصب ہے۔
 ۲۲۷۔ صحیح حدیث کا ارشاد ہے کہ جو ایک بالشت زمین غصب کرے گا زمین کے ساتوں طبقوں پر اتنا صدر توڑ کر روز قیامت اس کے گلے میں طوق ڈالا جائے گا۔
 ۲۲۷۔ وقف کی جائداد میں بے حادثہ برد اور ظلم پر سکوت حرام ہے اور چارہ جاتی فرض ہے۔
 ۲۲۷۔ مسلمانوں کو وقف کے بدلے کا کوئی اختیار نہیں۔
 ۲۲۷۔ آدمی اپنی ملک میں تصرف کر سکتا ہے۔
 ۲۲۷۔ واقف مالک حقیقی کی ملک خاص ہے۔
 ۲۲۷۔ مسجد کو بوسے پکانا واجب ہے۔
 ۲۲۷۔ مسجد میں مٹی کا تیل ملانا، مسلائی سلکان، کچا ڈھل

- ۲۳۱ لے جانا حرام ہے۔
 ۲۳۲ مسجد کے قریب پانچگانہ بنانا جس سے مسجد میں
 بو پہنچے حرام ہے۔
 ۲۳۳ مسجد عام جماعت کے لئے بنائی جاتی ہے۔
 ۲۳۴ جماعت ہر مسلمان پر واجب ہے۔
 ۲۳۵ ترک جماعت پر وعیدات شدیدہ
 ۲۳۶ کیا پیاز یا کچا لہسن کھا کر مسجد میں جانا
 ناجائز ہے۔
 ۲۳۷ مسجد خالی ہو تب بھی اس میں بہبود داخل کرنا
 ناجائز۔
 ۲۳۸ جس سے انسان ایذا پاتا ہے اُس چیز سے
 ملائکہ بھی ایذا پاتے ہیں۔
 ۲۳۹ مسجد میں مالی وقف سے بلا ضرورت برقی پنکے
 اور الیکٹرک روشنی لگانے سے متعلق سوال۔
 ۲۴۰ جی مصالح کی عرفایا خضا اہازت نہ ہو مال وقف
 سے اس کا ادا کرنا حرام ہے۔
 ۲۴۱ بے شرط وقف مال وقف سے صبح تک چرائے جانا
 منع ہے۔
 ۲۴۲ واقعہ نے مسجد میں گنگرے نہیں بنوائے تھے
 متولی نے مالی وقف سے بنوایا تاوان دے۔
 ۲۴۳ متعلیوں کو اذان کی آواز بے منارہ پہنچ جاتی ہے
 تو مال مسجد سے منارہ بنانا درست نہیں۔
 ۲۴۴ واقعہ نے فراش کا وظیفہ رکھا تو متولی یا
 حاکم یہ وظیفہ جاری کرنے کے مجاز نہیں۔
 ۲۴۵ مسجد مستحکم ہو تو اس کو توڑ کر نئی بنانا جائز نہیں۔
 ۲۳۱ گیس کی روشنی ہے تو برقی قلعے لگانا منع ہے
 ۲۳۵ لگائیں تو تاوان دینا ہوگا۔
 ۲۳۵ مسائل مذکورہ بالا سے متعلق نصوص
 ۲۳۸ مسجد میں خوشی پنک لگانا مطلقاً ناپسندیدہ ہے
 بجلی کے پنکے کی ہوا طبعاً مضر ہو تو اپنے گھر میں
 بھی لگانا نہ چاہئے۔
 ۲۳۹ مسجد میں ایسی چیز لگانا جس سے مصلیوں کا دل
 بٹے منع ہے۔
 ۲۳۹ مسجد میں نفس جیڑے لے جانا حرام ہے
 برقی روشنی اور پنکے سے حادثات کا ظنی غائب
 ہو تو ان کا استعمال منع ہے۔
 ۲۴۰ طعنا ص چیز کا مضر ہونا ثابت ہو اس کا استعمال
 حرام ہے۔
 ۲۴۰ ایک مسجد کے وقف کی آمدنی دوسری مسجد میں
 نہیں لگائی جاسکتی۔
 ۲۴۱ وقف کے کرایہ دار نے خریدیج سے درمیان مدت
 میں مکان چھوڑ دیا تو باقی ماندہ کا کرایہ چھوڑا جاسکتا
 ۲۴۲ بالغ بچوں والے قیموں کو اگر کسب کے لائق ہونے
 تک قیم حانہ سے خورد و نوش دینے کا عمل ہو
 تو دیا جائے۔
 ۲۴۲ معمول نہ ہو تو چندہ و بندگان سے اجازت لینے
 ضروری ہے۔
 ۲۴۲ معمول نہ ہو سے اور اجازت نہ لینے ضرورت
 میں جو بالغوں پر صرف ہو تمکون کو اس کا تاوان
 دینا ہوگا۔

- ۲۴۹ ہر مباح بنیت مجرودہ محمود و قربت ہو جاتا ہے۔
 وقف علی الاداء و اداء وقف علی انفس کی
 ۲۵۰ وضاحت اور اس کے جواز کا حکم۔
 ۲۴۴ اپنی صحت میں اپنی پوری جائداد کے وقف کا
 اختیار ہے مگر یہ بیت مدوم و شفیع ہے رو دیگر
 ۲۴۴ وارثوں کو اپنے ترکہ سے محروم کرے۔
 ۲۵۱ صحت عورت میں کسی وارث کا کوئی حق عورت
 کے مال سے متعلق نہیں ہوتا۔
 ۲۴۶ جو بلا وجہ بشری اپنے وارث کی میراث سے
 بھاگے اور تھانے جنت سے اس کا حصہ
 ۲۵۱ قطع کر دیتا ہے۔
 ۲۴۶ بتوں کا مالدار ہونا انھیں میراث سے محروم
 کرے کی وجہ سنی ہیں۔
 ۲۵۱ وقف اہل کا بیان۔
 ۲۵۲ وقف علی الاداء کی ایک جائز صورت
 غیر مرض موت میں جو وقف کیا جائے اس سے
 ۲۴۷ کسی وارث کو حق اعتراض نہیں
 ۲۴۷ وقف علی الاداء میں واقع عیسیٰ شرط لگاے
 اسی کے موافق عملہ رآد ہوگا
 ۲۵۳ نیاز بزرگان دین اور میلاد کے لئے وقف
 جائز ہے۔
 ۲۴۷ ثلث مال کا ذخیرہ صرف کرنا لقیہ و وثقت
 سے زکوٰۃ کو ساقط نہیں کرتا جبکہ اس کے
 ۲۴۸ پاس حاجات اعلیٰہ سے فارغ بقدر نصاب
 بچے اور سال گزرے۔
 مسجد کے چندہ میں چیک دیا سنی کی غفلت سے
 بھنسنے کا تو کیا حکم ہے۔
 روپیہ کو کوئی شخص بنک میں جمع کرتا ہے وہ بنک
 پر دین ہوتا ہے۔
 وکیل بقیع الدین اور بہرہ باطلہ کی ایک صورت۔
 منہوم کے لئے بہرہ باطل ہے
 تہہ بے قبضہ تام معید ملک نہیں
 قرضہ سے چھٹا ہو جو بھلاک جو مائے تو بہرہ
 باطل ہوتا ہے
 تقسیم سے پہلے واپس مر جائے تو بھی بہرہ
 باطل ہے۔
 کسی ادارے کے چندہ سولی ہوں تو ذمہ دار کی
 کی برابر ہے۔
 چندہ کی رقم جو کام سے فاضل ہو گئی چندہ و چندہ
 کی ملک سے یا تو انھیں محض رسدی واپس
 دیا جائے یا دوسرے جس کا ذخیرہ وہ سائب
 لگائی جائے۔
 خیرات خالصانہ کے لئے وقف صحیح ہے
 نیاز فاتحہ حضرت امام عالی مقام و ادویار کے لئے
 وقف صحیح ہے۔
 زائرین کے آرام کے لئے جو مکان بنایا گیا اس
 کی مرمت کے لئے وقف جائز ہے۔
 قبر کی مرمت کے لئے وقف صحیح نہیں۔
 مزارات ادویار کی حفاظت و نگہداشت کے لئے
 وقف بنیت خیر صحیح ہے

باب المسجد

- ۲۶۰ بنانا جائز ہے یا نہیں) مسجد کی چیزی اس کے اجزاء میں یا آلات
- ۲۶۱ یا اوقاف یا زوائد مسجد کے لئے چھت، منارہ، دیواریں ضروری نہیں۔
- ۲۵۵ اگرچہ مسجد یعنی زمین و عمارت قمار کی بیع کا حکم شرعی۔
- ۲۶۱ مسئلہ مذکورہ کی تحقیق کے لئے کتب فقہ کی عبارات۔
- ۲۵۶ مسجد قیامت تک اصل بانی کے نام سے رہے گی
- ۲۶۱ متصف علیہ الرحمۃ کی نہایت شاندار تحقیق کہ امام ابو یوسف کی روایت نادرہ ان کے معنی بہ
- ۲۵۷ عادۃ وصفت کرنے والے احداث اصل کرنے والے کی مثل نہیں
- ۲۶۳ قول پر متفرع ہے۔
- ۲۵۷ حساب کتاب کی کتابوں پر بھی اصل بانی کا نام لکھنا بہتر ہے
- ۲۶۳ امام ابو یوسف کی روایت کا حاصل۔
- ۲۵۷ مسجد مہدم ہو جائے اور اس کے اجزاء ضرورت مسجد سے راجح ہوں تو ان کے صلیت ہونے کا خدشہ ہو تو قاضی کے اذن سے فروخت کرنا اور قیمت کو محفوظ رکھنا جائز ہے۔
- ۲۶۳ تعمیر شدہ مسجد کو اگر پہلے سے مضبوط بنا کر کب جائز اور کب ناجائز ہے۔
- ۲۵۸ حاکم اسلام وہ نہ ہو تو مولیٰ مسجد اہل محلہ مسجد سے نکل ہوئی چھپر مناسب دام پر کسی مسلمان کے ہاتھ بیچ سکتے ہیں۔
- ۲۶۳ مسجد کے اجزاء اور کتب ناجائز ہے۔
- ۲۵۸ مسجد کا سامان خریدنے والے کو چاہیے کہ کسی قسم کی بے حرمتی کی جائے اس کو نہ ڈالے۔
- ۲۶۵ شرعی حکم۔
- ۲۶۱ مسئلہ مذکورہ کی تحقیق کے لئے کتب فقہ کی عبارات۔
- ۲۶۵ رباط کے جانور بہت زیادہ ہو جائیں اور ان کا خرچہ بڑھ جائے تو کیا مولیٰ ان میں سے
- رسالہ التحقیق الجلید فی حق المسجد (اس رسالہ میں اس امر کی تحقیق آیت ہے کہ مسجد کی چیزی فروخت کر کے اپنے صرف میں لانا اور مسجد کی چھت خرید کر اس پر پانچواں وغیرہ

- بعض کو فروخت کر کے قیمت کو جانوہوں کے
چاہرہ اور رباط کی مرمت پر صرف کر سکتا ہے
یا نہیں۔
- ۲۶۵ مسئلہ مذکورہ کی دو صورتیں۔
۲۶۵ مسجد کے تباہی اور چارپائی کی بیع کا حکم۔
۲۶۶ مسجد میں کسی نے چٹائی بچھائی پھر مسجد ویران ہو گئی
قرچٹائی کا کیا کیا جائے۔
۲۶۶ کسی نے مسجد کے لئے گھاس یا قندیل خریدی
پھر اس کی ضرورت نہ رہی تو کیا حکم ہے۔
۲۶۶ آلات مسجد کے بارے میں امام محمد اور امام مسجد
کے بارے میں امام ابو یوسف کے قول پر
فقہی ہے۔
۲۶۷ اوقاف مسجد کی بیع کب جائز ہے
۲۶۷ چار صورتوں کے علاوہ آباد وقف کو تبدیل کرنا
جائز نہیں۔
۲۶۸ وقف کی تبدیلی میں بے شمار خرابیاں ہیں۔
۲۶۸ استبدال وقف کا موجب یا تو شرط استبدال
ہے یا ضرورت استبدال۔
۲۶۸ بحالت شرط استبدال تبدیلی وقف کا جواز
چند شرطوں سے مشروط ہے۔
۲۶۸ تبدیل وقف کی شرائط مسجد کا خلاصہ یہ ہے
کہ مخالفت شرط اور مظنہ مخالفت قطع وقف
سے بچے۔
۲۶۸ جو وقف ویران و خراب ہو جائے تو قاضی
شرع حاکم اسلام عالم عادل متین نہ اس کو
- بلکہ شرط واقف بلکہ باوصف منع واقف بھی
اُسے بچ کر دوسری جائداد اُسی غرض سے
اُس کے قائم مقام کر دیے کی اجازت ہے
- ۲۶۱ بچہ شرط
۲۶۱ مسئلہ مذکورہ کی وضاحت کے لئے کلام و
۲۶۱ عبارات عامہ کلام۔
۲۶۱ استبدال میں وجہوں پر ہے
۲۶۶ قاضی بہشت صاحب علم و عمل کو کہتے ہیں۔
۲۶۶ مصنف علیہ الرحمہ کا شامی پر ایک حاشیہ۔
۲۶۶ اشعار موقوفہ کی بیع کا حکم۔
۲۶۸ زوائد کی بیع کا شرعی حکم
۲۶۸ زوائد سے مراد کیا چیزیں ہیں۔
۲۶۸ تمام اشیاء موقوفہ بطور خود مسجد کے مال
سے آمدنی برٹانے کے لئے خرید سے ان کی
بیع کا بشرط مصلحت وہ ہر وقت اختیار
رکھتا ہے۔
۲۶۹ مسئلہ مذکورہ کی تائید میں کتب فقہ کی عبارات۔
۲۶۹ ایک مسجد کی ملکیت دوسری مسجد میں خرچ کرنا
۲۶۸ یا مسجد کا چھیندر میں دیا حرام ہے
۲۶۸ مسجد کی بیکار چیز خرید کر صرف میں لانا۔
۲۶۸ علماء نے اس کو دے کی بھی تعلیم کا حکم دیا ہے
۲۶۸ جو مسجد سے جھڑ کر بھینکا جاتا ہے۔
۲۶۸ جو مکان ہمیشہ نماز مسلمانوں کے لئے بنایا مسجد
۲۶۸ ہو گیا اگرچہ اسے مسجد نہ کہا، نہ محراب بنائی
اگر کہا میں نے یہ زمین نماز کے لئے وقف

- کی گرا سے کوئی مسجد نہ سمجھے جب بھی مسجد
۲۸۲ ہوگی
- مستحب ہونے کے لئے زمین میں پانچ صورتوں
۲۸۳ سے ایک صورت چاہئے ورنہ مسجد نہ ہوگی
- صحن مسجد بھی مسجد ہے۔
۲۸۴
- مسجد کے فرش پر دھو حرام ہے
۲۸۴
- غیر مختلف کو اس کی بھی اجازت ہیں کہ مسجد
۲۸۴ میں بیٹھ کر کسی برتن میں وضو کرے اسی طرح کہ
- پانی مسجد میں نہ گرسے
۲۸۴
- مختلف مسجد میں اس ضرورت میں وضو کرنے
۲۸۴ کی رخصت ہے کہ کوئی بوند مستعمل پانی کی
- مسجد میں نہ گرسے۔
۲۸۴
- غیر مختلف شدید بارش میں بھی اسی طرح
۲۸۹ وضو کر سکتا ہے کہ مید کا پانی سب کو بہا بیجا
- الغروا ت تیح المحکرات۔
۲۸۹
- کثیر بارش ترک جماعت کے لئے عذر ہے۔
۲۸۹
- جماعت نماز واجب ہے۔
۲۸۹
- کثیر بارش ترک جماعت کے لئے عذر ہے۔
۲۸۹
- غیر مختلف کہ مسجد میں اخراج ریکہ مکروہ ہے۔
۲۸۸
- قلب علم مسجد میں اس طرح کتاب دیکھ سکتے
۲۸۸
- کہ نمازیوں کو حرج نہ ہو۔
- اگر ریکہ میں نہ ہو تو ایسے شخص کا ایسے وقت
۲۸۸ میں مسجد میں بیٹھنا جائز نہیں
- مسجد کو بدلو سے بچانا واجب ہے۔
۲۸۸
- جس بات سے آدمیوں کو اذیت پہنچتی ہے
۲۸۸
- فرشتے بھی اس سے اذیت پاتے ہیں (حدیث)
۲۸۸
- موتی مسجد کی واجب تعمیر محار و اللہ والی قرآن
۲۸۹
- نہید کر سکتا۔
۲۸۹
- اگر محار نے موتی سے اجازت کے بغیر جو تعمیر کی
۲۸۹
- ماتر ہے اور بڑا بکریں گے جائز ہوگی
۲۸۹
- تعمیر مسجد کے فضائل قرآن و حدیث سے
۲۸۹
- دیرانی مسجد کے خواستگار کے لئے وسیع شیعہ
۲۸۹
- موتی کو تو نہیں پہنچتا کہ وہ وہ جو ہر اہل محلہ
۲۸۹
- کو تعمیر سے روکے۔ ایسا محسن علم مسجد کو
۲۸۹
- دیران کرنے والا ہے۔
۲۹۰
- تمام کے نصب میں تیار ہر تو اہل محلہ کا امام
۲۹۱
- افضل ہے تو اسی کو ترجیح ہے۔
۲۹۱
- نجدہ مسجد کی تعمیر کرنا موتی کی توجہ نہیں ہے۔
۲۹۲
- مختار جملہ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں
۲۹۲
- مسجدوں میں چنار اور کنگرے نہیں تھے،
۲۹۲
- بعد میں قلوب عوام میں عظمت ڈالنے کے لئے
۲۹۳
- علما اور عوام مسلمان نے اس کو مستحسن سمجھا۔
۲۹۳
- قرآن شریف پر سونا چڑھانا، مسجد میں گچکاری
۲۹۳
- وغیرہ اسی قبیل سے ہے۔
- آج کل یہ طرز تعمیر مسجد کی حفاظت اور اس کے
۲۹۴
- اختیار کا بگاڑ دیکھ ہے۔
- مسجد بنانے کی نیت سے ہندو نے مسلمان
۲۹۴
- کو روپیہ دیا، مسلمان نے اس روپیہ سے
۲۹۵
- مسجد بنا دی مسجد ہوگی۔
- کافر نے پرانی مسجد کی مرمت کرادی مسجد ہی
۲۹۵

- ۲-۱ مصالح مسجد نواہے مسجد میں
۲۹۷ دروازہ قدیم مسجد کی جگہ پھاٹ کو مسجد میں سنا
۲-۱ از ہے بے اہل محلہ کی اجازت سے بے رنج
۲۹۸ آباد قبرستان کو پھاٹ کو مسجد میں شامل کرنا
۲-۲ حرام ہے۔
۲۹۹ جس قبرستان میں دفن کرنا نہ ہو وہاں قبر سے باہر
ستون قائم کر کے جلدی پر چھت پھاٹ کو چھت کو
۲-۳ شامل مسجد کرنے میں حرج نہیں۔
۲۹۵ مطلقاً حقوق جہد کا تعلق مائع مسجدیت نہیں۔
۲-۵ مقبرہ کے لئے بھی حق جہد سے فارغ ہونا
۲۹۶ شرط ہے۔
۲۹۷ ہر عام کو ماٹ کر اس کا چھت پر مسجد بنانا
۲-۶ حرام ہے۔
۲۹۸ طاق عدو اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے۔
۲۹۹ مسجد میں دروں کی طاق عدو کا مسلمانوں میں
رداج ہے، حتیٰ الامکان اس ردش کے
خلوت نہ کیا جائے بھوری جفت رکھنے میں
بھی حرج نہیں۔
۲۹۹ مسجد بنانا باعث اجر عظیم ہے۔
۳۰۰ اگر بہ یقین معلوم ہو کہ نئی مسجد کی تعمیر سے
پرائی مسجد ویران ہوگی تو نئی کی تعمیر نہ کی جائے۔
۳۰۰ آباد مسجد کی اینٹ دوسری میں لگانا
حرام ہے۔
۳۰۰ مسجد کے احاطہ اور اس کے صحن میں دکان
بنانا حرام نہیں، حجرہ بنا سکتے ہیں جبکہ اس
سے مسجد میں کسی طرح کی تنگی نہ پڑے۔
۳۰۰
- ۲-۱ مصالح مسجد نواہے مسجد میں
۲۹۷ دروازہ قدیم مسجد کی جگہ پھاٹ کو مسجد میں سنا
۲-۱ از ہے بے اہل محلہ کی اجازت سے بے رنج
۲۹۸ آباد قبرستان کو پھاٹ کو مسجد میں شامل کرنا
۲-۲ حرام ہے۔
۲۹۹ جس قبرستان میں دفن کرنا نہ ہو وہاں قبر سے باہر
ستون قائم کر کے جلدی پر چھت پھاٹ کو چھت کو
۲-۳ شامل مسجد کرنے میں حرج نہیں۔
۲۹۵ مطلقاً حقوق جہد کا تعلق مائع مسجدیت نہیں۔
۲-۵ مقبرہ کے لئے بھی حق جہد سے فارغ ہونا
۲۹۶ شرط ہے۔
۲۹۷ ہر عام کو ماٹ کر اس کا چھت پر مسجد بنانا
۲-۶ حرام ہے۔
۲۹۸ طاق عدو اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے۔
۲۹۹ مسجد میں دروں کی طاق عدو کا مسلمانوں میں
رداج ہے، حتیٰ الامکان اس ردش کے
خلوت نہ کیا جائے بھوری جفت رکھنے میں
بھی حرج نہیں۔
۲۹۹ مسجد بنانا باعث اجر عظیم ہے۔
۳۰۰ اگر بہ یقین معلوم ہو کہ نئی مسجد کی تعمیر سے
پرائی مسجد ویران ہوگی تو نئی کی تعمیر نہ کی جائے۔
۳۰۰ آباد مسجد کی اینٹ دوسری میں لگانا
حرام ہے۔
۳۰۰ مسجد کے احاطہ اور اس کے صحن میں دکان
بنانا حرام نہیں، حجرہ بنا سکتے ہیں جبکہ اس
سے مسجد میں کسی طرح کی تنگی نہ پڑے۔
۳۰۰
- ۲-۱ مصالح مسجد نواہے مسجد میں
۲۹۷ دروازہ قدیم مسجد کی جگہ پھاٹ کو مسجد میں سنا
۲-۱ از ہے بے اہل محلہ کی اجازت سے بے رنج
۲۹۸ آباد قبرستان کو پھاٹ کو مسجد میں شامل کرنا
۲-۲ حرام ہے۔
۲۹۹ جس قبرستان میں دفن کرنا نہ ہو وہاں قبر سے باہر
ستون قائم کر کے جلدی پر چھت پھاٹ کو چھت کو
۲-۳ شامل مسجد کرنے میں حرج نہیں۔
۲۹۵ مطلقاً حقوق جہد کا تعلق مائع مسجدیت نہیں۔
۲-۵ مقبرہ کے لئے بھی حق جہد سے فارغ ہونا
۲۹۶ شرط ہے۔
۲۹۷ ہر عام کو ماٹ کر اس کا چھت پر مسجد بنانا
۲-۶ حرام ہے۔
۲۹۸ طاق عدو اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے۔
۲۹۹ مسجد میں دروں کی طاق عدو کا مسلمانوں میں
رداج ہے، حتیٰ الامکان اس ردش کے
خلوت نہ کیا جائے بھوری جفت رکھنے میں
بھی حرج نہیں۔
۲۹۹ مسجد بنانا باعث اجر عظیم ہے۔
۳۰۰ اگر بہ یقین معلوم ہو کہ نئی مسجد کی تعمیر سے
پرائی مسجد ویران ہوگی تو نئی کی تعمیر نہ کی جائے۔
۳۰۰ آباد مسجد کی اینٹ دوسری میں لگانا
حرام ہے۔
۳۰۰ مسجد کے احاطہ اور اس کے صحن میں دکان
بنانا حرام نہیں، حجرہ بنا سکتے ہیں جبکہ اس
سے مسجد میں کسی طرح کی تنگی نہ پڑے۔
۳۰۰
- ۲-۱ مصالح مسجد نواہے مسجد میں
۲۹۷ دروازہ قدیم مسجد کی جگہ پھاٹ کو مسجد میں سنا
۲-۱ از ہے بے اہل محلہ کی اجازت سے بے رنج
۲۹۸ آباد قبرستان کو پھاٹ کو مسجد میں شامل کرنا
۲-۲ حرام ہے۔
۲۹۹ جس قبرستان میں دفن کرنا نہ ہو وہاں قبر سے باہر
ستون قائم کر کے جلدی پر چھت پھاٹ کو چھت کو
۲-۳ شامل مسجد کرنے میں حرج نہیں۔
۲۹۵ مطلقاً حقوق جہد کا تعلق مائع مسجدیت نہیں۔
۲-۵ مقبرہ کے لئے بھی حق جہد سے فارغ ہونا
۲۹۶ شرط ہے۔
۲۹۷ ہر عام کو ماٹ کر اس کا چھت پر مسجد بنانا
۲-۶ حرام ہے۔
۲۹۸ طاق عدو اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے۔
۲۹۹ مسجد میں دروں کی طاق عدو کا مسلمانوں میں
رداج ہے، حتیٰ الامکان اس ردش کے
خلوت نہ کیا جائے بھوری جفت رکھنے میں
بھی حرج نہیں۔
۲۹۹ مسجد بنانا باعث اجر عظیم ہے۔
۳۰۰ اگر بہ یقین معلوم ہو کہ نئی مسجد کی تعمیر سے
پرائی مسجد ویران ہوگی تو نئی کی تعمیر نہ کی جائے۔
۳۰۰ آباد مسجد کی اینٹ دوسری میں لگانا
حرام ہے۔
۳۰۰ مسجد کے احاطہ اور اس کے صحن میں دکان
بنانا حرام نہیں، حجرہ بنا سکتے ہیں جبکہ اس
سے مسجد میں کسی طرح کی تنگی نہ پڑے۔
۳۰۰

- حالی کبوتر اڑانا جس میں بھت پر چڑھتے ہیں دوسروں
کا مالی یا جسمانی ضرر ہو حرام ہے۔ ۳۰۹
ایسے شخص کو منع کیا جائیگا، اور دے مانے تو اس کا
کبوتر ذبح کر دیا جائیگا۔ ۳۰۹
مطلقاً کبوتر بازی جس میں مفاسد باندھ نہ ہوں لیکن
عبث و بے فائدہ اور حرام ہے اور پرندوں پر
ظلم ہے۔ ۳۰۹
کبوتر بازی کو نصیحت و ہدایت۔ ۳۱۰
بے گناہ بے زبان جانور پر ظلم آدمیوں کی غرور سانی
سے شدید تر ہے۔ ۳۱۰
دنیا گزشتی ہے ایک دن انصاف کا آئینہ ہے۔ ۳۱۰
غائب و مذاب اور جنت و جہنم مکلفین کے لئے
تیار کئے گئے ہیں۔ ۳۱۰
ایک عورت بنی کو قید کرنے کی وجہ سے جہنم
میں گئی۔ ۳۱۰
مسجد میں کبوتر بازی اشد حرام ہے۔ ۳۱۰
مسجد میں بات نیکیوں کو اس طرح کھا جاتی ہے
جیسے جانور گھاس کو۔ ۳۱۱
مباح باتیں بھی مسجد میں بلا ضرورت حرام ہیں
مسجد میں دنیا کی باتیں کرنے والوں، غیبت
کونے والوں کے منہ سے بدبو نکلتی ہے۔ ۳۱۲
بشر و معتکف کو مسجد میں بیع و شراء اور اکل و
شراب جائز ہے۔ ۳۱۳
تجارت کے لئے بیع و شراء معتکف کو بھی
نا جائز ہے۔ ۳۱۳
- مسجد میں بچوں اور پاگلوں کو لانا، بیع و شراء
تھکرے اور آواز بلند کرنا منع ہے۔ ۳۱۴
مسجد میں آواز سے کم شدہ چیز تلاش کرنا منع ہے۔ ۳۱۴
غیر بازی کبوتر بازی سے بھی زیادہ سخت قبیح اور شنیع ہے ۳۱۴
مسلمانوں پر ظلم کرنے سے زیادہ بُرا ذمی پر
ظلم کرنا ہے، اور اس سے بھی زیادہ سخت
جانوروں پر ظلم کرنا ہے۔ ۳۱۵
عام مسلمانوں پر واجب ہے کہ ایسے افعال شنیعہ
سے روکیں۔ ۳۱۵
گناہ کو اچھا جاننا کفر ہے۔ ۳۱۵
جو لوگ گناہ میں شریک نہ ہوں مگر گناہ کرنے والوں
کو بوجہ قدرت منع نہ کریں وہ بھی مائتود
رہا رہیں۔ ۳۱۵
مسئلہ مذکورہ کی تائید احادیث کریمہ سے۔
جو زمین کبھی دارالاسلام نہ ہوئی اس میں مسجد بنانے
کی اجازت نہیں، اور بنائی تو مسجد کا
حکم نہیں۔ ۳۱۶
دارالاسلام میں بنی ہوئی مسجد کی آبادی بھی
جب متعذر ہو جائے اور قلب کفار کا خطرہ
ہو تو اسباب تعمیر اکھاڑ کر دوسری جگہ
لے جاسکتے ہیں۔ ۳۱۶
جو زمین متعلق مسجد ہو مسلمانوں کے مشورے سے
جب وہ جگہ مسجد ہو گئی تو اس کے لئے مسجد
کا حکم ہے۔ ۳۱۶
جس زمین کو مسجد سے متعلق وقف کیا اس میں

- ۳۲۹ باغ و پھل ہوں تو انھیں بیچ کر مسجد کی تعمیر میں
ضرف کر سکتے ہیں۔
- ۳۲۹ جس زمین کو مسجد کیا اس میں باغ اور پھلزار و خست
ہیں انھیں کاٹ کر اپنے صرغہ میں لائے اور زمین
شامل مسجد کرے۔
- ۳۲۹ جو مسجد میں عام طور سے مسجد مشہور ہوں اور ان میں
نماز پنجگانہ ہوتی ہو وہ مسجد ہی سے اس کو
مسجد البیت قرار دے کر ملکیت جتانہ ظلم و
حرام ہے۔
- ۳۲۰ ایسی مسجد کو کسی قسم کے ذاتی تصرف میں لانا
حرام ہے۔
- ۳۲۰ وقف کا ثبوت شہرت کی بنیاد پر ہوتا ہے۔
- ۳۲۰ سچے دل سے توبہ اللہ قبول کرتا ہے۔
- ۳۲۱ فتنے مسجد میں اپنا ذاتی مکان بنانا بھی حرام ہے۔
- ۳۲۱ حوالی مسجد کا حکم بھی مثل مسجد ہوتا ہے۔
- ۳۲۱ مسجد کی بے ادبی اور بے حرمتی حرام ہے۔
- ۳۲۱ فتنے مسجد تابع مسجد ہے۔
- ۳۲۱ مساحہ میں امام اور مؤذن کی سکونت کے لئے
بنائے جائیں اسے مکانات کا حکم۔
- ۳۲۱ اختلاف کی بنیاد پر بٹنے والی دو مسجدوں کے
بارے میں سوال اور دلی دیریلی کے فتنے۔
- ۳۲۱ قتل فتویٰ بریلی۔
- ۳۲۱ قتل فتویٰ دہلی۔
- ۳۲۱ قتل فتویٰ ایرانی۔
- ۳۲۱ قرطین کے بیان سننا فحاشی پر لازم ہے۔
- ۳۲۹ زکوٰۃ مفتی پر۔
- ۳۲۹ مفتی بہر صورت سوال کا جواب دیتا ہے۔
- ۳۲۹ واقعہ سے بحث اس کے فرائض سے نہیں۔
- ۳۲۹ سوال کا ہر البطلان ہو تو مفتی اس کا جواب
نہ دے یا سوال کی غلطی کا بر کرے۔
- ۳۲۹ نیت کا علم اللہ کو سبہ مسلمان پر بد گئی
حرام ہے۔
- ۳۳۰ جو اپنے زمانہ و احوال کی معرفت نہ رکھے
جاہل ہے۔
- ۳۳۰ مراضی نے اپنی بیماری الٹی سمجھ کر دوا مانگی
طیب کو غلطی ہانسنے کے بعد الٹی دوا دینا
حرام ہے۔
- ۳۳۱ چنے فتوؤں کی اصلاح۔
- ۳۳۱ جو مسجد فساد کے لئے بنائی گئی مسجد ضرار کے حکم
میں ہے۔
- ۳۳۱ اتفاق و اتحاد کی ہدایت۔
- ۳۳۱ حالت نماز میں پنکھا کروانے کا حکم
- ۳۳۱ جس مسجد کی آبادی نا ممکن ہو اس کے اسباب
دوسری مسجد میں منتقل کئے جاسکتے ہیں۔
- ۳۳۱ شروط باطلہ سے مسجد باطل نہ ہوگی شرطیں ہی
باطل قرار دی جائیں گی۔
- ۳۳۱ مسجد بنا کر شرط لگائی میں اسے بیچ سکوں گا
- ۳۳۱ مسجد ہوگی شرط باطل۔
- ۳۳۱ مسجد بنا کر شرط لگائی کہ صرف فلاں قوم کے لئے
- ۳۳۱ مسجد سب کے لئے ہوگی تخصیص باطل ہے

- ۳۲۳ متسجد کی دیوار پر خود بانی کو بھی کڑیاں رکھنا حرام ہے۔
- ۳۲۴ متسجد قائم ہونے کے بعد مسجد کی چھت پر امام کے لئے بھی حجرہ بنانا جائز نہیں۔
- ۳۲۵ متسجد کی دیوار پر کرایہ دے کر بھی کڑی رکھنی جائز نہیں۔
- ۳۲۶ متسجد میں درخت لگانا جائز نہیں الا یہ کہ زمین ننگا ہو تو درخت ختم کرنے کے لئے درخت لگا سکتے ہیں۔
- ۳۲۷ درخت پہلے سے موجود ہوں مسجد بعد میں بنائی یہ جائز ہے۔
- ۳۲۸ برتنے والا ہی بانی واقعہ ہے تو درخت مس پر وقف ہوں گے اور پونے والا دوسرا بیویا قرآنا درخت کاٹ لے جائے یا مسجد کو دے دے۔
- ۳۲۹ متسجد میں درخت لگانے کی مختلف صورتوں کا حکم۔
- ۳۳۰ غائب، بکر، عادی، درختار کی عیارتوں کا صحیح عمل۔
- ۳۳۱ حرام کی کمائی سے خریدی ہوئی جائیداد کے وقف کرنے کی صورت۔
- ۳۳۲ دیہات میں عید گاہ کے لئے وقف صحیح نہیں۔
- ۳۳۳ جیت تک یہ نہ معلوم ہو جائے کہ خاص یہودی حرام ہے اس کو لے کر مسجد میں صرف کر سکتے ہیں۔
- ۳۲۳ نیابت امامت سے متعلق ایک تفصیلی سوال ۳۲۳ امام دوسرے کو اپنا نائب مقرر کر سکتا ہے اصل وظائف کا نائب امام ہوگا، نائب کو آٹنا ہی ملے گا جتنا باہم تراخی سے مسترد ہوا ہو۔
- ۳۲۴ امام نے اپنے نائب کے لئے کوئی مدت متعین نہ کی تو اجارہ فاسد ہے۔
- ۳۲۵ اجارہ فاسدہ کا فسخ کیا فریقین پر واجب ہے وہ نہ کریں تو حاکم فسخ کر دے۔
- ۳۲۶ اجارہ میں طریقہ رائج الوقت کے لحاظ سے اجارہ صرف پہلے مہینہ کے لئے ہوتا ہے۔
- ۳۲۷ اسپرٹ شراب ہے۔
- ۳۲۸ اسپرٹ مسجد میں لے جانا منع ہے۔
- ۳۲۹ تباہی کی تیل سے چراغ جلانا مسجد میں جائز نہیں۔
- ۳۳۰ مسجد کی چھت پر ولی کرنا جائز نہیں۔
- ۳۳۱ مسجد کی چھت پر پیشاب و پاخانہ کرنا جائز ہے۔
- ۳۳۲ مسجد میں کافر کا جانا بے ادبی ہے۔
- ۳۳۳ مسجد زیر تعمیر کو جب تک وقف نہ کرے بانی کی ملک ہے۔
- ۳۳۴ مسجد کر دیا ہے جب بھی بانی تعمیر کی حقدار ہے خود نہ بنا سکتا ہو تو مسلمانوں کو تعمیر کی اجازت دے۔
- ۳۳۵ حق مسجد مسقف کر دینے سے اس میں نماز پڑھنے میں خلل نہیں آتا۔
- ۳۳۶ مسجد کی چھت پر بلا ضرورت غار نہیں پڑھی جائیگی

○ رسالہ ایات المتواری فی مصالحتہ

عبد الباری (مسجد کانپور کے متعلق ایک

نہایت ضروری قومی جس کا سوال لکھنؤ

فرنگی محل سے آیا اور دارالافتاء بریلی سے

جواب دیا گیا اور کنبالی وضوح ثابت کیا گیا

کہ مولوی عبد الباری صاحب فرنگی محلی نے

جو فیصلہ مسجد محلی بازار کانپور کے متعلق کیا

وہ سراسر مخالفت احکام اسلام ہے اس پر

مسلمانوں کو مطمئن ہونا سخت گناہ و حرام ہے

ہر طبقہ کے مسلمانوں پر فرض ہے کہ دوبارہ

حفظ حقوق مذہبی گورنمنٹ کی نامیدل پالیسی

لفظ لیں اور اپنے اپنے منصب کے

لائق جائز چارہ جوتی میں پوری کوشش کریں

مولوی صاحب کی یہ شخصی کاروائی اگر مقبول

نہرگی تو ہمیشہ کے لئے مساجد ہند پر اس کا

بڑا اثر پڑے گا اور ہر مسلمان کو جائز کوشش

کر سکتا تھا اور نہ کی اس کے وبال میں ناخوذ

رہے گا۔ مسجد کانپور کے فیصلہ پر ایک

نظر کا بھی ترجمہ اس رسالہ میں ہے۔ ۳۶۵

مسئلہ از لکھنؤ فرنگی محل مرشد مولوی محمد سلامت

صاحب نائب منہج مجلس مؤید الاسلام۔ ۳۶۵

جواب از دارالافتاء بریلی۔ ۳۶۶

سات امور مستفسرہ۔ ۳۶۶

فتنہ پروازی اور امن عام میں خلل اندازی

اور مسلمانوں کو بلا اور اسلام کو توہین کے لئے

فاسق مرتکب کبیرہ کا ذبیحہ جائز ہے، ان سے

ابتداء اسلام ناجائز، زجر و تنبیہ کی نیت سے

ان سے ترک راہ و رسم بہتر ہے۔ ۳۶۰

فاسق نکاح پر حائے نکاح درست ہے

لیکن فاسق سے نکاح پڑھوانا منع ہے۔ ۳۶۰

ظن و تخمین سے کسی مسجد کے ضرار ہونے کا حکم

نہیں لگایا جاسکتا۔ ۳۶۰

جس مسجد کا مسجد ضرار ہو یا یقیناً ثابت ہو

اس کو ڈھایا جاسکتا ہے۔ ۳۶۰

اختلاف وقت سے بچنے کے لئے ایک مسجد

بنائی تو مسجد ضرار نہیں۔ ۳۶۱

فاسق اور باغی شر و فساد کی امت مان رہے

جو مسجد ضرار کے حکم میں ہو اس کی تعمیر میں

بددینا ناجائز ہے۔ ۳۶۱

ذبح کی اجرت لیے والا امام ہو سکتا ہے۔ ۳۶۱

قیام جمعہ کی شرائط کا بیان۔ ۳۶۱

کسی کے مقابلہ میں بھی شریہ پیدا کرنا جائز نہیں

مسجد میں وحظ اور چنڈہ کے جائز دنا جائز

ہونے کی صورتیں اور ان کا حکم

کسی زمین کے مسجد ہونے کی صورتیں۔ ۳۶۱

مسجد کے لئے عمارت ضروری نہ ہونے

کا بیان۔ ۳۶۲

مسجد محلی بازار کانپور کے لئے جن چوبیس

چنڈہ کے مصارف کا بیان اور مولوی عبد الباری

صاحب کے فیصلہ کی غلطی کا اظہار۔ ۳۶۳

- پیش کرنا ہرگز نہ شرعاً جائز سے زعماً ٹھیک۔ ۳۶۷ کی امید موجود پر محمول کرنا احکام سے خارج ہے۔
- تقدیر فعل سے شدید تر ہے۔ ۳۶۸ نہ ذکر رفع و قیل و زاع۔ ۳۶۳
- مقابلہ شرع حکم کو بلا جبر واکراہ خود ایک۔ ۳۶۹ احکام اسلام کے خلاف پر معصیت و انہیں۔ ۳۷۳
- طے شدہ قرار دے کر یا تخریجاً یا جہتاً کا رد و باز۔ ۳۷۰ بزم بنادوت کو تمام دنیوی سلطنتیں سنگین ترین ملک
- بند کرنا یا اس میں دشواری ڈالنا اور آئندہ کیلئے۔ ۳۷۱ ناقابل معافی قرار دیتی ہیں۔ ۳۷۲
- بھی اسے بغیر بنادینا روا نہیں۔ ۳۷۲ مولوی صاحب کے اغراض نے اصل معاد میں
- مستند بار دوم از کتبہ خرنکی میں مسئلہ مولوی ۳۷۳ پیچیدگیاں اور دشواریاں پیدا کر دی ہیں۔ ۳۷۴
- صاحب موصوف۔ ۳۷۴ روایت امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہے مخالف
- آئینہ مستفسرہ مع تصدیق۔ ۳۷۵ مذہب جہور نہیں۔ ۳۷۶
- جواب از دارالافتاء بریلی۔ ۳۷۵ مسجد کے کسی حصہ کو مرکز میں ڈال لینا تمام
- ہر مسئلہ لا سیما اہل علم کو انکشاف حق کے لئے۔ ۳۷۶ کے اجماع سے حرام اور منافقین ارشاد خداوندی سے
- مستفہر رہنا چاہئے۔ ۳۷۷ فقہائیت کے کیا معنی ہیں۔ ۳۷۷
- منصب افتاء کی ذمہ داری یہ ہے کہ برصغیر ۳۷۸ مولوی صاحب نے جو مصالحت مسجد کے بارے
- صدق مستفی صورت مستفسرہ کے مطابق ۳۷۹ میں کی ہے کوئی بندہ اس کو شوالہ کے بارے
- جواب دے دیا جائے۔ ۳۸۰ میں قبول نہیں کر سکتا اور یہی خود مولوی صاحب
- انکار حق کے سلسلہ میں مفتی پر لازم ہے کہ وہ ۳۸۱ اس کو اپنے مکان سکونت کے بارے میں گوارا
- کسی کے ساتھ مراسم قدیم کو حفظ حرمت اسلام ۳۸۲ کریں گے۔ ۳۷۹
- اور رفع غلط فہمی عوام پر غالب نہ آنے دے۔ ۳۸۳ مولوی صاحب کی مصالحت کا حاصل
- حقیقتاً حق دوستی میں ہے کہ غلط پر متنبہ کیا جائے ۳۸۴ جواب استفسار دوم پر نظر۔ ۳۸۰
- جواب استفسار اول پر نظر۔ ۳۸۵ فیصلہ کانپور پر ایک نظر کا رد و طبع
- قبضہ زمین کی بحث۔ ۳۸۶ عالم مصالحت کی تقریر اول نامعلوم و شنیع ہونے
- حقیقت اور زمین دو مترادف الفاظ نہیں ہیں۔ ۳۸۷ کا بیان۔ ۳۸۰
- مصالحت رفع نزاع کا نام ہے نہ کہ ۳۸۸ مسئلہ عرفی المسجد کی تحقیق جلیل۔ ۳۸۰
- ایفا سے نزاع کا۔ ۳۸۹ کافر ذمی بلکہ امت میں بھی مایع مسلم ہے۔ ۳۸۱
- اصل بنام و منشاء کو مہمل و معطل اور درآئندہ ۳۹۰ حکم میں شئی مثبت صحفناویہ مثبت قصداً ۳۸۰

| | | | |
|-----|--|-----|--|
| ۳۸۱ | ایک صحیح مسئلہ کو موقع سے حقیقی سمجھنے میں مروجی مسئلہ سے بکثرت خطائیں ہوتیں۔ | ۳۸۱ | ضرورت اگرچہ شرعی سے جواز مثنیٰ فی نفسہ ہیں |
| ۳۸۲ | صحیح یہ ہے کہ کفار بھی مکلف بالفرد و عام ہیں۔ | ۳۸۲ | ہوتا بلکہ مکلف سے رفع اثم ہوتا ہے۔ |
| ۳۸۲ | جنابت و حیض کی حالت میں مسجد میں جانا بیت اشہ کی بے حرمتی ہے۔ | ۳۸۲ | تجوید دوم کی شناعتیں۔ |
| ۳۸۲ | جانور بالا جماع مکلف ہیں۔ | ۳۸۲ | تمام شرعی کو حسب و قولہ، نہایت مسرت خیز |
| ۳۸۲ | تختہ و خزانہ بکھڑا کھجے اور مجوزی کو مسجد میں چلتا دیکھ کر غاروش میٹھے رہنا مسلمان کو روا نہیں | ۳۸۲ | موجب اطمینان و دلچسپی مسلمانوں قرار دینا اور |
| ۳۸۲ | اتحاد بے ادبی پر غیر مکلفوں کو مسجد سے زد و کنا خلاف حکم حدیث ہے۔ | ۳۸۲ | اس کے دن کو اسلامی تاریخ کا ذریعہ دن |
| ۳۸۲ | مساجد کو کھینچنے بے حرمتی کے لئے پیش کرنا جرم شنیع و فحیث ہے۔ | ۳۸۲ | کھنا اشد ظلم ہے۔ |
| ۳۸۲ | مسئلہ عمر فی المسجد صرف اسلامی سلطنت کے ساتھ خاص ہے۔ | ۳۸۲ | ایک عذر گناہ مدراز گناہ کا زد۔ |
| ۳۸۲ | اسلامی سلطنت میں کفار تابع مسلمین ہوتے ہیں | ۳۸۲ | مومن ایک ہی سرورائے سے دوبار نہیں |
| ۳۸۲ | تکفیر جلیہ و قیصر۔ | ۳۸۲ | ڈسا جاتا۔ |
| ۳۸۲ | مسجد میں کسی امر کا جواز اور بات ہے اور اس کا استغناء اور۔ | ۳۸۲ | متعلق جواب استفسار سوم۔ |
| ۳۸۲ | مساجد جمیع حقوق عبادت سے ہمیشہ کے لئے منزہ ہیں۔ | ۳۸۲ | مسجد کی مسجدیت کا ابطال شعار اسلام کا |
| ۳۸۲ | مسئلہ عمر فی المسجد کو سلطنت غیر اسلامیہ کیلئے قرار دینا صریح جہل اور ظلم عظیم ہے۔ | ۳۸۲ | رہنہ و ابد ل ہے |
| ۳۸۲ | من، الی، فی، علی کا ترجمہ بیان لینا حماہت نہیں، حماہت چہرے دیگر است۔ | ۳۸۲ | وقت و شرع کا قاعدہ ہے کہ ضرر عام سے |
| ۳۸۲ | ضرورت کی بحث۔ | ۳۸۲ | بچنے کے لئے ضرر خاص کا تحمل کیا جائے۔ |
| | | ۳۸۲ | بقض اشخاص کو قید سے چھڑانے کیلئے مسجد کی حرمتیں یا مال کرنا حلال نہیں۔ |
| | | ۳۸۲ | بھائی کا زکام کھونے کے لئے باپ کو قتل کر دینا |
| | | ۳۸۲ | عقوبہ اور روا نہیں۔ |
| | | ۳۸۲ | متعلق جواب استفسار چہارم۔ |
| | | ۳۸۲ | ذکر نفی قبضہ کو نفی ذکر قبضہ پر عمل کرنا صریح |
| | | ۳۸۲ | مغالطہ ہے۔ |
| | | ۳۸۲ | متعلق جواب استفسار پنجم۔ |
| | | ۳۸۲ | حک کا اطلاق دوم ہی پر آتا ہے، اول اختصاص |
| | | ۳۸۲ | رفع، دوم قدرت تصرف شرعی |

- متولی کو مالک اوقاف یعنی قادر تصرف شرعی
کہہ سکتے ہیں ۳۹۳ مسجد تنگ ہو اور پڑوسی زمینوں کو نہ
ہر قوم اپنی اصطلاح پر کلام کرتی اور سمجھتی ہے۔ ۳۹۴ سلطان اسلام پڑوسی کی مرض سے بغیر اجابت
قانون اور اعلیٰ قانون کی اصطلاح میں زمین پر وہ زمین مسجد میں شامل کی جائے ۴
مسجد یا وقف مسجد کو ملک مسجد کہتے ہیں۔ ۳۹۴ سوال میں ذکر کی ہوئی ایک خرابی پر تنبیہ۔ ۴۰
اصطلاح مذکور کا پتہ شرح مظهر میں بھی ہے۔ ۳۹۴ ایک محل سوال پر تنبیہ۔ ۴۰۲
متعلق جواب استفسار ششم ۳۹۵ مسجد تنگ ہو تو درگاہ کی زمین جبراً مسجد میں
متولی صاحب کی مصالحت سے لازم آیا کہ شامل کرنا جائز ہے۔ ۴۰۲
مسجد مسجد تو درکارا سرے سے وقف ہی مسجد تنگ ہو اور اس کے متعلق زمین نہ ہو ۴
درگاہ کی زمین وقف شرعی نہ ہو یا زمین شامل مسجد کرنے سے درگاہ کو ضرر نہ ہو تو اس کو ۳۹۵
متعلق جواب استفسار ہفتم۔ ۳۹۵ مسجد کرنے سے درگاہ کو ضرر نہ ہو تو اس کو
آرام کی تین صورتیں۔ ۳۹۵ شامل مسجد کر سکتے ہیں۔ ۴۰۲
اس امر کے روشن ثبوت کہ مصالحت مذکورہ کی ہی بنی ہوئی ہوں بعد بلا شہد مسجد سے ۴۰۳
کاروائی ایک شخص کا روائی ہے نہ کہ مسلمانوں کا ۳۹۶ اس زمانہ کے روافض مرتبہ ہیں ان کی متولی مسجد
تسبیل نجات۔ ۳۹۸ مسجد نہ ہوگی۔ ۴۰۳
گناہ کبیرہ پر توبہ لازم ہے۔ ۳۹۸ مرتبہ کی بنوائی ہوئی مسجد کو شستی نے خرید کر مسجد
جیسا گناہ ہو ویسی ہی توبہ چاہئے۔ ۳۹۸ کر دیا تو اس کے مسجد ہونے نہ ہونے کی صورتوں کا بیان۔ ۴۰۴
مسجد حقیقہ زمین کا نام ہے چھت اس کا مسجد میں باطل طلبہ کا پڑھنا اس شرط پر جائز ہے ۳۹۸
بدل نہیں ہو سکتی۔ ۳۹۸ کہ اوقات نماز میں جگہ نہ گھیریں اور ان کے
مسجد کی بے حرمتی میں نہ ہست کرنے والوں کے درمیان ۳۹۹ پڑھنے سے نمازیوں کو تشویش نہ ہو۔ ۴۰۴
مسجد کی بے حرمتی پر مصالحت کرنا لوگوں کو نصیحت ۳۹۹ مرتبہ کے حالات اسلام کا کسب اس کے
ہر طبقہ کے مسلمانوں پر فرض ہے کہ اپنے اپنے منصب کے لافعی مسجد کو بے حرمتی سے
بچا کر دنیا میں سرخرو اور آخرت میں کسب فی ہے۔ ۴۰۴
مشابہ ہوں۔ ۴۰۰ زمین کے کسی حصے کے مسجد ہونے کے بعد اس

- ۴۰۵ میں کسی قسم کی دوسری تعمیر جائز نہیں۔
 مسجد کا کنواں مشترک بنانا کہ اس میں مشرکین بھی پانی لے سکیں منع ہے۔
- ۴۰۶ مسجد کو باقی اور آباد رکھنا ضروری ہے مسجد کسی دوسرے کام میں صرف نہیں کی جاسکتی مسجد کا فرش جو استعمال کے قابل نہ رہے دینے والے کی ملک ہوتا ہے اور مسجد کے مال سے بنایا گیا ہر قواس کو بیچ کر مسجد کے ہی کسی کام میں صرف کیا جاسکتا۔
- ۴۰۷ مسجد کا ملکہ ناقابل استعمال ہوتا ہے مسلمان کے ہاتھ بچا جاسکے کہ وہ سبب ادبی کی حساب سے استعمال نہ کرے اور وہ رقم مسجد کی خدمت میں ہی صرف کی جائے۔
- ۴۰۸ کسی ایک وارث نے میراث کی مشترکہ زمین پر زبردستی مسجد قائم کر دی تو مسجد نہ ہوگی تاوقتیکہ تمام ورثہ باطن ہو کر اس کی اجازت نہ دے دیں۔
- ۴۰۹ مسجد کی زمین غصب کرنا ظلم شدید اور گناہ کبیرہ ہے۔
- ۴۱۰ جو کسی کی بالشت بھر زمین دبا سہ گایامت کے دن ساتوں ملین توڑ کر اتنا مسجد زمین اس کے گلے میں ڈالا جائے گا۔
- ۴۱۱ مسجد کی کسی زمین پر زبردستی قبضہ کر نیوالے سے اس کو واکزار کرانا ہر مسلمان پر بعت اور استقامت ضروری ہے۔
- ۴۱۲ معاوضہ لے کر اسے دے دینا بزرگ جائز نہیں۔
- ۴۰۵ مسجد پر قبضہ کر نیوالے دلو خوار قسادی سے قطع تعلقی کا حکم ہے۔
- ۴۰۶ چندہ کار و پیر جمع ہو تو اس میں اخراجات کی جائز صورتوں کے لئے بھی چندہ دہندوں کی اجازت درکار ہے۔
- ۴۰۷ پورے قصبہ کی مساجد کو مختلف فرقوں میں تقسیم کرنے کا حکم۔
- ۴۰۸ سفیروں کی بنائی مسجد کو رفع فساد کیلئے غیر مقدس کو دینا حرام ہے۔
- ۴۰۹ مسئلہ کی تعلیم کے لئے ایک دفینیشن مثال۔
- ۴۱۰ مسجد میں اعلیٰ سے کم کن لوگوں کو روکا جائے۔
- ۴۱۱ عذر و دروگنے میں فساد کا اہل تشیعہ ہر نوکرمست سے بچنا چاہئے۔
- ۴۱۲ مسجد کو حتی الامکان آباد کرنا ضروری اور اس کی ویرانی منع ہے۔
- ۴۱۳ نئی مسجد تعمیر کرنے سے بہتر پرانی مسجد کا آباد کرنا ہے۔
- ۴۱۴ مسجد سے متعلق ایک مسئلہ کی تفریح
- ۴۱۵ مسجد کا سامان جو ضرورت مسجد سے خارج ہو اس کے فروخت کرنے کا شرعی طریقہ اور اس کے معاوضہ کا بیان۔
- ۴۱۶ مسجد کی دکانوں کی چھت فرش میں شامل نہیں اس میں کوئی ایسا تصرف کرنا جس سے وہ صحن مسجد سے علیحدہ ہو اس کا کرار پر دینا۔
- ۴۱۷ اس نے پر تاملہ کے لئے مسجد کا ایک حصہ

- توزن، اس میں وضو کرنا وغیرہ ناجائز
تصرفات کا حکم۔
- ۴۱۹ مسجد میں ایسے سوال منع ہے، اور کسی دوسرے
ضرورت مند یا قومی ضرورت کے لئے نہ صرف جائز
بلکہ سفت و سولی ہے۔
- ۴۱۸ استعمال کی شرط نہ ہر قوی الجہد نقصان
یا احتمال نقصان کی وجہ سے وقف کی
بیع ناجائز ہے
- ۴۱۹ مسجد کی دریاں، چٹانیاں اور ٹوٹے وغیرہ
جب تک قابل استعمال ہوں جیسے نہ حائیں
اور جب ناقابل استعمال ہو جائیں تو دالوں
کو واپس کر دے جائیں
- ۴۱۸ تعمیر یا ہر شخص کو مسجد میں عطائی اجازت دینا
منع ہے اور روکنا واجب ہے۔
- ۴۱۸ اصطلاح مسجد صحیح اور مطابق شرع ہو و دوسروں
کو دست اندازی کا حق نہیں، اور خلاف شرع
ہوں تو ہر مسلمان دست اندازی کر سکتا ہے۔
- ۴۱۸ تمام مسجد کے صفات کا بیان۔
- ۴۱۹ مسجد کا گھڑا کسی کو بھی اپنی ضرورت کے لئے
فروخت کرنا حرام ہے۔
- ۴۱۸ مسجد کا تیل کب اپنی ضرورت پر خرچ ہو سکتا ہے
اور کب نہیں۔
- ۴۱۹ تمام کو جو روٹیاں دی گئیں اس کے حکم
کا تفصیل۔
- ۴۱۸ استاد طالب علم سے روٹی منگوانے کے لئے
- ۴۱۹ کب جبر کر سکتا ہے اور کب نہیں
- ۴۱۹ طالب علم کی شرعی حد قہریر۔
- ۴۱۹ مسجد میں وضو کے لئے رکھے ہوئے پانی کو اپنے
گھر لے جانا جائز نہیں۔
- ۴۲۰ خاؤں میں قیام جمعہ جائز نہیں۔
- ۴۲۰ مسجد وال کو ربا دہ کر کے ایک جامع مسجد بنانا
حرام ہے۔
- ۴۲۰ ایک مسجد کا سامان دوسری مسجد میں لگانا
منع ہے۔
- ۴۲۰ جو حصہ زمین ایک مسجد ہو گیا قیامت تک مسجد
بی رہے گا، اس کو اپنے کسی تصرف میں
لانا حرام ہے۔
- ۴۱۸ شریعت میں مسجد پر چڑھا جاسکتا ہے، جو
کسی وجہ سے معذور ہوں انہیں ایک جگہ
جمع ہونے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔
- ۴۲۰ مال وقف کو وقف کی شرط کے بغیر تجارت
میں لگانا جائز نہیں۔
- ۴۲۱ پنجوقتہ نماز اور جمعہ و عیدین کے لئے مسجد کی
شرط نہیں۔
- ۴۱۸ کسی مکان میں نماز پڑھنے کی عام اجازت
دینے سے کب مکان مسجد ہو گا اور کب نہیں۔
- ۴۱۸ مصلحت شرعی ہو تو اپنا عالم چھوڑنا ظاہر
کیا جاسکتا ہے اور خود مستثنیٰ کے لئے ہو
تو حرام ہے۔
- ۴۲۱ مسجد کے لئے زمین خریدی، جو حصہ میں مسجد

- تعمیر ہوئی، بقیہ حصہ کے متعلق احکام شرعیہ کی تفصیل۔ ۴۲۶
- خبر کے رد کے شرعی اسباب اور آدمی کے مردود الشہادۃ ہونے کی صورتیں۔ ۴۲۷
- مسجد میں قبر لگی تو مسجد باقی رہے گی، قبر پر اور اس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا منع ہوگا۔ ۴۲۸
- قبر کس مقبول بندہ کے ہے تو اس کے قرب میں نماز پڑھنا باعث برکت ہے۔ ۴۲۹
- کسی مسجد کا شرعی شہادتوں سے مقبرہ ہونا ثابت ہو جائے تو مسجد کی عمارت منہدم کر دی جائے۔ ۴۳۰
- پتھر مسجد بنانے کا ثواب مستحب نبوی کی تاریخاً۔ ۴۳۱
- مسجد کے موقوفہ مکان کو بغیر وقت مسجد میں شامل کر سکتے ہیں۔ ۴۳۲
- مسجد کے دروازے عام حالت میں بند کرنا منع ہے۔ ۴۳۳
- ایک حدیث شریفہ کا مضمون کہ قیامت کے دن مسجد کی ساری زمین جنت میں داخل کی جائے گی۔ ۴۳۴
- فقیہان مسجد سے متعلق دو حدیثوں کے مؤمل اور معطل ہونے کا بیان۔ ۴۳۵
- مسجد کے ارد گرد کی زمین کا داخل جنت ہونا ثابت نہیں۔ ۴۳۶
- مسجد کا وہ محلہ جو مسجد کے کام کا نہ رہ گیا ہو وہ بچا جاسکتا ہے اور جو محلہ کے لائق ہی رہ گیا ہو جلایا بھی جاسکتا ہے لیکن انہوں کی معیت سے بچایا جائے۔ ۴۳۷
- بقیع حرام مال کو مسجد کی ضروریات مثلاً دمنہ خانہ و سقاہ کے لئے بھی لینا حرام ہے۔ ۴۳۸
- خاص جس مال کے لئے معلوم نہ ہو کہ حرام ہے اس کو لینے میں مصالحتہ نہیں۔ ۴۳۹
- مسجد کی موقوفہ زمین بچنے کا کسی کو حق نہیں جو جائداد وقف کی آمدنی سے خریدی گئی وہ ضرورت وقت کے لئے بھی جاسکتی ہے۔ ۴۴۰
- بشرطیکہ مولیٰ، اہل محلہ و سنی دیندار عالم اور جو شیاء مسلمانوں کا مشورہ شامل ہو۔ ۴۴۱
- جو وقف صرف مسجد کے لئے ہو اس کی حاصل آمدنی سے بھی دوسرے نہیں کھول سکتے۔ ۴۴۲
- مسجد کا جو محلہ مسجد میں لگانے کے لائق نہیں رہا اس کی بیع متولی اور متدین اہل محلہ کی رائے سے جائز ہے، خریدنے والا اپنے کام میں بھی لاسکتا ہے۔ ۴۴۳
- آمام مسجد کا مقبروں سے کی غلطی سے پیش آنا جائز نہیں گناہ ہے۔ ۴۴۴
- آمام مسجد جو نہ خود اذان دے نہ دوسروں کو اذان دینے سے فارغ ہے۔ ۴۴۵
- آمام مسجد کی صفائی سے دوسروں کو روک دینا جائز نہیں۔ ۴۴۶

- ۴۲۰ اور خود بھی نہ گھرے مسجد کا بد خواہ ہے۔
- ۴۲۱ مسجد میں درخت لگانا محرم اور دوسروں کے ہونے ہوتے ہوں تو ان کو اس کی اجازت کے بغیر گھر لے جانا جائز نہیں۔
- ۴۲۱ مسجد کی اشیاء پر مالک کا قبضہ حرام ہے۔
- ۴۲۱ ختم مسجد میں لگے ہوئے دھوکے پائپ کو بے وجہ شرعی اکھڑانا شرعاً ممنوع ہے۔
- ۴۲۱ پائپ عین مسجد قبل تمام مسجدیت لگا ہو تو اکھڑانا منع اور تمام مسجدیت کے بعد لگا تو اکھڑانا واجب ہے۔
- ۴۲۱ مسجد میں مٹی کا تیل جلانا مسجد کی بے حرمتی اور حرام ہے۔
- ۴۲۱ جو منظم مسجد کی حیاتی کو مٹا دے اور اپنی پٹائی بچی کر ماز پڑھے نہ دے ظالم ہے
- ۴۲۱ مسجد پر قبضہ غاصبانہ کرنا لے اور نہ کورہ بال صفا کے مالک شخص کی امامت کا حکم۔
- ۴۲۱ دستوراد و عرف کے موافق مال وقف سے مسجد میں روشنی لگائی جائے۔
- ۴۲۱ قائم حالت میں نصف شب تک روشنی ہو۔
- ۴۲۱ محراب اور دیوار قبلہ میں نقش و نگار مال وقف سے مکروہ ہے، ہاں واقف نے ایسا ہی کیا ہو تو بعد میں ویسا ہی کیا جائے اور نیت تعظیم مسجد ہو۔
- ۴۲۱ قبل تمام مسجدیت مسجد کے نیچے ترخانہ یا اوپر امام کے لئے بالا خانہ بنانا جائز ہے اور تمام
- ۴۲۲ مسجدیت کے بعد بنا جائز۔
- ۴۲۲ وقت ضرورت مسجد میں راستہ کو شامل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ حصہ بالکل مسجد کر لیا جائے
- ۴۲۲ لیکن ضرورت مسجد کو راہ بنانے کا مطلب یہ نہیں کہ اس کو راستہ میں شامل کر لیا جائے بلکہ یہ مطلب ہے کہ ضرورت مسجد کے ایک دروازہ سے داخل ہو کر دوسرے سے نکل سکتے ہیں۔
- ۴۲۲ مختلف کے علاوہ کسی کو مسجد میں سونے کی اجازت نہیں
- ۴۲۲ مسجد میں ناگجہ بچوں کو لے جانے کی ممانعت ہے۔
- ۴۲۲ جو شخص اجرت سے کو طلبہ کو پڑھائے اس کو مسجد میں تعلیم دینا سخت ناجائز ہے۔
- ۴۲۲ حد کی تعمیر کے لئے بال کا شریف النسب ہونا ضروری نہیں
- ۴۲۵ کسی مال کا حرام ہونا جب تک معلوم نہ ہو دم کو دخل دینا منع ہے
- ۴۲۵ مسجد کی شکل پر عمارت سا کر نام نہازیوں کو اجازت دے دی مسجد ہوگی اور یہ گناہ مافی
- ۴۲۶ نے وقف بھی کما قلاں قبول میں
- ۴۲۶ گواہان دل سے ثابت ہو کہ مسجد بنا کر بالی نے کہا میں اس کو صرف اپنے لئے بنانا ہوں یا مسجد کا راستہ اپنی ملک سے الگ نہ کیا تو مسجد نہ ہوئی۔
- ۴۲۶ دیگر احکام جو مسجد سے متعلق ہوں بے ثبوت شرعی وقف نہیں قرار دئے جاسکتے۔

- جنس کی وجہ سے مسجد میں قہر اٹھتا ہو اس کو مسجد میں آنے سے منع کرنا جائز ہے۔
- ۴۳۷ رکاوٹ کی وجہ سے کسی نے مسجد کی تعمیر میں مال وقف پر اپنا قبضہ جانے والا، نمازیوں کو مسجد کی اشیاء سے روکنے والا موعود اور حامل افراج ہے۔
- ۴۳۸ قہر سے مسجد کے کنویں سے پانی بھرنے سے روکنا فساد و حرام ہے۔
- ۴۳۹ مسجد کی موقوفہ دکانوں کی چیت مصلیوں کے شامل مسجد کر لے تو وہ چیت بھی مسجد ہوگئی، مختلف ان دکانوں کی چیت پر جائز ہے۔
- ۴۴۰ محراب و سبب مسجد میں نہ ہو تو صفت پوری مسجد میں لگائی جائے اور امام محراب چوڑ کر وسط مسجد میں کھڑا ہو۔
- ۴۴۱ مسجد کے نچلے حصہ میں تنگی جو تو مالائی حصہ پر جا سکے ہیں و بلا ضرورت بالائی درجہ میں جانا بلکہ نہ پڑنا منع ہے۔
- ۴۴۲ مسجد اولیٰ کی تقبیل حرامت و اضرائی کی غرض سے دوسری مسجد بنانا مسجد ضرائع کے حکم میں ہے۔
- ۴۴۳ بقدرورت قدیم جامع مسجد کو چوڑ کر دوسری مسجد میں متحدہ قائم کرنا جائز ہے، پرانی مسجد کی آبادی بقدر مقتدرت مہوری ہے۔
- ۴۴۴ کسی مسجد کے تسمیہ ہونے کا خطرہ ہو اور مسلمانوں کو اس کی تعمیر طاقت نہ ہو تو غیر مسلموں سے مدد لے سکے ہیں۔
- ۴۴۵ کسی غیر کی ملک میں مظلوم مسجد قائم نہیں کی جا سکتی، قبضہ ظالمانہ کی وجہ سے کسی نے مسجد کی تعمیر میں رکاوٹ کی تو کچھ الزام نہیں، بلا وجہ شرعی رد کا تو ظلم گناہ ہے۔
- ۴۴۶ بلا ضرورت مسجد کو توڑنا اور اس کو بدلنا حرام ہے۔
- ۴۴۷ مسجد کی بنائی اپنی ضرورت میں تبدیل کی جا سکتی جس شخص نے پہلی مسجد لے بدل دی دوسری مسجد بنائی، اگر ایسی ملک میں بنائی اور مسجد کو دی تو یہ بھی مسجد ہوگئی اور پہلی کا باقی رکھنا بھی فرض ہے۔
- ۴۴۸ مسجد کے احاطہ کے درمیت مسجد پر وقفہ ہو کر تو ان کے پھل بے قیمت کھانا حرام ہے اور دوسرے کے ہوں تو اس کی اجازت درکار ہے، یہ بھی بات ہے کہ اس سے بڑے کچھ حرام ہیں رتبہ وہ کھائے۔
- ۴۴۹ زمیندار سے خریدی ہوئی زمین پر مسجد بنائی و مسجد ہوگئی۔
- ۴۵۰ موقوفہ زمین میں احیر نے مسجد بنائی تو وہ کس کی طرف سے ہوگی، اقوال مختلفہ کا بیان۔
- ۴۵۱ مسجد کے پانی بہنے کی نالی، سٹس کی لے کا راستہ سرکاری ٹکلی میں تھا، میونسپل بورڈ چلی ختم کر کے سڑک بنا دے اور نالی اور سٹس اس کے لئے دوسری جانب لگا دے تو اس پر راضی ہونے میں کوئی قیامت نہیں، ہاں اس کے بنانے کے لئے مسجد کا دوسرا حصہ نہ صرف کیا جائے۔
- ۴۵۲ پولیس کے خوف سے مسجد کے تعمیرات دوسری

- ۴۴۸ پرانی مسجد آبادی اس کو مسجد قرار دینا غلط ہے۔
 جس شخص نے بنام مسجد کوئی عمارت تیار کی
 جس سے تقرب الی اللہ مقصود نہ ہو بلکہ محض
 دنیا و دنیا پرستی ہو وہ بیشک مسجد نہ ہوگی۔ ۴۴۹
 امام نسفی اور صاحب بیان القرآن کے افعال
 میں تطبیق۔ ۴۵۰
 مسجد کا شش چہات میں جمیع حقوق برباد سے
 حالی ہونا ضروری ہے۔ ۴۵۱
 جس مسجد کی دیوار مشترک رکھی وہ مسجد ہی نہ ہوگی
 اور غیر مشترک دیوار کو متولی نے مشترک بنایا تو
 اس کو قرابت سے الگ کر دیں، اور اشتراک
 کی جو علامتیں بنائی ہوں اسے مٹا دیں۔ ۴۵۲
 جس نے مسجد کی دیوار پر شہتیر رکھا ہٹا دیں، اور
 جتنے دن رکھا اس کا کایہ دھو کر کرے۔ ۴۵۳
 جو حجر مسجد کی ضرورت سے زائد ہوں اور
 ان پر رائے ہوئے کا ڈھرا نہیں بچ کر مسجد
 کی تعمیر میں صرف کر سکتے ہیں ۴۵۴
 جو سامان کسی خاص مسجد کے لئے خریدا گیا ہے
 کسی دوسرے کا اپنے مصرف میں نہ لے کر حرام ہے ۴۵۵
 مسجد کی تہی کا کرایہ بردہا حرام ہے ۴۵۶
 قیام، فرس، رومی وغیرہ اگر مسجد کی آمدنی کیلئے
 کرایہ پر دینے کے لئے خریدے گئے ان کا کرایہ
 بردہا جائز ہے، اور جس مسجد کی ضرورت
 کے لئے خریدے گئے نوکریا پر دیا حرام ہے۔ ۴۵۷
 مجبوری کی صورت میں مجبوری دھور ہونے تک
 خاص مسجد کے مصرف کے سامان کو ایسے پر
 دے جاسکتے ہیں۔ ۴۵۸
 ایک مسجد کی چیز دوسری مسجد میں عاریتہ دینا
 جائز نہیں، عید گاہ میں دینا اور منع ہے ۴۵۹
 مسجد کی زمین میں اپنے لئے درخت لگانا
 حرام ہے۔ ۴۶۰
 مسجد میں درخت لگایا گیا تو کب مسجد کا ہر گاہ
 کب لگانے والے کا، اور مسجد میں لگے ہوئے
 درخت کے اکھڑے اور نہ اکھڑے کی تفصیل ۴۶۱
 وقف کی زمین میں بنائی سولی عمارت
 کی تفصیل ۴۶۲
 جو امام لائق امامت نہ رہ گیا ہو مصرف زوال
 کر دینا ہے۔ ۴۶۳
 غیر حاضری کے ایام کی خواہ بے رائے ت
 واپس لی جانے کی، اور جس متولی نے ایسی
 خواہ دی اسے بھی معزول کیا جائے ۴۶۴
 تمام مانع بچوں کے تعلیم کے لئے مسجد میں
 جانے کا حکم ۴۶۵
 تصادم مسجد سے کیوں کیا جائے نہ میں
 دیا تو اس لئے ضروری ہے ۴۶۶
 سکول و حرام کے بارے میں ۴۶۷
 قول باریل معتبر ہے ۴۶۸
 عقد وقف حرام پرست پر نہیں لازم ہوا ۴۶۹
 ورنہ نہیں ۴۷۰
 اللہ کے لئے بنیاد مسجد۔ ایرہ

- ہو گئیں اور یہ کی آبادی مسلمانوں پر لازم ہے۔ ۴۶۲ | حرام ہے اور جس نے صرف کیا اس سے تادان
- ۴۶۱ | مشترکہ دو چیمبر مسجد میں لگانے کا مسئلہ۔ ۴۶۱ | لیا جائے۔ ۴۶۱
- ۴۶۰ | تمام گنوں میں غیر مسلم کاروبار عدم استحقاق | حرج جاعت کے قیام کے لئے مسجد ہونا
- ۴۶۰ | کی شرط کے ساتھ لگایا جاسکتا ہے۔ ۴۶۳ | ضروری نہیں۔ ۴۶۰
- ۴۶۰ | مسجد اور مدرسہ میں افضل مسجد کی تعمیر سے علم | مسجد کی تعمیر میں واقعی عذر ہو تو کسی بھی مناسب
- ۴۶۳ | کی تعلیم البتہ فرض ہے۔ ۴۶۳ | جائز جاعت قائم کی جائے۔ ۴۶۰
- ۴۶۴ | مدرسہ بنانا بہ عین مسجد ہے۔ ۴۶۴ | ضرورت مسجد کو دو منزلہ کیا جاسکتا ہے۔ ۴۶۰
- ۴۶۵ | ہندو کے حکم سے بنائی ہوئی مسجد کا حکم۔ ۴۶۵ | مسجد کو ضرورت مسجد کے لئے بھی دکان بنانا
- ۴۶۵ | نماز مطلقاً ہر جگہ ہو سکتی ہے۔ ۴۶۵ | حرام ہے۔ ۴۶۰
- ۴۶۵ | جو عمارت سیکڑوں برس سے بطور مسجد مسلمانوں | مولوی عبدالکافی صاحب الزم آبادی کا ایک
- ۴۶۵ | کے تصوف میں ہے وہ مسجد ہی ہے۔ ۴۶۵ | حق ہے۔ ۴۶۰
- ۴۶۵ | نزول کی زمین اللہ تبارک و تعالیٰ کی ملک ہے۔ ۴۶۵ | وقف نامہ میں درج کی ہوئی شرائط کے موافق
- ۴۶۶ | رتبہ کا مالی اس کے مرنے کے بعد نئے سمیٹے۔ ۴۶۶ | مصارف جاری ہیں۔ ۴۶۰
- ۴۶۶ | کا وغیرہ ذمی غیر مستامن کا مال نقص عہد کے | وقف نامہ نہ ہو تو متولیان سابق کے تعامل
- ۴۶۶ | ل حاصل ہو تو مسلمان کے لئے حلال ہے۔ ۴۶۶ | کے موافق اخراجات کئے جائیں اور تو مال بھی
- ۴۶۶ | مسجد کو اندام کے بعد کا فرمایا مسجد ہی | معلوم ہو تو مسجد کے ضروری اخراجات جو
- ۴۶۶ | ہے گی۔ ۴۶۶ | شرط ثابت ہوں انہیں پریس کیا جائے ۴۶۲
- ۴۶۶ | تہ کہ وقف موقوف رہتا ہے، مسلمان ہر جگہ | تعامل قدیم کی تحقیق۔ ۴۶۳
- ۴۶۶ | توضیح ہو جاتا ہے، مرتد مر جائے تو غنہ مسلمین | بہتان کی اشاعت فاحشہ اور حرام ہے ۴۶۳
- ۴۶۶ | جو توضیح ہو جاتا ہے۔ ۴۶۶ | غیبت کی تعریف اور احکام۔ ۴۶۳
- ۴۶۶ | اسلامی کام میں غیر مسلم کا عطیہ نہ لینا چاہئے | ایک نامعلوم الجتہ زمین کے متعلق استفتاء ۴۶۳
- ۴۶۸ | خزانہ والی مالک کا دالی سرکاری نہیں ہوتا | وقف کا ثبوت شہرت سے ہوتا ہے اور
- ۴۶۸ | اتودخیر کے لئے چندہ کو تا حدیث شریف سے | اس کی گواہی بھی شہرت کی سا پر دی جاسکتی ہے ۴۶۵
- ۴۶۸ | ثبات ہے۔ ۴۶۸ | جس زمین کے موروثی ہونے کا ثبوت گواہان
- ۴۶۵ | مسجد کی آمدنی دوسرے امور میں صرف کرنا | عادل سے جو وہ ترکہ قرار دی گئے ۴۶۵

- ۴۸۵ جو نامعلوم، لچکت زمین کسی وقت کے خادموں کے قبضہ میں عہد قدیم سے جو بلا ثبوت شرعی اس کی ملک کا دعویٰ یا جدید تصرف جائز نہیں۔ ۴۸۵
- ۴۸۵ متسللہ نون کا کام حتی الامکان مسلولہ پر محمول کرنا واجب ہے۔ ۴۸۵
- ۴۸۶ امامہ میں میراث جاری نہیں ہوتی۔ ۴۸۶
- ۴۸۷ جو امامت کے لئے تہا اس کا عزول کرنا واجب ہے۔ ۴۸۷
- ۴۸۶ حکم شرعی نافذ کرنے کے لئے عوام سے مشورہ لینا ضروری نہیں۔ ۴۸۶
- ۴۸۷ بلاء شرعی کسی عہدیدار کو اس کے عہد سے معزول کرنا جائز نہیں۔ ۴۸۷
- ۴۸۶ اس شرط پر کسی کی گھبری گئے سے نکش کرنا کہ مسجد میں دو ہزار روپیہ دے، معاملہ کی تصحیح کی مختلف صورتیں اور مصنف کی طرف منکاحی۔ ۴۸۶
- ۴۸۶ مسجد کے کسی حصہ کو دکان یا تہ حانہ بنانا جائز نہیں۔ ۴۸۶
- ۴۸۶ مسجد کے وضع حانہ کو دکان بنانا حرام ہے۔ ۴۸۶
- ۴۸۶ وقف کو اس کی تربیت سے پہلے جائز نہیں۔ ۴۸۶
- ۴۸۶ آیتوں کا جو ڈھیر ڈھائی ہزار مان کر نیلام ہوا شمار کے بعد ایٹھیں زائد نکلیں تو مالک کو دی جائیں۔ ۴۸۶
- ۴۸۶ بڑا مالک قرق کر کے نیلام کر انیں ان کو مسجد کی طرف سے خریدنا اور مسجد میں لگانا جائز نہیں۔ ۴۸۶
- ۴۸۶ اوقاف میں واقف کی شرط کے موافق صرف
- ۴۸۵ کرنا ضروری ہے۔ ۴۸۵
- ۴۸۵ واقف نے روزہ کشائی اور ختم فستراق کی شیرینی کے لئے وقف کیا تو تعمیر مدرسہ میں صرف کرنا حرام ہے۔ ۴۸۵
- ۴۸۵ مسجد کی تعمیر اور مرمت کی شرط لگائی تو اسے اور چٹائی میں صرف نہیں کر سکتے۔ ۴۸۶
- ۴۸۶ جس وقف کے شرائط تکرری نہ ہوں فاعل قدیم پر عملدہ مادہ ہوگا۔ ۴۸۶
- ۴۸۶ وقف میں قائل قدیم کی حدود وقت اور زمانہ سے نہیں ہے۔ ۴۸۶
- ۴۸۶ زمانہ حدوث کا نہ معلوم ہونا قدامت کی دلیل ہے۔ ۴۸۶
- ۴۸۶ جس وقت میں افطاری کے لئے مد مقرر ہو اگر افطار کے وقت بے روزہ دار بھی شریک ہوں متولیوں پر کچھ الزام نہیں۔ ۴۸۶
- ۴۸۶ فاطمی میں مالدار کو زکوٰۃ دے دی اور ہوس کہ حکم ظاہر ہے۔ ۴۸۶
- ۴۸۶ اوقاف کے مصارف عمومی میں مالدار اور غریب سب برابر ہیں جیسے اقطار یا وضر کا پانی۔ ۴۸۶
- ۴۸۶ بازاری عورت روزہ کشائی یا مسجد میں چٹائی وغیرہ کے لئے کچھ جیسے تو اس کا شرعی حکم جس خریداری میں حبثت ہو باعینہ معلوم ہے۔ ۴۸۶
- ۴۸۶ اسی کے حرام ہونے کا حکم نہیں لگایا جائیگا۔ ۴۸۶
- ۴۸۶ بازاری عورت کے عطیات سے بچتا رہی

- ۴۸۸ اولیٰ ہے۔
تو چیزیں مسجد کے لئے وقف نہیں اور موقوفوں کے
سپردہ کردہ ہیں انھیں واپس نہیں لے سکتے۔ ۴۸۸
- ۴۸۹ جو سامان مسجد کے کام کا نہ رہا ہو اس کو بیچنے
کی اجازت ہے اور اس کا شریعہ نامہ مسلمان
کو جائز ہے۔ ۴۸۹
- ۴۹۰ مسجد کے بے کار اسباب خرید کر بے تعلیمی کی
جائزہ لگائے جاتے۔ ۴۹۰
- ۴۹۱ امانت کا اپنے حرفہ میں لانا حرام ہے، قوبہ
استغفار لازم اور تادین واجب ہے۔ ۴۹۱
- ۴۹۲ دکان کو مسجد بنا دیا مسجد ہوگی، اس میں
دوبارہ دکان کرنا، مسجد کا رینہ سانا یا حکومت
کا اس پر قبضہ کرنا حرام ہے۔ ۴۹۲
- ۴۹۳ وقف کا ثبوت شہر کی بنا پر ہوتا ہے۔ ۴۹۳
- ۴۹۴ سرکاری ریکارڈ میں وقف درج ہو تو مزید
شہادت کی ضرورت نہیں وقف ثابت ہے۔ ۴۹۴
- ۴۹۵ مسجد کو اجرت پر دینا یا سامان رکھنے کا
گودام بنانا یا اس میں سکونت اختیار کرنا
حرام ہے۔ ۴۹۵
- ۴۹۶ مسجد میں حلال حرام ہے، اور مختلف کے
علاوہ دوسرے کو فقہ و معاطلہ اور مسباح
بات حیت بھی حرام ہے۔ ۴۹۶
- ۴۹۷ مسجد ہو جائے کے بعد باقی کو بھی اس میں
غلط تصرف کا حق نہیں۔ ۴۹۷
- ۴۹۸ جہاں وقف کے شرائط معلوم نہ ہوں قدیم
عملہ آمد کا اعتبار ہے۔ اور قدیم عملہ آمد کی
حد کا بیان۔ ۴۹۸
- ۴۹۹ قدیم وقف کی تعمیر جدید کرانے والوں کو وقف
میں نئے حصے قائم کرنے کا اختیار نہیں۔ ۴۹۹
- ۵۰۰ چند دہندہ ان نے روپیہ ایسی توتلی کے سپرد
نہیں کیا اور لگ تہ کر دیا، تو اس میں سب دونوں
کی رائے سے تصرف جائز ہے۔ ۵۰۰
- ۵۰۱ ادھار کے دام کچھ راہزہ رکھیں اس پر کچھ
رج نہیں۔ ۵۰۱
- ۵۰۲ مسجد کی زمین میں جو درست سب ان کو مناسب
قیمت پر خرید کر اپنے تصرف میں لے سکتے ہیں۔ ۵۰۲
- ۵۰۳ مسجد کا بیچارہ سال اور چھائی جو پھینک دیا جائے
اس کو خدایت صرف میں لاسکتا ہے۔ ۵۰۳
- ۵۰۴ مسجد کی قبیل بعض باتوں میں مسجد کے حکم میں
ہے اور بعض مسائل میں خارج مسجد۔ ۵۰۴
- ۵۰۵ وقف کو اس کے حال پر باقی رکھنا ضروری
ہے، بلا ضرورت اضافہ ضروری نہیں۔ ۵۰۵
- ۵۰۶ اتنی قریب دوسری مسجد بنانا کہ اس سے پہلی
مسجد کی آبادی میں خلل آئے، نہیں چاہئے۔ ۵۰۶
- ۵۰۷ لیکن بن جائے تو مسجد ہی رہے گی۔ ۵۰۷
- ۵۰۸ ایک مسجد کی صف دوسری مسجد میں لے جانا
نا جائز و ممنوع ہے۔ ۵۰۸
- ۵۰۹ مسجد کی پشت پر مسجد کی زمین ہو تو اس میں
کسی کو کسی قسم کی تعمیر کرنا جائز نہیں۔ ۵۰۹
- ۵۱۰ مسجد کی زمین نہ مٹی صرف پر نہ گڑے، نہ حق تھا

- تو تعمیر ہو سکتی ہے بشرطیکہ پر مال کے ہواؤ میں فرق نہ آئے۔
- ۴۹۷ مسجد میں کسی کارکن کی کوتاہیوں کا اس کے نام کے ساتھ پتھر لگانے سے متعلق ایک تفصیلی فتویٰ۔
- ۴۹۷ قبلہ کی دیوار میں حد نظر سے اوپر کوئی کتبہ یا نقش و نگار منع نہیں ہے۔
- ۴۹۸ جولوگ نماز میں آسمان کی طرف منجاء اٹھاتے ہیں اپنی حرکت سے باز نہ آنے قوان کی نگاہ اُچک لہجے کی
- ۴۹۹ جہاد قبائلیں کوئی چہر نماز میں مشغولیت ڈالنے والی ہو تو اس کو ڈھک دیا جائے
- ۵۰۰ ریاض کاری حرام ہے اور بلا وجہ کسی پر ریاض کاری کا الزام لگانا بھی حرام ہے۔
- ۵۰۰ میراث کا ایک سوال۔
- ۵۰۰ ترک میں قبل تقسیم کسی ایک وارث نے مسجد قائم کی تو مسجد صحیح ہوگی یا نہیں، اس سے متعلق احکام۔
- ۵۰۰ جو زمین وقف کی آمدنی سے خریدی گئی وہ وقف کے حکم میں نہیں ہے بوقت ضرورت اس کی بیع جائز ہے۔
- ۵۰۲ مسلمانوں کی قبر کھودنا حرام ہے، قبروں پر نماز جائز نہیں۔
- ۵۰۳ پرانہ درخت جو مسجد میں ہو کٹاؤ ضروری نہیں۔
- ۵۰۳ قدیم دروازہ جس سے نمازیوں کو آرام ہوا وہ
- ۵۰۳ مذکورہ سے تحلیف، اس کا بند کرنا، جائز ہے۔
- ۵۰۳ کنوئیں پر کچھ دیوار کو اپنا آلائش سل بتانا کفر نہیں ہے یہودیگی ہے۔
- ۵۰۳ مسجد قدیم کو جدید مسجد کا حصہ (فرش) کیا اس میں حرج نہیں۔
- ۵۰۳ مسجد کے نیچے ترخانہ بنانا، اس کو کرایہ پر دینا حرام ہے۔
- ۵۰۳ تیرائی کا وقف جائز نہیں، اس کے مرنے کے بعد مسلمان اس میں جو تصرف چاہیں کر سکتے ہیں۔
- ۵۰۴ جو مسجد غریبہ آباد جنگ بنائی گئی مسجد نہ ہوگی
- ۵۰۴ مسجدوں میں کافروں اور مرتدوں کا نہ لیا جاتا
- ۵۰۴ راقصی نے مسجد خالی کرگیا تو اس کا مٹا دینا حرام ہے
- ۵۰۴ پانچ درود میں مسجد میں لگا سکتے ہیں جبکہ فساد کا اندیشہ نہ ہو۔
- ۵۰۴ جو مکان کسی مسجد پر وقف ہو نہ بھی جاسکتی ہے نہ بدلی جاسکتی ہے، یاں بالکل شمال و جنوب نہ ہو تو شرط تباہی ممکن ہے۔
- ۵۰۴ خانقاہ متعلقہ مزار شریف میں قبور اور شریعت وقف کی رعایت کے ساتھ بالفنون کی تعمیر بطور عبادت جائز ہے۔
- ۵۰۴ مسجدوں کو کتوں اور پانکھوں سے دور رکھو
- ۵۰۴ چنگاری پر پیر رکھن قبر و مرنے سے آسان ہے
- ۵۰۴ ترک حجت حقیت ہے
- ۵۰۴ قبرستان میں نیارا ستر نہال حرام ہے
- ۵۰۴ تانہ ادھر وقف میں متولی دبی کریم کر سکتا ہے

- ۵۱۳ بیع حرام نہیں ہوتا۔ ۵-۹ حوترانہ وقف کے موافق ہو۔
- ۵۱۴ زمین عقد فاسد سے حاصل کر کے مسجد میں وقف صحیح ہو گیا دیگر مصارف خیر کے لئے وقف کرنے کا بھی یہی حکم ہے۔ ۵-۹ مسجد اور معتقدات مسجد خالص اللہ قائلے کی ملک ہے۔
- ۵۱۵ مسجد کا حجرہ واقف نے مؤذن کے لئے بنایا تو اس میں مؤذن کا رہنا اور ان کے اوپر دوسری تعمیر بھی جائز ہے اور دیگر مصارف کے لئے وقف کیا تو مؤذن کا اس میں رہنا جائز نہیں۔ ۵-۹ اوقاف کا انتظام متولی کے سپرد ہے، امام مؤذن کا عزل منصب اسی کے ذمہ ہے۔
- ۵۱۶ دوسری مسجد یا مدرسہ کی طرف ان کا انتقال جائز نہیں۔ ۵-۹ جب تک خیریت کا مسئلہ صحیح نہ ہو متولی کو حساب سمجھنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔
- ۵۱۷ مسئلہ بالا میں اختلاف علماء اور اقوال آج کے زمانے میں۔ ۵-۱۱ مسلمان عورتوں نے جو جہاز کسی ہندو راجہ کے تصرف میں رہیں اور ان راجاؤں سے مال لے کر نئی یا پرانی مسجدوں کی تعمیر کی ایسی مسجدوں کیلئے مسجد کا ہی حکم ہے اور ان میں نماز کو روکنا حرام ہے۔
- ۵۱۸ وقف نامہ کو معزول کر کے خود متولی بنے اس مسئلہ میں صاحبین کے اختلاف اور قول مفتی برکت تحریر۔ ۵-۱۱ آج بارہ کے لئے بیع کی ایسی طرح یہاں نہیں اور راجہ عین ضروری ہے۔
- ۵۱۹ رافضی کو وقف مسلمین کا متولی بننا حرام ہے۔ ۵-۱۲ مال محصور کا ملّا و جرینا حرام ہے، حربی کامال اس کی رعایت لینے میں کوئی مرجع نہیں۔
- ۵۲۰ کافر اپنی زمین کو اپنی رکھ کر مسلمانوں کو مسجد بنانے کے لئے اجازت دے تو وہ مسجد نہ ہوگی۔ ۵-۱۲ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھانہ کے سے تصرف مسلمین پر شرط بدل کر مال یا۔
- ۵۲۱ کافر اپنی زمین مسلمانوں کو عید کو دے تو اس پر مسجد بنانا جائز ہے۔ ۵-۱۲ راجہ اور فوج جن عورتوں کو اپنے حرم میں رکھتے ہیں انہیں جو کچھ دیتے ہیں بطور اجرت زنا نہیں بلکہ بطور علف ماہوار، اس لئے ان کے حرام ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔
- ۵۲۲ کافر سامان دے تو اس کا بعیۃ مسجد میں لگانا منع ہے۔ ۵-۱۳ عاشق معشوق مسلمان ہوں تو آپس میں ایک دوسرے کو جو دی رشوت ہے
- ۵۲۳ کافر اس طرح رقم دے کہ مسلمانوں پر احسان خرم مال میں جب تک عقد و نقد جمع نہ ہوں

- ۵۲۷ رکھے تو لینا جائز نہیں ہے، نیاز مندانہ دے تو لے لیں۔
- ۵۲۸ وقف کسی مشرط پر معلق کرنے سے باطل ہر جاتا ہے۔
- ۵۲۹ کسی حکام کو مہل قرار دینے سے نہ ہے کہ اس کی تعمیر کی جائے۔
- ۵۳۰ جائداد وقف کر کے کسی کو کچھ دینے کی شرط کی اور اس کو کسی شرط پر معلق کیا اس میں حرج نہیں۔
- ۵۳۱ وقف سے کالیغاد واجب ہیں۔
- ۵۳۲ مسجد ویران ہو گئی اور اب اس کی آبادی کا امکان نہیں تو اس کے سامان کو دوسری مسجد میں شامل کر سکتے ہیں۔
- ۵۳۳ مقبرہ میں ہر مسلمان کو دفن کرنے کا حق ہے متولی کی اجازت کی باطل ضرورت نہیں۔
- ۵۳۴ جہاں ابراہیم، محمد و ابن عباس کے عباس میں بدبو ہو، زبان، فتنہ پرور جیسے و باقی غیر مقلد، رافضی کو مسجد سے روکا جائے گا۔
- ۵۳۵ مقبرہ میں کسی بھی سنی مسلمان کو دفن ہونے سے روکا نہیں جائے گا۔
- ۵۳۶ جس مقبرہ کی زمین وقف نہ ہو اس کی چھت کو مسجد کے لئے وقف کیا صحیح نہ ہو گا، زمین کے ساتھ وقف صحیح ہو گا۔
- ۵۳۷ زمین مقبرہ کے لئے وقف ہے اور عمارت مقبرہ قبل از وقت بنی ہو تو چھت نماز کے لئے وقف ہو سکتی ہے۔
- ۵۳۸ مسجد کو منہدم کر کے دوسری جگہ اس کے طبع سے مسجد بنانا حرام ہے۔
- ۵۳۹ دو مسجدیں ملی ہوئی ہوں تو ان کے بیچ کی دیوار ہٹا کر ایک کرنا جائز ہے۔
- ۵۴۰ مسجد کے فاضل اسباب کو اپنے نفرت یا کسی دوسری مسجد میں لگانا حرام ہے، اسے بیچ کر قیمت اسی مسجد میں تعمیر و مرمت کے لئے باقی رکھیں۔
- ۵۴۱ مسجد کو دوسری جگہ منتقل کرنا اور مسجد کی عکراست یا مکان بنانا حرام ہے۔
- ۵۴۲ مسجد کے گنوں سے مشرکین کو پانی برسنے سے منع کرنا چاہئے۔
- ۵۴۳ مسجد کا طبع دوسری مسجد میں لگانا حرام ہے، فاضل طبع ہو تو اسے بیچ کر اس کی قیمت اسی مسجد کی تعمیر میں لگائی جائے۔
- ۵۴۴ مسجد کی دکانوں کی چھت کو مسجد میں شامل کیا جاسکتا ہے۔
- ۵۴۵ رد افض زماہ علی العموم کفار و مرتد ہیں۔
- ۵۴۶ مرتدوں کا مسجد میں کوئی حق نہیں۔
- ۵۴۷ ارتداد کے بعد تمام علاقہ ختم ہو جاتے ہیں۔
- ۵۴۸ ایک جائداد کے اقرار نامہ سے متعلق سوال۔
- ۵۴۹ کسی جائداد کا وقف اساترہ النص سے ثابت ہو سکتا ہے جبکہ عبارت النص اس سے

- مقبرہ کی عمارت زمین قبرستان کے لئے وقف کرنے کے بعد اپنی تعمیر عمارت ہی ناجائز ہے۔ ۵۳۳
- تمام معاہدہ میں تعمیر و تصرف کی اجازت نہیں۔ ۵۳۴
- قبریں اگرچہ کہ زمین میں ہیں تو کسی قسم کے تعمیر و تصرف کے لئے مالک کی اجازت ضروری ہے۔ ۵۳۵
- قبریں خود اس کے زمین میں ہوں تو اس طرح تعمیر کر سکتا ہے کہ ستون اور بنیادیں قبر پر نہ ہو۔ ۵۳۶
- قبریں اگر عصبہ ہی ہوں تو زمین کا مالک چاہے تو زمین خالی کر کے تعمیر کرے یا انتظار کرے تا آنکہ میت بالکل راکھ ہو جائے تب اس پر تعمیر کرے۔ ۵۳۷
- تو زمین ہندو راجا نے مسلمانوں کو قبرستان کے لئے دی اور انھوں نے اس کو قبرستان کیسے وقف کیا اس میں کسی بھی ہندو یا مسلمان زمیندار کو حق ملکیت قائم کرنے یا تصرف کرنے کا حق نہیں۔ ۵۳۸
- قبرستان میں کسی نے درخت بویا، درخت بونے والے کی ملک ہے۔ ۵۳۹
- قبرستان میں جو گیس لگتی ہے جب تک ہبز ہے اس کے کاٹنے کا حکم نہیں، شوکھ جائے تو کاٹ سکتے ہیں۔ ۵۴۰
- قبرستان میں غافور چراگاہ ناجائز نہیں۔ ۵۴۱
- ناجائز معاہدہ خود ہی باطل ہے۔ ۵۴۲
- قبر کے لئے زمین وقف کرنے سے پہلے اس میں میں جو مسجد بنائی وہ ابد الابد کے لئے مسجد ہوگی، اس میں کسی قسم کا غلط تصرف ناجائز ہے اور ویران ہو جائے تو کیا وہی لازم ہے، اور مقبرہ قرار دینے کے بعد بنائی تو وہ مسجد ہی نہیں لیکن ذاتی مکان بنانا یا زراعت اس میں اب بھی ناجائز ہے۔ ۵۴۳
- مسجد قبرستان کی مالک نہیں ہو سکتی۔ ۵۴۴
- میت دفن کرنے والے اگر کچھ رقم دفن کرتے وقت دیتے ہوں اور یہ معلوم ہو کہ یہ مسجد میں صرف ہوتی ہے، اسی طرح قبرستان کے وہ درخت جن کا کٹانے والا معلوم نہ ہو شوکھ جانے تو وہ بکری مسجد میں صرف ہو سکتی ہے۔ ۵۴۵
- برق و قذیرستان میں کوئی دوسرا کار مشین بازار نکالنا، حیب بنانا حرام ہے۔ ۵۴۶
- مسلمانوں کی قبر کھودنا شدید جرم ہے۔ ۵۴۷
- جان بوجھ کر ظالم کی مدد کرنا اسلام کی رستی گئے سے نکالنا ہے۔ ۵۴۸
- گوڈمنٹ نے قبرستان کے ہر حصہ پر قبضہ کر کے معاوضہ دیا تو اس سے ویسی ہی بے داد خرید کر قبرستان میں شامل کی جاتے۔ ۵۴۹
- آباد وقف کے بونے کی حیب، صورتوں کا بیان۔ ۵۵۰
- وقف کی مصلحت شرط و قفس کے خلاف میں ہر نوع وقف اس میں مصحت وقف کے موافق تعمیر کر سکتا ہے۔ ۵۵۱
- واقف نے وقف نامہ میں شرط لگائی اور شرائط

- متصل تین سال تک عشرہ ادا کرے تو
حاشی ہے
شعربخ جو معصی ترک جماعت ہو با اتفاق
حرام ہے۔
تاش، گنجہ، چوسر بلا شرط ناجباز
ممنوع ہے۔
جو شخص طبع نفسانیت سے تولیت کی کوشش
کریے اسے متولی بنانا حرام ہے۔
جس کے لئے تولیت ثابت ہو وہ نفاذ کے
کوشش کرے تو ناجائز ہے۔
وکالت کا پیشہ جس میں سودی ڈگریاں دلانا
پڑے خدا بنی مقدمات میں کوشش کرنا
فسق ہے۔
کفری عقائد کی تائید کفر ہے۔
ایکے اشخاص مسلمانوں کے کسی ذمہ دار عہدہ پر
مقرر نہیں کئے جاسکتے۔
لاستعہم اوقات میں قدیم عہدہ آمد کے موافق
کاروائی ہوگی۔
واقف کے رشتہ داروں میں تولیت کے طبعی
افراد موجود ہوں تو کسی بیگانہ کو متولی نہ کیا جائے
کافر کو متولی کی جگہ تو ہو جائے گا مگر اس کو
متولی کرنا حرام ہے۔
غیر مسلم سے دینی کاموں میں مدد نہ لی جائے۔
جس متولی کی حیثیت ثابت ہو اس کو معزول کرنا واجب
وقف کی آمدنی اپنے ذاتی صرف میں لانا
- جائز نہیں ہے، ہاں متولی معروف طریقہ پر
۵۶۰ اجرت مثل لے سکتا ہے۔
۵۶۰ متولی پر امامت مقرر نہیں۔
۵۶۰ جو ادھر کسی تاحد فسق ہو تو مانع تولیت ہے
جو متولی وقف کی ضروری خدمات انجام دے
۵۶۰ اسے معزول کیا جائے۔
۵۶۰ مفضل افضل کی امامت کر سکتا ہے۔
۵۶۱ جس نے مفضل کو افضل کا حاکم بنایا اس نے
اللہ و رسول سے خیانت کی۔
۵۶۸ قبر پر استیجار حرام، اگال یا بانڈی کا روضہ
ذالنا توہین، اور بلا ضرورت شرعی پاور رکھنا
نامائیس ہے۔
۵۶۸ مسجد پر جوی ڈگری کا مطالبہ اگر متولی نے
اپنے مال سے ادا کر دیا تو مسجد سے مطالبہ
نہیں کر سکتا۔
۵۶۹ مسجد کی رقم ہضم کرنے والا غاصب ہے۔
۵۶۹ متولی کے قبضہ سے مال چوری گیا، متولی کی
۵۷۰ بے اختیار مل کو دخل نہ ہو تو کوئی تاوان نہیں۔
وقف کی آمدنی سے ملازمین کو پیشگی تنخواہ دینا
۵۶۴ روا نہیں، ہاں قدیم سے ایسا فعل ہو تو
حرج نہیں۔
۵۷۰ متولی قرض کے طور پر بھی مالی وقف اپنے
۵۶۵ صرف میں نہیں لاسکتا، نہ دوسرے کو قرض
۵۶۵ دے سکتا ہے۔
۵۷۰ وقف نے وقف نامہ میں یہ شرط لگائی ہو تو

- ایک وقف کی کتابیں دوسری جگہ منتقل ہو سکتی ہیں
در نہ نہیں۔ ۵۴۰
- ایک وقف کا مال دوسرے میں بغیر قرض بھی
صرف نہیں کیا جاسکتا۔ ۵۴۰
- شریک مال مشترک سے اپنے حق بھر صرف
کر سکتا ہے۔ ۵۴۱
- متولی وقف قرض امر ضروری لاہری کیلئے قاضی
کی اجازت سے لے سکتا ہے بشرطیکہ قرض کے
سو چارہ کار نہ ہو۔ ۵۴۱
- چٹائی اور تیل کا مصالح مسجد میں شمار ہے۔ ۵۴۱
- واقف نے متولی کو اختیار نہ دیا ہو تو متولی اپنی
جگہ کسی دوسرے کو متولی نہیں کر سکتا۔ ۵۴۲
- ہدیات واقف بھی قبولیت سے علیحدہ کر دیا جاتا
دوسرے کی کیا بات ہے۔ ۵۴۳
- مسجد کی رقم جو اپنے صرفہ میں دیا یا مجبوری کے
بغیر رشوت میں دیا اس کا نادم دینے والے
پہ لازم ہے۔ ۵۴۴
- ہندوستان میں تعزیر کی صورت صرف مقاطعہ
قادر متدین مسجد کا متولی کیا جاسکتا ہے۔ ۵۴۴
- متولی مال وقف کو قرض کے طور پر بھی نہ اپنے
صرفہ میں لے سکتا ہے نہ دوسرے کو دے
سکتا ہے۔ ۵۴۴
- نذر و فتوح جو جس کو دے اس کی ہے،
سجادہ نشین نے نذر و فتوح یا تصنیف دینے
کا وعدہ کیا اس کا ایسا اس پر واجب نہیں، ۵۴۵
- جائداد و موقوفہ کا ہبہ باطل ہے۔ ۵۴۵
- حق قبولیت قابل ہبہ نہیں، واقف نے متولی کو
اختیار نہ دیا ہو تو وہ کسی کو اپنے بدلہ متولی نہیں
کر سکتا۔ ۵۴۵
- سجادہ نشین نے اپنے قائم مقام اور متولی
کسی کو کیا اسے جہ نذر و فتوح اس کے لئے مل
وہ اس کی ہے اور جو بحیثیت سہارا مل وہ
اصل سجادہ نشین کی ہوگی۔ ۵۴۶
- جو لوگ حکم واقف یا بحسب عمل درآمد قدیم کسی
وقف میں حق شرعی رکھتے ہوں وہ بلا وجہ شرعی
کسی کے منع کے منع نہ ہوں گے۔ ۵۴۶
- مستحق وقف اپنے حق کا مختار ہے، وقف میں
اصل وراثت متولی ہے۔ ۵۴۷
- واقف پر جس قدر مطالبہ واجب ثابت ہو
اگر اس سے کم ادا ہوا ہے اور قسط مر گیا تو
باقی قسط کے ترکہ سے وصول کیا جاسکتا ہے۔ ۵۴۸
- اور زائد ادا ہوا تو اس کو واپس کیا جائے۔ ۵۴۸
- کسی ایک متدین میں ایک ناسق ہو تو اسکو طہرہ کر نہ درگی ۵۴۸
- اپنے صرفہ متولی کا مال مسلمانوں کو برف یا عیسویوں میں ۵۴۹
- برف کا پانی پینے کے لئے مسجد میں جمع نہ ہو۔ ۵۴۹
- مسجد میں شور و غل ناجائز ہے اور غیر مشکف
کو کھانا پینا ناجائز ہے۔ ۵۴۹
- جس شخص نے وقف کے خلاف کوشش کی
وہ متولی نہیں بنایا جاسکتا۔ ۵۴۹
- وقف کی حمایت میں بولنے کے وقت خاموش ۵۴۹

- ۵۸۰ رہے، ان میں سے مجبور ہو تو معاوضہ دے دینا
اسے بھی دولت، امت خارج کیا جائے
- ۵۸۱ فقہ حنفی، شریعہ، مفرق جماعت ہرگز قبولیت
مسجد کے حق میں۔
- ۵۸۲ اہل محلہ اور بانی میں سے جس کے معتبر رکروں
امام اہل بوس وہی رہے جائیں، مسابقت
- ۵۸۳ کی صورت میں بانی کے مقررہ رائج میں۔
مردن اور امام تختہ دار ہوں تو تختہ دار دے
- ۵۸۴ والے اور رائج ہے
فاسق معنوں کے نیچے نماز مکروہ تحریمی ہے
- ۵۸۵ کوئی شخص امامت کا اہل تو ہے مگر جماعت
میں اس سے افضل لوگوں کی ضرورت کی کہ
- ۵۸۶ اسے لوگ اس کی امامت مکروہ سمجھتے ہوں
اس کو امامت سے بے برکت چاہتے ہیں۔
- ۵۸۷ خائن قتل نہیں ہو سکتا۔
جس کو ایسی موت جہنم ٹانجیں اس میں کئی
- ۵۸۸ احتمال پر
وقف کی قبولیت میں وراثت نہیں چلتی، بھائی
- ۵۸۹ اور بیٹے میں جو اہل ہو اسی کو مرنے کا حصہ
جس نے دینی مدرسہ کو اپنے اغراض کا آلہ کار
- ۵۹۰ سنایا اور غلط الزام ہے مسلمانوں کو نہ نام کیا
اور ادارہ کے دستور کا بد و بد خلاف ورزی
- ۵۹۱ کی وجہ سے امام کالانچی ہے اور ہونے میں
اس کے لئے کوستان ہرگز قبولیت
- ۵۹۲ لائق نہیں۔
- ۵۸۰ تقدیر کا منکر افسنی معتزلی سے اور مجربان صرا
سے توسل کا منکر نجدی و بانی ایسے شخص کو
- ۵۸۱ شیعہ حنفی مسلمانوں کے مدرسہ کا مہتمم
ہیں رکھا جاسکتا۔
- ۵۸۲ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کا عمل۔
- ۵۸۳ امام کو بذر شرعی کے بغیر امامت سے روک
کر کے کسی کو اختیار نہیں ہے
- ۵۸۴ عوام دار امام فورسز رہے لیکن خدمت
نہیں منہدم ہے۔
- ۵۸۵ امام مسائل شرعیہ سے واقف ہو تو اذیت
صدمہ رسالت میں اس کی اتنا لازم ہے
- ۵۸۶ اجماع عوام امام پر مکتبہ جماعت کی رعایت بھی
ضروری ہے
- ۵۸۷ وقف کے معاملات میں اگر گورنمنٹ تیار
شرعاً معاملات کو سہ تو تاحد امکان اس کی
- ۵۸۸ مزاحمت کی جائے۔
تو اسے میں مسائل شرعیہ نہیں سنا دے اسلام
- ۵۸۹ سے خارج ہو گیا۔
سود خوار آمدنی کے باوجود مسجد کے تدوین
- ۵۹۰ اخراجات نہ دینے والے متروک واجب
الاخراج ہے
- ۵۹۱ آثار اور بیماری رفع صحت وقف نہیں
بدلتا اسی کا دعویٰ شاہان شرعی کے بغیر
- ۵۹۲ نامقبول ہے۔

- واقف نے کسی کو رخصت کے حال میں متولی کیا ہو یا غصب کی حالت میں بہر حال وہ دوسرا متولی بدل سکتا ہے۔
- ۵۸۹ گندہ ہونے کی صورت میں تادمہ میں وقف صحیح سے واقف رجوع نہیں کر سکتا۔
- ۵۸۹ سب سے بدترین حالت خاصہ ہے، اور مجاہدین کے فرائض میں اجراء سے سلسلہ اولیت اور جملہ نظم و نسق عزل و نصب اور صاحب سجادگی کی نیابت مطلقہ داخل ہے۔
- ۵۹۱ معروف شرعاً مشروط کی طرح ہے۔
- ۵۹۱ سب سے بدترین حالت یہ ہے کہ وہ مجاہدین ہو سکتا ہے جو اس سلسلہ میں مادیات و مجاہد ہو۔
- ۵۹۱ شیخ بے سبب و فائز مقرر کئے ہوئے ہیں، جو لوگوں نے کسی کو اس کا نہی نہیں کر دیا، یہ جائز نہیں۔
- ۵۹۳ متولی نے مرض اموت میں کسی کو اپنا جانشین مقرر کیا تو وہ متولی ہو گیا۔
- ۵۹۳ طائب اولیت کو متولی نہ کیا جائے
- ۵۹۳ رخصت بغیر شہادت عادلہ سے ثابت نہیں ہوتی۔
- ۵۹۴ مقام بیان میں منہ بول سے انکار ہے
- ۵۹۴ جماعہ اولیٰ امام و جماعت، متعینہ ۵
- ۶۰۰ حیات ہے
- ۵۸۹ امام رابع کے علاوہ کچھ لوگوں نے اگرچہ کسی جماعہ کی طرف سے ضرورت شرعیہ کی غلط کیا اور ضرورت ہو تو مضائقہ نہیں، امام رابع کو اعادہ جماعت کا حق ہے
- ۵۸۹ حق تعالیٰ میں جماعت مسجد کتب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے
- ۵۹۱ جماعت مسجد میں امامت و امامت ہر دو میں در نظر میں دوبارہ جماعت میں شریک ہو سکتے ہیں، کچھ غلط ہو گئی۔
- ۵۹۲ کسی امام کی بکراہت ائمہ کرنے سے اعتقاد صحیح ہوگی اور نمازیں فرق نہیں آتا ہے
- ۵۹۲ جس امام کو وہ شرعی کی بنا پر لوگ ناپسند کریں اس کی نماز مقبول نہیں ہوتی
- ۵۹۴ وقف کے احکام میں متولیان کو وقف کا فائدہ نہ نظر ہونا چاہئے، جو زیادہ دے اسے اس کو دیا جائے
- ۵۹۴ جو متولیان اس کے خلاف کرے قابل عزل ہے
- ۵۹۴ ان زائد دالے کو دینے میں بہا طرد دفعہ
- ۵۹۴ کا نقصان ہو تو اس سے احتراز کیا جائے
- ۵۹۴ اولیت کے لئے مرد ہو یا شرط یہ عورت بھی متولی ہو سکتی ہے۔
- ۵۹۴ خاتون اور غیر مسلموں کو مسوں اور غصہ یہ اہل نہیں کیا جاسکتا۔
- ۵۹۴ متولی، ذی علم، پرہیزگار، دیار مستدار ہو تیار
- ۵۹۵ اگر غدار متولی قہراً و جبراً ہو نا چاہئے
- ۶۰۰ مسجد کو مال وقف سے غلط ذریعہ و ذریعہ

- دینے والا مسجد کی بھرتی کرنے والا متولی
ذمہ دار اور ایمن نہیں ہو سکتا۔
فاسق کی تعظیم سے خدا کا عرش کانپتا ہے
اور غیر مسلموں کو مسجد میں احترام کے ساتھ
لے جانا اس سے بُرا ہے۔
قولیت کے بارے میں وراثت جاری نہیں
ہوتی، متولی حال نے جس کے بارے میں
وصیت کی وہ متولی ہو گیا۔
موتوں نے حالتِ صحت میں بھی اگر کہہ کر بائیں
اور متولی بنایا، دوسرا اور فقہانہ متولین کا قیام
سے یہی دستور رہا ہے جو جس کو متولی ہوتا یا
بشرطِ اہلیہ شری متولی ہو گیا۔
جہاں معمول قدیم نہ ہو وہاں متولی خود پر ماسب
نہیں مقرر کر سکتا۔
قولیت میں وراثت نہیں چلتی، وقف نامہ میں
دربارہ قولیت کوئی تصریح ہو تو اس کی اتباع
کی جائے، تصریح نہ ہو تو واقف کے وارثوں سے
جواہل ہو اس کو متولی قرار دیا جائے۔
وارثوں میں کوئی اہل نہ ہو تو مسلمانوں کی رائے
سے کوئی دیندار، ہوشیار، کارگزار متولی کیا جائے۔
خاص اور خدمتِ وقف کا اہل اور قولیت کا
خوابستہ متولی نہیں ہو سکتا۔
متولی و منظم وقف پر وقف کے شرائط اور شرع
کی پابندی ضروری ہے۔
جس رضایت کا حق بھی مسلمان حساب نہیں کا
- مطالعہ کر سکتے ہیں اور خیانت ثابت ہو تو اس
کو نکال دیں۔
حقّے لوگوں نے علی کو مسجد بنائی سب واقفین
میں شامل ہو گئے، ان میں سے کچھ لوگ نئی مسجد
بنائیں تو پہلی مسجد کے واقف ہونے سے
رہنکلیں گے۔
مسجد کے لئے متولی ضروری نہیں وقف نے لئے
ضروری ہے۔
متولی کوئی ایک مقرر کر سکتے ہیں لیکن ان میں کوئی
مستقل نہ ہوگا سب کو اتفاق رائے سے کام
کرنا ہوگا۔
واقفین میں کچھ لوگوں نے ایک آدمی کو متولی مقرر
کیا اور کچھ لوگوں نے دوسرے کو، دونوں متولی
ہو گئے اور علی کر کام کریں گے۔
مسجد کی زمین اصل مسجد ہے۔
جس نے زمین دی وہ مسجد کا واقف ہوا اور جس
نے عمارت بنائی وہ تعمیر کا۔
تعمیر کرنے والا بھی وقف میں شریک ہے۔
بدعتی، رافضی، جمعی، قدری، مشہر اور قرآن
کو مخلوق ماننے والوں کے پیچھے نماز جائز نہیں
جس کی بد مذہبی حد کفر کو پہنچی ہو اس کے پیچھے
نماز باطل ہے اور جس کی حد کفر کو نہ پہنچے اس کے
پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔
تجوڑ افضی شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہم لوگالی
دسے کافر ہے۔

- ۶۱۳ کیا جائے
- ۶۰۹ اگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو صرف افضل مانے تو گمراہ ہے کافر نہیں۔
- ۶۱۳ ہرگز کسی معاملہ میں مسلمان کا خیر خواہ نہ ہوگا۔
- ۶۰۹ رافضی صحابہ کرام کو کافر کہتے ہیں تو ہم انہیں کافر کہیں گے
- ۶۱۳ عیروں کو نہ دیا جائے۔
- ۶۰۹ رافضیوں کا قول کہ آدھ گون ہوتا ہے اور امام غائب خروج کریں گے کفر ہے۔
- ۶۱۴ یہودی و مسلمانوں کے اعمال پر مقرر کرنا حرام ہے
- ۶۰۹ اہل قبلہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو ضروریات دین پر متفق ہوں۔
- ۶۱۵ ذمی کا حکم اکثر معاملات میں مسلمانوں جیسا ہے
- ۶۰۹ زندگی بھر طاعت و عبادت کرنے والا بھی کسی کفر مرتد سے مراد ہو سکتا ہے۔
- ۶۱۵ مرتد کو بادشاہ اسلام غور و فکر کے لئے جیل میں تین دن کی مہلت دے گا۔
- ۶۱۶ حق دہی کے لئے یہ حکم ہے کہ اس کی ولایت صحیح ہے
- ۶۰۹ شامی کی عبارت کا مطلب۔
- ۶۱۶ غلامہ حکم مسئلہ۔
- ۶۱۰ روافضی کو اپنے ساتھ نماز میں شریک کرنا جائز نہیں۔
- ۶۱۶ رافضیوں کے جنازہ کی نماز نہ پڑھو نہ ان کے ساتھ پڑھو۔
- ۶۱۸ رافضیوں کو متولی بنانے والے تعزیر کے مستحق ہیں
- ۶۱۸ مرتدین کے احکام۔
- ۶۱۹ اوقات کے اجارہ کا بیان
- ۶۱۲ وہ بات کا ٹھیکہ جیسا کہ ہندوستان میں دائر ہے حرام ہے اس کو زکوٰۃ نامہ ضروری ہے۔
- ۶۲۰ آٹھ منافع پر ہے عین کے استہلاک پر نہیں
- ۶۱۰ فاسق کی امانت شرعاً واجب ہے اور کافر کی تعلیم کفر ہے اور ایسوں کو مسلمانوں پر افسری دینا حرام ہے۔
- ۶۱۱ متولی بنانا تو بڑی بات ہے مرتدین سے دینی کاموں میں نہ دلینا بھی حرام ہے۔
- ۶۱۱ روافضی کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیشگوئی۔
- ۶۱۱ کافر کو مسلمانوں کے عظیم کام میں دخل اور مداخلت بنانا حرام ہے۔
- ۶۱۱ امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نصرانی کو کاتب بنانے سے منع کیا۔
- ۶۱۲ واقعتاً عین نہ ہو تو اس کو بھی وقف سے علیحدہ

| | |
|--|---|
| <p>۶۲۶ عطاء حیات کی بنا پر جو وقف کے جائیں وہ کچھ اثر نہیں رکھتے</p> | <p>۲۰ مذکورہ کلمہ سے حدیث میں جس کا استغناء ہے اس کا اتہام کیا جائے۔</p> |
| <p>۶۲۶ اس گمان پر عورت کو طلاق ہوگی طلاق کا اثر یا طلاق ہوئے گا۔</p> | <p>۶۲۰ وقفے وعدہ پر جبر نہیں۔ وعدہ میں ان شرائط کا لفظ صیغ کے اثر کو مائل کر دیا ہے۔</p> |
| <p>۶۲۶ کہاں وقف افضل ہے اور کہاں نقصان</p> | <p>۶۲۰ اگر اکبر و مطلق وقف کے نقصان کا وعدہ بھی نہیں کر سکتے، مثلاً اگر دی دوسرے شرعاً رستا کی تدبیریں۔</p> |
| <p>۶۲۸ ایک دستاویز کے تملیک نامہ یا وقف نامہ ہونے کا فیصلہ</p> | <p>۶۱۰ مسجد پر موقوفہ زبیر کو مسجد ہونے سے قبل مسجد کی ضروریات کے واسطے استعمال کر دیا جاسکتا ہے۔</p> |
| <p>۶۲۹ موقوفی روحانیت صحت میں اپنا جائز نہیں مقرر کرنے کا حق نہیں۔</p> | <p>۶۲۲ وقف کا اجارہ زیادہ سے زیادہ نہیں سال ۳۰ ہوگا۔</p> |
| <p>۶۲۹ شرائط وقف کے خلاف تولیت جائز نہیں۔</p> | <p>۶۲۲ بیچنے اور خریدنے کی شرط لگانے سے وقف باطل ہو جاتا ہے البتہ تبادلہ کی شرط صحیح ہے۔</p> |
| <p>۶۳۰ واقعہ کے رشتہ داروں میں تولیت کے</p> | <p>۶۲۵ مجہول چیز کا وقف باطل ہے۔</p> |

فہرست ضمنی مسائل

| نماز | جاسکتے ہیں، بلا ضرورت مالائی درجہ میں جانا |
|--|---|
| ۴۲۹ | بلکہ نماز پڑھنا مکنا ہے۔ |
| ۴۶۵ | نماز مطلقاً ہر جگہ ہو سکتی ہے۔ |
| ۴۶۶ | جمعہ حاجت کے قیام کے لئے مسجد رہنا ضروری نہیں۔ |
| ۴۷۰ | مسجد کی تعمیر میں واقعی عذر ہو تو کسی بھی مناسب جگہ حاجت قائم کی جاسے۔ |
| ۴۷۱ | جو لوگ نماز میں آسمان کی طرف نکلا، اٹھائے ہیں اپنی عزت سے بارہ اسے تو ا کی کتہہ |
| ۴۷۲ | اچھا لی جاسے کی |
| ۴۷۳ | جداد قبیلہ میں کوئی چیز نماز میں شہادت ڈالنے والی ہو تو اس کو ٹھیک دیا جائے |
| ۴۷۴ | قبروں پر نماز جائز نہیں۔ |
| ۵۰۱ | زمین مفقرہ کے لئے وقف ہے اور عمارت عترہ |
| نماز اور جمعہ کے لئے مسجد شرط نہیں۔ | ۴۷۲ |
| حاجت نماز میں پکھا کر داسنے کا حکم۔ | ۴۷۳ |
| مسجد کی چھت پر بلا ضرورت نماز نہیں پڑھی جاسکتی | ۴۷۴ |
| نیچے حکم بھر جائے تو اوپر پڑھ سکے ہیں | ۴۷۵ |
| بجورحی نماز اور جمعہ وعیدین کے لئے مسجد کی شرط نہیں۔ | ۴۷۶ |
| مسجد میں قبر نکلی تو مسجد باقی رہے گی، قبر پر اور اس کی طرف دُخ ز کے نماز پڑھنا منع ہوگا | ۴۷۷ |
| قبر کسی مقبول بندے کی ہے تو اس سے قرب میں نماز پڑھنا باعث برکت ہے۔ | ۴۷۸ |
| مسجد کے پچھلے حصہ میں تنگی ہو تو بالائی حصہ پر | ۴۷۹ |

قبل از وقت بنی ہو تو چھت نماز کے لئے وقت ہو سکتی ہے۔

ردا فض کو اپنے ساتھ نماز میں شریک کرنا جائز نہیں۔

جماعت

مسجد عام جماعت کے لئے بنائی جاتی ہے۔

جماعت ہر مسلمان پر واجب ہے۔

ترک جماعت پر وعیدات شدیدہ۔

کثیر بارش ترک جماعت کے لئے عذر ہے۔

جماعت نماز واجب ہے۔

محراب وسط مسجد میں نہ ہو تو صفت دوری مسجد

میں ٹکائی جائے اور امام محراب چوڑے زو وسط

مسجد میں ٹھرا ہو۔

جماعت اولیٰ امام و جماعت متعینہ کا حق ہے

امام راتب کے علاوہ کچھ لوگوں نے اگر پئے

ہی جماعت کر لی، اگر بے ضرورت شرعی کیا

غلط کیا، اور ضرورت ہو تو مضائقہ نہیں،

امام راتب کو اعادہ جماعت کا حق ہے۔

عشاء اور ظہر میں دوبارہ جماعت میں شریک

ہو سکے ہیں پچھلی نفل ہوگی۔

امامت

امام کے نصب میں تنازع ہر قوالی محلہ کا

امام افضل ہے تو اسی کو ترجیح ہے۔

فاسق اور باغی شر و فساد کی امامت

۳۶۱ ناجائز ہے۔

۳۶۱ قبح کی اجرت لینے والا امام ہو سکتا ہے

۳۱۸ امام مسجد کے صفات کا بیان۔

مسجد پر قبضہ غاصبانہ کرنے والے اور مذکورہ

بالا صفات کے مالک شخص کی امامت

۳۳۱ کا حکم۔

۴۷۹ امامت میں میراث جاری نہیں ہوتی۔

۳۳۲ بر امامت کے لائق نہ ہو اس کا معزول کرنا

واجب ہے۔

۴۷۷ حق حینہ کی مسلسل غیر حاضری قائم مقام کے بغیر اور

ابکثارت میں ایک مہینہ کی غیر حاضری

بدعتیہ کی احکام شریعت کی

برخلاف ورزی، امام کی وجہ سے

تقلیل جماعت واقع ہونا، مسجد سے متعلق

کئی احکام کی خلاف ورزی اسباب

عزل میں سے ہیں۔

۵۵۴ امام کو عذر شرعی کے بغیر امامت سے خارج

کرنے کا کسی کو اختیار نہیں ہے۔

۵۸۶ خواہ دار امام نوکر ضرور ہے یہی خدمت گزار

نہیں خدمت ہے۔

۵۸۶ امام مسائل شرعیہ سے واقف ہو تو اوقات

صوم و صلوٰۃ میں اس کی اتباع لازم ہے

البتہ خود امام پر کثیر جماعت کی رعایت بھی

۵۸۷ ضروری ہے۔

- کسی امام کی بجاہت اقتدار کرنے سے اعتدال
صحیح ہوگی اور نماز میں فرق نہیں آتا ہے۔ ۵۹۱
جس امام کو وجہ شرعی کی بنیاد پر لوگ ناپسند
کریں اس کی نماز مقبول نہیں ہوتی۔ ۵۹۲
پرتوی، رافضی، جمعی، قدری، مشبہہ اور
قرآن کو مخلوق ماننے والوں کے پیچھے نماز جائز نہیں
جس کی بد مذہبی حد کفر کو پہنچی ہو اس کے پیچھے
نماز باطل ہے اور جس کی حد کفر کو نہ پہنچے
اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ ۶۰۸
متولی پر امامت ضروری نہیں
مفسد متولی افضل کی امامت کر سکتا ہے۔ ۵۹۳
اہل محلہ اور بانی میں سے جس کے مقرر کردہ امام
افضل ہوں وہی رکھے جائیں، صورت کی
صورت میں مانی کے مقرر کردہ رائج ہیں۔ ۵۹۴
مردن اور اہل تنخواہ، رہن قضاہ دینے والے کوئی ترجیح ہے
فاسق معصی کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ ۵۹۵
کوئی شخص امامت کا اہل تو ہے مگر جماعت
میں اس سے افضل لوگوں کی موجودگی کی وجہ
سے لوگ اس کی امامت مکروہ سمجھتے ہوں تو
اس کی امامت کے لئے بڑھانا چاہئے۔ ۵۹۶

جمعہ

- کثیر بارش ترک جمعہ کے لئے عذر ہے۔ ۲۸۴
قیام جمعہ کی شرائط کا بیان۔ ۲۹۱
گھاؤں میں قیام جمعہ جائز نہیں۔ ۲۹۰
شہر میں متعدد جگہ جمعہ پڑھا جاسکتا ہے، جو
کسی وجہ سے معذور ہوں انہیں ایک جگہ
جمع ہونے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ ۲۹۰
بقدر وقت قدیم جامع مسجد کو چھوڑ کر دوسری
مسجد میں جمعہ قائم کرنا جائز ہے، پرانی مسجد
کی آبادی بھی بعدہ مقتدرت ضروری ہے۔ ۲۹۱
جنتانہ

جنتانہ

- رافضیوں کے جنازہ کی نماز نہ پڑھو نہ ان کے
ساتھ پڑھو۔ ۶۰۸

زکوٰۃ

- ثلث مال کا ذخیرہ صرف کرنا بقیہ دولت
ت رکھ کر سادہ نہیں کرتا جبکہ اس کے
پاس حاجاتِ اصلہ سے خارج بقدر تصائب
بچے اور سال گزارے۔ ۲۵۳
ظاہری میں مالدار کو زکوٰۃ دے دی ادا ہوگئی
کہ علم ظاہر ہے۔ ۲۸۴

اعتکاف

- اعتکاف کو مسجد میں اس صورت میں وضع
کرنے کی رخصت ہے کہ کوئی بوند مستعمل پانی
کی مسجد میں نہ گرے۔ ۲۸۳
شرط اعتکاف کو مسجد میں بیع و شراء اور
اکل و شرب جائز ہے۔ ۳۱۳
تجارت کے لئے بیع و شراء اعتکاف کو بھی

ماجا نہ ہے۔ ۲۱۳ احرام ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے ۵۱۳

فوائد اصولیہ

۹۰ اپاست بعد موت بیع باطل ہو جاتی ہے۔ ۴۳۸

۹۱ عرف اعظم دلا کی شرعیہ سے ہے۔

جو عرف میں معروف ہو وہ مشرعا شرعی کی طرح

۹۱ ہوتا ہے۔

۹۱ عرف ظاہر پر عمل واجب ہے۔

۹۲ مدآ عرف پر ہے۔

دینے والا دیتے وقت جو چہت متعین رد سے

۹۱ وہی متعین ہے۔

معطلی نے دیتے وقت کچھ نہ کہا تو اسی کا قول

قد نہ ساتھ معتبر ہے جبکہ ظاہر اور عرف

۹۱ کے خلاف نہ ہو۔

لاؤں نے باپ کو روپیہ دیا، اگر صراحت شہادت

۹۹ ہو کہ بطور قرض دیا تو روپیہ واپس لیں گے

صراحت نہ ہو اور معمول یہ رہا کہ بطور امداد

۱۱۴ بے قصہ واپسی دیتے رہے ہوں تو بعب۔

ورثہ کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا

۹۹ عام اور معتبر شرطوں کا احیاء شرع نے واقعہ

کو صرف اثنا وقف سے وقت دیا ہے

۱۳۹ عقد فاسد حرام ہے۔

۱۳۳ ملک بدل کر وقف ہو سکتی ہے لیکن وقف

بدل کر ملک نہیں ہو سکتی۔

۱۶۱ وقف کا مدعی ہر مسلمان ہو سکتا ہے۔

۱۶۲

مسجد کی عقوق و دکانوں کی چھت مصلیوں نے

شامل مسجد کرنی تو وہ چھت بھی مسجد ہوگی ہتکف

ان دکانوں کی چھت پر جاسنا سے

نکاح

فاسق نکاح پر چھائے تو نکاح درست ہے

لیکن فاسق سے نکاح پڑھانا منع ہے۔ ۴۶۰

طلاق

اتس گمان پر نہ عورت کو طلاق ہو گئی طلاق کا

۶۲۶ افرا کیا طلاق نہ پڑے گی۔

مہر

جامد او مہر میں دسے کہ بعد موت واپسی کی شرط

لکھا نہ شرط فاسد ہے، اور ایسی جامد او کے

۱۱۴ اوپر بیوں کی مالک فاسد ہے۔

رضاعت

رضاعت بغیر شہادت عادلہ کے ثابت نہیں ہوتی۔ ۵۹۴

نفقت

راتح اور نواب جن عورتوں کو اپنے دم میں

رکھے ہیں انہیں جو کچھ دیتے ہیں بطور اجرت

زنا میں باطل و نفقہ باجوار اس سے ان کے

| | | | |
|-----|--|-----|--|
| ۲۸۲ | استحقاق اور۔ | ۲۲۹ | مستولی وقت امین وقت ہے۔ |
| ۲۸۳ | مساجد جمیع حقوق عباد سے ہمیشہ کے لئے | ۲۳۰ | اتحاد شرعیہ کے خلاف نہ کثرت رائے دیکھی |
| ۲۸۴ | منزہ ہیں۔ | ۲۳۱ | جاسکتی ہے نہ اتفاق رائے۔ |
| ۲۸۵ | ضرورت اکراہ شرعی سے جواز شکی فی نفسہ نہیں | ۲۳۲ | ہر تباہ بنیت محمودہ محمود و قربت ہو جاتا ہے۔ |
| ۲۸۶ | ہوتا بلکہ مکہ سے رفع اثم ہوتا ہے | ۲۳۳ | اعادہ وصفت کرنے والا احداث اصل کو نیرائے |
| ۲۸۷ | عرف و شرع کا قاعدہ ہے کہ ضرر عام سے | ۲۳۴ | کی مثل نہیں۔ |
| ۲۸۸ | بچنے کے لئے ضرر خاص کا تحمل کیا جائے | ۲۳۵ | الضرورات تبیح المحظورات۔ |
| ۲۸۹ | ذکر نفی قبضہ کو نفی ذکر قبضہ پر حمل کرنا سربیک | ۲۳۶ | مرد و باطل سے مسجد باطل نہ ہوگی، شرطیں ہی |
| ۲۹۰ | معاظر ہے۔ | ۲۳۷ | باطل قرار دی جائیں گی۔ |
| ۲۹۱ | ہر قوم اپنی اصطلاح پر کلام کرتی اور کہتی ہے | ۲۳۸ | مسجد بنا کر شرط لگائی میں اسے بیچ سکوں گا |
| ۲۹۲ | حلال و حرام کے بارے میں صاحب مال کا | ۲۳۹ | مسجد ہوگی شرط باطل۔ |
| ۲۹۳ | قولی بلا دلیل معتبر ہے۔ | ۲۴۰ | مسجد بنا کر شرط لگائی کہ صرف ۵۰۰ قوم کے لئے |
| ۲۹۴ | زمانہ حدیث کا نہ معلوم قدامت کی دلیل ہے | ۲۴۱ | مسجد سب کے لئے ہوگی تخصیص باطل ہے۔ |
| ۲۹۵ | کسی جائیداد کا وقف کا اشارة النقص سے | ۲۴۲ | مصلحت رفع نزاع کا نام ہے نہ کہ البقائے |
| ۲۹۶ | ثابت ہو سکتا ہے جبکہ عبارة النقص اس کے | ۲۴۳ | نزاع کا۔ |
| ۲۹۷ | خلاف نہ ہو۔ | ۲۴۴ | اصل بنار و منشاء نزاع کو مہمل و معطل اور |
| ۲۹۸ | وقف کسی شرط پر معلق کرنے سے باطل | ۲۴۵ | دور آئندہ کی امید موبہوم پر محمول کرنا البقائے |
| ۲۹۹ | ہو جاتا ہے۔ | ۲۴۶ | نزاع ہے نہ کہ رفع و قطع نزاع۔ |
| ۳۰۰ | کسی حکم کو مہمل قرار دینے سے بے اعتبار | ۲۴۷ | اتحاد اسلام کے خلاف پر مصالحت رد و |
| ۳۰۱ | اس کی تصحیح کی جائے۔ | ۲۴۸ | نہیں۔ |
| ۳۰۲ | معروف شرعاً مشروط کی طرح ہے۔ | ۲۴۹ | تکم من شیء یثبت ضمناً و لا یثبت |
| ۳۰۳ | افقار و رسم المفتی | ۳۰۰ | قصداً۔ |
| ۳۰۴ | آلات مسجد کے بارے میں امام محمد اور تابعین | ۳۰۱ | مستحب یہ ہے کہ کفار بھی مکلف بالفروع ہیں۔ |
| ۳۰۵ | کے بارے میں امام ابو یوسف نے قول پر فرمائی ہے | ۳۰۲ | جائز بلا جہاد مکلف نہیں۔ |
| ۳۰۶ | | ۳۰۳ | مسجد میں کسی امر کا جواز و رماں ہے اور اس کا |

- اختلاف کی بنیاد پر بننے والی دو مسجدوں کے بارے میں سوال اور دلی و بریلی کے فتاویٰ ۳۲۳
- فقیہین کے بیان سُننا قاضی پر لازم ہے ۳۲۹
- یہ کہ مفتی پر۔ مفتی بہر صورت سوال کا جواب دیتا ہے واقعہ سے بحث اس کے فرائض سے نہیں۔ ۳۲۹
- سوال ظاہر البطلان ہو تو مفتی اس کا جواب نہ دے یا سوال کی غلطی ظاہر کرے۔ ۳۲۹
- جو اپنے زمانہ والوں کی معرفت نہ رکھے جاہل ہے۔ ۳۳۰
- منصب افتاء کی ذمہ داری یہ ہے کہ بر تقدیر صدق مستفتی صورت مستفسرہ کے مطابق جواب دے دیا جائے۔ ۳۳۱
- اظہار حق کے سلسلہ میں مفتی پر لازم ہے کہ وہ کسی کے ساتھ مراسم قدیم کو حفظ حرمت اسلام اور رفع غلط فہمی عوام پر غالب نہ آنے دے۔ ۳۴۱
- مسئلہ عمر فی المسجد کو سلطنت غیر اسلامیہ کے لئے قرار دینا صریح جہل اور ظلم عظیم ہے ۳۴۳
- سوال میں ذکر کی ہوئی ایک خرابی پر تنبیہ۔ ۴۰۱
- ایک محل سوال پر تنبیہ۔ ۴۰۲
- مولوی عبد الکاظمی صاحب الہ آبادی کا ایک فتویٰ۔ ۴۰۰
- فوائد فقہیہ**
- قرض، ہبہ اور اباحت کا فرق۔ ۹۔
- دوسرے کی زمین میں بنے ہوئے مکان کی قیمت لگانے کا طریقہ۔ ۱۰۲
- تصدق میں اصل رجوع نہیں۔ ۱۰۶
- شرکت ملک میں ہر شریک دوسرے کے حصہ میں اجنبی ہوتا ہے۔ ۱۰۷
- وقت کسی وقت خاص تک مقید نہیں ہو سکتا۔ ۱۱۲
- اگر عقد نقد دونوں حرام پر جمع نہ ہوں تو ملک صحیح اور حلال ہوگی ۱۲۱
- چندہ چندہ و ہند گان کی ملک پر ہوتا ہے۔ ۱۲۶
- حقوق غیر تجزی میں تمام شریک علی وجہ انکمال مالک ہوتے ہیں۔ ۱۲۶
- مسئلہ شرعی میں قلت و کثرت رائے کا اعتبار نہیں ۱۲۸
- اقدامی جو جہ میں شرع کی طرف سے کوئی تحدید نہ ہو کثرت رائے کا لحاظ ہوتا ہے اور اس میں علم و جہالت کا بھی لحاظ نہ ہو گا بلکہ تجربہ کاری کا اعتبار ہوتا ہے۔ ۱۲۸
- وقت کی صحت کے لئے واقعہ کا جائداد و موقوفہ کا مالک ہونا ضروری ہے۔ ۱۲۸
- مالداروں کے لئے ہوٹل بنا کر وقف کیا وقف نہ ہو گا۔ ۱۳۰
- کافر نے مسجد کے لئے وقف کیا وقف نہ ہو گا۔ ۱۳۰
- مسجد کا متولی تعمیر مسجد وغیرہ امور میں قاضی پر مقدم ہے۔ ۱۳۷
- ہدیت بقار مجہول ہے۔ ۱۴۳
- تعیین مدت سے مقدار منفعت معلوم ہوتی ہے۔ ۱۴۳

| | | |
|-----|--|-----|
| ۱۵۰ | المصنف کی تحقیق۔ | ۱۸۶ |
| ۱۵۰ | الوقت لایمک۔ | ۱۸۷ |
| ۱۵۰ | الوقت لایمک۔ | ۱۸۸ |
| ۱۵۵ | استقامت کامعیار ملک نصاب زمانہ از حاجت اصلید ہے۔ | ۱۸۸ |
| ۱۵۵ | موتولی امین ہوتا ہے۔ | ۱۸۸ |
| ۱۵۵ | آفات میں شرط واقف نص شارع کی طرف ہے۔ | ۱۸۸ |
| ۱۵۵ | قبرستان کے درخت لگانے والے کی ملک میں۔ | ۱۸۸ |
| ۱۵۸ | لفظ ارضادات کی تحقیق۔ | ۱۸۸ |
| ۱۵۸ | مسجد کی زمین میں کوئی تعمیر حسب شرائط واقف جائز ہے۔ | ۱۸۸ |
| ۱۵۹ | ارضادات اور عطایا کا فرق۔ | ۱۸۸ |
| ۱۶۰ | خط خطا کے مشابہ ہوتا ہے اس پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ | ۱۸۸ |
| ۱۶۶ | وقف کا ثبوت تعامل سے بھی ہوتا ہے۔ | ۱۸۸ |
| ۱۶۸ | زرچندہ چندہ دہندوں کی ملکیت پر رہتا ہے۔ | ۱۸۸ |
| ۱۶۸ | لفظ واسطہ کے معانی مختلف۔ | ۱۸۸ |
| ۱۶۹ | جس نے یہ سچ کر کہ اس کا دینا مجھ پر واجب ہے کوئی چیز دی، بعد کو کھلا کہ واجب نہ تھی تو لوٹا سکتا ہے۔ | ۱۸۸ |
| ۱۶۹ | معاملہ خلو بے اصل و باطل ہے۔ | ۱۸۸ |
| ۱۶۹ | خلو کی تعریف۔ | ۱۸۸ |
| ۱۷۰ | دوامی پتہ کی ایک صحیح صورت۔ | ۱۸۸ |
| ۱۷۰ | خلو عین نہیں بلکہ وصفت ہے۔ | ۱۸۸ |
| ۱۷۰ | تسکینی اور خلو کا فرق۔ | ۱۸۸ |
| ۱۷۰ | معنی خلو میں مختلف علی کی تصریحات اور سے نپکے۔ | ۱۸۸ |

- ۲۸۱ استبدال میں وجہوں پر ہے۔
- ۲۸۲ قاضی بہشت صاحب علم و عمل کو کہتے ہیں۔
- ۲۸۸ نزائد سے مراد کی چیزیں ہیں۔
- ۲۸۴ صحن مسجد بھی مسجد ہے۔
- ۳۰۱ متصاع مسجد تو اربع مسجد ہیں۔
- ۳۰۵ مطلقاً حقوق عبد کا تعلق مانع مسجدیت نہیں۔
- مقبورہ کے لئے بھی حقوق عبد سے فارغ ہونا
- ۳۰۶ شرط ہے۔
- ۳۲۰ ایسی مسجد کو کسی قبر کے ذاتی تقدس میں مانع حرام
- ۳۲۰ وقف کا ثبوت شہرت کی بنا پر ہوتا ہے۔
- ۳۲۲ حوالی مسجد کا حکم بھی مثل مسجد ہوتا ہے۔
- ۳۲۳ قبائے مسجد نابغ مسجد ہے۔
- ۳۵۲ قبائے مسجد کی حرمت مسجد کی حرمت سے
- ۳۵۲ مقبرہ در راستہ بنانے کا جزیہ اور اس کا صحیح مطلب
- ۳۵۲ قبضہ زمین کی بحث۔
- ۳۵۹ فقہائے کے کیا معنی ہیں۔
- ۳۸۰ مسئلہ عمر فی المسجد تحقیق جلیل۔
- مسئلہ عمر فی المسجد صرف اسلامی سلطنت کے
- ۳۸۳ ساتھ خاص ہے۔
- ۳۸۳ من ای فی علی کا ترجمہ جان لینا فقہائے
- ۳۸۳ نہیں، فقہائے چیرنے دیگر است۔
- ۳۸۳ ضرورت کی بحث۔
- ۳۹۳ ملک کا اطلاق دو معنی پر آتا ہے اولیٰ خصاص
- ۳۹۳ مانع، دوم قدرت تصرف شرعی۔
- متولی کو ملک اوقاف یعنی قادر تصرف شرعی
- ۲۸۱ کہہ سکتے ہیں۔
- قانون اور اہل قانون کی اصعد ج میں زمین
- ۲۸۱ مسجد یا وقف مسجد کو ملک مسجد کہتے ہیں۔
- اصطلاح مذکور کا پستہ شرح مطہر میں
- ۲۹۲ بھی ہے۔
- مسجد حقیقہ زمین کا نام ہے چھت اس کا بدن
- ۲۹۸ نہیں ہو سکتی۔
- مسجد کا کشش جہات میں جمیع حقوق و اوقاف
- ۲۹۸ حالی ہونا ضروری ہے۔
- ۲۹۵ نزول کی زمین اللہ تبارک تعالیٰ کی ملک ہے۔
- ۴۰۳ تعامل قدیم کی حقیقت۔
- ۴۰۳ قیمت کی تعریف اور احکام۔
- ۴۰۵ حسن رو کا قانون، اصطلاح پر مکرر کرنا واجب
- جس وقف کے شرائط تحریری نہ ہوں تو تعامل
- ۴۸۶ قدیم پر عملدرآمد ہوگا۔
- وقف میں تعامل قدیم کی حد وقت اور زمانہ سے
- ۴۸۶ نہیں ہے۔
- اوقاف کے مصارف عمومی میں مالدار اور غریب
- ۴۸۶ سب برابر ہیں جیسے افطار یا وضو کا پانی۔
- ۴۹۰ وقف کا ثبوت شہرت کی بنا پر ہوتا ہے۔
- جہاں وقف کے شرائط معلوم نہ ہوں قدیم عملدرآمد
- کا اعتبار ہے۔ اور قدیم عملدرآمد کی حد کا
- ۴۹۳ مبیع۔
- مسجد کی تفصیل بعض باتوں میں مسجد کے حکم میں
- ۴۹۵ ہے اور بعض مسائل میں خارج مسجد۔

- قبر کی پختہ حق میت ہے۔ ۵۰۸
مسجد اور متعلقات مسجد خالص اللہ تعالیٰ کی ملک ہے۔ ۵۰۹
تاجاز معامہ خود ہی باطل ہے۔ ۵۱۰
آباد وقف کے بدلنے کی چار صورتوں کا بیان۔ ۵۱۱
چٹائی اور تیل کا مصالح مسجد میں شمار ہے۔ ۵۱۲
نا توانی اور بیماری رفع صحت وقف نہیں۔ ۵۱۳
گنڈہ زمی کے تصرفات نافذ ہیں۔ ۵۱۴
ہماری مسجد میں اضافت ملک مراد نہیں ہے۔ ۵۱۵
مسجد کی زمین اصل مسجد ہے۔ ۹۰۰
جس نے زمین دی وہ مسجد کا واقف ہوا اور جس نے عمارت بنائی وہ تعمیر کا تعمیر کرنے والا بھی وقف میں شریک ہے۔ ۹۰۱
غلط خیال کی بنا پر جو لفظ کہے جائیں وہ کچھ اثر نہیں رکھتے۔ ۹۰۲
میعین
میعین علی فعل الغیر میں قسم علم پر کھائی جاتی ہے ۹۰۳
وعدہ میں ان میں اللہ کا لفظ حلف کے اثر کو باطل کرتا ہے۔ ۹۰۴
تذرو و فتوح
تذرو و فتوح جو جس کو دے اس کی ہے۔ ۱۲۵
سجادہ نشین نے تذرو و فتوح بالتضییع دینے کا وعدہ کیا اس کا ایفہ اس پر واجب نہیں ہے۔ ۱۲۶
سجادہ نشین نے اپنا قائم مقام اور موتی کسی کو کیا اسے جو تذرو و فتوح اسی کے لئے ملی وہ اس کی ہے اور جو بحیثیت سجادہ نگاری ملی وہ احسن سجادہ نشین کی ہوگی۔ ۱۲۷
بیع
قبر میں جائداد دینا بیع بالعمق ہے اور یہ بیع ہے۔ ۱۱۳
بیع شربہ فاسدہ سے فاسدہ و حسد ام ہو جاتی ہے۔ ۱۱۴
بیع فاسدہ و فسخ کرنا بائع اور مشتری دونوں پر فرض ہے۔ ۱۱۵
بیع فاسدہ و فسخ نہ رہا گناہ ہے۔ ۱۱۶
عقد فاسدہ سے خریدی ہوئی جائداد پر قصد کے بعد مشتری اس کا مالک ہو جاتا ہے۔ ۱۱۷
موقوفہ جائداد کی آمدنی سے جو زمین خریدی گئی وہ وقف کا حکم نہیں رکھتی۔ اس کی بیع درست راہ جائز ہے مگر اس کی بیع قابل الطینان فرائع سے ہونی چاہئے۔ ۱۱۸
نقد میں مال حرام دیا تو بائع کو اس کا لینا حرام دیکھی جائداد ملک مشتری ہوگی۔ ۱۲۲
بیعہ بالعمق بیع ہے۔ ۱۲۹
جتنے لوگوں کے نام بیع ہوئی بیع کے سب مالک ہوئے اگرچہ قیمت یہ شخص نے

حرام مال میں جب تک عقد و نقد جمع نہ ہوں
بیع حرام نہیں ہوتا۔

ہدایات

زیمنے عمر کو کچھ روپیہ دیا اور کہا کہ اس کو خرچ
کر یا اپنی حاجت میں اٹھا یا جہاد کر تو
قرض قرار دیا جائے گا۔

جس عادیہ کو ہجرت کر کے انتفاع حاصل کیا،
قرض قرار دیا جائے گا۔

مکان میں تعمیر مزید سبب شرکار کی راستے سے
ہوتی تو اپنا حصہ نکال بقیہ شرکار سے باقی کا
مطالبہ کر سکتا ہے۔

مشترکہ دکان کے شریک نگران ۷ دکان پر
قرض بتایا اگر کسی سے نقد روپیہ لیا تھا تو خاص
نگران ذمہ دار ہوں گے اور مال ہی بطور قرض
مولیٰ لیا اور ادا نہ ہو تو سب شرکار ذمہ دار ہوں گے۔

مسئله النظر بخلاف جنس الحق۔

تبادلہ پر قرض ہونے کے دو معنی

قرض دار نے قرض دینے والے کو رہنے کیلئے
گھر دیا تو اس کی اجرت مثل واجب ہے۔

قرض خواہ اس آمدنی پر جو وقف سے متولی کو
ملتی ہے ڈگری جاری کر سکتا ہے، جائداد
موقوفہ پر نہیں۔

روپیہ جو کوئی شخص بنک میں جمع کرنا ہے وہ
بنک پر دین ہوتا ہے۔

متولی قرض کے طور پر بھی مال وقف اپنے سرف
میں نہیں لگا سکتا نہ دوسرے کو قرض

۵۱۴ دے سکتا ہے۔

۵۷۰ ایک وقف کا مال دوسرے میں بطور قرض
بھی صرف نہیں کیا جاسکتا۔

۵۷۰ متولی وقف قرض امر ضروری لایہی کے لئے
قاضی کی اجازت سے لے سکتا ہے بشرطیکہ

۹۲ قرض کے سوا چارہ کار نہ ہو۔

۵۷۱ قرض کے سوا چارہ کار نہ ہو۔

ہمبہ

عورت نے شوہر کو دیا کہ کپڑا بنا کر پہن تو ہمبہ
قرار دیا جائے گا۔

۹۲ طالب علم کو مددیاں وغیرہ دیں کہ اپنی کتابوں
میں صرف کیجئے ہمبہ قرار دیا جائے گا۔

۹۲ اگر زمین مع مستلک نہ ہو تو گورنمنٹ نے جس کو
دیا وہی مستحق ہے کہ یہ ہمبہ ہے جبکہ شرکار

۹۲ میں کوئی یتیم نہ ہو۔

۱۱۴ ایک شریک نے اپنے مال سے بقیہ شرکار
کے لئے مشترکہ ملک میں کچھ بنایا اگر یہ ہمبہ

۱۹۱ ہو تو ناجائز ہے کہ یہ ہمبہ مشاع ہے۔

۱۰۵ ہمبہ بلا قصد باطل ہوتا ہے۔

۲۱۷ بھائیوں نے مرحوم بھائی کی بیوی کو کچھ دیا
تو یہ بطور عواصات و مخواتی ہے، اور

والیس نہ ہو گا، اور استحقاق شوہر کے مد

۲۴۲ کے طور پر تو جو حق سے زائد دیا واپس لے سکتا ہے۔

- جو جائیداد آشناؤں نے زائیر عورتوں کو ہبہ کی ہبہ باطل اور جائیداد آشناؤں کی ملکیت پر باقی ہے۔ ۱۶۱
- مٹشاع کا ہبہ بلا تقسیم ناجائز ہے۔ ۱۶۲
- اشعار صحیحہ حمد و نعت جو ممنوعات سے پاک ہوں انھیں سن کر انعام و اکرام دینا جائز ہے ۲۱۸
- وکیل بغض الدین اور ہبہ باطلہ کی ایک صورت۔ ۲۲۲
- مقدمہ کے لئے ہبہ باطل ہے۔ ۲۴۵
- ہبہ بے قبضہ نام مفید ملک نہیں۔ ۲۴۵
- قبضہ سے پہلے محبوب چلاک ہو جائے تو ہبہ باطل ہوتا ہے۔ ۲۴۶
- تسلیم سے پہلے وارث مر جائے تو بھی ہبہ باطل ہے۔ ۲۴۶
- کافر نے اپنی زمین مسلمانوں کو ہبہ کی اور انھوں نے مسجد بنالی تو جائز ہے اور خود مسجد بنوا دی تو وہ مسجد ہوئی ہی نہیں۔ ۲۹۶
- جائیداد موقوفہ کا ہبہ باطل ہے۔ ۵۴۵
- حق تولیت قابل ہبہ نہیں، واقف نے متولی کو اختیار نہ دیا ہو تو وہ کسی کو اپنے بدر متوفی نہیں کر سکتا۔ ۵۴۵
- میراث میں فقر و غنا کا لحاظ نہیں ہوتا۔ ۱۵۳
- حق اصل وقف میں اجراء وراثت تصرف صحیح ۱۶۱
- کتب غنائہ جو دارالقضا پر وقف ہو اس میں کسی قاضی کی وراثت نہیں چل سکتی۔ ۱۶۸
- وقف میں وراثت جاری نہیں ہوتی۔ ۲۰۴
- جو بلا وجہ شرعی اپنے وارث کی میراث سے بھاگے اللہ تعالیٰ جنت سے اس کا حصہ قطع کر دیتا ہے۔ ۲۵۱
- بہنوں کا مالدار ہونا انھیں میراث سے محروم کرنے کی وجہ شرعی نہیں۔ ۲۵۱
- جس زمین کے موردی ہونے کا ثبوت گواہان عادل سے ہو ورنہ ترکہ زاری جائے گی۔ ۴۴۵
- میراث کا ایک سوال۔ ۵۰۰
- ترکہ میں قبل تقسیم کسی ایک وارث نے مسجد قائم کی تو مسجد صحیح ہوگی یا نہیں، اس سے متعلق احکام۔ ۵۰۰
- تولیت کوئی ترکہ نہیں کہ ہر وارث کو اس میں حق پہنچے۔ ۵۴۸
- واقف کی تولیت میں وراثت نہیں چلتی، بھائی اور بیٹے میں جراثیل ہو اسی کو متولی کیا جائے۔ ۵۸۳

وصیت

- لڑکیاں مکان قدیم سے ترکہ پوری پائیں گی۔ ۱۰۵
- اقرب دہشتہ دار ابجد کو محبوب کرتا ہے۔ ۱۵۴
- وقف کی وصیت کا نفاذ بعد موت ہو گا۔
- زندگی میں حسب انتشار تصرفات کا اختیار ۲۳۰

میراث

تو قیامت کے بارے میں وراثت جاری نہیں
ہوتی متولی مال نے جس کے بارے میں
وصیت کی وہ متولی ہو گیا۔

وقف

قیم پر حساب واجب ہے، اس کا تحریر میں
رکھنا واجب نہیں۔

اجارہ

شرکار کی یہ قرار داد کہ ایک شریک مان نیچے
حساب لگے اور اگنی روپیہ دستوری ملے
نا جائز و حرام ہے۔

شریک کو مال مشترک میں تصرف کے لئے اختیار
کرنے کا جائز نہیں۔

کسی ملک کا کسی دائمی اجارہ ہو یہ جائز نہیں۔

جماعت مدت سے اجارہ فاسد ہوتا ہے۔

تعیین مدت کے بغیر اجارہ جائز نہیں۔

واقف نے اجازت نہ دی اور وقف کو ضرورت
نہ روز میں موقوف کو تین سال سے زیادہ کے
اجارہ پر دینا جائز نہیں۔

مستاجر نے اجارہ کو دائمی بنالے کیلئے اجارہ پر لی گئی
دکان یا مکان میں اپنے مال سے اضافہ کیا
اس معاملہ کے شرعی احکام۔

دیہات کا ٹھیلہ جیسا ہندوستان میں آج ہے حرام
اعتیان کے خلاف کا اجارہ باطل ہے

آخر خاص کا کام پر حاضر رہنا ضروری ہے،
غیر حاضری کے دن کی اجرت کا حقدار نہیں قلیل
رنجست جو اس صیف میں مروج بودہ یوقہ معاف ہے

صیف تعلیم میں جمعہ، کہیں منگل اور جمعہ اور رمضان
المبارک کی تعطیل جائز ہے۔

خدمت گار کو رمضان کی تعطیل نہ ملے گی

درتس کو حج فرض کی ادائیگی کی رنجست نہیں

صیف تعلیم میں بصورت تین مہینہ کی غیر حاضری
معاف ہے لیکن بلا تخریج

انتظام مسجد کا ہر سال میں ایک آدمہ ہفتہ
کی رنجست تو پاسکتا ہے طویل رنجست کئے

عرضی دینا ہوگا۔

متولی کا وظیفہ اجیر مشل کے موافق دیا جائے گا
عدم کفایت کی صورت میں غاضلات سے اضافہ
کیا جاسکتا ہے۔

شرح سود کے حساب سے کرایہ مقرر کیا تو یہ معاملہ
گنہہ ہے، کرایہ جائز ہوگا۔

وقف سے متولی کو بصورت سواری اور ایام
کارگزاری کی تنخواہ اور ضرورت ہو تو سب ہی کی
تنخواہ بھی ملے گی

مقدار تنخواہ وغیرہ کا تعین عرف پر ہے۔

وقف کے کرایہ دار نے عدہ صحیح سے درمیان مدت
میں مکان چھوڑ دیا تو باقی ماندہ کا کرایہ چھوڑا
جاسکتا ہے۔

نیابت امامت سے متعلق ایک تفصیلی سوال۔ ۳۴۳

- ۴۵۰ | | قائم دوسرے کو اپنا نائب مقرر کر سکتا ہے اصل
اسے بھی معزول کیا جائے | غائب کو اتنا ہی ملے گا
۴۴۴ | | جتنا باجم تراضی سے مقرر ہوا ہو۔
۵۰۳ | | قائم نے اپنے نائب کے لئے کوئی مدت متعین
نہ کی تو اجارہ خاصہ ہے
۴۴۵ | | اجارہ فاسدہ کا فسخ کرنا فریقین پر واجب ہے
۵۱۱ | | وہ نہ کریں تو حکم فسخ خود سے۔
۴۴۶ | | اجارہ میں طریقہ رائج الوقت کے لحاظ سے اجارہ
صرف پہلے مہینہ کے لئے ہوتا ہے۔
۴۴۷ | | قائم کو جو روٹیاں دی گئیں اس کے حکم کی تفصیل
۵۱۲ | | استاد و معلم سے روٹی منگانے کے لئے مکب
جبر کر سکتا ہے اور مکب نہیں۔
۴۴۸ | | جس نے مسجد کی دیوار پر شہتیر رکھ بنا دیا
۵۱۳ | | جتنے دن رکھ اس کا کرایہ وصول کریں۔
۴۴۹ | | مسجد کی بچی کا کرایہ پر دینا حرام ہے۔
۵۱۴ | | قیامپ، فرش، دوی وغیرہ اگر مسجد کی آمدنی
کے لئے کرایہ پر دینے کے لئے خریدا گئے
۴۵۰ | | ان کا کرایہ پر دینا جائز ہے اور خاص مسجد کی
۵۱۵ | | ضرورت کے لئے خریدے گئے تو کرایہ پر دینا
حرام ہے۔
۴۵۱ | | مجبوری کی صورت میں مجبوری دوسرے نے تک
۵۱۶ | | خاص مسجد کے صرفہ کے سامان کرایہ پر دے
جاسکتے ہیں۔
۴۵۲ | | خراج امام الائی امامت پر رہ گیا ہو معزول نہ ہو جائے
۵۱۷ | | غیر حاکمی کے ایام کی تخواہ لینے والے سے واپس
۴۵۳ | | لی جائے گی اور جس متولی نے ایسی تخواہ دی
۵۱۸ | | اسے بھی معزول کیا جائے
۴۵۴ | | مسجد کے نیچے ترخانہ بنانا اس کو کرایہ پر
۵۱۹ | | دینا حرام ہے۔
۴۵۵ | | اجارہ کے لئے بیع کی ایسی طرح یکاب و قبول
۵۲۰ | | اور قاضی طرفین ضروری ہے۔
۴۵۶ | | وقت کی آمدنی اپنے ذاتی صرف میں لانا جائز
۵۲۱ | | نہیں ہے ہاں متولی معدوم طریقہ پر اجرت مثل
۴۵۷ | | لے سکتا ہے۔
۴۵۸ | | وقف کی آمدنی سے ملازمین کو پیشگی تنخواہ دینا
۵۲۲ | | اور انہیں ہاں قدیم سے ایسا تعامل ہو تو حرج
نہیں۔
۴۵۹ | | وقف سے اجارہ میں متولین کو وقف کا فائدہ
۵۲۳ | | ابد نظر ہونا چاہئے، جو زیادہ دے اسی کو
۴۶۰ | | دیا جائے۔
۴۶۱ | | جو متولی اس کے خلاف کرے قابل عتاب ہے
۴۶۲ | | یاں زائد والے کو دینے میں بیاطن وقف کا
۴۶۳ | | نقصان ہو تو اس سے احتراز کیا جائے
۴۶۴ | | اوقاف کے اجارہ کا بیان۔
۴۶۵ | | دیہات کا ٹھیکہ جیسا ہندوستان میں لگتا ہے
۴۶۶ | | حرام ہے اس کو رو کر ناسوری سے
۴۶۷ | | اجارہ منافع پر سے عیسائی استلاک پر عیس
۴۶۸ | | مسجد پر موقوفہ زمین کو مسجد بونے سے قبل مسجد
۴۶۹ | | کی ضروریات کے واسطے اجارہ پر دیا جاسکتا
۴۷۰ | | وقف کا اجارہ دوبارہ سے زیادہ تین سال

نیک ہوگا۔

وکالت

شرکت ملک میں ہر شریک کو تصرف کی اجازت ہو تو اپنے حصہ میں اخیل اور شریک کے حصہ میں وکیل ہوگا۔

وکالت شروع و خاتمہ سے خاسد نہیں ہوتی وکیل بالشرار قرض کے طور پر خرید سکتا ہے۔ وکیل تجارت کو مرانی معمول تجارت قرضوں بیچنے کا اختیار ہے۔

وکیل بالشرار روپیہ قرض نہیں لے سکتا۔ وکیل نے موکل کے پیسے سے چیز اپنے لئے خریدی تو زکا وکیل ضامن ہے۔

وکالت کا پیشہ جس میں سودی ڈگریں دوانا پڑے خلاف حق مقدمات میں کوشش کرنا پڑے فسق ہے۔

کف الہ

جامداد کا قرضہ میں مکفولی کرنا جائز نہیں لیکن ایسی جامداد کا وقف صحیح ہے۔

وکالت

جامداد موجودہ کا وقف اس صورت میں صحیح ہے کہ وہ ایسی کے پاس مال قابل ائیں قرض موجود ہو۔

عاریت

ایک مسجد کی چیز دوسری مسجد کو عاریتاً دینا جائز نہیں۔

غصب

کسی نے دوسرے کی زمین میں مکان بنایا تو مکان والا اس سے معاملہ بھی کر سکتا ہے اور وہ مکان اپنی زمین سے اکھڑا دے سکتا ہے اور زمین بیگار ہونے کا اندیشہ ہو تو اس مکان کی قیمت لگا کر اس پر قبضہ بھی کر سکتا ہے۔

مسجد کی زمین غصب کرنا عظیم شدید اور گناہ کبیرہ ہے جو کسی کی بالست بر زمین دباے گا قیامت کے دن ساتوں طبق توڑ کر اتنا حصہ دے دیں اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا۔

مصارف مسجد سے کچھ بچا کر اپنے صرفہ میں لایا تو اس کے کفارہ کی تدبیر

مال معصوم کا بلا وجہ لینا حرام ہے، حربی کا مال اس کی رضا سے بیسے میں کوئی حرج نہیں

قبریں اگر غصباً بنی ہوں تو زمین کا مالک چلے تو زمین خالی کر کے تعمیر کرے یا انتظار کرے

تساؤلک میت یا مکمل راکھ ہو جائے تب اس پر تعمیر کرے۔

مسجد کی رقم ہضم کرنے والا غاصب ہے۔

مسجد کی رقم ہضم کرنے والا غاصب ہے۔

شہادت

غیر کے رد کے شرعی اسباب اور آدمی کے
مردود الشہادۃ ہونے کی صورتیں۔

وقف کا ثبوت شہرت سے ہوتا ہے اور اس
کی گواہی بھی شہرت کی بنا پر دی جاسکتی ہے
جس کو اہی کو لوگ جھڑنا سمجھیں اس میں کئی
احتمال ہیں۔

دعویٰ

جو مال معلوم الحجت زمین کسی وقف کے خادموں
کے قبضہ میں ممد قدیم سے ہو ملا ثبوت شرعی
اس کی ملک کا دعویٰ یا جدید تصرف ثابت
بدخواہی کا دعویٰ مشاہدات شرعی کے بغیر
نامقبول ہے۔
مقام بیان میں منہ پھیر لیا انکار ہے۔

شرکت

شریک مال مشترک سے اپنے حق بھر صرف
کر سکتا ہے۔

ضمان

حرام امور میں مال وقف کو صرف کرنیوالے
متولی پر تاوان لازم ہوگا۔
ہر آئین تعدی کے سبب سے ضامن ہوتا ہے

مدرسہ کے مال سے مسجد کا قرضہ ادا نہیں کیا جاسکتا
اور جو ادا کرے تاوان دے مسجد سے نہیں
لے سکتا۔

وقف سے جو منافع اٹھائے اس کو تاوان
دینا ہوگا۔

ساتھ ہی وقف میں کچھ تلف ہو جائے تو متولی
اور ملازمین پر تاوان نہیں اتھا فٹ پر
تاوان ہے۔

واقف نے مسجد میں لنگرے نہیں بنوانے تھے
متولی نے مال وقف سے برائے تاوان کے
گیا جس کی روشنی سے قوربتی قلعے لگانا منع
ہے، مگائیں تو تاوان دینا ہوگا۔

نیر مسجد پر اپنی دیو رہنا حرام سے اور جو
نقصان پہنچا اس کا تاوان دینا ہوگا
مسجد کی آمدنی دوسرے امور میں صرف کرنا
حرام ہے اور جس نے صرف کیا اس سے
تاوان لیا جائے۔

متولی کے قبضہ سے مال چوری گیا، متولی
کی بے احتیاطی کو دخل نہ ہو تو کوئی تاوان
نہیں۔

مسجد کی رقم خواہنے صرفہ میں لایا، یا مجبوری
کے بغیر رشوت میں دیا، اس کا تاوان دینے
والے پر لازم ہے۔

عقائد و کلام

و تباہیہ، روافض، غیر معتقدین اور نحسری ضالین ہیں۔

دوبندلوں کے اقوال کفر پر مطلع ہو کر انھیں عالم دین سمجھنا کفر ہے۔

حکم صوفیہ اللہ تعالیٰ کا ہے۔

گناہ کو اچھی جاننا کفر ہے۔

اہل قبلہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو ضروریات دین پر متفق ہیں۔

زندگی بھر طاعت و عبادت کرنے والا بھی کسی کفر کے صدور سے کافر ہو سکتا ہے۔

اہل قبلہ سے مراد قبلہ کی طرف رخ رکے مار پڑھنے والے نہیں کیونکہ روافض ایسے ہی ہیں لیکن کافر نہیں۔

فاسق کی امانت شرعاً واجب ہے اور کافر کی تعظیم کفر ہے، اور ایسوں کو مسلمانوں پر افسری دینا حرام ہے۔

حظر و اباحت

تغزیہ واری ناجائز ہے۔

زنا اور فحشا میں حاصل کیا ہوا روپیہ مثل غضب حرام مطلق ہے۔

ناچنے گانے والوں کو اجرت کے علاوہ بیل کے طور پر جو دیا جاتا ہے وہ حرام نہیں۔

جنازہ پر ڈالنے کے لئے چادر وقف کر سکے ہیں ۱۲۲
جنازہ پر بقصد زینت بیش قیمت چادر ڈالنا

مکروہ ہے۔ ۱۲۲

وقف خاص میں ہر متولی خلافت اعظم ارض

وقف تصرف کرنے سے ہر شخص کو روک سکتا ہے۔ ۱۲۴

خان متولی کو معزول کر دینا لازم ہے ۱۲۵

کسی منصب والے کو بلا عذر شرعی معزول

کرنا جائز نہیں۔ ۲۷

چندہ کا جو روپیہ فاضل بچے وہ چندہ دہندگان

کا ہے کسی دوسرے مصرف میں صرف کرنے

کے لئے ان کی رضامندی ضروری ہے ۳۴

چندہ دہندگان نہ ہوں تو ان کے بالغ وارثوں

سے استقواب کیا جاسکتے۔ ۱۳۴

قصی و مجنون کا حصہ واپس کرنا ہوگا۔ ۱۳۴

اگر چندہ دہندگان معلوم نہ ہوں تو مصرف سے

جو زائد ہو اس کو اس کام میں صرف کریں

جس کے لئے وصول کیا گیا، وہ نہ بن پڑے

تو فقراء کو دیں۔ ۱۳۴

قبرستان کی بیع ناجائز ہے۔ ۱۳۶

قبروں کو ہموار کر کے ان پر چلنا بھی حرام ہے ۱۳۶

مسجد کے روپوں اور اس کی زمین عمارت

میں ناجائز تصرف کے بارے میں سوال اور

اس کا شرعی حکم ۱۳۷

وقف مطلق غیر مشروط التبدیل کی بیع،

اس کو دوسری جائداد سے بدلنا، اس سے

۱۲۲

- ۱۶۱ باطل ہے۔
- ۱۶۲ وقف میں تصرف مالکانہ حرام ہے۔
- ۱۶۳ منصاعت کثیر تعداد میں مساجد میں جمع ہو گئے ہیکارضائے ہونے کا خطرہ ہے بہتے دالہ اسے لے کر جو چاہے کرے اگر وقف ترک ہو وقف بنایا ہو تو دوسری مساجد وغیرہ میں تقسیم کر سکتے ہیں۔
- ۱۶۴ موقوفہ تکیہ میں دوسری تعمیر ناجائز ہے
- ۱۶۵ وقف مسجد کی آمدنی مدرسہ یا دوسری مسجد میں صرف نہیں ہو سکتی۔
- ۲۰۵ ایک مدرسہ کی آمدنی دوسرے مدرسہ یا مسجد میں صرف نہیں ہو سکتی۔
- ۲۰۵ مال وقف سے حاجت منہجی دستور کے موافق کھا سکتا ہے۔
- ۲۱۵ مال وقف سے مذہبی تقریبات کی تسخیرینی غیر حاضر کو بھیجنے کی شرط ہو یا معمول قدیم ہو تو جائز و روا ہے۔
- ۲۲۶ تہی حال دعوت وغیرہ کا ہے۔
- ۲۲۶ پیشہ اور قبولیت کا نذرانہ جائز نہیں ہے
- ۲۲۷ آدمی اپنی ملک میں تصرف کر سکتا ہے۔
- ۲۲۷ مسجد کے قریب پانچ گنا بنانا جس سے مسجد میں تو پہنچے حرام ہے۔
- ۲۲۷ کیا بیاز یا تکیہ لہسن کی مسجد میں جانا ناجائز ہے۔
- ۲۲۳ مسجد خالی ہو تب بھی اس میں بدبودار اخل کرنا
- ۱۶۲ دھمی اجارہ پر دینا یا چالیس سال کے پڑ پر دینا جائز نہیں۔
- ۱۶۳ وقتی پڑ کاٹنے کی اجازت نہیں۔
- ۱۶۴ مشہد، مقبرہ، پل، حوض اور سقاہ سے حسب شرط وقف باقی اور غیر مافی سب قائمہ اٹھا سکتے ہیں۔
- ۱۶۵ جو عمارتیں زاروں کے لئے ہیں ان میں کسی کو دھمی قیام درست نہیں۔
- ۱۶۶ عبادتوں کو مدعا کے عمارتوں میں قیام کا بالکل حق نہیں کہ وہ مسافروں زاروں کیلئے بنائی گئیں۔
- ۱۶۷ تکیہ موقوفہ میں ذاتی مکان بنانا، مسجد بنانا اس کا بیجا جائز نہیں۔
- ۱۶۸ وقفی قبرستان میں مدرسہ، مسجد یا کچا اد علاوہ قبر کے بنانا جائز نہیں۔
- ۱۶۹ تعزیر و مزامیر معصیت ہیں۔
- ۱۷۰ مقدسیت میں مال وقف کا صرف حرام ہے
- ۱۷۰ مال وقف پر تعدی حرام ہے۔
- ۱۷۱ مسجد پر جو جائداد وقف ہے اگر واقعہ نے اس کی آمدنی سے بنائے مدرسہ و مصارف مدرسہ کی اجازت دی تھی تو جائز ہے ورنہ نہیں۔
- ۱۷۲ جائداد موقوفہ کو کوئی ظالم میسا چاہے تو مسلمان ہر جائز کوشش سے اس کا دفاع کریں
- ۱۷۳ جائداد وقفہ میں تصرف بے جا ظلم اور

- ۲۳۳ صاحب تہذیب
مصلیوں کو اذان کی آواز بے منارہ پہنچ
جاتی ہے تو مالی مسجد سے منارہ بنانا
درست نہیں۔
- ۲۳۵ مسجد مستحکم ہو تو اس کو توڑ کر نئی بنانا
جائز نہیں۔
- ۲۳۷ بجلی کے پنکھے کی ہوا طبعاً مضر ہو تو اپنے
گھر میں بھی لگانا نہ چاہئے۔
- ۲۳۹ مسجد میں ایسی چیز لگانا جس سے مصلیوں
کا دل بٹے منع ہے۔
- ۲۴۱ مسجد میں نجس چیز لے جانا حرام ہے۔
- ۲۴۳ برقی روشنی اور پٹکے سے حادثات کا خطرناک
ہو تو ان کا استعمال منع ہے۔
- ۲۴۵ قبا جس چیز کا مضر ہونا ثابت ہو اس کا
استعمال حرام ہے۔
- ۲۴۷ نیاز بزرگایں دین اور میلاد کے لئے وقف
جائز ہے۔
- ۲۴۹ مسجد کا سامان خریدنے والے کو چاہئے کہ کسی قسم
کی بخرمئی کی جگہ اس کو نہ ڈالے۔
- ۲۵۱ مسجد منہدم ہو جائے اور اس کے احسار
ضرورت مسجد کے نام نہ ہوں جن کے ضائع
ہونے کا خدشہ ہو تو قاصد کے اذن سے درخت
کرایا اور قیمت و محنت غارھا جائز ہے۔
- ۲۵۳ تعمیر شدہ مسجد کو راکر پٹے سے مضبوط تر بنانا
کب جائز اور کب ناجائز ہے۔
- ۲۳۳ رباط کے جانور بہت زیادہ ہو جائیں اور ان کا
خرچہ بڑھ جائے تو کیا متولی ان میں سے بعض کو
فروخت کر کے قیمت کو جانوروں کے چارہ اور
رباط کی مرمت پر صرف کر سکتا ہے یا نہیں۔
- ۲۳۵ مسجد کے فرش پر وضو حرام ہے۔
- ۲۳۷ غیر متعلق کو اس کی بھی اجازت نہیں کہ مسجد میں
مینہ کو کسی برتن میں وضو کرے اس طرح کو پانی
مسجد میں نہ گرسے۔
- ۲۳۹ غیر متعلق شدید بارش میں محروم اس طرح وضو
کر سکتا ہے کہ مینہ کا پانی سب کو بہا لے جائے۔
- ۲۴۱ غیر متعلق کو مسجد میں آخری ریکہ مکروہ ہے۔
- ۲۴۳ کتاب مسجد میں اس طرح کتاب دیکھ سکتا ہے
یہ مانیوں کو حرج نہ ہو۔
- ۲۴۵ اگر ریکہ میں بدبو ہو تو ایسے شخص کا اسے وقت
میں مسجد میں بیٹھنا جائز نہیں۔
- ۲۴۷ مسجد کو بدبو سے بچانا واجب ہے۔
- ۲۴۹ متولی مسجد کی واجبی تعمیر میں عموماً والوں کی مزاحمت
نہیں کر سکتا۔
- ۲۵۱ مسجد بنانے کی میت سے ہندو نے مسلمانوں کو
روپیہ دیا مسلمان نے اس روپیہ سے مسجد
بنادی مسجد ہوگی۔
- ۲۵۳ کافر نے پرانی مسجد کی مرمت کرادی مسجد رہی
رہے گی البتہ مسلمانوں کو کافر کی ایسی مدد
قبول نہ کرنی چاہئے۔
- ۲۵۵ مخلوط مالی کسی کو میراث سے پہنچا جس میں حلال

- حرام کی تعمیر نہیں، تو وارث پر کوئی معاوضہ نہیں،
ایسے مال سے مسجد بنائی مسجد ہوگی۔ ۲۹۰
- مسجد میں دروں کے خاق عدد کا مسلمانوں میں
رواج ہے حتی الامکان اس روش کے خلاف
نہ کیا جائے، بلجوری جفت رکھنے میں بھی
حرج نہیں۔ ۲۹۱
- اگر بریقین معلوم ہو کہ نئی مسجد کی تعمیر سے پرانی
مسجد ویران ہوگی تو نئی کی تعمیر نہ کی جائے۔ ۳۰۰
- آباد مسجد کی اینٹ دوسری میں لگانا حرام ہے
مسجد کے احاطہ اور اس کے سمیع میں کان بنانا
جائز نہیں حرج بنا سکتے ہیں جبکہ اس سے مسجد
میں کسی طرے کی تنگی نہ پڑے۔ ۳۰۱
- دروازہ قدیم مسجد کی چھت پاٹ کر مسجد میں
شامل کرنا ہے بے اہل محلہ کی اجازت کے
جائز نہیں۔ ۳۰۲
- آباد قبرستان کو پاٹ کر مسجد میں شامل کرنا
حرام ہے۔ ۳۰۳
- جس قبرستان میں دفن کرنا بند ہو وہاں قبر
سے باہر متون قائم کر کے بلند کی پرچھت پاٹ کر
چھت کو شامل مسجد کرنے میں حرج نہیں۔ ۳۰۴
- تہرخاص کو پاٹ کر اس کی چھت پر مسجد
بنانا جائز ہے۔ ۳۰۵
- غیر کی ایسی زمین پر جس پر اس غیر کو حق مزارعت
نہ رہا، مسجد بنائی تو فتویٰ اسی پر ہے کہ وہ
عمارت مسجد ہوئی۔ ۳۰۶
- مسجد کی دیوار میں اپنی عمارت کے لئے کڑی
ڈالنا حرام ہے۔ ۳۰۸
- مسجد کی دیوار سے ٹاکر بنا استعمال پر تیار کرنا
حرام ہے۔ ۳۰۸
- مسجد میں کھڑکی رکھنا بھی حرام ہے۔ ۳۰۸
- دوسرے کا کبوتر پکڑنا حرام اور ایسا کرنے والا
فاسق ہے۔ ۳۰۹
- غالی کبوتر ڈالنا جس میں چھت پر پرہتے ہیں
دوسروں کا مالی یا جسمانی ضرر ہو حرام ہے ۳۰۹
- ایسے شخص کو منع کیا جائیگا اور نہ مانے تو اس کا
کبوتر ذبح کر دیا جائیگا۔ ۳۰۹
- مطلقاً کبوتر بازی جس میں مفاہد بآل نہ ہوں
لیکن بآل نہ ہونے کے باوجود حرام ہے، اور
پرندوں پر ظلم ہے۔ ۳۰۹
- کبوتر بازیوں کو فصیحیت و ہدایت ۳۱۰
- مسجد میں کبوتر بازی اشہ حرام ہے۔ ۳۱۰
- مباح باتیں بھی مسجد میں بلا ضرورت حرام ہیں۔ ۳۱۲
- مسجد میں بچوں اور پاگلوں کو لانا، بیع و شراء،
ٹھکڑے اور آواز بلند کرنا منع ہے۔ ۳۱۳
- مسجد میں آواز سے گم شدہ چیز تلاش کرنا
منع ہے۔ ۳۱۳
- دارالاسلام میں بنی ہوئی مسجد کی آبادی بھی
جو بے متذکر ہو جائے اور غلبہ کفار کا خطرہ
ہو تو اسباب تعمیر اکھاڑ کر دوسری جگہ
سے لے جاسکتے ہیں۔ ۳۱۴

- ۳۲۷ جس زمین کو مسجد سے متعلق وقف کیا اس میں بارخ و پھل ہوں تو انھیں بیچ کر مسجد کی تعمیر میں صرف کر سکتے ہیں۔
- ۳۲۸ فاسے مسجد میں اپنا ذاتی مکان بنانا بھی حرام ہے۔
- ۳۲۹ مسجد کی بے ادبی اور بے حرمتی حرام ہے۔
- ۳۳۰ بیت کا علم اللہ کو ہے، مسلمان پر بدگمانی حرام ہے۔
- ۳۳۱ مریض نے اپنی بیماری الٹی سمجھ کر دوا مانگی طیب کو غلطی جانے کے بعد الٹی دوا دینا حرام ہے
- ۳۳۲ جو مسجد خساد کے لئے بنائی گئی مسجد ضرار کے حکم میں ہے۔
- ۳۳۳ جس مسجد کی آبادی نا ممکن ہو اس کے اسباب دوسری مسجد میں منتقل کئے جاسکتے ہیں۔
- ۳۳۴ مسجد کی دیوار پر خود بانی کو بھی کڑیاں رکھنا حرام ہے۔
- ۳۳۵ مسجد قائم ہونے کے بعد مسجد کی چھت پر امام کے لئے بھی جگہ بنانا جائز نہیں۔
- ۳۳۶ مسجد کی دیوار پر کرایہ دے کر بھی کڑی رکھنی جائز نہیں۔
- ۳۳۷ مسجد میں درخت لگانا جائز نہیں اِلا یہ کہ زمین خماک ہو تو رطوبت ختم کرنے کے لئے درخت لگا سکتے ہیں۔
- ۳۳۸ درخت پھلے سے موجود ہوں مسجد بعد میں بنائی نہ جا رہے۔
- ۳۳۹ اسپرٹ مسجد میں لے جانا منع ہے
- ۳۴۰ ناپاک تیل سے چراغ جلاتا مسجد میں جائز نہیں
- ۳۴۱ مسجد کی چھت پر وٹی کرنا جائز نہیں۔
- ۳۴۲ مسجد کی چھت پر عیشیاب و پاجا کرنا ناجائز ہے۔
- ۳۴۳ مسجد میں کار کا جانا بے ادبی سے
- ۳۴۴ بلی شرہ و افن وقف کی حیثیت میں تغیر و تبدل کرنا ناجائز ہے۔
- ۳۴۵ جنت، حانق اور نعتا کو مسجد سے گرنے کی بالکل اجازت نہیں۔
- ۳۴۶ مسجد سے گھوڑے یا جیل گاڑی کو گزارنا منع ہے۔
- ۳۴۷ مسجد کو شارح عام بنانے کی اجازت نہیں۔
- ۳۴۸ مسجد میں مصارف خیر کے لئے چندہ وصول کر سکتے ہیں جبکہ آداب مسجد کی مخالفت نہ ہو۔
- ۳۴۹ بے ضرورت مسجد کی تعمیر جدید عبث و لغو ہے
- ۳۵۰ تفسیع مال ناجائز ہے۔
- ۳۵۱ عبث حرام ہے۔
- ۳۵۲ توسیع اور برسیہ کی حالت میں تعمیر جدید کی اجازت ہے
- ۳۵۳ قہرانی ہیں مسلمان کی نیت سے جدید مسجد تعمیر کرنے والے گناہ کبیرہ کے مرتکب ہیں اور مسجد مسجد ضرار کے حکم میں ہے
- ۳۵۴ اتفاقاً مرتکب کبیرہ کا ذبیحہ جائز ہے۔ ان سے

- ۱۔ بتدار سلام ناجائز، زجر و تنبیہ کی نیت سے
 ۳۶۰۔ اسی سے ترک راہ و رسم بہتر ہے۔
 ۳۸۲۔ وضو کی نیت سے۔
 ۳۸۸۔ وضو کی نیت سے۔
 ۳۹۰۔ بعض اشخاص کو قید سے چھڑانے کے لئے
 ۳۹۰۔ مسجدوں کی حرمتیں پامال کرنا حلال نہیں
 ۳۹۰۔ بھائی کا زکام بھونے کے لئے باپ کو قتل
 ۳۹۰۔ کر دینا عقلمندی اور رد انہیں۔
 ۳۹۰۔ مسجد تنگ ہو تو درگاہ کی زمین جبراً مسجد میں
 ۳۹۰۔ شامل کرنا جائز ہے۔
 ۳۹۰۔ مسجد میں بالغ طلبہ کا پڑھنا اس شدہ پر جائز
 ۳۹۰۔ ہے کہ اوقات نماز میں جگہ نہ گھیریں اور ان کے
 ۳۹۰۔ پڑھنے سے نمازیوں کو فتور پیش نہ ہو
 ۳۹۰۔ مسجد کا کنواں مشترک بنانا کہ اس میں مشترکین
 ۳۹۰۔ بھی پانی لے سکیں منع ہے
 ۳۹۰۔ مسجد کو باقی اور آباد رکھنا ضروری ہے مسجد
 ۳۹۰۔ کسی دوسرے کام میں صرف نہیں کی جاسکتی۔
 ۳۹۰۔ مسجد کا طلبہ ناقابل استعمال ہو تو اسے مسلمان
 ۳۹۰۔ کے ہاتھ بیچا جائے کہ وہ بے ادبی کی جگہ
 ۳۹۰۔ استعمال نہ کرے اور وہ رقم مسجد کی مرمت
 ۳۹۰۔ میں صرف کی جائے۔
 ۳۹۰۔ پورے قصبہ کی مسجد کو مختلف فرقوں میں تقسیم
 ۳۹۰۔ کرنے کا حکم۔
 ۳۹۰۔ مشنریوں کی بنائی مسجد کو رفع فساد کے لئے
 ۳۹۰۔ غیر عقلمندی کو دینا حرام ہے۔
- ۱۔ بتدار سلام ناجائز، زجر و تنبیہ کی نیت سے
 ۳۹۰۔ اسی سے ترک راہ و رسم بہتر ہے۔
 ۳۸۲۔ وضو کی نیت سے۔
 ۳۸۸۔ وضو کی نیت سے۔
 ۳۹۰۔ بعض اشخاص کو قید سے چھڑانے کے لئے
 ۳۹۰۔ مسجدوں کی حرمتیں پامال کرنا حلال نہیں
 ۳۹۰۔ بھائی کا زکام بھونے کے لئے باپ کو قتل
 ۳۹۰۔ کر دینا عقلمندی اور رد انہیں۔
 ۳۹۰۔ مسجد تنگ ہو تو درگاہ کی زمین جبراً مسجد میں
 ۳۹۰۔ شامل کرنا جائز ہے۔
 ۳۹۰۔ مسجد میں بالغ طلبہ کا پڑھنا اس شدہ پر جائز
 ۳۹۰۔ ہے کہ اوقات نماز میں جگہ نہ گھیریں اور ان کے
 ۳۹۰۔ پڑھنے سے نمازیوں کو فتور پیش نہ ہو
 ۳۹۰۔ مسجد کا کنواں مشترک بنانا کہ اس میں مشترکین
 ۳۹۰۔ بھی پانی لے سکیں منع ہے
 ۳۹۰۔ مسجد کو باقی اور آباد رکھنا ضروری ہے مسجد
 ۳۹۰۔ کسی دوسرے کام میں صرف نہیں کی جاسکتی۔
 ۳۹۰۔ مسجد کا طلبہ ناقابل استعمال ہو تو اسے مسلمان
 ۳۹۰۔ کے ہاتھ بیچا جائے کہ وہ بے ادبی کی جگہ
 ۳۹۰۔ استعمال نہ کرے اور وہ رقم مسجد کی مرمت
 ۳۹۰۔ میں صرف کی جائے۔
 ۳۹۰۔ پورے قصبہ کی مسجد کو مختلف فرقوں میں تقسیم
 ۳۹۰۔ کرنے کا حکم۔
 ۳۹۰۔ مشنریوں کی بنائی مسجد کو رفع فساد کے لئے
 ۳۹۰۔ غیر عقلمندی کو دینا حرام ہے۔
- ۱۔ بتدار سلام ناجائز، زجر و تنبیہ کی نیت سے
 ۳۹۰۔ اسی سے ترک راہ و رسم بہتر ہے۔
 ۳۸۲۔ وضو کی نیت سے۔
 ۳۸۸۔ وضو کی نیت سے۔
 ۳۹۰۔ بعض اشخاص کو قید سے چھڑانے کے لئے
 ۳۹۰۔ مسجدوں کی حرمتیں پامال کرنا حلال نہیں
 ۳۹۰۔ بھائی کا زکام بھونے کے لئے باپ کو قتل
 ۳۹۰۔ کر دینا عقلمندی اور رد انہیں۔
 ۳۹۰۔ مسجد تنگ ہو تو درگاہ کی زمین جبراً مسجد میں
 ۳۹۰۔ شامل کرنا جائز ہے۔
 ۳۹۰۔ مسجد میں بالغ طلبہ کا پڑھنا اس شدہ پر جائز
 ۳۹۰۔ ہے کہ اوقات نماز میں جگہ نہ گھیریں اور ان کے
 ۳۹۰۔ پڑھنے سے نمازیوں کو فتور پیش نہ ہو
 ۳۹۰۔ مسجد کا کنواں مشترک بنانا کہ اس میں مشترکین
 ۳۹۰۔ بھی پانی لے سکیں منع ہے
 ۳۹۰۔ مسجد کو باقی اور آباد رکھنا ضروری ہے مسجد
 ۳۹۰۔ کسی دوسرے کام میں صرف نہیں کی جاسکتی۔
 ۳۹۰۔ مسجد کا طلبہ ناقابل استعمال ہو تو اسے مسلمان
 ۳۹۰۔ کے ہاتھ بیچا جائے کہ وہ بے ادبی کی جگہ
 ۳۹۰۔ استعمال نہ کرے اور وہ رقم مسجد کی مرمت
 ۳۹۰۔ میں صرف کی جائے۔
 ۳۹۰۔ پورے قصبہ کی مسجد کو مختلف فرقوں میں تقسیم
 ۳۹۰۔ کرنے کا حکم۔
 ۳۹۰۔ مشنریوں کی بنائی مسجد کو رفع فساد کے لئے
 ۳۹۰۔ غیر عقلمندی کو دینا حرام ہے۔

- مسجد میں درخت لگانا ممنوع اور درختوں کے بوسے ہونے ہوں تو اس کی اجازت کے بغیر گھر لے جانا جائز ہے۔ ۴۱۸
- مسجد کی اشیا پر ماسکارتہ حرام ہے۔ ۴۱۹
- مسجد میں مٹی کا تیل جلانا مسجد کی سیلہ منی اور حرام ہے۔ ۴۲۱
- دستور اور عرف کے موافق مال وقف سے مسجد میں روشنی کی جائے۔ ۴۲۱
- مخواب اور دیوارِ قلعہ میں نقش و نگار یا قبت سے مکروہ ہے۔ ۴۲۱
- معتکف کے علاوہ کسی کو مسجد میں سونے کی اجازت نہیں۔ ۴۲۲
- مسجد میں ناسمجہ بچوں کو لے جانے کی نافرمانی جو شخص اجرت لے کر طلبہ و پڑھنے والے اس کو مسجد میں تعلیم دینا سخت ناجائز ہے۔ ۴۲۲
- مسجد کی تعمیر کے لئے بانی کا شریف النسب ہونا ضروری نہیں۔ ۴۲۵
- تس کی وجہ سے مسجد میں فتنہ اٹھتا ہو اس کو مسجد میں آنے سے منع کرنا جائز ہے۔ ۴۲۷
- بقاؤ شرعی مسجد کے کنویں سے پانی جبرئیل سے روکنا فساد و حرام ہے۔ ۴۲۷
- کسی مسجد کے شہید ہونے کا خطرہ ہو اور مسلمانوں کو اس کی تعمیر کی طاقت نہ ہو تو غیر مسلموں سے مدد لے سکتے ہیں۔ ۴۳۰
- بلا ضرورت مسجد کو توڑنا اور اس کو بدنام
- مسجد میں اپنے لئے سوال منع ہے اور کسی دوسرے ضرورت مند یا قوی ضرورت کے لئے نہ صرف جائز بلکہ سنت رسول ہے۔
- بغیر اعیانہ ہر شخص کو مسجد میں وعظ کی اجازت دینا منع ہے اور روکنا واجب ہے۔
- مسجد کو برباد کر کے ایک جامع مسجد بنانا حرام ہے۔
- ایک مسجد کا سامان دوسری مسجد میں لگانا منع ہے۔
- مقصود شرعی ہو تو اپنا عالم ہونا ظاہر کیا جاسکتا ہے اور خواستہ سنی کے لئے جو تو حرام ہے۔
- کسی مسجد کی شرعی شہادتوں سے محروم ہونا ثابت ہو جائے تو مسجد کی عمارت منہدم کر دی جائے۔
- بعینہ حرام مال کو مسجد کی ضروریات مشدداً و ضرغانہ و سقایہ کے لئے بھی لینا حرام ہے خاص جس مال کے لئے معلوم نہ ہو کہ حرام ہے اس کو لینے میں مضائقہ نہیں۔
- امام مسجد کا مقتدیوں سے کج خلقی سے پیش آنا ناجائز ہے گناہ ہے۔
- امام مسجد جو نہ خود اذان دے دوسروں کو اذان دینے سے فاسق ہے۔
- جو امام مسجد کی سقائی سے دوسروں کو روکے اور خود بھی نہ کرے مسجد کا بدخواہ ہے۔

- حرام ہے۔ ۴۲۲
- مسجد کی فکڑی اپنی ضرورت میں نہیں فی جا سکتی ۴۲۲
- مسجد کے اسطے کے درخت اگر مسجد پر وقف ہوں تو ان کے پھل بے قیمت کھانا حرام ہے۔ اور دوسرے کے ہوں تو اس کی اجازت درکار ہے، یہ بھی اجازت ہے کہ اس غرض سے جوئے کہ جو اس میں رہے وہ کھائے۔ ۴۲۳
- جو سامان کسی خاص مسجد کے لئے خرید لیا کسی دوسرے کا اپنے مصرف میں لانا حرام ہے ۴۵۱
- مسجد کی زمین میں اپنے لئے درخت لگانا حرام ہے۔ ۴۵۲
- تائبانے بچوں کی تعلیم کے لئے مسجد میں مانے کا حکم۔ ۴۵۸
- عام کنوؤں میں غیر مسلم کا روپیہ عدم استحقاق کی شرط کے ساتھ لگایا جاسکتا ہے۔ ۴۶۳
- اسلامی کام میں غیر مسلم کا عطیہ لینا چاہئے۔ ۴۶۵
- خزانہ والی ملک کا ذاتی سرمایہ نہیں ہوتا۔ ۴۶۷
- ہستان کی اشاعت فاحشہ اور حرام ہے۔ ۴۷۳
- حکم شرعی نافذ کرنے کے لئے عوام سے مشورہ لینا ضروری نہیں۔ ۴۷۷
- بلاعذر شرعی کسی عہدیدار کو اس کے عہدے معزول کرنا جائز نہیں۔ ۴۷۸
- مسجد کے کسی حصہ کو دکان یا ترخانہ بنانا جائز نہیں۔ ۴۸۲
- مسجد کے وضو خانہ کو دکان بنانا حرام ہے۔ ۴۸۲
- وقف کو اس کی طبیعت سے بدلتا جائز نہیں۔ ۴۸۳
- جس وقف میں افطاری کے لئے مقرر ہو۔ اگر افطار کے وقت بے روزہ دار بھی شریک ہوں متولیوں پر کچھ الزام نہیں۔ ۴۸۷
- بازاری عورت روزہ کشائی یا مسجد میں چٹائی وغیرہ کے لئے کچھ بھیجے تو اس کا شرعی حکم۔ ۴۸۷
- بازاری عورت کے عطیات سے بچتا ہی ۴۸۸
- اولی ہے۔ ۴۸۸
- مسجد کے بیکار اسباب خرید کر بے تعلقی کی جگہ لگائے جائیں۔ ۴۸۹
- مستی میں سوال حرام ہے اور معتکف کے علاوہ دوسرے کا عقد و معاملہ اور مباح بات حیت بھی حرام ہے۔ ۴۹۱
- مسجد کا بیکار پیالہ اور چٹائی جو پھینک دی جائے اس کو اٹھا کر اپنے مصرف میں لاسکتا ہے۔ ۴۹۵
- قبلہ کی دیوار میں حد نظر سے اوپر کوئی کتبہ یا نقش و نگار منع نہیں ہے۔ ۴۹۸
- ریا کاری حرام ہے اور بلا وجہ کسی پر ریا کاری کا الزام لگانا بھی حرام ہے۔ ۵۰۰
- پرانا درخت جو مسجد میں ہو کا شاخ ضروری نہیں۔ ۵۰۳
- مسجدوں میں کافروں اور مرتدوں کا مال نہ لیا جاسکتا۔ ۵۰۶

- مرتد رافضی نے مسجد بنائی مرگیا تو اس کا
عملہ بیچ کر دوسری مسجد میں لگا سکے ہیں جبکہ
فساد کا اندیشہ نہ ہو۔ ۵۰۶
- مسجدوں کو بچوں اور پاگلوں سے دور رکھو ۵۰۷
- قبرستان میں نیاراستہ نکالنا حرام ہے ۵۰۸
- عاشق معشوق مسلمان ہوں تو آپس میں
ایک دوسرے کو جڑی و رشوت ہے۔ ۵۱۲
- گناہیں جامع مسجد کے لئے وقف کیں تو
کسی دوسری مسجد یا مدرسہ کی طرف ان کا
انتقال جائز نہیں۔ ۵۱۸
- رافضی کو وقف مسلمین کا متولی بنانا حرام
کافر سامان دے تو اس کا بعد مسجد میں
لگانا منع ہے۔ ۵۲۰
- کافر اس طور پر رقم دے کہ مسلمانوں پر
احسان رکھے تو لین جائز نہیں ہے نیاز مند
دے تو لے لیں۔ ۵۲۰
- مسجد کو منہدم کر کے دوسری جگہ اس کے
طبہ سے مسجد بنانا حرام ہے۔ ۵۲۱
- دوسری جگہ پر بنائی ہوئی تو ان کے بیچ کی دیوار
ہٹا کر ایک کرنا جائز ہے۔ ۵۲۱
- مسجد کے کنویں سے مشرکین کو پانی بھرنے سے
منع کرنا چاہئے۔ ۵۲۲
- دعائے کا ایثار واجب نہیں۔ ۵۲۹
- جذامی، ابرص، گندہ دہن، جس کے لباس
میں بدبو ہو، بد زبان، فقیر پرور جیسے وہابی
- غیر مقلد، رافضی کو مسجد سے روکا جائے گا۔ ۵۲۱
- مقبورہ میں کسی بھی شئی مسلمان کو دفن بنانے سے
روکا نہیں جائے گا۔ ۵۲۲
- عام مقابر میں تعمیر و تصرف کی اجازت نہیں۔ ۵۲۳
- قبرستان میں جو گھاس اگتی ہے جب تک سبز
ہے اس کے کاٹنے کا حکم نہیں، سوکھ جائے
تو کاٹ سکے ہیں۔ ۵۲۷
- قبرستان میں جانور چرانا جائز نہیں۔ ۵۲۷
- مسلمانوں کی قبر کھودنا شدید جرم ہے۔ ۵۳۰
- جان بوجھ کر ظالم کی مدد کرنا اسلام کی دستی
گلی سے نکالنا ہے۔ ۵۴۰
- مسک کو غیر معمولی آراستہ کرنے کی مصلحت ہے ۵۴۵
- سود کا مرتب اگرچہ ایک باری ہو فاسق ہے ۵۵۸
- طاہر صبیح شرعی تارک جماعت فاسق ہے۔ ۵۵۸
- بلکہ عذر صبیح شرعی تین سال تک زکوٰۃ نہ دے
تو فاسق ہے۔ ۵۵۹
- متسلل تین سال تک عشرہ ادا کرے تو فاسق ہے ۵۵۹
- شطنی جو رافضی ترک جماعت ہو بالاتفاق حرام ہے ۵۶۰
- تاشس، گنہگار، چور، بل شیطانی جائز و ممنوع ۵۶۰
- غیر مسلم سے دینی کاموں میں مدد مل جائے۔ ۵۶۵
- جس متولی کی خیانت ثابت ہو اس کو معزول
کرنا واجب ہے۔ ۵۶۷
- جس نے منقول کو افضل کا حکم بنایا اس نے
اللہ و رسول سے خیانت کی۔ ۵۶۸
- قبر پر استنجا حرام، اگالی یا باندی کا دھوون

- غیر حاصل ہو تو مسلمان کے لئے حلال ہے۔
 مسجد کو اندام کے بعد کافر بنائے مسجد ہی
 رہے گی۔
 مرتد کا وقف موقوف رہتا ہے، مسلمان ہو جائے
 تو صحیح ہو جاتا ہے، مرتد مر جائے تو نفی
 ہو کر صحیح ہو جاتا ہے۔
 تیرائی کا وقف جائز نہیں، اس کے مرنے کے
 بعد مسلمان اس میں جو تصرف چاہیں کر سکتے ہیں ۵۰۴
 رد افہام زمانہ علی العموم کفار و مرتد ہیں۔ ۵۲۲
 مرتدوں کا مسجد میں کوئی حق نہیں۔ ۵۲۳
 ارتداد کے بعد تمام علاقائی ختم ہو جاتے ہیں۔ ۵۲۳
 کفری عقائد کی تائید کفر ہے ۵۱۲
 تقدیر کا منکر رافضی معتزلی ہے اور مجربان خدا
 سے توسل کا منکر نجدی و دہلوی، ایسے شخص کو
 سستی حنفی مسلمانوں کے مدرسہ کا ختم نہیں
 رکھا جاسکتا۔ ۵۸۵
 جو کچھ میں مسائل شرعیہ نہیں جانتا وہ اسلام
 سے خارج ہو گیا۔ ۵۸۷
 جو رافضی شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو
 گالی دے کافر ہے۔ ۶۰۹
 اگر حضرت علی کو صرف افضل مانے تو گمراہ
 کافر نہیں۔ ۶۰۹
 رافضی صحابہ کرام کو کافر کہتے ہیں تو ہم انہیں
 کافر کہیں گے۔ ۶۰۹
 رافضیوں کا قول کہ آداگون ہوتا ہے اور
 امام غائب فردج کریں گے، کفر ہے۔ ۶۰۹
 ذمی کافر کا حکم اکثر معاملات میں مسلمانوں
 جیسا ہے۔ ۶۱۵
 حربی سے مطلقاً قطع تعلق کا حکم ہے مرتدان
 سب میں اجبت ہے۔ ۶۱۵
 مرتد کو پادشاہ اسلام غور فکر کے لئے جیل
 میں تین دن کی مہلت دے گا۔ ۶۱۵
 صرف ذمی کے لئے یہ حکم ہے کہ اس کی ولایت
 صحیح ہے۔ ۶۱۶
 مرتدین کے احکام۔ ۶۱۸
- ترغیب و ترہیب**
- بین ملوں کا ثواب موت کے بعد بھی جاری
 رہتا ہے۔ ۱۱۶
 حرص و آز کی مذمت اور قناعت کے فضائل ۲۱۵
 اسراف کی مذمت۔ ۲۲۰
 صحیح حدیث کا ارشاد ہے کہ جو ایک بالشت
 زمین فحشہ کرے گا زمین کے ساتوں طبقوں
 تک اتنا حصہ توڑ کر وہ زقیامت اس کے
 گلے میں طوق ڈالا جائے گا۔ ۲۳۲
 ہیرانی مسجد کے خواستگار کے لئے وعید شدہ ۲۸۹
 بے گناہ بے ذباں جانور پر ظلم آدمیوں کی ضرورت
 سے شدید تر ہے۔ ۳۱۰
 دنیا گزشتہ ہے ایک دن انصاف کا
 آنے والا ہے۔ ۳۱۰

ثواب و عذاب اور جنت و جہنم مکلفین کے لئے تیار کئے گئے ہیں۔

۳۱۰ مسجد میں بات نیکیوں کو اس طرح کی جاتی ہے جیسے جانور گھاس کو۔

۳۱۱ مسجد میں دنیا کی بات کرنے والوں کے منہ سے بدبو نکلتی ہے۔

۳۱۲ بٹیر بازی کبوتر بازی سے بھی زیادہ سخت قبیح اور شنیع ہے، مسلمانوں پر ظلم کرنے سے زیادہ سخت جانوروں پر ظلم کرنا ہے، عام مسلمانوں پر واجب ہے کہ ایسے افعال شنیع سے روکیں۔

جو لوگ گناہ میں شریک نہ ہوں مگر گناہ کرنے والوں کو باوصف قدرت منع نہ کریں وہ بھی مآخذ و گرفتار ہیں۔

۳۱۵ تپتے دل سے توبہ اللہ قبول کرتا ہے۔

۳۲۲ اتفاق و اتحاد کی ہدایت۔

۳۲۱ اعدام مسجد پر وعید شدید۔

قیل و قال، کثرت سوال اور اخلاص مال اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں۔

۳۵۵ فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔

۳۵۴ فقہ قتل سے شدید تر ہے۔

ہر مسلمان لاسیما اہل علم کو انکشاف حق کے لئے مستعد رہنا چاہئے۔

۳۴۱ حرام شرعی کو حسب وخواہ نہایت مسرت نیز،

موجب الطینان و دلچسپی مسلمانان قرار دینا اور اس کے دن کو اسلامی تاریخ کا ذریعہ

۳۸۹ دن کہنا اشتہ ظلم ہے۔

۳۹۰ مسجد کی مسجدیت کا ابطال شعار اسلام کا ہتھکڑا و ابتذال ہے۔

۳۹۸ تسبیح نجات

۳۹۸ گناہ کبیرہ پر توبہ لازم ہے۔

۳۹۸ جیسا گناہ ویسی ہی توبہ چاہئے۔

۳۹۸ مسجد کی بحرمتی میں مدہانت کرنیوالوں کیلئے وعید شدید۔

۳۹۹ مسجد کی بے حرمتی پر مصالحت کرنیوالوں کو نصیحت

۴۰۰ ہر طبقہ کے مسلمانوں پر فرض ہے کہ اپنے منصب کے لائق مساجد کو بے حرمتی سے

بچا کر دیا میں سرحد اور آخرت میں مشاہد

۴۲۵ تختہ مسجد بنانے کا ثواب۔

۴۳۱ جو ختم مسجد کی چٹائی کو بٹری میں بند کرے

اور اپنی چٹائی بچا کر نماز پڑھنے نہ لے ظالم ہے

مال وقف پر اپنا قبضہ جانے والا، نمازیوں کو مسجد کی اشیاء سے روکنے والا، عروزی اور قابل اخراج ہے۔

۴۳۶ چنگاری پر پیر رکھنا قبر و زندے سے آسان ہے۔

حدود و تعزیر

ہندوستان میں خلاف شرع حرکتوں کی بڑی

تعزیر ہے کہ مسلمان ایسے شخصوں سے

مقاطعہ کریں۔

- ۴۱۳ آباد کرنا ہے۔
 ۲۲۶ ایک حدیث شریف کا نسخہ کی قیامت کے
 دن مسجد کی ساری زمین جنت میں داخل
 کی جائے گی۔ ۴۱۶
 ۴۱۹ مسجد اور مدرسہ میں افضل مسجد کی تعمیر ہے
 علم دین کی تعلیم اہل بیت فرض ہے۔ ۴۲۳
 ۴۲۳ مدرسہ بنانا بدعت مستحبہ ہے۔
 ۵۰۳ اتوبہ خیر کے لئے چند کرنا حدیث شریف سے
 ثابت ہے۔ ۵۰۴
 ۶۱۸ کہاں وقف افضل ہے اور کہاں تصدق
 افضل ہے، اس امر کی تفصیل۔ ۶۲۷

مناظرہ

- ۴۷۲ جواب استفسار اول پر نظر۔
 ۲۰۲ مولوی صاحب کے اغماض نے اصل معاملہ
 میں پھیل گیا اور دشواریاں پیدا
 کر دی ہیں۔ ۳۷۳
 روایت امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے
 مخالف نے سبب جہور نہیں۔ ۳۷۶
 ۲۱۸ مولوی صاحب نے جو مصالحت مسجد کے بارے
 میں کی ہے کوئی ہندو اس کو شوالہ کے
 بارے میں قبول نہیں کر سکتا، اور نہ ہی خود
 مولوی صاحب اس کو اپنے مکان سکونت
 کے بارے میں گوارا کریں گے۔ ۳۷۷
 ۳۷۸ مولوی صاحب کی مصالحت کا حاصل۔
- ہر متولی و منتظم خیانت ظاہر ہونے کے بعد
 معزول کیا جاسکتا ہے۔
 مسجد رقبہ کر نیوالے رقبہ خوار فساد سے
 قطع تعلق کا حکم ہے۔
 طالب علم کی شرعی حد تعزیر۔
 کتوں پر کھینچی ہوئی دیوار کو اپنا آئینہ تاسل
 بنانا کفر نہیں یہود کی ہے۔
 ہندوستان میں تعزیر کی صورت صرف
 مقابلہ ہے۔
 رافضیوں کو متولی بنانے والے تعزیر کے
 مستحق ہیں۔

فضائل و مناقب

- ۱۔ حضرت کے معاصر علمائے اہلسنت کے
 القاب۔
 حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
 حضرت کعب ابن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 سے قصیدہ نعتیہ سن کر داسے مبارک
 عطا فرمائی۔
 علمائے اس کو اسے کی بھی تعظیم کا حکم
 دیا ہے جو مسجد سے جھاڑ کر پھینکا جاتا ہے۔
 تعمیر مسجد کے فضائل قرآن و حدیث سے۔
 طاق عدد اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے۔
 مسجد بنانا باعث اجر عظیم ہے۔
 نئی مسجد تعمیر کرنے سے بہتر پرانی مسجد کا

تاریخ و تذکرہ

- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وسلم کے عہد مبارک میں مسجدوں میں عینار اور کنگورے نہیں تھے بعد میں قلوب عوام میں غفلت ڈالنے کے لئے علماء اور عوام مسلمانوں نے اس کو مستحسن سمجھا۔ ۲۹۱
- ایک عورت بلی کو قید کرنے کی وجہ سے جہنم میں گئی۔ ۳۱۰
- مسجد نبوی کی تاریخ۔ ۲۲۵
- حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کفار مکہ سے قصر مسلمانوں پر شرط بدل کر مال لیا۔ ۵۱۲
- حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا علیؑ سے واقعہ تہدیر میں جاری مسجد کہنا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ ۵۹۵
- رد افض کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی۔ ۶۱۱
- امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نصرانی کو کاتب بنانے سے منع کیا۔ ۶۱۲

اسماء الرجال

- اشباہ نظائر کے مصنف امام ابراہیم نہیں ہیں ۳۵۶

تصوف و طریقت

- سجادگی میں معروف یہی ہے کہ وہ سجادہ نشین

- جواب استفسار دوم پر نظر۔ ۳۸۰
- ”فیصلہ کا پور پر ایک نظر“ کا ردِ جلیغ۔ ۳۸۰
- عالم مصالح کی تدبیر اول نامنظور و شنیع ہونے کا بیان۔ ۳۸۰
- ایک صحیح مسئلہ کو موقع سے متعلق سمجھنے میں مولوی صاحب سے کثرتِ خطائیں ہوئیں۔ ۳۸۱
- تجویز دوم کی شناختیں۔ ۳۸۲
- ایک عذر گناہ بہ تر از گناہ کا رد۔ ۳۸۴
- متعلق جواب استفسار سوم۔ ۳۸۹
- متعلق جواب استفسار چہارم۔ ۳۹۱
- متعلق جواب استفسار پنجم۔ ۳۹۳
- متعلق جواب استفسار ششم۔ ۳۹۵
- مولوی صاحب کی مصالحت سے لازم کیا کہ مسجد مسجد تودر کنار سرے سے وقف ہی نہ ٹھہرایا۔ ۳۹۵
- متعلق جواب استفسار ہفتم۔ ۳۹۵
- الزام کی تین صورتیں۔ ۳۹۵
- اس امر کے روشن ثبوت کو مصالحت نہ کر کے کی کاروائی ایک شخصی کاروائی ہے نہ کہ مسلمانوں کی۔ ۳۹۶

سیاست

- جہم بغاوت کو تمام دنیوی سلطنتیں سنگین ترین بلکہ ناقابلِ معافی قرار دیتی ہیں۔ ۳۹۳

| | |
|--|---|
| جس بات سے آدمیوں کو اذیت پہنچتی ہے فرشتے | ہو سکتا ہے جو اس سلسلہ میں ماذون و |
| بھی اس سے اذیت پاتے ہیں۔ (حدیث) ۲۸۸ | مجاز ہو۔ ۵۹۲ |
| آج کل یہ طرز تعمیر مسجد کی حفاظت اور اس کے | شیخ بے سجادہ نشین مقرر کئے مرگیا، بعد میں |
| ۲۹۲ | لوگوں نے کسی کو اس کا گدی نشین کر دیا، |
| ۳۲۱ | یہ جانتے نہیں۔ ۵۹۳ |
| چند فتوؤں کی اصلاح۔ | |
| مسجد میں درخت لگانے کی مختلف صورتوں | |
| کا حکم۔ ۳۲۷ | جرح و تعدیل |
| خانہ، بحر، حادی، درختدار کی عبارتوں کا | فصلیت مسجد سے متعلق دو حدیثوں کے موقوف |
| صحیح محل۔ ۳۲۰ | اور معطل ہونے کا بیان۔ ۴۲۶ |
| آشباہ نظر کی طرف منسوب ایک عنایت | مسجد کے ارد گرد کی زمین کا داخل جنت ہونا |
| ۳۵۶ | ثابت نہیں۔ ۴۲۶ |
| عبارت کی تصحیح۔ | |
| آشباہ کی دوسری عبارت کی تشریح۔ ۳۵۷ | |
| ہمت اور زمین دو مترادف الفاظ ہیں۔ ۳۵۲ | امانت |
| مسئلہ کی تقسیم کے لئے ایک انشائیہ مثال۔ ۴۱۱ | امانت کا اپنے صرف میں لانا حرام ہے، توبہ |
| ایم لسنی اور صاحب بیان القرآن کے اقوال | استغفار لازم اور تاوان واجب ہے۔ ۴۸۹ |
| ۴۲۶ | میں تطبیق۔ |
| مسجد میں درخت لگایا گیا تو کب مسجد کا ہو گا | |
| اور کب لگانے والے کا، اور مسجد میں لگے ہوئے | ۱۹۲ |
| درخت کے اکھاڑنے اور نہ اکھاڑنے کی تفصیل۔ ۴۵۳ | |
| مشترک دو پیر مسجد میں لگانے کا مسئلہ۔ ۴۶۲ | |
| ایک نامعلوم الحجۃ زمین کے متعلق استغفار ۴۷۴ | |
| اس شرط پر کسی کی عمری کے لئے کوشش کرنا | |
| کب مسجد میں دو ہزار روپیہ فیہ معاملہ | ۲۶۳ |
| کی تصحیح کی مختلف صورتیں اور مصنف کی | ۲۶۳ |
| ۴۷۸ | ۲۷۴ |
| ثروت لگائی۔ | |

| | |
|---|--|
| <p>کے فرائض میں اجراء سے سلسلہ تولیت اور جملہ نظم و نسق عزل و نصب اور صاحبِ سجادہ</p> | <p>واقعت ناظر کو معزول کر کے خود متولی بنے اس مسئلہ میں صاحبین کے اختلاف اور قول مفتی بہ</p> |
| <p>۵۹۲ کی نیابت مطلقہ داخل ہے۔</p> | <p>۵۱۹ کی تحریر۔</p> |
| <p>۹۱۶ شامی کی عبارت کا مطلب۔</p> | <p>۵۵۵ قسطنطنیہ اور یمن بعد یمن کی توضیح۔</p> |
| <p>۴ ۶ ۴</p> | <p>سجادہ نشینی خلافت خاصہ ہے اور سجادہ نشین</p> |



کتاب الشَّرْکَة

(احکام شرکت کا بیان)

مسئلہ

۱۶ جمادی الثانی ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہمارے دیار میں دستور ہے کہ پارٹس کی ڈیجریہ عیسویہ پانی میں جھگوٹے ہیں، احوال کنوار کے مہینہ میں بہت سخت طوفان اور بارش کے سبب سے سب کے ڈیجریہ اکٹھا کر ڈالا، بعد اکرٹھنے نہیں دیا بعض نے اس مال کو قبض کیا اور انتظام دے کر طیار کیا اب قبض کرنے والے بعض ان اکثر کو لکھتے ہیں تمہارا جتنا ہوسلے ہو، وہ لوگ کہتے ہیں جب ہمارا مال کا کوئی شناخت نہیں ہم نہیں لیتے، اب قبض کرنے والے لوگ خود غریب کریں یا فقراء اور مساکین کو تقسیم کر دیں اور قبض کرنے والے پر حلال ہو تو فقراء اور غنا ہونے میں بربر ہے یا تفاوت ہے؟

الجواب

جب وہ لوگ نہیں لیتے تو قابضین صرف اپنا حصہ لے لیں باقی فقراء پر تصدق کر دیں، ان میں اگر کوئی فقیر ہے تو اسے بھی دے سکتے ہیں، واقعہ تعالے اعلم۔

مسئلہ از کوہ نئی نال ۱۲ جمادی الاول ۱۳۰۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ محمود بیگ و عبدالغفور بیگ دو بھائیوں کی دکان کوہ نئی نال پر تھی، دونوں نے مال و اسباب دکان اپنے باپ کے ترکہ سے پایا اور دونوں یکجا کارکن رہے اور یکجا ان کا

خورد و نوش تھی، کوئی غیرت کسی بات میں نہ تھی، محمود بیگ میں اپنی والدہ ولایتی بیگم کے آمدنی دکان سے چھ سو روپے
 چھ کو گیا اور سب سادہ دکان عبد الغفور بیگ کے سپرد کر گیا، بعد اُن کی واپسی کے پھر عبد الغفور بیگ اسی آمدنی سے
 تین سو روپے لے کر گج کو گیا اور اپنی زوجہ امراؤ بیگم اور ایک لڑکا لکھا بہ عبد الشکور اپنی والدہ اور بھائی کے پاس چھوڑ گیا
 راستہ میں مقام احمد آباد میں اس کی طبیعت بگڑی، کل اسباب اسٹیشن پولیس میں داخل کر کے محمود بیگ کو تار دیا، وہ فوراً
 روانہ ہوا وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ عبد الغفور بیگ نے انتقال کیا تو دو روپہ اور اسباب جو اسٹیشن میں تھے محمود بیگ
 واپس لیا، اس صورت میں اس روپے کی نسبت کیا حکم ہے، یہ صرف محمود بیگ کو ملے گا یا وارثان عبد الغفور بیگ بھی
 اس سے حصہ پائیں گے اور کیونکر پائیں گے؟ بَیِّنُوْا اَنْتُمْ جَسَدُ (بیان نیچے اجر پائیے۔ ت)

الجواب

جبکہ وہ تین سو روپہ اسی دکان مشترک کی آمدنی تھی جس کے دونوں بھائی بھدر مسادی ملک تھے تو وہ روپہ
 بھی نصف نصف ان دونوں کی ملک تھا، سائل منظر کو روپہ عبد الغفور بیگ اپنے بھائی کی جازت سے مل گیا تھا
 اب یہ اجازت قرض تھی خواہ بہر خواہ اجازت، بہر حال کل یا بعض جس قدر باقی تھا جسے محمود بیگ احمد آباد سے لے گیا اس
 کے مقدار نصف میں محمود بیگ کا حق ہے، نصف عبد الغفور بیگ کا کہ رقتہ رقتہ مردم موانع و وارث آخر و تعلیم ما تقدم
 چوبیس سہام ہو کر اس کے وارثوں پر یوں سیم ہوا،

امراؤ بیگم — ۴

ولایتی بیگم — ۴

عبد الشکور — ۱۷

بحالت قرض تو ظاہر کہ نصف مضمون تھا تو ماضی کا مطالبہ محمود بیگ کا ترک عبد الغفور پر رہا خواہ اسی روپے سے اور اگر یہ
 یا اس کے غیر سے لان الدیون تقصی با مثالیہ (کہونکہ قرض اپنی مثل سے ادا کیا جاتا ہے۔ ت) اور بحالت اجازت
 بھی ظاہر کہ اجازت بعد موت باطل ہو جاتی ہے،

کیونکہ یہ ملک نہیں ہے تاکہ اس میں ورثت جاری ہو
 بلکہ اس کے لئے ایک مباح چیز میں تصرف کو مصل قرار دینا
 ہے جو جب یا مباح کرنے والا فوت ہو جائے گا تو
 باطل ہوگی، لیکن ثانی میں تو ملکیت کے انتقال کی وجہ سے
 جیسے کہ فتاویٰ خیرہ میں اس کو وجہ بتایا ہے مگر پہل میں

لانہا لیست تمییکاً حتی تجری علیہا ورثہ
 بحیل نفوت لیساحلہ فادامات اومات
 بطلت مافی ثانی فلا یستقل الملك ک عدل
 بہ فی بخیرۃ وام فی الاول فعدم الملك
 لیستقل کما اشار الیہ۔

ملکیت نہیں تاکہ قتل کیا جائے جیسا کہ ہم نے اس کا اشارہ دیا ہے۔ (ت)

اور بحالت ہر تین سو میں سے ڈیڑھ سو کا ہر قابل قیمت میں ہر مشاء ہے کہ انص علیہ علیہ ذاق عید و ما کتب (جیسا کہ
 اس پر ہمارے علمائے متعدد کتب میں نص فرماتی ہے۔ ت) اور ایسا سبب مذہب صحیح پر غرض ہے اثر کہ بعض قبض بھی مورت ملک
 نہیں ہوتا جب تک جہاں کے واسطے کی طرف سے تسلیم نہ واقع ہو کہ حقیقۃ فی الخبیثۃ والعقود الداریۃ ورد الیہما
 وغیرہما (جیسا کہ غیر یہ، عقود دیریہ اور رد مختار وغیرہ میں اس کی تحقیق فرماتی ہے۔ ت) تو وہ ڈیڑھ سو بہ ستور ملک محمد بیگ
 پر ہے۔ ان دونوں صورتوں میں بعینہ انھیں روپوں کا نصف محمد بیگ کو ملنا چاہئے، غرض باقی کی نصف مقدار میں ہر طرح
 محمد بیگ کا، استحقاق ثابت، ہاں جس قدر عبد العفو ربیگ صرف کو چکا تھا اس کا نصف بھی محمد بیگ کو ملے یا نہیں، یہ محل نظر
 ہے، گر ثابت ہو کہ وہ روپے اس نے قرض یا بڑے دے تھے تو بیشک ملنا چاہئے لھذا تقریر و سطات الہیۃ
 فالقلب مضمونہ بالکاستھلاک (قرض کے ضمان اور جہہ کے بطلان کے سبب لہذا بدک کرنے پر ضمان ہوگا، ت)
 اور اگر باہر دے تھے یعنی عجز الینا منظور نہ تھا نہ ان ڈیڑھ سو کا عبد العفو ربیگ کو ملک کیا تھا بلکہ جیسے بحالت اتحاد
 یکجہتی ایک مال دوسرے کے خرچ میں آجاتا ہے اور اس کا معاوضہ مقصود نہیں ہوتا یوں دے تھے تو جو صرف
 ہو گئے ہو گئے، ان کا بدل محمد بیگ کو نہیں مل سکتا لان لا باحۃ تقصم فی المشاع ولا تقصم (کیونکہ ہاں مست
 حصص کی چیز میں صحیح ہوتی ہے اور اس پر ضمان نہیں آتا، ت) اور بیشک عرفہ ناس پر عا سے یہاں ظاہر
 یہی صورت ہے اور ظاہر پر عمل و سبب تک دلیل سے ان کا خلاف رہتا ہے، کہ عرفہ اعظم دلائل شرعیہ سے
 ہے۔ غیر یہ میں ہے۔

ان کان العرف قاصیاب ہم ید فہونہ علی
 وجد اسدل یلن مر الوہاد بہ، وان کان العرف
 بحلاف ذلک بان کاوالا یستظرون فی ذلک الی
 اعطاء البذل فلا رجوع فیہ بعد الہلاک
 ولا استھلاک ولا حصل فیہ ان المعروف عرفا
 کالمشروط شرعا، مخلصا۔

اگر عرف بتا ہے کہ لوگ اس کو بدلہ کے طور پر دیتے ہیں
 تو پھر بدلہ پورا کرنا لازم ہے، اور اگر عرف اس کے خلاف
 ہو کہ لوگ اس میں عوض کے منتظر نہیں ہوتے تو پھر
 ہلاک کرنے یا بدک ہو جانے پر رجوع نہیں کی جائے گا،
 اور اس کا قاعدہ یہ ہے کہ عرف میں مشروط معاہدہ شرعا
 مشروط کی طرح ہوتا ہے (مخلصا، ت)

ظہیر یہ میں امام فقیر ابو الیث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول،

التعوییل علی العرف حتی یوجد وجہ یستدل
 بہ علی عیون قضا

عرف پر اعتماد ہوگا اگر موجود ہو تو یہ قابل استدلال وجہ
 بن سکے گا، جیسا کہ بہت دفعہ ہم ذکر کر چکے ہیں (ت)

لے افلاوی ظہیر
 کتاب الحبۃ
 دار المعرفۃ بیروت
 ۱۱ / ۲

ولہذا باا کہ اگر زید غرو کو کچھ روپیہ دے کہ خرچ کرے، یا اپنی حاجتوں میں اٹھا، یا ان سے راہِ خد میں جہاد کرے
 تو قرضِ ٹھہرتا ہے اگر شوہر عورت کو دے کہ کپڑے بنا کر میرے پاس پہن بہہ ٹھہرے گا، یونہی طالب علم کو کتیاں وغیرہ
 دے گی کہ اپنی کتابوں میں صرف کچھ بہہ قرار پائے گا کہ یہاں عرف قاضی تمہیک ہے۔ عقود الدریہ میں ہے،
 وجہ ایہہ دراہم فقال لہ انفقہا ففعل فہو
 قرض کہ یوقال اصرفہا فی حوائجک لہ
 ایک نے دوسرے کو کچھ درہم دے کہ خرچ کر دے تو
 اس سے لے کر خرچ کر لئے تو یہ قرض قرار پائے گا
 جیسے کوئی یوں لے کہ یہ اپنی ضروریات میں صرف کرے (ت)

ملکیہ میں ہے،

مرجل قال لا یرحمہ اللہ من ابل و اعتری
 سبیل اللہ من سبیل اللہ فہو قرض کذا فی الظہیر
 روایت میں ہے،

اعطی زوجتہ دنیا لیتحد بہا ثیاب و
 تبسہا بعدہ صد فعتہا معامدة فہو لہا
 قسمة

بہنہ میں ہے،

قال لستفقہ اصون هذه الخشبة الى كتبلث
 فہو ہبة واصوب الى لکتب مشورة کذا
 فی القنیہ

اسی طرح اگر کسی کو مشنہ قاب پلاؤ الدرفی عاریت کا نام کر کے دیا تو قرض ٹھہرے گا لاجرم حاسیہ مالا ینتفع
 بہ الا بالاستھلا قرض (کہ مراد ایسی چیز کو عاریت دینا جس کو صرف کر کے ہی فتنہ یا بکنا ہے تو وہ قرض ہوتا ہے)۔
 اور ان میں باہم دوستی و اتحاد ہے تو باحت لکھان العرف (باحث ہے کہ نہ کہ یہی عرف سے۔ ت) درخت

| | | | |
|-------|-------------------|---------------------------------------|-----------------|
| ۹۱/م | کتاب الحبرۃ | تاجران کتب الگ بازار قندھار افغانستان | ۹۱/م |
| ۳۴۵/م | ابواب الخمول | فرائی کتب پشاور | ۳۴۵/م |
| ۵۰۹/م | دار احوال القرائت | العربی بیروت | ۵۰۹/م |
| ۳۴۶ | کتاب البیۃ | ابواب الادل | فرائی کتب پشاور |

میں ہے،

لو اعماره قصعة شريد شقرض ولوبنتهما باسطة اگر خرید کا پیالہ عاریتہ دیا تو قرض ہوگا اور لین دین والی حاجت ملے

میں ہے تکلفی ہو تو یہ اباحت ہے (ت)

بالجملہ دار عرف پر ہے اور یہاں عرف قاضی اباحت کہ جو بھائی باہم کیا رہتے اور اتقاق رکھتے اور حر و نوش وغیرہ مصارف میں غیرت نہیں برتتے، ان کی سب آمدنی یکجا رہتی ہے اور جسے جو حاجت پڑے بے تکلف خرچ کرتا اور دوسرا اس پر رضی ہوتا اور وہ ایسی کارادہ نہیں رکھتا، نہ وہ آپس میں یہ حساب کرتے ہیں کہ اس دفعہ تیرے بے خرچ میں زائد آیا اتنا مجھ سے، نہ صرف کے وقت ایک دوسرے سے کہتا ہے میں نے اس روپے سے اچھے صفے کا تحفہ مانگ کر دیا بلکہ یہی خیال کرتے ہیں کہ باہم ہمارا ایک معاملہ ہے جس کا مال جس کے خرچ میں جائے کچھ پڑے ہیں اور یہ عین معنی اباحت و تحفیل ہے تو جب تک اس کا خلاف دلیل سے ثابت نہ ہوگا اباحت ہی قرار دیں گے اور زرمصرف شدہ کا نصف محمد بیگ کو نہ ملے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

مسئلہ از ریاست رام پور بکسپورہ واندہ مسئلہ شہزادہ میاں معرفت حضرت مولوی سید خواجہ احمد صاحب

۱۳ صفر ۱۳۴۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و عتباب شریعتین کہ سید میں سرمایہ رشتی تعدادی چھٹے پختہ کے چند اشخاص بذریعہ میراث بطور مشترک مانگ تھے اور اسی طرح چند دیگر مانگ رہے، منجملہ ارضی مذکورہ کے للہ تعالیٰ پختہ اراضی پر منی نب سرکار قبضہ حاکمہ میں ہو گیا۔ یہ مقبرہ اراضی سرکار وہ ہے کہ جس میں اشخاص مذکورہ ہمارے مورث نے بازار پختہ لگایا تھا، بعد ازاں اراضی مذکورہ مع اس اراضی پختہ والے کے مسئلہ فصل میں باہم تقسیم ہو گئی اور علیہ رائے سرکار میں بھی اس تقسیم کا ہو گیا اور حصص ہر ایک کے مشخص اور متنازعہ ہو گئے مثلاً زیر کے حصے میں یہ اراضی قبضہ سرکار پختہ والے مع کچھ دیگر اراضی کے جملہ حصہ ملے پختہ آئی، اور سب کا حصہ تقسیم ہو گئے اور پختہ والے ایک حصہ سب سے اراضی دیگر سرکار سے منجملہ تھے بلکہ پختہ کے خیر بھی لی بعد ان معاملات کے زید نے سرکار میں چارہ چوکی کی اور چاہا کہ سرکار اپنا قبضہ اراضی پختہ مذکور پر سے اٹھا لے، سرکار نے قبضہ تو نہیں اٹھایا لیکن معاوضہ میں بھائے قبضہ اٹھانے کے دیگر اراضی دے دینے کا حکم دے دیا اور سرکار کے قبضہ کو اس اراضی پر اٹھا کر سال ہوئے، سترہ سال کے منافع کے بابت اندازہ ظاہر کر کے صرف مبلغ اٹھائے قبضہ دے دینے کا بھی حکم صادر فرما دیا۔ اب دیگر سرکار زید جو اس کے سابق میں شریک تھے وہ چاہتے ہیں کہ اس زرمقدہ سرکار کے عطیہ میں سے ہم کو بھی مناجا ہے، جس حاکم کے قبضہ میں وہ روپیہ ہے ان کی رائے ہے کہ وہ میرہ مذکورہ سترہ سال پر

بنا جائے۔ جب سے کہ تقسیم ہو گئی ہے یعنی ۱۲۸۰ فیصد نہایت ۱۳۲۰ فیصد اضافی۔ تو یہ کہہ سکتے ہیں، اور جتنے زمانہ تک یہ فی مشترک یعنی ازابتہ نہایت ۱۳۲۰ فیصد بلحاظ حصص مشترک رہے تقسیم کیا جائے۔ اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ اراضی پیئہ والی اب سیکار میں خاص حق و ملک زید کی قرار پائی ہے اور زید ہی نے کوشش کر کے معاوضہ کا حکم کرایا۔ اور سیکار سے روپیہ بھی تنہا زید ہی کو دے دینے کا حکم ہوا، ایسی صورت میں کیا زمانہ اشتراک کا ختم کر کے دیگر سیکار بھی رقم مذکورہ میں لینے کے مستحق ہیں یا کیا یہ امید کہ جواب صاف صاف بلا روئے رعایت تحریر فرمایا جائے، بیتوا قوا جودا۔

الجواب

حق کے سوا کسی کی روئے رعایت خادمانِ شرع کا کام نہیں، اگر وہاں کچھ قرضی نہیں اس کے عادی سمجھے ہوں تو سب کو ان پر قیاس نہ کیا جائے، مگر زمین اگر سب مشترک کی طرف سے مدد مستفاد تھی اور ریاست کو اس کا علم تھا کما فی الحدیث الخیر الخیر علی (جیسا کہ در مختار میں خیر الدین رملی سے منقول ہے۔ ت) یا اس کا ایسا ہونا عام طور پر معروف تھا کما فی رد المحتار ویونیۃ و مسألة الحان والمحامی الاشباہ و الامداد (جیسا کہ رد المحتار میں ہے جس کی تائید غافوت اور حمام والا مسئلہ کر رہا ہے جو اشباہ و امور در مختار میں مذکور ہے۔ ت) تو بلاشبہ یہ معاوضہ زمانہ شرکت حسب حصص سب مشترک ہے۔

لان الاعداد فانہ مقام الایجاب والاحد
مقام لقبول فکانوا کلہم عاقدین فوجب
الاجر لہم جمیعاً۔
اسی میں سہ یہ صورت کہ متصرف زید تھا اور وہ سب مشترک کا کارکن اور اس نے سب کے لئے افسدہ کیا،
فانہ ادن منہم جمیعاً بحکمہ الادن ولو فی
ضمن العموم۔
کیونکہ وہ ان سب کی طرف سے اجارست ہو گی
اگرچہ ان عموم کے ضمن میں پایا گیا۔ (ت)

اور اگر اعداد سب کی طرف سے تھا زید سے تنہا اپنے لئے کیا اور اس حالت میں ریاست نے اسے یا اور اب یہ معاوضہ دیا تو اس کا مالک تنہا زید ہے۔

لانہ ہوا عقد والنتہ لا تتصور الا بالعدد
فلا تكون الا لہ کما فی الہندیۃ والمخیریۃ و
العقود المدنیۃ۔
کیونکہ وہ اکیلا ہی عاقد ہے جبکہ منافع صرف عقد سے
قیمتی بنتے ہیں لہذا یہ صرف اسی کے لئے ہونگے جیسا کہ
جنہیر، خیرہ اور درر میں ہے (ت)

مگر تا زمانہ شرکت بعد حصص مشترک زید کے لئے ملک جمیٹ ہے بقصوف فی حلد عیرہ (غیر کی ملکیت میں تصرف کی وجہ سے) اس پر لازم ہے کہ اس قدر تصدق کرے یا مشترک کو دے اور یہی اولیٰ ہے کما فی الخیریۃ

وغیرہا) جیسا کہ قریہ وغیرہ میں ہے۔ (ت) اور ان کے لئے طیب ہوگا لکن نہ خدا ملکہہ کیونکہ یہ ان کی ملکیت میں اضافہ ہوا ہے۔ (ت) اور اگر بعد الاستغفار نہ تھی تو کسی شریک کے لئے کوئی معاوضہ ریاست کے دئے نہ کیا بعد مرالاجاساۃ صراحة ولاد کالۃ (اس نے کہا اجماع نہ صراحت ہے نہ دلالت۔ (ت) جو کچھ دیا وہ محض ہر عظیم ہے جسے دیا تھا اسی کا کام ہے اور تمام و کمال اس کے لئے طیب و طلال ہے۔
لأنہ لیس عوضاً من مشترک حتی یحتمل یہ مشترک چیز کا معاوضہ نہیں تاکہ اس میں شریک و حصرات اشتراک الشریکاء فیہ۔ کی شرکت کا احتمال ہو۔ (ت)

مگر یہ کہ شریک میں کوئی قیم ہو تو البتہ اس کے حق کے قابل بعد از ریاست تا انتہائے شرکت جتنے دنوں وہ نابالغ رہا ہو اس قدر کا عقد اسی قیم کو دینا واجب ہے،
لان مایع مالہ کمندع الوقف مضمومۃ کیونکہ قیم کے مال کے منافع وقف کے منافع کی طرح ہلاک کرنے پر مضمون ہو جاتے ہیں اگرچہ بشرط ان کی گئی ہو
بالاستیلاء بلا شرط الا بعد اذ کما فی الدور جیسا کہ در مختار و غیر مشہور کتب میں ہے (ت)
وغیرہ من الامصار لغیر۔ یہ استثنائے صورت ثانیہ میں بھی جاری ہوگا ورنہ حصہ قیم میں زیادہ تصدق کا اختیار نہ رکھے گا بلکہ قیم ہی کو دینا واجب،
واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از بارہ اس مسجد چوک کنہہ در محلہ سلیمان و محمد صاحبان ۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۴ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس میں کہ خالد کے پانچ پسر زید، بکر، عمرو، حامد، جعفر و تین دختر ہیں۔
خالد نے مکان مسکونہ بنوایا۔ زید، بکر، عمرو و بی کی شادی ہو گئی تھی اور بالغ تھے کچھ روپے سے اس کی تعمیر میں مٹا کر
شریک ہوئے۔ چند سال بعد خالد نے اپنی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ، مکانات و اسباب و کامداری وغیرہ اپنی زوجہ
ہندہ کے نام بیہ کیا اور یہ مکان مسکونہ بھی اس بیہ نام میں درج ہوا۔ بیہ نامہ کی تحریر کے بعد تین سال تک خالد
زندہ رہا مگر جائیداد منقولہ و غیر منقولہ پر جس کو وہ ہندہ کے نام بیہ کر چکا تھا خود قابض رہا۔ خالد کی میت میں زید،
بکر، عمرو، حامد واسطے خورد و نوش کے فی کس پانچ روپے دیتا تھا اور سبھوں کا کھانا کیچی کی پکتی جعفر صغیر میں تھا
اسی وجہ سے شریک نہ تھا۔ ہر پسر اپنی اپنی آمدنی طبعیہ اپنے پاس رکھتا تھا اور امور خانگی میں خود حریص کرتا تھا،
صرف کھانا کیچی کی تھا۔ بعد انتقال خالد ہندہ کے زمانہ میں بھی خورد و نوش کا ایسا ہی انتظام رہا، اور دکان بد کھتر
اسباب عمرو کے سپرد ہوئی اس شرط پر کہ وہ ایک آنہ ارنی روپیہ دستوری لے لیا کرے جب مال فروخت ہو، اور
وہ حساب کتاب بھی لکھتا رہے۔

تھوڑے دنوں تک عمرو نے حساب کتاب لکھی مگر پھر خود ہی بند کر دیا۔ بعد و مت خالد ہندہ کے حیات میں

مکان مسکونہ میں تعمیر مزید کی ضرورت ہوئی اور حامد نے کام شروع ہونے میں روپیہ دیا روپے کی کمی غور پوری کرتے تھے جن کے تعلق دکان تھی اور اپنی انگریزی پیری بھی بہتر تھی گرامر کی دو نون کی بجا رکھتا تھا اس شمار میں خاص پنار روپیہ لگا کر زید سے پچھنے بنگلہ اس مکان مسکونہ میں اپنے روپے سے بنوایا جو اب تک قائم ہے بہرہ کے انتقال کے بعد حامد نے ایک بنگلہ اپنے واسطے اس مکان مسکونہ میں اپنے روپے سے بنوایا اور یہاں روپے کے علاوہ ہے جو کہ حامد نے تعمیر مزید کے شروع کرنے میں دیا تھا۔ دیگر یہ کہ زید کی وفات کے بعد اس کی بیوہ کو دو آؤں فی ہر اب تک دکان سے جو ٹکڑے متعلق ہے مٹا ہے۔ اور ٹکڑے کا بیان ہے کہ دکان کے ذریعہ بھی ہے مگر خالد و بندہ نے کوئی قرضہ نہیں یہ تھا اب وارثان خالد و بندہ میں نزاع در پیش ہے مکان مسکونہ کس طور پر تقسیم ہوگا؟

- (۱) آیا زید و دیگر عمرو کا روپیہ جو حیات خالد و بندہ میں لگا ہے بجا ہوگا یا نہیں؟
- (۲) حامد کا روپیہ اور زید کا بنگلہ جس کا وقوع بعد انتقال خالد و بندہ کی حیات میں ہوا ہے بجا ہوگا یا نہیں؟
- (۳) حامد کا بنگلہ جو بعد وفات خالد و بندہ کے تعمیر ہوا بجا ہوگا یا نہیں؟
- (۴) دختروں کو مکان مسکونہ میں کس قدر حصہ پہنچ سکتا ہے صرف اس قدر مکان میں جو خالد کے انتقال کے وقت تھا یا نئی تعمیر کیے کر؟

- (۵) عمرو کی دکان کا حساب نہ کچھ پر کوئی ارام اس پر آسنا ہے یا نہیں؟
- (۶) زید کے بیوہ کو دو آؤں فی ہر دکان سے مٹا ہے واپس ہوگا یا نہیں؟
- (۷) عمرو کو جو قرضہ دکان بجا ہوگا یا نہیں؟ فقط بیتہ اتو وجود۔

الجواب

جواب سوال اول: ان مسائل میں اصل کلی یہ ہے کہ جو شخص اپنے مال سے کسی کو کچھ دے اگر دیتے وقت تصریح ہو کہ یہ دینا فلاں وجہ پر ہے مثلاً ہبہ یا قرض یا ادائی دیں ہے جب تو آپ ہی دہی و جہ متعین ہوگی اور اگر یہ کچھ ظاہر نہ کیا جائے تو دینے والے کا قول معتبر ہے کہ وہ اپنی نیت سے خوب آگاہ ہے اگر اپنی مافہ نیت بتائے گا شفا کے میں نے قرض دیا قرض میں دیا بہرہ مقصود نہ تھا تو اس کا قول قسم کے ساتھ مان لیا جائے گا اور جو اس کے خلاف کا مدعی ہو وہ محتاج اقامت قینہ ہوگا مگر جبکہ قرائن و دلائل عرف سے اس کا یہ قول خلاف ظاہر ہو تو نہ مانیں گے اور اسی کو اقامت قینہ کی تکلیف دیں گے بکثرت مسائل اسی اصل پر متفرع ہیں، مایات العقود الدیۃ میں بڑا زید سے ہے و

القول قول البر دہ لایہ عدم بیجہۃ المدفعۃ دینے والے کی بات معتبر ہوگی کیونکہ دینے کی وجہ کو وہ بہتر جانتا ہے
لہ العقود الدیۃ فی متعین الفتاوی الحامیۃ کتاب المایات المتعلی قول الزاع ۱/ ۲۳۲

فتاویٰ قاضی خاں کتاب النکاح میں ہے :

دفعہ الی غیرہ در اہم فانفقھا وقال صاحب
الدر اہم اقر صتکھا وقال القاضی لابی
وہبتنی کان القول قول صاحب الدر اہم

جامع الفصولین فصل رابع وثلثین میں ہے :

صدق الدائم ببینہ لانہ مملکۃ

وہیں ہے :

دفعہ الی ابنہ مالا فاساد اخذہ صدق
انہ دفعہ قرضا لانہ مملکۃ

وہیں ہے :

یصدق المملکۃ لانہ اعرفت فقول العالم ادنی
بان یقبل من قول الجاہل الا فیما یکذب
عسفاً

ہاں یہی ہے :

(من بعث الی امرأته شیئاً فقاتلہ وہدیۃ
وقل لنز وجہ من المهر فالقول قوله)
لانہ هو المملک فکان اعرفت بجهۃ
التلیک کیف وانت الظاہر انہ

ایک نے دوسرے کو کچھ درہم دئے تو اس نے بے کفر فرج
کرنے، دراجم دینے والے نے کہا میں نے تجھے قرض
دئے تھے، اور لینے والا کہتا ہے نہیں بلکہ تُو نے مجھے
ہب دیا ہے، تو دینے والے کی بات معتبر ہوگی (ت)

دینے والے کی بات قسم کے ساتھ معصود قرار پائے گی
کیونکہ وہ دینے والا ہے (ت)

بیٹے کو کچھ مال یا اب واپس لینا چاہتا ہے تو قرض
کے طور پر دینا مانا جائے گا کیونکہ وہ دینے
والا ہے (ت)

مالک بنائے والے کی تصدیق کی جائے گی کیونکہ وہ
بہتر جانتا ہے تو جاسنے والے کی بات کو ماننا ادنیٰ ہے
جاسنے اس کے کہ جاہل کی بات مانی جائے اذیر کہ
حق اس کو جھوٹا قرار دے (ت)

جس نے بیوی کو کوئی چیز بھیجی تو بیوی نے کہا یہ ہب ہے
اور خاوند نے کہا یہ مہر میں شمار ہے، تو حق وند کی
بات معتبر ہے کیونکہ وہ مالک بنائے والا ہے تو وہی
تعلیک کی وجہ کو بہتر جانتا ہے اس کے خلاف کیسے

یسعی فی اسقاط الواجب (الی فی الطعام
الذی یؤکل) فان القول قولها والسرار
منه ما یكون مهیباً للاکل لانه يتعارف
هدیة ۱۴۰

فتح القیر میں ہے :

والذی یجب اعتباره فی دیاننا ان جمیع
ما ذکر من المحطة والنور والصدق والسر
وانشاء الحیة وباقیہا یكون القول قول
المرأة لان التعارف فی ذلک کلامہ
هدیة فالنظر ہر مع المرأة لا معہ ولا یكون
القول لہ الا فی نحو لثیاب والمجاریۃ ۱۴۱

نہر الفائق میں ہے :

وینفی ان لا یقبل قوله ایضا فی اثیاب
المعمولة مع السکو ونحوہ للعرفۃ ۱۴۲
حاشیہ ابی السعود الازہری علی الکفر میں ہے :

ینبغی ان یكون القول لہا فی غیر النمود للعرف
لمستمر ۱۴۳

رد المحتار میں ہے :

کذا ما یعطیہا من خلک او من دس اہم

ہو سکتا ہے بلکہ ظاہر یہ ہے کہ خاوند اپنے ذمہ واجبہ
کی ادائیگی میں کوشاں ہے ہاں کھائی جائیوالی چیز
میں یہ بات ظاہر نہیں کیونکہ اس میں بیوی کی بات
معتبر ہے اسی سے مراد یہ ہے کہ وہ چیز کھاسے کہ لئے
میا کی گئی ہو کیونکہ عرفاً ایسی چیز بدیہ قرار پاتی ہے (ت)

ہمارے دیار میں گندم، بادام، آنا، مشک، زبدہ بکری
اس کا گوشت وغیرہ مذکور تمام شیار میں بیوی کی بات
معتبر ہوگی کیونکہ عرف میں ان تمام چیزوں کو بدیہ کے
طور پر ارسال کیا جاتا ہے اس لئے ظاہر عورت کی
تائید کرتا ہے نہ کہ مرد کی، خاوند کی بات صرف کپڑوں
اور لونڈی وغیرہ جیسی چیزوں میں معتبر ہوتی ہے (ت)

مناسب ہے کہ خاوند کی بات شکر وغیرہ کے ساتھ
ارسال کئے گئے کپڑوں میں معتبر ہو کیونکہ عرف میں یہ ہے (ت)

مناسب ہے کہ نقد کے غیر میں بیوی کی بات معتبر ہو
کیونکہ عرف میں یہی جاری ہے (ت)

یونہی شہید زفانتہ کی صبح کو جو درہم یا دینار دے جائے

| | | | |
|-------|---------------------------|---------|-----|
| ۳۱۴/۲ | المکتبۃ العربیۃ کراچی | باب الم | ۱۴۱ |
| ۲۵۶/۲ | مکتبہ توحید و توحید سکر | باب الم | ۱۴۲ |
| ۳۶۲/۲ | وزارت التراث العربی بیروت | باب الم | ۱۴۳ |
| ۷۰/۲ | ایچ ایم سعید کمپنی کراچی | - | - |

اَوْ حَتَّى يَصْبِيحَةَ لَيْلَةِ الْحَرَسِ وَيُصْبِحَ فِي الْعَرَفِ
صَبْحَةَ قَاتِ كُلِّ ذَلِكَ تَصَوُّفٌ فِي مَا بَيْنَهَا
كُونَهُ هَدِيَّةٌ لَهُ

ان کو عرف میں صبحہ کہا جاتا ہے کیونکہ ہمارے زمانہ میں
یہ بدرجہ ہوئے پر عرف بن چکا ہے۔

(ت)

پس صورت مستفسرہ میں اگر مراۃ ثابت ہے کہ زید و عمر و دیگر نے یہ روپیہ اپنے باپ کو قرض دیا تھا تو
غرض روپس ہوگا یا مراۃ ثابت ہو کہ بطور حسنی سلوک و خدمت پدر بڑہ دیا تھا تو ہرگز روپس نہیں ہو سکتا لہذا تحقیق
موالہ عندینۃ المرجوع، رجوع کرنے میں متعدد موانع پاسے جانے کی وجہ سے۔ تاہم ان کے یہاں معمول
قدیم رہا ہو کہ جب کبھی ایسے عرف کی باپ کو ضرورت ہوئی ہے بیٹے اس کے شریک ہوئے ہیں اور وہ شرکت
ہمیشہ بے قصہ واپسی رہی ہے تو قول بقیرہ و شرکام معتبر ہوگا کہ یہ دنیا بھی اسی طرح تھا قرض نہ تھا دینے والے اگر
مدعی ہوں کہ اس بار ہم نے قرض دیا تھا تو از انجا کہ ان کا وہ عرف باہمی اس دعوے کے خلاف ہے بار ثبوت ان کے
ذکر ہے۔ فتاویٰ خیر میں ہے :

قَدْ قَالَ الْعَلَمَةُ فِي الْأَثَرِ الْأَصْرَجِيَّةِ
لَعَلَّ لَهُ عَمَلٌ كَذَا وَلَمْ يَنْطَقْ بِشَيْءٍ إِلَّا جَرَى
وَعَدَمُهُ أَنْ كَانَ الْعَامِلُ مِنْ قَبْلِ مَسْ
يَعْمَلُ لَهُ أَوْ لِمَا مِثْلُ هَذَا الْعَمَلِ لَعَلَّ
أَجْرًا مِثْلَ مَا كَانَ

علامہ نے اسرار میں فرمایا ایک شخص نے دوسرے کو
کوئی کام کرانے کو کہا اور اس پر انہوں نے معاوضہ
ہونے نہ ہوئے کا کہنے ذکر نہ کیا تو اگر کام کرنے والا
قبل ازیں اس شخص کا کام بغیر اجرت کرتا رہتا ہے یا
دوسرے لوگوں کا کام بلا اجرت کرتا رہتا ہے تو
مفت شمار ہوگا (ت)

اور اگر سب کچھ نہ ہو تو عمرو بکر خود اور زید کے وارثوں کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا کہ یہ دنیا بطور ہبہ نہ تھی مگر
عمرو بکر کہ زندہ ہیں قطعی قسم کھائیں گے اور وارثانہ زید اپنے علم پر یعنی دانہ ہمیں نہیں معلوم کہ ہمارے مورث
زید نے یہ روپیہ اپنے باپ خاند کو ہبہ دیا تھا
کما عرف من الحكم في الجين على فعل الغير
فإنها لا تكون على العلم لاعم البتات۔

جیسا کہ کسی دوسرے شخص کے کام کرنے کے متعلق قسم
میں معلوم ہو چکا ہے کہ وہ حکم علم پر مبنی ہوتا ہے
مطلقاً قطعی نہیں ہوتا۔ (ت)

جامع الفقہین میں ہے :

الورث یصدق ان الایمان عطا بحیث
الدین لایامہ مقام مورثہ فیصدق
فی جهة التملیک لہ
وارث کی یہ بات تسلیم کر لی جائے گی کہ والد نے فلاں
کو چیز بطور قرض دی تھی کیونکہ وارث اپنے مورث کے
قائم مقام ہو جاتا ہے اس لئے تملیک کی وجہ میں اس
کی تصدیق کی جائے گی۔ (نت)

اس صورت میں اگر فقیر ورثہ خاندانی بہرہ جوں گوارہ دیں واللہ سبغہ وتعالی اعلم۔

جواب سوال دوم : تقریر سوال سے ظاہر کہ وہ فقیر زیر سبب شرکار کی رائے سے سب کے لئے ہوئی تو
حاصل پنا حقہ نکال کر باقی روپے کا مطالبہ مطلقاً کر سکتا ہے کہ اگر یہ دینا قرض تھا جب تو ظاہر اور اگر بطور
بہرہ ہی تھا تاہم دو طرح کا شیوع رکھتا ہے :
۱۔ اولاً بہرہ شخصوں کو روپے بہرہ کرنا۔

ثانیاً اپنے حق کے اور اکابر کرنا کہ اگر بالفرض سب شرکار نہیں ایک ہی شریک کو باقیوں کے لئے
بہرہ کرنا ہوتا جب بھی اپنا حصہ بہرہ سے جدا کرنے کے باعث محل قسمت میں مشار تھا اور اس قسم کا شیوع صدقہ
میں بھی جائز نہیں اگرچہ قسم اول ایسی چند خصوصیات پر تصدیق جائز ہے بخلاف بہرہ اس میں دونوں قسم کا مشار مفسد
مبطل ہے جبکہ وہ شش سار تقسیم ہو۔ درمختار میں ہے :

تصدق بعشوة دراهم او دھما للفقیرین صح
لان الہمة للفقیر صدقة والصدقة یزاد
بھا وجہ اللہ تعالیٰ وھو واحد فلا شیوع
لا لغنیین لان الصدقة علی الغنی ہمة
فلا تصح للشیوع ای لا تملك حق لوقفھا
وسلمھا صح لہ
دو فقیروں کو دس درہم بطور صدقہ یا بہرہ اکٹھے دے دیئے
تو صحیح ہے کیونکہ فقیر کو بہرہ بھی صدقہ ہوتا ہے اور صدقہ
میں اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود ہوتی ہے اور وہ واحد
ہے اس لئے اس میں شیوع یعنی قابل تقسیم ہوتا نہ
پایا جائے ، لیکن یہ صورت دو معنی حضرات کو صدقہ کرنے
میں صحیح نہیں کیونکہ غنی کے لئے صدقہ بھی بہرہ ہوتا ہے

جبکہ بہرہ میں شیوع درست نہیں یعنی دونوں غنیوں میں سے کوئی بھی غیر منقسم کا تقسیم اور قبضہ سے قبل مالک شے کا ذات
تتویر میں ہے :

الصدقة كالہمة لا تصح غیر مقبوضہ
صدقہ بہرہ کی طرح ہے لہذا بغیر قبضہ اور غیر منقسم کو
۲۰۰/۲ اسلامی کتب خانہ کراچی
۱۶۱/۲ مطبع مجتہدانی دہلی
۲۰۰/۲ فصل ۲ باب الہمة
۱۶۱/۲ سلفہ مختار

ولا فی مشاع یقسم

روا المختار میں ہے

تقسیم کے بغیر درست نہ ہوگا۔ (د ت)

جان قلت قدم ان الصدقة لفقيرين جائزۃ
دما یحتمل، لقصة بقوله وصحة تصدق عشرة
لفقيرين قلت المراد هنا من المشاع ان
یهب بعضه لواحد فقط فحينئذ هو مشاع
یحتمل القصة بحالات الفقيرين فانه لا شیوع
كما تقدم بمرآة والله سبحانه وتعالى اعلم

اگر تیرا اعتراض ہو کہ قبل ازیں کہا ہے کہ دو فقیروں کو تقسیم
سے قبل قابل تقسیم چیز کا صدقہ جائز ہے۔ میں کہتا ہوں
کہ یہاں کے معاصر میں مشاع سے مراد یہ ہے
کہ حصہ اس کا کچھ ایک کو دیا ہو تو یہ مشاع (غیر منقسم
جو قابل تقسیم تھا) ہو، بعد از فقیروں کے کیونکہ ان میں
شیوع نہ پایا گیا جیسا کہ پہلے لڑا، بھرا اور والدہ بھرا۔
و تعالیٰ اعلم (د ت)

جواب سوال سوم و بقیہ دوم: زید و عامر نے زمین مکان مشترک میں جو بنگلہ اپنے لئے اپنے رہنے سے
بنائے وہ عامر نہیں کے ہیں دیگر شرکار کا ان میں کوئی حق نہیں، اگر ماتی شرکار اس قدر زمین نہیں چاہتے تو مکان
زمین موقوف مشترک تقسیم کریں، اگر بنگلے کی کل زمین بنگلے کے حصہ میں آکر بڑی جب تو نزاع ہی قطع ہوئی و اگر وہ
کل زمین یا اس کا بعض کسی دوسرے شریک سے ہے تو یہ زمین یا بنگلہ کسی دوسرے شریک سے زمین والا اپنی زمین بنگلے والے
کے ہاتھ بیع کر دے یا بنگلے والا اپنا بنگلہ کل یا بعض زمین والے کے ہاتھ۔ اور کسی طرح تراشی نہ ہو تو زمین والے کو
اختیار ہوگا کہ بنگلہ کل یا بعض جس قدر اس کی زمین میں واقع ہوا انکھڑا دے اور اس کے سبب اگر زمین کو کچھ نقصان
قبیل پہنچے اس کا تو ان بنگلہ والے سے لے لے اور اگر نقصان سخت کثیر پہنچے کہ زمین کو خراب و سیکار کر دے تو اسے
اختیار ہے کہ اس قدر عمارت بنگلہ جو اس کی زمین میں ہے اپنی ملک ٹھہرا لے اگر چہ حسب بنگلہ تراشی نہ ہو اور اسے

عن قوله فقط ناظر الى بعضه لا الى واحد حق
لو وهب بعضه فقط لجماعة لم تجز ایضا ولو
وهب كله لغير واحد جار في الصدقة كما
لا یحقی ۱۳ مہ (م)

قوله فقط، كما تعلق نقد بعض سے ہے نہ کہ دھڑ سے
حتی کہ بعض حصہ اگر پوری جماعت کو بھی دیا تو جائز
نہ ہوگا اور اگر سارا مستعد کو دے دیا تو صدقہ میں جائز
ہے، جیسا کہ مخفی نہیں ۱۲ مہ (د ت)

اس تعمیر کی وہ قیمت دے دے جو روز واپسی زمین ایسی عمارت کا اس حال میں نرخ ہو جبکہ اس کے گرا دینے کا حکم ہو یا ہو
 ورا اس کی معرفت کا طریقہ یہ ہے کہ اگر یہ عمارت گرا دی جائے تو جس قدر عمارت پھوٹ کر بیدار گرانے کے نکلے اس کا بھی روز
 واپسی کیا ہوگا و اگر گرا دینے میں کیا مزدوری جائے گی یہ مزدوری اس عمارت کے بھاؤ سے گھٹ کر جو بچے وہ اس دن اس
 عمارت کی قیمت ہے جس کے گرا دینے کا حکم ہو یا۔ در مختار کتاب القسمة میں ہے،

بني احد الشريكين لغيره اذ لا اخر (وگنڈا)
 لو بذله لنفسه لانه مستعير لمصلحة الاخر
 للمعير يرجع متى شاء رضى على الاشياء
 في عقار مشترك بينهما فطلب شريكه رفع
 بانه قسم العقار وان وقع البناء فله نصيب
 ابني فيها ونصبت والا حذر البناء او ارضها
 ببناء قيمته طعن المهدية، وحكم العرس
 كذلك بزيادة المهر بعد ما من شامي

مشرکہ جو پر ایک شریک نے دوسرے کی عمارت کے
 بغیر تعمیر کی دوسرے نے وہاں سے عمارت ہٹانے کا
 مطالبہ کیا تو زمین کو تقسیم کیا جائے، اگر عمارت بنائے
 والے کے حصہ میں وہ عمارت آئی تو بہتر ورنہ عمارت
 کو گرایا جائے گا (اس پر عمل رسانی نے یہ اضافہ فرمایا
 یوہی، اگر شریک کی عمارت سے اپنی ذات کے لئے بنائی
 تو حکم یہی ہے کیونکہ اس نے گویا وہ زمین عاید عمارت
 کے لئے اپنے شریک سے حاصل کی اور عمارت

دینے والے کو یہ حق ہوتا ہے کہ وہ جب چاہے واپس لے لے کر ملی مل لاشاء اور ٹکڑاوی میں ہندیر سے
 یوں ہے، یا شریک کو قیمت دے کر راضی کر لے) اور پودے لگانے کا حکم بھی

یہی ہے، بزاز، اہر (ت)

رد المحتار میں ہے،

اقول وفي فتاوى قاضي الهداية وان وقع
 البناء في نصيب الشريك فله نصيب
 ما نصبت لآخره بعد ذلك وقد تقدم
 في كتاب العصب متا من من يخاف او
 غرس في ارضه غيره لغيره بالقدم
 و لما لك ان يضمن له قيمة بناء
 او غرسه اصره بقلعه ان نصبت الا من به

میں کتابوں اور فتاویٰ قاری، الہدایہ میں ہے اور اگر
 عمارت شریک کے حصہ میں بنائی تو ہٹانے اور سنانے
 والے سے زمین کے نقصان کا ضمان لے اور حق کے
 کتاب العصب میں پہلے گزر چکا ہے کہ جس نے عمارت
 یا پودے غیر کی زمین میں لگائے تو اسے ہٹانے کا حکم
 دیا جائے گا اور مالک کو اختیار ہوگا کہ اگر عمارت گرنے
 یا پودے اکھاڑنے سے زمین کا جو نقصان ہوا ہو تو اس کا

والظاهر جريان التفصيل هنا كذلك
تأمل في أقول وكذلك تقدم في كتاب
العامة متنا وشروحا حيث قال لو اعلم
ارضائنا والفرس حكم وله ان يرجع
متى شاء ويكلفه قلعهما الا اذا كانت
فيه مضرة بالارض فيتركها بالقيمة
مقلوعين لئلا تتلف ارضه ثم و
هذا اعنف بناء احد الشريكين
لا يخلو عن احد هما اذ لو بنى
غير اذن شريكه كانت غاصبا
او به لنفسه كانت مستعبرا فلا شك
في جريان الحكم المذكور فلهما
هنا ثم ما ذكره قدرك سهداية
محل ما اذا كانت النقصان قليلا
عبر بالحد افساد الارض والتملك
محمول على النقصان الفاحش
كما يظيد لتعليل الدر بقوله لئلا
تتلف ارضه وقد نقل المحقق
عن السائح عاف عن المقدس
في الفصيح تحت قول السدر
من بنى او عمر من ف ارض
غير بغير اذنه اضر بالقلع

ضمان لے اور ظاہر ہے کہ یہاں وہی تفصیل ہوگی غور کرو
اقول (میں کتابوں) اور یونہی متن اور شرح کی کتاب
العاریۃ میں گزرا ہے جہاں فرمایا کہ اگر زمین عمارت یا
چودے لگانے کے لئے عاریۃ دی تو جائز ہے اور اس کو
اختیار ہوگا کہ جب چاہے واپس لے لے اور بنانے والے
کو ہٹانے پر مجبور کرے، ہاں اگر عمارت گرانے اور چودے
دکڑنے سے زمین کو نقصان ہو تو دونوں چیزیں دونوں کو
ان کی اکھاڑی ہوئی صورت کی قیمت کے بدلے بحال
رکھا جائے تاکہ ملک کی زمین تلف نہ ہو اور، در
شریکین میں سے ایک کا تعمیر کرنا دو حال سے عالی نہیں
کہ بغیر اجازت تعمیر کرے گا تو غاصب ہو گیا اجازت سے
ایسی ذات کے لئے تعمیر کرے گا تو عاریۃ حاصل کر لیا
قریباً سے موقوفہ تمام دونوں صورتوں میں وہاں مذکور
حکم ہی جاری ہوگا، پھر قاری لہذا یہ سنے جو ذکر فرمایا تو
اس کا محل وہ صورت ہے جب اکھاڑنے میں نقصان
عم جو جس سے زمین میں فساد پیدا نہ ہو، اور قیمت
دے کر ملک بننے کی صورت وہ ہے جب زمین کا نقصان
زیادہ ہو جیسا کہ در مختار کا یہ طے بیان کرنا تاکہ زمین
تلف نہ ہوئے بلکہ فائدہ معلوم ہو رہا ہے، در غصب
کے باب میں لکھی نے سائمانی اس نے مقدمی کے در مختار
کے قول جس نے غیر کی زمین میں بغیر اجازت عمارت
بنائی یا چودے لگائے تو اسے وہاں سے اکھاڑنے

والرد للبلدان يضمن له قيمة ما دأو شجر
امر يقطع اي مستحق القلع انت نقصت
لارض به ما نضه اي نقصان فاحشا بحيث
يعسدها اما لو نقصه قتيلا فباخذ اس صه
ويقيم الا شجار ويضمن المقصود ثم قبذا
استوفى يتضمن المرد وتروى لادها م و
الحيد له ولى الاعمال

کامنوں نے اس بیان سے ذکرہ عبارات میں رافقت ہو گئی، مقصود واضح ہو گیا اور ادوہام ختم ہو گئے اور
بزرگی نعمت کے مالک کے لئے ہے۔ (ت)

نیز شامی میں ہے :

ای قيمة بن دأو شجر امر يقطع، اقل من قيمته
مقلونا مقدارا اجرة القلع فان كانت قيمة
المقنوع عشرة واحرة القلع درهم بقيت
شعة (مصحف)

خیرہ میں ہے :

ان دقل بعضه في حصته ولعمه في حصة
الآخر فسا وقع في حصته فامره اليه وما وقع
في حصة الآخر فله ان يكلفه قنعة

اور زمین واپس کرنے کا حکم دیا جائے گا اور مالک کو
اختیار ہو گا کہ وہ اکھاڑے ہوئے مکان یا درختوں کی
قیمت کا ناسمن بن جائے اگر زمین کو نقصان کا خطرہ ہو
یعنی اگر نقصان ہو تو اکھاڑنے کا مستحق ہو گا اور
محشی کی عبارت یہ ہے یعنی ایسا فحش نقصان جو زمین کے
فساد کا باعث ہو لیکن اگر نقصان قلیل ہو تو مالک اپنی
زمین واپس لے اور درخت وغیرہ اکھاڑ دے اور نقصان
کامنوں نے اس بیان سے ذکرہ عبارات میں رافقت ہو گئی، مقصود واضح ہو گیا اور ادوہام ختم ہو گئے اور

یعنی مکان یا درخت جن کو اکھاڑنے کا حق ہے ان
اکھاڑے ہوئے کی قیمت سے اکھاڑنے کی مزدوری برابر
مسار کے بقیہ قیمت ہی جائے، مثلاً اگر اکھاڑے ہوئے
کی قیمت دس درہم ہو اور مزدوری ایک درہم ہو تو
نو درہم قیمت دے گا (مخلص)۔ (ت)

اگر مکان کا کچھ حصہ اپنی زمین اور کچھ دوسرے کی
زمین میں ہو تو اپنی زمین والا حصہ اس کی سوا بدیدہ پچھے
اور جو حصہ دوسرے کی زمین پر واقع ہے تو دوسرے
کو حق ہے کہ وہ اسے گراسے پر مجبور کرے (ت)

| | | | |
|-------|-------------------------------|-------------|--------------------|
| ۲۰۶/۴ | مطبع مجتبیٰ دہلی | کتاب الغصب | سے درختار |
| ۱۲۴/۵ | دار احیاء التراث العربی بیروت | " | سے درختار |
| " | " | " | سے |
| ۱۶۱/۲ | دار المعرفۃ بیروت | کتاب الخمرة | تک الفتاویٰ الخیرۃ |

یہ سب اس صورت میں ہے جبکہ مکان صالح تقسیم، اور شرکاء تقسیم پر راضی ہوں ورنہ اگر بقیہ شرکاء اس عمارت کو رکھ نہ چاہیں تو وحادی نے سے چارہ نہیں۔ خیر میں ہے ۱

لا یخلف انہ اذا لم یسکن القسعة اولہ برضیا یہ معنی نہیں کہ سب زمین قابل تقسیم نہ ہو یا فریقین تقسیم پر راضی نہ ہوں تو اگر اسے بغیر چارہ نہ ہو گا۔ واللہ

تعالیٰ اعلم (ت)

جواب سوال چہارم : دختریں مکان قدیم سے کہ وقت مرگ خالدہ موجود تھا ترکہ پداری پائیں گی کہ ہند جو خالدہ نے ہندہ کے نام کیا تھا بوجہ ہندہ دینے کے موت خالدہ سے باطل ہو گیا اور ترکہ ترکہ خالدہ ہی تھا اور اس میں سے جو حصہ ہندہ نے پایا اور نیز تعمیر مزید سے کہ زمانہ ہندہ میں سب شرکاء اس کے لئے ہوئی جس قدر حق ہندہ تھا ان دونوں میں سے ترکہ مادری لیں گی اور اگر نیکہ کے ورثہ میں بہنوں کا کوئی عا جب مشابہ یا پوتہ نہیں تو جو کچھ نیکہ ترکہ پداری و ہر دو ترکہ مادری سے پہنچا اور اس کا اپنا خاص جنگلہ ان تینوں میں سے میراث برادری کی مستحق ہوں گی، واللہ تعالیٰ اعلم۔

جواب سوال پنجم : حساب دکان کھانا عمرہ پر واجب نہ تھا اگر نہ لکھا اس پر کوئی الزام نہ ہوا ۱
فی العقود الدینیۃ عن البحر للنفوس
تصوہات تقیم یجوز الاخذ علی نفس الکتابۃ
ولا یجوز الاخذ علی نفس المحاسبۃ لانت
المحاسب واجب علیہ اذ ما عا د ان الکتابۃ
لا تجب علیہ حتی جادلہ اخذ الا جبرۃ
عینہا فاعلم ان الامین فی معاملۃ لا یجب علیہ
کتابۃ حبابہ وان کان نفس المحاسب
واجب علیہ۔
مقرر یہ ہے کہ ہر رفقہ کے متعلق ہے کہ قیمتی تصرفات میں لکھائی پر معاوضہ لینا جائز ہے اور محض حساب پر معاوضہ لینا جائز نہیں کیونکہ حساب اس پر واجب ہے، اور اس سے یہ فائدہ حاصل ہو کہ وہ ان لکھائی واجب ہوگی جہاں اجرت لینا جائز ہوگا تو اس سے معلوم ہو کہ کسی معاملہ میں منظم پر حساب کی لکھائی واجب نہیں اگرچہ نفس حساب اس پر واجب ہے۔

(ت)

بلکہ یہ قرار دو ہی کہ عمر و بقیہ شرکاء میں ہو کہ عمر و مال نیچے حساب لکھے اور کتنی روپیہ دستوری کے محض ناجائز و حرام ہے کما لا یحیی علی العقیقہ (جیسا کہ فقہ جانتے والے پر معنی نہیں ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

جواب سوال ششم : خاص ہتھ کے لئے اس کے بیوہ جو نے پر شرکوں کا یہ دیر مقرر کرنا ظاہر برہنیت ثوابیہ بطور مواسات بیوہ برادر ہے اگر ایسا ہی ہے تو ہرگز واپس نہیں ہو سکتا کہ وہ اس حال میں تصدق ہے اور تصدق میں اصلاً رجوع نہیں، ورنہ عمار میں ہے،

لا رجوع فیھا ولو علی عی لامت المقصود اس میں رجوع نہیں اگرچہ غنی پر کیا ہو کیونکہ اس سے مقصود فیہا الثواب لا العوضیہ ثواب ہے معاوضہ نہیں ہے (ت)

اور اگر دکان میں جو اس کا استحقاق بذریعہ ترکہ شوبہری ہے اسے حق میں کچھ کر دیتے ہیں تو اگر اس کا حق اسی مقدار یا اس سے زیادہ ہے جب بھی رجوع کے کوئی معنی ہمیں اور اگر ظاہر ہو کہ حق سے زیادہ پہنچا تو البتہ بقدر زیادت واپس لیا جائے گا،

فی شریکة العقود الدریۃ سن فیما اذا کانت لکل من شریک و عمر و عفا رجوعی منکھ بمفسرہ متوافق علی ان ما یحصل من دیم العقادین یلزم تصغیر و استقر علی ذلک تسع سنوات ، و الحال ان صمیم عفا یزید اکثر و یرید سرب ، مطامع عمر و بانقدر الزائد الدعب دفعہ لغیر و مناد علی اہ و واجب علیہ لمسبب الشریکۃ السرمویۃ قبل یسوع لزیاد ذلک (الجواب) ، شریکۃ اس بوریۃ غیر معتبرۃ فحیث کان دیم عفا و زیاد اکثر تسین ان مادفعہ لغیر و من ذلک مناد علی ظن انہ واجب علیہ و من دفعہ شینا لیس بواجب علیہ فلہ اسنوادہ الا اذا دفعہ علی وجہ الہمة و استہدکما القاص کما فی شرح العظم الوہابی و غیرہ من المعتبرات لہ و اللہ تعالیٰ اعلم۔

مطابقت کا حق ہوتا ہے، یاں اگر میرہ کے طور پر دیا اور قابض ہے اس کو ہلاک کر دیا ہو تو واپسی کا حق نہیں جیسا کہ سے درمثار کتاب الحبہ فصل فی مسائل متفرقہ مطبع مجتہدی دہلی ۱۶۶/۶

سکھ العقود الدریۃ فتح النواوی الحامیۃ کتاب شریکۃ ارگ بازار قندھار افغانستان ۹۰/۱

اسلم حبیاتی کی شرح وغیرہ معتبر کتب میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

جواب سوال ہفتم: یہ قرضہ کہ غرو دکان کے ذمے بتانا ہے اگر یوں ہے کہ اس نے حسب عادت تجرک مال قرضوں مول دیا اور ہنوز زبردستی ادا نہ کیا یا دکان میں خسارہ واقع ہونے کے سبب ادارہ جو سکا تو یہ قرض سب شرکار کے ذمے حصہ رسد ہوگا اور غرو کا قول اس بار سے یہ قسم کے ساتھ معتبر ہوگا اور اگر یوں ہے کہ غرو نے سرمایہ دکان پر مانے کئے کچھ روپیہ قرض لے کر اور مال خرید تو یہ قرض خاص ذمہ غرو ہوگا مگر اس سے کچھ تعلق نہیں۔

تحقیق مسئلہ: یہ ہے کہ یہ طریقہ جو اکثر دھار میں معمول ہوتا ہے کہ موثر مر گیا اسی کے اموال و دیات دکانات یوں ہی شرکت پر بلا تقسیم رہتے ہیں اور منجملہ ورثہ بعض وارث باقیوں کے اجازت و رضامندی سے ان میں تصرف کرتے ہیں شرکت عقد نہیں شرکت ملک ہی ہے۔

کما حقہ فی العقود الدیۃ ، و مال فی رد المختار
ہی شرکتہ ملک کما حردتہ فی تنقیح الحامدیۃ
ثم مرآیت التصویۃ بہ لعیۃ فی قادی الحانوی۔
جیسا کہ عقود الدیۃ میں اس کی تحقیق کی ہے اور رد المختار
میں فرمایا یہ شرکت ملک ہے جیسا کہ میں نے تنقیح الحامدیہ
میں اس کو واضح کیا ہے اور پھر میں نے فتاویٰ حانوی
میں اس کی تصریح دیکھی (ت)

اور شرکت ملک میں ہر شریک دوسرے کے حصے سے اجنبی ہوتا ہے۔

کما صرحوا بہ قاطبۃ ، و فی الدر المختار کل مسکن
شرکاء الملک اجنبی فی مال صاجد لعدم
تجمعہا للوکالۃ۔
جیسا کہ اس کا جواب مکمل طور پر گرا۔ اور رد المختار میں ہے
کہ شرکت ملک کے قدم فریق دوسرے کے مال سے
اجنبی ہوتے ہیں کیونکہ یہ شرکت وکالت کو متضمن نہیں
ہوتی۔ (ت)

مگر یہاں کہ تصرف با اجازت و رضائے باقی شرکائے یہ تصرف کرنے والا اپنے حصہ میں اصل اور باقیوں کی طرف سے
وکیل ہوتا ہے۔

قال فی رد المحتار ریفہ کثیر ، فی الفضلین
و بحوہم انت احدہم یجوز
فتقوم ولادہ علی شرکتہ بلا قسمۃ
رد المختار میں فرمایا کاشتکار لوگوں میں جیسے یہ معاملہ
عام ہے کہ جب ان شرکا میں سے کوئی فوت ہو جائے
تو اس کی اولاد و تقسیم کے بغیر ہی اپنے والد کے ترکہ

پر قائم مقام بن جاتی ہے اور کھیتی باڑی اور خرید و فروخت اور لین دین جیسے امور سرانجام دیتی رہتی ہے اور کبھی ن میں بڑا وہ خود ہی مزدوری اور کاتونی بن جاتا ہے اور چھوٹے اس کے کہنے پر عمل کرتے رہتے ہیں جبکہ یہ تمام کارروائی بطور اجازت اور تفویض ہوتی ہے البتہ اس میں وکالت کے معنی پاسے پاسے میں شک نہیں ہے (ت)

خصوصاً صورت مستفسرہ میں تو صراحتاً بقیہ شرکار کی طرف سے عمر کو تفویض دکان و اجازت العمل تجارت ہوتی یہی معنی وکالت ہیں اور اس میں یہ شرط قرار پانا کہ جمال کے عمروا کئی روپیہ دستوری لے اگرچہ شرط عامہ ہے کہ شریک کی مال شریک میں تصرف کرنے کے لئے اجیر کرنا اصلاً جائز نہیں،

اس پر بارے المکرام کا اجماع ہے بخلاف امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہم، پھر بحث کو کیا وہ باطل ہے یا قاسم سے تو اس نے اس کو رد مختار پر اپنے حاشیہ میں ذکر کیا ہے، ورمختار میں فرمایا کہ اگر ایک شریک مشترکہ سامان کو اٹھانے کے لئے اجیر بنا تو اس کو اجرت نہ ملے گی کیونکہ جو کچھ اس نے اٹھایا اس میں شریک کے ساتھ اس کا اپنا حصہ بھی تھا لہذا اس اشتراک کی بنا پر وہ اجرت کا مستحق نہ ہوا اور امام القاضی نے عاید بیان میں فرمایا کہ امام کرخی نے کہا کہ امام محمد نے منسرد یا کہ شریکین میں سے اگر ایک مشترکہ چیز کے کسی عمل میں اجیر بنا تو یہ جائز نہیں، اگر اس نے ایسا کیا تو کوئی اجرت نہ ملے گا، اور ایسی مشترکہ چیز جو عمل نہ بنے اس کو اگر شریک اجرت پر لیتا ہے تو جائز ہے اور خمس اللمعینی

ويعملون فيها من حوث وزراعة وبيع وشرا
و استدانة و تحوذة و تاسا يكون كسيرة
هو الذي يتولى مهماتهم و يعملون عنده بامرة
و كل ذلك على وجه الاطلاق و التفويض لا ملاحظة
في تحقق معنى التوكيل۔

و هذا اجماع من ائمتنا خلافا لامام الشافعي
رضي الله تعالى عنهم ثم هل هو باطل ام قاسم
ذكرنا فيما عرفت على رد المحتار قال في
الدر المختار لو استأجره لخدمته لم يضمن له
اجره لا ليعمل شيئا لشریکه الا ويقوم بعصه نفسه
ولا يستحق الاجرة و قال الامام
الافت في غاية البیان
قال انكره قال محمد و هل
شيئ استأجر احده من
صاحبه مما يكون عملا فانه
لا يجوز وان عمله فلا اجر له و
كل شيء ليس يكون عملا استأجره احدهما
من صاحبه فهو جائز و قال غفر الله له

فی الکفایۃ والاحصل ان فی کل موضع لایستحق
الاجر الا بايقاع عمل فی العین المشترک
لایجوز لانه لایکن کما فی نقل الطعام المشترک
بنفسه او واجبتہ او غلامہ وکل ما یتحق
بداون ايقاع عمل فی المشترک یجوز فانه
تجب الاجرة بوضع العین فی الدار
والسفینۃ والرحی لای یقاع عمل الله۔

کے مکان میں کرایہ پر رکھ پھرنے پر اجرت واجب ہوتی ہے کل پر واجب نہیں ہوتی۔ (د ت)
مگر وکالت شرط فاسدہ سے فاسد نہیں ہوتی، برآزیہ میں ہے،

الوکالۃ لا تطل بالشروط العاصدۃ فی شرط
کانت

در مختار میں ہے،

ما یصح ولا یبطل بالشرط مع
الوکالۃ الا

تو وہ شرط ہی فاسدہ وراطل قرار پاتی اور وکالت طرہ صیغہ تمام رہی، عالمگیریہ میں ہے،
لو قال اشتری جارۃ بانہ درہم لک علی شرائک
درہم فیمثل فیہ ویکل لک ویکل لک ویکل
اجر مثله ولا یواد علی درہم
اگر کہاکہ ہزار درہم سے لونہی خرید لاؤ اور خریداری پر
تجھے ایک درہم دوں گا تو ایسی صورت میں وہ شخص وکیل
قرار پائے گا اور وکیل عمل پر اجرت مثل کاستحق ہر گاہ
جو ایک درہم سے ناخذ نہ ہوگی (د ت)

اور وکیل بالشرہ قرضوں خرید سکتا ہے،

کما فیہ علیہ فی غیر ما مسئلۃ، و
سۃ عایۃ البیان للہ تعالیٰ

مکملہ الفتاویٰ البرزانیۃ علی ہائش الفتاویٰ الہندیۃ کتاب الوکالۃ الفصل الاول فورانی کتب خانہ پشاور ۵/۲۶
مکملہ در مختار کتاب المیوع باب التفرقات مطبعہ مجتہدی دہلی ۵۴/۵۳
مکملہ الفتاویٰ الہندیۃ کتاب الوکالۃ الباب الاول فورانی کتب خانہ پشاور ۵۶/۵۶

فی بحایة التوکیل بالشراء اذا اشترى
مال فیئنة فمات التوکیل حد علیه الشمن
وینقی الاجل فی حق التوکیل
فرانی ہے، اور غایہ میں ہے کہ خریداری کے وکیل نے
اگر ادھار خرید کی ہو تو وکیل کے فوت ہونے کی صورت
میں موکل پر رقم کی ادائیگی آئے گی اور مدت ادھار
اس کے حق میں منقل ہو جائے گی۔ (ت)

بلکہ دلیل تجارت کو مافی معمول تجارتوں میں لینے کا بھی اختیار
فی الدر المختار ص ۱۸۵ بالفیئتان التوکیل بالبیع
للتجار وان کان للحاجة لا یجوز
مگر وکیل کو روپیہ قرض لینے کا اختیار نہیں، نہ قرض لینے پر توکیل روا، اگر لے گا خود وکیل ہی پر قرض ہوگا،
فی جامع المصلوین التوکیل بالاقراض جائز
لا بالاستقراض لکن۔
جامع المصلوین میں ہے قرض دے کے لئے وکیل
بنانا جائز ہے اور قرض حاصل کرنے کے لئے وکیل
بنانا جائز نہیں۔ (ت)

وفی رد المحتار قانونا انما یدفع التوکیل
بالاستقراض لانه توکیل بالشدء دعو
لا یصح۔
اور رد المحتار میں ہے کہ فقہاء کرام نے فرمایا، قرض
لینے کے لئے وکیل بنانا صحیح نہیں کیونکہ یہ ص جمندی پر
توکیل ہے جو صحیح نہیں ہے۔ (ت)

ہاں اگر صورت یہ ہوئی کہ بقیہ شرکا، عمرو سے کہتے ہم سب شریکوں کے لئے اتنا روپیہ قرض لے کر ساری تجارت بڑھاؤ،
اور عمرو قرض دینے والے سے کہتا کہ ہم شرکا، کو قرض دے تو البتہ وہ قرض سب پر ہوتا اور اگر کہتا کہ مجھے ہم سب
شرکا کے لئے قرض دے تو اب بھی خاص قرض ہی پر ہوتا،

الرسالۃ بالاستقراض تجوز ولو اخرج وکیل
الاستقراض کلامہ مخرج الرسالة
یقف، القرض للامس ولو مخرج الولاية
قرض لینے کے لئے قاصد بنانا جائز ہے اور اگر قرض
لینے کے لئے بنائے وکیل نے قاصد ہونے کا اہل
کرتے ہوئے قرض لیا تو یہ قرض وکیل بنانے پر ہوگا

| | | | |
|-------|-------------------------------|----------------------------------|--------------------|
| ۵۶/۲ | نوٹشور بکھتر | کتاب الوکالۃ | سے فتاویٰ قاضی خاں |
| ۱۰۷/۲ | مطبع مجتبائی دہلی | باب الوکالۃ بالبیع والشراء | سے درمختار |
| ۷۷/۲ | اسلامی کتب خانہ کراچی | الفصل الثلاثون فی التفقات العاسۃ | سے جامع العیون |
| ۲۵۳/۲ | دار احیاء التراث العربی بیروت | فصل فی ذکر الایمان | سے رد المحتار |

یاں اصافۃ الی نفسہ یتقم للوکیل^۱ واللہ
 سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلیہ جملہ محبہ
 انتم واحکم۔

اور اگر وکیل نے وکالت کا اظہار کرتے ہوئے کہ قرض یا
 کہ اپنی طرف منسوب کیا تو قرض وکیل کے ذمہ آئے گا
 واللہ سبکھانہ و تعالیٰ اعلم وعلیہ جملہ محبہ و احکم (ت)

کتاب الوقف

(احکام وقف کا بیان)

مسئلہ از مقدم کوئل مانک پوک مسئول ز وجہ الرشید خاں ۲۲ شعبان ۱۳۲۲ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک کسی تاجر کو کچھ جائیداد پاک بعوض دین مہر کے مل ہے یہ اس کے
 تئیں وقف کیا جاتی ہے۔ اور توں خود اپنی حیات میں آپس میں چاہتی ہے اور بعد کو دوسرے کو کیا جاتی ہے آیا
 یہ وقف کر سکتی ہے یا نہیں؟ مگر اس جائیداد میں ایک قید رہی ہے کہ میں حیات اس نے پائی ہے بعد کو جس سے
 ملی ہے اسی پر خود کرے گی تو اس صورت سے وقف دوا کی کر سکتی ہے یا نہیں؟ اور دوا کی نہ کر سکے تو میں حیات اپنی
 وقف کر سکتی ہے یا نہیں؟ اور میں حیات وقف کر کے کسی دوسرے کو متولی کر سکتی ہے یا نہیں؟ بیہوش
 مؤجسروا (بیان کیجئے اجر پاسے۔ ت۔)

الجواب

جائیداد مہر میں دینا بید بعوض ہے اور بید بعوض ابتداء و انتہاء ہر طرح میں ہے، اور بعد وفات شرط
 والی شرط فاسد ہے، اور بیع شرط فاسد سے فاسد و حرام ہو جاتی ہے اسی کا فسخ کرنا بائع و مشتری دونوں پر
 فرض ہوتا ہے، اور ان میں کسی کے مرنے سے یہ حکم فسخ زائل نہیں ہوتا اگر نہ فسخ کر لی تو گنہگار رہتے ہیں اور عقد
 فاسد سے جو جائیداد خریدی جائے مشتری اگرچہ بعد قبضہ اُس کا مالک ہو جاتا ہے مگر وہ ملک غیث ہوتی ہے اس کا
 از لہ واجب ہوتا ہے، علماء کو اختلاف ہے کہ اسی حالت پر اگر مشتری اُسے وقف کرے تو وقف صحیح و لازم
 ہو جائے گا صرف واقف کے ذمہ اس عقد فاسد کو فسخ نہ کرنے کا گناہ ہے گا جو بے قور نہ جائے گا یا وقف ہی مسلم
 نہ ہو گا بلکہ قور نہ دیا جائے گا اور وہ پیشکی بائع یا اس کے ورثہ کو واپس دی جائے گی جب تک وقف نے اس میں غیر و غیرہ

زیادت سے قی فسخ کو زائل نہ کر دیا ہو۔ درمختار و رد المحتار و مخ الغفار وغیر میں قول اول اختیار کیا اور صحیح اور قطار ہر دو قول ثانی ہے۔

کماحقاً کل ذلك فيما علقنا على ردة المختار من اول
جیسا کہ رد المحتار کی کتاب الوقت کے ابتداء میں جاثیہ
پر ہم نے اس کی تحقیق کی ہے، لہذا سے دیکھا جائے
کیونکہ غرضی بحث ہے (ت)

بہر حال اس وقت میں عورت کے لئے خیر نہیں بلکہ اس پر لازم ہے کہ وہ عقد یعنی معاوضہ مہر میں جائیداد کا پانچ فیصد کرے
اور انہیں سب نوادین شوہر سے مہر کا مطالبہ کرے اگر ادا کر دیں تو مہر اور نہ اس جائیداد سے وصول کرے، اور اگر گنجے کریں
تو سب کا وہ مقدار مہر قیمت جائیداد سے زائد یا مساوی ہوں تو مذہب مغربی بہ بطور خود اس جائیداد کو اپنے مہر میں لے لے
وہی مسئلہ نظر بخلاف جسس الحق و کسی کے پاس اپنے حق پر خلاف جنس کے ذریعہ کامیابی کی
قد حققها فی رد المحتار وانت المستوی بحث ہے، اس کی تحقیق رد المحتار میں کی ہے، اور
الآن عطف حوالہ الاخذ موجودہ دور میں تہذیب لے لینے کے حوالہ پر فتویٰ ہے (ت)

یوں ملک ہو کر وقت تمام ابدی کرے وقف کسی وقت خاص تک مقید نہیں ہو سکتا لان من شرطہ
التابید (کیونکہ اس کی شرطیں سے رد المحتار دیا ہے - ت) واسطہ تعالیٰ

مسئلہ اذما ہر مطہرہ مرسلہ حضور میاں صاحب قلم ۱۹ ربیع الآخر ۱۳۲۲ھ

ذریعہ اپنی جائیداد مقبوضہ ملک کو وقف کیا پاتا ہے مگر جائیداد پر قرضہ ہے تو بغیر اسے قرضہ وقف ہو سکتی ہے
یا نہیں، اور اگر وقت میں یہ قید لگا دیں کہ وقف بالفعل صحیح ہو جائے اور لغذا اس کا بعد اسے قرض کے سبب جائے
تو صحیح ہو جائے گا یا بعد اسے قرضہ ہی صحیح ہوگا۔

الجواب

عرف عام میں جائیداد پر قرضہ کے دو معنی ہیں، ایک یہ کہ جائیداد میں ہر مرتبہ کے قبضہ میں دے دی گئی ہو،
دوسرے جسے وہ موقوف و مستغرق کہتے ہیں کہ جائیداد قبضہ ملک ہی میں رہے مگر وہ دائی کو کھد دے کہ یہ تیرے دین
میں موقوف ہے تا ادا اسے دین کہیں بیع وغیرہ انتقالات نہ کئے جائیں گے، یہ صورت ثانیہ تو شرعاً محض باطل و
بے اثر ہے کہ مال کو کسی کے حق میں اس کے استیفاء کے لئے مجبوس کر دینا دین ہے اور دین بے قبضہ تمام نہیں
ہو سکتا قال اللہ تعالیٰ، حوٹن مقبوضہ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تو گروہی قبضہ میں دیا ہو - ت) اگر

یہی صورت ہے جب تو وقف بلاشبہ صحیح و تمام نافذ ہے اگرچہ قرض ادا نہ کرے نہ آئندہ ادا اسے قرض کے لئے اُس کے پاس کچھ مال پہنچے اگرچہ اُس نے وقف میں یہ نیت بھی رکھی ہو کہ ہاں کا دیں مارا جائے اگرچہ وہ اس نیت و ارادے سے سخت گنہگار ہو گا مگر وقف میں کچھ خلل نہیں کہ جب وہ جائیداد پر نہیں تو قرض اس کی ذات پر ہے نہ کہ جائیداد پر۔ جائیدادیں اس کے تصفیقات مالکانہ بلکہ مانع نافذ ہیں اور اگر صورت اولیٰ ہے یعنی جائیداد قبضہ مرتب میں سپرد کر دی تو اب دو صورتیں ہیں اگر اس کے پاس اور مال قابل ادا اسے قرض موجود ہے تو اب بھی وقف قبضہ ادا اسے قرض صحیح و تمام نافذ ہے حاکم اس پر جبر کرے گا کہ اپنے دوسرے مال سے قرض ادا کرے مگر وقف کو ہاتھ نہیں لگا سکتا اور اگر مال نہیں تو اس صورت میں البتہ وقف برقرار نہ رہے گا حاکم اسے باطل کر کے جائیداد قرض میں بیچ کر دے گا یا نہ بیچے گی کیونکہ نہ کوئی مر جائے تو انھیں دونوں صورتوں پر ہی ظاہر ہو گا اور جائیداد موجود ہے تو اس سے ادا اسے قرض کریں گے اور وقف صحیح رہے گا ورنہ تو رد کیا جائے گا۔ رد طحار میں ہے ۱

فی الاستیفاء وغیرہ لود وقف الموقوف بعد تسبیحہ
 مہم واجتہد العاقل علی دفع ما علیہ ان کان
 موصرا و اسکان مہم خبر الوقف و ما علیہ
 دیا علیہ ہو کذا لومات و عن وفاء عباد
 الی الجہتہ والا بیع و بطل الوقف کما فی الفتا
 بحلاف وقف مادیون صحیح فاما یصح و لیسو
 قصد بہ لماطلة لانه صادق مکہ کما فی
 نعم الوسائل عن لدحیرۃ قار فی الفتا
 و ہولاء مر لا یسقطہ اسباب لدیون ۱
 ملخص، واللہ تعالیٰ اعلم

شخص کا وقف کردہ ہر صورت صحیح ہے بشرطیکہ وہ تندرست ہو اگرچہ وہ ادائیگی میں تاخیر کے لئے ایسا کرے کیونکہ یہ کاروائی اس کی اپنی ملکیت میں ہوئی ہے جیسا کہ انفع الوسائل میں ذخیرہ سے منقول ہے، فتح القدیر میں کہا ہے کہ مقروض کا یہ وقف لازم ہو گا قرض خود حضرات اس کو باطل نہیں کر سکیں گے، ملخصاً۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ از قصیدہ نانہ ضلع فیض آباد محلہ چھپور مدرسہ حافظ یار محمد صاحب ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۲۳ ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک نانہ گزرا کہ تیرہ نے ایک عایشان
 پنختہ مسجد چوک کے بیچ میں تیار کرائی اور گرد اس کے چوڑے دکانیں بنوائیں اور دکانوں کے محاصل کو ہمیشہ اپنے ذاتی
 تصرف میں رکھا۔ بعد استقلال تیرہ کے یہ دکانیں بھی مثل اور جائداد کے اٹھانے کے دکانوں میں اور ایک مدت تک
 یہ سلسلہ قبضہ کا اُس کے خاندان میں جاری رہا یعنی دکانوں کی آمدنی اور کرایہ سے خاندان تیرہ کی وقفاست بسر
 ہوتی رہی اور مسجد کے متعلق وہ آمدنی نہ تھی بعد ایک مدت دراز کے اُن دکانوں کا وارث یعنی خاندان تیرہ نے بسبب ان کے
 اُن دکانوں کو فروخت کر ڈالا اب غرض یہ ہے کہ ان دکانوں کو واسطے اجراء سے مدرسہ اسلامی
 کے مسلمانوں کے نام وقف کر دیں کہ یہی مدرسہ جاری ہو اور مسجد کی ترمیم و قضا فرمائی جاتی رہی اور یافت طلب یہ امر ہے
 کہ وقف جائز ہے یا نہیں؟ میتوا تو جھوٹا۔

الجواب

جبکہ صورت واقعہ یہ ہے اور اُن دکانوں کا وقف مسجد ہونا ثابت ہیں بلکہ ملک (میراث تیرہ ہونا ثابت ہے
 تو غرض کہ وارث شرعی سے ہر وہ شرعی مشتری ہوئے اگرچہ مسجد و مدرسہ وغیرہ اسلام کے نام انھیں وقف
 کریں گے جس میں تعلیم دینی متین مدنی و عبادت و برکت برادر اُس کے مدد میں وادارگیں و وابستہ یا
 رو فیض یا غیر متعلقہ تحریری و غیر تحریری نہ ہوں، تو اُن کے لئے اہل عظیم و صدقہ جاریہ ہے سالہا سال گزر گئے ہوں قبر
 میں اُن کی ہڈیاں بھی نہ رہی ہوں، اُن کو بھونہ تعالیٰ تبارک و تعالیٰ مسجد و مدرسہ و جائداد برقرار ہو رہے ہیں، رسول اللہ
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

جب انسان فوت ہو جائے تو اس کے محل منقطع ہو جاتا
 ہے مگر قین وجہ سے جاری رہتے ہیں، صدقہ حسابیہ یا
 نافع علم یا صلح اولاد جو اس کے لئے دعا کرے اس کو
 مسلم نے اپنی صحیح میں اور بخاری نے ادب المفرد میں اور
 ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور اس باب میں کثیر اسناد مشہور
 ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم و اکمل (ت)

ومات الانسان انقطع عہ عنہ الا من ثلث
 صدقة جاریة او عوینتھم بہ او ولد صالح
 یدعولہ۔ رواہ مسلم فی صحیحہ والبخاری
 فی الادب المفرد و ابوداؤد و الترمذی و
 النسائی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و
 فی ابواب احادیث کثیرۃ مشہورۃ۔ واللہ تعالیٰ
 اعلم و عنہ جل مجدہ اتم و احکم۔

مسئلہ ۱۳ مستولہ احمد حسن طالب علم ہنگامی بروز دوشنبہ ۲۵ ربیع الاول شریف ۱۳۳۴ھ

کی فرمائے ہیں عکائے دیں وفتیای شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے برائے منفعت عوام ایک تالاب بنوایا اور اسے وقف کر دیا اور اس کے زمانہ حیات میں لوگ عام طور سے تاریخ معین پر شکار کرتے رہے بیٹے نسل وغیرہ کرتے جیسا کہ تمام تالابوں سے نفع حاصل کیا کرتے ہیں بعد اُس کی موت کے بھی عرصہ تک یہی طریقہ جاری رہا پھر ایک مدت کے بعد ایک غیر شخص نے جو اس کے خاندان سے بھی نہیں ہے اپنے زمیندار کے بعد بست میں اسی جانب منسوب کر دیا اب اس نے اپنے واسطے اس تالاب کو منقسم کر لیا اب دوسرا شخص کسی قسم کا فیہ نہیں اٹھا سکتا تو اس بارے میں کیا حکم ہے یا اس کا قبضہ صحیح ہے یا نہیں اور کیا ہونا چاہیے؟

الجواب

اگر حالت یہ ہے جو سوال میں مذکور ہوئی تو اس کا قبضہ باطل ہے، شکار کن کوئی قربت نہیں نہ تفریق کا نہانا، تو اس تالاب کے وقف ہونے میں کلام ہے بخلاف ارض مساجد کے وقف ہے، ظاہر وہ وارثان باقی کی ملک ہے جیسا وہ ہوا چاہیں۔ و اللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۴ مستولہ حاجی سید محمد امجد صاحب از انبیا متصل سرت مہتمم مدرسہ بر بادوی ۶ شعبان ۱۳۳۴ھ

جناب مولانا صاحب! آپ نے جو جواب ردانہ فرمایا بندہ کو بنا ریح ۲۵ مئی بروز جمعرات کو ملا بہت خوب ہے، مگر دریافت طلب یہ ہے کہ مسجد کی آمد سے جو ملکیت خرید کی گئی ہو وہ بھی در وقف گئی یا نہ کہ نہیں اور جب وہ وقف ہو گئی جائے، اس کے بیع کرنے کو حاکم کی منظوری کی ضرورت ہے نہ نہیں کیونکہ جو خریدنے والا ہو وہ کی جانتا ہے کہ یہ وقف شدہ ملکیت کی آمد سے خرید کر کے وقف کی ہوئی ہے لہذا جو حاکم کی منظوری ہو تو کسی طرح کا خوب نہ رہے نہ خریدنے والے کو نہ بیچنے والے کو، پورے میں وقف کا کوئی اندیشہ باقی رہے اور بعد میں کوئی ہمت کو کسی طرح کا کوئی الزام نہ دے سکے اور نہ کوئی راستے تو بالکل حراب ہونا ہے وہ تو مسجد کے روپوں سے مدرسہ کھولنا ہوا نہ ہوتا ہے جس اور دوسرے کے خیال سے ان کو یعنی اہل دول کے راستے برباد فتویٰ دیتے ہیں۔

الجواب المقتضب

موت نے زر وقف سے جزیں یا جائداد وقف کے لئے خریدی وہ وقف نہیں ہو جاتی اس کی بیع جائز ہے کتابوں میں جزیہ کی تصریح ہے ہاں بیع کے لئے ایسا ذریعہ اطمینان دہور ہے جس میں کسی کے تغلب کا احتمال نہ رہے قاضی شرع تو یہاں کوئی نہیں بل محکمہ و عالم دیندار و مسلمانان متدین کی دینداری سے یہ کام ہو، درختاں میں ہے

اشتری المستولی بمال الوقف دار الوقف
تول نے وقف مال سے کوئی مکان وقف طور پر خرید
تول مکان وقف شدہ جائداد شمار نہ ہوگا اصح قول میں

یحدون بیعھا فی الاصل - واللہ تعالیٰ اعلم اس کو فروخت کرنا جائز ہو گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (دست)
مسئلہ بحضور عظیم البرکت اعلیٰ حضرت مدظلہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آج عرس اللہ صاحب
 تشریف لائے ہیں فرماتے ہیں کہ مسماۃ سخی طوئف جس کی عمر اس وقت تھیں ۵۰ برس کی ہے ۱۶ برس ہونے
 میاں ناسر صاحب کی مرید ہو کر تائب ہوئی، کرایہ دکانات سے گزر کرتی ہے، ہمیشہ اس کی یہ ہے کہ جائداد
 تیس چالیس روپیہ مانگنے کے وقت کرنا چاہتی ہے اور سچ کو جانا چاہتی ہے، جس جائداد کا تاحیات حرد اور
 بعد کو مدرسہ ملک ہے اس میں حضور کیا فرماتے ہیں، گھر میں قادر علی محمد مدرسہ ۴ جمادی الثانی ۱۳۸۸ھ

الجواب

وہ جائداد اگر اس کی س حرم کئی کی ہے تو اس کا طریقہ صرف یہی ہو سکتا ہے کہ وہ کسی محتاج پر تصدق
 کرے اور وہ محتاج بعد قبضہ اپنی طرف سے یوں وقت کرے کہ تاحیات سخی اس سے مستعید ہو اس کے بعد
 مدرسہ اور اس کے لئے دفع اعتراض مخالفین کے واسطے ضرور ہے کہ پہلے وہ ایک مہینہ اس محتاج کے
 نام تصدیق کر لے جس کا یہ مضمون ہو کہ یہ جائداد جو حرام سے ہے اور اب میں نے توبہ کی ہے اور شرعاً مطہر اس کے
 تصدق کا حکم فرماتی ہے لہذا میں نے فائدہ حاصل کر لیا، اس کا ایک مستقل کما او فی القصر سے دے دیا اس کے
 بعد وہ محتاج وقف نامہ تصدیق کر اسے دار بجا رسناہ عظیم سے اعمال سہم تر مائے لئے یہ جائداد بطور تصدق
 میری ہلک کر دی اور میں نے قبضہ کر لیا اور اب یہ مال شرعاً طیب ہو گیا، میں چاہتا ہوں کہ اسے کار خیر میں صرف
 کر کے ثواب حاصل کروں اور مسماۃ کو بھی فائدہ پہنچاؤں لہذا میں نے اسے تاحیات مسماۃ اس پر اور اسی کے بعد
 مسہد مدرسہ پر وقف صحیح شرعی کی، باقی عبارتیں کا بعد میں حسب دستور ہوں۔

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے ۲۹ جنوری ۱۹۱۴ء کو
 اپنی کل جائداد جس پر بار کھاست بھی تھا بار کھاست دقت عند اللہ کی اور وقف نامہ تحریر کر کے، اس میں تہوی
 پنی زوجہ کو لکھا بعد ۳ جنوری ۱۹۱۴ء کو ایک تہمت متعلق وقف نامہ کو ریخیاں اس کے کہ زمینداری جو وقف نامہ
 میں وقف تھی اس کی فیڈری کے لئے خواستگار و دوسرا شریک ہو کر نہ خور مت، بموجب قانون انگریزی عقد بزم کے
 فیڈری نہیں ہو سکتی ہے تہمتہ کو رد لکھا اور اس میں عبارت حسب ذیل درج کی،

چونکہ میں نے بذریعہ دستاویز وقف نامہ مورخہ ۲۹ جنوری ۱۹۱۴ء کو اس کل جائداد منقولہ و غیر منقولہ
 دس بارہ روپیہ کو وقف کر کے تکمیل دستاویزہ کو رد کے بذریعہ تحریر و رجسٹری کے کر دی ہے اس دستاویز میں سب کچھ

کے کسی سبب یہ بات لکھنے سے باقی رہ گئی ہے کہ تمام جائیداد مندرجہ وقت نامزد کردہ مال کی بابت میں شرائط کی پاسداری اُس میں درج ہے اُس کا عمل درآمد اور پابندی شرائط میرے مرنے کے بعد عمل پذیر ہوگی جب تک میں مقرر بقید حیات زندہ ہوں اس وقت تک میں مقرر مالکانہ قابض اور متصرف رہوں گا مع تتمہ دستاویز وقت نامزد مورخہ ۲۹ جنوری ۱۹۱۷ء کی بابت لکھ دیا کہ سند ہو، بعد ازاں ۱۸ دسمبر ۱۹۱۹ء کو ایک تتمہ دو سرا اور لکھا اور اس میں حسب ذیل عبارت تحریر کی کہ تتمہ دستاویز مورخہ ۲۱ جنوری ۱۹۱۷ء جو بابت دستاویز مورخہ ۲۹ جنوری ۱۹۱۷ء کے لکھا یا تھا اُس تتمہ دستاویز کے طرح کے آخر میں عطا مقرر کے بعد بوجہ سوکت بیک عبارت ذیل تحریر ہوتے سے رہ گئی ہے وہ عبارت ذیل مذکور تتمہ مذکور یعنی دستاویز تتمہ مذکور مورخہ ۲۱ جنوری ۱۹۱۷ء مذکور کا جو منظور ہو کر رسمی ہو دے:

”واقف منظم بشرائط مندرجہ وقت نامزد بحیثیت متولی ۲۹ جنوری ۱۹۱۷ء“

لہذا یہ تتمہ بطور دستاویز تتمہ ۲۱ جنوری ۱۹۱۷ء منظور ہو، اس کے بعد سپر واقف نے کل جائیداد واقف پر ۱۹۱۹ء میں قبضہ متولی سابی کو دے دیا۔ اب سوال یہ ہے کہ وقت نامزد جائز ہے یا نہیں در وقت اگر جائز ہے تو وہ ۱۹۱۹ء کے تتمہ سے مانا جائے گا یا ۱۹۱۷ء کے وقت نامزد سے اور متول سے تو کوئی اثر وقت پر نہیں پڑتا۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ درمیانی امور کے مابین واقف بحیثیت متولی مانا جائے گا یا مالک کی حیثیت اس کی ہوگی تیسرا سوال یہ ہے کہ اگر کوئی شخص وقت کرے ورنہ تو جسے دے اور خود ہی واقف اپنا قبضہ رکھے تو اس حالت میں کیا وقت ناجائز ہے یا جائز؟

الجواب

وقت صحیح ہو گیا اور پہلا تتمہ جس کا حاصل یہ ہے کہ وقت کا ملکہ درآمد اُس کے مرنے کے بعد ہوگی زندگی بھر وہ مالکانہ قابض رہے مرد دوسرے وقت صحیح ہو جانے کے بعد اس میں کسی تبدیلی کا اصل اختیار نہیں اور دوسرا تتمہ جس کا حاصل یہ ہے کہ وقت نامزد میں جسے متولی کیا تھا اس کی جگہ خود متولی رہنا چاہتا ہے یہ اس کے اختیار کی بات ہے اُسے معزول کر کے آپ متولی ہو سکتا ہے۔ درمیان میں ہے۔

لہذا واقف منظم بشرائط مندرجہ وقت نامزد بحیثیت متولی ۲۹ جنوری ۱۹۱۷ء مذکور کا جو منظور ہو کر رسمی ہو دے اور خود ہی واقف اپنا قبضہ رکھے

اسی پر فتویٰ ہے (ت)

رد اعتبار میں ہے

ای سوا کان بجمعة ادلاء سوا کان یعنی نگران کا جرم ہو یا نہ ہو اور معزولی کی شرط

شرط لہ العزل ولأ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ ہویا نہ جو برابر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ از مقام چندوی ضلع مراد آباد محلہ سنبھل دروازہ مسئلہ عبداللہ لوہار
کہ میرزا بند علی سے دین دین مسئلہ زید نے ایک منزلی دکان واقع چندوی پرگنہ بلادی میں ۱۹۰۴ء میں
فی سبیل اللہ وقف کی، اور یہ وقف نامہ دستری شدہ تحریر کر دیا ہے اس کے دو ماہ بعد ایک وصیت نامہ زید
نے اور تحریر کر دیا کہ میرزا ارادہ بیت اللہ شریف جانے کا ہے اگر میں زندہ واپس آ گیا تو میں مانگ ہوں اور بعد انتقال
میر سے کے میری عورت مسماۃ عدیا اور میرا پوتا علی حسین مانگ ہے۔ زید کا انتقال بیت اللہ شریف جاتے وقت
راستہ میں ہو گیا اور اس کے بعد پوتا علی حسین بھی مر گیا تو اس کی بیوی عدی باقی رہی اس نے یہ جائیداد کفالت کر لی
کفالت کے ایک سال بعد عدی عورت کا بھی انتقال ہو گیا تو اس کے چوتھے علی حسین کے والد امر نے یہ حساب داد
بیع کر دی اور اس کا وہ پیر اسی نے تصرف کر لیا، اور چودھری محلہ ہے انھوں نے بیع نامہ پر دستخط کر دئے اور اس
کے بعد خریدار نے اس کو تعمیر کر لیا، خریدار کو وقت بیع اور وقت تعمیر کے یہ معلوم ہوا تھا کہ یہ جائیداد فی سبیل اللہ وقف ہے
اہل محلہ کو جب معلوم ہوا کہ اس میں کا ایک شخص کہ جس کی وقف نامہ پر گواہی نہیں ملا اور اسی نے کہا کہ تو کوشش کر کے
عدالت سے اس کی نقولیں حاصل کر بیٹھے تو معلوم ہو گا اور مانگ غبار کا بیان ہے کہ میرزا دو پیر بیع و تعمیر کا دوا ہے
تو میں قبضہ چھوڑ دوں گا، اور اب اس کے عودت کیا ہے وہ کہتا ہے کہ میں مانگ سے فروخت کر دیا۔ اب ہماری
شریعت مطہرہ کا اس بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب

جب وہ دکان وقف ہو چکی تھی تو اس کی نسبت زید کو وصیت کرنے کا کوئی اختیار نہ تھا، نہ عورت کو کفول کرنے کا
نہ عذر کو اس کے بیچنے کا، یہ سب باطل محض۔ مشتری پر فرض ہے کہ اُسے فوراً چھوڑ دے اپنا روپیہ عذر سے لے لے
وہ پے رٹنے تک قبضہ رکھنے کا مشتری کو کوئی اختیار نہیں، ایک منٹ کے لئے قابض رہنا اس پر حرام ہے
اس نے جبریدہ کر لی ہے تو اسے اکھڑے، اور اگر مسلمان اسے علی کی قیمت دوا کرے، محلہ وقف کے لئے کر لیں تو
بہتر۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از بریکی موضع بلیا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ ایک شخص موضع بلیا میں امام بارگاہ کے
بارے میں یہ کہتا ہے کہ میرا مکان ہے، اور اس میں بیل باندھنے لگا، اور زمیندار خود کہتے ہیں کہ تم لوگ اپنا

تو ہار کر دے، لیکن ان لوگوں نے زمیندار کو ۵ روپے دے کر اس کو اپنے بس میں کر لیا اور وہ کہتے ہیں کہ ہم دیندار کے شریک نہیں۔ ان کا کیا انتظام کیا جاسے ؟

الجواب

امام بارہ وقف نہیں ہو سکتا وہ جس نے بنایا اُسی کی ملک ہے اُسے اختیار ہے اُس میں جو چاہے کرے وہ نہ تو اُس کے وارثوں کی ملک ہے انہیں اختیار ہے، اور تعزیر داری کو اگر کسی نے دینداری کہا اور اس نے اس کی شرکت سے انکار کیا تو کچھ سیانہ کیا کہ تعزیر داری مابانہ ہے اس میں شرکت جاتا نہیں یہی اسس سوال سے ظاہر ہے اور ذمہ داری میں اسلام کے شریک نہیں مسلمان ہرگز مراد سے لے گا ہاں اگر ثابت ہو جائے کہ کسی کافر کو نے اسلام کی شرکت سے انکار کیا تو وہ ضرور کافر ہو جائے گا مگر یہ معنی یہاں سے مفہوم نہیں۔ واقعہ تعالیٰ اعظم **مسئلہ** مستولہ عزیز المحسن قادری رضوی از قصبہ پھونچہ ضلع امواہ محلہ اونچا ٹیلہ ۱۲ ذیقعدہ ۱۳۳۵ھ ہندہ سنی حنفی پابند صوم و صلوة جو پندہ کیس بریں ہوئے کہ اپنے مادری پیشہ کسب سے توبہ کر چکی، اپنی مقبورہ کل جائیداد و احکام جو اس کی ماں اور نانی کی متروکہ اور ان کو ان کے آشنائوں کی ہمد کی ہوتی ہے ہر رسہ دینہ کی تعلیم میں یا اس کے تہیم و غفلت طلبہ کی خورد و نوش کی صرف میں لانے کی غرض سے وقف کرنا چاہتی ہے، پس سوال حضرات مفتیان شریعہ سے یہ ہے کہ متنبین مدرسہ کو یہ جائیداد اپنے قبضہ میں لا کر اس کے محاصل کو ہندہ کی خواہش کے موافق صرف میں لانا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ جتو تو جروا۔

الجواب

جو روپیہ بعض زنا و فحشا حاصل کیا مثل فحش حرام مطلق ہے کہ کسی طرح اس کی ملک نہیں ہو سکتا اور وہ جائیداد جو آشنائوں نے زانیات کو ہیکیں وہ ہر بھی محض باطل ہے وہ اصل دینے والوں کی ملک پر رہیں ان کی ملک میں نہیں آسکتیں، قید و درغمار میں ہے،
 عشت باری کریمو لے ایک سرے کو جو دیں وہ رشوت ہے
 ماہد حله الشفا شفی مہسو س شفا۔
 ہاں جو جائیداد زانیہ نے خریدی ہو اور اس کے شر میں عقد و نقد دونوں زہرام پر جمع نہ ہوئے ہوں مثلاً روپیہ پیشگی دے کر کہا کہ اس روپیہ کے عوض جائیداد دے دے بائع نے اس کے عوض بیع کر دی یہ تو حرم پر عقد ہوا اور وہی روپیہ درگن میں دیا گیا یہ حرام کا نقد نہ ہوا دونوں جمع ہو گئے اس صورت میں بھی وہ جائیداد ان کی ملک نہ ہوگی ہاں اگر در حرم پر عقد و نقد دونوں جمع نہ ہوئے ہوں مثلاً جائیداد خریدی اس وقت ثمن کی تعیین خاص مال حرم سے نہ تھی روہ

دیکھ یا گیا زپیشگی دیا گیا مطلق روپے کے بدلے خریدی تو یہ جائداد اس خریدنے والے کی ملک صحیح و حلال ہو جائے گی اس
 زرقن اس حرام مال سے ادا کیا گیا تو یہ گناہ ہوا اور بائع کو اس کا لینا حرام تھا مگر جائداد اس کی ملک میں آگئی، سی طرح
 جو کچھ ان کو اجرت و رشتہ کے علاوہ ناپاچ گانے میں بطور انعام دیا جاتا ہے جسے بیل نکلتے ہیں وہ ان پر حرام نہیں
 کہ نص عبیدہ فی الہمدیۃ (جیسا کہ فتاویٰ ہندیہ میں اس پر نص کی گئی ہے۔) مت غرض جن صورتوں میں جائداد
 اس کی ملک ہے اسے وقف کر سکتی ہے اور متماثل مدد سے لے سکتے ہیں اور جس صورت میں جائداد اس کی
 ملک نہیں وہ اسے وقف نہیں کر سکتی۔ اس کے وقف کئے وقف ہو، اس کا طریقہ یہ ہے کہ وہ جائداد کسی فقیر محتاج
 مسلمان کو ہبہ کر کے قبضہ کرادے اگرچہ اپنے کسی عزیز قریب مثل ماں بہن وغیرہ کو اور وہ وقف کر دے یا یہ اس سے
 خرید کر اگرچہ ایک پیسے کو یا اس سے اپنے نام ہبہ کر کے قبضہ میں کر کے خود وقف کرے اب یہ وقف صحیح ہو گا
 اور مدد میں اس کا صرف حلال۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از انگلینڈ ضلع بجنور متصل مسجد کجور والی، مکان حکیم مبارک حسین صاحب مرشد صوفی حاجی محمد ابراہیم صاحب
 ۳ رمضان المبارک ۱۳۳۶ھ

جنازہ کے پرچہ چادر تہی ڈالی جاتی ہے اگر پرائی ڈالی جائے تو جائز ہے یا نہیں، اگر نکل برادری کے مردوں
 کے اوپر ایک ہی چادر بنا کر ڈالتے رہ کر یں رہا نہ ہے یا نہیں؟ اس کی نیت مرد کے گھر سے یعنی قلیل قیمت
 لے کر مقبرہ قبرستان یا مدد میں لگانی جائز ہے یا نہیں؟ اور چادر مذکور رادنی یا صوفی پیش قیمت جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

نئی بریا پرائی بکساں ہے، ان مسکین پر تصدق کی نیت ہو تو کی ادلی، اور اگر ایک ہی چادر مسکین رکھیں
 کہ ہر جنازہ پر وہی ڈالی جائے پھر کہ چھوڑی جائے اس میں بھی حرج نہیں بلکہ اس کے لئے کپڑا وقف کر سکتے
 ہیں، درختا رہیں ہے،

صاحب وقف قدر و جنازہ و شب بہت ہے
 بھٹیا، جنازہ اور اس کے کپڑے کا وقف صحیح ہے،
 مطلقاً و رد المحتار میں ہے:

جنازہ بانکس النعش و شایہا ما یغنی بہ المیت
 دھو فی النعش
 جنازہ کٹر کے ساتھ چار پائی اور اس کے کپڑے
 جس سے میت کو ڈھانپا جائے۔ (ت)

اور بیش قیمت بنظر زینت مکر وہ ہے کہ میت محلِ تر تین نہیں اور قاضی بنیت تصدق میں حرج نہیں کچلاں الہدیٰ
(جیب کہ بدی (قربانی) کے جانور کے تجل - ت) واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ مسئلہ آفتاب الدین از مدرسہ منظر اسلام

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بندہ زمیندار اپنی زمین مسجد کے لئے وقف کرے تو یہ وقف
ہماری شریعت میں معتبر ہے یا نہیں؟ اور اس مسجد میں نماز جمعہ اور نماز پنجگانہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

مسجد کے لئے بندہ کا وقف باطل ہے لکن ایس قدر مافی دوسہ الباطل (کیونکہ اس کے باطل دین
میں کوئی قربت نہیں ہے) اگر تو نہی مسجد بائیں گے اس میں نماز جو جائز ہے اور جمعہ بھی جو جائز ہے اگر شہر یا
قنارہ شہر میں ہو اور لایستقر علیہا المسجد (کیونکہ نمازوں کے لئے مسجد شرط نہیں ہے) مگر مسجد میں پڑھنے کا
ثواب نہ ملے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از مرفوع دیلائی ڈاک خانہ لہریا سرانے ضلع دربٹنگہ مرسلہ محمد عبدالکبیر خان صاحب ۱۳ رجب ۱۳۳۴ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تہ اپنی زمین نمونہ کا وقف کرتا ہے اس میں زمین کی
آمدنی دو قسم کی ہے کچھ نقدی تحصیل ہے اور زیادہ حصہ آمدنی کا بذریعہ تار و کجور ہے یعنی جس قدر تار و کجور
اس زمین میں ہیں سال بسال رعایا کے ساتھ بندہ ولست کے جلتے ہیں رعایا مدت معینہ تک خدہ اس سے
اٹھاتے ہیں اور اس مدت تک کے لئے مالک نے جو کچھ زر مقرر کیا ہے اس کو ادا کرتے ہیں، اب یہ وقت طلب
یہ مر ہے کہ زمین مذکورہ موصوفہ بصفہ مسطورہ کو زید وقف شرعاً کر سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب

زمین وقف کر سکتا ہے کہ اس میں کوئی معصیت نہیں اور تار و کجور تار و کجور زمین نکالنے کے لئے
اجارہ پر دیں حرام و باطل ہے وہ نہ بعد وقف جائز ہو نہ اسے جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ از علی گڑھ بازار موتی مسجد مرسلہ علی الدین سوداگر پانچ ۲۹ رجب ۱۳۳۴ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ

(۱) اگر کوئی قطعہ کسی خاص شخص یا قوم کی پردیش کے لئے وقف خاص ہو لیکن اس میں کچھ آمدنی ہو اور اس
پر صد ہا برس سے عام اہل اسلام اپنے مردے دفن کرتے ہوں جن کی ہزار ہا قبور و بکثرت خیل و مہر و
مقبرہ مسجد و چابوتہ موجود ہوں اور بنو زید محل جاری ہو تو وہ اراضی وقف عام ہوتی یا نہیں؟

(۲) کیا اراضی موقوفہ مذکورہ کے کسی متولی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کسی مسلمان کو مردہ دفن کرنے و مسجد و چابوتہ

ناتے سے روک دے۔

(۳) اگر مجتہدین متولین کے بذمہ کسی موقوفہ قبرستان کے ہوں دوسرے متولی زید کو مردہ دفن کرنے و مسجد و چاد تعمیر کرنے کی اجازت دے دی اور وہ اس پر عمل کر کے مردہ دفن کرادے اور مسجد و چاد بھی تعمیر کر دی مگر تعمیری عورت متولیر اس پر رضامند نہ ہو تو کیا دوسرے متولین کی اجازت کافی مانی جاسکے گی،

(۴) کیا تعمیری متولیہ کو جو اجازت میں شامل نہیں ہے خیر غایہ حق حاصل ہے کہ وہ مقبرہ و مسجد و چاد تعمیر شدہ کو تروادے۔

(۵) کیا موقوفہ قبرستان میں کوئی شخص بر اجازت متولین کے مجتہدین کے مردہ دفن کرنے و مسجد و چاد تعمیر کرنے کے لئے کوئی خاص حجتہ مخصوص کر سکتا ہے اور تعمیری متولیہ جو اجازت میں شامل نہیں ہے وہ مخصوص کئے کی مانع ہو سکتی ہے؟

الجواب

جبکہ صد ہا سال سے عام مسلمان بلا تکلیف اس زمین میں مساجد و چاد و قبور بناتے آئے ہیں تو وہ ضرور وقف عام ہے، کس دلیل سے کہا جاتا ہے کہ کسی قوم خاص پر وقت تک ایسی حالت میں کسی متولی کو اختیار نہیں کہ سستی مسلمان کو اس میں دفن کرنے یا مسجد یا کنواں بنانے سے روکے اور دوسرے کو ان مردہ برون عورت مرد اور اگر دلیل شرعی سے ثابت ہو کہ حقیقتہً وہ زمین کسی قوم خاص پر وقف ہے اور عام لوگوں نے صد ہا سال سے اس میں غلامی نہ و غاصبانہ تصرفات کر رکھے ہیں جس کی امید ہرگز کسی طرح نہیں تو البتہ ہر متولی اس میں خلاف اعتراض وقف تصرف کرنے سے ہر شخص کو روک سکتا ہے اگرچہ یہ متولی عورت ہو اگر دوسرے مرد متولی اس کی اجازت دے چکے ہوں کہ خلاف اعتراض وقف اجازت باطل ہے اور اجازت دینے والا حاکم ہے جسے معزول کرنا لازم واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۲۹ھ ازاد سے پور میوٹر راجپوتانہ مرسلہ سید احمد علی صاحب رحمہ اللہ غلامیہ اسلامیہ
۹ شعبان المعظم ۱۳۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ایسی صورت میں کہ خالد نے ایک مدرسہ عربیہ دینیہ قائم کیا چندہ سے۔ اور شہر کے لوگوں سے خالد کا چندہ بھی راندہ ہے اور نقل بیعنامہ جو جسٹس مذہبی میں خالد نے علاوہ اپنے چندہ نام دیگر برائے قائمی مدرسہ درج کرا ہے یعنی خالد، مولوی شمس الدین صاحب چوہدری رحمہ اللہ صاحب، حاجی محمد فیصل صاحب، رسالہ ارحس خاں صاحب، مہادت مرقی خاں صاحب، ادرخش صاحب، منجملہ کے رسالہ ارحس خاں صاحب اور حاجی محمد فیصل صاحب مرچیکے، محمد فیصل صاحب کا جزوی روایت

بابت ہمارے بھائی گرایہ وغیرہ کوئی دعویٰ جھگڑا کریں گے نہیں اگر کریں گے تو ان کا من میں مناؤں گا لہذا یہ تحسیر
 بینا مرشد لکھ دی کہ وقت ضرورت کام دے۔ دستخط حسن خاں و حاجی محمد رضا مع گواہان
 مکر یہ کہ زمین زیادہ قیمت کی تھی مگر مسطورہ بالا روپیہ میں آپ کو فروخت کر کے بخشش کر دی کہ پھر کوئی
 دعویدار نہ ہو سکے سمست ۱۹۶۳ بکرمی کے جیسا کہ بدی۔

الجواب

بہرہ بالعوض بیع ہے بیع جتنے اشخاص کے نام ہوئی سب مالک ہوئے اگرچہ روپیہ ایک ہی دیتا وہ اور ان
 کے حصے کا زمین ادا کر دینے میں متبرع ہے جبکہ ان سے واپسی قرار نہ پائی ہو جیسا یہاں ہے، ہم نے اپنے تاقی
 کتاب الوقف میں ثابت کیا ہے کہ زرچندہ چندہ دہندوں کی ملک پر رہتا ہے اور محصل کا ان کے اذن عرفی سے
 غلط کر لینا اسے مالک نہ کر دے گا اور جبکہ انہوں نے مدرسہ بنانے کے لئے خالد کو چندہ دیا تو اسے شرار زمین و
 تعمیر کا اذن کیا اور ان کا روپیہ ان کے اذن سے اسی نے شرار و تعمیر میں صرف کیا تو وہ زمین و عمارت تمام
 مشترکوں اور چندہ دہندوں کی ہوتی جس کا ایک حصہ چندہ ہو اور جس کا ہزار روپے سب شریک ہیں اور جبکہ دینی مدرسہ
 نفع عام مسلمین کے لئے بنانا مقصود تھا اس میں کسی کی نیت یہ نہیں ہوتی کہ میں کسی ہجر کا مالک رہوں اور اس سے
 انتفاع ایک مدت محدود تک ہو پھر میری ملک میں روپے سے جبکہ پانچ سو سے خراج کر کے ہمیشہ کے لئے نفع
 مسلمین کے واسطے کر دینا مقصود ہوتا ہے اور یہی حاصل وقف ہے تو اگرچہ نفاذ سب لفظ وقف نہیں کہتے مگر
 دلالت وقف کرتے اور وقف ہی سمجھتے ہیں، ذخیرہ و خانہ و عالمگیری میں ہے۔

مرجل له ساحة لابناء فيها امر قوما ان يصلوا
 فيها بجماعة فان امرهم بالصلاة فيها ابدا
 نصايان قال صلوا فيها ابدا و امرهم بالصلاة
 مطلقا و سوى الابد صارت الساحة مسجد
 و ان وقت باشهر اذ السنة لا تصير مسجد
 ایک شخص نے اپنے خالی میدان میں لوگوں کو باجماعت
 نماز پڑھنے کی حراست ابدی اجازت دی یا مطلق کہہ دیا
 کہ اس میں نماز پڑھو اور نیت ابدی کرنی تو وہ میدان
 مسجد قرار پائے گا، اور اگر مہینے یا سال کے لئے نماز
 پڑھنے کو کہا تو وہ مسجد نہ قرار پائے گا۔ (ت)

تو وہ ایک مکان ہے جس کی زمین و عمارت سب ان سب کی ملک مشترک ہو کر ان سب کی طرف سے وقف ہوئی
 اور حق کہ واقف کو وقف پر ہوتا ہے سب کو بوجہ کمال یکساں حاصل ہوا اس میں کسی دیشی چندہ پر ملی فائدہ ہوگا
 کہ یہ حق متجزی نہیں اور حق غیر متجزی ہر شریک کے لئے کا ملا حاصل ہوتا ہے۔ اشتباہ و التظاہر میں ہے

ما ثبت به جماعة فهو بديهم على سبيل الاشتراك
الاقى مسائل الاولى ولا يه الا تكاد للصغير و
الصغيرة ثالثة للاولياء على سبيل الكمال
لكل (اذا قال) والصانطان الحق اذا كانت
مما لا يتجزى فانه ثبت لكل على الحساب
قالا استبعد امر في المسوك مما لا يتجزى^١

جو چیز پوری جماعت کے نام ہو تو وہی سبب میں مشترک ہوگی ماسوائے چند مسائل کے جن میں سے ایک نکاح دینے کی ولایت جو تمام ادویہ کو نابالغ لڑکے اور لڑکی پر حاصل ہے اور ہر ایک کو مستقل حاصل ہے (۲) گے یہاں تک فرمایا، اس کا ضابطہ یہ ہے کہ اگر حق غیر متجزی ہو تو ہر ایک کو مستقل ہو گا تو مشترک غلام سے خدمت لینا ہر ایک کو مستقل حق ہے کیونکہ یہ بھی غیر متجزی ہے اے

خالد بشرط حسن نیت و قبول حضرت عورت الدار علی الخلیفہ کو کھانا اعلیٰ (نیکی باتوں والے) کیلئے کرنے والے کی مانند ہے۔ یہ کہتا ہے کہ اگر وہ روزہ پڑھے اور اپنے والدین سے بدیدہ وقت کرے اور اقصیٰ کی نہیں بن سکتا وقت دہراؤ وقت نہیں ہو سکتا نہ خالد یا مکعب کل ہے اور وقت کی شرط ملک ہے۔ خالد کو مدد سے مدد کرنے کی اگر کوئی وجہ شرعی نہ ہو تو جمال ہوں یا علماء بلا وجہ محض نفسانیت سے جو کہیں مسجوع نہیں ہو سکتے جبکہ خود حاکم قاضی کو کسی صاحب حیثہ تک کا بے گناہ معزول کرنا نہیں چہیتا۔ کما الراقی بحمدہ والحق میں ہے۔

استفیدہ من بعد مرصحة سخن، اماصل بلاجمہ
 بعد مہالسا حب و غلیعة فی وقف لغیر جمہ
 دعد مہالسیہ
 اور اگر وجہ شرعی ہو تو بلاشبہ معزول کیا جائے گا اگرچہ خاص اپنی تنہا ملک سے وقف کیا ہو۔ درحق میں ہے:
 لازمی طور پر معزول کیا جائے، برازیہ۔ اگرچہ واقع
 ہی کیوں نہ ہو، در۔ تو غیر بطریق اور جب ناقابل ہوتا
 نایل یا اس کا فسق ظاہر ہو چکا ہو مثلاً شرابی ہونا وغیرہ
 صحت۔ (د ت)

| | | | |
|----------|--------------------------------------|--|--------------------|
| ۲۴۲-۲۵/۱ | ادارة القرآن والعلوم الاسلاميه کراچی | کتاب التکاح | ۱۵ الاشبهه و نظائر |
| ۹۱/۲ | امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی | باب ما جاء من الادل علی الخیر کما علیہ | ۲۵ جامع الترمذی |
| ۲۲۵/۵ | ایچ ایم سعید کمپنی کراچی | کتاب الوقف | ۳۵ بحر الرائق |
| ۳۸۳/۱ | مطبع مجتہبی دہلی | - | ۴۵ در مختار |

دوبہ یقینی ہے

اسی پر فتویٰ ہے۔ (ت)

اور وقت وقف اس کا مالک ہونے ضروری ہے، شامی ج ۲ ص ۵۵۵ میں ہے،

شرطہ شرط سائر التبرعات افادان الواقع
لابدان یكون مالکاً له وقت الوقف ملکاً له۔
اسی کی شرط وہی ہے جو تمام تبرعات کی شرط ہے اس کا
حاصل یہ ہے کہ وقف کا بوقت وقف کامل مالک ہونا

ضروری ہے (ت)

وقف کے لئے کتابت ضروری نہیں زبانی اعلان کافی ہیں، خیر میں ہے،

اما اشتراط کونه یکتب فی حجة و یقید فی سجلات
فلیس بلائاً مر شرعاً و مخالفت للموضوع
الشرعی فان اللفظ یا لفظاً کاف فی صححة
ذلك شروعاً و الزیادة لا یحتاج الیه أم معتقداً
یہ کہ جست وقف لکھی جائے اور دفتری کتب میں لکھی
تو یہ شرط شرعاً لازم نہیں بلکہ شرعی طریقہ کے مخالف ہے
کیونکہ صرف لفظی طور پر کہہ دینا کافی ہے اور اس سے
زائد شرط کوئی ضروری نہیں (ت)

اور ولایت کو اپنے خاندان میں شرط کر دینا بھی صحیح ہے اور وہ اس کا متول رہے گا جب تک کہ اس کی خیانت یا غرض
یا فسق ظاہر نہ ہو ورنہ اس سے ولایت ملے لی جائے گی اگر متولی خود وقف ہی ہو، درمختار صفحہ ۵۹۴ میں ہے،

وینزع وجوباً لوکان المستوی غیر ماموناً و
عاجزاً و ظہورہ فسق و ان شرط عدم نزعه
او ان لا ینزعہ قاض و لا سلطان لمخالفتہ
لمحكم الشرعی فی بطلان الوصی ام ملخصاً و
مختصراً۔
اور سولی خیر محمد علیہ ہو یا مالائی ہو یا مس کا فسق ظاہر
ہو چکا ہو تو اس کو معزول کرنا ضروری ہے اگرچہ معزول
نہ کرنے کی شرط کی ہو یا یہ کہ قاضی اور سلطان بھی نہ معزول
کرسے گا تو شرعاً کے مخالف ہو سنے کی وجہ سے یہ شرط
باطل ہے جیسا کہ وحی کے متعلق حکم ہے (ت) مختصراً

مختصراً (ت)

واللہ تعالیٰ اعلم و علیہ جن مجتہد اتم و احکم۔

| | | | |
|-------|-------------------------------|------------|-------------------------------------|
| ۱۳۴/۲ | مطبوعہ امیر کامل انکانتہ | کتاب الوقف | لئے الدرر الحکام فی شرح غرر الاحکام |
| ۳۵۹/۳ | دار ایضاً التراث العربی بیروت | کتاب الوقف | لئے رد المحتار |
| ۲۱۶/۱ | دار المعرفۃ بیروت | کتاب الوقف | لئے فتاویٰ خیریت |
| ۳۸۳/۱ | مطبع مجتہدانی دہلی | " | لئے رد المحتار |

مسئلہ از سورت عید روکن منزل خانقاہ عید رو سید مرسل حضرت سید علی بن زید بن حسن عید رو سکت

مبادہ نشین خانقاہ مذکور ۲۳ ذیقعدہ ۱۳۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین حسب ذیل مسئلہ میں کہ مسلمانوں کے اوقات جو ثواب کی نیت سے بترغیب حکم رب العالی میں وقف کئے جاتے ہیں وہ اوقات کل کے کل مذہبی ہیں یا مذہب کے غیر یا بعض مذہبی اور غیر مذہبی؟ بینوا توجرو

الجواب

اوقات جائزہ مطلقا اگرچہ بے نیت ثواب کئے جائیں اگرچہ وقف کر نیوالے مسلمان بھی نہ ہوں خواہ ہمارے مذہبی تعلیم اعمال عبادت کے لئے ہوں یا غیر ہوں کی مدد، تعلیم طبی امداد وغیرہ کے لئے علی العموم سب مذہبی ہیں اور ان میں دست، امدادی مذہبی دست امدادی، نیت و عدم نیت یا اسلام و کفر واقع سے یہ مشرق پڑتا ہے کہ وقف اگر مسلمان ہو اور ثواب کی نیت سے کرے (جیسا کہ عام اوقات میں مسلمانوں کی یہی نیت ہوتی ہے) تو وہ اس کے لئے قربت و عمل صالح و حاجت ثواب و قرب رب الہی بآب جگہ اطلاق عام میں عبادت الہی ہے اور ایسا نہ ہو تو واقع کو ثواب نہ ملے گا مگر وقف فی نفسہ ضرر ہمارا دینی مذہبی کام ہی رہے گا و لہذا اس میں دو شرطیں مطلقا لازم ہیں۔

ایک یہ کہ وہ کام جس کے لئے یہ وقف ابتدا ہو یا آخر میں اس کے سے قرار پائے گا وقف کے نزدیک کار ثواب ہو وہ اس ثواب کی نیت کرے یا نہ کرے یہ اس کا فعل ہے کام مذہبی حیثیت سے ثواب کا ہونا چاہئے، جیسے غربا کی امداد اگرچہ دوا وغیرہ سے ہو۔

دوسرے یہ کہ وہ کام خود ہمارے مذہب اسلام کی رو سے کار ثواب ہو اگرچہ وقف کرنے والا مسلمان نہ ہو۔

(۱) اسی لئے اگر اغنیا کے چائے پانی کے لئے بڑل بنا کر وقف کیا وقف نہ ہو گا کہ یہ کوئی ثواب کا کام نہیں۔

(۲) کافر نے مسجد کے لئے وقف کیا وقف نہ ہو گا کہ یہ اس کے خیال میں کار ثواب نہیں

(۳) کافر نے ایک مندر یا شوالے کے لئے وقف کیا وقف نہ ہو گا کہ یہ واقع میں کار ثواب ہیں

(۴) کافر نے ایک شوالے پر وقف کیا اس شرط پر کہ جب تک یہ باقی ہے وقف کی آمدنی اس میں خرچ ہو اور اور جب شوالہ ٹوٹ کر دیران ہو جائے تو اس کے بعد یہ آمدنی عتا جوں پر صرف ہو کر وقف صحیح ہو جائے گا۔ اُس کا آغاز ایک ایسے کام کے لئے رکھی جو کار ثواب ہے یعنی امداد مساکین اور آج ہی سے اس کی ساری آمدن

ہذا دو مسائل میں صرف ہوگی شوال کو ایک چھینہ دیا جائے گا، اور اس قسم کے بکثرت مسائل کتب معتدہ میں مذکور ہیں، تو ثابت ہوا کہ وقت جائز کیسا ہی ہو کسی نے کیا ہو کسی طرح کیا ہو مطلقاً ہم مسلمانوں کا دینی مذہب ہی ہے، کام دوسری قسم میں، دینی یا دنیوی ہر شخص جانتا ہے کہ دنیوی کام میں ان دونوں شرطوں سے کوئی شرط نہیں، نہ یہی ضرور کہ فاعل کے نزدیک وہ کار ثواب ہو، نہ یہی لازم کہ مذہب اسلام نے اسے کار ثواب مانا ہو اور وقت میں مطلقاً یہ دونوں شرطیں لازم ہیں، تو ظاہر ہوا کہ وہ ہرگز دنیوی کام نہیں بلکہ حاص دینی و مذہبی ہے، اور یہی ہمیں ثابت کرنا تھا، اور اس پر ایک صریح دلیل یہ بھی ہے کہ مسلمان اگر کیسا ہی وقت کسی غرض کا کرے اور پھر معاذ اللہ اسلام سے پھر جائے تو فوراً اس کا ہر وقت باطل ہو جاتا ہے وہ اس کے وارثوں پر اسکا نہ تقسیم کر دیے جاتے ہیں یہاں تک کہ اگر تمہد ہو کر پھر اسلام لے آئے وقت خود نہ کرے گا جب تک بعد اسلام پھر از سر نو وقت نہ کرے اور یہ حکم عام ہے جس میں کسی وقت کی تخصیص نہیں تو کوئی وقت اگر ایسا بھی ہوتا جو مذہبی نہ ہو تو مذہب بدل جانے سے وہ کیوں باطل ہو جاتا تو معلوم ہوا کہ وقت کیسا ہی ہو مطلقاً مذہبی ہے، اب ان تمام مسائل پر عبارات کتب طالعہ کیجئے، رد المحتار مطبع قسطنطنیہ جلد دوم ص ۱۴۲۳

اعتق والوقف والا صحت یصا عبدات لہ
 دقت، حق اور قربانی بھی عبادات ہیں۔ (ت)
 بایہ مع فتح اللہ، بر مطبع مصر جلد ۱ ص ۵۷
 الوقف اشارة السلك الى الله فعلى غلب وجه
 اپنی حکمت کو عبادت کے طور پر زائل کرنا اللہ تعالیٰ
 کے لئے اس کو وقف کہتے ہیں (ت)
 فتح القدر جلد مذکور ص ۵۷

محاسن الوقف ظاہر لما فيه من ادامة العمل
 وقف کے محاسن یہ ہیں کہ اس میں نیک عمل کا دوام
 الصالح کما فی الحدیث المعروف اذا مات امت
 ہے جیسا کہ معروف حدیث میں ہے کہ انسان کے فوت
 دم انقطع عمله الا من ثلث صدقة جاریة
 ہونے پر اس کے عمل میں کے ماسوا سب منقطع ہو جاتا
 ہیں، ان میں ایک صدقہ جاریہ ہے، الحدیث (ت)
 الحدیث

در مختار مع شامی مطبع استنبول جلد سوم ص ۱۵۵۴

| | | | |
|-------|-------------------------------|-------------|---------------|
| ۲/۲۵۰ | دار احیاء التراث العربی بیروت | کتاب الشکاح | لہ رد المحتار |
| ۲/۶۲۳ | المکتبۃ العربیہ کراچی | کتاب الوقف | لہ الحدیث |
| ۵/۴۱۶ | مکتبہ فورید پور سکس | - | لہ فتح القدر |

سببہ اس ارادۃ محبوب النفس فی السد ثبیا
مد الالحاب و فی الاخرۃ بالشواب یعنی بالنیۃ
من اهلہا لانہ مبایہ بدلیل صحیحہ معنہ
الکافر لہ

ایضاً صفحہ ۳۵۶

شرطہ ان یکون قربة ف ذاتہ ۔ لہ
فتاویٰ عالمگیری مطبع احمدی جلد سوم ص ۱۱۴
بین شرائط وقف منہا ان یکون قربة فی
ذاتہ وعند التصون لہ

رد المحتار جلد سوم ص ۵۵۲

فی النہر من المیط لو وقف علی الاغنیاء
وحدہم لم یجوز لانہ لیس بقربة اما لو جعل
حرۃ للفقراء فانہ یکون قربة ف
الحصلۃ لہ

فتاویٰ ہندیہ جلد سوم ص ۱۱۵

لو جعل ذی دارۃ مسجد المسلمین ثم مات
یصیر میراثا لورثتہ و ہذا قول
الکلی کذا فی جواہر الاخلاط
و لو جعل ذی دارۃ سبۃ اذینۃ اوبیت نار
فی صحیحہ ثم مات یصیر میراثا

دنیا میں احباب سے بھلائی اور آخرت میں ثواب کیلئے
نفس کو خوش کرنا اس کا سبب ہے، یعنی ثواب کی
نیت اہل نیت کے لئے مباح ہے جس کی دلیل یہ ہے
کہ وقف کرنا کافر کو بھی جائز ہے (ت)

شرط یہ ہے کہ وہ اپنی ذات میں قربت ہو۔ (ت)

وقف کے شرائط کا بیان ایک شرط ہے کہ فی نفسہ
قربت ہو اور تصرف کرنے والے کے ہاں بھی
قربت ہو (ت)

تہ میں قریب سے متقول ہے اگر صرف اغنیاء کے لئے
وقف ہو تو یہ نہیں کیونکہ یہ قربت نہیں، اگر آخر
میں فقراء کے لئے کر دیا تو فی الجملہ قربت
ہو جائے گا۔ (ت)

اگر ذی نے اپنے گھر کو مسلمانوں کیلئے مسجد بنایا پھر فوت
ہو گیا تو اس کے وارثوں کے لئے میراث ہوگی اور
یہ سب کا قول ہے یونہی جو اہر اصلاحی میں ہے اور
اگر ذی نے اپنا گھر بیچ دیا کنیسہ، یا آتشکدہ اپنی تہرتی
میں بنا دیا پھر فوت ہوا تو میراث قرار پائے گا،

۳۷۶/۱

مطبع مجتہبی دہلی

۳۵۲/۲

نورانی کتب خانہ پشاور

۳۵۶/۳

دار اسرار التراث العربی بیروت

کتاب الوقف

الباب الاول

کتاب الوقف

لہ و لہ در مختار

لہ فتاویٰ ہندیہ

لہ رد المحتار

هكذا ذكر الخصاف في وقعه وهكذا ذكر محمد
من الزيادات كذا في المحيط (ملقط) -
فتح القدير جلد پنجم ص ۳۸ و رد المحتار جلد سوم ص ۵۵۷

لو وقف الذی علی بیعة مثلا فاذا خربت یكون
للفقراء كان للفقراء استداء ولو لم یجعل
اخره للفقراء كان میراثا عنه ، نص علیه
الخصاف فی وقعه ولم یحك خلافاً
کے لئے میراث بن جاتا ، اس کو خصاف نے اپنے اوقات میں بیان کیا اور اس میں خلاف قول ذکر نہ کیا۔ (ت)
عالمگیری جلد سوم ص ۱۱۸ و اسعاف ص ۱۱۹

لو قر تهری علیها علی بیعة كذا فان خربت
هذه البيعة كانت الغلة للفقراء والمساكين
فانه تجرى علیها علی الفقراء والمساكين
ولا ینفق علی البيعة شیء كذا فی نسخة
اگر ذمی نے کہا کہ اس زمین کی آمدن فلاں بیعہ پر
وقف ہے اور جب یہ بیعہ خراب بن جائے تو زمین کی آمدن
فقراء و مساکین کے لئے جاری رہے گی تو یہ آمدن
ثروت سے ہی فقر و مساکین پر صرف ہوگی در بیعہ
پر کوئی منہ نہ ہوگا ، محیط میں یونہی ہے (ت)

رد مختار صفحہ ۵۵۷

ارتداد المسلم بطل وقعة (وقف کنندہ مسلمان مرتد ہو جائے تو اس کا وقف باطل ہو جائیگا۔ ت)
رد المحتار صفحہ مذکورہ

و یصیر میراثا سواء قتل علی مروتہ او مات
او عاد الی الاسلام الا ان اعاد الوقف بعد
عوده الی الاسلام والله تعالی اعلم
وقف کرد و بارہ وقف کرے تو وقف رہے گا ، ورنہ تھائے اعلم (ت)

| | | | |
|-------|-------------------------------|------------------------|-----------------|
| ۳۵۳/۱ | قوال کتب خانہ پشاور | کتاب الوقف الباب الاول | لے فتاویٰ ہندیہ |
| ۳۵۱/۲ | دار احیاء التراث العربی بیروت | کتاب الوقف | لے رد المحتار |
| ۴۵۲/۱ | قوال کتب خانہ پشاور | کتاب الوقف الباب الاول | لے فتاویٰ ہندیہ |
| ۳۴۴/۱ | مطبع مجتہبی دہلی | کتاب الوقف | لے رد مختار |
| ۳۶۰/۲ | دار احیاء التراث العربی بیروت | " | لے رد المحتار |

مستعملہ ازبائرس کچی باغ مرسلہ مولوی محمد ابراہیم صاحب غفلت منشی محل محمد تاجر پارچہ بنارس مساجد الاموی ۲۲ھ
 بقول العلماء ورتہ الانبیاء جزاکم اللہ تعالیٰ یوم الحجۃ۔ اس میں مستند میں کہ یہاں رواج ہے کہ ماہ ربیع الاول
 میں لوگوں سے محض غرض ایصالِ ثواب روح پر فتوح حضرت نبی مکرم نور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چند لیا جاتا ہے لوگ
 حسب استطاعت دیتے ہیں اس کا کھانا وغیرہ پکا کر سائیں و فقرا کو کھلا دیا جاتا ہے، اب اس چندہ سے کچھ روپیہ
 کھانے وغیرہ کے بخت سے حاصل کیے گیا تو فرائض و مستحقین کی صلاح ہوتی ہے کہ اس روپے فاضل سے دیگر دیا جائے
 کیونکہ ہر سال ۲ تاریخ ربیع الاول کو ضرورت پڑتی ہے اور بڑی تردد سے طے ہے کہ یہی مستعار کچی کرانے پر، و اس
 روپے سے آجائے گی تو ہمیشہ کے واسطے آرام ہوگا، معذرت یہ اسے بھی ہے کہ جس کو ضرورت دیگر کی پڑے گی اس
 کو اسے پر دی جائے گی اور وہ کرایہ کی آمدنی مدرسہ میں طالب علم کی حاجتوں میں صرف کی جائے گی اسکی افسران مختلف
 ہیں جواز عدم جواز میں، لہذا علماء سے مستفسر میں کہ اس طرح جائز ہے یا نہیں؟ جینوا تو جودا۔

الجواب

ایسے چندوں سے جو روپیہ فاضل نیچے وہ چندہ و ہندان کا ہے انھیں کی طرف رجوع لازم ہے وہ دیگر
 وغیرہ جس سر کی اجازت دی وہی کیا جائے، ان میں جو نہ رہے اس کے مائل بالغ نارٹوں کی طرف رجوع کی جائے اگر
 ان میں کوئی محزون یا مانع ہے، تو اس کی اجازت یہ ہے کہ اس سے قدر میں نہ ہوگی کسی و محزون کا حصہ نہ ہوگی
 واپس دینا ہوگا، اور اگر وارث بھی نہ معلوم ہوں تو جس کام کے لئے چندہ دہندوں نے دیا تھا اسی میں صرف کریں، وہ
 بھی نہ پڑے تو ضرور پر تصدق کر دیں، غرضی جے اجازت مانگن دیگر لینے کی اجازت ہیں۔ درمختار میں ہے ان
 ان لوگوں بیت المال معصوم اور منقلب معصوم
 المسلمین تکفید فان لم یقدر و اما لو الناس له
 ثوب فان نصرت شیء رد للثمن و انما
 والا کھن بہ مثله والا تصدق بہ مجتبیٰ
 لو دیا جائے ورنہ اس سے ایسے ہی کسی فقیر کو کھن پنا دیا جائے، یہ بھی نہ ہو سکے تو کسی فقیر کو مسدق
 کر دیا جائے، مجتبیٰ۔ (ت)
 رد المحتار میں ہے

(قوله والا کھن بہ مثله) هذا الم یذکره
 ماتن کا قول کہ اسی جیسے فقیر کو کھن پنا دیا جائے، یہ

فی البجیس بل تراده علیه فی البحرین
البجیس والواقعات قلت وفی محتار است
الواذل لصاحب الهدایة فقیومات فحجم
من الناس الدبراهم وکفوه وفصل شیء
عرف صاحبہ رد علیہ والا یصوف الی کف
فقیر اخر او تصدیق

اسی طرح اور کتب میں ہے۔

قلت وشارفی رد المحتار سئل عبارات
المحتارات الی انه لم یلک الترتیب
بین التکفین والتصدیق علی ما فی الشرح
اقول لکن فی الخاتمة ثم الهندیة
انت عرف صاحب الفضل رد علیہ
وانت لم یعرف کفنت به محتاج
اخر وانت لم یقدر علی صرفه الی
انکفنت تصدیق به علی العقاراد
فهذا نص فی الترتیب ولا شک ان باختیاره
یخرج عن العهد بیقین ثم هذا
وانت لم یکف وفاقله شبه به
ولا شک ان مراعاة غرض السائل
امک و احکم فذلک اقولنا علیہ ۛ والله
تعالی اعلم۔

عبارت مجتبے میں مذکور نہیں بلکہ یہ زائد بحر میں تجنیس اور
واقعات کے حوالے سے مذکور ہے کتا میں ہو اور صاحب ہدایہ کی
کتاب مختارات المنہ ازل میں ہے کہ فقیر قوت ہر ازہو گونا
نے چند و جمع کر کے اس کو کفن دیا اور چندہ پک گیا اگر اس
زائد چندہ والا شخص معلوم ہو تو اسے واپس کیا جائے ورنہ
اس کو کسی دوسرے فقیر کے کفن میں خرچ کیا جائے یا پھر
صدقہ کر دیا جائے (ت)

قلت (میں کہتا ہوں) رد المحتار میں مختارات کی عبارت
نقل کرنے میں یہ اشارہ ہے کہ کسی فقیر کو کفن پہنانے یا
صدقہ کرنے میں ترتیب مذکور نہیں ہے مگر کہ شریع
میں ہے، اقول (میں کہتا ہوں) لیکن خاتمہ پھر
متذہب میں ہے کہ اگر زائد چندہ والا معلوم ہو تو اسے
واپس کیا جائے اور اگر معلوم نہ ہو تو پھر کسی اور محتاج
کو کفن دیا جائے، اور اگر کسی کفن میں صرف کرنا مقدر
نہ ہو تو پھر فقراء پر صدقہ کیا جائے، تو یہ عبارت ترتیب
کے لئے نص ہے، اس میں شک نہیں کہ اس ترتیب
کو اپنانے سے یقیناً عمدہ برآ ہو سکتا ہے، پھر یہ
اگرچہ وقعت نہیں تو اس کے مشابہ ہے اور اس میں
شک نہیں کہ چندہ دینے والے مالک کی غرض کو پورا
کرنا زیادہ حکم ہے اسی لئے ہم نے اس ترتیب کی قابل اعتماد
قرار دیا ہے، واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ از بریل محمد جباری پور مسئلہ محمد علی جان خاں صاحب ۸ رجب المرجب ۱۳۲۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین پنج اس مسئلہ کے کہ کسی کرامت علی و نیا زلی واقع تیکہ ملکوت کے خادم تھے جنہوں نے کچھ اراضی مسیحی قناد بخش کے پاس بیعاً و تحسناً سال کے بیع کو فار کر دی جو بعد القصد بیعاً و ہذکرہ بالا کے شیخ مذکور کے قبضہ میں اس بیعنامہ کے درجہ سے آگئی، چنانچہ شیخ مذکور کی قبر اور ان کے بزرگان کی قبریں بھی اُس میں بنیں۔ بعض تھینا عرصہ سینتالیس سال کا بنوا کر از جانب سرکار انگریزی تیکہ ہذا میں مردوں کے دفن کرنے کی ممانعت ہو گئی، اب وہ اراضی بیکار پڑی ہے اور اس کی صفائی کا کچھ انتظام نہ تھا اس واسطے ہمد مسلمانان محکمہ نے شیخ یاد علی وارث قناد بخش سے اُس اراضی کا بیعنامہ مسجد کے نام جو اُسی کے ہی دین واقع ہے صرف مرکز انگریزی درمیان میں واقع ہے لکھا لیا اور بعد لکھا نے بیعنامہ کے باجائز سرکار انگریزی اُس اراضی کو پختہ منڈیروں سے محدود کر کے اُس کے اوپر کرایہ کرکھٹا دیا اور اُس سے جو کرایہ حاصل ہوا اُس کو مسجد کی مرمت وغیرہ میں صرف کیا اور وقت محدود کر کے اراضی کے اُس کو جو رکھ دیا تھا اب اُس کے حاصل کا مسجد میں صرف کرنا جائز ہے یا ناجائز، بیتوا توجروا

الجواب

اگر وہ زمین اُن تیکہ داروں کی ملک رہتی بلکہ قبرستان عام مسلمین کی دفنی زمین تھی تو وہ بھی سب ناجائز ہوئیں اور بذریعہ بیع یہ صورت جو اُسے متعلق مسجد کریمہ کی ہے یہ بھی ناجائز رہتی اُس میں جو موقوفات اُنہیں منہم و ہموار کر کے اُن پر چھنا پھرنا سب ناجائز، البتہ جو زمین اُس میں قبور سے جدا تھی وہاں انجا کہ اب وہاں دفن ممکن نہ رہا ملک اصل واقف کی طرف محدود کر گئی اُس کے ورثہ کو اختیار ہے اُن کی اجازت سے اُس قدر کو متعلق مسجد کر سکتے ہیں اور واقف نہ معلوم ہو یا ورثہ کا پتا نہیں تو مسلمانوں کا یہ فعل باسستشار مواضع قبور مملوۃ میں، واللہ تعالیٰ اعلم و علیہ صل و علیہ وسلم۔

مسئلہ از بریل محمد جباری پور مسئلہ محمد علی جان خاں عرف میزبان اللہ شاہ اشرفی امام و مدرس مسجد مولوی قلد شہر گنہ

۵ شوال ۱۳۲۳ھ

ایک شخص کے پاس دو سو روپے امانت مسجد کا تھا کہ جس کو بلا اجازت متولی اُس نے عدالت سے وصول کر لیا تھا اور پوچھا اُس کے سر پر آوردہ ہونے کے متولی نے طلب اس سے نہیں کیا اور جب طلب کیا تو جواب دیا کہ جس کام میں میری رائے ہوگی صرف کر دوں گا۔ چنانچہ اب اس شخص نے متصل اُسی مسجد کے حجرہ کے اراضی قنادہ میں اپنا ذاتی ایک چوترہ تعمیر کر لیا اور یہ خیال کیا کہ اس چوترہ کی آڑ دیوار حجرہ سے ہے اور اس چوترہ کے آگے بھی اراضی افتادہ ہے جس میں تین پرنا لہ مسجد کے قدیم سے جاری ہیں اس اراضی کی بھی مسجد سے سو جاوے پس ایک پاکہ فیصل مسجد پر بنانے کا ارادہ کیا چونکہ وہ تعمیر بلا ضرورت دیوار مسجد پر تھی لہذا یہ ظاہر کیا کہ مرمت مسجد کرنی جائز ہے۔

چنانچہ اسی مرمت میں یہ تجویز خود کیا کہ پیش حجرہ میں ڈالا جاوے جس کے واسطے پاکوں کی ضرورت ہے چنانچہ دونوں طرف حجروں کے فصیل پر پاکے جوڑائے گئے اور ان کو بزمین حفاظت اراضی افتادہ بند کرنا چاہا تاکہ کوئی وضو فصیل پر نہ کر سکے جس کے مسلمان حارث جوئے مگر کچھ نہ مانا ایک بہت اونچی جگہ پر کسی قدر ان پاکوں کو کھولنا اور زمین پیش ہر دو حجرہ ڈالنا اور دو سو روپیہ اس تعمیر میں صرف کر دئے۔ مسلمانوں کی راستے تھی کہ اور کچھ چند فراہم کر کے ایک مکان تعمیر ہو جاتا کہ جس کی آمدنی خرچ و صرف مسجد کو کافی ہوتی یہ رقم دو سو پچاس کی تھی جس میں اب صرف پچاس روپیہ انھیں کی تحویل میں باقی ہے ہیں لہذا تعمیر مکان اب دشوار ہو گئی،

(۱) ایسی حالت میں یہ روپیہ بجا صرف ہوا یا بے جا !

(۲) اور مواخذہ دار اس کا عندالحدہ دیا یا نہیں ؟

(۳) اور متولی مسجد سے وسیع اس روپے کی طلب کرتا ہے تو رسید دینا چاہئے یا نہیں جبکہ بلا مشورہ و راستے یہ روپیہ صرف ہر مرمت مسجد میں اگر صرف ہر انتظام ہوتا تو صرف سے زائد نہ صرف ہوتا، اب ڈیڑھ سو روپیہ صرف دونوں طرف کے پاکے اور زمین اور فضولیات میں صرف ہو گیا جس کی اس وقت مسجد کو کوئی ضرورت رہتی اور ۸ سال تک یہ روپیہ اس نے اپنے قبضہ میں رکھا،

(۴) اور دونوں جانب کے در فصیل کھلوا دینے پر پائیس یا نیس کیوں نہ ہو، بالکل مسدود ہے اور آرام نمازیوں اور وضو کا جوتا رہا، جو حکم شرع ہو دیا جاوے۔ چنانچہ مردا۔

الجواب

(۱) شخص مذکور کے یہ تصرفات محض ناجائز و باطل ہیں۔

(۲) روپے کا تاوان اس پر لازم ہے۔

(۳) متولی مسجد کو حرام ہے کہ اسے رسید دے۔

(۴) دونوں طرف کے در بہ طور کھول دئے جائیں کہ ہوا اور وضو کا آرام ہو،

در مختار، کھلائی، الاشیاء والنظر وغیرہ میں تصریح ہے
کہ متولی قاضی پر مقدم ہے اگرچہ متولی اسی قاضی کا
بنایا ہوا ہو تو اجنبی کا کیا مقام ہے تو مال کا ضیاع اور
مفادات پر پابندی کا کیا سوال ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

فی الدراستخار والیہ والرائی والاشیاء و
النظر وغیرہا التصویح بان المستوى مقدم علی
القاضی وان کان منصوبہ فلیکف یا لاجنبی فلیکف
فی اضااعة احوال وسد المنافق ثم الله تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۲۔ کریم الدین واقف نے بحیثیت متولی کام نہیں کیا بلکہ مالکانہ جب سے وقف کیا جس کو عرصہ پندرہ سال کا ہوا کرتے رہے پھر اس میں کی تعمیر ہو گئے زمین خود کاشت میں رکھی جو اعلیٰ درجہ کی ہے اور کبھی اس کا مکان درج نہیں ہوا، اخراجات جو کئے ہیں چند نشان میں کبھی نہیں کی متولی بدلنے کی کہیں شرط نہیں، جس صورت میں خود واقف جو متولی ہوا وہ حسب شرائط کار بند ہوا پھر وقف کب ہوا، مگر یہ کہ اس نے اندراج وقف کا کاغذات پڑائی میں نہیں کیا یہ ایک شرط اس نے اپنے دفتر لازم رکھی تھی۔

الجواب

وقف میں کریم الدین کے خط صاف و بے تفسید مطلق ہیں کہ وقف دائمی کیا میں نے اور خود اپنے آپ کو متولی کیا وقف صحیح و تام و لازم ہو گیا جس کی تبدیل نامتوں سے بعد اگر اس نے قبضہ مالکانہ کیا ہو اور جتنی باتیں سائل نے ظاہر کی ہیں سب صحیح ہوں بلکہ بالفرض اس نے مراجعہ دعویٰ دائر کر دیا ہو کہ میں مالک ہوں یہ وقف نہیں جب بھی وقف کو آج نہیں پہنچ سکتی ملک خود اس کی خیانت ظاہر ہوتی اور واجب ہوتا کہ وقف اس سے نکال کر دوسرے کے سپرد کیا جائے نہ یہ کہ اس سے وقف باطل ہو جائے یہ نری جہالت و ضلالت ہے در مختار میں ہے ۱

یذبح وجوباً بزازیة لوالواقف و در فقیر و بالادوی جزا معزول رہا واجب ہے بزازیہ اگرچہ واقف ہی ہو در۔ توفیر شخص جو قابل اعتماد نہ ہو اس کو

بطریق ادنیٰ معزول کیا جائے گا۔ (ت)

شرائط کی پابندی اس پر لازم تھی کہ اگر نہ کی گئی ہو تو وقف ہی جاتا رہا وقف کے بعد واقف صرف ایک متولی کی حیثیت میں رہتا ہے نہ کہ مالک یا ابطال وقف پر قادر۔ کیا متولی اگر خلاف شرائط کرے تو شے وقف سے نکل جائے گی، ایسا خیال برے احمق ہے اور اک کا خیال ہے ۱۰ در بارہ متولی واقف کو ایسی صورت میں معزول تبدیل کا اختیار ہوتا ہے اگرچہ وقت وقف یا وقت نام میں بدلنے کی کوئی شرط نہ کی ہو۔ بحسب رائق میں ہے ۱

التولية من الواقف خارجة عن حكم ما مشور متولی بنانا واقف کی تمام شرائط سے لگ معذور شرائط لان له فيها التغيير والتبديل كلما ہے کیونکہ وقف جب چاہے بغیر شرط بیان کئے مدالہ من غیر شرط ۱

| | | | | |
|-------|--------------------------|------------|----|-------|
| ۲۸۳/۱ | مطبع مجتبائی دہلی | کتاب الوقف | ۱۰ | ۲۳۱/۵ |
| | ایک ایم سعید کمپنی کراچی | | | |

تو بعد کو جو قرار دیا اس نے دربارہ تولیت لکھنؤ کی پر عمل درآمد واجب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 ۲۱ ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت و جماعت اس مسئلہ میں کہ ہندو نے اپنی وفات سے تیرہ برس پہلے اپنی جائداد کو وقف کر کے بشاوت معززین شہر ایک وثیقہ لکھوا کر حاکم وقت کی کچھری میں باضابطہ تسلیم کر دیا، بعد تیرہ سال کے مرض موت میں دوسرا وثیقہ مخالف شروط وثیقہ اول کے لکھوایا اور دو چار پر کے بعد قضا کر گئی چونکہ ہندو مسیحی حنفی تھی لہذا فقہ حنفیہ کی معتبر و مشہور کتابوں سے قول مفتی بدیع صحیح کے ساتھ میرے سوالات مفصلہ ذیل کا جواب مرحمت ہو۔

(۱) وثیقہ اول کی ترمیم و شروط بدلنے کا ہندو کو اختیار تھی یا نہیں؟

(۲) مرض موت کے وقفہ کا کیا حکم ہے؟

(۳) وثیقہ ثانی صحیح ہے یا باطل؟ پتہ اتو جروا۔

المستفتی عبد اللہ

الجواب

۱۔ شرط معتبرہ کا اختیار شرح مقرر نے واقعہ کو صرف انشاء سے وقف کے وقت دیا ہے مثلاً جیسے چاہے اس کا صرف بنائے جیسے چاہے کسی سے ہزار گئے جسے چاہے دیا جائے، جس وقت یا حالت یا صحت کے ساتھ چاہے عقیقہ کر دے، جو ترتیب چاہے مقرر کرے، جب تک اس انشاء میں ہے مختار ہے، وقف تمام ہوتے ہی وہ تمام شروط مثل وقف لازم ہو جاتی ہیں کہ جس طرح وقف سے پھرے یا اس کے بدلنے کا اسے اختیار نہیں رہتا یونہی ان میں سے کسی شرط سے رجوع یا اس کی تبدیلی یا اس میں کی بیشی ہیں کر سکتا ہے اگر انشاء ہی کے وقت شرط لگا دی تھی کہ مجھے ان تمام شروط یا خاص فلاں شرط میں تبدیلی کا اختیار ہوگا تو جس شرط کے لئے یا تصریح یا بشرط کر لی تھی

”عارف“ کا لفظ اس لئے کیا کہ تولیت کا معاد جس حکم سے خارج ہے لہذا وقف کو جب چاہے متولی میں تبدیلی کا حق ہے اگرچہ اس کی شرط نہ لگائی ہو جبکہ اگر میں ہے اور متحدہ دہلی ہمارے فتاویٰ میں گزر چکا ہے ۱۲ منہ (ت) معتبر شرائط سے کہا، مگر نہ باطل شرط ہو تو مطلقاً، طے ہے وقف کرتے وقت لگائی تھی ہو یا بعد میں لگائی تھی جو

علیہ افعال عامۃ لان التولية خارجة عن هذا الحكم ولا لتغير فيها كل شيء ولو لم يشترط شيئاً كما في البحر وقد تقدم في فتاویٰ خیر صرة ۱۲ منہ (م)

علیہ قید باعتبار لا ی الشرط الباطل باطل مطلقاً ولا یفصل حیث لا یشاء ولا بعد ۱۲ منہ۔

اُسی کو بدل سکے گا پھر اُسے بھی ایک ہی بار بدل سکتا ہے، جب تبدیل ہوئی اب دوبارہ تغیر کا اختیار نہ ہوگا کہ اُسی قدر شرط کا مفاد تھا تو پورا ہو گیا اب دوبارہ تبدیل شرط سے زائد ہے لہذا مقبول نہ ہوگی البتہ اگر کسی شرط پر انشاء وقت میں یہ شرط لگا دی کہ میں اسے جب کہی یا ہوں ہر بار بدل سکوں گا تو اس شرط کی نسبت اختیار مستمر رہے گا کہ اب اس کا استمرار ہی مقصود سے شرط ہے غرض واقعہ خود اُس کا قطعی پابند ہوتا ہے جو اُن شرط میں وقف کرتے وقت زبان یا قلم سے نکال چکا اُس سے باہر اُن میں کوئی تصرف نہیں کر سکتا، امام طرابلسی اسعاف میں فرماتے ہیں:

لا يجوز له ان يفعل الا ما شرط وقت العقد.

یعنی واقعہ کو اُسی قدر کرنے کی اجازت ہے جتنا وقت گزرتے وقت شرط کر چکا تھا۔

اُسی میں ہے:

لو شرط في وقفه ان يري في وظيفة من
يري ريادة له او ينقص من وظيفة من
يري نقصا به او يبدل احد معهم من يري
ادخل له او يخرج من يري اخراجا له ثم افاض
وقف ليس له ان يغيره لان شرطه وقفه على فعل يراه
فادام اذ هو مضاه قد انتهي ما اراد به

علا مرتبة احمد ترمي غرض العيون والبصار شرح الاشياء والظواهر میں فرماتے ہیں:

الوقف الزم له ما في ضمنه من الشروط

وقف جہاں لازم ہو اسے یہی اس کے ضمن میں جتنی شرطیں ہیں سب لازم ہو جاتی ہیں۔

فتاویٰ امام قاضی خاں میں ہے:

وقف ضیعة فی صحبته عن الفقراء واخرجها من
يدہ الى المتولی ثم قال لو صیہ عند الموت اعط
من عتق لفلان كذا ونقصا من كذا

یعنی ایک جائداد اپنی صحت میں فقیروں پر وقف کر کے متولی کو سپرد کر دی پھر مرتے وقت وہی سے کہا اس کی آمدنی سے اتنا فلان کو دینا اتنا فلان کو تو اس کا

| | | | |
|-------|--------------------------------------|------------|---|
| ۳۲۱/۲ | دار احياء التراث العربی بیروت | کتاب الوقف | سرد مختار بحوالہ لاسعاف |
| " | " | " | " |
| ۳۰۹/۱ | ادارة القرآن والحکوم الاسلامیہ کراچی | " | سرد غرض العیون البصار مع الاشياء والظواهر |

فجعلہ الاولیٰ باطل لا یصاصرت للفقراء اولاً
علا یمکن ابطال حقہم الا اذا شرع فی الوقف
ان یصرف علیہا الی من شاء؟

در مختار میں ہے :

جار شرط الاستبدال نہ ثم لا یستبدلہا بناسبۃ
لامہ حکم ثبت بالشرط والشرط وجہ فی الاولیٰ
لا الثانیۃ اذ یختصوا۔
یعنی تبدیل وقف کی شرط جائز ہے پھر جب ایک بار تبدیل
کر چکا دوبارہ نہیں کر سکتا کہ یہ اجازت تو اس شرط
لگانے سے حاصل ہوئی تھی اور شرط پہلی میں پائی گئی
ذکر دوسری میں اہم مقرر۔

روا المختار میں فتح القدیر سے ہے :

الا ان یدکر بحاصۃ تعیدلہ ذلک دائماً
یعنی ہاں اگر ہمیشہ اختیار تبدیل کی شرط کر لی تو ہمیشہ مقرر
رہے گا۔

اس مسئلہ سے سوال اول و دوم کا جواب واضح ہو گیا کہ شرط کرنے کی ترمیم کا بندہ کو کوئی اختیار نہ تھا اور دوسرا دفعہ جہاں
تک ان کی تبدیل کرتے ہوئے خود فعل کو وقف اُس کی ملک سے خارج ہو چکا اور شرائط لازم ہو لیں اب اُن کے تعلق
نیا و شیعہ ایسا ہے جیسا ایک اجنبی راہ چلا کر لکھ جائے۔ سوال دوم کو اس مسئلہ سے کچھ تعلق نہیں اور اس کا جواب
یہ کہ مرض الموت میں وقف شل وصیت ہے اجازت و شرط صرف ثلث مال میں نافذ ہوتا ہے کما فی التنبیہ وغیرہ
عامۃ مکتب المذہب (جیسا کہ تحریر وغیرہ عام مکتب المذہب میں ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۴۴۸ از بدایوں مسئلہ جناب نبی بخش صاحب مہتمم مدرسہ محمدیہ ۲ محرم الحرام ۱۳۲۸ھ
کی فرماتے ہیں کہ علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک جائیداد مسجد و مدرسہ دینی پر وقف ہے یا متولی کو
اختیار ہے کہ اس کا کوئی جز بیع کر دے یا کسی کی حاجت و کار کے لئے وہ جائیداد یا جزو جائیداد سے دے دے
کہ وہ اپنے تصرف میں لائے اور اس کے عوض اُس سے دوسری جائیداد ویسی ہی یا اس سے بہتر بدل لے یا
اُس جائیداد کا کوئی ہمیشہ کے لئے کسی کو اجارہ دے دے یا پالیس سال کا پٹہ لکھ دے حالانکہ وقف آباد ہے

| | | | |
|-------|-------------------------------|------------|-------------------|
| ۱۵/۴ | نو کشور لکھنؤ | کتاب الوقف | سہ فتویٰ قاضی خان |
| ۲۸۳/۱ | مطبع مجتہدانی دہلی | - | سہ در مختار |
| ۳۸۸/۳ | دار احیاء التراث العربی بیروت | - | سہ روا المختار |

اور اسے حاجت نہیں، نہ واقف نے وقتنامہ میں اس کی اجازت دی بلکہ ہفت آٹا لکھا ہے کہ ضرورت تلافیہ تعمیر در صورت وقوع خرابی مسجد و مدرسہ مفتی را جاریہ دینے جزو ہمانہ ادا کا چند روز عارضی تاہ اسے قرضہ ہوگا۔ بیتواستوجروا۔ نیز یہ بھی واضح رہے کہ عہدہ جہاد جسے لوگ اپنی ضرورت کے لئے مانگتے ہیں باغ ہے وہ اس کے پٹر کاٹ کر عمارت بنانا چاہتے ہیں فقط۔

الجواب

پر چاروں صورتیں حرام قطعی ہیں متولی خواہ غیر کسی کو اصلاً ان کا اختیار نہیں متولی اگر ان میں سے کوئی صورت کرے گا تو غاصی ہوگا اور واجب ہوگا کہ فوراً نکال دیا جائے اور وقت اس کے قبضہ سے نکال کر کسی متدین خدا ترس کو حسب استطاعت وقف سپرد کیا جائے دوسرے جو اسی باغ کو لے کر اس کے پٹر کاٹ کر کوئی عمارت بنائیں گے وقف کے غاصب ہوں گے فرض ہوگا کہ فوراً وقف ان کے قبضہ ظالمانہ سے خلاص کیا جائے اور ان کی عمارت مسمار کر دی جائے اور ان سے پٹر وں کا تہ ان سبھی تمام بلا رعایت وصول کر لیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

ليس لعرق غاصم حق
عالم کو دخل کا حق نہیں۔ (ت)

پہلی صورت کی حرمت تو ظاہر شمس جاسر سے

الوقف لا يملك لا يبيع ولا يورث۔ وقف ملکیت نہیں بن سکتا، نہ فروخت اور نہ وراثت بن سکتا ہے۔ (ت)

دوسری صورت یوں حرام ہے کہ واقعہ سے مستقبل کی اجازت نہ دی بلکہ مراد لکھ دیا کہ کسی متولی خواہ مہتمم خواہ صحابہ انجمن اسلامیر کے اختیار انتقال دائمی جائداد کا نہ ہوگا اور وقف جب تک کچھ بھی انتفاع کے قابل رہے حاکم اسلام کو بھی اس کی تبدیل حرام و باطل و مردود محض ہے، درمختار میں ہے:

شروط في الجوع خروجه عن الاحتجاج بالملكية و
كون لمدل عقار او السبيل قاصي الجحنة
المضر مني العم والعين
بحکم میں شرط ہے کہ وہ وقف کلیۃ انتفاع کے قابل نہ رہے اور اس کا بدل زمین ہو اور بدلنے والا قاضی محکمانہ جو جس کا مطلب ہے کہ عالم باعمل ہو۔ (ت)

رد المحتار میں ہے:

لان قدر المنفعة فيها معلوما اذا كانت
المنفعة لا تتفاوت ^ت
ہو جاتے ہیں جب منافع میں تفاوت
نہ ہو (ت)

عناہ میں ہے :

الظن عدم البقاء الى تلك المدة والظن
مثل اليقين في حق الاحكام فصلات
الاجارة مؤبدة معني والتاسيد
يطلب ^ت
اس مدت تک باقی نہ رہنے کا ظن ہے جبکہ
احکام میں ظن مثل یقین ہے تو معنایہ اجارہ
دائم ہوگا اور دائمی اجارہ عتد کو باطل
مکروہ ہے (ت)

چوتھی یوں حرام ہے کہ جب نہ واقعہ نے اجازت دی ہو وہ وقت کی اپنی کوئی ضرورت و مجبوری ہو تو زمین موقوف کو
تین برس سے زیادہ پر اجارہ دینا جائز نہیں۔ چاہے یہ ہے :

في الاوقات لا تحوز الاجارة الطويلة كـ
لا يدعى المتاجر ملكها وهي ما من ادخل
ثلث سنين هو المزارع ^ت
ادوات کا طویل اجارہ جائز نہیں تاکہ متاجر
کو دعویٰ ملکیت کے لئے گنجائش پیدا نہ ہو اور
طویل مدتیں سال سے زائد کا نام ہے اور یہی مختار ہے
در مختار میں ہے :

فلو اجرها المتولى اكثر لم تصح الاجارة
وتصح في كل المدة لاث العقد اذا
فسد في بعضه فسد في كله فتاوى قاري
الهداية ^ت
اگر متولی نے وقتی چیز کو زیادہ مدت کیلئے اجارہ پر
دیا تو صحیح نہیں اور یوں تمام مدت میں اسے فسخ
قرار دیا جائیگا کیونکہ جب عقد کا بعض فاسد ہوا تو
تمام مدت فسخ ہو جائیگا، فتاویٰ قاری الہدایہ (ت)

پھر یہ حکم تو اجارہ کے تحت اور نہ جس کے لئے اسے باغ کو طلب کر رہے ہیں اجارہ نہیں غارہ ہوگا یعنی
وقف کا غارت کرنا، وقتی پڑ کاٹ ڈالنے کی اجازت کیونکہ ہوگی تو یہ اجارہ تین برس درکار یک گھڑی کے لئے حلال
نہیں ہو سکتا۔

| | | | |
|-------|-----------------------|---------------|-----|
| ۲۹۱/۲ | مطبع ریسنی کھنؤ | کتاب الاجارات | ۱۰۰ |
| ۸/۸ | مکتبہ نوریہ رضویہ سکھ | - | ۱۰۰ |
| ۲۹۱/۲ | مطبع ریسنی کھنؤ | - | ۱۰۰ |
| ۱۹۶/۲ | مطبع مجتہبی دہلی | - | ۱۰۰ |

مسئلہ از ریاست رامپور مسئلہ حاجی محمد علی خاں صاحب بیج ۲۳ جادی الاولیٰ ۱۳۲۹ھ

زمین کی طرف سے وکیل نے جو خادم درگاہ غریب نواز سے بے کمی درگاہ شریف سے اجازت حاصل کر کے زمین کے لئے احاطہ درگاہ محل میں مسجد شاہجہانی کے جانبِ جنوب ایک حجرہ مع دو دالان کے اپنے طرف سے تیار کر کے بعد تیاری زمین نے اُس تعمیر پر قبضہ کرنے یا اس کے مصارف وکیل کو ادا کرنے سے قطعی انکار کیا اس پر عمرو نے وہ لاگت تعمیر دے کر حجرہ اور ہر دو دالان پر قبضہ کر لیا اور ایک حجرہ اور زمین وکیل خادم درگاہ کی معرفت اپنے ذاتی مصارف سے تیار کر دیا اگر کل لاگت خادم مصروف کو باختر رسید دے دیا اور بعد تیاری ان دو حجروں اور ہر دو دالان کو اس نیت سے وقف کر دیا کہ جب کسی ہر زمانہ عرس شریف یا غیرواقعات میں عمرو یا اس کی اولاد یا متعلقین یا اجابت خستہ نہ ہو کریں تو ان میں قیام کیا کریں باقی زمانہ اور اوقات میں زائرانِ صدور وارد یا فقرا میں سے جو چاہے مقیم ہو کر شرفِ سعادت حاصل کیا کریں چنانچہ عمرو نے اپنی تعمیر کا کنہ تاریخی پتھر پر پیشانی حجرہ میں نصب کر دیا اور سالہا سال یہ تعمیر سے اب تک عمرو اور اس کے متعلقین وغیرہ زمانہ عرس شریف وغیرہ میں وہاں قیام کیا کرتے ہیں اگر کوئی فقیر وغیرہ اُن میں رہتا ہے تو اُن کے آنے پر وہ فراخی کر دیتا ہے اب وہی خادم درگاہ عمرو کے ان حجروں میں مقیم ہونے کے مانع ہیں اس میں یہ کہ یہ مال وقف سے عمرو کی ملکیت نہیں فقیر جو ان حجروں میں رہتے ہیں اُن سے یہ حجرے خالی نہیں ہو سکتے، عمرو یا اس کے متعلقین یہاں ٹہرنے سے باز نہیں ہیں۔ اور یہ دستیابی شریف میں سے دریافت کیا جاتا ہے کہ عمرو کا ایسا وقف کرنا شرعاً ناجائز ہے یا نہیں اور عمرو یا اس کے متعلقین بصورتِ متذکرہ ہاں ان حجروں میں مقیم ہو سکتے ہیں یا نہیں اور منہ کرنے والے کو خداداد خادم درگاہ شریف میں سے ہو یا اور کوئی فقیر یا دیگر شخص جس نے حجروں میں سکونت اختیار کی ہو اُس کو حقِ ممانعت حاصل ہے یا نہیں اور شخص مانع ان حجروں میں متصرف اور قریب رہ سکتا ہے یا نہیں اور وہ اس کے متعلق معاملات میں دخل ہو سکتے ہیں یا نہیں ؟

الجواب

زمین احاطہ درگاہ محل عامہ زائرین واریں صادرین کے لئے وقف یا ارماد کا وقف بہر حال محکوم باحکام الرقعت ہے لہذا حقیقہ المحقق الشامی فی رد المحتار (جیسا کہ محقق شامی نے رد المحتار میں اس کی تحقیق کی ہے) عمرو نے جو حجرہ اپنے زرِ خاص سے تعمیر کرایا اور جو حجرہ و دالان وکیل سے خریدے اور اُن کو اسی مقصد کے لئے وقف کیا یہ وقف صحیح ہوا خادم بائع اُس عمارت سے بے تعلق ہو گیا، نہ اُس کو ان معاملات میں مداخلت کا کوئی حق خاص رہا،

فی البدل المحت رہتی علی ارض قسم وقف
البسناد قصد ابد و مہانت الاخریض
در مختار میں ہے کہ کسی نے زمین پر عمارت بنائی پھر
صرف عمارت بغیر اراضی وقف کر دی اگر یہ زمین

مہولۃ لا یصح وان موقوفۃ علی ما عین ابناء
 رہ جا رہا تھا اجتماعاً و امتاً از مرض لجهۃ
 احرى فمختلف فیہ والصحیحہ الصحۃ کما
 فی المنعومۃ الحجیۃ۔
 حملہ کہ ہے تو وقف صحیح نہیں، اگر زمین عمارت کے
 مقاصد کے لئے وقف ہو تو عمارت بھی تبعاً وقف
 ہو جائیگی اور اگر زمین کسی اور مقصد کیلئے وقف
 ہو تو پھر مختلف فیہ ہے اور صحیح یہی ہے کہ درست
 ہے جیسا کہ آئندہ منظوم میں ہے۔ (ت)

تقریر اور اس کے متعلقین بھی ضرور ایام ماضی بارگاہ عالی میں ان میں مقیم ہو سکتے ہیں کوئی شخص ان کو بلا وجہ شرعی
 اس سے منع نہیں کر سکتا کہ یہ از قبیل مسجد و مقبرہ و رباط و قنطرہ و حوض و ستایہ ہے جس سے غنی و فقیر و واقف و یتیم و
 سب حسب شرط وقف متمتع ہو سکتے ہیں۔ ہندیہ میں ہے:

لا فرق فی الاغتفاع فی مثل هذه الاشياء
 بین العقیقۃ والعقیرۃ حتی جاز لکل الفرد من
 الخان والرباط والشرب من السقیۃ والدفن
 فی المقبرۃ کذا فی التبیین۔
 ان چیمینڈوں سے انتفاع میں امیر غریب
 کا کوئی فرق نہیں، لہذا سراسے، رباط،
 ستایہ (سبیل)، تدفین (مقبرہ) میں ہر ایک
 کو مساوی حق ہے۔

اسکامیں ہے:

ولا یامس بان یشوب (ی النافی) من البئر
 والموضب ویسقی دانتہ وبعیرہ ویتموضاً
 منه کذا فی الطہیریۃ۔
 بطور وقف تعمیر کوئی لے کو کنویں، حوض سے پانی
 پینے، اپنے جانوروں کو پلانے، وضو کرنے میں کوئی
 حرج نہیں، جیسا کہ ظہیر میں ہے۔ (ت)

ہاں ان کو مسکن و محل و دام بنانے کا نہ عزم کو اختیار ہے نہ کسی فقیر و غریب کو کہ یہ زمین و عمارت دونوں کے
 مقصد کے خلاف ہے اور خدام درگاہ کو تو ان میں اقامت چند روزہ کی گئی مگر نہیں کہ وہ ہر سے جائز ہوئے انوں
 کے لئے ہے ہیں نہ کہ مجاوروں کے لئے۔ ہندیہ میں ہے:

قل المحض فی وقفہ ادا جعل دایرہ امام خصاص نے وقف کے بیان میں فرمایا

| | | | |
|-------|-----------------------|---------------|-----------------|
| ۱/۲۸۴ | مطبع مجبائی دہلی | کتاب الوقف | لے در مختار |
| ۲/۳۶۶ | نورانی کتب خانہ پشاور | بہاؤ شاہی عشر | لے فتاویٰ ہندیہ |
| ۱/۲۶۵ | " | " | لے |

مسکي لحد جہ قلیس للمجاورین ان یسکنوها
کذا فی الطہیریۃ -
جب کسی نے اپنا گھر حجاج کی رہائش کیلئے وقف کیا
تو اس میں مجاورین کو رہائش کا حق نہیں غیرہ

میں یہ نہیں ہے (ت)

سوالات سائل کا جواب تو ہو گیا مگر یہاں ایک ضروری امر غور طلب باقی رہا جس سے اگرچہ سائل نے تعریف
سوال نہ کیا مگر بیان صورت میں اُس سے تعرض موجود اور اس کی حاجت ضرور ہے وہ یہ کہ جس طرح غیر ضرور کو ممانعت ضرور
متعلقین ضرور کا اختیار نہیں اس طرح آیا ضرور کو بھی دوسرے کے ممانعت کا اختیار ہے یا نہیں جبکہ وہ دوسرا بطور سکونت
بلکہ حسب شرط معلوم ایام موسم خواہ ان کے غیر میں پسے ہے مگر یہ اور اب تو یہ اس کے متعلقین جائیں تو آیا بدعوی عمارت اس
سے خالی کر سکتے ہیں یا نہیں، ظاہر اس کا جواب نفی ہے، ضرور نے اگر یہ شرط وقف میں نہ لگائی ہو جب تو ہر، مجرد نیست
نہ مفید شرط ہے نہ اس کا دعویٰ مسلم۔ درمختار میں ہے ا

لو قال عیت غنط لسم یصدق تا، و خاصیت
فاہ کان هذا فی الوقف فلیف بغیرہ -
اگر کہے میں نے یہ نیست کی تھی تو اس کی تصدیق
نہ ہوگی تا، و خاصیت، جب وقف میں یہ معاملہ ہے
ترغیہ وقف میں کیسے تصدیق نہ ہوگی اور است

نور اگر شرط لگائی ہو اور شرط واقع واجب التباع ہے اور اس کے خلاف تصرف ناجائز اور جب تا ممانعت صرف
اپنے نفس پر وقف جائز ہے تو اوقات خاصہ میں اپنی تعلیم کی شرط بدرجہ اولیٰ، مگر یہ سب اُس صورت میں ہوتا کہ زمین بھی
ملک ضرور ہوتی، یہاں کہ زمین اول سے عام پر وقت ہے اسے کسی وقت اپنے نفس کے لئے سے خاص کر لینے کا
اختیار نہیں عمارت اس نے وقف کی اسے اپنے لئے خاص کر سکتا اگر یہ خصوص عمارت ہی ملک محدود رہتا اگر ایسا نہیں
بلکہ زمین بھی ان اوقات میں اس کے لئے محصور اور عام اہل حق سے منوع و مجور رہے گی بلکہ زمین ہی قیام میں اصل ہے
اور عمارت تابع عام زمین پر اس کو اپنی تعلیم و ترجیح کا کوئی حق نہیں، نہ وہ نہ کسی وقت خاص کے لئے، مثلاً وقف
عرفات میں کوئی شخص ایک حجرہ بنا سنے کہ جس سال یہ حج کو ملے دوسرا دن وقف نہ کر سکے اس کی ہرگز مجازت نہیں
ہو سکتی۔ امام طحاوی شرح معانی الآثار پھر علامہ العالی غایۃ البیان شرح درایہ میں فرماتے ہیں،

المسجد اعمر لا یجوز لاحد ان یسقی
فیہ بناء ولا انت یحتجریہ مومنہا و
مسجد حرام میں کسی کو اپنے لئے تعمیر کی اجازت نہ ہی پنے
لئے بلکہ خصوص کرنے کا حق ہے، اور یہی حکم ان تمام

كذلك حكم جميع المواضع التي لا يقم لاحد فيها ملك وجميع الناس فيها سواء الاتري ان موقوف لو اراد رجل ان يبنى في المكان الذي يقف فيه الناس ماء لم يكن له ذلك وكد لك من لو اراد ان يبنى فيها دارا كان من ذلك ممنوعا وكد لك جاء الاثر عن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وحدث باسادة الى عائشة رضي الله تعالى عنها قال قلت يا رسول الله الا نتجد لك مسمى شيئا تستطد فيه فقال يا عائشة انها مناح لمن سبق فهذا احكم المواضع التي فيها ان سب سواد ولا ملك لاحد عليها.

مواضع کا ہے جس میں کسی کو ملکیت کا حق نہیں اور ان میں تمام لوگ مساوی حق رکھتے ہیں کیا آپ دیکھتے ہیں کہ عرفات میں کوئی شخص مکان بنانا چاہے تو کہ لوگوں کے ٹھہرنے کے لئے ہے تو اس کی یہ حق نہیں ہے اور یونہی مٹی میں کوئی مکان جوئی بنانا چاہے تو ممنوع ہے، یہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ماثر ہے جس کی نسبت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ کیا ہم آپ کے سے مٹی میں کوئی سایہ رگڑ بنا دیں تو آپ نے فرمایا اسے عائشہ! مٹی تمام لوگوں کے لئے ذریعہ ہے جو بھی پہلے وہاں آئے تو یہ ان مراض کا حکم ہے جس میں تمام لوگوں کو برابر حق ہے اور کسی کی ملکیت نہیں ہے (ت)

تو یہ شرط خلاف شرع ہوئی۔ ورواقف کی برتری بھی صحیح شرعاً نہیں رہتا۔ معتبر ہے۔ رد المحتار میں ہے۔
شرط الموقوف معتبر ادا الموقوف مخالف الشرع جب شرع کے مخالف نہ ہو تو وقف کی شرائط معتبر ہیں دست۔

اور یہ خیال بھی نہیں ہو سکتا کہ ایسی زمینیں اس کے لئے ہیں جس کا قبضہ پہلے ہو جائے اور یہاں تک قبضہ سبقتی ہے کہ اس کی عمارت موجود ہے جیسے کوئی شخص مسجد میں آیا ایک جگہ بیٹھا پھر وضو کے لئے گیا اور پنا کڑا وہاں چھڑ گیا دوسرا شخص اس کپڑے کو ہٹا کر وہاں نہ بیٹھے کہ کپڑے والے کا قبضہ سبقتی ہو گیا ہے، یہاں اس کا محصل نہیں، جب عمارت وقف ہو چکی عمارت کا ہونا اس کا قبضہ سابقہ نہیں ٹھہر سکتا کہ نفس عمارت میں بھی یہ اور سبب مسلمان برابر ہو گئے معزز ایسا قبضہ تھوڑی دیر کے لئے مسلم ہوتا ہے جیسا کپڑا کہ کہ وضو کو جانے میں دیر کہ مسجد میں اپنی کوئی چیز رکھ دیجئے اور وہ جگہ ہمیشہ آپ کے لئے مخصوص ہو جائے کہ جب آئیے دوسروں پر تعزیم پائیے، یہ برگ نہ جائز نہ مقبول۔

در مختار مسجد میں منومات کے بیان میں ہے کہ اپنے لئے
بگڑ کو مخصوص کرنا اور وہاں کے کاربھانا اگر چہ
حدس پر منع ہے۔ (ت)

فی الدار المختار فی ما یمنع فی المسجد تخصیص
مکان لنفسه و لیس له ازعاج غیر منه
ولو صدقاً

رد المحتار میں ہے :

فی القیۃ لہ فی المسجد موضع معین یوحد
علیہ وقد شغلہ غیر قال الاوزاعی لہ ما منہ
یزجہ و لیس لہ دلتہ عندنا ای لا المسجد
لیس مکاناً لحد یخرج عن النہایۃ قلت و یدعی
تقیید « بما اذا لم یقم عند علی یتہ العبود
للامہۃ کما لو قام للوضوء مثلاً و لایسبہ اذا
وضع فیہ ثوبہ لتحقق سبق ید « تأمل
وفی شروح السیر الکبیر للسرخسی و کذا حاکل
ما یکون المسلمون فیہ سواء کما مدوں فی سہ ما
و الجوس فی المساجد المصنوعۃ ، و السقول
بعضی و عرفات للحاج حتی یوصوب فیہ
فی مکان کان یرون فیہ غیرہ فہو حق و لیس
للاخراہ یحوّلہ

تقریب میں ہے کہ مسجد میں کسی کی مخصوص جگہ جہاں وہ روزانہ
بیٹھتا ہو وہاں کوئی دوسرا شخص مشغول ہو جائے تو
امام اوزاعی نے فرمایا اگر وہ اس کو وہاں بیٹھنا چاہے تو جائز ہے
اور اس کو ایسا کرنے کا حق نہیں ہے ہمارے نزدیک
یعنی یہ کہ مسجد کسی کی ملکیت نہیں حجر میں تہذیب سے مشغول
قلت (میں کہتا ہوں) اس بیان کو اس بات سے
مقید کرنا مناسب ہے کہ جب پسند شخص وہاں پر فوراً
واپس نہ کی نیت سے نہ اٹھا ہو جیسا کہ کوئی وضو کے لئے
شد، نئے نئے سونا جب وہاں اپنا کپڑا رکھ جائے یہ
اس لئے کہ وہ اپنے قبضہ کر چکا ہے وغیرہ۔ اور
امام سرخسی کی سیر کبیر میں ہے اور ایسے ہی ہر وہ مقام
جس میں تمام مسلمان مساوی حق رکھتے ہوں جیسا کہ
مراوں میں ٹھہرنا، نماز کے لئے مساجد میں بیٹھنا اور منی
اور عرفات میں حج کے لئے اترنا، حتیٰ کہ اگر کسی نے ایک بگڑ وہاں غیمہ لگایا اور دوسرا شخص وہاں پہننے ٹھہر گیا تو پہلے
کو یہ حق نہیں کہ اسے وہاں منتقل کرے الخ (ت)

اور ہمیں سے ظاہر ہو گیا کہ جس نے سبقت کی اور قمر کے لئے اپنی حاجت جائزہ کے وقت خالی نہیں کرتا
اس پر یہ اعتراض بھی نہیں ہو سکتا کہ حق خیر میں تصرف کرنا ہے یعنی عام حق تو زمین میں تھا اور یہ مجروں
والانوں میں ٹھہر کر عمارت کو بھی اپنے تصرف میں لایا اور وہ عمارت اصل مالک سے اُس کے لئے جائز کی تھی جو
خود اس کی حاجت کے سوا دوسرے وقت میں آئے اس کا جواب وہی ہے کہ عمارت اس کی ملک نہ رہی

رد المحتار کتاب الصلوۃ باب ما یمنع الصلوۃ الخ مطبع مجتہدی دہلی ۹۴/۱
رد المحتار مطلب فہم سبقت یہ الی مباح دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۲۵/۱

وہ شرط کہ اس نے کی تھی خلاف شرع ہو کر نامعتبر ہوئی تو اب جس کا بابتہ سبقت کو سے وہی مقدم ہے۔ اہل اہل ظہر
 لی و اعلیٰ بحق عند ربی (مجھے یہ معلوم ہوا جبکہ حقیقی علم میرے رب کو ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔
 مسئلہ از نجیب آباد ضلع بجنور متصل تحصیل مرسلہ جناب محمد ظفر اللہ صاحب ۱۶ ذی الحجہ ۱۳۳۱ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مال وقف مسجد پر حجی کے نام سے عرصہ سے شہر عاکسی کا
 دعویٰ ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اگر کسی کا کوئی شخص یا چند شخص مل کر اپنے آپ کو ولی قرار دیتے ہوں تو وہ مالک ہو سکتے
 ہیں یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب

مال وقف پر دعویٰ بلکہ تو کسی کو نہیں ہو سکتا، ہاں دعویٰ تصرف متولی کو ہے، اگر متولی نہ ہو تو اہل عقد
 کو اختیار ہے، اگر انھوں نے اس شخص یا اشخاص کو متولی کر دیا ہے تو اس کو اختیار مل سکتا ہے۔ واللہ
 تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از مقام خاص مرزا پور محلہ چیت منج مرسلہ حکیم احمد علی صاحب یکم ربیع الاول ۱۳۲۲ھ
 ایک قطعہ زمین سرکاری جو کہ جنازہ مسلمانان کے لئے وقف ہے اس میں باجائزت یکدیگر کے ایک مکان
 ایک دوسرے فقیر نے بنایا اور اسی میں درویشی تیار کر کے بعد پندسہ یمنین کو براہِ حد وقف کر دیا وہ
 وقف شدہ مکان بقیمت بیسٹ روپیہ کو دارالتیکہ سے خرید کیا مکان وقف شدہ کاروپہ ایک مسجد جو کہ مکان
 سے علاحدہ اسی زمین میں تعمیر کی گئی ہے وہ روپیہ اسی مسجد میں خرچ کیا گیا اب وہ مکان یکدیگر کے قبضہ میں ہے پھر
 دوبارہ وہی فقیر جس نے مکان تعمیر کیا تھا خریدنا چاہتا ہے شرعاً ثلث سے ہارے یا نہیں؟

الجواب

اگر وہ تیکہ وقف ہے جیسا کہ سائل بیان کرتا ہے تو نہ اس میں اس فقیر کو پنا مکان سکونت بنانے کی اجازت
 تھی نہ اس میں مسجد بنانا جائز ہے لان الوقف لا یوقف (کیونکہ وقف شدہ دوبارہ وقف نہیں ہوتا) نہ اس مکان
 کی زمین کا پچھا صحیح تھا نہ اب اس کے یا کسی اور کے ہاتھ بیع ہو سکتی ہے لان الوقف لا یبذل (کیونکہ وقف
 کسی مملوک نہیں ہو سکتا) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۳ بتاریخ یکم صفر روزِ پچیشنبہ ۱۳۳۳ھ

(۱) قبرستان میں مدرسہ یا کوئی مکان یا مسجد بنانا جائز یا نہ؟

(۲) ایک برگ نے ایک جگہ چند بزرگوں کو بیٹھے ہوئے دیکھا وہاں ایک چوڑا بطور مسجد بنایا اور ایک مدت تک
 وہاں نماز پڑھی گئی اب ایک عرصہ سے وہ جگہ خراب پڑی ہے، وقف کی یا نہیں کی اس کا کچھ حال معلوم نہیں

اب دُجہ کسی کو دے دی جائے کہ مکان بنائے یا مسجد بنادی جائے۔

الجواب

(۱) قبرستان وقت میں کوئی تصرف خلاف وقت جائز نہیں، مدرسہ ہو خواہ مسجد یا کچھ اور۔ اور اگر کسی کی ملک ہے تو قبور سے الگ وہ جو چاہے بنا سکتا ہے۔

(۲) اگر تصرفی یا دلالت کسی طرح وقت کرنا ثابت نہیں تو وہ زمین مالک یا اس کے ورثہ کی ملک ہے وہ جو چاہے کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از ضلع سیتاپور مدرسہ اسلامیہ مدرسہ مولوی ابو محمد محمد یوسف حسن صاحب طالب علم مدرسہ مذکور
ہم صغرا مظفر ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ان مسائل کے جواب میں کہ زید نے اپنی اور اپنے شریک وار کے کہ جس کی جانب سے وہ کارکن اور خود بھی حصہ دار تھا اپنے مقبولہ مواضعات معافی کی نسبت انگریزی ہونے پر حکم بندوبست میں درخواست دی کہ ہمارے مواضعات حسب عمل در آمد قدیم اب بھی معاف رہیں اور اس میں حسب قبیل الفاظ سے اقرار کیا،

یہ مواضعات صد سال سے دہلی ضلع میں رہنے والے مسیحی شاہان و قباہت تمام غلوں و مصارف و ارباب و صاوریہ و غریبا و مساکین و مجالس محرم سلطانین باضیہ نے بطور وقت مقرر و معاف و مرفوع القلم کیا ہے۔ دوسرے مقام پر اپنی درخواست میں یہ الفاظ تحریر کئے ہیں امیدوار ہوں کہ دیہات معافی بدستور بصیغہ وقت معاف و مرفوع القلم ہیں، اور اسی مقدمہ میں اجلاس پر حاکم کے دو بروہی سوال حاکم بدیں الفاظ جواب تحریر کر دیا۔
سوال حاکم: تمہاری معافی بعد فراہ سادات علی خاں والی لکھنؤ کے کس سبب سے ضبط ہوئی؟

جواب: یہ معافی وقت اس واسطے ضبط نہیں ہوئی اور اسی مقدمہ تحقیقات معافی میں ایک حساب داخل کیا جس میں بھارت مسلم وقت حسب ذیل ہے، اس میں مصارف میرے اور میرے عزیزوں کے منطوقات اُن کا بھی یہی ہے اور یہ سب لوگ خدمت گزار درگاہ میں اور یہ معافی وقت ہے اس کا رد والی پر حاکم ضلع نے مصارف کی تحقیقات کر کے سفارش معافی کی کر دی اور اُس سفارش پر حاکم اعلیٰ صاحب کمشنر نے یہ الفاظ تحریر کئے قابض اور اُن کے موروثان سب مشہور لوگ ہیں اور مزار پر بیشتر بہت مشہور تھا یہ مجھ کو مذہبی وقت معلوم ہوتا ہے قصبہ سالہا سال سے ہے، مسجد و مام بارہ و خانقاہ و مسافر خانہ سب بمقام خدوں ہے اس کے سرکار سے سند معافی عطا ہوئی جس میں لفظ وقت کا نہیں تحریر ہے اور سند مطبوعہ حسب نمونہ مقررہ ہے اور تمام ایسی معامات میں اسی طور کے اسناد اس نواح میں سرکار نے دے دیے ہیں اس کے بعد سند و بلیت پختہ ہیں

حسب قاعدہ مقررہ سرکار و محوی حقیقت اعلیٰ مواضعات مذکور کا زید ہی نے دائر کیا اور اس درخواست میں برہانہ قاعدہ سابقہ
 ڈگری چاہی مگر اس مقدمہ کے بیان میں بعد درخواست مذکور، مالک کا لفظ استعمال کیا اور ڈگری میں بھی لفظ مالک کا ذکر
 ہو گیا اس کے بعد مقدمہ درجہ داری و تعیین حصہ ہر شریک دار میں پھر یہ ظاہر کیا کہ یہ جائداد وسطے مصارف و درگاہ سب کسی حصہ
 کو اختیار منتقل کسی قسم کا نہیں بلکہ مصارف و فوائج و ادویہ و صاویں کے جو بچا ہے بھجھ مساوی تقسیم ہو جاتا ہے اور
 آئندہ ہم لوگوں نے افراد کھنڈگان کے ورثہ پر اسی طور پر ہمارے حصہ سے تقسیم ہوتا رہے گا بعد واجب اعرص میں بھی جو بعد
 کار و فی حصہ داری کے مرتب ہوئی اس میں یہ تحریر کر دیا کہ یہ موضع وقف ہے، ان حالات پر اردو سے شرع شریعت اس جائداد
 پر اطلاق وقف کا ہو گیا نہیں، اور زید کے وارثوں کو اختیار انتقال اس جائداد سے ہے یا نہیں، وضع رہے مقدمہ
 تعیین حصہ داری و دیگر گاہدات سرکاری میں کل حصہ و بان شریک آئندہ فی اس کو وقف تسلیم کیا ہے اور یہ اقرار کیا ہے
 کہ کسی کو اختیار انتقال حاصل نہیں ہے صرف درمیان کار و دانی ڈگری حقیقت اعلیٰ میں لفظ مالک کا استعمال ہوا ہے
 اس سے قبل و بعد کی کل کار و ادویوں میں اقرار عدم اختیار انتقال وقف کا سب کی جانب سے ہے اور یہ صفت مذکور
 اولاد حضرت پیر پیر و دستگیر سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اپنے کو منسوب کرتا ہے، و ایسے ہی
 بعض ملفوظات خاندانی و شجرہ جات خاندانی سے مانگیا ہے اس خاندان کے لوگ بلحاظ مستطیع و غیر مستطیع حسب قرار
 بند و بست جو باتفاق خود تعیین حصص کر پئے ہیں، ہر متبرکے کے حق میں یہاں درج ہے کہ اس پر اردو سے حوالہ لیں
 تعیین گزاردہ کا حق رکھتے ہیں اگر مستطیع کو استحقاق گزاردہ ہو اس کی استطاعت نہ ہو تو کسی وقت بحالت رہنے استطاعت
 کے پھر کسی سبب سے گزاردہ پا سکتے ہیں بعد استطاعت کامیاب کیا ہے کہ کسی اولاد پر بالخصوص سادات کے کسی خاندان
 پر جو وقف ہو اس میں جب لوگ مستطیع ہوتے جائیں گے وہ خارج از گزاردہ ہوتے جائیں گے، و ہر جب غیر مستطیع ہوں گے
 داخل ہوتے جائیں گے، اور اس کا سلسلہ کس طور سے جاری رہے گا تعیین گزاردہ کی نسبت کیا ہو کرے گا۔ امید
 کہ جملہ امور کا جواب اردو سے فقہ حنفیہ رحمت فرمایا جائے اور یہ اراضی عسکری میں اور عسکری پر واجب ہے یا نہیں
 دور فی الحال یہ مواضعات کاشت کاروں کے پاس نقدی عین سرزمین، جن مصارف کا ذکر اوپر تحریر کیا گیا ہے جیسے
 فوائج و اعزاس و میلاد شریف و محرم و غریب و ادویہ و صاویں و توجہان ملک مجلس و اعزاس و فوائج کو ذکر و تذکرہ
 قرآن خوانی و تقسیم طعام وغیرہ سے قبل ہے وہ تو ظاہر ہی ہے صرف تعزیر ادویہ شریعت میں کوئی اصل نہیں ہے
 ایک رواجی مقامی طریقہ ہے تو اس قدر صرف ناجائز کے ثمول سے منہ وقف پر کیا اثر ہے اور یہ فعل قابل ترک
 ہے اسی طور سے اس میں ایک صورت بعض وقت سماع کی ہے جو سب طریقہ موسیقی و راگ و مرامیر و دھاک
 حرم میں دیر ہی سواد اعظم ہے البتہ محض قصیدہ خوانی یا صحت خوش الحانی سے نہنا اور سنانے والے کو کوئی تباہیا کہ
 صورت اور سرور عالم سے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی رواسے مبارک حضرت حسان کو مرحمت فرمائی تھی اس کی بات

کیا حکم ہے یہ بھی قابل ترک ایسے اوقات سے ہے یا نہیں ؟

الجواب

ارصادات سلاطین حکم وقف میں ہیں نہ وہ موردش ہوں نہ کسی کو ان کے بیع و انتقال کا کوئی حق ہو کما حقہ فی
مردالہند بھا لامرید علیہ (جیسا کہ اس کی تحقیق رد المحتار میں کی ہے جس پر مزید اضافہ نہیں ہو سکتا۔ ت) سند
معافی میں لفظ وقف نہ ہونا کچھ مضر نہیں، نہ کسی مقدمہ میں اپنے آپ کو مالک تعمیر کرنا یا گورنمنٹی ڈگری میں لفظ مالکانہ
لکھا جانا کچھ اثر رکھتا ہے کہ متولی کی طرف نسبت ملک بوجہ ملک تصرف و اختیار شائع ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے :
لو ادعی المحدث ودفن نفسه ثم ادعی انہ وقف المصحح
فی الجہات کانت دعویٰ التوقیف سبب التولیة
یحتل التوفیق لان فی العادة یضاف الیہ باعتبار
ولاية التصرف والمحمومہ۔

موقوف علیہ کا فقیر یا غیر ہاشمی ہونا ضرور نہیں اغیار و سادات بھی اوقات عارضہ فناء عام میں داخل
ہو سکتے ہیں جیسے مسجد مقبرہ خوض گورہ سقاہ سر کے پل و غیرہ اور وہ ہر وقت میں بشرط واقعہ مثل ہشتاد
فی المصروف بھی شامل ہو سکتے ہیں جس طرح خود اپنا نفس اور اپنی اولاد یا بھو و وقف کا قربت کو بہ کے لئے ہونا ضرور ہے
مگر تمام آمدنی قربت ہی کے لئے معین ہونا ضرور نہیں استثناء بعض علی الدوام واستثناء کل الی زمان مستطیع دونوں
کی گنجائش ہے اور اس کا اختیار واقعہ کو ہے جیسی شرط کرے گا اتباع کی پاسے کی تمت قول در مختار والتصدق
بالمنفعة ولو فی الجملة لا منفعت کو صدقہ قرار دینا اگر کسی طرح ہو۔ ت) رد المحتار میں ہے، فرمایا،

فیدخل فیہ الوقف علی نفسه ثم علی العقر، وکذا
الوقف علی الاغنیاء، ثم العقر، لئلا فی المہر
عن المحيط لو وقف صحب الاغنیاء وحدثہم
لم یحرم لہم لیس بقربة، اما
لو جعل احمرہ للمقرء فانه یکون
اس میں اپنی ذات کے لئے وقف اور بعد میں فقرہ کیلئے
داخل ہو گا، اسی طرح اختیار کیلئے پھر فقرہ کیلئے وقف
کی صورت بھی دال رہے گی جیسا کہ تہر میں عید سے
منقول ہے کہ اگر صرف اغنیاء کے لئے وقف ہو تو ناجائز
ہو گا کیونکہ قربت نہیں ہے لیکن اگر آخر میں فقرہ

قرينة في المحملة أحد

کیئے وقف کیا تو جائز ہو جائیگا کیونکہ یہ قربت ہے اگرچہ
فی الجملہ ہے (ت)

اُسی میں ہے :

اذا جعل اوله على معينين صام كانه استثنى
ذلك من الدفع الى الفقراء كما صرح حواشي (الى
ان قال) فعلم انه صدقة ابتداء ولا يخرج
عن ذلك شواهد مرفوعة لمعينين

جب اولاد و معین شخصوں کے لئے کیا تو گویا یہ فقراء کو دینے
سے استثناء ہو جائے گا جیسا کہ فقہاء سنیوں کی تصریح
کی ہے (ان کا یہ بیان یہاں تک کہ فرمایا) تو اس سے
معلوم ہوا کہ یہ ابتداء صدقہ ہے تو معین کے لئے صرف
کرنے کی شرط اس کو اس سے خارج نہ کرے گی (ت)

اُسی میں فتاویٰ امام قاضی خاں سے ہے :

لو قرن ارض صدقة موقوفة على من يحد مش
لي من الولد وليس له ولد يصح لان قوله صدقة
موقوفة وقف على العقب ، وذكر الولد المحادث
لاستثنا كانه قال الا ان يحد من ولد معصوب
له ما بقي

اگر زون کا میری زمین بعد میں پیدا ہونے والے میرے بچے
کیئے صدقہ ہے جبکہ اسکی اولاد نہ ہو تو وقف صحیح ہو گا کیونکہ وقت صدقہ
کھنے سے فقراء کیئے وقف ہو گیا اور بیٹے کے ذکر سے اس میں
استثناء نہیں ، تو انہوں نے کہا یہ صدقہ ہے مگر اگر میرا بچہ
پیدا ہو تو اس کی موجودگی تک اس کے لئے وقف
کرتا ہوں (ت)

سلطان واقف کی شرط اگر معلوم ہے کہ بعد مصارف خیر نہ کرے اور چاہے اولاد شیخ غلام تقسیم کر لیں تو ان کے فقراء و غیاء
سب اسے بکھڑے کر دیں گے اور اگر شرط کر دی ہے کہ باقی نسل شیخ پر حسب فراغن تقسیم ہو (حسب فقر الغنی ہی
تقسیم ہوگی) اقرب البد کو مجرب کرے گا اور غیا فقرو غنیان ہوگا ، اور اگر شرط یہ کہ باقیانہ و خاندان شیخ کے فقراء پر
تقسیم ہو تو اقرب ان کے اغیار کو کچھ نہ ملے گا اور جو غنی فقیر ہو جائے اب سے وہ بھی مستحق ہوگا کسب و کسب کا حصہ
و طلب کرے گا اور جو غنی ہو جائے اب سے وہ مستحق نہ رہے گا اور سالہا سے گزشتہ کا یہ ہوا واپس نہ دے گا
لان العبرة للمحال دون اب حق والاستقلال (کیونکہ اعتبار محال کا سبب ماضی یا مستقبل کا نہیں) (ت) اور اگر

| سنة رد المحتار | كتاب الوقف | دار احیاء التراث العربی بیروت | ۲۵۷/۲ |
|----------------|------------|-------------------------------|---------------|
| سنة - | " | " | ۲۵۷/۲ - ۲۵۸/۲ |
| سنة - | " | " | ۲۵۷/۲ |

شرط اصل واقعہ پر اطلاع نہ ہو تو مقررہ آئین پر نظر ہوگی ذیل سے جو واجب العرض میں لکھا گیا اگر اس کے مطابق ہے نہیں
ورنہ اس پر اصل ہی طرز ہوگا اور قدیم پر عمل رہے گا لہذا لیس بواقف ولا الیہ تفسیر (کیونکہ وہ نہ واقف ہے اس
کو تبدیلی کا حق ہے نہ ست) فتاویٰ خیرہ میں ہے،

اذا علم حاله فيما سبق من الزمان من ان قوامه
كيف يعلمون فيه واي من يصرونه فيمن عسى
ذلك لان انهم كانوا يعملون ذلك على
موافقة شرط الواقف وهو النطنون بحال
السعي فيعمل على ذلك وفي النعم الواسل
ذكر في الدخيرة قال سئل شيخ الاسلام عن
وقف مشهور اشتبهت مصروفه وقد رجا
الى مستحقه قال ينظر الى المعهود من حاله
فيما سبق من الزمان من ان قوامه كيف
يعملون

جب ماضی میں اس کا حال معلوم ہے کہ منظم اس میں کیا
کرتے رہے اور کن کن خرچ کرتے ہیں تو اسی حال کو وقفہ
کی بنیاد قرار دیا جائے گا کیونکہ طرز ہر بھی ہے کہ منظم یہ
عمل واقف کی شرط کے مطابق کرتے رہے ہیں مساحلوں
کے متعلق یہی گمان کیا جاسکتا ہے تو اسی عمل کو حسب ری
رکھا جائے گا، النعم الواسل میں ذکر ہے کہ ذخیرہ میں
ہے کہ شیخ الاسلام سے ایک مشہور وقف جس کے مصارف
اور متذکر کے متعلق استنباط ہے اس کے بارے میں سوال
کیا گیا تو انھوں نے جواب میں فرمایا کہ گزشتہ زمانہ کا حال
معلوم یا اس سے کار اس کے منظم کیسے عمل کرتے

رہے ہیں۔ (ت)

استطاعت کی معیار ملک بھاری زائد از حاجت اصلہ ہے تعزیر و مزامیر و نفی معصیت میں در معصیت
میں مال وقف کا صرف دو برابر اہم ہے بلکہ تین حراموں کا مجموعہ، ایک وہ معصیت دوسرے مال وقف پر تعدی تیسرے
مستحق کی محرومی مگر ان امور حادثہ سے جس وقف پر کوئی ضرر نہیں جو متولی ان میں صرف کرے گا اس قدر کا تادان اس
پر لازم ہوگا لہذا امین و کل امین باسعدی صحیح کیونکہ وہ امین ہے اور ہر امین باجائز تعرف پر ضام ہے نہ
بلکہ اگر خود سلطان واقف بخلہ مصارف مذکورہ تعزیر یا تعزیر و مزامیر کو بھی ایک معصیت مقرر کرتا کہ وقف پر حسب بھی ضرر
نہی یہ معصیت باطل رہے و ساقط کر کے وہ حصہ بھی مصارف خیرہ کی طرف مصروف ہوتا، فتح العتیر پر پھر
روا مختار میں ہے،

لو وقف المذمى على جميعه هذا اذا
حرمت يكون للعقراء كامن للعقراء

اگر ذمی نے مثلاً بیو دیو دی جہت گاہ کیسے وقف
کیا اور کہا جب یہ خواہ ہو جائے تو یہ حقرا کیسے بھی

واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۱ از قبیلہ گوپا متعلق ہروئی اور محلہ قنوجی مستولہ یاد حسین صاحب یوم شنبہ ۱۳۳۳ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ حاجی ذاب ناظر حسین خاں صاحب رئیس
 قبیلہ گوپا کو نے تقریباً دس بارہ سال سے ایک مسجد کے متعلق جو کہ ان کے مکان کے قریب محلہ قنوجی میں واقع ہے، یہ
 انتظام کیا کہ زیر مسجد کی دکانیں جن کو مسجد کے منتظوں نے دیں بھی کر لیا تھا اور جرمن سے بھی ہوئی تھیں وہ بالکل مسما
 ہو گئی تھیں، غرض کہ وہ دکانات مسجد کو جو کہ ایک دینی مدرسہ عربی کو بحیثیت وقف شامل نہیں ان کو ٹیکہ دیں کر لیا اور
 مسما شدہ کی تعمیر کرا دی۔ ایک مدرسہ اسلامیہ کی آمدنی سے جس کے وہ مدرسہ انجمن ہے سب ادا کر دیا دکانوں کو تعمیر کر دیا
 پھر رفتہ رفتہ انھیں دکانوں کی آمدنی سے وہ کل روپیہ بھی ادا کر دیا جب انجمن کا روپیہ ادا ہو گیا تو ان دکانوں کو مع تحویل لاتی
 کے اپنے چھوٹے بھائی کو جو کہ اسی مسجد میں طلبہ کو عربی پڑھاتے ہیں بطور انتظام جائداد وقف کے حوالہ کر دیا حتیٰ کہ اس آمدنی
 سے وقفاً وقتاً مسجد کی درستگی ہوتی رہتی ہے اور اسی احاطہ مسجد میں ہروئی طلبہ کے لئے تجربہ بھی حسب ضرورت تیار
 ہوتے رہے، سال گزشتہ میں ایک مولوی صاحب کو بارہ سے عالی تعلیم کے لئے بلایا گیا تھا ان کی نصف تنخواہ چندہ سے
 اور نصف اسی آمدنی مسجد سے سال بھر تک دی جایا کی۔ میرا پیکر چودہ دس و تیس کے لئے سو اسی مسجد کے اور
 کوئی جگہ نہ تھی اور جو کتا ہیں طلباء کو حسب دستور دی جاتی ہیں ان کے رکھنے کے لئے بھی مکان کی ضرورت ہوتی تو ایک
 مکان جانب مسجد میں اس سال بھی تعمیر کرایا گیا جہاں مثلاً اللہ مختار مدرسہ و کتب خانوں کا کام دے گا علاوہ ان دکان
 کے کچھ خانہ سائے رعایا خالی کر کے اس کی زمین مسجد کو وقف کر دی اور دو ایک دکانیں جدید بھی بنوا دیں ایک دکان منشی
 بھاء اللہ صاحب دکیل سرائے میران نے بھی وقف کیا،

(۱) اب سوال یہ ہے کہ ایسی صورت میں جبکہ عا دنیست کے عملہ آمد حسبہ کورہ بالا رہا ہے تو آیا اس آمدنی
 سے مسجد اور طلباء کے لئے خرچے نیز مدرسہ کی تنخواہ وغیرہ میں صرف کرنا شرعاً جائز ہو گا یا نہیں؟

(۲) یہ کہ انھیں قراب صاحب موصوف نے جو اپنی ذاتی دکان اور تین خانہ سائے رعایا کو صحتی باز مسجد کی
 ضرورت سے برابر ترا کے نیز گرد و پیش کے اپنی افتادہ زمین کو اسی میں مدت سے وقف کر دیا ہے چاہے لگا س،
 نجوسر، لکڑی، گندہ، روپیہ پوداروں سے جو اس زمین کا محصول آتا ہے وہ بھی برابر مسجد میں ایک بننے کے درلودے
 یکشت جمع ہوتا رہتا ہے اور جو مدت مذکور میں صرف ہوتا ہے اس کے متعلق (ایک ہندو رئیس کی) نام لارہ شمبر ناتھ

ہے، اور وہ گویا غصے قریب ایک موضع تھروان میں رہتے ہیں) گایر بیان سُنا جاتا ہے کہ چنگی قبضہ میں ہمارے ہے لہٰذا یہ تفرق آمدنی ہماری ہے اس کو ہم نہیں گئے حالانکہ وہ اس بازار میں کسی بُرا اراضی کے بھی مالک نہیں ہیں اور چنگی ان کی ہونا قاعدہ کے بھی بالکل خلاف ہے کیونکہ چنگی جو گورنمنٹ ہے کا خدات سرکاری میں بھی چنگی کا کوئی وجود نہیں، دوسرے مالک زمین یعنی واقع کی طرف سے یہ زمین دراصل مسجد کی ہے۔ ایسی حالت میں یہ ہم مسلمانوں کا فرض ہے کہ ہمسہ داسے در سے، قلعے، سخنے، غرض ہر ہذا افغانہ حیثیت سے ان کی اس ناجائز دست برد سے اگر وہ کریں اس کو بچائیں یا نہیں؛ نیز اس معاملہ میں جو شہداء ہیں و رہیش ہوں گے بصیغہ حفظ جائیداد وقف منہ اللہ ہیں اُس کا اجر ملے گا یا نہیں؛ اور اگر مسلمان کثرتِ راستے سے اس کی کل یا جزیر آمدنی بطور فیصلہ، اہمی کے لالہ صاحب کو دینا منظور کریں تو آیا ان کا یہ فعل شرعاً صحیح اور قابلِ تسلیم ہو گا یا نہیں؟ بہتہذا توجہ دو۔

الجواب

(۱) اوقات میں شرط واقف مثل نص شارع واجب الاتباع ہوتی ہے اور اس میں بلا شرط واقف یا اجازت خاصہ شرعیہ کوئی تغیر تبدیل جائز نہیں، مدرسہ کے مال سے مسجد کا قرض ادا نہیں کیا جاسکتا جو ادا کرے گا تاوان اس پر ہے مسجد کے مال سے نہیں لے سکتا مسجد پر جو عائدہ واقف نے وقف کی اگر اس سے بنا سنے مدرسہ و مصارف مدرسہ کی اجازت دی تھی تو جائز ہے ورنہ ناجائز۔

(۲) صورت مذکورہ میں نہ در مسلمانوں پر فرض ہے نہ حتی المقدور میر جائز کوشش حفظ مال وقف و وقف ظلم میں صرف کریں اور اُس میں جتنا وقت یا مال ان کا خرچ ہو گا یا جو کچھ محنت کریں گے سستی اجر ہوں گے قابلِ تعالیٰ لا یصیبہم نصب ولا مخصصة (الی قولہ تعالیٰ) ان کرمشتت اور مشکل پہنچے گی (الی قولہ تعالیٰ) مگر لا کتب لہم بہ عمل صالحین واللہ تعالیٰ اعلم ان کے لئے ایک حل رکھے جائیں گے (ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از صلیع کیا موضع پر وہ چاک ڈاکٹرانہ شمشیر نگر، مسئلہ ابو البرکات یوم شنبہ، اصغر المظفر ۱۳۳۴ عام قبرستان میں اگر کسی نے درخت لگائے تو اس کی جگہ ہے یا نہیں؟ دوسروں کو بدون اجازت استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟ فقط۔

الجواب

قبرستان اگرچہ وقف ہو مگر درخت جو اس میں لگائے جائیں اگر لگانے والا تصریح کرے کہ میں نے

ان کو قبرستان پر وقت کیا جب بھی وقت نہ ہوں گے اور نگانے والے ہی کی ملک رہیں گے اُس کی اجازت کے بغیر دوسروں کو اُن میں تصرف جائز نہیں، اور اُس کو اختیار ہے کہ اُس کی قری کاٹے یا جو چاہے کرے بلکہ اگر اُن کے سبب مقابر پر زمین تنگ کر دے تو اُسے مجبور کیا جائے گا کہ وقت کاٹ کر زمین خالی کر دے والعسندۃ فی لہندیۃ وندیہا (فتاویٰ ہندیہ وغیرہ میں یہ مسئلہ موجود ہے۔ ت) وہو تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۵۸ از خلیع سیٹاپور قصیر لہر پور مدرسہ اسلامیہ قاضی ابو محمد یوسف حسین صاحب بروز چہار شنبہ

۲۱ صفر ۱۳۴۴ھ

وقت والے استغفار میں ایک لفظ "ارصادات" کا تحریر ہے جس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے، اگر آپ کو معلوم ہوں تحریر فرمائیے، غیاث میں "رصد" کے معنی نگاہ رکھنا نکلے اور لفظ "ارصادات" نہیں نکلا، "رصد" کی اگر جمع "رصدات" لے جائیں تو بھی اس موقع پر کام نہیں دیتے شاید لفظ تحریرات سلطان فی میں کسی قسم کی تحریر کا نام ہو جیسے "سجیل" یا "فرمان" وغیرہ اگر ایسا ہے تو یہ تحریر فرمائیے کہ یہ لفظ کس قسم کے اسناد کے واسطے مستعمل ہوتا ہے اصل موقع اس لفظ کا شاید آپ کے خیالی میں نہ باقی ہو اس لئے میں ابتدائے مضمون استغفار کا نقل کئے دیتا ہوں رصادات سلطان حکم وقت میں یہ نہ ضرورت ہو سن کے یہ نہ تھا کسی کو حق ہو۔

الجواب

مولنا اکرم اللہ تعالیٰ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، "ارصاد" کے معنی نگاہداشتن ہی ہیں یعنی محض نا کر دینا، سلطانین اسلام مراضع سلطنت سے جو دیہات مصارف خیر کے لئے وقت کرتے ہیں انہیں ارصاد کہتے ہیں یعنی سلطان نے انہیں محض نا و منوع التملیک کر دیا اُن کا حکم بعینہ مثل وقت ہے،

واب سمیت ارصادات لان الوقف شرطہ
الملك والسلطان لا یسکون ما فی دلائلہ
ان الملك الآلة واللہ تعالیٰ اعلم

واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۵۹ از کانپور محلہ کھنیا بازار متصل مدرسہ قیض عام مسئلہ شمس الدین محمد دہلویاں ۲۲ صفر ۱۳۴۴ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین میں، مضائقہ شرع میں اس مسئلہ میں کہ زید نے وقت وفات اپنے چند قطعات زمین وقت کے اپنی ملکیت و متروکہ سے چھوڑے سند وقت میں یہ تحریر ہے کہ خرچ مساکین و مسافریں و مسجروں کے واسطے یہ وقت کیا جاتا ہے پس مرنے والے متوفی جو متولی جائد اموال بھی ہیں،

(۱) اگر منجملہ قطعات زمین متروکہ صدقہ کے کوئی جزو خراب و بیکار پڑا ہو اور اس سے کسی قسم کی مدد بھی نہ ہو

مسجد میں شامل کر دیں۔

(۲) یا کسی جو قطعاً مذکورہ بالا میں کچھ عمارت خاص غرض سے تعمیر کر دیں کہ اس کی آمدنی واسطے نہ۔ مسجد سے کام آئے یا کسی خاص کام متعلق مسجد کے مشن غرض و فروغ و غیرہ متعلقہ و ملوک مسجد کے رکھنے یا پیش آمد و مؤذن وغیرہ کسی خادم مسجد کی سکونت کے بجا رہو تو جائز ہے یا نہیں اور متولی پر کوئی مواخذہ شرعی تو نہ ہوگا؟

الجواب

اگر مسجد تنگ ہو جماعت کی وقت ہوتی ہے بھڑکی حاجت ہے تو یہ زمین مسجد میں شامل کر دی جائے ورنہ نہیں کہ وہ مسجد کے لئے وقف ہے نہ کہ مسجد رکھنے کے لئے۔ عالمگیری میں ہے،
لا يجوز تغيير الوقف عمن هبته إليه وقف کی حیثیت کو بدساجائز نہیں (دست)
رواۃ الفرائض ہے ۱

فی الفتاویٰ المسجود و محبہ ارض وقف فتح میں ہے کہ مسجد تنگ ہو جائے عمارت کے پہلو میں
علیہ او حاسوت جا راست یو خود وین حل وقف شد زمین یا دکان ہے جو اسی مسجد کے نام وقف
فیہ یتہ ہے تو اس کو مسجد میں شامل کرنا جائز ہے (دست)

صورت ثانیہ حسب پابندی شرع وقف جائز ہے نہ اس کی آمدنی مسجد میں صرف کرنے کے لئے وقف کی ہو
تو اس غرض کے لئے اس میں عمارت بنانی جائز اور سکونت امام وغیرہ کے لئے ناجائز لان شرط اواقف کھن
الشیخ (کیونکہ اوقف کی شرط شارع کی نفس کی طرح ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ از خیر آباد ضلع سیما پور ادوہ علم میاں سرائے درگاہ حضرت حاجی محمد سید محمد علی صاحب
۲۴ صفر ۱۳۴۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ چند مواضعات کو شاہان دہلی نے واسطے
مصارف امور مذہبی و مدد معاش ایک خاندان کے معائن کیا تا زمان سلطنت انگلشیہ مراعات نیت مطلقہ
اس پر علمد رادر باطلہ سلطنت انگلشیہ زمانہ بند و بست اول میں اس معافی کی نسبت تحقیقات ہو کر معافی قدیم
ثابت ہوئی اس تحقیقات میں در ثام معافی و اول نے یہ بیان کیا ہے کہ یہ مواضعات قدیم سے وقف ہے لیکن اس
بھی وقف نامہ یا ایسی تحریر یا حکم شاہان دہلی مضاف کنند کی معافی کا کہ جس سے واقف کا امام یا مضمون وقف اس

ثابت ہو سکے پیش نہیں ہوا بلکہ جو کچھ ثبوت تحریری زبان پر پیش ہوا اس سے صرف اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ یہ مواضع شاہ دہلی نے بغیر مذکور ہوا معافی عطا کئے تھے۔ اسی بنیاد پر چونکہ سرکار انگلشیہ سے عطا ہوتی وہ معافی مشروط کی عطا ہوتی، وہ منجملہ شرط سند عطا سے سرکار انگلشیہ ایک یہ بھی شرط ہے کہ دوسرے عدم پابندی شرائط سند یہ معافی ضبط کر لی جائیگی۔ یہ مواضع مذکورہ کے متعلق سرکار انگلشیہ سے ڈگری حق اعلیٰ بمقابلہ سرکار کی معافی داران صادر ہو چکی ہے اور سرکار انگلشیہ اپنے حقوق مثل رقم سوانی و فیس مٹرکانہ و شفاخانہ وغیرہ مثل دیگر زمینداران کے سالانہ معافی داری سے یقینی ہے اس کے بعد سے تا حال و شمار معافی داران ستمبر ۱۸۵۷ء میں سرکار انگلشیہ پابندہ کر بطور من سب امراض معافی میں محاصل مواضع میں سے خرچ کر کے بقیہ محاصل کو اپنے مدد محاش میں صرف کرتے رہے بند و بست اول سے اسس خاندان معافی داران میں حصص قائم ہونے اور برابر وراثت جاری رہے اور ہر معافی دار کا نام کیسٹ و کاغذات میں بطور مالک درج ہوتا رہا۔ اب تھوڑا عرصہ ہوا کہ سرکار معافی میں سے چند سرکار نے حسب ذیل انقلاب کئے ایک معافی دار نے منجملہ اپنے حصہ کے ایک جز کا وقف نامہ بنام اللہ میاں رجسٹری شدہ تحریر کیا ایک حصہ دار نے اپنا حصہ اپنے حقیقی بھائی کے نام سے ہیر کر دیا، ایک نے وقف علی الاولاد کیا، اس کے بعد وقف علی الاولاد نے عدالت مجاز میں ایک دعویٰ دائر کیا کہ میرے مواضع موقوفہ میں ان میں کاروائی غفلت جائز نہیں ہے اور اپنے عرضی دعویٰ میں اپنے انتقال وقف علی الاولاد کو پوشیدہ رکھ کر ہر دو سندوں کو ہیر کر دیا اور ہم بڑا کج حجت کی لہذا استصواب ہے کہ مواضع علیہ شاہی و سرکار انگلشیہ وقف کئے جائیں گے یا از قبیل عطیات و معاہدات و اوصافات وغیرہ منظور ہوں گے اور کاروائی انتقالات متذکرہ باہر باطل و کالعدم بھی جائیں گی یا جائز مقصود ہو کہ آئندہ کے لئے ایسی کارروائیاں جائز رہیں گی اور اس بیان معافی داران سے جو بند و بست میں نسبت وقف ہونے جائداد کے ہوا ہے جائداد مذکورہ وقف ہو گئے یا ان کا بیانی بمقابلہ نسبت عطا کنندہ کے باطل و بیچ ہے اور ہیر جائداد بصورت عطیہ و معافی داروں کے قائم رہیں گے اور عطیہ و ارصا کے کیا معنی ہیں اور ان پر کیا کیا احکام جاری ہو سکتے ہیں اور کیا کیا احکام جاری نہیں ہو سکتے ہیں فقط۔

الجواب

ارصادات و عطایا سلاطین میں زمین و آسمان کا فرق ہے جو مواضع سلاطین اپنی رعیت میں سے کسی کو جائیداد بخش دیں اُسے اُس کا مالک کر دیں وہ عطا ہے عربی میں اُسے اقطاع کہتے ہیں اور ہندی زبان میں معافی و جائیداد جو مواضع سلاطین اسلام مصارف خیر کے لئے تعین کر دیں وہ ارصادات ہیں ان کا حکم بعینہ حکم وقف ہے اور بعد مصارف خیر جو کچھ بچے اس میں سے کسی قوم یا کسی شیخ کی اولاد یا کسی مزار کے خدام کی مدد محاش کرنا معافی وقف و ارصادات نہیں ان کا قیدہ کے لئے واقف کا نام معلوم ہونا ضروری نہ کوئی سند پیش کرنا لازم، ورنہ لاکھوں وقف خصوصاً مساجد باطل ہو جائیں۔ خود مسائل کا بیان ہے کہ یہ مواضع سلاطین دہلی نے مصارف امور مذہبی اور ایک خاندان کی مدد محاش کے لئے

محافظ کئے اور یہ کہ تا زمان سلطنت انگریز موافقیت عطا کنندہ اس پر عملدرآمد ہوا اور یہ کہ اس کے بعد سے تا حال دربار
مضافی داران، غرض مضافی میں محاصل براصبح میں سے خرچ کر کے بقیہ محاصل کو اپنی مدد معاش میں صرف کرتے رہے۔ یہ
شان وقت ہی کی ہوتی ہے اور اگر کسی خاص شخص کو جاگیر دینی ہوتی ہے تو مصارف خیر کی قید لگائی جاتی، نہ یہ کہ ان سے
جو بچے وہ مدد معاش میں صرف ہو، نہ اس کے موافق قیام سے اب تک عملدرآمد رہتا ہے تو ضروریہ موافق وقت ہی میں اور
بند و بست حال میں اس سے متولیان بخاندان ملکیت دکن وقت ثابت کو رائل نہ کرے گا، اور یہ انتقالات جو ان بعض
متولیوں نے کئے اگر اس سے مقصود وہ محاصل ہیں جو بعد مصارف خیر ان کے حصہ میں آئیں جب تو ہی ہر ہے کہ
اس سے اصل وقت پر کوئی عملدرآمد ہو اگرچہ محاصل کا وقت یا قبل وصول پیدا کرنا باطل ہے، اور اگر ان سے نفس رقبہ
باندہ کا انتقال مقصود تھا تو غایت یہ کہ ان کا ظلم باطل و مردود تھا، اس سے وقت پر کیوں حرف آئے لگا، اگر ٹرسٹ کا
رقوم سوائی وغیرہ لین بھی مضافی وقت نہیں، یوں ہی بند و بست اول سے اجرا سے وراثت اگر محاصل میں سے کیا جاتا ہے
اور رقبہ میں سے تو متولیوں کا ظلم ہے بلکہ میان سائل کہ اب تک بعد مصارف خیر جو بچتا ہے تقسیم کرتے ہیں رقبہ میں
اجرا سے وراثت کی خود دینی کر رہا ہے، اور نہ ہی کسی قوان کے موروثی کا سب سے پہلا بیان کہ یہ باندہ وقت ہے، ان کے
ان تصرفات کے ابطال کو کافی ہے، باندہ ملک ہو کہ وقت ہو کہ وقت ٹھہر کر کبھی ملک ہمیں ہو سکتی وراثت کے
اس بیان دل میں نیت عطا کنندہ پر غور میں ہر وقت سب صحیح اور اپنی ہر ہر، بالحد شک نہیں کہ موضع
مذکورہ وقت ہیں اور ان میں کسی کو تصرفات مالک یا انتقالات کا کچھ حق نہیں ۱۱ تقوا اللہ الہیہ بخشودت
(اور ڈرہ اللہ تعالیٰ سے جس کی طرف تم اشارے جاؤ گے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۶۲ از ضلع بجنور موضع چاند پور مسئلہ محمد قلب الدین ۹ ربیع الاول شریف ۱۳۲۴ھ

محمد و مکرّم و معظّم دامت فکرم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپادی قصبہ چاند پور میں موازی ۱ بسوائے یعنی
للہ صحت ہو کل اراضی غیری حسہ ۲۴۸۲ واقع محلہ کوئلہ موافق تھی اس پر ایک دکان بنی ہوئی تھی اس کی آمدنی صرف
مسجد میں آتی تھی چنانچہ بند و بست دہم یعنی ۱۸۶۶ یا ۱۲۶۴ھ میں دکان مذکورہ بخاندان ملک زمین و مالکین اوقاف
تخریب اس کے کیفیت میں (دکان تصرف مسجد) تخریب ہے اسی کے ختم مولوی مجتبیٰ حسن صاحب دیوبندی ساکن
چاند پور تھے دکان منہم ہو گئی اس پر ایک سردری بنائی گئی جو قیام مسافران اور درس گاہ کے کام آتی رہی اور متم
بدستور مولوی صاحب موصوفت رہے اب اس سال سے مولوی صاحب مذکور نے اس کے اوپر ایک پناہ خانہ
تعمیر کر لیا اس کو نہ نانہ مکان کر لیا بیچ کا سابقہ حصہ یعنی سردری اپنی نشست گاہ خاص بنال، اللہ خیر صلا۔

مولوی صاحب کہتے ہیں ہم مکان کے مالک ہیں ہمارا تعمیر کردہ ہے تمہاری بارہ سال عارضی ہے وغیرہ وغیرہ، اور سب چیزیں خدا کی ملکیت میں اور ہم اُس کے بندے ہیں، رضامندی سے وہ چھوڑنے پر رضامند نہیں ہوتے، مجبوراً اعدائے کارروائی کرنا ہوگی چونکہ مولوی صاحب برصوفہ اور اُن کے بھائی مولوی مرتضیٰ حسن صاحب سب مولوی ہیں (مولوی عالم فاضل ہیں، سب لوگ ان کا شاگرد کرتے ہیں بچتے ہیں کوئی دعویٰ کرنے یا مدعی بننے پر رضامند نہیں ہوتا، یہاں ہم صرف دُعا دہی کی حمایت کر سکتے ہیں، البتہ واقعات کے مابین شہادت دے سکتے ہیں، اگر ان کو مدعی بنایا جائے تو گواہ کون رہے سوئے اس کے نامش ہونے پر لوگوں سے توقع ہو سکتی ہے بالفعل یہ خیال ہے کہ مولوی پر ہاتھ ڈالنا گناہ کبیرہ ہے، حتیٰ کہ مولوی عبد الواسع صاحب و میر سجاد حسین صاحب و کلابجور دکیل بننے سے گریز کرتے ہیں اس قحط الرجال میں آپ پر نظر دوڑتی ہے اور گزارش کیا جاتا ہے کہ ہم کو کیا کارروائی کرنا چاہئے اور اس صورت میں شرع شریعت کا کیا حکم ہے اور اگر آپ کا نام نامی بھی ذمہ دہی میں شامل کر دیا جائے تو نامناسب تو نہیں ہے؟ یا کسی اور شخص کا لٹکا جائے؟ جیسی رائے عالی ہو کیا جائے، جواب ہوا پس ڈاک مرمت ہو، فقط۔

الجواب

بجاء اللہ تعالیٰ میں حکم شرعی مانتا ہوں اور وہی بتا سکتا ہوں، قانون سے نہ مجھے واقفیت نہ اس کا مشورہ دے سکتا ہوں، وقف میں تصرف و لٹکا ہر نامناسب ہے، نہ تو لی بے اسرار تو فرس ہے کہ اُسے نکال دیں اگرچہ خود واقع ہو چر جائے دیگر۔ در مختار میں ہے،

وینزع وجوب ولو لواقف ددر، قضیہ
اولیٰ تو غیر عاموں بزازیہ
لا زمانہ موزول کیا جائے اگرچہ واقف ہی ہو، درر۔ تو
بطریق اولیٰ غیر کو اگر وہ مستعدیدہ نہیں، بزازیہ (ت)

اور وقت کا مدعی ہر مسلمان ہو سکتا ہے اور جہدعی ہو ہی شہاد ہو سکتا ہے لہذا لا یتحتاج الی المدعی (کیونکہ دعویٰ کی ضرورت نہیں۔ ت) وہاں کے مسلمانوں پر فرض ہے کہ وقف کو ظلم سے نجات دلائیں۔ دیوبندی عالم دین نہیں اُن کے قوال پر مطلع ہو کر انہیں عالم دین سمجھ کر دھوکہ دے، علما سے حرمین شریفین نے انہی لوگوں کے لئے بالاتفاق تحریر فرمایا ہے کہ،

من شد فی عدا بہ و کفره فقد کفر
جو اس کے عذاب اور کفر میں شک کرے تو وہ
کافر ہوا۔ (ت)

اور بالفرض کوئی عالم بھی ہو تو اس کا ادب اس کا مقتضی نہیں ہو سکتا ہے کہ وقف اس کے دستبرد ظالم نہ
میں چھوڑ دیا جائے، اگرچہ عالم ہے مگر وقف پر ظالم ہے اور اس کی تخلیص فرض۔ یہ بہت چھانڈ رہے کہ سب ملک
خدا ہے اور ہم اس کے بندہ، کیا ایسا کہنے والا اپنے اطلاق اور اپنے اہل میں بھی ان کے لئے یہی گمان کرے گا کہ یہ
سب ملک خدا ہیں اور وہ خدا کے بندے، یہ خاصہ ابا حیر کا مذہب ہے، فقیر کچھری کی یاقت نہیں رکھتا، اس سے
معاف فرمایا جائے اور ہزاروں مسلمان مدعی ہو سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ مسئلہ مردمان عامہ موضع آجری تحصیل کھڑواڑ ضلع، بنالہ جو وسط الہ بخش درزی سب کن پاعری
۲۳ جمادی الاول ۱۳۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت بیوہ نے اپنی تمام اشیاء
جس میں منجملہ دیگر اشیاء کے ایک سکنی مکان بھی ہے مسجد کے نام پر خدا کے واسطے وقف کر دیا اور سند کے لئے ایک
کاغذ پر چند معزز برادری رشتہ کے دستخط کروا کر ایک کاغذ بنایا اور یہ کام کر کے وہ عورت ایک دوسرے موضع
میں اپنی لڑکی کے گھر پر جا رہی اور اس کے چلے جانے کے بعد میں اس عورت کے قریبی رشتہ والوں نے اس
وقف شدہ مکان کی بابت فساد شریک کر دیا کہ وہ مکان مسجد کے نام نہیں دیں گے حالانکہ بیوہ کے کوئی ولاد ذکر
میں سے صاحب حق نہیں ہے اور وہ اپنے مال و جاہ ادنیٰ بلا اشتراک میرے خاوند کے مرنے کے بعد خود مختار
مالک تھی، لہذا اب دریافت امر خاص یہ ہے کہ آیا کوئی شخص بیوہ کی مرضی کے خلاف کچھ کارروائی کر سکتا ہے؟
اور اگر کر سکتا ہے تو کس صورت سے، ورنہ ایسے بددیانت اشخاص کی کیا شرعی تعزیر ہے؟ فقط

الجواب

جو شے اللہ عز وجل کے لئے وقف ہوئی اس میں کسی کو دعویٰ نہیں پہنچتا، یہاں سوال سے ظاہر ہے کہ عورت
نے اپنی حالت صحت میں یہ وقف کیا تو اب کسی رشتہ دار کا اس میں مزاحمت کرنا محض ظلم و نا مسکوٹا ہے اور یہاں
کوئی کسی کو تعزیر نہیں دے سکتا، بڑی تعزیر یہ ہے کہ جس سے بات واقع ہو مسلمان، سے چھوڑ دیں واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ مسئلہ از شہر حیرت پور ملک کاٹھیاوار چھوٹی پوک مسئلہ حاجی املا داد احمد حامد متولی جمعہ مسجد

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یہاں کا طریقہ ہے کہ جب کوئی شخص بیمار ہوتا ہے یا
فوت ہوتا ہے تو اس کی جانب سے اس کے عزیز ایک یا چند قرآن پاک مسجد میں بھیجتے ہیں، اس نیت سے کہ
لوگ پڑھیں تاکہ ہم کو ثواب ملے، اب چونکہ جامع مسجد میں وہ بکثرت جمع ہو گئے اور بیکار رکھے ہیں جن کا انجام سولے
گلے اور بوسیدہ ہونے کے کچھ نہیں ہے کیونکہ پڑھنے والے چند قرآن بکثرت جمع، تو ان کو بدیر کر کے وہ چیر مسجد کے
صوب میں دے سکتے ہیں یا نہیں، مسجد سے ملحق ایک مدرسہ قرآن ہے اور نیز شہر میں بھی قرآن کے مدرسے ہیں ان میں

ن قرآن کو متولی بھیج سکتا ہے یا نہیں نیز اگر اس شہر کے مدارس سے بچا رہیں تو دوسرے شہر کے مدارس میں بھیجے جاسکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب

اگر اُس بھیجنے سے مصحف شریف اُس مسجد پر وقت کرنا مقصود نہیں ہو تا جب تو بھیجنے والوں کو اختیار ہے وہ مصاحف ان کی ملک میں باقی ہیں جو وہ چاہیں کریں اور اگر مسجد پر وقت مقصود ہے تو اس میں اختلاف ہے کہ ایسی صورت میں اُسے دوسری مسجد کو بھیج سکتے ہیں یا نہیں، جب حالت وہ ہو جو سوال مذکور میں ہے اور تقسیم کی ضرورت سمجھی جائے تو قول بوازی پر عمل کر کے دوسری مسجد و مدارس پر تقسیم کر سکتے ہیں اُس شہر کی حاجت سے زائد ہو تو دوسرے شہر کو بھی بھیج سکتے ہیں مگر انھیں ہدیہ کر کے ان کی قیمت مسجد میں ہیں صرف کر سکتے۔ درمختار میں ہے،

وقف مصحف علی المسجد چار و یقرآ فیہ و لا یكون محصورا علی هذا المسجد ۱۰ و اللہ تعالیٰ اعلم۔

مسجد کے نام قرآن کا وقت جائز ہے وہیں اس کی تلاوت کی جائے لیکن وہ اس مسجد کے لئے پابند نہیں ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۵ مستور عبد اللہ رمدار مقام چندہ سی ضلع مراد آباد محلہ سنسبیل دروازہ ۹ جاری الاخر ۱۳۲۹ھ

چری فریاد ملے دین دریا مسجد، ایک باغ عمارت کے دو بڑی مسیاب و بڑی و عظیم بخش مالک تھے اور دونوں کی کوئی اولاد نہیں تھی، عظیم بخش نے ایک بھتیجا لے لیا تھا سہی حسین، اور اُس نے نصبت باغ کا داخل خارج کا خدات سرکاری میں کر دیا عمر تیس سال کا ہوا اور اب تک اُسی کے ہم داخل خارج چلا آتا ہے اب دوسرے بھائی خواجہ بخش نے بھی باغ بیت اللہ شریف لے لیا ہے وقت فی سبیل اللہ وقف کر دیا تھا جبکہ عظیم بخش کا انتقال ہو گیا تھا، ایسی صورت میں حصہ بھتیجا حسین کو پہنچا سکتا ہے یا بھائی مالک ہے! بیزار تو ہو جاؤ۔

الجواب

بیان سائل سے معلوم ہوا کہ وہ نصبت باغ بلا تقسیم عظیم بخش نے بھتیجے کے نام بہرہ کر دیا تھا اور عظیم بخش نے اپنے انتقال کے بعد بھائی کے سوا کوئی وارث نہ چھوڑا تو وہ بہرہ جو بھتیجے کے نام تھا عظیم بخش کی موت سے باطل ہو گیا درمختار و رافع رجوع میں ہے،

الیوم موت احد المتعاقدين بعد قبضہ دے دینے کے بعد متاقدین میں سے کسی کا فوت تقسیم فلو قدہ نطل ۱۰ ہوجانا، تو اگر قبضہ دینے سے پہلے فوت ہو تو عقد باطل ہوگا۔

| | | | |
|------------|------------|---------------------|-----------|
| سہ درمختار | کتاب الوقف | مطبع مکتبہ فی دہلی | ۱/ ۸۱-۲۸۰ |
| سہ | کتاب الحبہ | باب الرجوع عن الیوم | ۲/ ۱۶ |

تو کل باغ کا مالک خواجہ بخش ہوا جب اُس نے وقف کر دیا وقت ہو گیا اب نہ اُس کا ہے نہ بھتیجے کا، خالص ملک الہی ہے
عزوجل۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۶ از علیہ السلام محلہ دہلی دروازہ تکیہ بخش کریم اللہ صاحب مسئلہ عبد الکریم و عبد العزیز و غیرہ ۲۱ رجب ۱۳۴۹
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اسی مسئلہ میں کہ ایک تکیہ اور کچھ اراضی بارہ کے نام سے کہ جو
تھیم الایم سے واسطے فاتحہ حضرت فیض اللہ شاہ صاحب اور حضرت بانام شاہ صاحب کے وقف چلی آتی ہے اور
اُس کے متولی اور متصرف ہمارے اجداد سے تھے اور اس کی آمدنی سے فاتحہ اور عرس ہمیشہ ہوتا رہتا ہے اُس میں
پتے یہ تصرف ہو اگر اس زمین میں کچھ دکانیں بنوا دی گئیں اور پھر تکیہ کی زمین سے کچھ حصہ چند اشیاں ص کے ہاتھ بیع
کر دیا گیا اور بارہ کی زمین میں ایک گنا آباد کر کے اُس کو رہن کر دیا اب استفسار طلب یہ امر ہے کہ آیا یہ بیع اور
رہن اس اراضی موقوفہ کا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اور یہ تصرف کیا حکم رکھتا ہے؟ اس کا جواب بحوالہ کتب بین
فرمایا جائے۔ یتنوا توجوذا (سیان کھجے ابرہائے ت)

الجواب

وقف کے رہن و بیع ناجائز ہیں، درمختار میں ہے،

فاد اقسام ولا یملک ولا یسقط ولا یعبار
جب وقف تمام اور لازم ہو جائے تو کوئی نہ اس کا مالک
ہے نہ کسی کو مالک بنا سکے، نہ عاریتہ دیا جائے
ولا یوہن ین

اور نہ رہن رکھا جاسکے گا (ت)

دکانیں اگر تکیہ میں بنائی گئیں تو قطعاً ناجائز ہیں اور بارہ سے متولی نے منفعت وقف کے لئے بنوائیں اور ان میں کوئی
مخالفت شرط واقف و تفسیر بیانات وقف نہ تھی تو عوج نہیں ورنہ وہ بھی ناجائز ہیں کہ نص علیہ فی حقہ التقییر
والضادی التمسدۃ و غیرہما (جیسا کہ اس پر فتح القدیر اور فتاویٰ ہندیہ وغیرہما میں تصریح کر دی ہے۔ ت)
واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۷ مسئلہ چودھری محمد رشید الدین صاحب اشرف صاحب تعلقہ دارہ انزیری مجسٹریٹ ازبیر ضلع بارہ بنگلی
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ قاضی امیر اشرف صاحب مرحوم نے وفات
پائی ان کے کاغذات سے ایک تحریر پر آمد ہوئی جس کی نقل مطابق اصل شہل استغفار پڑا ہے جو ان کے ہاتھ کی
لکھی ہوئی نہیں ہے مگر جابجا اس کے حواشی وغیرہ پر عبارت اُن کے قلم کی لکھی ہوئی ہے کیا اس تحریر پر عملدہ آمد شرعاً

ہو سکتا ہے یا نہیں، یہ وقت سمجھا جانے کا یا وصیت، اور اس کی پابندی ہر دو طریق سے کسی طریق پر در ثار کے ذریعہ لازم ہے یا نہیں، مینو اتو نیجروا۔

الجواب

یہ نہ وقت ہے نہ وصیت، نہ کوئی شے، نہ اس کی پابندی اصلاً کسی طرح وارث خواہ غیر پر کچھ لازم، یہ ایک وقت نامکمل کا خاکہ ہے جو قلم مورث سے ہے نہ دستاویزوں کے عنوان معروف (میں کہ فلول بن فلول) سے اس کی ابتدا، نہ اس پر کوئی شہادت، ایسا کاغذ ایک ردی پرچے سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا، خصوصاً اس کا ختم اس پر ہے کہ لہذا وقت نام نہاد کو تکمیل و رجسٹری کرانے دیتا ہوں تاکہ سند ہے اور وقت پر کام آئے، فقط۔ زیادہ سے زیادہ یہ گمان ہو سکتا ہے کہ مورث نے وقف کا قصد کیا اور کسی شخص سے اس کا مستودہ کر لیا اور اس میں خود ترمیم کی پھر داسے نہ ہوئی اور اسے موقوف رکھا لہذا تکمیل نہ کی، نہ رجسٹری کرائی۔ یہ اگر بوجہی تو اس قدر سے کچھ نہیں ہوتا کہ ایک ارادہ تھا جو ہو کر رہ گیا، یہ بھی بغیر غرض تسلیم ہے ورنہ ثابت اس قدر بھی نہیں کہ یہ کاغذ مورث نے لکھ لیا یا مورث کی رائے سے لکھا گیا، حواشی پر قلم مورث سے کچھ لکھا معلوم ہونا کوئی دلیل نہیں خط خط کے مشابہ ہوتا ہے، بہر حال وہ ایک مصل کاغذ ہے جس کا کچھ اثر نہیں و شبہ و التئی تریں ہے۔

لا یعتقد علی الخط ولا یصل بکتوب لوقف الادی
علیہ خطوط القضاء الماحیین
خط پر حق، نہ کیا جائے گا، در وقت نامہ میں جو گزشتہ قاضی حضرات کے اس پر خطوط لکھے ہوئے ہیں ان پر علی نہ کیا جائے گا۔ (ت)

موقوفہ الدریہ میں ہے :

کتاب لوقف اما هو کاغذ بہ خط و هو لا یعتقد علیہ
ولا یصل بہ کہ صرح بہ کثیر من علما
وقف کی کتاب، وہ ایک کاغذ ہے اس پر خط ہے جو قابل اعتماد نہیں اور نہ اس پر عمل جائز ہے، جیسا کہ ہمارے اکثر علما نے اس پر تصریح کی ہے (ت)

رد المحتار میں ہے :

ذاکات مصدر معصوماً فکا مطلق اذا اعترف
امت الخط خطہ بنحو ذلک صاوا
جب ابتداء میں عنوان قائم کیا گیا ہو تو پھر ذبانی گفتگو کی طرح ہوگا جب یہ اعتراف بھی ہو کہ یہ میرا خط ہے

لہذا شبہ و التئی تریں کتاب التصار والشہادات الخ اداره القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۱/۳۸
لہذا العقود الدریہ فی تنقیح الفتاوی الحامیۃ، کتاب الوقف ۱/۱۱ و کتاب الدعوی ارگ بار، رقم شمار ۲۰/۲

لم یکن مصدرا معنونا وهذا ذکرہ فی الآخر
 ودکی فی الکفایۃ آخر المکتب عن الشافعی ان
 الصبیحہ مثل الآخر ص فاذا کان مستحب
 مرسوما وثبت ذلك باقراره او ببینة
 فهو كالخطبۃ والبعثون بها صرادا کتب
 علی وجه الصکوک یقول فلان، لعلنی الخ
 منتقن والله سبحانه وتعالى اعلم

یوں لکھے غلام جو غلام ہے، اور اسے طعناۃً واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم (ت)
 مسئلہ زنجبئی درسلہ قاضی شریف عبداللطیف صاحب قاضی بمبئی ۶ ربیع الاول شریف ۱۳۳۷ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۵ حامداً وحمیلاً

ما قولکم ایہا العلماء النکاح (۱) اسے علماء کرام! آپ کا کیا فرمان ہے کہ ت، قاضی شریف عبداللطیف
 صاحب مرحوم مغفور، ۱۸۵۵ء میں بمقام شولہ پور منجانب حکومت مفتی مقرر کئے گئے ۱۸۵۶ء میں بمقام رتناگری اسی عہدہ
 پر منتقل ہو گئے اسی عہد میں محکمہ انا کے لئے ساہوکار اور دھماستہ مسلمانوں کی عاصبت سے ہمیا کر دیا گیا مگر بعد ۱۸۶۴ء میں
 گورنمنٹ نے عہدہ مفتی موقوف کر کے صاحب موصوف کی پیشکش مقرر کر دی جو ان کے صین حیات تک جاری رہی ۱۸۶۶ء
 میں بمبئی کے جماعت المسلمین کے اہل حل و عقد و رسا نے بالاتفاق ان ذات ستودہ صفات کو عہدہ قضا سپرد کیا کہ بختاؤ
 محکمہ افتا۔ رتناگری بھی وہیں کے اکابر و اصناف المسلمین کی اجازت سے بمبئی منتقل ہو گیا بلکہ یہاں کے بزرگان اسلام نے
 اس کی مزید تکمیل فرمائی، آج تک وہ کتب خانہ عطیہ قوم دار القضا کے متعلق سمجھا جاتا ہے اس صورت سے کہ جو
 شخص مسند قضا پر متمکن ہوتا ہے اُس کے قبض و تصرف اور نگرانی میں بطور امانت رہتا ہے، قاضی کو اس میں کسی قسم
 کی کمی کرنے یا کسی کتاب کے فروخت کرنے کا اختیار نہیں ہے، البتہ حسب ضرورت قومی پیسے یا محکمہ قضا کی
 آمد سے اضافہ کر سکتے بلکہ کرتے رہتے ہیں، قاضی شریف عبداللطیف مرحوم و مغفور کے رحلت فرشتے کے بعد ان کا تادم
 ترکہ ورثہ میں تقسیم ہوا مگر کتب خانہ منجمد عطایا سے قوم مخصوص برائے مسند قضا نا قابل تقسیم قرار دیا گیا قاضی صاحب
 مرحوم کے بعد ان کے چھوٹے صاحبزادے جناب شریف محمد صالح صاحب حسب استرخا سے درباب حل و عقد
 جماعت المسلمین بمبئی قضا پر متمکن ہوئے اور کتب خانہ ان کی نگرانی میں رہا ۱۳۳۶ھ میں انھوں نے بھی رحلت

زمانی اور بجائے ان کے جناب شریف عبداللطیف صاحب (ان کے فرزند اکبر) کے سپرد محکمہ قضا اور اُس کے متعلق کتب خانہ کیا گیا۔ پس دریافت طلب صرف یہ امر ہے کہ یہ کتب خانہ جوار القضا کے متعلق ہے اور عطیہ قوم وہ بھی مشکل دیگر مال سرود کے ورثہ میں تقسیم ہو گیا حسب دستور سابق محفوظ و مامون ان حضرات صاحب کے پاس رہے گا جونی الحال خدمت قضا انجام دے رہے ہیں۔

الجواب

جبکہ وہ کتابیں جماعت مسلمین نے محکمہ افتاء یا دار القضا کے لئے جمع کیں قاضی کو ان کا مالک نہ کیا جیسا کہ تعامل مذکور سوال سے واضح ہے تو درجہ قاضی کا اُن میں کوئی حق وراثت نہیں اگر جماعت نے وقف کیں تو ظاہر اور نہ کیں تو ملک جماعت میں یا نفاذ شرعی علی مشتری کی صورت میں ملک مشتری اور وہ نہ جماعت کا ضامن ہے بہر حال ملک قاضی نہیں، غیر قاضی نے جو کتابیں جماعت کے لئے خریدیں اُن میں نفاذ علی مشتری کی صورت یہاں نا درست ہے ہم نے اپنے فتاویٰ کتاب الوقف میں میں کیا ہے کہ نہ چنہ چنہ دہندوں کی ملک پر رہتا ہے اور اُن کی اجازت سے صرف ہوتا ہے خریداری کتب اگر اہل جماعت نے خود نہ کی تو مسموم دیر ہے کہ دوسرا ان کے امر سے کرتا ہے جس اُن کے وہ پے سے دیکھا جاتا ہے جو انہوں نے خود ہی کے لئے بیٹے سے دیا نہ خریداری اور کیا اس صورت میں اُس مشتری کے ملک کتب ہونے کے سے یہ وہ کہ

اولاً جماعت نے اُسے کسی کتاب میں شخص کے شراکادیکل نہ کیا ہو، یعنی کسی جملہ خاص کی نسبت کہ بعینہ یہ جملہ خریدے (یہ کہنا کہ بدیہ یا فلاں مطبع کی بدیہ یا فلاں دکان سے مصری چھاپے کی بدیہ یہ شے معین کے لئے توکیل نہیں جبکہ اس دکان پر مصری طبع کے متعدد نسخے بدیہ ہوں) کہ اس صورت میں وہ نسبت جماعت میں اسے اپنے لئے حشرید ہی نہیں سکتا۔

حیث لم یکن مصنف دفعہ لغز در محنت و وسعت
المحالة فی المحر، ولان فیہ عزل نصفه علی ملک
علی ما قبل الامم حضرت من المومل رد المحتار
عن الہ قانی عن الہدایۃ۔
جب مخالف نہ ہو، تاکہ دھوکا لا اقبل نہ ہو، رد مختار،
اور مخالفت کو بکر میں بیان کیا، اور اس لئے کہ اس
میں اپنے آپ کا معزول ہو نہ ہے جس کا وہ اپنے موکل
کی حاضری کے بغیر مالک ہیں، رد مختار نے باقی
سے بکوالہ بدیہ نقل کیا۔

ثانیاً عقد ایجاب میں جماعت کی طرف مصنف نہ ہو مثلاً اس نے بالغ سے کہ یہ کتاب میں نے تجھ سے جماعت

کی طرف سے خریدی اس نے کہا میں نے بھی یا اس نے کہا میں نے یہ کتاب جماعت کے ہاتھ بیچ کی اس نے کہا میں نے خریدی کہ اس صورت میں نفس مقدہ جماعت ہی کے لئے ہوگا اور مشتری پر نافع نہیں ہو سکتا۔

علی ما حقتا صورة معا صینہا فکتب
السیوع من قاتوا فی تحریر حافل کامل
سینا عطیۃ النسی فی الاستراء لا جدی
بما لا یوحی فی غیرہ ویا اللہ لتوفیق۔

جو ہم نے اپنے فتاویٰ کی کتاب المیراج میں اس کی تعلیمی صورتوں کی تحقیق کی ہے وہ جامع کامل تحریر ہے ہم نے اس کا نام "عطیۃ النبی فی الاستراء للہاجی" رکھا ہے یہ تحقیق اس کے غیر میں نہیں ملے گی، اور توفیق اللہ تعالیٰ سے ہے (ت)

ثالث عقد کرال جماعت کی طرف بھی صفات مذکورے فقط جماعت کا روپیہ دیکر کہا اس روپے کی فلاں فلاں کتاب تجھ سے خریدی۔

من ابغی خریداری میں جماعت کے لئے خریدنے کی نیت نہ کرے ورنہ وہ دینا نہ علی الاطلاق جماعت ہی کے لئے ہے۔

خامس قیمت میں مال جماعت دوسے ورنہ وہ جماعت ہی کے لئے نہیں ملے گی اگرچہ اپنے لئے خریداری کی نیت بتائے،

و تفصیل ذلک فی البحر و المصنوع فی جد المتسار
بقولی وبالجملة اذا كان وکیلا بشرأ شی لا بعینه
فالاضافة قاضیه فان لم توجد فالغیۃ مات
لم توجد فلما قد عند محمد ان سلم الامور
ایضا عن مر الیۃ وان قابل بل نوی فی حکم التقدر
کما لو تخافا فیہا وعند ابن یوسف یمکون التقدر
فی الوحیہن وهو لراحم قد مہ قاضیہ مات و
حدیثہ فی الہدایۃ فتحصل ان الحكم للاضافة
فان لم توجد فلیتۃ فان لم توجد اذ تک ذبا ویف
فلتقدیم و الله تعالیٰ اعلم

اس کی تفصیل تجر میں ہے، ہم نے جد المتسار میں اپنے قول کے ساتھ اس کی تفصیل کی ہے کہ خلاصہ یہ ہے کہ اگر کسی غیر معین چیز کی خریداری کا وکیل ہو تو وہاں نسبت فیصل بنے گی اگر نسبت نہ ہو تو پھر نسبت پر فیصل ہوگا اگر نسبت بھی نہ ہو تو پھر خریداری کی نیت معتبر ہے جب آدمی علیہ کرہ کہ خریدنے کی نیت نہ تھی پھر اس کے خریدار وکیل نے اسے اس نیت کو کہے خرید اسے تو صرف ایسی صورت میں امام محمد کے ہاں مروج سکے پر فیصل ہوگا اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ کے ہاں دونوں صورتوں میں سکے کو فیصل مسترد دیا جائے گا اور بھی راجح ہے، قاضی حارث نے اس پر پہلے

ذکر کیا اور آج میں اس کی دلیل کو بعد میں ذکر دیا تو حاصل یہ ہوا کہ اضافت پر حکم ہوگا اور نہ نیت پر، اگر نیت نہ ہو،
لے جد المتسار حاشیہ رد المحتار

دونوں اختلاف کریں تو پھر فقہ پر فیصلہ ہو گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

یہاں اگرچہ نفاذ علی مشتری سے تین مانع اول کثیر الوقوع نہیں مگر خامس ہی غالب ہے اور کتاب میں لاکھ ستر چھت یا داخل کتب نہ آتا۔ وقفا کرنا رابع پر مشہد۔ یونہی وہ کتابیں کہ قاضی نے قومی جیسے یا آمدنی دار انقضا سے خریدیں یہاں بھی ظاہر عبارت سوال یہ ہے کہ قاضی نے اپنے مال سے نہ خریدیں اگرچہ اس کی خواہ بھی اسی پیشہ یا آمدنی سے ہوتی ہو مگر عبارت اس سے ساکت ہے کہ قاضی کا شمار بھی باہر جماعت تھا یا بطور خود۔ اگر صورت اولیٰ ہے کہ قاضی نے اس مال سے کتابیں باہر جماعت خرید کر داخل کتب خانہ نہ کر رکھیں تو ان کا بھی یہی حکم ہے کہ وہ وقعت یا ملک بچت ہوئیں کہ اب قاضی وہ مشتری ہے جس میں و بر رابع و خامس مانع ملک ہیں، اور اگر صورت ثانیہ ہے تو اسے مانع نفاذ صرف وقت ایجاب بیع میں اصافہت بجماعت ہوتا ہے وہیں۔ اگر یہ اضافہ نہ ہو تو ایجاب میں مشتری کی طرف اضافہ صراحتاً دلالت سے چارہ نہیں در نہ بیع ہی نہ ہوگی۔ تجنیس نامہری و نہ تارخایہ و ہدیہ میں سہت:

لو قال من فروختم این بندہ ہزار درم تو حسنہ خریدی
فقال محیباً له خریدم تم البیع، ام لو قال
من فروختم این بندہ را ہزار درم فقال مشتری
خریدم ولم یزد علی هذا لاینوں بیعاً بعد
لاضافة هذا اقول ای ادا لہ تجرینہما
السائمة والاکفی بہما دلالة کقولہ
فہما تو خریدی فانہ ایضاً لیس باضافة
فب الا یجب انساہیہ دلالة علیہما
وذلك اعنی الاکتفاء بدلالة الاستیاء
کما فی تجنیس الامام صاحب
المعدایۃ ثم الفتح لوقال
لاخر یفسد ہما جبریم
بینہما مقد مات البیع
بعثت هذا بالفتن ولم یقل

اگر کہ میں یہ غلام ہزار درم میں فروخت کرتا ہوں تو خریدیگا
تو دوسرے نے جواب میں کہا میں نے خریدا تو بیع
کام ہو جائے گی لیکن اگر یوں کہا میں یہ غلام ہزار درم
میں فروخت کرتا ہوں تو دوسرے نے کہا میں نے
خریدا، اور اس پر کوئی ذمہ داری نہ کی تو بیع نہ ہوگی
کیونکہ اس صورت میں خریدنے کی نسبت اس غلام
کی طرف نہ ہوئی اہ اقول (میں کتابوں) یہ اس
صورت میں ہے کہ جب پہلے اس غلام کے متعلق
سودے کا ذکر نہ ہو، ورنہ یہی نسبت کافی ہے جو دلالت
موجود ہے جیسا کہ یہاں بھی ایجاب یعنی تو خریدی میں
میں نسبت نہ کر نہیں اس میں صرف دلالت نسبت ہے
اور یہ یعنی بھاد لگانا نسبت کے لئے کافی ہے جیسا کہ
صاحب ہادیہ سے تجنیس میں پھر فتح میں ہے کہ
ایک نے دوسرے کو کہا میں نے یہ ہزار میں فروخت کیا

منك وقال الآخر اشتریت صبح و اور تجھ سے " نہ کہا۔ اور دوسرے نے کہا میں نے خریدی۔
لزم ۱۰

جیکہ دونوں میں پہلے بیع کے مقدمات دہاؤ وغیرہ ہو چکے ہوں تو بیع صحیح اور لازم ہو جائے گی (دست)
اور جب ایجاب میں مشتری غیر مالور کی طرف اضافت ہے اگرچہ اسی قدر کہ اول قول اسی نے کیا تو بیع اسی کے حق میں نافذ ہوگی لان الشراء حتی وجد نفاذ اعلیٰ مشتری بعد (کیونکہ جب خریداری شئی پر نافذ کرتے پائی جائے تو وہ مشتری پر نافذ ہو جاتی ہے۔ مت) عام ازیں کہ قبول میں بھی اسی مشتری کی طرف اضافت ہو مثلاً بائع کے ہاتھ تیرے ہاتھ بیع کیں گے میں نے اپنے لئے خریدیں یا پھر یہ کہ پھر وہ خواہ قبول میں کسی طرف اضافت ہو۔ مثلاً بائع کے ہاتھ تیرے ہاتھ بیع کیں گے میں نے لیس یا قبول کیں یا کہ میں نے اپنے لئے خریدیں گے میں دیں یا بیع خواہ قبول میں جماعت کی طرف اضافت محمد قابل تاویل ہو جو عقد جماعت کے حق میں متعین نہ کر دے کہ اس صورت میں جب اختلاف ایجاب و قبول بیع ہی باطل ہوگی جیسے وہ کہے میں نے تیرے ہاتھ بیع کیں یہ کہے میں نے جماعت کی طرف سے قبول کیں، تاخیر میں ہے۔

لوقا ان العسرو اشتریت هذا لفلان مكد وقال اگر فضولی نے کہا یہ میں نے فلان کے لئے خریدا، اور بائع نے کہا میں نے تجھے فروخت کیا، تو صحیح یہ ہے کہ بیع باطل ہوگی بلکہ صورت یہ ہو کہ مثلاً وہ کہے میں نے تیرے ہاتھ بیع کیں، یہ اس نے ایجاب کیا اب یہ قبول میں کہے میں نے جماعت کے واسطے خریدیں کہ وہ سلسلہ لمانہ و خاطر و متع بہت معانی کو محتمل ہے۔ مختار و فتح میں ہے۔

ان قال اشتریت منك هذا العین لاجل فلان فقال نعم او قال المالك بعست منك هذا العین لاجل فلان فقال اشتریت لا یتوقف علی اجازة فلان لانه وجد نفاذ علی مشتری حیث اصبحت الیه ظاہر افلا حاجة الی الايقاف علی هذا العین وقوله لاجل فلان یمتثل لاجل نفاذ و شفاعتہ وغیر ذلک ۱۰

اگر فضول کہے میں نے تجھ سے یہ چیز فلان کے لئے خریدی اور بائع نے کہا میں نے فروخت کی، یا یوں کہ مالک کہے میں نے یہ چیز تجھے فلان کے لئے فروخت کی تو یہ جواب میں کہے میں نے خریدی، تو بیع موقوف نہ ہوگا، کیونکہ جب مراحضہ خریدار پر بیع کا نفاذ کیا جا رہا ہے تو اب اس کی اجازت اور رضا پر موقوف رکھنے کی ضرورت نہیں، اور بیع میں، حلال کے لئے، کہ قصد کی سفارش پر محمول کیا جائیگا۔ (دست)

| | | | |
|-------|-----------------------|--------------------|---------------------|
| ۵۹/۵ | کتبہ نوریر رضویہ سکھر | کتاب البیوع | فتح القدر |
| ۳۵/۶ | کتبہ نوریر رضویہ سکھر | فصل فی بیع الموقوف | فتاویٰ قاضی خاں |
| ۹۱/۶ | کتبہ نوریر رضویہ سکھر | فصل فی بیع الفضولی | فتاویٰ مع فتح القدر |
| ۱۹۰/۶ | | | فتح القدر |

اس مسئلہ کی تحقیق بازنہ و تنقیح بالغ ہمارے اسی رسالہ عطیۃ النبی فی الاشتراء للاجنبی^{۱۳} میں ہے اس تعدیرو پر قاضی کے دل میں وقت شرائع جماعت کے لئے خریدنے کی نیت ہوئی یا قیمت مال جماعت سے لدا کرئی کچھ مانع نفع از علی مشتری نہ ہوگا۔ در مختار میں ہے،

لو اشترى لغيره بعد عليه اداء الموضع المحب
عمده ینے اگر غیر کے لئے خریدی تو اس پر نافذ ہو جائیگی جب
بالغ نے فروخت کرنے کی غیر کی طرف نسبت نہ کی ہو (ت)

فتاویٰ امام قاضی خان و غرائز المقتین و دیگر امام کردی میں ہے،

يقول المالک بعت هذا منك بكذا فقال
الفضولي قبلت واشتريت ونوى الشراء لفلان
فان الشراء بعد عليه ولا يتوقف ینے
مالک کہے میں نے تجھے یہ چیز فلاں رقم پر فروخت کی اور
جواب میں فضول کہے میں نے قبول کی یا خریدی اور
نیت فلاں غیر شخص کے لئے خریداری کی، تو یہ خریداری
اس فلاں کیلئے نافذ ہو جائیگی اور موقوف نہ ہوگی (ت)

فتاویٰ خیر میں ہے،

لا يلزم من الشراء من مال الاب ان يكون
المبيع للاب ینے دلیل از مر من الشراء من مال الاب ان یكون
والد کے مال سے خریداری ہو تو یہ لازم نہیں کہ خریدی ہوئی
چیز والد کے ہوگی (ت)

اس صورت میں اگر کتب خانہ وقت سے تو قاضی کا کتاب خرید کر اس میں دخل کر دینا واقع کرنا ہی سمجھا جائیگا کہ
اس کے لئے دلالت کافی ہے تصریحاً زبان سے لفظ وقت کما ضرور نہیں جس طرح لوگ مسجد میں دوٹے چٹائیاں رکھتے
ہیں اور اگر وقت نہیں اور یہ کتابیں قاضی نے خرید کر جماعت کو دے دی تو اب ملک جماعت ہو گئیں کہ یہ دینا عاریتہ
تھا نہ بالمعاوضہ، تو بہرہ قرار پاسے گا اور بعد قبضہ مفید ملک ہوگا،

قال في رد المحتار بعد على المشتري فان دفعه
المشتري اليه واخذ الثمن كان بيعاً بالتساعلي
بينهما ۛ وکتبت عليه اقول یعنی اذا
رد المختار میں فرمایا خریدار پر بیع نافذ ہو جائے گی تو اگر
خریدار نے اس کو دے کر قیمت وصول کر لی تو یہ دونوں
میں بیع بالتساعلی (علی لیرین) ہوگی اور اقول (میں)

| | | | | |
|---------|-------------------------------|-----------------------|-------------|--------------------|
| ۳ / ۲ | مطبع مجتہائی دہلی | فصل فی الفضولی | کتاب البیوع | لے در مختار |
| ۳۵۱ / ۲ | نو کشور لکھنؤ | فصل فی البیوع الموقوف | کتاب البیوع | لے فتاویٰ قاضی خان |
| ۲۱۹ / ۱ | دار المعرفۃ بیروت | کتاب البیوع | کتاب البیوع | لے فتاویٰ خیر |
| ۱۳۷ / ۲ | دار احیاء التراث العربی بیروت | فصل فی الفضولی | کتاب البیوع | لے رد المختار |

كان الدفع على جهة اليمين كما قيد به في
الهداية والدر المختار من الوكالة اما اذا دفع
اليه مجاتا يكون هبة كمن اشترى ثوبا وقطعه
قيصا لتلميذ وسلمه اليه ملكه التلميذ كما
سبق في الهبة۔^۱

کتاہوں، یہ جب ہے کہ دینا بیع کے طور پر ہو جیسا کہ
اس قید کا ذکر، پذیر اور مختار کے وکالت کے باب
میں ہے، لیکن اگر یہ دستی دینا بطور مفت ہو تو ہر قدر
پاسے کا جیسا کہ کوئی چیز خرید کر شاعر کے لئے قیص بنائے
اور پھر شاعر کے ہاتھ سوئپ دے تو شاعر مالک
ہو جائیگا جیسا کہ ہر کے باب میں آئے گا۔ (دست)

اقول مگر یہ اس وقت ہے کہ قاضی جاسنے کی شرائط پر نافذ اور کتاب کا مالک میں ہوا ہوں ورنہ غلط فہمی کی
حالت میں اس کا اپنی ملک سے اخراج کا قصہ تحقق نہیں ہو سکتا کہ اپنے آپ کو مالک ہی نہ بجھتا،

ولا عبرة باطن البين خطوط اشياء، ومن
رفع شيا طائفاً عليه ثم بان انه لم يكن
عليه يسترد كما افاده في الغيرية والعقود
المدنية۔

ملنے یہ فائدہ سبب کیا (ت)

تفہیم و تہذیب میں ہے،

يشغلان محط هذا فقد استل به العامة
والخاصة يستعينون بالناس في الاحتطاب
والاحتشاش فيشت المنك للاخوان فيهما
ولا يعد لكل بها فينعتونهما قبل
الاستيهاب بطريقة الادون فيجب
عليهم مثلها اذ قيمتها وهم
لا يشعرون^۲ اء وعدهم الا ذلت
فيما ذكر و انت كالت لنا فيه

اس فائدہ کو یاد رکھنا چاہئے۔ لوگ تو عام و خاص اس
میں مبتلا ہیں کہ لوگوں سے ٹکڑی اور گھاس وغیرہ کاٹنے میں
مدد لیتے ہیں حالانکہ مدد کرنے والوں کی ان چیزوں میں ملکیت
ثابت ہو جاتی ہے اور لوگوں کو علم نہ ہونے کی بنا پر وہ
مددگار کی ان چیزوں کا ہر اور اجازت حاصل کئے بغیر
صرف کر لیتے ہیں تو ان پر ان چیزوں یا ان کی قیمت کا واپس
کرنا لازم ہوتا ہے حالانکہ ان کو اس کا علم تک نہیں ہوتا
۱۔ متذکرہ صورت میں اجازت نہ ہونا، اگرچہ ہمیں اس

ملہ جہد حاشیہ روالختار ۱۰۰۰ الاشیاء والنظار القن الاول اداره القرآن کراچی ۱/۱۹۳

۱۰۰۰ العقود المدنیۃ کتاب الشرکۃ ۱/۱۹ و کتاب المداینات ۲/۳۲۹

تذکرہ مدنیۃ کتاب الابارۃ ابواب السادس فرانی کتب خانہ پیشاور ۲۵۱/۴

کلامہ بیاض فی رسالتنا عطاء النسی لا خاصۃ
احکام ماہ النسی لکنہ لا یجدی ہذا لادب
الاذن یطعن المتصرف ویسقط الصماحت لکن
لا یسقط ملک المالك وفيہ الکلام ہذا۔

میں کلام ہے جس کو ہم نے اپنے رسالہ عطاء النسی زافضہ
احکام ماہ النسی میں بیان کیا ہے لیکن یہاں اس کا
فائدہ نہیں، کیونکہ اجازت تصرف کو جائز اور ضمان کو
ساقط کرتا ہے لیکن مالک کی ملکیت کو ختم نہیں کرتی جبکہ
یہاں کلام اسی میں ہے (ت)

اسی طرح اگر قاضی نے جماعت کو نہ دیں بلکہ کتب خاند خیر و فنی میں آپ داخل کر دیں اگرچہ اپنی ملک بھی جانتا ہو
جب بھی اس کی ملک سے خارج نہ ہو گی اگر پرانے مال میں اپنا مال رکھ دینا ملک زائل نہیں کرتا بالحد صرف یہ دو صورتیں
ایسی نکلیں گی جن میں بعض کتب خریدہ قاضی ملک قاضی میں رہیں مگر از انہی کہ غنم دوسرے کے مال سے دیا ہے سکا
تاوان ذمہ قاضی رہا جن کتابوں کی نسبت یہ صورت ثابت ہو وارثانہ قاضی انھیں لیں اور جو قیمت ان کی قاضی نے قومی
پیسے یا دارالقضا کی آمد سے ادا کی وہ واپس دیں ہذا ما ملھونی والعلم بالحق عند ربی (مجھے یہ معلوم ہوا ہے
جبکہ حقیقی علم میرے رب کے ہاں ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

رسالہ

جَوَالُ الْعُلُوتَيْنِ الْخُلُو

(مسئلہ خلوی وضاحت کے لئے بلندی کی گردش)

مسئلہ از قصبہ لاہور، ضلع سیٹاپور، بنگال سید شاہ وکایت احمد صاحب، مسئلہ وجہ الحسن صاحب
۲۰ ذی الحجہ ۱۳۳۶ھ

(۱) اتفاق میں کسی شخص کو کچھ اراضی بطور خلوس کا ذکر شامی ج ۴ کتاب المبیوع بحث خلوا لوانیت میں ہے زمینگی
لے کر اس شرط پر دینا کہ وہ اجر مثل سال بسال اپنے زمینگی میں محسوب کرتا رہے جائز ہے یا ناجائز، اور واضح رہے
کہ اس حصہ اراضی موقوفہ کاشگان سالانہ جس موقوفہ عید کے واسطے مخصوص ہے اس نے اپنی ضرورت کے واسطے
زمینگی لیا ہے اور اسی نے زمینگی لینے والے سے معاملات خلوی کی ہے اور اس موقوفہ عید کو اس حصہ موقوفہ پر
حق متولیانہ بھی حاصل ہے۔

(۲) صاحب خلوی کو یعنی جس کو ایسی اراضی دی گئی ہو اراضی کاشگان یعنی اجر مثل ادا کر کے جو منافع اس اجر مثل سے
لائے ہو، لینا درست ہے یا نہیں؟

(۳) اگر صاحب خلوی خود اپنی کاشت کر کے یا اپنی کوشش سے اجر مثل کی آمدنی سے زائد آمدنی اور ضعیف مذکور کے

اپنے مقابلہ غلو کے زمانہ میں بڑا مددے تو اس اضافہ کا صاحب غلو مستحق ہے یا نہیں؟

(۴) نمبر ۲ و نمبر ۳ کی صورت بظاہر دین غلطی کی سی ہے اور یہی دخلی کا منافع سود ہے، پس غلو اور دین غلطی میں کیا فرق ہوا اور جواز غلو کی کیا صورت ہے اور نفس غلو کوئی سامعہ ہے اور اس کی کیا تعریف ہے؟

(۵) ایک وقت قدیر مشہورہ خاندانی میں اہل خاندان موقوف علیہم و متولیان نے ضرورت مصارف ضروریہ و قفنی پر آمدنی وقت موجود نہ ہونے کی حالت میں اور مہاجران سے جوہر وقت قرضہ نہ ملنے کی وجہ سے اکثر اوقات یہ کیا کر بعض حصص اراضیات وقت کو زرخیزی کے کر زرخیز کر دینے والے کے قبضہ میں دے دی اور اسادین ٹھیکہ نامہ لکھ دی کہ اس قدر سالہ زرگان اس اراضی کا ٹھیکہ دار اپنے زرخیزی میں بھر کرتا رہے اور بعد وصول کل زرخیزی نہ کرے ایک حصہ میعاد پر وہ اراضی صاحب غلو سے واپس ہو کر متولیان و موقوف علیہم کے قبضہ میں آگئی، اس کارروائی سے منکرین وقت عدم وقت کا استدلال کرتے ہیں، یہ استدلال صحیح ہے یا نہیں اور معاملات ٹھیکہ داری مذکور معاملات غلو سے کہیں جاسے گی یا اس کے علاوہ ناجائز بھی جائیگی اور ان واقعات از کتاب وقت کا عدم ہو جائیگا یا باقی ہے گا اور یہ فعل کا مرکب قابل توہیت رہے گا یا نہیں، اگر کسی کے مورث نے یہ فعل کیا ہو تو اس کا وارث توہیت پائے گا یا نہیں؟

الجواب

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله الذي لا حول لشيء من كرمه و حلاله و الاسلام على من وقف على ان يكون موافقاً له و على اهل و اصحابه التولية اجراء حكمه و حكمه.

اولاً غلو خود باطل و بے اصل ہے، مذہب حنفی بلکہ فوسوہ بن تک مذہب اربعہ میں کہیں اس کا پتا نہیں، دسویں صدی میں ایک عالم مالکی الذہب امام ناصر الدین لغاتی قدس سرہ نے اسے جارتزیک، اسی صدی کے نصف آخر میں صاحب اشباہ و رجائہ قالے نے اسے برخلاف مذہب اعتباراً و بے خاص پر مبنی قرار دیا، اسی صدی اور اس کے بعد کے محققین مثلاً شیخ الاسلام علی مقدسی و علامہ حسن شریلالہ و علامہ محمد آفندی زیرک زادہ و علامہ خیر احمد دہلوی و علامہ سید احمد قوی وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ نے اسے رد فرمایا۔ حاشیہ الری علی الاشباہ میں ہے،

قوله و يصير المحل في الحانوت حقاله الخ قول
والفتوى على خلاف ذلك مقدسى
اسس کا قری کر اور دکاتوں میں غلو اس کا حق بن جاتاہے
اقول (میں کہتا ہوں) فتوی اس کے خلاف
ہے، مقدسی۔ (ت)

اسی میں ہے۔

قد علمت ان الصحيح خلافه بقوله ان
المذهب عندنا اعتبارا بالعرف المتخاص

شرح الاشباہ و التریک زادہ میں ہے۔

العرف لا یجوز ما کان محظورا فی الشرع و احصا
بیم الخواد لم یکن ملاصقا بالمذہب فی تشرعا
فان حق لیسالک و اما وضعه فی المذہب بالاجماع
مشروع لکن المذہب اذا کان معکای علی صاحب
حراجہ منه ذاللقضی مدته المعروف و
ان لم تکن له مدة معلومة تكون الاجاب سواة
فاسدة و کذا اذا کان المذہب قد نص
الفقهاء علی انه لا تجوز الاجاب سواة فیه فوق
ثلاث سنین کما فی الوقایة فلا اعتبار للعرف
سواء کان خاصا او عاما حیث وجد النص فی
الشرع علی خلافه و قد مر من تحقیقه
فتن ذکرہ

اسی میں اس سے ایک ورق قبل ہے۔

انما یعتبر العرف والعادة فیما لم یرد نص
الشرع علی خلافه و ینقل فی السطور
الثالث بعد هان ان المذہب والحدود المذہب
غیر مضبوطین بحال فلا یعتبر فیہ العرف بعد
النص علی خلافه من الفقهاء

لہ نیز ہذا التواقر علی الاشباہ و التفریح الاشباہ

شرح الاشباہ و التریک زادہ

لہ

تو معلوم کر چکا ہے کہ صحیح اس کے خلاف ہے اس کے قول سے
کہ عرف خاص کا اعتبار نہ ہوتا مذہب ہے (ت)

عرف جب شرعا ممنوع ہو تو معتبر نہیں، لیکن منلوک
بیع اگر دکانوں سے متعلق نہ ہو تو شرعا جائز ہے کیونکہ
یہ غلامانک کا حق ہے لیکن یہ دکانوں کے حبارہ میں
مشروع ہے مگر دکان اگر کسی کی ملکیت ہو تو معینہ مدت
ختم ہو جانے پر مالک ہی آمدن کا حقدار ہوگا اور اگر
مدت معین نہ ہو تو یہ اجارہ فاسد ہوگا اور نہ ہی اگر دکان
وقف ہو تو بھی وہ اجارہ فاسد ہوگا کیونکہ فقہاء کرام
نے تصریح کی ہے کہ وقف کا اجارہ تین سال سے زائد
جائز نہیں ہے، و قایہ میں ہے، لہذا جب کوئی
عرف شرعی نص کے خلاف ہو خواہ عرف عام ہو یا خاص
تو اس کا اعتبار نہ ہوگا، اس میں ہماری تحقیق گڑبکی
ہے، اسے یاد کرو۔ (ت)

وہی عرف اور عادت معتبر ہے جس کے خلاف شرعی نص
نہ ہو، اس کے بعد تیسری سطر میں نقل کریتے کہ امانت
اور کرایہ پر دی ہوئی عین چیز کسی حال میں مصروف نہیں ہوتی
لہذا اس کے ضمان پر عرف ہو تو اس کے خلاف فقہاء
کی نص ہونے کی وجہ سے یہ عرف معتبر نہیں ہوگا،

وہد اما اشار الیہ بقولہ وقد مر منہ
تحقیقہ۔

غزالیہ میں ہے ،

(قوله على اعتبار (أي العرف الخاص))
ينبغي ان يفق بان ما يقع في بعض اسواق
القاهرة من حلول الحوايت لاس ما ويصير
لحل حقاله قيل عليه كيف ينبغي ان
يفق به مع كونه محالاً لقواعد الشروع
الشرعية انتهى وقال شيخنا (يريد العلامة
الشرعية في رحمها الله تعالى) في رد لتسم
"مفيدة الحسن" بعد نقل كلام المصنف
مرحمه الله تعالى قوله ينبغي ان لا يبيح
فانه لا مماثلة بين ما اعتبر من المسائل
المبيحة على العرف الخاص وبين المحلو
لان اعتبار العرف الخاص على ما قيل به
في جميع تلك المسائل ضررها التزم به
فعلها مختار لنفسه او مقتصر في
استيفاء شروط يمنع عنه الضرر او اما الوقف
فناظره لا يملك اتلافه ولا تعطيله وقد
ثبت ان المذهب عدم اعتبار العرف الخاص
اسي میں ہے ،

قد اشتهر نسبة مسألة الخلوات الى مذهب

یہ وہ عبارت ہے جس کے متعلق انھوں نے اشارہ
کرتے ہوئے کہا "اور ہماری تحقیق اس میں گزری
ہے۔ (ت)

قوله على اعتبار (يعني عرف خاص) کے اعتبار پر ،
یہ فتویٰ مناسب ہوگا کہ قاہرہ کے بازاروں میں جو کانوں
کا خلو ہے وہ لازم ہو اور خلو اس کا کہتے ہیں جسے اس
پر اعتراض ہے کہ یہ فتویٰ کیسے مناسب ہوگا جبکہ
یہ شرع شریف کے قواعد کے خلاف ہے اور ، اور
ہمارے شیخ (ان سے مراد علامہ شریف بن علی رحمۃ اللہ تعالیٰ
علیہ) نے اپنے رسالہ مفیدۃ الحسنی میں مصنف رحمۃ اللہ
تعالیٰ کا کلام نقل کرنے کے بعد فرمایا قولہ ينبغي ان
یہ ، یہ غیر مناسب ہے کیونکہ عرف خاص میں معتبر
مسائل جو بیان ہوئے ان میں اور خلو میں کوئی مماثلت
نہیں ہے کیونکہ عرف خاص والے تمام مسائل میں یہ
اعتبار ہے کہ ان میں ضرر وال چیز کو خود فاعل نے
اپنے لئے پسند کیا ہے یا ضرر سے مانع شرط کو پورا کرنے
میں اقتدار کیا ہے لیکن وقف کا نام تو اس میں کسی چیز
کے تلف یا معطل کرنے کا ملک نہیں ہے اور جبکہ یہ
ثابت ہو چکا ہے کہ عرف خاص کا اعتبار نہ کرنا
مذہب ہے۔ (ت)

مسئلہ خلوات نسبت عالم دیر حضرت مالک بن انس

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف مشہور ہے حالانکہ ان کی اور
ای کے کسی شاگرد کی اس میں تصریح نہیں ہے۔ بدر
العراق مالکی نے فرمایا ہے کہ میرے علم کے مطابق غلو
کا مسئلہ فقہاء کے کلام میں مذکور نہیں، اس میں صرف
علامہ ناصر الدین لقانی کا فتویٰ ہے جس کو انھوں نے
عرف پر مبنی قرار دیا ہے الخ (ت)

علامہ شرنبلالی کا ایک رسالہ ہے جس میں لاشبہاء کا
رد کیا ہے اور کہا ہے کہ غلو کا قول ایک مالکی مت فر عالم
کے سوا کسی نے نہیں کیا اس نے یہ فتویٰ تک لے دیا کہ
اس کا وقت صحیح ہے حالانکہ اس فتویٰ سے لازم آتا
ہے کہ مسلمانوں کے وقت کا فزوں کو منتقل ہو جائیں اس
سبب سے روہ مرکو اپنے گرجوں کے لئے وقف کر دیں گے
اور دکان کا مالک جب غلو اسے کو اپنی دکان سے بیٹل
نہ کر سکے گا تو لازم آئے گا کہ آزاد و مکلف شخص اپنی ملکیت
سے متروغ ہو جائے اور اس کا مال تلف ہو کر رہ جائے
بلکہ یہ سب کچھ وقف میں جائز نہیں ہے اور وقف کے
مگر ان کو غلو اسے کی بے دخلی سے منع کرنا وقف کے
منافع کو ضائع کرنا اور وقف کی لگائی ہوئی شرط کو مطلق کرنا ہے اور غلو (میں کہتا ہوں)، غلو نے جو
فرمایا ہے وہ حق ہے مگر ضائع ہمارے زمانے میں۔ (ت)

ثانیاً ضرورت سوال کو غلو سے بھی کچھ علاقہ ہیں۔ غلو اس تحقیق و تنقیح پر جو توفیق اللہ تعالیٰ ہم نے اپنی
تعلیمات رد المحتار میں کی یہ ہے کہ مکان یا دکان یا زمین کا مستاجر اپنا اجارہ ہمیشہ باقی رکھنے کو اس میں اپنے

عالم المدینۃ مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ
عنہ والحال ان لیس فیہا نفی عنہ ولا عن
احد من اصحابہ، حق قول البدر العراقی
(مالکی)، انه لم یقع فی کلام الفقہاء التعرض
بمسئلة الخردیما علم و اس فیہا متیان للعلامة
ناصر الدین لقانی بناھا علی العرف الخ۔
رد المحتار میں ہے ا

لعلامة الشربلا في رسالة رد فيها على لاشباه
بان المخلول لم يقل به الا متاخر من المالكية
(حقى افق بصحة وقفه ولم يرد عنه ان
وقای المسکین صارت للكافرين بسبب وقف
خبرها على كنفهم ورس عدد اخراجه صاحب
المعانيات لصاحب المخلولين من حجة الخس
المكلف عن ملكه واتلاف حاله بل لا يجوز هذا
في الوقف وفي منع الباطل من اخراجه تعویث
بمع الوقف وتعطيل ما شرطه الواقف ا
ملخص قلت وما ذكره حق خصوصاً في ضمانتها
هذا

مال سے نہ اپنے لئے بلکہ اُسی شئی متاجر سے الحاق اور اس کی حیثیت برعائے اُس کے واد کی تکمیل کے واسطے کچھ زیادت کرے خواہ متصل یا متصل قرار یا بے اس کے جیسے عمارت یا گزرائیں یا درویشی کا سامان یا پانی کے نل و مثال ڈمک، یا خود نہ کرے متاجر کو اس کے دو پے دسے دسے جو اجرت کے علاوہ ہوں اس مال کے مقابل جو اسے ابقائے اجارہ کا حق متا ہے اس کا نام غوس ہے رسالہ تحریر العبادۃ لعلامۃ الشامی میں ہے،

قال، لعلامة الشامی فی رسالته تحریر العبادۃ فیہم
فیہم هو الحق بالاجارۃ (تنبیہ) قد یثبت
حق النقر بغير البناء والعرض بان تکوم
لازم من معطلة فیستاجرھا من المتکلم
علیہا لیصلحھا للزراعة ویجرشھا ویکسبھ
وهو المسمی بمشد المسکة فلا یتبع من
یدہ ما دام یدفع ما علیہا من القسم
المتی صرفت کالغیر ونحوہ و اذا مات من
ابن ترجہ لابنہ یقوم مقامہ فیہما، و
قد رأیت بخط شیخ مشائخ حاتمۃ الفقہاء
الشیخ ابراہیم المسائخاف الغزی
المسکۃ عبادۃ من استحقاق الحرثۃ
فہ امر من الغیر و ذکر فی
المعامدۃ انہا لا تورث
وانما توجہ للامت القادر علیہا
ومن البتۃ انہا، شم افاض فی
میان الکردار والمسکن والمجدد
وانہا اعیان قاشۃ فی الامرض
الحق ان قال وهذا تفسیر

علامہ شامی نے اپنے رسالہ "تحریر العبادۃ فیہم" حواشی
بالاجارۃ میں فرمایا (تنبیہ) کہ یہ ثابت
لگائے بغیر حق استعراق شاست ہوتا ہے مثلاً ان کے کوئی
زمین نہ پڑی ہو تو کسی عاقل شخص کو اجارہ پر دی جائے
تاکہ وہ اس کو زراعت کے لئے تیار کرے اور اس کو
کاشت کر کے آباد کرے جس کو مشد المسکہ کہا جاتا ہے
تو یہ زمین اس کاشتکار سے اس وقت تک واپس
نہل جائے گی جس تک وہ اس کا متصرف محض مثلاً
مشروغہ و یا رہا ہے اور اگر وہ کاشت کار کوئی نہ چھوڑ کر
فوت ہو جائے تو یہ کاشتکاری کا حق اس کو منتقل
ہو جائے گا اور وہ یہاں اپنے باپ کے قائم مقام قرار
پائے گا۔ میں نے اپنے شیخ الفاضل خاتمۃ القضاہ
الشیخ ابراہیم المسائخاف الغزی کا کتبہ جو دیکھا ہے کہ
"مسکۃ" حیر کی زمین میں کاشتکاری کے استحقاق کا
نام ہے اور عادیہ میں ذکر کیا ہے کہ اس استحقاق میں
دراشت نافذ نہ ہوگی بلکہ صرف کاشت کاری پر تقار بیٹے
کو یہ حق منتقل ہوگا اور چوٹی کو استحقاق نہ ہوگا۔ اور پھر
انہوں نے کراہی داری ہسکتی اور جدک کی رضا میں
ذیاء کراہی زمین میں باقی رہنے والے امور میں، آگے

لحلوالندی ذکر فی الاشباہ غانہ بمسئولة
مشد المسکة المار و هو وصف لا عیت
قائمة فلا يجوز سعيه ولا یورث و انما یستقل
الی الولد بطریق لاحقیة کما مر وما ذکره
فی الاشباہ من جوانه بیع المخلو
ردہ علیہ ، وقد الف ف ردہ العلامہ
الشربلا فی مسالة خاصة أم
کلام الشاهی ملقط

یہاں تک فرمایا کہ یہ امور اس غلو کا غیر ہیں جس کا ذکر الاشباہ
میں کیا ہے کیونکہ یہ مشد المسکة کی مرتبہ سے جس کا بیان
پہلے کر رہا ہے اور وہ غلو ایک وصف ہے جو باقی رہتے وہاں
عین چیز نہیں ہے تو مشد المسکة کی بیع ناجائز ہے اور وہ
قابل وراثت نہیں ہے اور صرف وہ بیٹے کو حقدار
ہونے کی وجہ سے منتقل ہوتا ہے جب کہ اگر چکا ہے اور
الاشباہ میں غلو کی بیع کا جو جائزہ ذکر ہوا فقہاء کرام نے
اس کو رد کیا ہے اور علامہ شربلا نے ایک خاص رسالہ
میں کے رد میں آیا ہے کیا ہے۔ علامہ شامی کا کلام
ملقطاً ختم ہوا۔

اقول (میں کہتا ہوں) غلو کے ایک
معنوی چیز ہونے اور عین مثنی نہ ہونے پر فتاویٰ
دلیل یہ ہے کہ بیع الفضولین وغیرہ میں ذخیرہ، کبریٰ،
خانیہ، غلامہ اور واقعات ضرری سے منقول ہے اس
بیان سے، کہ کسی نے وقت سکنی خرید کر ممتولیٰ نے
کہا کہ میں اس سکنی کی اجازت نہیں دیتا اور وہاں سے
سکنی ختم کرنے کا اس نے حکم دیا تو اگر اس خرید نے
وہ سکنی برقرار رہنے کی شرط پر خرید اتھا تو ممتولیٰ کے
اس اقدام پر، وہ فروخت کرنے والے پر اپنے نقصان
میں رجوع کر سکتا ہے ورنہ وہ اپنی لوگت اور نقصان
میں بائے پر رجوع نہیں کر سکتا، جب محمد بن
جلال حنفی نے غلو کے جواز پر استدلال کیا، تو سب نے

اقول ومن الدلیل القاطع علی
كون الغلو معنی لا عینا انه لما استدلل
محمد بن هلال الحنفی علی جواز الخس
بما فی جامع الفضولین وغیرہ عن
الذخیرة والكبریٰ والخانیة والتملاصة
واقعات الضرری اشتری سکنی
وقت فقال المتولی ما اذنت له بالسکی
فامسره بالرفع فلو اشتراه بشرط القدر
فله الرجوع علی بائعه والا فلا يرجع
علیه بضمنه ولا یقصانه أم ماموع عن
قوم واحد انه لم یفهم معنی
السکی لآب السمراد بهما عین مرکبة

سے تحریر عبارتہ میں حواشی بالاجابة رسالہ میں مسائل ابن عابدین سہیل الکیلی لاہور ص ۱۵۵
مجامع الفضولین الفصل السادس عشر
نزد التواکر علی الاشباہ وانها تر مع الاشباہ
اسلامی کتب خانہ کراچی ۲۲۱-۲۲/۱
ادارۃ القرآن کراچی ۵۱-۵۵۰/۲

فی الحانوت وهي غير المخلوق في الخلاصة
اشترى سكتی حانوت في حانوت رجل
مركباً الخ كما في رد المحتار
عن العلامة اشترى في قال
ثم نقل عن عدة كتب ما يبدل
على ان السكتی عين قائمة في
الحانوت يه

قلت وقد نقله في العقود الدرية
وفي رسالته المذكورة عن
التحيين ثم نفس العبارة المستدل
به منادية بذلك اعطى مداء كما اوضحه
السيد الحموي مع غناه عن الايضاح
اذ قال بعد نقل كلام الصادق ع اذا
ادعى سكتی دار او حانوت وبعين حدوده
لا يصح لان السكتی نقلياً فلا يحدد
وذكر في شيد الدين في فتاواه
وان كانت السكتی نقلياً لكن
لما قصد بالامر اتصالاً تايداً كان تعريته
بما به تعريف الامر لان السكتی
مركب في البناء تركيب قسراً
فالتحق بما لا يمكن نقله اصلاً

ایک ہی انداز سے اس کا رد کرتے ہوئے فرمایا کہ محمد بن
ہلال کو سکتی کا معنی سمجھ نہیں آتا، کیونکہ سکتی سے مراد
دکان میں لٹکائی ہوئی عین موجود چیز ہے اور وہ خلو کا
مغایر ہے، تو غلامہ میں یوں ہے کہ ایک شخص کی دکان
میں مرکب سکتی حانوت ہو الخ، جیسا کہ رد المحتار میں
علامہ شرنبلالی سے نقل کرتے ہوئے کہا، انھوں نے پھر
متعدد کتب سے نقل کیا کہ سکتی دکان میں قائم رہنے والی
ایک موجود عین چیز ہوتی ہے۔

قلت (میں کہتا ہوں) انھوں نے اس کو
عقود دربیہ میں اور اپنے مذکورہ رسالہ میں تحییس سے
نقل کیا، پھر استدلال کرنے والے کی نفس عبارت بھی
واضح طور پر اس کا اطلاق کر دی ہے جیسا کہ اس کو
سید بن نے ذکر کیا، انکے وضع کی ضرورت نہ تھی،
جہاں انھوں نے قادی کا کلام نقل کرنے کے بعد فرمایا
کہ اگر کوئی شخص گھر یا دکان کا سکتی دعویٰ کر سکے
کی حد و کو بیان کرے تو اسی کا یہ دعویٰ درست نہ ہوگا
کیونکہ سکتی ایک منتقل ہونے والی چیز ہے اس لئے
اس کی حد بندی نہیں ہو سکتی، رشید الدین نے اپنے
فتاویٰ میں ذکر کیا ہے کہ اگرچہ سکتی منتقل ہونے والی
چیز ہے لیکن جب وہ کسی خطہ زمین سے بجز اتصال کرے
تو پھر اس کی تعریف زمین کی تعریف کی طرح ہوگی کیونکہ
سکتی عادت کے ساتھ استقرار والی ترکیب حاصل

ما نصه فظهر لك بهذا ان السكى هو ما يكون
مركبا في الحانوت متصلا به فهو
اسم عيى لا اسم معنى كما
فهمه البعض وليس في كلامهم
ما يفيد ما توهمه هذا البعض ،
الاترى تمام العبارة الذاع نص
فيها على حقيقة السكى انه شئ
مركب يرفع فهل يستفاد من هذا المعنى
المعبر عنه بالخلو اى ان الخلو
يرفع ثم يرد على باثعه و يقال
لواشترط ان شرط القرار يرجع على
باثعه بضمنه و يرد عليه والا فلا يرجع
عليه بضمنه ولا نقصان الحاصل
بالفعل من الدكان ، بيحكك
هذا ابهات عظيم له كلام المحوى
فنجيب ان الخلو وصفت
معنوه لا عين نعلم او تدفع
وتنقل .

اقول نكت في حاشية السيد
العلامة في وثب على الصدر
عن حواشم الاشياء للعلامة السيد
بن السعد رحمه الله تعالى ان الخلو

کر لیتا ہے تو اس کا شمار بھی ان چیزوں میں ہو جاتا ہے جو
بالکل قابل انتقال نہیں جیسے ، اس کی عبارت ختم ہوئی
تو اس بیان سے آپ پر واضح ہو گیا کہ سکنی کا دکان
کے ساتھ ترکیبی اتصال ہوتا ہے لہذا وہ ایک موجد میں
چیز ہے نہ کوئی معنوی وصف ہے جیسا کہ بعض نے خیال
کیا ہے جبکہ اس کے اس خیال کے لئے کسی کا کلام
منفید نہیں ہے ، سکنی کی حقیقت بیان کرنے والے کی
پوری عبادت آپ دیکھ نہیں رہے کہ انہوں نے کہا ہے
سکنی ایک ایسی چیز ہے جو مرکب ہوتی ہے جسے تم کیا جاسکتا ہے کیا اس
پر خلو کا معنی سمجھا جاسکتا ہے جس سے یہ گمان یک جا کہ
کہ خلو کو ختم کیا جلتے پھر وہ بائیں پر واپس لوٹا دیا جائے
اور یہ کہا جائے کہ اگر خلو کا استقرار کی شرط پر خریدنا ہو تو
بائیں سے آج کر کے دم واپس لی جائے اور خلو کو واپس
کر کے دوسرے دم واپس نہ لے اور دکان اکھاڑنے سے
جو نقصان ہو وہ واپس نہ لے ، سبب ان شاء یہ تو
بہتان عظیم ہے ، محوی کا کلام ختم ہوا ، تو واضح ہو گیا کہ
خلو ایک معنوی وصف ہے اور سکنی کی طرح باقی ہونے
والے مستقل چیز نہیں جس کو اکھاڑ دیا ہٹایا یا مستم
کیا جاسکے۔

اقول (میں کہتا ہوں) لیکن علامہ طحاوی
اور علامہ شامی دونوں قابل احترام حضرات نے در پر
اپنے حواشی میں علامہ سیّد ابوسعود (رحمہم اللہ تعالیٰ)
سے نقل کرتے ہوئے فرمایا ، کہ ، خلو کا اطلاق متصل

یصدق بالعیث المتصل اتصال قسراس و
 نعیرہ والمراد بالمتصل اتصال قسراس ما وضع
 لایفصل کالبناء، وبالمتصل لایحی وجہ
 القران الخشب الدعی یرکب بالحنوت لوضع
 عدة الخلاق مثلاً یات اتصال وجہ
 لکن لایحی وجہ القرار و کذا یصدق
 منجوع النفعۃ المتقابلۃ بالدراهم اثو و
 مراد ط عنه قبل هذا اعلوان الخلو
 یصدق بما اتصال بالعیث قرار اتصال کالبناء
 بالامر من المحتکرة و یصدق بالدراهم
 التی تدفع بمقابلۃ التمكن من استيفاء
 المنفعة اذا ما ذکره المصنف یعنی صاحب
 الاشیاء من امت السلطان العوری
 لیس فی حوائت یمثلون اسکھا للتحبار
 بالخلو وحمل لكل حانوت قدر اخذ
 منهم المهر صریح فی امت الخلو فی حادشة
 السلطات العوری عبارة عن السفعة
 المتقابلۃ للقدرة المأخوذ من التجار فیهم
 الی ما ذکره العلامة الاجموری من امت
 الخلو اسم لما یملک دافع الدراهم
 من النفعۃ التی تدفع الدراهم بمقابلتها
 وعلى هذا فلا یكون الخلو خاصاً
 بالمتصل بالعیث اتصال قرار بل

استقراری عین چیز اور غیر استقراری دونوں پر ہوتا ہے
 اور متصل استقراری سے مراد وہ چیز ہے جو رت
 میں باقی رکھنے کیلئے لگاؤ ہو اور متصل غیر استقراری سے
 مراد مثلاً لکڑی جیسی کوئی چیز جس کو دکان میں لگا کر خانا کے سامان
 رکھنے کیلئے خانے بنائے جائیں یہی اتصال ہے لیکن یہ علی وجہ
 الاستقرار نہیں ہوگا اور یوں ہی قراری اور غیر قراری
 کا مصداق وہ منفعت بھی بنتی ہے جو دراہم کے عوض
 حاصل کی جاتی ہے اور علامہ طحاوی نے اس
 قبل علامہ ابو سعید سے یہ اندیشہ کیا ہے کہ واضح ہے
 کہ خلوا اطلاق کسی عین چیز کے ساتھ متصل ہونے والے
 چیز پر ہوتا ہے جیسے عبادت کسی گریہ کی زمین پر ہو اور
 کسی منفعت کو دراہم کے بدلے حاصل کرنے کی قدرت
 پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے اور مصنف یعنی صاحب
 اشیاء نے جو یہ ذکر کیا ہے کہ سلطان غوری نے جب
 جلون کی دکانیں تعمیر کرائیں تو انہوں نے وہاں تجارت کو
 خلو کے طور پر سکھایا اور ہر دکان کا کچھ بدل مقرر کر کے
 ان سے وصول کیا اور سلطان غوری کا یہ واقعہ صریح
 سے کہ خلوا اس منفعت کا نام ہے جو تجارت حضرات سے
 وصول کردہ کا بدل ہے تو یہ علامہ الاجموری کے اس
 بیان کی طرف واضح ہے کہ خلوا اس منفعت کا نام ہے
 جس کا دراہم دینے والا دراہم کے بدلے مالک بنتا ہے
 اور اس بنا پر خلو، استقراری اتصال والی عین چیز سے
 خاص نہیں ہے بلکہ اس پر درمیان استقراری پر بھی

یصدق به وبفیرة الزهراء یقید ان من
 الخوما هو عین قائمہ مالماء والخشب
 المركب الا ان نقول السيد الاتر هری
 لم یقل الخلو یصدق عن العین المتصل
 وانما قال یصدق بالعین وذلك ان
 یدفع صاحب الخلو وراهم للمواقف
 مثلاً یبنی فی الوقف للوقف ویكون له
 باثرائه منفعة استیفاء الاجارة فالحلو
 هو هذا المعنى لا العین ، نعم
 صدقه بسبب العین وبهذا یفسر
 ما ساریه الاجهوی الخلو لمنفعة هم
 حق الاستیفاء كما افاد السيد السعید
 بقوله تدفع بمقابلة التمسک من
 استیفاء المنفعة فهذا التمسک هو المراد
 بالمنفعة فی تفسیر الاجهوی لکن
 نقل السيد الحموی فی الغنم عن
 فاضل متأخر ما لک انه قال
 بعد کلام العلامة نور الدین
 علی الاجهوی المذکور
 ظاهرة سو دکات تلك المنفعة
 عبارة کانت یكون فی الوقف اما کن
 آثمة الم الحرب فیکرہ ما ظر الوقت
 لمن یعمرها ویكون ما صرفه

صادق آیت ہے، لہذا قویہ بیان اس بات کو مفید ہے کہ
 خلو قائم رہنے والی عین چیز مثلاً عمارت اور عمارت
 پر لگی ہوئی لکڑی دونوں کا نام ہے، الایہ کہ ہم
 سید ازہری کے متعلق یہ کہیں کہ انھوں نے خلو کا صدق
 متصل عین پر نہیں کیا بلکہ عین چیز کے عرض پر کیا ہے،
 یہ دونوں کو خلو والا شخص واقف کو کچھ درہم دے کر کہے کہ
 ان سے وقف میں وقف کے اصالہ کے لئے کچھ تعمیر
 کہے اور اس کے عرض اس کے لئے اجارہ کی
 منفعت کو راقی رکھنا ہوگا تو خلو اس معنی کا نام ہوگا
 خاص عین چیز کا نام نہ ہوگا، ہاں اس معنی پر اس کا
 صدق عین چیز کے سبب سے ہوا، خلو کی تفسیر
 علامہ اچہوی نے کی اس کو اسی تفسیر پر محمول کیا جائیگا
 تو منفعت سے مراد وہاں بھی اجارہ کے حق کی بقا کا
 مطالبہ ہے جیسا کہ علامہ ابو سعید نے اپنے قول درہم
 منفعت کو پورا کرنے کی قدرت کے مقابلہ میں دے جائیں
 سے افادہ فرمایا، علامہ اچہوی کی تفسیر میں منفعت سے
 یہی تمکین مراد ہے، لیکن سید حموی نے قریب میں ایک
 مالکی مآثر فاضل سے نقل کرتے ہوئے دیا کہ انھوں
 نے علامہ اچہوی کے مذکور کلام پر علامہ نور الدین کے
 حاشیہ کو نقل کرنے کے بعد فرمایا اچہوی کے کلام
 ظاہر ہے کہ منفعت عمارت ہو کہ وقف کی عمارت کا
 کوئی حصہ قراب ہو یا ہو تو اسے وقف کا مال کسی
 ایسے شخص کو کرایہ پر دے دے جو اس کی تعمیر کے خرچ

حوالہ و تصیر شریکاً للواقف بعمارة شہ
سماواتہ اذ كانت المنفعة غیر عمارة کو قید
مصابیح مثلاً ولو امر به لا خصوص العمارة
غلاہ لمن خص المنفعة بہا دون غیرہا اذ المعتبر
انما هو عود الدرہم لمنفعته فی
لوقف عمارة کانت او غیرہا اذ

اقول فہذا نص فی انت نفس
لعمارة غلو ولا یکن تاویلہ بسا ذکرہا
فی کلام السید الاثر ہری ان المراد
ان یعمرہا لوقف لا لنفسہ کیف وانہ
فسر بہ السعة الواقعة فی تعمیر
العمارة الاجہوری و ہو یشوب اسم
لما یملکہ دافع الدرہم من السعة
الا ان یجعل من هذه للتعلیل
والسعة المنفعة لآئلة الی الوقف و
تقسم الی عمارة و غیرہا فیکون
ما یملکہ هو التمكن من استیقاء الاجارة
لاجل تلك السعة الی اوصلہا
لی الوقف لیکن یکدرد قول
لاہوری فی مقابلتہا مان دفعہ الدرہم
انہ ہو بمنق بلة ذلك المتسکنت

کے بدلے اپنے لئے غلو بنالے اور زائد عمارت میں
وہ حصہ دار بن جائے یا وہ منفعت غیر عمارت ہو مثلاً
پراخ کے لئے کوئی خانہ اور اس کے لوازمات بنالے
جو عمارت متعلق ہو نہ کہ خاص عمارت یہ عام معنی اس شخص کے
برخلاف ہے جو غلو کو صرف منفعت سے نقص کرتا ہے
یہ اس لئے کہ غلو دراہم کا بدل ہے خواہ وہ عمارت ہو
یا کوئی اور چیز ہو۔

اقول (میں کہتا ہوں) یہ مذکورہ کلام اس
بات میں مرعیٰ نص ہے کہ غلو صرف عمارت کا نام ہے
اس کی دہ تاویل جو ہم نے سید اہری کے کلام میں کی ہے
محکم نہیں کہ وہ وقف کا اضافہ ہو، ذاتی ملکیت نہ ہو، یہ
تاویل کیونکر ممکن ہوگی جبکہ وہ یہ بات علامہ اجہوری کی
سے کہ کم کی تفسیر میں کہہ رہے ہیں جس میں اس نے
کہا ہے کہ غلو اس منفعت کا نام ہے جس کا وہ دراہم کے
عوض میں مالک بنتا ہے الا انہ کہ ہم من المنفعة
کے من کو تعلیل کے لئے قرار دیں اور منفعت سے مراد
وہ منفعت ہو جو وقف کے حق میں ہو، تو غلو عمارت اور
غیر عمارت دونوں پر مستقیم ہو جائے تو احبارہ کی
جنا کے حق کا وہ مالک اس منفعت کے عوض ہوگا جس
کو اس نے وقف میں شامل کیا ہے، لیکن اجہوری
کا یہ قول کہ دراہم منفعت کے مقابل ہیں "دو
ہو جائیگا کیونکہ اس کے دراہم اجارہ کے دوام کے

مقابل میں نہ کہ وقف کے لئے منافع کے مقابل ہونے،
 وقف کے منافع تو صرف وقف کے لئے ہیں۔ دراہم
 دینے والے کے لئے دراہم کا بدل نہیں تو اس عبارت
 کا کوئی مخلص نہیں سوائے اس کے کہ یہ کہا جائے کہ
 یہ مالکی حصہ کا آخری کلام ہے تو ان کے ہاں حلو، میں
 اور معنی دونوں کو شامل ہے اور ہمارے ہاں حلو
 صرف معنی کا نام ہے اور زمین چیز کا ہمارے ہاں
 کوئی اور نام ہے مثلاً اسے سسکی کہا جائے گا اس
 حقیقت کا انکار کیسے ہو سکتا ہے جبکہ خود اس مالکی فاضل
 نے اس کے بعد کہا اس خبر کا اجارہ لازم ہو نے میں
 نزاع نہیں (یعنی مالکیوں کے ہاں) اور اس کی وجہ یہ ہے
 کہ جب واقف نے کوئی تغیر وقف میں کرنے کا ارادہ کیا
 اس کے پاس تو اگر دراہم پیش کریں اور کہیں کہ
 ہم اس حصہ میں اپنے اپنے لئے مخلص غلط تعمیر کر بیٹھے
 تو جب واقف اس سے دراہم اس شرط پر قبول کرے گا
 تو گویا اس نے یہ حق ان لوگوں کو من وضرر فروخت کر دیا
 اور گویا اس نے ہر ایک کا حصہ میں غلط وقف سے مستثنیٰ
 کر دیا اور نتیجتاً اس نے ہر ایک پر بار شرع سے کچھ وظیفہ
 مقرر کر دیا تو اس کے بعد اب واقف کو اس حصہ میں
 کسی تصرف کا حق نہ رہا سوائے اس کے کہ وہ فقط
 مقررہ وظیفہ وصول کرتا رہے اور اب وہ جس کسی دوسرے
 کو دیے کا مجاز نہ ہو گا گویا کہ حلو والا ہر شخص اس حصہ
 میں واقف کے ساتھ شریک قرار پائے گا اور

لا بد لك تلك النسخة الاثلة الحب الوقت و
 اعمامى حاصلة للوقت لاله بتلك الدراهم
 فلا مخلص الا ان يقال ان هذا الكلام متأخر
 من المالكية فيكون المخلوع عندهم شاملا
 للعين والمعنى وعندنا ليس الا المعنى والعين
 يسى باسم آخر كالسكنى كيف وقد
 قال هذا المالك بعد اما كونه احب امره
 لامرسة هذا النزاع فيه (اي عندهم)
 ووجهه ان الواقف لما يريد ان
 يسى محلا للوقت فيأق له انما
 يريد فعول له من اعمام على ان
 يكون لكل شخص محل من تلك
 الامام القيريد الواقف بناء على
 ما قبل منهم تلك الدراهم
 فانه باعهم تلك الحصص بماد فصول
 له وكأنه لم يقف جزء من
 تلك الحصص القى لكل، وغايته
 انه وطف عليهم محل شهر
 كذا فليس للوقت فيه بعد
 ذلك تصرف الا بقصر الحصص
 الموطعة فقط وليس له ان يوجهه
 لغيره وكا ان سب المخلو صلا
 شريك الواقف في تلك الحصص

فَعَنْ جَعَلَ الْخُلُوعَ عَقَارًا وَجِزْدَةً تَلَاكَ
لَا رَيْفَ مَبِيعًا مِنْهُ وَلَا مَسْتَقْبَلُ
مَنْ الْوَقْفَ ، وَلِذَا قَالَ وَفَائِدَةُ الْخُلُوعِ
أَنَّهُ كَالْمَلِكِ فَتَحْرِيصٌ عَلَيْهِ أَحْكَامُهُ
مَنْ مَبِيعٌ وَاجَارَةٌ وَهَبَةٌ وَسَهْبَةٌ وَ
وَمَادِيَّةٌ وَارْتِدَادٌ وَوَقْفٌ لَازِمٌ .

اقول شہ فی کلامہ ذلک الفاضل
الخالکی خدشۃ آخری فانہ جعل العمارۃ
خلو وقال فی بیانہ یکون ماصروفہ خلوالہ
وانما المصروفون الدارم ہذا وبقی
ما اسلفناہ عن اخذی زیرک زادہ
من بیع الخلو اذا لم یکن ملاصقا
بالعائوت وان وضعہ فی الخا صوت
بالاجارۃ مشروح .

اقول احسن ما یستدل عنہ انہ
اطلق علیہ اسم الخلو تجوز ادا من
الخلو یطلق علیہا ذات ما کان منہ حیثما
مترکۃ لصاحب الخلو فلا کلام فی
جواز بیعہ بل ووقفہ انت تصورت
وکانت الاسراف موقوفۃ او محتسبۃ
والدی حدث و انکرہ المحققون
هو الخلو بمعنی المعف و الله

قریوں اس فاضل نے غلو کو مکانیت سے تعبیر کیا اور
وقف شدہ زمین کا ایک حصہ ای لوگوں کے ہاتھ فروخت
کر کے وقف سے خارج قرار دیا اور اسی نے اس نے
کہا کہ غلو کا فائدہ یہ ہوگا کہ وہ غلو کی طرح ہوگا اور
اس میں ملکیت کے احکام ، بیع ، اجارہ ، ہبہ ، ربا ،
قرض میں منہا کرنا ، وراثت اور وقف جاری ہوں گے اور
اقول (میں کہتا ہوں) اس کی فاضل کے
کلام میں ایک اور غزائی ہے کہ یہاں اس نے عمارت کو
غلو کہا ہے بلکہ پہلے وہ اپنے بیان میں کہ چنکا ہے کہ
جو مال موت کیا ہے وہ غلو ہوگا ، حالانکہ جو صرف کیا ہے
وہ درابم میں عمارت نہیں ہے ، یہ قابل توجہ ہے .
زیرک زادہ اخذی سے جو ہم پہلے ذکر کر آئے ہیں اس
میں ایک امر دنی ہے۔ غلو نے کہا ہے جب غلو
دکان سے طعن نہ ہو اور ویسے کرایہ کی دکان میں کہا ہو
تو اس کی بیع جائز ہے۔

اقول (میں کہتا ہوں) ان کی طرف سے
بہترین تاویل یہ ہوگی کہ انہوں نے اس طبعہ چیز کو
مجاز غلو کہا ہے یا یہ کہ غلو کا اطلاق دونوں صورتوں پر
کیا ہے ، اور اس میں شک نہیں کہ غلو اسے کی
کوئی مملوک عین چیز ہو تو اس کے فروخت کرنے بلکہ موت
میں وقف کی صورت ہو تو وقف کرنے کے جواز میں کوئی
کلام نہیں ہے جبکہ زمین وقف یا کرایہ کی رہے گی وہ
چیز جو رہے ہے اور محققین نے اس کا انکار کیا ہے وہ

تَعَالَى اَعْلَمُوْهُ بِهِ يَحْصُلُ التَّوْحِيْقُ مِنْ كَلَامِهِ
ابن بلال والسرادين عليه بابت كلامه
في العيت القائمة ولا شك ان
الاستشهاد عليه بفتح السكت صحيح
اذن لا يرد عليه شيء مما ذكرناه
كلامهم في المعنى المعروف فلا خلاف ان
ساعده كلامه ابن بلال في رسالته
والعلم بالحق عند علام العيوس
شعر من العجب قول العلامة المنقح
في العقود الدرية انخلو جاسرة عند
القديمة ووصم اليده اقول سفي الله
محمدة كونه واصم يده منذ زمان
وهو المعبر عنه في التبت حات قنود
اصبري بحق مورو في كيف يصير حق
وكيف يسوغ ان يقول به و محبوا
بيعه احد وقد قدم المنقح نفسه
قبيل هذا مانعه، واما ما في القنية
يثبت حق القراء في ثلاثين سنة
في الامراض السلطانية والملك، وفي
الوقف في ثلاث سنين ولو باع حق قسامة
فيه جاس، وفي الهبة اختلاف ولو تركها
بالاختيار تسقط قيمته، حادى
الزاهدى انه فالمراد به الاحيان

ظرمعنى ہے، اس تاویل سے ابن بلال وراس
کا رد کرنے والوں کے کلاموں میں موافقت ہو جائیگی
کہ ابن بلال کی گفتگو قائم رہنے والی عین چیز کے متعلق
ہے اور اب اس پر سکتی کے طور پر تفریع ملانے کے درست
ہوگی اور کوئی اعتراض نہ رہے گا، اور معتز ضمیمہ کا
کلام غلو کے موقوف معنی کے متعلق ہے لہذا کوئی مخالفت
نہیں بشرطیکہ ابن بلال کی اپنے رسالہ میں گفتگو، اس
تاویل کا ساتھ دے، حقیقت کا علم آئے تو اسے
مقام الغیوب کے ہاں ہے پھر عقود الدریۃ میں متعین کرنے
والے طارک کا یہ قول عجیب ہے کہ غلو قدیم و متسل و
قبضہ کا نام ہے اور اقول (میں کہتا ہوں) جس پر
کچھ زمانہ سے بعض قاضی ہوئے جس کو نصارہ کے
قادر ہیں، موروئی کہتے ہیں جو کہ ایک نئی بدعت ہے
سے کیسے حق ثابت ہو سکتا ہے اس حق کے ثبوت اور
اس کے بیچ کے جواز کی بات کوئی کیسے کر سکتا ہے جبکہ خود
یہ صاحب شیخ اس بیان سے غور، پہلے کہ چکے ہیں، وہ
یہ جہاد ہے، اگر، لیکن قنیز میں جو یہ کہا ہے کہ سلطانی
زمین پر تیس سال قبضہ سے حق القراء اور ملکیت ثابت
ہو جاتی ہے اور اگر قابض اس زمین کے حق قسار کو
فروخت کرنا چاہے تو پھر ہے جبکہ ہر کرنے میں اختلاف
ہے، اور اگر قابض خود اس حق سے مستبردار ہو جائے
تو قیدی حق (حق القراء) ساقط ہو جائے گا، حادى
الزاهدی، اور تو اس حق سے ایمان قیمتی مراد ہیں

التقومة لا مجرد لا امر المعنوی لا علمت
من عدم صحة بیعه ویدل علی ذلك قوله
فی البزازية ولا شفعة فی انکر دار اعم
البناء ویستحق بخوارزم حق القرار لانه
قتل آثم ثم ستم الات نصه الصریح
علی نكاره عبیح من لا ینحی هذا
وقال فی رد المحتار قد یقال ان الدراهم
التي دمعها صاحب لخبول الواقع
استعانت (ای الوقف) بها علی بناء
الوقف شبهة یکبس الارض بالقراب
فیصیر له حق القور فلا یخرج من
یدیه اذا کاسب یدف جو ستر د
مثله مالوکات یومر دکان الوقف
ویقوم ملوانه مہام من ماله باذن
الذطر، م مجرد وضع الید
علی الدکان ونحوها وکونه یتاجرھا
عدة سنین بدو ثی مما ذکر فہو
غیر معتبر (ای ائمن قال) وھن
فق بلنوم الحلو الذی یکوب
بمقابلة دراهم یدفعھا للمستوفی او
المستوفی انصلا من الحق عبد الرحمن
افندی العبادی صاحب ہدیۃ ابن
العماد وقال فلا یملک صاحبھا الموت

نہ صرف معنوی امر ہے کیونکہ تو معلوم کر چکا ہے کہ امر معنوی
کی بیع جائز نہیں ہے اس پر بزازیر کا قول اگر کردار یعنی
عمرت جس کو خوارزم میں حق القرار کہتے ہیں میں شخص کا
حق نہیں ہے، کیونکہ یہ حق منتقل ہونے والی چیز ہے اور
اس کے اس بیان کے باوجود اب تم ان سے صریح طور
پر اس بیان کا انکار نہیں رہے ہو، پس وہی ذات
پاک ہے جو مجھوتی نہیں ہے، یہ قابل غور ہے۔
رد المحتار میں فرمایا، خلوا لاجور دراہم واقف کو دیتا ہے
اور واقف بطور امداد ان دراہم کو وقف کی تعمیر پر خرچ
کرتا ہے اس کے متعلق کہا جائے گا کہ یہ زمین میں مٹی
ڈالنے کے مشابہ ہے جس کے ذریعہ اس کو حق استقرار
حاصل ہوتا ہے توجبت تک مثلی اجرت دیتا رہے گا
اس کے قبضہ کو ختم نہیں کیا جائے گا، اسی کی مثل ہے
جسہ وقف دکان ہوسیدہ برجہ تو وقف کے نگران
کی اجازت سے کئی شخص اس کو اپنے مال سے عمرت
کرتے تو مرد و عورت کو کرنا کر کے کی شرط پر استقرار حق
ہو جائے گا، لیکن دکان وغیرہ پر محض قبضہ ہونا کہ چند
سالوں سے کرایہ دار ہے اور دراہم دینے کی ذکرہ
صورت نہ ہو تو استقرار حق معتبر نہ ہوگا (آگے یہاں
تک فرمایا) متولی یا مالک کو دے گئے دراہم کے عوض
خلو کے لازم کا فترتی دینے والوں میں مسلمہ تحقق
عبد الرحمن افندی عمادی صاحب ہدیۃ ابن عماد ہیں
اور انھوں نے کہا ہے کہ دکان کا مالک خلوا لے گا

اخراجہ ولا اجار تھا لغیرہ مالہ یدفع
 له المبلغة المرقوم فیہتی بجواز ذلك
 للضرورة قیاسا علی بیع الوفاء البذی
 تعارفه المتأخرون احتیالا علی الربا الخ
 قلت وهو مقید ایضا بما قلنا بما اذا كانت
 یدفع اجبر المثل والا كانت سکناء
 بمقابلة ما دفعه من الدرهم حیث
 لم یأکسوا قائلوا فیہن دفع للمقرض و اسرا
 لیسکنها او حصارا لیرکبه الحب امت
 یتوفی قرضه انه یس مه اجرة مثل
 الدار او الحصار علی ان ما یاخذ منه
 المتولی من الدرهم یتفق به لنفسه
 فلولم یلزم صاحب البخل و احرة المثل
 لست حقین یلزم مضیاع حقهم ، اللهم
 الا ان یکون ما قضیه المتولی صوفیه
 فی عبارة الوقت حیث تعین ذلك
 طریق الحب عبارة ولم یوجد من
 یتأجره باجرة المثل مع دفع ذلك
 المبلغ اللازم للعسارة ، فحیث قد یقال
 بجواز سکناء مبدون احرة المثل
 للضرورة و مثل ذلك
 یسمی فی زماننا موصدا
 کما قد مناه فی الوقف
 والله سبحانه وتعالى اعلم
 له رد المحتار کتاب المیراث

قبضہ نہ ذکر کیے گا اور نہ کسی اور کو کرایہ نہ دے سکے گا
 جب تک خرچ شدہ رقم اس کو واپس نہ کر دے تو اس
 غلو کے جواز کا ضرورت کی بنا پر فتویٰ دیا جائے گا ، یہ
 قیاس ہو گا اسی بیع و فاء پر جس کو متاخرین نے سود کے
 بچنے کے لئے متعارف کرایا ہے تو قلت (میں کہتے
 ہوں یہ جواز بھی ہمارے ذکرہ بیان کہ جب تک
 مرقع کرایہ دیتا رہے گا کی قید سے مقید ہے ، ورنہ
 یہ سکتی ان درہم کے مقابلہ میں قرار پائے گا جو اس نے
 مالک کو دئے ہیں جو کہ عین سود ہے جیسے کہ فقہانے
 فرمایا کہ کسی نے قرض دینے والے کو رہائش کے لئے
 مکان دیا یا سواری کے لئے گدھا دیا تاکہ جب تک
 قرض واپس نہ ہو اس کے استعمال میں رہے ، تو
 اس صورت میں قرض دینے والے پر مکان یا گدھے کا
 مرقع کرایہ ادا کرنا لازم ہو گا (ورنہ بخود ہو گا) علاوہ
 از یہ متولی نے جو درہم وصول کئے وہ ان کو ذاتی مفاد
 میں صرف کرے گا تو غلو والے پر اگر مرقع کرایہ لازم
 نہ کیا جائے تو مستحقین وقف کا حق ضائع ہو گا ، ہاں
 اگر متولی وصول کردہ درہم کو وقف کی عمارت میں خرچ
 کرے جہاں وقف عمارت میں خرچ کرنے کی ضرورت
 واضح ہو ، اور اس صورت شدہ عمارت کو مروج کرایہ
 بیع صرف شدہ رقم دینے والا کوئی نہیں تو ایسی صورت
 میں کہا جاسکتا ہے کہ متولی کو رقم دینے والا اس میں
 ضرورت کے پیش نظر بغیر کرایہ رہائش گزرنے کا ہے ،
 ایسی صورت کو ہمارے زمانہ میں "مرصہ" کہا جاتا ہے
 وادعیاء التراث العربی بیروت ۱۳۷۱ھ

اقول قد قدم الكلام على الوقف وانه
لابد ان يدفع اجر المثل
فعوده اليه ثانيا وقوله وهو مقيد
ايضا بما قلنا ان اراد به مسألة
الواقف كما حظ عليه آخر كلامه
كانت تكرارا ولم يكن محصل لا يضاف
وان اراد به مسألة الملك كانت
كلام العمدى كانت فيهما
فلا حاصل عن ايجاب اجر المثل
لان ان يكون مال اليتيم بل لو نقص
من اجر المثل في الوقف لم يجز
من جهة النقص لانه عن
الربا كانت تلك الدراهم لا تدفع
قرضا بل امانة للوقف والصرف
في ما يؤلف نفعه اليه ولا تقود ابدا
الامت يخرجها النافذ ليس تردا كما
ذكر المحقق العمدى وعن هذا
كانت كبريم الوفاء فالدراهم فيه ليست
قرضا عند مجوزيه والا كانت
الاستناع به عين الربا كما هو
المعتمد فيه اما الدفع
ليصرفه المتوفى الى نفسه
فما شئ لله ليس من الخلو
في شئ بل عيت مشوة و
ليس لاحد من المسلمين

جیسا کہ محکم نے وقعت کے بیان میں اس کو
بیان کر دیا ہے، واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم اقول (میں
کہتا ہوں) رد المحتار میں انھوں نے پہلے وقف کی بحث میں
کلام کیا اور فرمایا کہ مثلی اجرت اور کرایہ ضروری ہے، پھر
ان کا دوبارہ اس کو بیان کرنا اور یہ کہنا کہ عبادی کا یہ بیان
بھی بارے سابقہ قول کے ساتھ مقید ہے، اگر اس سے
وقف کا مسئلہ مراد ہے جیسا کہ انھوں نے اس پر بات ختم
کی ہے، تو یہ تکرار ہے، اور عادی کی مخالفت کا محصل
بڑا اگرچہ ذاتی ملکیت کا مسئلہ مراد ہو کیونکہ عادی کا
کلام دونوں صورتوں کے بیان میں سبب حال مثلی اجرت
کے بیان کی ضرورت نہیں، ہاں اگر وہ ملکیت
کسی غیر کی ہو تو مثلی اور مروج اجرت ضروری ہوگی بلکہ وہ
دونوں صورت میں ورنہ عادی سے کم بھی ہو تو کسی کی وجہ سے
ناجائز ہو گا نہ کہ سود ہو نہ کہ وجہ سے، کیونکہ یہ وہی گئی
رقم بطور قرض نہیں بلکہ وقف کے لئے اعانت کے طور پر
دی گئی ہے جس کے منافع باقاً و فروقت کی طرف راجع ہیں،
یہ رقم یہی کے بغیر ناقابل واپسی ہے صرف بے دخلی پر
واپس ہوگی جیسا کہ علامہ عادی نے ذکر کیا، اسی وجہ سے
یہ صورت بیع الوفاء کی مانند قرار پاتی ہے کیونکہ اس کے
مجازی حضرات کے ہاں وہ درہم بطور قرض نہیں ہیں،
ورنہ تو مکان وکان سے انتفاع میں سود ہے جیسا کہ
یہی معتد طریقہ بات ہے، لیکن یہ صورت کہ وقف کا متولی
اپنی ذات کے لئے درہم کو صرف کرے، اس عرض سے
دینا تو ہرگز خل نہیں حکم یہ قرینہ ہے جس کے جواز کے
متعلق کوئی بھی مسلمان قول نہیں کر سکتا چنانچہ اس

ان يقول بجواس مشله فصلا عن لزومه - والله تعالى اعلم -
 ثبوت کو لازم قرار دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

پھر اگر غلو وقف میں ہو تو شرط ہے کہ یہ عقد خود واقع یا متولی کرے دوسرے کو اختیار نہیں، نیز لازم کہ وہ روپیہ خاص وقف کی منفعت میں صرف ہو نہ کہ وقف یا متولی یا کسی دوسرے کام میں، نیز ضروری کہ وقف کو اس امداد مالی کی حاجت ہو اگر وقف خود اپنی منفعت کو پورا کر سکتا ہے تو حلو باطل ہے۔ نیز الابدان و درختار میں ہے،

الموقوف عليه العلة أو السكن لا يملك الاجبارة
 الامتولية أو اذن قاض لان حقه في العلة
 لا في العين
 کسی کے لئے غلو یا سکی وقف ہو تو وہ زمین کو جاریہ
 پر دینے کا مالک صرف تولیت یا قاضی کی اجازت سے
 ہو سکتا ہے ورنہ نہیں کیونکہ اس کا حق صرف غلو ہے
 عین چیز یعنی زمین نہیں ہے۔ (ت)

غیر العین میں ہے،

شروط صحة الخلو أن يكون ماسدا
 من الدراهم عانداً على جهة
 الوقف بأن يتفق بها فيه فما يفعل الأت
 من اخذ التطل الدراهم ممن بدأ الخلو
 ويصرفها في مصالح نفسه هو فهذا
 الخلو عين صحيح ويرجع السداد
 بدراهمه على التطلوات لا يكون
 للوقف سايه يعصم منه فاستقامت
 على لمساته ومصاريفه فلا يصح فيه
 حينئذ خلو، ولو وقع كامن باطلا
 ولستأجر الرجوع على الناظر بما دفعه من
 اندزهم وان يثبت ذلك الصف على منافع
 غلو کے صحیح ہونے کی شرائط میں سے ہے کہ دراہم کے
 خرچ کر کے وقف کو مدد ہو کر ان کا نفع وقف میں
 شامل ہو۔ اور آج کل جو کچھ کیا جا رہا ہے وہ یہ کہ وقف
 کا نگران غلو والے سے دراہم لے کر اپنے ذاتی مفاد میں
 خرچ کرتا ہے تو یہ باطل ہے لہذا دراہم دینے والے کو
 حق ہے کہ وہ نگران سے واپس وصول کرے اگرچہ وقف
 کو اتنی آمدنی ہو جس سے وقف کی حاجت وغیرہ مصارف
 پورہ ہو سکتے ہوں تو اب اس میں غلو صحیح نہ ہوگا اگر
 اگر غلو کیا تو باطل ہوگا اور مستاجر کو دے دینے پر اپنے
 دراہم واپس لینے کا حق ہوگا، اور اگر واقعی دراہم کے
 فوائد وقف کے لئے ہوں تو بھی بعض نگران کی تصدیق ثبوت

نہی

الوقف بالوجه الشرعی فلو صدقه المناظر علی
استصرف من غیر ثبوت ولا ظهور عمارت قات
کات ہی السبعة فلا عبرة بهذا التصديق
لان المناظر لا یقبل قوله فی مصروف الوقت حیث
کان لذلك الوقت شاهداً فله عن ذلك
الفصل النالکی مقابله معتمد حیث قال هذا
خلاصة ما حرمنا بعض مصلد النکیة فی
تالیف مستقر فی ذلك والله الهادی الی قوام
السالك و بما اظہرنا بکلام فی هذا
المقام بکثرة دورات بخبریں الانام و احتیاج
کثیر من القصة الیہ و ابتداء کثیر من الاحکام
علیها خصوصاً قضاء لا وها المردی لیس
لهم شعور ولا الهام اقول ما ذکر من
عدم تصدیق المناظر مسلم ان کان مسرقاً
مصدراً و کذباً الظاهر کان یدعی صریحاً
الی، لعمارة ولا عمارة والا فله عند النکیة
اما عندنا فالثابت ظر امین و القبول
قول الامین صالم یکذب الظاهر
قال فی الدیم المختار لو ادعی
المتولی الدفع قبل قوله ان
وفی المختار من الاسعاف و
عن شرح الصلح عن شروط

اور موقوفہ عمارت کے وجود کے بغیر قابل تقسیم نہیں ہے
جبکہ منافع کا تعلق عمارت سے ہو، کیونکہ جب وقف کے
منافع قابل مشابہ ہوں تو مصروف کے متعلق محض نگران کا
قول قابل قبول نہیں ہوتا، اسی کو فقہ العیون نے اس
مالکی فاضل سے ثابت بلکہ معتد قرار دیتے ہوئے نقل کیا
جہاں انھوں نے کہا کہ بعض مالکی فضلاء نے اس بحث میں
اپنے مستقل رسالہ میں جو تحریر کیا ہے یہ اس کا خلاصہ ہے
اللہ تعالیٰ ہی مضبوط راستہ کی راہنمائی فرمائے ورنہ
ہم نے اس بحث کو اس لئے طول دیا کہ لوگوں میں ظن کا
رواج کثیر ہے اور بہت سے قاضی حضرات کو اس کی
ضرورت درپیش ہے اور اس پر بہت سے احکام فنی
ہیں خصوصاً وہم پرست قاضیوں کے لئے جن کو فہم و شعور
نہیں ہے۔ اقول (میں کہتا ہوں) اس کا
یہ ذکر کرنا کہ نگران کی تصدیق کافی نہیں ہے یہ وہی درست
ہے جہاں نگران مفسد اور چور یا ظاہر حال نگران کو مجتہد
قرار دے شکیہ کہ وہ عمارت پر صرف کرنے کا دعویٰ کرتا ہو
حالانکہ موقوفہ عمارت کا وجود ہی نہیں ہے، ورنہ
ہو سکتا ہے کہ یہ مالکی حضرات کا موقف ہو، لیکن ہمارے
ہاں سب تک ظاہر حال نگران کو یہ جملہ اسے اس
وقت تک نگران کہہ میں قرار دیا جائیگا اور اس کی
بات ہی معتبر ہوگی، درمختار میں فرمایا ہے کہ اگر متولی
ادا کرنے کا دعویٰ کرتا ہو تو اس کی بات قابل تسلیم

قوله وعلوه ماہ استدہ الی حالۃ منافیۃ
للمماناتۃ فکانہ سکت ھنہ معتد اظہورہ
واللہ تعالیٰ اعلم۔
کہ دھمی کا یہ بیان ایسی حالت کی طرف منسوب ہے جو ضمان کے منافی ہے، اس پر ان کا سکوت ظاہر پر اعتماد کی دلیل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

ظاہر ہے کہ قرضہ کو قرضہ کے لئے لیا گیا نہ وقت میں صرف ہو، بلکہ ایک شخص کی اپنی ذاتی غرض میں اگرچہ وہ متولی بھی ہے نہ وہ دوسری جی استبقائے اجارہ کے بدلے ہے، نہ اجرت مثل اس سے جدا ہے بلکہ اُسی میں محسوب ہوا کرے گا تو کسی طرح غلو سے کچھ عطا نہیں رہتا بلکہ یقیناً وہ ایک قرض ہے کہ اس موقوف علیہ نے لیا اور اس کے بدلے وقف کو دہی کیا اور منافع حرام کو مقرض پر مباح کر دیا وقف کا دہی خود ہی باطل ہے، تنزیہ الالبصار میں ہے،

فاذا اتم ولزم ولا یصلک ولا یصلک ولا یصلک
ولا یرھن یت
جب وقف لازم و تمام ہو جائے تو وہ کسی کا مملوک نہ کسی کو قلیل نہ عاریتہ اور نہ ہی بطور رہن لیا جاسکتا ہے (ت)

نہ کہ رہن دخلی کہ ملک کا بھی حرام ہے، نویر عقد عزم و حرام، نظم در نظم، تعلیمات بر نکات ہے، واجب الرہمہ گیر نہ پر جب تک نہ چھوڑے وقف کے لئے اجر مثل تو خود ہی لازم ہو گا فان منافع الوقت مضمونہ مطلقاً (کیونکہ وقف کے منافع مطلقاً قابل ضمان ہوتے ہیں۔ ت) اور جو کچھ اس سے زائد حاصل کرے گا وہ بھی اُسے حلال نہیں وقف کر دے یا تصدق کرے، اور اول اولیٰ ہے کسافی الخیرۃ والعقود الدریۃ وغیرہما (جیسا کہ تحریر اور عقود الدریۃ وغیرہ میں ہے۔ ت) یہاں تک چار سوالوں کا جواب شافی ہو گیا اور پنجم کا بھی کہ اس معاملہ کو غلو سے علاوہ نہیں، اگرچہ وہ پر ضروریات وقف ہی کے لئے لیا اور انہیں میں صرف کیا کہ یہ روپیہ بمقابلہ استبقائے اجارہ علاوہ اجر مثل نہیں بلکہ اتنا زراہر شیشی لیا ہے وقتاً فوقتاً، اجرت میں محسوب ہو گا اس سے عدم وقف خواہ اب افسد ام وقف پر اس قدر حرج و مضل، وقف ثابت کسی کی ناجائز کارروائی کے غیر ثابت ہو سکتا ہے نہ زائل و نہ ابطال اوقات ظالموں کے اختیار میں ہو جائے جب چاہیں کوئی ناجائز کام کر دیں اور وقف باطل و زائل ہو جائے ہاں تقشیر طلب اس کارروائی کا جواز و عدم جواز ہے اس میں مسئلہ شرعیہ یہ ہے کہ

و بہت کا ٹھیکہ جس طرح ہندوستانی میں رائج ہے کہ زمین مزارعوں کے اجارہ میں رہے اور تو فیہ ٹھیکے میں دی جائے بلا شبہ حرام و مردود و باطل ہے کہ حقائقہً بحالاً مزید علیہ فی کتاب رجاء من فتاویٰ (جس کہ ہم نے اس کی آخری تحقیق اپنے فتاویٰ کی کتاب الاجارہ میں کر دی ہے۔ ت) فتاویٰ خیرہ النفع البرہ میں ہے،

قریۃ وقف آجر المتکلم علیہا ثلث لرجل
ستہ مال یتناول ما یتحصل من الثلث
المذکور من الغلال صیغہا و تنویدہا ہندو
الاجارۃ باطلۃ غیر معتدۃ لما صرح بہ
علمائے فاطمہ من ان الاجارۃ اذا وقعت عن
اتلاف الایمان قصد الاتفقد ولا تعید شیئاً
من احکام الاجارۃ فلیس للستہ جواز
یتناول شیئاً من العلال مل ذلك للوقف یحوق
فی وجوہہ المعینۃ (ملقطاً)

وقف گاہوں پر اور موقوف علیہ شخص گاہوں کے تہائی حصہ
کی آمدنی کو ایک سال کے لئے کسی مال کے بدلے
اجارہ پر دسے دسے تاکہ اجارہ پر لینے والا شخص اس
مال کے بدلے موسم گرما اور سردی کی آمدنی کا تہائی حصہ
حاصل کر لیا کرے تو یہ اجارہ باطل ہوگا اور معتقد ہی
نہ ہوگا کیونکہ تمام علماء نے تصریح کی ہے کہ وہ اجارہ جو
جو عین چیز کو قصد اتفقد کرنے پر ہو وہ معتقد نہ ہوگا اور
اجارہ کے احکام کے لئے مفید نہ ہوگا۔ اس لئے مذکورہ
حدیث میں اجارہ پر لینے والے کو اس آمدن کو لینے کا حق
نہ ہوگا بلکہ یہ تمام آمدن وقف کے معینہ مصارف پر خرچ
ہوگی (ملقطاً)۔ (ت)

اسی میں ہے،

الاجارۃ اذا وقعت علی اتلاف الایمان
قصد اکانت باطلۃ فلا یملک المستأجر
ما وجب من تلك الایمان بل ھو
عن ما کانت علیہ قبل الاجارۃ فتؤخذ
من یدہ اذا سألہا ویضمہا بالاستہلال
لام ابطال لا یؤثر شیئاً فی حرم
علیہ التصریف فیہا لعدم
ملکک و ذلك کاستئجار بقصر لیشرب

جب ایمان کو تلف کرنے پر قصد اجارہ کیا جائے تو
باطل ہوگا لہذا اجارہ پر لینے والے کو ان ایمان کو
حاصل کرنے کا حق نہ ہوگا بلکہ یہ ایمان یعنی غنیمت
و میں خرچ ہوگا جہاں وہ اجارہ سے قبل خرچ کرتے تھے
اس لئے مستأجر (اجارہ پر لینے والے) کے قبضہ
سے واپس لے لئے جائیں گے اگر اس نے وصول کر کے
خرچ کر لئے تو اس سے ضمان وصول کیا جائے گا
کیونکہ باطل معاملہ کوئی اثر نہیں رکھتا لہذا ان میں سکا

لسمہ و بستانہ نیا کل شہرہ و مشہد
استنجاس مافی ید السنہ اربعہ لا کل
حراجہ^۱
اور وقف کے مزارعین کے زیر قبضہ زمین کو عندہ حاصل کرنے کے لئے اجارہ پر لے (ت)
اسی میں ہے ۱

اللازم والمقتطع علی ما یتحصل من
قریۃ الوقف من خراج بحال معلوم
من احد التقديرات يدفعه الملتزم ویكون
له ما یتحصل منها قلیلاً کان او کثیراً
لا یتجاوز اذلا وحہ لہا شرعاً لکونہا لا تنصراً
شرعاً ان تكون بیعاً اذ بعض المقاطع
علیہ معدوم وبعضہ محمول ولا ان تكون
اجارۃ لانہا بیع المنافع والواقع علیہ
المقتطع المشروحة اعیانہ لا منافع
فہی باطلۃ بالاجماع (ملتقط)
اسی میں ہے ۱

اذا استأجر القرى والمراسع لتناول خراج
القاسمۃ او خراج الموطیفۃ فالاجارۃ باطلۃ
باجماع علماءنا (ملتقط)
جب گاؤں یا زراعت جن پر سرکاری وظیفہ یا حصہ
سائی حاصل ہوتا ہے کو اجارہ پر لیں تاکہ ان سے حاصل
وظیفہ یا حصہ کو بدلے میں وصول کیا کرے تو ہمارے
علماء کے ہاں بالاجماع یہ اجارہ باطل ہے (ملتقط)

(ت)

| | | | | |
|---------|-------------------|--------------|---|---------|
| ۱۱۹ / ۲ | دار المعرفۃ بیروت | کتاب الاجارۃ | ۱ | ۱۱۹ / ۲ |
| ۱۲۶ / ۲ | " | " | ۲ | ۱۲۶ / ۲ |
| ۱۳۷ / ۲ | " | " | ۳ | ۱۳۷ / ۲ |

اسی میں ہے :

قریۃ ضمیمہ من لہ ولا یتہا المرعیل بحال معلوم
لیکون لہ عراجہا لا یتہا باطل اذ لا یصح
اجارۃ لوقوعہ علی اتلاف الاعیانت قصدہا
ولا یغیر لہ معدومہ (ملفوظ)۔
بلکہ ایمان (غیر) کے ثبوت کے پر قضا ہوا ہے اور یہ بھی پس کیونکہ یہ عدم چیز پر سودا ہے (ملفوظ)۔ (ت)

اسی میں ہے :

قیامی اجرا النحل من قیامی الاخر مبطل
معلوم لا یصح و علی کل منہ سارہ
ماتنا ولہ یتہ
کھجور کے باغ والا ہے باغ سے حاصل ہوئے ہوئے
پھل کو مقررہ نقد پر کسی دوسرے کو اجارہ پر دے کر بیچ
نہیں ہے اور دونوں پر لازم ہے کہ ایک دوسرے کو
واپس کر دیں (ت)

اسی میں ہے :

قد اتفقت علی ذلک علی ان الاجارۃ اذا وقعت
علی تناول الاعیان او تلامہا مہی باطلۃ
فاجارۃ القری تناول الخراج مقدسۃ کانت
او وظیفۃ باطل وقدر اہتیت مبنی لک
مراہ ایہ (ملفوظ)۔
بارے میں کاس پر اتفاق ہے کہ جب حبارہ
ایمان چیزوں کے حصول یا ان کے تلف کے پر کیا جائے
تو باطل ہے گاہکہ او وظیفہ یا حصہ بٹائی وال گاؤں اجارہ
پر اس لئے دینا کہ متاجر اس کا وظیفہ اور حصہ عوض میں
وصول کر لیا کرے تو یہ باطل ہے جبکہ میں نے بارہ بار یہ
فتویٰ دیا ہے (ملفوظ)۔ (ت)

اسی میں ہے :

المستقر فی کلامہ مشایخنا باجمہم امت
الاجارۃ علی استہلاک الاعیانت باطلۃ
بارے میں مشائخ نے بالاتفاق یہ طے کیا ہے کہ ایمان
چیزوں کو بطور ہکت قبضہ میں لینے پر اجارہ باطل ہے اور

| سے فتاویٰ خیرج | کتاب الاجارۃ | دار المعرفۃ بیروت | ۲۰ / ۲ |
|----------------|--------------|-------------------|---------|
| ۱۳۸ / ۲ | ۲ | ۲ | ۱۳۸ / ۲ |
| ۲۹ / ۲ | ۲ | ۲ | ۲۹ / ۲ |

وجعل العين منفعة غير متصور فالجارية
حيث لم يقع على الاستفاد بالارض والزرع
ونحوه بل على احد الخراج والدرهم
المقصود فهو باطل بجماع ائمتنا (ملتقط)
اسی کی کتاب الوقف میں ہے،

لاقائل من فقهاء الاسلام بصحة التزام في
اوقاف، لانهم لا يكملونها احتیة كان باطلا.
وكيف ما قومته كان ماثلا فانه قدرته سب
فهو بيع المعلوم او المجهول، وان
قدرته اجارة فهي واقعة على استعماله
لا عين المعلوم الاية فيقول، وهما
في الموقوفة لا تحوز فكيف يستأجر منها
ما سيجوز وان احتیة واهب سب
ومنها لما سبق من الهبة في مال الوقف
لا تحوز ولو عوض ثم اقول حسن الكلام
بالوقف لان السؤال عنه فاستدل بدلیل
بخصه والا فهمة المعلوم بطلانه معلوم
ولو في الملك، قال في الحیة من الهبة
وبهذا اعدو صحة هبة ما سبقت حصول
من محصول القرینین بالادلی لان الواهب
نفسه لم یقبضه بعد فکیف یملكه اذ

عین چیز کو نفع قرار دینا متصور نہیں ہو سکتا، تو جس میں
زمین کا اجارہ ذراعت وغیرہ استفاد کے لئے نہ ہو بلکہ
اس سے حاصل ہونے والے خراج اور وظیفہ مقررہ کو
حاصل کرنے کے لئے ہو تو یہ بالاجماع باطل ہے (ملتقط)

فتیاء اسلام میں کوئی بھی اس بات کا قائل نہیں کہ اگر کوئی
اوقاف کے وظائف کو حاصل کرنے کی ذمہ داری مقررہ
نقد کے عوض حاصل کر لے کیونکہ آپ اسے جس معنی میں
اعتبار کریں غلط ہوگا، اگر آپ بیع فرض کریں تو یہ مجہول
یا معدوم چیز کی بیع قرار پائے گی اور اگر اجارہ فرض
کریں تو یہ معدوم آئندہ پاسے جانے والے اعیان کو
حاصل کرنے پر اجارہ ہوگا جبکہ یہ موجود اعیان میں بھی
بائریں تو معدوم ہیں کیسے جائز ہوگا، اور اگر انکو
موجود ہونے اور مہیا ہونے والی چیز کا بہرہ فرض کر دو تو
یہ وقف چیز کا بہرہ قرار پائے گا جبکہ وقف چیز کا بہرہ معدوم
کے طور پر بھی جائز نہیں۔ اقول (میں کہتا ہوں) انہوں
نے خاص وقف کے متعلق بات کی ہے کیونکہ سوالی یہی تھا
اس لئے انھوں نے وقف سے متعلق دلیل ذکر کی ہے
ورنہ تو معدوم چیز کا بہرہ معلوم البطلان ہے اگرچہ ذاتی
ملکیت ہو، غیریہ میں بہرہ کی بحث میں فرمایا کہ مذکورہ بحث
میں معلوم ہوا کہ گناہوں کے بعد میں حاصل ہونے والے

محصول کا بہرہ بطریق اولیٰ صحیح نہیں کیونکہ ابھی خود مالک کو ان پر قبضہ نہیں ہے تو وہ اس کے کسی کو کیا قبضہ دے سکتا اذنت

| | | | |
|-------|-------------------|--------------|-----------------|
| ۱۳۵/۲ | دار المعرفۃ بیروت | کتاب الاجارۃ | سے فتاویٰ غیریہ |
| ۱۸۵/۱ | " | کتاب الوقف | سے |
| ۱۱۱/۲ | " | کتاب الهبة | سے |

فتاویٰ علامہ تاجی لعلیہ صاحب درختار میں ہے،

هذا ذالممكن الاجارة وارادة على استهلاك
الاعيان قصدًا، اما اذا كانت كذلك بام
كانت اسراف في القرية في ايدى مزارعين
وانما استأجرهم المتاجر المرقوم لياخذ
ما يخصهم من خراج فهي باطلة كما صرح
مدلك علماؤنا في طه

عقود الدرية میں ہے،

وانظر ما في فتوى الشيخ حيدر الدين من
لاجارات عقد ائتي موار اسطان هذه
الاجارة السبعة بالمقاطعة والالتزام به
بما رآه من كتاب السير في فصل بزر ہے

الواقع في زمانه ان المتاجر ليسوا جرها لاجل
اخذ خراجها لالتمس راعه وليس ذلك التزاما
وهو غير صحيح

بما رآه من كتاب السير في فصل بزر ہے
الواقع في زمانه ان المتاجر ليسوا جرها لاجل
اخذ خراجها لالتمس راعه وليس ذلك التزاما
وهو غير صحيح

تو یہ کارروائی قطعاً مجامعاً حرام و باطل واقع ہوئی جس کے محدث نے یہ فعل کیا اُس کے وارث پر تو کوئی الزام نہیں
آتا نہ وہ اس وجہ سے قابلیت تولیت سے عاری ہو جبکہ فی نفسہ و برعایت شرائط واقف لائق تولیت ہو،
قال تعالى لا تنزلنا ولا نزلنا و نزلنا اخسرى
اور میرے کا بوجہ نہ اٹھائے گی۔ (ت)

لے العقود الدرية بجز از فتاویٰ علامہ تاجی لعلیہ کتاب الاجاره انگہ باز از قندہ دار افغانستن ۱۲۱/۲
لے العقود الدرية في تنقيح الفتاوى الحمائية

سے رد المحتار کتاب الجہاد باب العشر و الخراج دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۶۶/۲
لے الفرقان الحکیم ۱۶۴/۴۰

محل نظر حدودہ متولی ہیں جو اس حرم کے متکب ہوئے یہاں ضرور فقیرانہ وقائع کا اظہار کرے جو ۲۴ برس سے آج تک کسی قریب میں ذکر نہ کئے یہ مسئلہ کہ دیہات کا رائج ٹھیکہ حرام قضی ہے جو کچھ حاصل ہو سب مالک قریہ کا ہے اگر گاؤں ملک ہو یا وقف کا، اگر بوقت ہر ٹھیکہ ارکو اس میں سے ایک جبر لینا حرام ہے اور جس سال نشست کم ہو تو ٹھیکہ کو قضا وصول ہو اسی قدر ملک یا متولی کو لینا مکال ہے پوری رقم قرا یا غنہ لینا حرام ہے مثلاً ہزار روپے سال تو ٹھیکہ تھا اور بارہ سو تحصیل ہوئے تو یہ دو سو ٹھیکہ ارکو حرام میں مالک یا واقف کا حق ہیں اور آٹھ سو شے تو مالک و وقف کو اسی قدر حلال، دو سو زیادہ تر لم ہیں، باوصف کمال و فصاحت اس دارالعتق ہند و سستی میں ایسا نفعی مسئلہ ہے جس سے یہاں کے اکابر علماء غافل محض اور خود اس میں اور اس کی تحلیل میں مبتلا ہیں جو دہائی صدی کے علماء میں باعتبار حمایت دین و نصرت سنت زبیر علی فاعقہ حضرت مولانا مولوی محمد عبد القدیر صاحب بدایونی رحمہ اللہ تھائے کا پایہ اکثر معاصرین سے ارفع تھا ایام نہ وہ میں اور اُس کے بعد جب فقیر نے سرگرم حایاں دین کے خطاب تجویز کئے ہیں حضرت مولانا مولوی محمد امجد صاحب کو الاسد الاشہد، مولوی قاضی عبد الوحید صاحب فردوسی کو زندہ ششکی سدھی ٹٹکی، مولانا ہدایت رسول صاحب کھنوی کو شیر بیشہ سنت رحمہ اللہ تعالیٰ، حای محمد سلحان صاحب قادری برکاتی مدد اسی سلسلہ رحمہ تعالیٰ کو حای سنت حاجی بدعت، اُسی زمانے میں حضرت فاضل بدایونی قدس سرہ کو تان الفخار سے تہنیتیں ملنے لگیں کہ عذاب میں متوں و قبول ہے اور فہ مشک باعبرت نہ کرہ اس کے اہل تھے رحمۃ اللہ تھائے علیہ رحمۃ واسعہ، ایسے فاضل جلیل کے پاس ۱۲۰۶ میں جب فقیر کا فتنی اس ٹھیکے کی حرمت میں گیا جس میں اس وجہ سے کہ فقیر اس وقت اپنے دیہات میں تھا اور سوا خیرہ و رد لغتار کے کوئی کتاب ساتھ نہ لے گیا تھا فقط قنادی خیرہ کی بعض جلدات تھیں، حضرت مصروف نے بدتال بسیار اُس پر صرف اس مضمری سے تصدیق تحریر فرمائی کہ نظر حاضر میں ان عبارات سے عدم جواز ہی معلوم ہوتا ہے، جب فقیر شہر کو واپس آیا مفصل فتویٰ عبارات کثیرہ کتب حدیدہ پر مشتمل لکھ کر بھیجا اب حضرت نے پورے وثوق سے تسلیم کیا ویر فرمایا کہ اس کے جوار کے جیل سے اطلاع و وہی حال اور علاقے اطراف کا ہے بعد سماع دلائل و دھوج کچھ یہی فرماتے پایا کہ جیل جوار نکالو یعنی عادیں مستحکم ہو گئیں خود بھی ابتدا ہو چکا اور اس میں تمام بھی ہے ہذا جیل جوار کی تماشہ ضرور ہوئی۔ مبارک ہیں وہ سنہ کے حکم پر مطیع ہو کر حق کی طرف رجوت لائیں اور اذانیان زندان کی طرح اپنے اور اپنے آباء و اساتذہ کی عادت کو شرع مطہر کے روئے لئے حجت نہ بنائیں۔ رد المحتار کتاب الابارہ میں ہے

| | |
|---------------------------------------|--|
| اداکلہم احمد بن الناصب | بذلک |
| بعدون کلامہ متکوا من القول و هذه بلیة | لوگ غلط قول قرار دیتے ہیں، حالانکہ یہ بصیبت قدیم سے |
| قدیمہ فقد ذکر العلامة قتالہ | جلی آمد ہی ہے، چنانچہ علامہ قتالی زادہ نے ذکر کیا ہے |

ان المسألة كثيرة الوقوع في البلدان وإذا
 طلب رفع اجاسر تهايت ظلم المستأجرون و
 وينعمون انه ظلموهم ظالمون ، وبعض
 الصدور والا كابر يما و قونهم وينعمون ان
 هذا تحرك فتنة على الناس وان الصواب
 ابقاء الامور على ما هي عليه وانت شر
 الامور محدثا تها ولا يعلمون ان الشرف
 اعطاء العيين عن الشرع وان احيا السمة
 عند فساد الاممة من افضل الجهاد واحزلي
 القريب (ملتقطاً)

رو. المختار و عقود الدير میں ہے ، و هذا علم في وقت ذی ایک ورق میں ظلم علم ہے ۔ (ت)

تحریر العبارة للمؤثر الشامي میں ہے ،

علم بهذا ان هذه حلة قدیمه و خوب در وقت
 لا والله اعلم العظم

ایسا غامض مسئلہ کہ یہاں کے قول علماء پر معنی جو اور طوام کی دور انہیں تک ہے اگر تم قبل اطلاع حکم میں
 جتنا ہوں تو یہ کہنا چاہیے کہ انہوں نے قصداً اس کتاب حرام کو وقف کی بدخواہی کی جس سے قابل قیست نہ رہیں
 والله يعلم المفسد من المصلح والله غفور رحیم ۔ والله تعالیٰ اعلم

مسئلہ مسئلہ محمد ابراہیم کنکشیہ ہائی اسکول ضلع زریہ پور جب ۱۳۳۴ھ

(۱) اگر کسی ہندو نے چندہ کے مسلمان کو فقط نماز عہ کے واسطے وقف کر دے کہ تم لوگ اس میں قربانی مت کرنا
 اگر قربانی کے واسطے اجازت بھی دیوے تو ہندو کی وقف کردہ زمین میں مسجد بنانا جائز ہے یا نہیں ،

(۲) اگر ہندو کی وقف کردہ زمین میں ۲۰ یا ۲۵ برس تک نماز جمعہ پڑھی ، بعد میں معلوم کیا ، تو

سہ رد المحتار کتاب الاجارۃ باب ما یجوز من اجارۃ دار احیاء التراث العربیہ ۵/۲

سہ تحریر العبارة فیمن صواحق بالاجارۃ و ملان من مسائل بن عابدین

سہ سہیل اکبر علی لاہور ۱۵

اس مسجد کو دوسری جگہ مسلمان کے لئے جا کر بنا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب

- (۱) مسجد کے لئے بندہ کا وقف ناممکن نامقبول ہے وہ مسجد نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 (۲) وہ مسجد ہی نہیں، مسلمان دوسری جگہ اپنی مسجد بنائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
-

مصارف وقف (وقف کے مصارف کا بیان)

مسئلہ از احمد آباد جرات محلہ کالو پور پنج پوری و حنکوت مرسلہ شیخ محمد زین العی عرف چھوٹا میا
م محرم ۱۲۳۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین میں مضائقہ شرح متین اس بارہ میں کہ زید کے پاس ایک رستم زید نقد وقف یا نقد کسی کارِ خیر کے لئے موجود ہے مثلاً مسجد کی تعمیر وغیرہ مصارف کی یا کسی بزرگ کے روضہ یا مقبرہ یا مدرسہ وغیرہ کی آمدنی اس کے مصارف پورے طور سے ہو کر اضافہ جمع رہتی ہے یا مسجد یا مدرسہ یا قیوم خانہ تعمیر کرنے کو وہ چندہ جمع کیا گیا ہے اور اس کا خرچ پورے طور سے تمام ہو کر باقی رقم اضافہ رہی ہے وغیرہ وغیرہ، اس قسم کا پیسہ نقد یا ملک مانند مکان و زمین وغیرہ کے ایک کارِ خیر کے لئے فراہم ہوا ہے یا کیا گیا ہے اس کو دوسرے کارِ خیر میں بند یعنی مسجد کا چندہ کیا ہو یا اس کی آمدنی میں سے بچا رہا ہو یا مقبرہ یا مدرسہ یا قیوم خانہ کے کام میں یا مقبرہ و مدرسہ و قیوم خانہ کا پیسہ مسجد کے کام میں لے سکتے ہیں یا نہیں وہاں دوسرے شرعیات مع حوالہ کتب مذہب اہل سنت و جماعت کے غلام بیان فرما کے اپنی نسر و دستخط فرمادیں۔ علیہ التواضع و ا۔

الجواب

وقف جس غرض کے لئے ہے اس کی آمدنی اگرچہ اس کے صرف سے فاضل ہو دوسری غرض میں صرف کرنی حرام ہے، وقف مسجد کی آمدنی مدرسہ میں صرف ہونی درکنار دوسری مسجد میں بھی صرف نہیں ہو سکتی، نہ ایک

مدرسہ کی آمدنی مسجد یا دوسرے مدرسے میں درج نہ ہوتی ہے۔

اتخذ الواقف والجهة وقلی مرسوم بعض
الموقوف علیہ، جائز لهما کم ان یصرف من
فاضل الوقت الاخر الیہ لانہما یحتض
کثی واحد وان احکف احدهما بان سنی
مراحلاں مسجدین اور جبل مسجد او مدرستہ
ووقف علیہما اوقافا فلا یحوز لہ ذلک
مسجد اور دوسرے نے مدرسہ بنایا اور ہر ایک نے ان کے لئے علیحدہ وقف مقرر کئے تو پھر ایک کی آمدنی دوسرے
کے مصارف کے لئے خرچ کرنا جائز نہیں۔ دست

چندہ کا جو روپیہ کام ختم ہو کر بچے لازم ہے کہ چندہ دینے والوں کو حصہ دے واپس دیا جائے یا وہ جس
کام کے لئے اب اجازت دی اس میں صرف ہو، بے ان کی اجازت کے صرف کرنا حرم ہے، ہاں جب ان کا پتا
نہ چل سکے تو اب یہ چاہئے کہ جس طرح کے کام کے لئے چندہ دیا گیا تھا اسی طرح کے دوسرے کام میں انھیں
مثلاً تعمیر مسجد کا چندہ تھا مسجد تعمیر ہو چکی تو باقی بچی کسی مسجد کی تعمیر میں انھیں، غیر کام مثلاً تعمیر مدرسہ میں
صرف نہ کریں اور اگر اُس طرح کا دوسرا کام نہ پائیں تو وہ باقی روپیہ فقیروں کو تقسیم کر دیں۔ درخت
میں ہے،

ان فصل شعث مرد للمتصدق انت علو
والا کففت بہ مثله والا تصدق بہ
اگر چندہ سے کچھ بچ جائے تو دینے والا اگر معلوم ہو
تو اُسے واپس کیا جائے گا ورنہ اس جیسے فقیر کے
کفن پر صرف کیا جائے یا صدقہ کر دیا جائے (ت)

اسی طرح فتاویٰ قاضی غاں وغیرہ میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ مسئلہ مستولہ تہویر حسین ساکن بریلی محلہ کشکے نالہ ۲۴ شعبان المعظم ۱۳۲۲ء
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ چندہ نے ایک وقف نامہ غیر مستقل آمدنی
کا نام خدا سے برتر لکھا اور وقف نامہ مذکور میں نسبتاً بعد قبل قیست کا تذکرہ نسبت و شمار متویہان کے اور کسی

کھٹی یا انجن کا دست انداز نہ ہونا تحریر ہے آمدنی مذکور پر بعض تعداد واسطے نذر و نیاز و کار خیر جاریہ کی مقرر کردی مگر جائیداد و وقف کی آمدنی احراجات معینہ واقف سے زائد ہو تو وہ زائد آمدنی کی ہوگی اور وقف پر کیا خرچ ہوگا اور اس پر وراثت جاری ہو سکتی ہے یا نہیں؟ بیتنا انوشد۔۔۔

الجواب

وقف پر وراثت جاری نہیں ہو سکتی زائد آمدنی لمانہ مجمع رہے گی جیسے زیادت ممکن ہے اور برسوں میں کی بھی محکم ہے وہ کی اس سرمایہ جمع شدہ سے وقتاً فوقتاً پوری کی جائے گی، متریان و ورثہ بحالی ولایت اگر صانع ولایت رہے تو ہتر ورنہ بحال جرم و خیانت و ہم یاقوت ضرور مسلمانوں کو دست اندازی پہنچے گی اور وقفہ کس شرط پر کچھ نظر نہ کی جائے گی نص علیہ فی الدر المنہاج وغیرہ من معتقدات کلاسہ (در مختار وغیرہ معتبر کتب میں کس شخص کی گئی ہے۔ ت) در مختار جلد ۲ صفحہ ۵۵ پر ہے،

یہ لازم ولا يجوز له ابطاله ولا يورث عنه و
عليه الفتوى اجماع لکمال وابن الشیمہ
توہ لازم ہو جائے گا اب اس کا ابطال یا وراثت
بنانا جائز نہیں، اسی پر فتویٰ ہے، ابن کمال و
اس شخص (ت)

وعلیہ الفتوی کے تحت میں علامہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں،

ی علی قولہما بلزومہ فان فی الفتح والاحت
ترجمہ قول عامۃ العلماء بلزومہ لانہما لا یحادیث
والانصار متطافرة علی ذلك واستمر علی الصیابة
والنابعین ومن بعدہم علی ذلك فلیذا ترجح
علی حدیث قولہ لجمہ مفصلاً۔
یعنی صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ کے ارادہ سے قول پر فتویٰ
ہے، فتح میں فرمایا حتیٰ یہی ہے کہ عام علی کے لازم
ہو جائیو اسے قول کو ترجیح ہوگی کیونکہ احادیث و آثار
اس پر وارد ہیں، اور صحابہ تابعین اور ان کے بعد
والوں کا اس پر عمل چلا آ رہا ہے اس لئے امام صاحب
کے قول کے خلاف کو یہاں ترجیح ہے، (مفصلاً ت)

اشیاء والفقہ ۱۹۲ میں ہے،

و مثل ان یکرع عنہما جلد وقف و ارا علی مسجد
علی انہما فصل من عمارتہ
ابو کریم ایسے شخص کے متعلق سوال کیا گیا جس نے مسجد
کے نام ایک حویلی وقف کی اور قرار دیا کہ اس حویلی کی

فہو للفقراء فاجتمعت العلة والمسجد
لا یحتج الی العساریۃ ہل تصروف الی الفقراء
قال لا تصروف الی الفقراء وان اجتمعت غلۃ
کثیرۃ لانہ یحوزان یحدیث المسجد حدیث
والد امر یحال لا تعلی
کیونکہ ہو سکتا ہے کہ بعد میں مسجد کی عمارت میں ضرورت پیش آئے اور حویلی کی آمدن باقی نہ رہے۔ (ت)
در مختار مشکوٰۃ میں فرمایا:

وینزع وجوبا ولو کان المستولی غیر ما ہوت او
عاجزا او ظہیرہ حق وان شرط عدم نزاع
وان لا یمنعہ قاضی ولا سلطان لہا لغتہ
لحکم الشریع فی بطلان الموصیۃ ملخصا
و مختصرا۔
وادی علیہ کہ دیا جائے اگر متولی قابل اعتماد نہ ہو یا عاجز
ہو یا اس میں حق واضح ہو جائے اگرچہ واقعہ سے ضرر دل
نہ کرنے کی شرط لگا رکھی ہو اور یہ کہ قاضی اور سلطان بھی
معزول نہ کر سکے گا کیونکہ ایسی شرط شرع کے مخالف
ہونے کی وجہ سے باطل قرار پائے گی جیسا کہ وصیت
کو بولنے کی ایسی شرائط باطل ہو جاتی ہیں اور ملخصا
و مختصرا۔ (ت)

مشکلہ از پیل بحیثیت مرسلہ مرکبہ مولوی محمد مصطفیٰ احمد صاحب محدث سودقی ۲۸ جمادی الآخرہ ۱۳۲۸
کیا فرماتے ہیں علماء اس مسئلہ میں کہ جو شخص مسجد میں عرصہ پانچ سال سے واسطے حفاظت مسجد اور کل انتظام
مسجد کے مقرر ہے اور مسجد کے وقف مال سے وظیفہ پاتا ہے اگر یہ شخص ایک سال یا کم و بیش کی رخصت لے کر
اپنے مکان کو چلا جائے تو اس مدت میں وظیفہ لینے کا مستحق ہے یا نہیں، اگر بعثت بیماری جاوے تو بھی
مستحق ہے یا نہیں؟ فقط

الجواب

اصل کلی شرعی یہ ہے کہ اجیر غاص پر حاضر ہونا اور اپنے نفس کو کار مقرر کے لئے سپرد کرنا لازم ہے جس میں غیر غاص
ہوگا اگرچہ مرض سے اگرچہ اور کسی ضرورت سے اس دن کے اجر کا مستحق نہیں مگر معمولی قلیل تعطیل جس قدر اس صیغہ میں
معروف و مروج ہو عادتہ معاف رکھی گئی ہے اور یہ امر باختلاف حاجت مختلف ہوتا ہے درس تدریس کی حاجت
لے الاشباہ والنظائر العن الثانی کتاب الوقت اداره القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۱/۲۸
۱/۲۸۳ مطبع مجتہدی دہلی

وقد اطلقوا لايخذ السهم مطلقا

لما قدم مصفى والحكم في التبع ليسفر

قلت وهذا كله في سكان المدرسة وفي غير فرض

الحج وجملة السجود اما فيهما فلا يستحق

العزل والمعلوم كما في شرح الوهبانية

للشربلاني له

روايتها في

قوله نظم ابن الشحنة حاصل

ما في شرحه تبعاً لمزانية انه لا يسقط

معلومه ولا يعزل اذا كانت في المصير

مشتقاً بعينه شرعي او خروج لغير سفر

واقام دون خمسة عشر يوماً بلا عذر

على احد قولين (اي والقول الاخر انه

يسقط معلومه اذا خرج لمستاق بلا عذر

ولو اقل من اسبوعين) او خمسة عشر فاكثر

لعذر شرعي كطلب المعاش ولعيزه على ثلثة

اشهر وانه يسقط ولا يعزل لو ما في الحج و

نحوه او خروج لمستاق لعذر عذر

ما لم يزد على ثلثة اشهر

وانه يسقط ولا يعزل لو خروج واقام

اكثر من ثلثة اشهر و

ولو لعذر قال الخبير الرملي

دكل هذا اذا لم ينصب نائباً عنه واما

غيبه حاضريه كاؤلفه مطلقاً له كما في

میں حکم واضح ہے۔

میں کہتا ہوں یہ تمام بیان مدرسہ کے رہائشیوں کے لئے

ہے اور فرض حج اور صلہ رحمی کے عذر کے علاوہ کے لئے

ہے اگر وہ مذکور عذر ہوں معزول اور وظیفہ کا مستحق

نہ ہوگا جیسا کہ ترمذی کی شرح و ہبانیہ میں ہے ات

قوله ابي شحذ كل نظم، اس کی شرح کا

ما حاصل یہ ہے جو بزاز کی کتاب میں بیان کیا کہ اگر

غیر حاضر ہوئے، لا شہر میں ہی شرعی علم یا حدیث سے کم

مسافت کے لئے شہر سے باہر گیا اور بلا عذر پندرہ دن

سے زیادہ ماہ قیام کیا تو ایک قول کے مطابق معزول

رہے گا، اور دوسرے ہی مقررہ وظیفہ ساقط ہوگا یعنی دوسرا

قول ہے کہ جب بلا عذر شہر سے مستحقہ سرائوں میں پندرہ

دن سے کم غائب رہا ہو، یا کسی شرعی صدر کی بناء پر

مثلاً طلب معاش کے لئے پندرہ دن سے زائد اور

تین ماہ سے کم غائب رہا ہو، تو وظیفہ ساقط ہوگا

اور معزول نہ ہوگا یونہی اگر فرض حج کیلئے سفر پر رہا ہو یا

بغیر عذر تین ماہ سے زائد شہری سرائوں میں غائب

رہا ہو، اور اگر شہر سے باہر تین ماہ سے زائد اگرچہ

عذر کی بناء پر غائب ہو کر وہاں مقیم رہا ہو تو وظیفہ ساقط

اور معزول بھی ہوگا اور غیر رملي کے فرمایا یہ تمام صورتیں

تب ہوں گی جب وہ اپنا نائب مقرر نہ کر گیا ہو ورنہ

فیس لغیر اخذ وظیفہ اور فی القیۃ من باب الامامة امامی ترک الامامة لزیارة اقریانه فی الساتق اسوعا و نحوه اول مصیبة او لاستراحة لایس به و مثله غسوق العادة والشرع وقد ذکر فی الاشیاء عبارة القیۃ هذه و حملها علی انه یساعه اسبوع والظاهر ما فی آخر شرح حنیۃ المصطلی للعلی ان الظاهر ان المراد فی کل سنة ذکر المصناف انه لو اصاب القیم فی الح و نحوه قامت امکنه الکلام والاحذ والاعطاء فله اخذ الاجر والا فلا قال الطرطوسی ومقتضیات المدرج و نحوه اذا اصابه عذر من مرض او حرج یحیث لا یکنه المباشرة لا یتحق المعلوم لانه اذ امر الحکم فی المعلوم علی نفس المباشرة قامت وحدت استحق المعلوم والا فلا وهذا هو العفة اهـ ولا ینافی ما مر من المسامحة باسبوع و نحوه لانت القلیل مغتفر کما سوجه بالبطالة المعتادة اهـ ملخصا ، والله تعالی اعلم۔

اسی کا وظیفہ کوئی دوسرا اصول نہیں کر سکتا اور قیۃ کے امامت کے باب میں ہے کہ اگر امام نے ہفتہ بھر امامت کا ترک سرائوں میں رہائش پذیر اپنے اقربا کی زیارت یا کسی مصیبت کی بناء پر یا آرام کرنے کے لئے کیا تو کوئی حرج نہیں شرعا اور عادت پر معاف ہے اور ایشاء میں قیۃ کی مذکورہ عبارت ذکر کر کے فرمایا کہ ہفتہ کی مقدار میں چشم پوشی سے کام لیا جائے ، اور زبردہ طہر وہ قول ہے جو منیۃ المصلی کی شرح علی کے احسن میں مذکور ہے کہ ہفتہ عمر پر سے ایک سال میں مراد ہے خصات نے ذکر فرمایا کہ اگر مستظم کو فالج یا کوئی مرض لاحق ہو گیا تو اس میں گفتگو اور لین دین کرنا ممکن ہو تو وہ اپنے اجر کا سستی ہو گا ورنہ میں ، اس پر طرطوس نے فرمایا کہ اس عبارت کا تعاضل یہ ہے کہ در رس وغیرہ کو جب کوئی عذر مثلاً مرض یا فرض حج پیش آئے جس کی وجہ سے وہ فرض مصلی ادا نہ کر سکے تو مقررہ وظیفہ کا سستی نہ ہو گا کیونکہ معاملہ فرض منصب کی ادائیگی پر طہر ہے اسے اگر یہ پایا گیا تو وظیفہ کا استحقاق ہو گا ورنہ نہیں ، فقہ میں ہے کہ یہ بیان ہفتہ تک کی چشم پوشی کے مذکورہ حکم کے منافی نہیں ہے کیونکہ تحلیل معاف ہوتا ہے جیسا کہ عادت میں مستدرہ تعطیلات میں چشم پوشی ہوتی ہے اح ملخصا ، واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ از سورت حیدر دس منزل خانقاہ غیدہ وسیہ مرسد حضرت سید علی بن زین العابدین عیدہ و دس
سجادہ نشین خانقاہ مذکور ۲۳ ذیقعدہ ۱۳۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دینی و محققین شرعیہ حسب ذیل مسئلہ میں ذیہ محض اس جہاں سے کہ تریان وقف
کا مال غفلت و بے پرواہی سے خرچہ کر دیا جاتے ہیں گو غنٹ کے سامنے لغیر مشورہ قرآن و حدیث کے اپنی ذاتی رائے
پیش کرتا ہے کہ اوقاف رجسٹرڈ کرانے جائیں اور حساب کی جانچ پڑتال کی جائے حالانکہ غنٹ آئیڈو کیٹ جنرل کو
اوقاف کے لئے محض اس غرض کے واسطے مقرر کیا جوا ہے کہ اگر تریان کے متعلق کسی شخص کو اس قسم کی کوئی خرابی معلوم ہو
تو وہ آئیڈو کیٹ جنرل کو اس کی اطلاع دے کہ اس کی منظوری سے تریان پر دعویٰ کر سکتا ہے باوجود اس تعدد کے
وہ یہ چاہتا ہے کہ اوقاف رجسٹرڈ ہوں اور محکمہ کے کثیر اخراجات مثل رجسٹرڈ کرانے کی فیس، اور دیگر کون و غنیمت کی
تعماد وغیرہ وغیرہ جس قدر اخراجات ہوں وہ تمام اوقاف سے دئے جائیں حالانکہ واقعہ ان کے لئے دھیت نہیں
کیا ذیہ کا یہ بل از روئے شریعت حقہ جائز ہے یا ناجائز؟ یقیناً اذبحوا (میان کیجئے امر حاصل کیجئے۔ ت۔)

الجواب

ذیہ کا وہ بل محض ناجائز و باطل ہے، وہ نہ تو حرج کرنا نہ بے حکم شرعاً و بے شرعاً واقعہ اپنے دل سے
ایجاد کر کے کسی وقف پر ڈالنے چاہے ہر وقت پر پڑی گئے رکولی وقف، ہزار ہر گا، یہ تو یہ حاکم و
قاضی کو بھی وقف میں ایسے ایجاد کا شرعاً اختیار نہیں۔ عقد الدیرہ مطبع مصر عدد اول صفحہ ۱۱۹۲

اذا ثبت الاحداث لا یصل مقتریہ لان القاضی
لیس له الاحداث مدون مسوغ شرعاً
کیف المتولی وقد صرح فی الذخیرۃ والاولیاء
و غیرہما بان القاضی اذا اقر قرضاً لخصم
لغیر بشرط الواقف لعمین القاضی ذلك
ولم یحل للخصم تناول المعلومہ

جب وقف میں سے مصارف ثبات کے جائیں تو ان
کی تقرری پر عمل نہ کیا جائے گا کیونکہ قاضی کو شرعی جوار
کے بغیر نئے امر نافذ کرنے کا اختیار نہیں تو تریان کیجئے
کر سکتا ہے، وغیرہ، ولو البیہ وغیرہ میں تصریح ہے
کہ اگر قاضی نے واقعہ کی شرط کے بغیر مسجد کے لئے
قرض کی مصارف کرنے والا مقرر کیا تو قاضی کو یہ اختیار

نہیں ہے اور اس مقرر شدہ کو بھی مقررہ وظیفہ وصول کرنا جائز نہیں ہے۔ (ت۔)

ایضاً صحت (ص ۱۸۸ پر بھی ہے۔ ت۔)

واحد القاضی و اعوانہ الحال کا خستہ قاضی اور اس کے عمل کا وقت، ل کر لیا، ایسا ہی ہے

التصویر

جیسے چورہوں کا لینا ہے۔ (ت)

بہار الرائی مطبع مصر طبع ۱۲۹۰

فی البیازیة السولی لوامیا فاستأجر الکاتب
لحسابه لایجوز له اعطاء الاخرة من مال
الوقت

ایضاً ص ۲۳۵

فان قلت فی تقریر الفرائض مصلحة قدمت
يمكن خدمة المسجد بدون تقریر بامان
یستأجر السولی فرائضه والممنوع تقریرہ
فی وطیعة تكون حق له ولذا صرح قاضیخان
بان للسولی ان یستأجر عمارا للمسجد
، جرة المشل واستخدمه عدم صحة
تقریر القاضی فی نقیب الوقت بغير شرط
الواقف کشفة ومباشرة وطلب بالاولی
وحرمة المزیجات بالادوات بالاولی

اگر تیرا سوال ہو کہ مسجد کے لئے صفاتی دے میں وقت
کی، صلاح ہے تو میں کہوں گا کہ مسجد کی خدمت
مستقل تقرری کے بغیر بھی ممکن ہے کہ متولی احرت پر
کسی سے کرائے مستقل وظیفہ پر تقرری ممنوع سے اور
اسی لئے قاضی خان نے تصریح کی ہے کہ متولی مسجد کیسے
موجود ہوگا۔ کسی خادم سے کام لے سکتا ہے اور
اس سے معلوم ہوا کہ قاضی وقت کے بقایا وظائف میں
مستقل تقرری واقف کی شرط کے بغیر نہیں کر سکتا
مثلاً شہادت اور اس کی ادائیگی اور اس کا طلب کرنا
بطریق اسے اور اوقات کے حسابات کو مرتب کرنا بطریق اسے (مستقل تقرری ممنوع ہوگی۔ (ت)

ایضاً ص ۲۶۳

قد علمت ان مشروعية المحاسبات منتظما
انما هی لیعرف القاضی الخاضع من الامین
لا لاخذ ثمن من السطار للقاضی واتباعه
والواقف بالقاهرة فی من مانسا الشافی وقد شاهدنا

تو معلوم کر چکا کہ نگران حضرات سے حساب یہ صرف اس
لئے مشروع ہے کہ قاضی کو معلوم ہو سکے کہ کون حائن ہے
یا امین ہے، اس لئے ہیں کہ قاضی اور اس کے
طلبہ کے لئے نگرانوں سے کچھ وصول کی جا سکے جبکہ

| | | | |
|------|-------------------------------|------|---|
| ۱/۱۵ | اورگ بازار قنہ حارہ افغانستان | ۱/۱۵ | سہ العقود الدینیہ فی نتیجہ الفتاویٰ الحمادیہ کتاب الوقف |
| ۵/۲۱ | ایچ ایم سعید کمپنی کراچی | ۵/۲۱ | سہ بحسب الرائی کتاب الوقف |
| ۵/۲۶ | " " " | ۵/۲۶ | سہ " " " |

یہاں الفساد لاواق کثیر المبحث تقدم
 كلفة المحاسبة على العارضة والمستحقين و
 كل ذلك من علامات الساعة
 قاہرہ میں اس وقت دوسری صورت مروج ہے اور سی
 سلسلہ میں ہم نے اوقاف میں بہت سے فسادات کا
 مشاہدہ کیا ہے جہاں پر محاسبہ کے اخراجات کو وقاف
 کی عمارت اور اس کے مستحقین پر تقیم حاصل ہوتا ہے جبکہ یہ تمام امور علامات قیامت سے ہیں (ت)

پھر زمانے کی حالت صد ہا سال سے دگرگوں ہو رہی ہے، دیانت امامت اور روپے کے معاملے میں حرام و
 حلال کی پروا نادر رہ گئی ہے، ابھی اسی عبادت کھراڑائی میں تھیں کہ وہ اپنے زمانہ میں جسے چار سو برس ہونے گئے
 قاہرہ کے اوقاف کا کیا حال بتاتے ہیں کہ اہلکاروں کی حساب فہمیوں ہی نے وقف کے وقف تباہ کر دئے ابھی تو
 متولی تہا بہت در اسے حساب کا خوف لگا ہے اور برسلطان کو اس کی شکایت کا حق پہنچتا ہے اور تغلب کرے
 تو اس کے ہاتھ میں اپنی برأت کی کوئی دستاویز نہیں، اور جب اوقاف رجسٹرڈ کر اسے گئے اور حساب فہمی پر
 اہلکار مقرر ہوئے اور حساب رجسٹروں پر چڑھائے گئے متولیانوں کو شکایت و مطالبہ سے تو اطمینان ہو گیا کہ ان کا
 جمع خرچ پاس ہو رہا مگر ان میں جو عارضہ ہے ان کا خیانت سے باز آنا معلوم، بلکہ وہ اپنی اغراض فاسدہ کیلئے
 حساب فہمیوں کو بھی راضی کرنا چاہیں گے اور انھیں بہت ایسے مل بھی سکیں گے اُس وقت وقف میں ایک کی جگہ
 دس حصے ہونے کا اندیشہ ہے اور ان کے صواب و غیرہ سے تو بڑی چیزیں ہوتی ہیں کہ شہدنا فیہا من الفساد
 لاواق کثیر (ہم نے قاہرہ میں اوقاف کا کثیر فساد دیکھا ہے۔ ت) اور ان کا وہ اعتراض تو ضرور لازم ہے
 کہ وہ خلاف شرع فیسیں قاہرہ میں خرابی خواہی لی گئیں وقف کی عمارت اور اس کے مستحقین کا حق پورا ہو یا نہ ہو،
 فسأل الله العفو والعافية ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم، والله سبحانه وتعالى اعلم۔

منہ سلمہ از تہسوان مستولہ مولیٰ صل احمد ہادیونی ۲۰ ربیع الآخر ۱۳۳۰ھ
 اگر جائیداد کو وقف سے رجوع شرعاً جائز ہو تو ایسے میں توسیع خرچ کی کر سکتا ہے مثلاً پندرہ روپے ماہور
 یا دس روپے ماہور متولی کو ملتا ہے جو بڑی خیال اطمان گز مشعل ہے تو کوری چاکری کی قوت یا بہت نہیں
 اور کام آپ ہی کرتا ہے اگر اپنے خرچ میں توسیع کرے عار ہے یا نہیں!

الجواب

اللہ عزوجل فرماتا ہے،

مَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ ۚ
جو عاجمندی ہے وہ موافق دستور کھائے۔

اور فرماتا ہے،

وَاللَّهُ يَعْلَمُ الْمُسْذِمَ مِنَ الْمَصْلُوحِ ۚ
خدا خوب جانتا ہے کون لگاڑنے والا ہے اور
کون سفار کرنے والا۔

اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

مَنْ مَتَّخُوْنٌ فِيْ مَا شَاءَتْ نَفْسُهُ مِنْ مَّالِ اللَّهِ
وَمِنْ سُوْلَةٍ لِّسَلْهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ إِلَّا الْمَارَّ
بِرَوَاةِ أَحْمَدَ وَالْتِمَذِي وَقَالَ حَسَنٌ صَحِيحٌ
عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ قَيْسٍ وَالْمِصْبَغِيِّ فِي الشَّعْبِ
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَبْرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ اللَّهِ تَعَالَى
عَنْهُمْ۔
بہت وہ کہ اللہ و رسول کے مال میں اپنی خواہش نفس
کے مطابق دھنتے ہیں، ان کے لئے قیامت میں نہیں
مگر آگ (اسی کو احمد نے اور ترمذی نے روایت
کیا ہے اور ترمذی نے اس کو خولہ بنت قیس سے
صحیح اور حسن قرار دیا ہے اور مصبغی نے اس کو اپنی
شعب میں عبد اللہ بن جبیر عن عمرو بن اللہ سے
روایت کیا ہے۔ ت)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

لَوْ كَانَ لَأَبِي أَدَمَ وَادٍ مِنْ ذَهَبٍ لَا يَسْتَفْ
إِلَيْهِ شَايَا وَلَوْ كَانَتْ لَهُ وَادِيَانِ لَا يَسْتَفْ
إِلَيْهِمَا تَالِثًا وَلَا يَمْلَأُ جُوفَ أَمْتِ أَدَمَ إِلَّا
الْتِرَابُ وَيَتَوَبَّ اللَّهُ عَلَى مَنْ تَابَ۔
اگر ابی آدم کے لئے ایک جنگل بھر سونا ہو تو دوسرا
جنگل اور مانگے، اور دو جنگل سون تو تیسرا ور
چاہے، اور ابن آدم کا پیٹ نہیں بھرتی مگر خاک،
اور تائب کی توبہ اللہ قبول کرتا ہے (اسی کو

سُورَةُ الْقُرْآنِ الْكَرِيمِ ۶/۴

سُورَةُ الْقُرْآنِ الْكَرِيمِ ۲۲۰/۲

سُورَةُ الْقُرْآنِ الْكَرِيمِ ۶/۴
سُورَةُ الْقُرْآنِ الْكَرِيمِ ۲۲۰/۲
سُورَةُ الْقُرْآنِ الْكَرِيمِ ۶/۴
سُورَةُ الْقُرْآنِ الْكَرِيمِ ۲۲۰/۲
سُورَةُ الْقُرْآنِ الْكَرِيمِ ۶/۴
سُورَةُ الْقُرْآنِ الْكَرِيمِ ۲۲۰/۲

احمد و الشیخان عن ابن عباس و الترمذی
عن النضر و البخاری عن ابن الزبیر و ابن ماجہ
عن ابی ہریرۃ و احمد عن ابی واقد و بخاری
فی الترمذی و البوار عن بریدۃ رضی اللہ تعالیٰ
عنہم
شیخین نے ابن عباس اور ترمذی نے انس سے اور
بخاری نے ابن زبیر سے اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے
اور احمد نے ابی واقد سے اور بخاری نے تاریخ میں
اور بزار سے بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت
کیا ہے۔ (ت)

وقف سے رجوع نامکن، پھر جو ماہوار مقرر ہو اگر اس کے صدق سنی و حسن خدمت کے عائد سے بقدر
اجر مثل کے نہیں تو ضرور اجر مثل تکمیل کر دی جائے گی، اور اگر واقعی اجر مثل بھی اس کے واجب صرف کے
کفایت نہ کرے تو وقف کی غامضات سے تاحہ کفایت، ماہوار میں اضافہ بھی ممکن، مگر زیوں کو بطور خود کو خود ہی
مدنی اور خودی ماکہ ہونا ٹھیک نہیں، بلکہ وہاں کے افتد اہل بلد عالم سستی دینہ دار کی طرف رجوع کرے یا متعدد
معزز متذکر ذی راستے مسلمانان شہر کے سپرد کرے وہ بعد تحقیقات کامل اجر مثل تک حکم دیں یا بشرط صدق
حاجت و عدم کفایت تا قدر کفایت اضافہ کریں، اس تقدیر پر ان کو یہ بھی ملحوظ رہے کہ جب واقف خود ہی
متولی بنوا اور خود ہی وقف وقف رہا ہو اور تنویز کا تو اب کون سی بات حادث ہوئی کہ وہ ماہوار کا کافی ہو گیا
روا مختار میں ہے،

الذکر بشرط الواقف قد ما عیبہ لہ الواقف
و لو اکثر من اجزا المثل کما فی البحر و الموعین
لہ اقل فسق صی ان یکمل لہ اجر المثل
بطبیہ کما بحثہ فی الفہ الواسل، و یا قف
قریب ما یؤیدہ، و ہذا مقید بقولہ الا ان
لیس للمتولی احد من یادقا علی ما قدر لہ
الواقف اصلاً
مگر ان کو واقف کی شرط کے مطابق مقررہ و ضمیمہ کا
اگرچہ یہ مرقع سے زائد ہو، اور اگر واقف کا
مقرر کردہ مرقع سے کم ہو تو اس کے مطابق پر
مرقع تک مکمل کرنے کا اختیار ہے جب کہ اس کو
الفتح الواسل نے بحث کے طور پر ذکر کیا ہے، اور
اس کی مزید تائید عنقریب آئے گی اور یہ اس کے آنکھ
قول کہ متولی کو مقررہ پر زیادتی کا ہرگز اختیار
نہیں ہے اسے مقید ہے۔ (ت)

ور مختار میں ہے

تخویر الن یادقا منہ القاصح علی معلوم
جب امام کے لئے مقررہ و ضمیمہ کفایت نہ کرے تو

الامامہ ادا کا ان لایکفہ بہ

قاضی کو ذمہ کرنے کا اختیار ہے۔ (ت)

رد المحتار میں ہے :

الظاهر انه يلحق به كل من في قطعه صور ادا
كان المعين لا يكفيه كتاب طر والمؤذن ومدرس
المدرسة والنواب ويحبهم ادا المريع لبوا
بدون سب الريدة يؤيد عا في الجارية ادا
كان الامام والمؤذن لا يستقر لعله المي سوم
لحاكم الدين ان يصوب اليه من فاضل
وقف المصالح والعيون باستصواب اهل الصلا
من اهل المحلة لو اتحد الواقف والجهة
والله تعالى اعلم۔

ظاہر ہے کہ جس کو معزول نے میں نقصان ہو کہ مقررہ کی
کفایت نہ کرتا ہو تو اس کے معاطہ کو بھی اس
سے لائق کیا جائے گا، مثلاً مقرر، مؤذن، مدرس،
چوکیدار وغیرہ حضرات جب یہ لوگ وظیفہ ذمہ کے بغیر
کام نہ کریں، اس کی تائید بذریعہ کی اس عبارت سے
بھی ہوتی ہے کہ جب امام اور مؤذن وظیفہ کی قلت
کی وجہ سے استقرار نہ کریں تو حکم دیں کہ محلہ کے اہل
لوگوں کے مشورہ سے وقف کے مصالح اور عمارت سے
حاصل آمدنی میں سے ان کے لئے صرف کرنے کا اختیار

ہے بشرطیکہ فاضل آمدنی والے اوقاف کا واقعہ اور ان کی جہت یک ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ زمام پور محلہ پورہ شہر، محمد حسرت مراد پور ۹ ربیع ثانی ۱۳۲۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی جائیداد بایں العا واقف کی کہ تاحیات اپنی آمدنی
جائیداد اور قریب اپنے مصارف میں لانا جو بعد میرے اولاد اپنی ضروریات میں صرف کرتی رہے، جب میرے
اولاد میں سے کوئی شخص باقی نہ رہے تو علمائے صالحین محل مشروح میں صرف کرتے رہیں، اب دریا مت طلب
یہ امر ہے کہ عمرہ دائر زید میلوں کی اس آمدنی پر جو تاحیات اس کو جائیداد عرقہ سے اپنے مصارف میں رہا ہے۔
اجرا سے ڈگری چانس ہے تو وہ شرعاً کراسکتا ہے یا نہیں؟ بیسواتو مشہوروا۔

الجواب

ہاں جائیداد پر نہیں کرسکتا آمدنی جو زید کو ملتی ہے اس پر کرسکتا ہے کہ جائیداد وقف ہے اور آمدنی زید کی
بلکہ۔ رد المحتار میں ہے :

الموقوف عليه يملك المنافع بلا تبدل۔
موقوف علیہ حضرات وقف کے منافع کے بلا عوض مانگ
واللہ تعالیٰ اعلم۔
ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

| | | | | |
|-------|-------------------------------|-------------------------------|------------|-------|
| ۲۹۱/۱ | مطبوعہ جمعیۃ دہلی | فصل پراعی شرط الواقف | کتاب الوقف | ۲۹۱/۱ |
| ۲۹۱/۲ | دار احیاء التراث العربی بیروت | دار احیاء التراث العربی بیروت | ۲۹۱/۲ | ۲۹۱/۲ |
| ۲۹۹/۳ | دار احیاء التراث العربی بیروت | دار احیاء التراث العربی بیروت | ۲۹۹/۳ | ۲۹۹/۳ |

مسئلہ ۸۲ از ضلع سیٹاپور، لاہر پور مدرسہ اسلامیہ مستولہ ابو محمد یوسف معلّم مدرّسہ اسلامیہ
۱۲ صفر المظفر ۱۳۳۳ھ شنبہ

والا جناب مستطاب العفّرت مجدّداتہ حاضرہ لازال ثموس، فضائکم تسلیم مسنون کریم مشون معلّم مقرو
گزارش ہے لحدود والا فیض شام عزت افزائی ہوئی، جواب استغفار بچہ قسکیں بخش ص و در جو گیا
اللہ تعالیٰ جناب و را کی بزرگی ذات کو ہمیشہ سلامت رکھا اور اس فیض عام سے مسلمانان عالم کو فیضیاسب
فرماتا رہے عین بحر النبی والالامجاد، جناب مولانا خلیل الرحمن صاحب مرحوم مغفور کی جبر حلت و ریافت ہو کر
ہست رنج ہوا، صرف ایک بات اور دریافت طلب ہے جو گزارش کی جاتی ہے ذراہ شفقت بزرگانہ میں کے جواب
سے بھی مطلع کیا جاؤں، بجواب استغفار مزامیر پر صرف ناجائز فرمایا مت درست و بجا ارشاد ہے عین حکم شریعت
سے صرف اس قدر عرض ہے کہ صرف کسی قوال سے کوئی قصیدہ یا غزل نعتیہ یا توحید وغیرہ یا سلام وغیرہ سن کر
عین عاصت سماج میں یا بر وقت رخصت حسب شدائد قرائن سابق اوقات اوقات سے بطور دروہ قلیل یا کثیر
دینا جائز ہے یا نہیں، جیسا کہ مشائخ عظیم الرحمۃ کی مجالس عرس میں بزرگوں کا دستور ہے اور یہ یکہ وہ مزامیر سے
خال ہوں اور اس پر حضور النور حیات رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اُس فعل سے سند لین جو حضرت
حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نہایت سے کہ حضور نے حدیث حسان رضی اللہ عنہ سے آخذہ کو قصیدہ سن کر رائے مبارک
عنایت فرمائی تھی ٹھیک ہے یا نہیں، امیدوار ہوں کہ اسی طریقہ پر یہ جواب بھی مرحمت ہو جائے، عین ذرہ نوازی
ہو گی فقط۔

الجواب

قوال اگر نہ امد ہونہ عورت، اور اشعار صحیحہ حمد و نعت و منقبت بلا مزامیر خوش الحانی سے پڑھے یا خاص
مجمع صابین میں اُن کے ساتھ نعتی کرے بالجہ نہ کسی نعت پر فی الحال اشتہال نہ آئندہ اس کا صحیح احتمال، تو
صحیح یہ ہے کہ بلاشبہ جائز ہے اور اس پر دلیل دینا بھی روا، اور واقعہ کعب بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ
حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن سے قصیدہ نعتیہ استماع فرما کر دوائے مبارک عطا فرمائی
اس پر استناد صحیح ہے اور جبکہ شدائد قدیم میں اس صورت جائزہ پر دینا چلا آیا ہے تو اب بھی دیا جائے گا بلکہ
وہ صدیقین و دارین میں داخل ہے، اور قلیل و کثیر بھی معہ قدیم پر دائر رہے گا، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۸۳ مستولہ بدر الدین صاحب ۲۰ محرم الحرام ۱۳۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس صورت میں کہ جامع مسجد کعبی کے احاطہ میں ایک
دفتر خانہ ہے اور جس کے انتظام کے متعلق گیارہ اشخاص کو کمی جماعت السلیقہ کعبی کی جانب سے مشاوری مقرر ہیں

ان میں سے اکثری کی رائے سے یہ قرار دیا جاتا ہے کہ دفتر خانہ مذکور میں ٹیلیفون لیا جائے یا نہ جو دیگر مسجد کے ساتھ کوئی تجارتی تعلقات ہیں اور نہ کوئی دوسرے اسباب ٹیلیفون کے، بلکہ اس سے فقط تعلیم مال وقف ہے پس ایسے ٹیلیفون کا لیا مال وقف سے شرعاً درست ہے یا نہیں؟

دوسرا اسی کے ساتھ یہ قرار دیا جاتا ہے جوئی کہ دفتر خانہ مذکور میں جہاں مجلس منتظر مشاوریں منعقد ہوتی ہے وہاں ایک برقی پنکھا اپنے آرام و تعیش کے واسطے لیا جائے، کیا ایسا خرچ مال وقف میں سے کرنا جائز ہے یا نہیں؟

تیسرا سوال یہ ہے کہ دفتر خانہ مذکور میں باوجودیکہ گیس کی روشنی موجود ہے اس کو زد کر کے اس کی بجگہ برقی روشنی کے خرچ کا مال وقف کو زیر بار کرنا شرعاً کیا حکم رکھتا ہے، اطلاع یہ بھی گزارش ہے کہ مجلس منتظر کے اجلاس علی السواء زمانہ قدیم سے دن کے وقت طے ہوتے ہیں اور اگر ایسا نارات کو ضرورت پڑی تو گیس کی روشنی موجود ہے برقی روشنی کی باعکلی ضرورت نہیں۔

چوتھا سوال یہ ہے کہ ایسے مشاوریں جو مال وقف سے ایسے فضولی اور اسراف چاکریں ان کے متعلق شریعت نظر کا کیا حکم ہے؟

پس ان مسائل مذکورہ کے حوالہ کتب شرعہ سے مدلل بیان فرمائیں خداکم اللہ حیوا، بیشوا
تو مجھوا۔

پانچواں سوال یہ ہے کہ مالعیں متولیوں سے ایک نے کہا کہ اس باب میں یعنی مال اوقاف سے ان کاموں میں صرف کرنے سے علماء سے رائے لینا شرعاً ضرور ہے، پس متولیان مجوزین سے ایک نے کہا کہ یہاں شریعت کی پکڑ ضرورت نہیں۔ اور دوسرے نے کہا کہ میں قدامتوں کے منہ میں پیٹا ب کرتا ہوں، اس وقت اس سے کہا گیا کہ یہ کیا کھڑکتا ہے، خدا سے ڈر۔ تو اس نے کہا کہ خدا تو اوپر ہے اور ہم زمین پر، اگر خدا یہاں آئے تو ہم اس کو درست کر دیں گے۔ پس ایسے کلمات ناشائستہ کھنے والوں کا شرعاً کیا حکم ہے؟ مفصل و مدلل مع سند ہائے کتب شرعیہ بیان فرمائیں، جزاکم اللہ۔

الجواب

صورت مستفہرہ میں یہ نئی بدعتیں کہ مشاوریں وقف میں حادث کیا جاتے ہیں ٹیلیفون اور برقی پنکھا اور برقی روشنی مال وقف پر بار ڈالنا محض حرام ہے، فتح القدیر میں ہے،

امونا بابقاء الوقف علی ما کامنہ۔ یہیں حکم ہے کہ وقف کو گزشتہ حال پر قائم رکھیں دست۔

یہ وہاں فرمایا ہے جہاں مہاجرین وقف کے لئے مہاروں مشروطہ پر یہادت کی جائے نہ کہ بے حاجت رکھ پنا قییش و ترفیع
یہ وہاں درعالم ہے مال وقف حکم مال قییم میں۔ اور رب عزوجل فرماتا ہے،

ان الذين ياكلون اموال اليتيم ظلمًا اسما
ياكلون في بطونهم ناسرا
جو لوگ یتیموں کا مال ظلمًا کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں
آگ بھرتے ہیں۔ (ت)

یہ اسراف ہے ورنہ مسرفوں کو دوست نہیں رکھتا اللہ لا یحب المسرفین (اللہ تعالیٰ اسراف کرنے والوں
کو پسند نہیں کرتا۔ مثلاً یہ تبدیری ہے، اور اللہ عزوجل فرماتا ہے،

ان الذين یبئون کاوا اخوان الشیطان۔ دکان
الشیطان لربہ کفوراً
جینک مال بیجا اڑائے دے شیطانوں کے بھائی
ہیں اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکر ہے۔

یہ ان کو فرمایا جو اپنا مال بیجا اڑائیں نہ کہ وقف کا۔ ایسے مشاوروں کو معزول کرنا واجب ہے، ورنہ ہمارے
یمنع وجہ ماہو لو توقع در فعیہ بالادف
فرضی طور پر معزول کیا جائے اگرچہ واقعہ ہو ورنہ۔

تو وہ مسرف اگر قابل اعتماد نہ ہوں تو وہ بطریق اسے
معزول ہوں گے۔ (ت)

یعنی اگر خود واقف کی طرف سے مال وقف پر کوئی اندیشہ ہو تو واجب ہے کہ اسے بھی نکال دیا جائے اور وقف
اس کے ہاتھ سے لے لیا جائے تو غیر واقف ہر جہ اولیٰ واللہ اعلم

(۲) ایسے اقوال فقہاء بکئے والا کافر تہ ہے اُس کی عودت اُس کے سلاح سے نکل گئی، مسلمانوں پر اس
سے میل جول حرام ہے، وقف مسلمانوں میں اسے دخل دینا حرام ہے، اس کے پاس اثنا بیٹھنا حرام ہے،
اُس کا جنازہ، ٹھانا حرام ہے، جنازہ کے ساتھ جانا حرام ہے، اُسے متابیر مسلمانوں میں دفن کرنا حرام ہے، اُس کی
قبر پر کھڑا ہونا حرام ہے، اُسے کسی قسم کا ایصالِ ثواب کرنا کفر ہے۔

قل اللہ تعالیٰ ولا فصل علی احد منہم
مات ابد اول تقم علی قبرک
اللہ تعالیٰ نہ فرمایا ان میں سے فوت ہونے والے پر نماز جنازہ
ہرگز نہ پڑھو اور نہ آپ ان کی قبر پر قیام فرمائیں (ت)

سہ القرآن الکریم ۱۳۱/۶

سہ القرآن الکریم ۱۰/۴

سہ ۲۶/۱۴

۲۸۳/۱

مطبع مجتہائی دہلی

کتاب الوفت

سہ در مختار

سہ القرآن الکریم ۸۲/۶

جو اسے اب بھی مسلمان جانے یا اس کے کافر مرتد ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے اس کے لئے بھی یہی احکام ہیں۔ شفاعت امام قاضی عیاض و برائزہ و بحر الرائق و مجمع الاسر و در مختار و غیرہ کتب کثیرہ میں ہے۔

من شك في عدالة وكفوره فقد كفر به
جو اس کے کفر اور عذاب میں شک کرے تو وہ

کافر ہے (ت)

سأل الله العفو والعافية ولا حول ولا قوة
بسم الله تعالى سے معافی اور درگزر کرنے کی درخواست
کرتے ہیں، لا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم۔

ربنا لا تزع قلبنا بعد اذ هديتنا وهب لنا
اے ہمارے رب! ہدایت فرمانے کے بعد ہمارے
دلوں کو نہ پھیر اور اپنے فضل سے ہمیں رحمت عطا کر
والله تعالى اعلم۔

بیشک تو بہت عطا کرنے والا ہے۔ (ت)

والله تعالى اعلم۔

مسئلہ مرسلہ حکیم محمد حیات خاں صاحب آگرہ کوچہ کلیان حیات منزل ربیع الاول شریف ۱۳۳۵ھ
کی فرماتے ہیں علامتہ دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اکثر اوقات بشمول مسجد جامع
وغیرہ آگرہ میں ایک انجمن کے تحت درگزر کرتی ہیں جس کے پانچ عمر ہیں مسجد ان پانچوں کے ایک عمر صاحب
انجمن ہلال عمر آگرہ کے بھی سکریٹری ہو گئے ہیں، تصور اعرصہ جو کہ کچھ ترک قسطنطنیہ سے لغرض اظہار شکریہ
مسلمانان آگرہ میں شریف لاسے اور بایماہ ان عمر صاحب کے جو ہلال عمر کے سکریٹری ہیں ہلال و بافت و دیگر مجربان
کمیٹی ایک جلسہ مسجد جامع آگرہ میں منعقد ہوا اس جلسہ کے متعلق جملہ انتظامات عمر صاحب موصوف نے ملازمان مسجد
سے کرائے اور جو کچھ روشنی میں خرچ ہوا وہ انجمن اوقاف متہ کرہ صمد سے دیا گیا اور یہ کہا کہ چونکہ مسجد جامع
مسلمانان آگرہ کی ہے اور یہ جلسہ مسلمانان آگرہ کا تھا اگر مسجد میں روشنی زائد نہ ہوتی تو باعث بدنامی مسلمانان
تھا اس کاروائی پر دو مجرب معترض ہوئے تو ایک چوتھے عمر صاحب نے وہ جو روشنی میں حربہ کی گئی تھی اپنے
پاس سے ادا کر دی اور یہ کہا کہ میں دفع نزاع کئے دیتا ہوں پس امورات قابل استفسار یہ ہیں۔

(۱) آیا اوں عمر صاحب کا یہ فعل کہ ملازمان وقف سے انجمن ہلال عمر کا کام لیں درست تھا؟

(۲) آیا ایسے ملازم جو ذی استعداد و علم دین سے بہرہ ور کئے جاتے ہیں اور انہوں نے خود و نیز اپنے

ماتحت ملازموں سے بلا ایما انجمن اوقاف متہ کرہ بالا کام کرائے ان ملازموں کا یہ فعل جائز تھا؟

(۳) جو صرف آمدنی وقت سے روشنی کا دلایا گیا وہ جائز تھا؟

(۴) اگر دیگر نمبر سے اُس خرچ کو ادا کر دیا تو آمدنی وقت میں شامل کرنے جاتے ہیں کوئی امر باع شریعت تو نہیں ہے؟

الجواب

شرائط اوقاف پر نظر کی جائے اگر معاملہ مذکورہ اُن کے تحت میں داخل ہوتا ہو تو خرچ نہیں ورنہ اُس نمبر کو ایسا کرنا جائز نہ تھا، کام کو خیر الہوں نے اگر کار اوقاف کا خرچ کر کے کام کیا تو وہ بھی گنہگار ہوئے، نمبر جس نے معاوضہ دے دیا اپنی حسن نیت پر اجر پائے گا اور اُس معاوضہ کو قبول کر لینا جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از سہرام صلح گیا مرسلہ حکیم سراج الدینی احمد صاحب ۳ جمادی الاول ۱۳۳۶ھ

اکثر سہادہ نشینان و متولیان و مہجران و مہجران و طرز ان وقت آمدنی ہائے حاد اوقاف کو اپنی ہی ملک اور اس کی زیادہ تر آمدنی کو بھی اپنے ہی مصارف میں صرف کرنا درست و حق سمجھتے ہیں در اسی لیکہ وقف جائداد منقولہ و غیر منقولہ کی آمدنی کا زیادہ تر حصہ ہی ثواب کے کاموں میں صرف ہونا چاہیے جیسا کہ کلکتہ، مدراس، بمبئی، امرا آباد کی کوسلوں میں بھی تسلیم کیا ہے، پس ان کا ایسا بھناؤ کرنا برخلاف شرع کتنا ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو ذکرین کے لئے کوئی وعید بھی ہے یا نہیں، اگر ہے تو قواعد مسلمین کو ان کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہئے؟

الجواب

وقف میں اتباع شرطہ اوقاف لازم ہے،

فقہ قال عبدونان مشروط الواقف كنصب الشایع فی وجوب العمل به لہ ہمارے علماء نے فرمایا کہ واقف کی شرط پر عمل شرع کی نص پر عمل کی طرح ضروری ہے۔ (نت)

اگر واقف نے یہی شرط کر دی ہے کہ اکثر حصہ اُس کا سہادہ نشینوں و متولیان کے صرف میں آئے تو ان کا ایسا کرنا بجا ہے اور اُن پر کچھ لازم نہیں اور اگر شرائط واقف کے خلاف وہ براہ تعدی مال وقف کو غلط اپنے مصارف میں لاتے ہیں تو ظالم ہیں غاصب ہیں واجب الاخراج ہیں، لازم ہے کہ وقف ان کے ہاتھ سے نکال لیا جائے۔ در مختار میں ہے،

ینبع وجوباً بترازیة لو لو الواقف دور ففیہ لازمی طور پر معزول ہوگا، بترازیہ۔ اگرچہ واقف ہو، مال کوئی نوعیہ ماحولیت

مال وقف مثل مال قیوم ہے جس کی نسبت ارشاد ہوا کہ جو اسے ظلماً کھاتا ہے اپنے پیٹ میں آگ بھرتا ہے اور عسقریب جہنم میں جائے گا، ان الذین یا کلون اموال الیتیمی ظلمًا انما یا کلون فی بطونہم ناس و سیصلون سعیر۔ اگر وہ لوگ اس برکت سے باز نہ آئیں اُن سے میل جول چھوڑ دیں، اُن کے پاس میٹھا روّا نہ رکھیں۔

قال اللہ تعالیٰ واما ینفیک الشیطن فلا تقعد بعد الذکر مع القوم الظالمین واللہ تعالیٰ اعلم
اللہ تعالیٰ نے فرمایا، جب کہیں شیطان تجھے بھڑکے تو پھر یاد آئے پرہیزگاروں کے ساتھ مت بیٹھ۔
(اللہ تعالیٰ اعلم)

۹۳۰ھ از ہر پنج سید وارثہ بدولت کدہ حاجی احمد اللہ شاد صاحب مرسلہ و اب علی
۱۰۲
مورخہ ۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیین شرع متین مسائل مندرجہ ذیل میں،
کسی مقام پر ایک بزرگ کا مزار ہے اور اس کے متعلق وقف کی معتول آمدنی ہے خادمان وقف کی بدلتی سے عدالت نے اس وقف کو خادموں کے ہاتھ سے نکال کر ایک کمیٹی کے سپرد کیا جو وقف کمیٹی کے نام سے موسوم ہے، عدالت نے اس کمیٹی کے ممبران کے لئے جو اس میں شریک ہیں کسنی المذہب ہونا ضروری رکھا ہے اور عدالت نے اُس وقف کی نگرانی کے لئے قواعد وقف بھی مرتب کئے اور اُن قواعد میں اخراجات کے عدالت قائم کئے اور یہ شرط کر دی کہ بجز اُن عدالت کے جو قواعد میں درج ہیں کسی دوسرے عدالت غیر مندرجہ قواعد میں یہ رستم نہ صرف کی جائے۔

(۱) ان اخراجات کے عدالت میں ایک مخیرات کی بھی ہے جس کے الفاظ وقف قواعد میں یہ ہیں دو خیراتی (الادّلس) یعنی دخل وقف و خیرات و تقسیم کھانا کپڑا بصرض پرورش غریبا، اگر ایسے خیراتی (الادّلس) یعنی دخل وقف سے اُن مساجد میں موزون کو تنخواہ دینا جس کا کوئی تعلق اُس وقف سے نہیں ہے یا ایسے ہی دوسرے معارف مثلاً مدارس اردو انگریزی یا کسی انجمن کے اُس مدرسہ کو جس کا کوئی تعلق وقف سے نہیں ہے اُن کے مدرسین کو تنخواہ دینا شرعاً جائز ہے؟

(۲) اگر ممبران کمیٹی آمدنی وقف سے ایک حد کی رقم کسی دوسرے مندرجہ یا غیر مندرجہ عدالت میں صرف

کریں اُس وقت مسلمانوں کو ان سے باز پرس کا حق ہے یا نہیں، اور وہ لوگ اُس دم صرف مشرک کے ادا کرنے پر شرعاً شریعت سے مجبور ہیں یا نہیں،

(۳) ایسے ممبران جو ہر کارروائی وقف کمیٹی کو عام مسلمانوں سے پوشیدہ کریں یا پوشیدہ رکھنے کی کوشش کریں یا اپنی خود رائے سے اُس وقف کارروائی کسی بیجا طور پر صرف کریں تو ایسے لوگوں کا اُس وقف کا ممبر ہونا شرعاً جائز ہے یا نہیں اور عام مسلمانوں کو اوقاف کی جانچ کا اختیار ہے یا نہیں،

(۴) اگر وقف کمیٹی کے اکثر ممبران صدر انجمن وقف کے تجویز ہیں اور جو جو اپنی کثرت رائے کے احکام شرعیہ نیز قواعد وقف کمیٹی کے خلاف عمل درآمد کریں یا کرتے ہوں اور اُسی کمیٹی کا ایک ممبر زید جو ان کا بھیجی نہیں ہے محض اپنی ذاتی معلومات و واقعات و اطمینان کے لئے متعلق وقف کا خدات وقف کو دیکھنا چاہے اور اس کی اصلاح کرنا چاہے اُس وقت وہ ممبران جو تجویز صدر انجمن ہیں زید کو اس کے ارادہ سے باز رکھیں یا جس کا خد کو دیکھنا چاہتا ہے اس کو ان کا خدات کے دیکھے کی اجازت نہ دیں یا اُس کو اس کے فرض منصبی ادا کرنے سے باز رکھیں تو ان کا یہ فعل شرعاً جائز ہے؟ (بحوالہ کتب فقہ)

(۵) قواعد وقف مرتبہ عدالت نے کمیٹی وقف کو اختیار دیا ہے کہ کمیٹی حسب ضرورت دوسرے قواعد مسئلہ قواعد مرتبہ عدالت مرتب رہے۔ قواعد وقف مرتبہ عدالت کی جانچ پر مبنی کا خدات عام نگرانی کی ممانعت نہیں ہے ایسی صورت میں کیا ممبران وقف و صدر وقف کو یہ اختیار شرعاً حاصل ہے کہ وہ جدید قواعد وقف ایسے مرتب کر لے کہ جس سے زید نہ کر کا خدات وقف دیکھنے سے مجبور ہو جائے یا یہ کہ وہ ممبران جو تجویز صدر انجمن ہیں اپنی کثرت رائے سے ۔۔۔ پاس کر دیں کہ کوئی ممبر وقف کمیٹی بغیر اجازت صدر انجمن وقف کوئی خد نہیں دیکھ سکتا ان کی یہ کارروائی شرعی اعتبار سے جائز ہے یا نہیں؟ (بحوالہ کتب فقہ)

(۶) مسلمان روشنی، فرش فروش، خیمہ و قنات و دیگر فرنیچر مثلاً شامیانہ و میز و کرسی وغیرہ جو وقف کی ملک ہیں اہلیان شہر کو ان کی مشرور و غیر مشرور مجلسوں میں دینا یا کسی عیسائی کے رہائش کے سامان اُسی وقف سے دینا شرعاً جائز ہے یا نہیں، (بحوالہ کتب فقہ)

(۷) مذہبی تقریبات میں جو شیرینی بغرض تقسیم آتی ہے وہ اس محفل کے حاضرین کے لئے مخصوص ہے یا مسلم اور غیر مسلم جو اُس تقریب میں شریک ہیں ان کے گھروں میں وہ شیرینی بطور تبرک بھیجنا یا اہلیان شہر کی اُس اوقاف کے روپیہ سے دعوت کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ (بحوالہ کتب فقہ)

(۸) اگر کوئی شخص یا کتاب جو وقف کی ملک ہے کسی ملازم وقف یا ممبر وقف کمیٹی سے یا کسی غیر شخص سے

تلف ہو جائے تو اس وقت اس کا معاوضہ لینا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اور معاوضہ کی کیا صورت ہو سکتی ہے؟

(۹) اگر مہمان وقف کیٹی یا صدر انجمن وقف کیٹی ملک وقف شدہ سے کوئی چیز کسی انجمن یا کسی مسجد میں جو غیر متعلق اوقاف ہے ہمیشہ کے لئے دے دیں تو ان کا یہ فعل شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ (بحوالہ کتب فقہ)

(۱۰) اگر جدید قواعد وقف مرتب کرنے کی ضرورت پیش آئے تو اس وقت احکام شرعیہ کالہی ذکر کے قواعد وقف مرتب ہو سکتے ہیں یا مہمان وقف کیٹی کی کثرت رائے پر، شرع شریف کس کے حق میں فیصلہ کرتی ہے؟ (بحوالہ کتب فقہ)

الجواب

(۱) وقف میں شرائط واقف کا اتباع واجب ہے، استثناء و انفکار میں ہے، شرط ابواقف کھن الشاسع فی وجوب واجب العمل ہونے میں واقف کی شرط شرجی العمل بہ ہے۔ نص کی طرح ہے (ت)

اگر ان مواقع میں صرف رہا شرط واقف سبب سے ہر ایک ہے تو یہ صرف محض ناجائز ہے اور اگر واقف نے ہی ای مواقع میں صرف کی اجازت دی ہے جو ان میں مصرف غیر بواس میں صرف کرنا جائز ہے اور اگر شرائط واقف معلوم نہ ہوں تو متولیوں کے عملدرآمد قدیم پر نظر ہوگی کما فی الخیوۃ وغیرہا (جیسا کہ خیرہ وغیرہ میں ہے۔ ت)

(۲) اس کا وہی جواب ہے جو اوپر گزرا جہاں انھوں نے صرف کیا اگر وہ موافق شرط واقف یا اس کے معلوم نہ ہونے کی حالت میں موافق عملدرآمد قدیم متولیان ہے تو وہ صرف جائز ہوا اور ان سے مطابقت بازرپس کی کوئی وجہ نہیں ورنہ ناجائز ہوا اور ضرور بازرپس ہے اور ان پر لازم ہوگا کہ اس کا تادیق وقف کے لئے ادا کریں۔

(۳) اگر روپیہ بجا صرف کریں تو ضروری کام معزول کرنا واجب ہے، درمختار میں ہے، یسوع وجوباً و لوالواقف بزازید، قصیدہ لازمی طور پر معزول کیا جائے اگرچہ واقف ہو، بزازیر، بالادنی، درر، نوغیر ماہون، کوغیر کو بطریق اولیٰ، درر، اگر وہ قبل اطلاق ہو (ت)

لے الاستثناء و انفکار الفتن اشافی کتاب الوقف ۱/۲۰۵
۱/۳۸۲ مکہ درمختار کتاب الوقف مطبع مجتبیٰ دہلی

اور متولیوں کا وقف کی کاروائی پوشیدہ کرنا کوئی مجرم نہیں، نہ ہر شخص ان سے حساب کا مطالعہ کر سکتا ہے
بب تک خیانت ظاہر نہ ہو کہ وہ بجا نیب امین ہیں اور امین پر اعتراض نہیں، واللہ تعالیٰ اعلم، یعنی جن کی
تولیت بشرط واقف نہ ہو، نہ شرط واقف کے خلاف ہو، اور عام مسلمانوں نے ان کو متولی کیا ہوا ان کی تولیت
پر راضی ہوئے ہوں۔

(۴) ان کا یہ فعل شرعاً جائز نہیں اور ان پر صریح الزام ہے جبکہ وہ دربارہ وقف مخالفت شرع کریں
اور دوسرے کو اس کی جانچ سے بھی باز رکھیں۔ حدیث میں ہے :

عن استقر علی الذی ثبت فقد طسہ یلہ جس نے بھڑائیے کو راعی بنانا تو اس نے ظلم کیا (ت)

(۵) یہ کارروائی محض ناجائز ہے کہ اس سے دفع ظلم کا سہ باب مقصود ہے۔ متعلق وقف نے قوانین
احداث کرنے کا کسی کو اختیار نہیں جبکہ وہ شرعاً مطہر یا شرط واقف کے خلاف ہو نہ کہ ایسی صورت کہ مخالفت
احکام شرعیہ کی جائے اور اس کی مخالفت کا دروازہ بند کرنے کو یہ قوانین وضع ہوں ایسا قانون اگر خود شرط
واقف میں ہوتا مردود ہوتا وہ ہرگز نہ مانا جاتا، علما۔ تصریح فرماتے ہیں کہ مثلاً واقف نے کسی کو متولی مقرر کیا
اور یہ شرط لگا دی کہ اسے کوئی معزول نہ کر سکے اور جو اسے معزول کرے اس پر اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں
سب کی لعنت ہو اور حالت یہ ہو کہ متولی شرعاً رکھے کے قابل نہیں تو پورا سال دیا جائے گا اور واقف کی ایک
نہ نسی جائے گی اور اس کی وہ لعنت اسی پر واپس جائیگی کما فی الدر المختار۔

(۶) حرام ہے یہاں تک کہ ایک مسجد کا سامان دوسری مسجد کو عاریتہ بھی دینا جائز نہیں کما فی
العنکبوتیۃ عن القنیۃ (جیسا کہ فقیر سے عائشہؓ میں ہے۔ ت) نہ کہ زید و عمرو کو نہ کہ نامشرع مجلسوں کو۔
یہ سراسر وقف پر ظلم ہے جو ایسا کریں وقف سے ان کا اخراج واجب ہے، کما مر عن الوجیز والحدرد
والحدرد (جیسا کہ وجیز، حدرد اور در سے گزارشات)۔

(۷) غیر مسلم کو مال وقف سے بھیجا تو کسی طرح جائز نہیں کہ وقف کا بر حیر کے لئے ہوتا ہے اور غیر مسلم
کو دینا کچھ ثواب نہیں کما فی البحر الرائق وعبود (جیسا کہ بحر الرائق وغیرہ میں ہے۔ ت)، رہا
غیر حاضرین مسلمانوں کے گھروں پر بھیجا، اس میں وہی شرط واقف یا عہدہ آمد و ستیم کا لحاظ ہو گا بعض مسلمانوں
کی دعوت اگر کسی مصلحت وقف کے لئے ہے تو جائز ہے جبکہ شرط واقف یا عہدہ آمد کے موافق ہو یا کسی
ضرورت خاصہ کے لئے ہو کما ذکر واللوص فی مال الیتیم جیسا کہ علما نے یتیم کے مال میں وصی کیلئے

فرمایا۔ ت) اور اگر بعض قسم اپنی مادات میں کسی کو کھانا چاہیں جو ان صورتوں سے جدا ہو تو کئی ناجی حرام ہے اور کھانا بھی حرام اور کھانے والوں پر اس کا تادان واجب۔

(۸) متولی وقف امین وقف ہے جبکہ اس طرح کا متولی ہو جو اوپر مذکور ہوا اگر اس سے اتفاقہ طور پر بے اپنے تقصیر و بے احتیاطی کے وقف کی کتاب یا کوئی مال تلف ہو جائے اس کا معاوضہ نہیں، اور اگر قصہ تلف کوٹھے یا اگر اپنی بے احتیاطی سے ضائع کرے تو ضرور معاوضہ ہے یہی حکم ملازمان وقف کا ہے جبکہ وہ تصرف جو اس نے کتاب میں کیا اس کی ملازمت میں داخل اور اسے جائز تھا، ورنہ اگر وقف کے کسی اور صیغہ کا ملازم ہے کتب خانہ پر اس کو اختیار نہیں، اور اس نے مثلاً کتاب کسی کو عاریتہ دے دی اور ضائع ہو گئی تو ضرور اس پر معاوضہ ہے، بغیر شخص نے اگر وہ تصرف کیا تو منجانب وقف جس کی اسے اجازت تھی اور بے اس کی تقصیر کے کتاب ضائع ہو گئی مثلاً کتب خانہ وقف میں یا کہ کتابیں دیکھنے کی اجازت ہو اور عام طور پر معمول ہر کہ کتب میں دیکھ کر اسی مکان میں رکھ آتے ہیں یا فلاں ملازم کو سپرد کر دیتے ہیں اور یہ اس قاعدہ کو بچالایا اور کتاب گم ہو گئی تو اس پر بھی معاوضہ نہیں، ورنہ اگر وہ تصرف کیا جس کی اسے اجازت نہ تھی یا بھی مگر اس کی تقصیر بے احتیاطی سے کتاب گئی تو ضرور تادان دے گا، اور ہر حالی معاوضہ اس کتاب کی قیمت یعنی بازار کے بھاؤ سے ہو اس کے دام ہوں، کتاب کو علماء سے دی ٹھہرایا ہے نہ نشی ٹرزی وقت تک پھاپے نہ تھے، اور کہہ سکتے ہیں کہ اگر اسی پھاپے کی ہو یعنی اسی بار کی چھپی ہو اور کاغذ بھی ایک ہو اور جلد نہ نہ گئی ہو تو عجب نہیں کہ مثل ہو سکے، یعنی کتاب کے معاوضہ میں ایسی ہی کتاب دینی آئے مگر قیمت یہ ہے کہ پھاپے اور کاغذ کی وحدت بھی مستلزم مثلیت نہیں، ایک کاپی ایک پتھر پر بھی ہوئی اس کے بزار کاغذ اٹھا سہ جاتے ہیں کوئی ہلکا ہے کوئی بھرا ہوا، کوئی ہلکا ہے کوئی صاف ہے، قوبات وہی سے جو علماء نے فرمائی کہ کتاب قیمتی ہے۔

(۹) حرام ہے، اودہ چیز وہاں سے لی جائے گی اور نہ مل سکے تو ان سے تادان لیا جائے گا ہم کوالہ عالمگیری کہہ آئے کہ ایک مسجد کی چیز دوسری مسجد کو عاریتہ دینا ناجائز، نہ کہ غیر جگہ دے ڈالنا، جو ایسا کرے واجب العزل ہے۔

(۱۰) وقف کے لئے قوانین کے وضع کرنے کا حال اور پرکار خلاف شرط واقع ہرگز جائز نہیں، اور جہاں جواز ہو وہاں قطعاً احکام شرعیہ ہی کا لحاظ فرما جو گا، ان کے خلاف جس کسی کا بھی کہنا ہو مردود ہو گا، یہاں تک کہ ثابت دئے دیکھی جاتی ہے نہ اتفاق راستے۔ افسر و جبل فرماتا ہے، ان الحکمو الا للہ (حکم صرف اللہ)

اللہ تعالیٰ کا ہے۔ ت) نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لا طاعة الا لله في معصية الله تعالى
 واقعہ جس کے لئے تصریح ہے کہ دوبارہ وقف اس کی شرط مثل نفس شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام واجبیہ
 ہے اُس کا قیود حال ہے کہ اگر خلاف شرع شرط کو سے مردود ہے ہرگز نہ مانی جائے گی، پھر توبہ و عفو و کمبسی کیا چیز ہے
 نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

ما بال اقوام یشرطون شروطا یبست فب
 کتاب اللہ مہمورد وان کانت مائتہ مشروط
 مشروط اللہ احق واوثق یٰۤا اللہ تعالیٰ اعلم۔

ایسی قوموں کا کیا حال ہے جو ایسی شرطیں لگا سکتے ہیں
 جو کہ بابتہ میں (جائز) نہیں، اور جو کتاب اللہ کے
 خلاف شرطیں لگائے تو وہ مردود ہو جائے گی اگرچہ ایسی سہو
 شرطیں ہوں، صرف اللہ تعالیٰ کی (مقبول) شرطیں ہی
 حق ہیں اور ثقہ ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

ملتی ہیں انھیں نہ خریدنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

سائل نے کچھ بیان نہ کیا کہ یہ عمارت زرد مسجد سے کیوں بنائی جاتی ہے اور وہ غرض اغراض وقف مسجد میں داخل ہے یا نہیں اگر ان اغراض سے خارج ہے تو نہ خریدنا جائز نہ کرایہ پر لیا، اور اگر داخل ہے تو اس غرض کا حصول خاص اس زمین سے تعلق رکھتا ہے جسے متولی کرایہ پر لے کر عمارت بنانا چاہتے ہیں یا اور مکانوں سے بھی حاصل ہو سکتا ہے اگر اور مکانوں سے بھی حاصل ہے اور وہ مولیٰ مل سکتے ہیں اور جدید عمارت بنانے اور کثیر کرایہ دینے سے خریداری میں نفع ہے تو متولیان کو ہرگز جائز نہیں کہ یہ صورت کر یہ اختیار کر کے وقف کو نقصان پہنچائیں،

فان الولاية مشروطة بالنظر ولا نظر ولايت مشروطة بالشفقة ہے اور ضرر میں شفقت فی الصور۔ نہیں ہے (ت)

سود طوفا کر کے مقدار کرایہ معین کرنا ایک ناپاک بات اور گندہ لحاظ ہے لیکن اگر معین ہو جائے تو اس کرایہ میں حرج نہیں، مثلاً ہزار روپیہ کی قیمت ہے تو وہ شخص حساب لگا کر پونے چار روپیہ مہینہ کرایہ قرار دیا تو وہ نجاست اس لحاظ ہی میں رہی لایہ میں رہائی یہ دیا ہو کہ اب ستر کھنڈا کر یہ زمین اتنی مدت کو پونے چار روپیہ کرایہ پر کر دی، تیسری بات کا جواب مضمون بالا میں آگیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از مسہدان ضلع بدایوں قاضی محلہ مرسلہ سید پرورش علی صاحب ۱۴۱۰ھ رجب ۳۲ھ حضور نے تنخواہ ماہوار متولی وقف کو اجیر مثل کا فتری لکھا ہے، لہذا عرض ہے کہ مدرسہ اسلامیہ حنفیہ تہسوان کی زمین موقوفہ مسہدان سے تین کوس ہے متولی کو سواری و خوراک مع سپاہی فصل ہنگام تکمیل وقت سے ملے گی۔ نذر، بھیٹ روپیہ، پٹہ و قبولیت بھی حسب رواج ہنگام ماہوار اس کی تنخواہ کار و پیہ مناسب ہے کاشتکاروں سے وصول کر کے مدرسہ پر صرف کرنا مدرسوں کو ماہوار دینا، تعمیر و مرمت وغیرہ میں خرچ کرنا مالگہ اری گورنمنٹی ادا کرنا اس کا کام ہے اتنے کام کی کتنی اجرت ہوگی۔

الجواب

وقف سے سواری اور ایام کارگزاری کی تنخواہ ملے گی اور ضرورت ہو تو ان ایام میں سپاہی کی تنخواہ بھی، تنخواہ کا تعین کام کی بیشی اور ہر جگہ کے عرف پر ہے، پٹہ اور قبولیت کا تذکرہ اور اس قسم کے زائد اور بے اصل رقوم کو راجح ہو رہی ہیں شرعاً باطل ہیں، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از شہر ربلی محلہ فراشی مسئول مولوی عبدالعزیز قدرت اللہ خاں صاحب

۲۱ وجب المرجب ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس صورت میں کہ کسی نے دو یا تین مسجدوں کے واسطے نام بنام الگ الگ روپیہ وصیت نامہ سے وقف کیا کہ کفلاں مسجد کو اتنا اور فلاں کو اتنا ہوا دیا جائے، اب خود اس نے ایک مسجد کے نام کاروپہ دوسری مسجد میں لگا دیا اور اس دوسری مسجد کے نام کاروپہ بھی اُسی دوسری مسجد میں لگا دیا، دونوں مسجدوں کے نام ماہوار وقف کیا ہے، سوال یہ ہے کہ دوسری مسجد کے ماہوار میں سے پہلی مسجد کاروپہ ادا کرنا چاہیے یا نہیں؟ اور آئندہ بھی ایک مسجد کا ماہوار دوسری مسجد میں لگانا جائز ہے یا نہیں؟ اور جائز ہے تو اس کو ادا کرنا ضرور ہے یا نہیں؟ یہ بھی واضح ہو کہ ہر ایک مسجد کے واسطے خاص خاص دکانوں کا کارایہ وقف ہے واقعہ زندہ ہے اور وصیت نامہ اسی کے قبضہ میں ہے جو رجسٹری شدہ ہے۔

الجواب

جب وقف کی وصیت کی ہے تو اس کا نفاذ بعد موت واقع ہوگا، زندگی میں اسے اختیار ہے جو چاہے کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از فیض آباد چوک مسجد شاہ شاد مسلحہ عابد عبد (س صاحب پیش نام) ۱۶ شعبان ۱۳۳۷ھ
حضرات علمائے کرام سوالات ذیل میں از روئے شرع شریف کیا حکم فرماتے ہیں؟

(۱) مسجد کے متعلق مسجد کی ضرورت سے پاخانہ بنا ہوا تھا اور وہی استنجا خانہ بھی تھا، مسجد کے متعلق ایک تھوڑا سا صحیح مسجد کے دکن جانب تھا جس کا حلقہ پختہ دلیار سے تھا اور اسی حلقہ کے گوشہ میں مسجد کا استنجا خانہ تھا جس میں نمازیان مسجد اور مسافرائی طہارت اور رفع حاجت کرتے تھے۔ زید نے ایک مدرسہ بنانا چاہا جس کے واسطے عمرہ نے اپنی ملک سے مدرسہ کے لئے مسجد کے ضلع سے ملی ہوئی زمین دی تھی، زید کو وہ حلقہ جو مسجد کے متعلق تھا اور پاخانہ دونوں وہ بھی زید نے کھود ڈالا اور تھینٹا دو گز زمیں چوڑائی میں اور جتنی دور پاخانہ تھا اور اسی سیدہ اتنی ہی زمین چوڑائی میں ۵ خاں ۶ گز تک لمبائی میں سب بغیر عمام مسلمانوں کی اجازت کے غصب کر کے اپنا مدرسہ بڑھا کر بنالیا اور تھینٹیں تیں ہزار اینٹ اسی حلقہ کی جو کھود ڈالی تھی وہ بھی مدرسہ میں لگائی، عام مسلمانوں نے سکوت کیا (جو اس کے کہ چند مسلمان بھجیالی زید کے اُس کے شریک رہے۔ مسلمانوں نے چند وجہیں کر کے یہ سب بنوایا تھا کچھ دخل نہ دیا کیا شرعاً زید کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ مسجد کا پاخانہ توڑ ڈالے اور مدرسہ پاخانہ کی زمین کے بغیر اجازت عام مسلمانوں کے غصب کر کے مدرسہ بنائے، اینٹ پاخانہ اور حلقہ کی مدرسہ میں لگائے شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(۲) ایسی حالت میں جبکہ وہ پاخانہ اور استنجائے نمازیان مسجد اور مسافران مسجد کے لئے تھا جس کے کھود ڈالنے سے نمازیوں کو براہ تکلیف رہی اور ہے، زید کا پاخانہ کھود ڈالنا اور مسجد کی مندرجات کا خیال نہ کرنا اور ایسی زمین کو بدر سہ میں داخل کرنا یہ سب شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اور زید اس سے گنہگار ہو یا نہیں؟

(۳) زید نے مسجد کی پشت پر کا پختہ پشتہ ایک ٹلٹ جو حفاظت دیوار مسجد کے لئے بنایا جاتا ہے کھود ڈالا اور پاخانہ فضل خانہ اور اس کی بدرو (خالی) کا عوض مسجد کے پشت دیوار سے باطل ہوا بلکہ ایک گڑھی نکال کر بنایا جس سے مسجد میں بڑھ بھی آئے گا دیوار پشت مسجد میں فنا (شور) بھی گئے گا مسجد کی چھتری بھی ہے کہ پشت مسجد پر پاخانہ بنا ہے، آیا یہ سب فعل زید کے لئے شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ شرع دیوار مسجد میں اجازت دیتی ہے کہ مسجد کا پشتہ درمیان پاخانہ کی ضرورت کو کھود ڈالا جائے کہ پاخانہ کی جیسے کچھ کم تھی یا پاخانہ بن نہ سکتا۔ مسجد کی پشت پر سے ہنر آوے گا عوض کا پانی جو بالکل نجاست غلیظ ہے جس سے مسجد دیوار پر ضرور چھینٹ پڑے گی

(۴) زید نے یہ سب کچھ کیا خود اور چند مسلمانوں کی مدد سے، مگر مسلمانان شہر جس میں ہر قسم کے لوگ ہیں زید کی ان تمام باتوں کے خلاف یہ سب زمین مسجد یا خانہ اور وہ زمین؟ اس کے متصل مسجد کے متعلق ہے اور اس کی اینٹ سب اپنے تحت تصرف میں لانا بھی سخت خلاف اور ناجیدہ ہیں اس کو جائز نہیں سمجھتے، لہذا شرعاً ہم سب مسلمانوں کو سکوت کرنا چاہئے یا کہ دخل دینا چاہئے اور یہ سب زمین طیبہ کر لینا چاہئے؟ امید کرتے ہیں کہ جو اب ہم غریب مسلمانوں کو حرکت ہوش مع دلیل کے کیونکر زید بھی مولوی ہے بغیر دلیل کے وہ ہم لوگوں کی کیوں نہ گاہے؟

(۵) کیا زمین متعلق مسجد یا استنجائے وغیرہ وغیرہ مسلمانوں کی اجازت سے شرعاً منہدم ہو سکتا ہے ایسی حالت میں جبکہ وہ مسجد کے کام میں نہ آئے بلکہ دوسرے کام میں آئے وہ اجازت کے مجاز ہیں۔

(۶) مسجد میں پاخانہ یا پیشاب خانہ بنانے میں کچھ پودے پیچم میں فرق ہے یا نہیں؟ اور مسجد سے کتنے فاصلہ پر پیشاب خانہ بنانا چاہئے اس کی کوئی حد شرعاً جو ہو حکم فرمایا جائے اور نجاست کے پانی سے مسجد کی دیوار میں اگر اثر پہنچے تو شرعاً کچھ حرج ہے یا نہیں؟

الجواب

(۲ و ۱) یہ فعل زید کا حرام قطعی ہے ایک وقت جس غرض کے لئے وقف کیا گیا ہے اُسی پر رکھا جائے اُس میں تو تغیر نہ ہو مگر حیثیت بدل دی جائے مثلاً دکان کو رہا کر دیں یا رہا کر دکان یہ حسرام ہے۔

عائلیگری میں ہے

لايجوز تعيسيو الوقف عن هيئته وقف جائداد کی حیثیت کو تبدیل نہیں کیا جاسکتا۔
نہ کہ سرے سے موقوف علیہ بدل دیا جائے، متعلق مسجد کو دوسرے میں شامل کر لیا جائے یہ حرام ہے اور سخت
حرام ہے۔

(۳) یہ بھی زید کا ویسا ہی تصرف ہے، حرام و ناجائز ہے۔ مسجد کا پشتہ کھودنا حرام اور اُسے مادرائے
مسجد دوسرے کام غصہ صا ایسے ناپاک کار میں صرف کرنا صریح ظلم و غضب و بیکاری مسجد ہے۔ صحیح حدیث کا
ارشاد ہے کہ جو ایک بالشت زمین غضب کرے گا زمین کے ساتوں طبقات تک اتنا حصہ توڑ کر روز قیامت اُس
کے گلے میں طوق ڈالا جائے گا۔

(۴) مسلمانوں کو زید کی ایسی ہیجا دست برد و ظلم پر سکوت حرام ہے اور چارہ جوئی فرض۔ لازم ہے کہ بذریعہ
حکومت مسجد کی وہ پہلی زمین اور پشتہ کی زمین سب اُس کے قبضہ سے نکلوانی جائے اور پہلے جس حالت پر تھی اسی
حالت پر جبراً اُس سے کرائی جائے اور جتنی اینٹیں اُس نے تصرف میں کر لی ہیں وہ تمیز ہوں تو واپس دی جائیں ورنہ اُن
کی قیمت لی جائے اور جتنے دنوں یہ استغنا خانہ و پشتہ وغیرہ کی زمین اُس کے قبضہ میں رہی یا تا انفصال رہے اُس
سب کا کرایہ اُس سے مسجد کے لئے لیا جائے کما قد نصوا علیہ قاطبہ فی الکتاب المعتمدہ (جیسا کہ تمام معتبر
کتب میں اس پر نص موجود ہے۔)

(۵) مسلمانوں کو تغیر و وقف کا کوئی اختیار نہیں تصرف آدمی اپنی ملک میں کر سکتا ہے وقف مالک متقی حل و علا
کی ملک خاص ہے اُس کے بے اذن دوسرے کو اس میں کسی تصرف کا اختیار نہیں۔

(۶) مسجد کو جو سے بچانا واجب ہے ولہذا مسجد میں مٹی کا تیل جلانا حرام، مسجد میں دیا سلائی سلگنا، حرام،
حتیٰ کہ حدیث میں ارشاد ہوا۔

وامن یس فیہ بلعہم فہ یعنی مسجد میں کچی گوشت لے جانا جائز نہیں حالانکہ کچے گوشت کی
جو بہت خفیف ہے تو جہاں سے مسجد میں پہنچے وہاں تک ممانعت کی جائے گی، مسجد عام جماعت کیلئے بنائی جاتی
ہے اور جماعت ہر مسلمان پر واجب ہے یہاں تک کہ ترک جماعت پر صحیح حدیث میں فرمایا، ظلم ہے اور کفر ہے۔
اور اتفاق یہ کہ آدمی اللہ کے منادی کو پکارتا سنے اور حاضر نہ ہو۔ صحیح مسلم شریف میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے۔

لَوْ صَدِيقٌ فِي يَوْمٍ تَكُونُ كَمَا يَصْلِي هَذَا السُّبْحَ
لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ حَبِيبِكُمْ وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَصَلَّيْتُمْ
وَفِي مَرْوَاةِ ابْنِ دَاوُدَ لَكَفَرْتُمْ تَعَالَى
یعنی اگر مسجد میں جماعت کو حاضر ہو گئے اور گھروں
میں نماز پڑھو گئے تو گمراہ ہو جاؤ گے ایمان سے نکل
جاؤ گے (اور ابو داؤد کی روایت میں ہے تم کافر
ہو جاؤ گے۔ ت)

بائیں ہر صحیحین کی حدیث میں ارشاد ہوا،
مَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ الْمَجْبِيئَةِ فَلَا يَقْرُبَ
مَصْلَانًا تَعَالَى
اور فرمایا،
وَالْمَسْجِدُ تَتَأَدَّى مَسَايَتُهُ مِنْهُ سَوَادُكُمْ
یعنی یہ خیال نہ کرو کہ اگر مسجد خالی ہے تو اس میں کسی بڑے
داخل کرنا، اس وقت جائز ہو کہ کوئی آدمی نہیں جو اس سے ایسا پائے گا ایسا نہیں بلکہ طائفہ بھی ایسا پائے ہیں اس
سے جس سے ایسا پاتا ہے انسان۔ مسجد کو نجاست سے بچانا فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسجد الحرام اور کعبہ کا بیک اسٹریٹ المعروف حجاج محلہ مرسلہ بدر الدین عبداللہ صاحب مشاور جامع مسجد
کعبہ ۱۹۷۴ رجب ۱۴۳۴ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و فقہائے شرع متین زاد ہم اللہ تعالیٰ مشرفاً و قلیلاً ان صر مسٹر
میں جو کہ ذیل حسب غیر مندرج ہیں،

آؤں یہ کہ شہر بمبئی میں ایک مسجد عظیم الشان رفیع البنیان جامع مسجد ہے اور اس کی بنا وسط شہر میں
ایسی جگہ واقع ہے جس کے چاروں طرف کوئی مکان نہیں ہے اور اس میں ہوا بکثرت آتی ہے کیونکہ صوبہ اطراف اس
کے خارج ہیں بلکہ بعض اوقات بسبب کثرت ہوا مصلیٰ دیہ پچاسے مسجد کو بند کرتے ہیں، اس مسجد کی بنا پہلے
ہی سے نہایت عمدہ و شاندار تھی مگر قبل از چند سال مصرات مشاوریں نے اپنی رائے سے اس میں کسی قدر
تبدیل و تعمیر کیا اور تعمیر اس ترسیم و تبدیل میں تخمیناً تین لاکھ روپیہ سے زیادہ صرف مال وقف سے کیا گیا اس

۱۔ صحیح مسلم کتاب المساجد باب فصل صلوۃ الجماعة و بیان التشدید قديمی کتب خانہ کراچی ۲۳۲/۱
۲۔ سنن ابو داؤد کتاب الصلوۃ باب التشدید فی ترک الجماعة آفتاب عالم پریس لاہور ۸۱/۱
۳۔ صحیح مسلم کتاب المساجد باب منی من اکل ثوبا قديمی کتب خانہ کراچی ۲۰۹/۱
۴۔ ۰۹/۱

مسجد کی روشنی کے لئے قبل از چند سالی بصرف مبلغ دس بارہ ہزار روپیہ ہڈیاں و مجموعہ بلوری وغیرہ اسباب روشنی کا خریدا کر کے نہایت اعلیٰ پیمانہ پر مشاوریں قدیم نے انتظام کیا تھا بعد از چند سال مشاوریں جدید نے اس انتظام کو ناقابل و غیر کفایت سمجھ کر تقریباً بیس ہزار روپیہ سے زیادہ صرف مالی وقف سے گیس کی روشنی کی تحوری و در طبقہ زیریں و بالا گیس کے نل وغیرہ مستحق و حصار مسجد میں نصب کئے گئے تھے اور چند سال تک یہ گیس یعنی دفنان کی روشنی کا مسجد میں انتظام رہا، مگر جبکہ مسجد بطریق بیان بالا ترمیم و تعمیر کرنے میں آئی اس وقت یہ سب گیس کی روشنی کے نل وغیرہ جو کہ مستحق و حصار میں نصب کئے گئے تھے ضائع و زراب برباد ہوئے پھر تجدیداً حضرات مشاوریں نے بکثرت دسے مشاوریں نے صوبے سے گیس کی روشنی کا انتظام کیا، وہ طبقہ زیریں میں مستحق و حصار میں نل نصب کئے اس امر کو ایک سال کا عرصہ منقضي نہیں ہوا ہے کہ مشاوریں مذکور چاہتے ہیں کہ مسجد میں برقی روشنی اور برقی پنکھوں کا انتظام و اہتمام بصرف مالی مسجد کیا جائے پس جملہ احوال سوال مذکور پر غور فرما کر بیان فرمادیں کہ یہ جو وقتاً فوقتاً و بارہ روشنی اخراجات کثیرہ کئے گئے ہیں یہ مال وقف میں تصرف بجا و ناجائز یا شرعی یا نہیں، بیان فرمائیں۔

تثانی یہ کہ جب مسجد ایسی جگہ واقع ہے جس کے چاروں طرف کوئی مکان نہیں ہے اور مسجد مذکور کے دیواروں میں دیہ کھائے کلاں کثرت بنائے گئے ہیں اور ہر وقت ہواؤں موجود و متوجہ ہے بلکہ بعض وقت حسب بیان سوال اول کھڑکیاں بسبب کثرت ہوا کے بند کی جاتی ہیں پس ایسی صورت میں مال وقف سے برقی پنکھے مسجد میں نصب کرنا شرعاً درست ہیں یا نہیں؟

تیسرے یہ کہ تجرباً یہ امر ظاہر ہے کہ جب برقی پنکھ چلایا جاتا ہے اس وقت اُس سے ایک آواز آتی ہے جو ضرور محل نماز و مصل خشوع و خضوع، بناؤ علیہ اس طرح کے پنکھے بنا ضرورت بصرف مال مسجد بنانا شرعاً جائز ہیں یا نہیں؟

(۴) یہ امر تحقیق تمام ثبوت کو پہنچا ہے کہ پنکھا چلانے کے ڈبے میں جو گریس ڈالا جاتا ہے وہ اشیاء ناپاک و نجس سے مملو ہے اس صورت خاص میں بھی ان پنکھوں کے مسجد میں لگانے کا بصرف مال وقف شرعاً کیا حکم ہے،

(۵) یہ کہ ماہرین فنی اینلیکٹری سے یہ بات بخوبی معلوم ہوئی ہے کہ با نسبت گیس کی روشنی کے اینلیکٹری کی روشنی و برقی پنکھوں میں زیادہ تر خوف انتشار و آتشزدگی ہے چنانچہ اینلیکٹری سے اس قسم کی انتشار و آتشزدگی کے واقعات بہت ہو چکے ہیں جس سے بہت لوگ واقف ہیں، پس صورت مذکور میں ایسی خوفناک وحشت آمیز چیز کا نصب کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں؟

(۶) یہ امر بھی ملحوظ خاطر ہے کہ بقول اہل علم روشنی برقی مضرب صارت ہے اور برقی پنکھوں کی ہوا

بھی نقصان رساں صحت ہے چنانچہ اس قبیل کا ایک مضمون اخبار طبیب مورخہ یکم جون مسدودان مملو ہے جو اخبار کے برسرِ پستی جناب حاذق الملک مولوی حکیم اجمل خاں صاحب بہادر رئیس اعظم دہلی نکلا کرتا ہے، ایسی ایسی حضرت رساں صحت کا مسجد میں آویزاں کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں؟ یقیناً تو جبرو۔

الجواب

(۱) یہ تصرفات محض ظلم و اسراف و تضییع مال اوقاف ہیں، علماء نے ایک چراغ وقف کے صبح تک روشن رکھنے کو ناجائز بتایا جب تک واقعہ سے نصاً یا عرفاً اس کی اجازت ثابت نہ ہو نہ کہ بار بار یہ ہزار ہا روپوں کا صرف بیکار، متولیوں کو کسی صرف جدید کے امداد کی اجازت نہیں ہو سکتی، اگر بلا مسوغ شرعی اس میں مال وقف صرف کرینگے وہ صرف ان کی ذات پر پڑے گا اور جتنا مال مسجد اُس میں خرچ کیا اُس کا تاوان ان پر لازم ہوگا۔ واقعہ نے اگر مسجد میں کنگرے نہ بنائے تھے اور متولی مال وقف سے بنائے گا کنگرے ہو گا اور تاوان دے گا نمازیوں کو اگر بے منار کے اذان کی آواز پہنچ جاتی ہے تو متولی مال مسجد سے منار نہیں بنا سکتا، بنائے گا تو اس پر تاوان آئے گا، واقعہ نے فراست مسجد کا کوئی وظیفہ نہ رکھا تھا، متولی تو متولی حاکم کو حلال نہیں کہ اُس میں قریش کا وظیفہ حادث کرے نہ فراست کو وہ وظیفہ لینا حلال۔ بنائے مسجد بسکہ عمدہ و حکم تھی تو متولیوں کو اس کا ٹھیکہ نہ دینا اور سب سے تین روپے روپے ادا دینا اور اس کے سبب عیس ہزار کے بل برباد کرنا اور پھر گیس کی روشنی میں بیس ہزار ادا کرنا اور اب اسے بھی تباہ کر کے رتی روشنی کی کوشش کرنا اور اس میں مال مسجد برباد کرنا، یہ تمام افعال حرام تھے اور ہیں، متولیوں پر انی لاکھوں روپوں کا تاوان لازم ہے کہ اُپی گھر سے ادا کریں، اور واجب ہے کہ ایسے صرف متولی معسول کئے جائیں اور ان کی جگہ مسلمان متدین ہوشیار کار گزار خداترس دیانتدار مقرر کئے جائیں، حالیکہ یہی ہے۔

اگر مسجد کے چراغ کے تیل کے لئے کوئی وقف کیا تو ہم رات چراغ روشن رکھنا جائز نہ ہوگا بلکہ صرف نمازیوں کی ضرورت کے مطابق اور تہائی رات تک، اگر ضرورت ہو تو نصف رات تک روشن رکھا جائے تاکہ نمازی عبادت کر سکیں، یونہی السراج اوجاج میں ہے۔ اور تمام رات چراغ روشن رکھنا حرام نہیں، ہاں ایسے مقامات جہاں ایسی عادت جاری چلی آ رہی ہے، جیسا کہ مسجد بیت المقدس اور مسجد ہوی اور مسجد حرام میں ہے، یا واقعہ نے تمام

لوقف علی دھن السراج للمسجد
لا یجوز وضعه جیم اللیل بل بقدر
حاجة المصلین ویجوز انی ثلث اللیل
ونصفه اذا احتیج الیه للصلاة فیہ
کذا فی السراج الوہاج ولا یجوز
ان یتلک فیہ کل اللیل الا فی
موضع جوت العادة فیہ بهذا
کمسجد بیت المقدس ومسجد البس صلی
الله تعالیٰ علیہ وسلم والمسجد الحرام

دست روشن رکھنے کی شرط لگا رکھی ہو جیسا کہ ہمارے
زمانہ میں یہ عادت بن چکی ہے، بحر الرائق میں
یوں ہی ہے (ت)

او شرط الواقف تركه فيه كل اللیل كما جرت
به العادة فی زماننا كذا فی البحر الرائق

فتاویٰ قاضی خاں میں ہے،

لیس لبقیم ان یتخذ من الوقف علی
عمارة المسجد شرعا من ذلك و لیس
فعل یشیون صامنا

خزانة المفتی میں ہے،

یحوز ان یشی مناسرة من غلة وقف
المسجد ان احتاج الیها لیکون اسمع
للجيران واب كانوا یسمعون الا اذا
بدون المناسرة خلا

فتاویٰ الہدیہ میں ہے،

القاضی لیس له الاحداث بدون موع شرعی
فلیف المتولی وقد صرح فی الف حیرة و
الول الحیرة وغیرہما بان القاضی اذا خسر
فراشا للمسجد بغیر شرط الواقف لم یحل
للقاضی ذلك ولم یحل للمراش تنساول
المعلوم قال فی البحر ان قلت فی تقریر المرش
مصححة قلت یشیون خدمة المسجد بدون
تقریرة یا بئ یستأجر المتولی فراشا

منظم کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ مسجد کی عمارت
پر وقف مال سے کوئی بالافانہ بنائے، اگر اس
نے ایسا کیا تو وہ اس مال کا ضامن ہوگا۔ (ت)

ارد گرد کے لوگوں کو آواز پہنچانے کے لئے مسجد
کے وقف کی آمدنی سے مینار بنانا جائز ہے شرط
ضرورت، اور اگر مینار کے بغیر اذان کی آواز لوگ
سُنی لیتے ہوں تو پھر جائز نہیں (ت)

قاضی کو وقف میں نئی عمارت بنانا ضرورت شرعی کے بغیر
جائز نہیں تو متولی کیسے کر سکتا ہے جبکہ ذخیرہ اور
ولوالحیرہ وغیرہ میں تصریح ہے کہ اگر قاضی نے واقف
کی شرط کے بغیر مسجد کے لئے صفائی والا مقرر کیا تو
اسے جائز نہیں اور اس صفائی والے کو مقرر و ظیفہ
ایسا جائز نہیں، اور بحر میں فرمایا اگر زیر الاحتراس ہو
کہ صفائی والے کی تقرری میں اصلاح کی صورت ہے
تو میں کہتا ہوں کہ اس تقرری کے بغیر بھی مسجد کی

لہ والمعتنع تقریرہ فی وظیفۃ تکنون حقالہ۔

خدمت ممکن ہے کہ متولی کسی کو اجرت دے کر کرائے
جسکے مستقل تہہ ہی جس پر وظیفہ مقرر ہو رہا ہے (تہہ)

ہندیہ پھر طحاوی پھر شامی میں ہے،

مسجد منی اس اور سبب ان یقصدہ ویسیہ
ثانیاً احکم من البناء الاول لیس لہ ذلک
لانہ لا ولایۃ لہ، مضمورات، الا ان یخاف
ان یتھمد، تا تأدخامیۃ، وتادیلہ ان لہ
یکن البانی من اهل تلك المحلة اما
احدہم فلہم ام یتھمدوا ویجدوا بشارہ
لکن من صالحہم لامن مال المسجد الا بامر
القاضیؑ

تعمیر شدہ مسجد کو اگر کوئی شخص تہہ مضبوط عمارت
بنانا چاہے تو اسے یہ اختیار نہیں کیونکہ اس کے
یہ ولایت حاصل نہیں ہے، مضمورات، مگر اس
صورت میں جب عمارت منہدم ہونے کا خطرہ ہو،
تتاؤدخامیہ۔ اس کی تاویل یہ ہے کہ وہ تعمیر کرنے والا
محلہ دار نہ ہو، اگر وہاں کا محلہ دار ہو تو محلے والوں کو
اختیار ہے کہ اگر دوبارہ تعمیر کریں لیکن اپنے مال سے
نہ کہ مسجد کے مال سے، ہاں اگر قاضی کی اجازت ہو تو
مسجد کا مال خرچ کر سکتے ہیں۔ (تہہ)

فلاحہ و تنویر آدابہ میں ہے،

لا یاس منقشہ خلاصہ مرادہ مجھ و
ماء ذہب ببالہ لامن مال الوقف
وضمن متولیہ لوفعل بے

جس اور سونے کے پانی سے مسجد میں نقش و نگار محراب
کو چھوڑ کر کرنا جائز ہے بشرطیکہ کوئی ذاتی مال سے کوئی
وقف کے مال سے جائز نہیں، اگر متولی نے ایسا کیا تو
صالح ہو گا۔ (تہہ)

بحوالہ فی پھر رد المحتار میں ہے،

ما من مال الوقف فلا شک انہ لا یجوز
للمتولی فعلہ مطلقاً لعدم التمام
فیہ بے

لیکن وقف مال سے ایسا کرنا بلاشبہ متولی کو مطلقاً
جائز نہیں کیونکہ اس میں وقف کا کوئی منہ
نہیں ہے (تہہ)

سہ العقود العبدیۃ فی سیمۃ الفتاویٰ الجماعیۃ کتاب الوقف الباب الثانی ارگ بازار قندھار افغانستان ۲۲۰/۱
سہ فتاویٰ ہندیہ کتاب الوقف الباب الحادی عشر فی المسجد نورانی کتب خانہ پشاور ۴۵۶/۲
سہ رد مختار کتاب الصلوۃ باب ما یغیر الصلوۃ مطبع مجتہبی دہلی ۹۳/۱
سہ رد المحتار " " " " دار احیاء التراث العربی بیروت ۴۴۳/۱

در مختار میں ہے :

الاذا كان الوقف فعل مثله لقولهم انشد
يعني الوقف كما كان^۱

ہاں اگر واقف ایسا کرتا رہا ہو تو پھر وقف مال سے
جائز ہے کیونکہ فقہائے فریایہ کہتے ہیں کہ متولی اسی طرح
تعمیر کرے جس طرح پہلے تھی (ت)

فتح القدیر پھر شرح علامہ سیری پھر ابن عابدین میں ہے :
الواجب إبقاء الوقف على ما كانت عليه دون
زيادة ولا موجب لتجويره لان الموجب
الشرط والضرورة ولا ضرورة في هذا لا تجب
الزيادة بل تبقى كما كانت^۲
وقف اپنی اصلی حالت پر رکھنا واجب ہے کوئی زیادتی
نہ کی جائے کیونکہ اس کی بوجہ کوئی موجب نہیں ہے کیونکہ
موجب صرف واقف کی شرط یا ضرورت ہے اور
اس میں کسی زیادتی کی ضرورت نہیں بلکہ جیسے تھا
وہیسی باقی رکھے۔ (ت)

(۲۱) اودھم نے اپنے فتاویٰ میں بیان کیا ہے کہ مسجد میں فرشی چٹکا لگانا مطلقاً ناپسندیدہ ہے ۔
مدخل الی الشریعہ میں ہے :

قد منع عندنا من وضعهم ، والله تعالى
المراوح ، اذ ان اتحادها في المسجد
بدعة^۳
ہمارے ہمارے ہمارے ، رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرشی چٹکا
مسجد میں لگانا ناجائز کہا ہے کیونکہ مسجد میں ایسا کرنا
بدعت ہے۔ (ت)

ثانیاً جب یہ حالت ہے کہ حاجت اصلاً نہیں تو اپنے مال سے بھی جائز نہیں ، نہ کہ مال وقف سے ۔
قال الله تعالى ،

ولا تسرفوا انت الله لا يحب المرففين^۴
اسراف نہ کرو اللہ تعالیٰ اسراف کرنے والوں کو
پسند نہیں کرتا۔ (ت)

وقال ميتي الله تعالى عليه وسلم :

انت الله تعالى كره لكم شلشا

سے در مختار کتاب الصلوٰۃ باب ما يفرض الصلوٰۃ مطبع مجتبائی دہلی ۹۲/۱

سے فتح القدیر کتاب الوقف مکتبہ زورید رضویہ سکھر ۳۴۰/۵

سے المدخل لابن الحاج فصل في ذكر ابدع الحق الخ دار الكتاب العربي بیروت ۲۲۲/۲

سے القرآن الکریم ۱۳۱/۶

قید وقال وكثرة السؤال و اضاعة المال^۱ فرمایا ہے قیل وقال، بغیر ضرورت سوالات کی کثرت اور مال کا ضیاع۔ (ت)

ثالثاً یہ وقت میں صرف جدیدہ کا اصرار ہے جس کی اجازت متولی کو نہیں ہو سکتی کیا جیتا۔
رابعاً جب طلباً اس پٹے کی ہوا مضر صحت ہو تو اس کا کسی مسلمان کے گھر میں بھی اپنے یا اس کے مال خاص سے بھی لگانا جائز نہ ہو گا نہ کہ مسجد میں نہ کہ مال وقف سے، کیا جاتی۔

(۳) بیشک مسجد میں ایسی چیز کا احداث ممنوع بلکہ ایسی جس کو نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ تنزیہ الامصار و در مختار میں ہے ۱

کرہ وقت حضور طعام تاقت نفسه اليه و نفس کی خواہش ہو تو کھانے کے وقت نماز مکروہ ہے
کذا اكل ما يشهد بالدين افعالها ويحل لور یونہی ہر وہ چیز جس سے نماز میں دل مصروف
بغشوةها كائنا ما كان^۲ دسے اور خشوع میں خلل انداز ہو، جو بھی ہو۔ (ت)

نیز شرع تنزیہ میں ہے ۱

ولما انكره في طحاوت (اسی نے حکم حازم میں نماز مکروہ سے ت)

روا المختار میں ہے ۱

لعل وجهه شغل البال بصوته^۳ ہو سکتا ہے اس کی وجہ چپکی کی آواز سے دل کی مشغولیت ہو (ت)

(۴) اس صورت میں وہ چپکیا مطلقاً خود ہی ناجائز ہے اگرچہ پہلی چار وجہ بھی ہوتیں۔ تنزیہ الامصار

میں ہے ۱

کرہ افعال نحاسة فيه فلا يحور الاستقباه^۴ مسجد میں نجاست کا داخل کرنا منع ہے اس نے
بدھن بچس فيه^۵ تپاکی تیل سے مسجد میں چراغ روشن کرنا جائز نہیں۔ (ت)

| | | | |
|-------|-------------------------------|----------------------|------------------------------|
| ۲۴۶/۲ | دار الفکر بیروت | حدیث المغیرۃ بن شعبہ | ۱ مسند احمد بن حنبل |
| ۹۲/۱ | مطبع مجتہائی دہلی | کتاب الصلوۃ | ۲ در مختار |
| " | " | " | ۳ " |
| ۲۵۵/۱ | دار احیاء التراث العربی بیروت | " | ۴ رد المحتار |
| ۹۳/۱ | مطبع مجتہائی دہلی | باب ما یفسد الصلوۃ | ۵ در مختار شرح تنزیہ الامصار |

(۵) یہ بھی کافی وجہ اس روشنی اور پینے کی ممانعت کی ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا امر احدكم في مسجدنا اوقف سوقنا و
معك نبل فليمسك على نصالها فكفه
لا يعثر مسلماً سواه البخاری و مسلم و
ابوداؤد و ابن ماجه عن ابی موسیٰ الاشعری
رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
جب تم ہماری مسجد و بازار سے گرو تو اپنے نیروں
کے پھالوں کو قابو رکھو اگر پاس نیزے ہوں تاکہ کسی
مسلمان کو نہ لگے۔ اس کی بخاری، مسلم، ابوداؤد
اور ابن ماجہ نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے روایت کیا ہے۔ (ت)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،
واستم فاطقوا السراج فانما الضامة
تأخذ الفتية فتحرق اهل البيت۔ سواہ
احمد و الطبرانی و المعاکم بسند صحیح
عن عبد اللہ بن مسعود و الحدیث فی
الصحيحين من وجوه۔
جب سونے کا ارادہ ہو تو چراغ کو بجھا دو، ممکن ہے
کہ چڑیا چراغ کے قندیل کو کھینچ کر گروالوں کو جلا دے
اس کو اسحمد، طبرانی اور حاکم نے صحیح سند
کے ساتھ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت کیا ہے اور یحییٰ میں یہ روایت کی طرف سے
مردی ہے۔ (ت)

(۶) جب از روئے طب ان کا مضر ہونا ثابت ہو تو یہ ایک اعلیٰ وجہ عدم جواز ہے کہ اس میں مسلمانوں کو
ضرر رسائی ہے اور یہ حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
لا ضرر ولا ضرار۔ سواہ احمد و
ابن ماجه عن ابن عباس و ابن ماجه عن
مجادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔
ضرر رسائی ناجائز ہے۔ اس کو احمد اور ابن ماجہ
نے ابن عباس سے اور ابن ماجہ نے مجادہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ (ت)

اس میں مسلمانوں کی بدخواہی ہوئی اور یہ خلاف دین ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
ان الدین النصیحة لله و لکتابہ و لرسوله
صحیح البخاری کتاب الفتن باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم من حمل السلاح فلیس منا حدیث ترمذی کراچی ۱/۲۴۷
مسند احمد بن حنبل حدیث ابو موسیٰ اشعری دار الفکر بیروت ۲۹۶/۴
لکھ " " " عبد اللہ بن مسعود " " " ۸۲/۵
لکھ مسند احمد بن حنبل اخبار عبادة بن الصامت " " " ۳۳۶/۵

ولا ملة المسلمين وعاقبتهم۔ رواه احمد
 و مسلم و ابوداؤد و الترمذی عن تميم الداري
 رضي الله تعالى عنه، والله تعالى اعلم۔
 رسول اور مسلمانوں کے ائمہ اور عوام اناس کے لئے
 خلوص کا نام ہے۔ اس کو مسلم، ابوداؤد و ترمذی
 نے تميم داری رضي الله تعالى عنه سے روایت کیا۔
 والله تعالى اعلم (ت)

مسئلہ ۱۲۱ از بہاولپور ریاست سپرنٹنڈنٹ تميم خانہ دسکریٹری اوقاف ۹ محرم الحرام ۱۳۲۲ھ بمطابق
 حضور ایک کمیٹی ریاست بہاولپور میں منتظم آمدنی و خرچ اوقاف مساجد کی ہے اس کو دو مسئلہ کی
 اس وقت ضرورت ہے اس پر شرعی فتوے سے روشنی فرما کر بار احسان فرمائیں،
 اول مسجد کی جائیداد وقف کی آمدنی کسی دوسری مسجد کے مصارف میں خرچ ہو سکتی ہے یا نہ؟
 دوم اگر کوئی شخص سال تمام کے وعدہ پر دکان وقف کو کرایہ پر لے اور درمیان سال میں بوجہ بیماری
 و غیرہ چھوڑ دے تو کیا ممبران اوقاف باقی ماندہ کرایہ چھوڑ سکتے ہیں؟ فقط۔

الجواب

(۱) ہرگز جائز نہیں یہاں تک کہ اگر ایک مسجد میں لڑنے حاجت سے زائد ہوں اور دوسری میں نہیں تو
 اس کے لئے اس میں بھیجے کی اجازت نہیں۔

(۲) اگر اس نے غرضیج شرعی سے چھوڑا تو باقی ماندہ کرایہ چھوڑا جائے گا ورنہ نہیں۔ والله تعالى اعلم
 مسئلہ ۱۲۲ از انجمن اسلامیہ بریلی ۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۴ھ
 بسم الله الرحمن الرحيم، نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ تميم خانہ اسلامیہ بریلی میں وہ تميم
 جن کی عمر ۱۶ سال ۲ ماہ کی ہے ان کی یہ دریافت طلب ہے کہ اس عمر والوں کو بوجب شرع شراعت کے پردہ نشی
 کرنے اور روٹی کپڑا دینے کا باری تميم خانہ کے ذمہ ضروری ہے یا نہیں؟ ان دکانوں کی حالت یہ ہے کہ ہر دست یہ
 اس قابل نہیں جو سے کہ تميم خانہ سے نکلے ہی وہ خود اپنے قوت بازو سے معاش حاصل کر سکیں، اور اگر نہ
 ہے کہ ان کو اگر اس طرح چھوڑ دیا جائے گا تو یہ آوارہ گردی اور بد اطواری میں مبتلا ہو جائیں گے، اور، میرے
 کہ چھ سات ماہ کوشش کر کے ان کو اس قابل کر دیا جائے گا کہ وہ کوئی پیشہ یا صنعت سیکھ کر اپنی معاش
 و بہرہ دل سے پیدا کر سکیں گے اور اس عرصہ میں ان کے واسطے کوئی صورت معاش حاصل کرے کی پیدا کر دیا جائے گی

پس اس صورت میں اگر ان لوگوں کو اس عرصہ تک جیت تک کہ وہ معاش پیدا کرنے کے قابل ہو سکیں قیم خانہ میں رکھی جائے اور ان کے ضروری مصارف خورد و نوش کا تکفل قیم خانہ سے کیا جائے تو عند الشرح یہ مصارف اسلامی چندہ کی امانت سے جرتیموں ہی کے واسطے وصول کیا گیا ہے جائز ہوں گے یا ناجائز؟ اور اس روپیہ کے اس مدت میں صرف کرنے کا مواخذہ عند الشرح مستحکم قیم خانہ کے ذمہ ہو گا یا نہیں؟ بیٹھو اتوجرو۔

الجواب

زر چندہ شرعاً ایک چندہ و ہندہ پر باقی رہتا ہے کما حقنہ فی ذلک (جیسا کہ ہم نے اپنے فتاویٰ میں اس کی تحقیق کی ہے۔ ت) اس میں اجازت چندہ و ہندگان پر ہے اگر قیوم سے معمولی قیم خانہ رہا ہو کہ جو قیم حدیث شری سے نکل کر مانع ہو جائیں اور وہ بھی اپنے لئے رزق مٹال کسب کرنے کے قابل ہونے تک ان کو قیم خانہ میں رکھا جاتا اور زر چندہ سے ان کا خرچ کیا جاتا ہو چندہ و ہندگان اس پر آگاہ ہوا کہ اس پر راضی رہا کہ تو اب بھی جائز ہے لان المعروف بالمشروط والاجازۃ دلالة کالاذن الصریح (کیونکہ معروف چیز مشروط چیز کی طرح ہوتی ہے اور دلالة اجازت بھی صریح اجازت کی طرح ہے۔ ت) اور اگر پہلے سے یہ معصوم اور معروف نہ رہا اور اب تمام چندہ و ہندوں سے اعازت یعنی ممکن ہو تو اجازت ملے کر کر سکتے ہیں۔

لان المال لهم فیصرف باذنهم و لیس
هذا خلاف سبیل السبر حقیکرہ لهم
الرجوع عنه من سبب یؤیدہ و یرغب
الیہ فی دخول هذه الجمیعة۔

کیونکہ مال ان کا ہے اس لئے ان کی اجازت سے
خرچ کی جائے اور یہ راہ نیکی کے خلاف نہیں ہے
حتی کہ واپس لینا مکروہ ہے بلکہ اس میں نیکی کے لئے
دعوت ہے اور جتیموں کو اس اجتماعیت میں شرکت
کی دعوت ہو سکتی ہے (ت)

اور اگر سب سے اجازت نہ ملے کہ تو آئندہ جتیم کے چندہ میں بقدر کفایت چند اشخاص سے اجازت لے لی جائے
کہ تمہارا یہ چندہ جس حالت کے انقضائیک اس کام میں صرف ہو گا جو اجازت دیں ان کا چندہ باقی زر چندہ
سے جدا رکھ کر اس کام میں صرف کریں یہاں تک کہ پورا ہو اور اگر کوئی اجازت نہ دے یا جس قدر
پر اجازت پائی اس سے زیادہ اس کام میں اٹھایا جائے تو ضرور حرام ہو گا اور اس کا مواخذہ جتیموں پر ہو گا
اور جن جن کا وہ چندہ تھا ان سب کا دانائی پر لازم آئے گا لامہم تعد و اعلى اموالہم و المتعدي
خاصب و العصب مضمون (کیونکہ انہوں نے دوسروں کے مال پر تعدی کی ہے اور تعدی غصب ہے
اور غاصب سے ضمان یا جاتا ہے۔ ت) اور اگر وہ قیم حالت یتیم سے قیم خانہ میں تھے اور بعد ظہور بلوغ یا

یا پندرہ سال کی عمر پوری ہوتے کے قلم خانہ سے اُن پر صرف کیا گیا اور اجازت مذکورہ نص یا عرفاً ثابت نہ تھی تو سال بھر سے زائد یہ مواخذہ ذمہ مہتممان لازم اور تادان ادا کرنا واجب ہو چکا صرف تندرہ سے سوال یہ ہے واللہ الہادی برادران اسلام کو احکام اسلام سے اطلاع دینی خیر خواہی ہے اور مسلمانوں کی خیر خواہی ہر مسلمان کا حق ہے والدین النصہ لکل مسلم (دین تمام مسلمانوں کیلئے ظہور اور بھلائی کا نام ہے۔ ت) واللہ سبحانه وتعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۲۳ اذکیر آباد جامع مسجد مسئلہ جناب مولوی محمد رمضان صاحب ۴۴ صفر المظفر ۱۳۳۱ھ حضرت مولانا الفضل والمعرفۃ اولانا مجدد مائتہ حاضرہ دام مجدکم والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ایک استفتا ارسال خدمت اقدس ہے، امید ہے کہ جواب باصواب سے جلد سرفراز فرمایا جاوے، یہاں یہ مسئلہ درپیش ہے اور میری نظر سے ابھی کوئی نظیر ایسی نہیں گزری جس سے تشفی بخش جواب دیا جاسکتا خیال ہوتا ہے کہ قریب وکیل بالقض ہے مگر سارا باب وکالت کا دیکھ ڈال یہ صورت ایسی انوکھی ہے کہ صاف جرات نہیں ملتا، لہذا تصدیق وہ خدمت اقدس عالیہ ہو زیادہ والتسلیم بہرا نفی، حاضر محمد رمضان عفی عنہ واعظ جامع مسجد اگر۔

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے اہل حدیث؟ میں نے ایک مسجد کی تعمیر کے لئے چندہ کیا گیا مگر روپے پانچ سو روپے کا ایک چک دیا جو نوٹ نہیں تھا بلکہ کتاب کا ورق تھا جس کے ذریعہ سے بینک سے روپیہ وصول کیا جاسکتا ہے کہ بینک سے روپیہ وصول کر کے اس رقم میں شامل کر دیا جاتے وہ چندہ زید کے پاس جمع ہوا جو اس مسجد کے متولیوں میں سے ایک متولی تھا اُس نے چک کار روپیہ وصول نہیں کیا خواہ غفلت سے خواہ اُس چک میں بینک کی جانب سے کوئی اعتراض ہوا ازاں بعد زید کا انتقال ہو گیا اور ورثائے زید نے بھی روپیہ وصول نہیں کیا ازاں بعد مگر وہ کامی انتقال ہو گیا باقی متولیان مسجد مذکورہ نے ورثائے زید پر اس جمع شدہ چندہ کی نالیش کی کہ ڈگری بھی حاصل کرنی ورثائے زید سے اس چک کا روپیہ وصول کرنا کہ ان کے مورث کی غفلت یا بینک کے کسی اعتراض کی وجہ سے وصول نہیں ہوا تھا مسترعا جائز ہے یا نہیں؟ اور ایسا روپیہ مسجد کی تعمیر میں لگانا درست ہے یا نا درست؟ یہ طعن وار ہے کہ وہ چک اب کسی کام کا نہیں رہا، بیتوا بالکتاب تو محمد واعداء اللہ احسن ثواب (کتاب سے بیسیاں کرو اور اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب پاؤ۔ ت) فقط۔

الجواب

صورت مستورہ میں متولیان مسجد کی وہ ناشائش محض باطل تھی اور ڈگری سراسر خلاف شرع ہوئی، وہ روپیہ مسجد میں لینا زرا حرام ہے، اور اگر لے لیا ہے تو ہر شے کے لیے کو واپس دینا فرض ہے، ظاہر ہے کہ وہ روپیہ جو کوئی شخص بنک میں جمع کرتا ہے وہ بنک پر دین ہوتا ہے، عمر و سنے جو وہ روپیہ تعمیر مسجد کو دیا اگر مسجد موجود تھی اور اس کی تعمیر کو دیا تو یہ مسجد کے لئے بہر ہوا، عالمگیری میں ہے،

من حلی اعطی دس ہی فی عبارة المسجد او
نفقة المسجد او مصالح المسجد صح
لانہ ان كان لا يمكن تصحيحه وقعا يمكن
تصحيحه تملیكا بالهبة للمسجد فثبت
الملك للمسجد علی هذا الوجه صحیح
ویتم بالقبض كذا فی الوقعات الحسامیة
اگر کسی شخص نے مسجد کی عمارت یا اس کے اخراجات
یا مصالح کے لئے بطور چنڈہ ایک درہم دیا تو جائز
ہے کیونکہ اگر وقف کے طور پر صحیح نہ ہو تو ہبہ کے طور
پر اس کی صحت ہو سکتی ہے کہ مسجد کے لئے یہ تملیک
ہو جائیگی جبکہ اس طرح مسجد کے لئے تملیک صحیح ہے
اور قبضہ ہو جانے پر ہبہ تمام ہو جائے گا۔ حسامیہ
کے واقعات میں دیکھیں (ت)

اسی طرح قرآنہ المفتین وغیرہ میں ہے اسی تقدیر پر یہ ہبہ الدین عن غیر من علیہ الدین
مع تملیطه علی القبض (غیر دین کو قبضہ پر اختیار دے کر دین کا ہبہ کیا گیا ہے۔ ت)
ہوا، متولیان مسجد محبوب لہ کے نائب اور عمرہ کی طرف سے وکیل بعض الدین ہوئے اور اگر ہنوز مسجد
موجود نہ تھی بلکہ بنانا چاہتے تھے اس کے چنڈہ میں دیا تو ہبہ نہیں ٹھہرا سکے کہ معدوم کے لئے ہبہ ممکن نہیں
متوں صرف وکیل بالقبض ہوئے، دونوں صورتوں میں جب تک قبضہ نہ ہوا روپیہ بنک عمرہ پر تھا، صورت
ثانیہ میں تو ظاہر ہے کہ سرے سے ہبہ ہی نہ ہوا تو ملک مالک سے خروج کیا مینے،

وقد حققنا فی فتاوانا ان ما یجمع من
لناس لمصرف خیر لوق علی ملء
المعطین۔
ہم نے اپنے فتاویٰ میں یہ تحقیق کر دی ہے کہ لوگوں
سے کسی اچھے مصرف کے لئے جو چنڈہ جمع کیا جائے
وہ چنڈہ دینے والے لوگوں کی ملکیت ہی رہتا ہے (ت)

عالمگیری میں ذخیرہ سے ہے،

من جمل جمہ ما لا من الناس یدفعه فی
کسی شخص نے لوگوں سے مسجد کی تعمیر کے لئے چنڈہ

هبة الدين حسن ليس عليه لم تحزال اذا
سلطه على قبضه يصير كانه وهبه يجب
قبضه ولا يصح الا بقضه (ملقطاً)۔

قرض کا ہیر غیر مقررہ من کو صرف اسی صورت میں جائز
ہوگا جب وہ اس کو اپنی طرف سے قبضہ کیلئے مقرر
کرتے تو یوں قبضہ کر لینے کے بعد ہیرہ قرار پائے گا
اور پھر اس کا قصہ ہرجانے پر صحیح ہو جائے گا (ملقطاً)۔

یہاں اگر موت عروس سے پہلے چک بیکار ہو گیا تو ہیرہ بوجہ ہلاک ہو برب قبل القبض باطل ہو گیا اور اگر موت عروس
کے بعد بیکار ہوا تو بوجہ موت واجب قبل تسلیم کما فی الدر المختار و عامۃ الاسفار (جبکہ در مختار اور
عام کتب میں ہے ۔ ت) بہر حال مسجد کے لئے ملک اصلاً نہ ہوئی تو متولی ان مسجد کو اس کا مطالبہ کس بہت پر
پہنچ سکتا تھا ، نہ کسی طرح ان کی ڈگری ہو سکتی تھی نہ ہرگز انھیں اس کا لینا حلال ، نہ مسجد میں خرچ کرنا حلال
معدنہ اخلت اگر جرم ہے تو نہ صرف قریہ ملک سب متولیوں کا کہ جب عروس نے وہ چک مسجد کو دیا تھا ہر متولی تو مسجد
کے لئے اس کا حاصل کرنا تھا فقط قریہ کے پاس جمیع کر دینے سے کیا باقی سب تولیت مسجد سے خارج ہو گئے ،
اگر خارج ہو گئے تو انھوں نے دعویٰ کس بنا پر کیا اور اگر خارج نہ ہوئے تو انھوں نے کیوں نہ وصول کیا یا کرایا
کیوں مال ضائع ہونے دیا ، بڑا سہرا سہی ہے بلکہ اگر یہ مذکورہ قریہ چار ہوا تو تھا باقیوں پر الزام
ہے کہ ورثاء متولی متولی نہیں ، ان متولیوں نے کیوں تلف ہونے دیا ، علاوہ بریں اگر یہ قریہ قریہ تو اتنا کہ ایک
مال جو مسجد کی ملک ہو جائے وصول نہ کیا نہ کہ ایک مال جو مسجد کی ملک تھا تلف کر دیا تو یہاں ملک سے
اتنا ہے نہ کہ ملک کا ضیاع ، تو ضمان کیا معنی ، اور جب ضمان نہیں تو قریہ ہی کے مال پر مطالبہ نہ کیا تو وراثت سے
مطالبہ کیسا ،

قال الله تعالى لا تؤزروا سرور و ذرا حسدی
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ، کوئی بوجہ اٹھائے والی جان
دوسرے کا بوجہ نہ اٹھائے گی (ت)

یہ سب اس صورت میں ہے کہ بوجہ عقلت چک بیکار ہوا اور اگر بانک والوں سے اس میں کوئی نقص نکال کر
روپیہ نہ دیا جب تو ظاہر ہے کہ قریہ بے قصور ہے بالجہ دعویٰ بہر حال باطل و بے معنی ہے ، واللہ سبحانہ
و تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۲۴ مسئلہ حافظ محمد نیاز صاحب از قصبہ نجیب آباد ضلع بجنور محمد پٹان ۲۵ محرم الحرام ۱۳۲۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو روپیہ بطور چنڈہ کانپور کے ہوگان و قیمان وغیرہ وغیرہ
کے واسطے جمع کیا ہو اور اب بعد فیصلہ کانپور وہ روپیہ اکثر مردمان کی رائے سے تعمیر مسجد میں لگا دیا جائے
تو اس کے بابت کیا حکم ہے ؟

الجواب

چنڈہ جس کام کے لئے کیا گیا موجب اس کے بعد بچے تو وہ انہیں کی ملک ہے جنہوں نے چنڈہ دیا ہے ،
کماحقہ فی خاوندنا (جسبہ کہ ہم نے اس کی تحقیق اپنے خادوں میں کی ہے ۔ ت) ان کو حصہ دے دیا جائے
یا جس کام میں وہ کہیں صرف کیا جائے ، اور اگر دینے والوں کا پتا نہ چل سکے کہ ان کی کوئی فہرست نہ بنائی تھی زیادہ
کہ کس کس نے دیا اور کتنا کتنا دیا تو وہ مثل مال نقطہ ہے اسے مسجد میں صرف کر سکتے ہیں ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۲۵ از شہر مرسلہ جناب حافظ میاں صاحب ۵ جمادی الثانی ۱۳۲۲ھ یوم دو شنبہ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے ایک عمارت اور ایک باغ واسطے
نیاز حضور جناب امام حسین علیہ السلام اور فاتحہ پیران نظام اور مرمت شکست ریخت زیارت بوضع نقاشی
و نیز خیرات خالصۃ وقف کیا یہ امتناع ہے بل مستحب است میں جا رہا ہے یا نہیں ؟ بحوالہ
کتب بادیل مشرغ فرمائیے ، بینوا تو جہودا ۔

الجواب

خیرات خالصۃ وقف کے لئے وقف جائز و صحیح ہے ، یونہی یا زود فاتحہ حضرت امام و ادیبائے کرام رضی اللہ
تعالیٰ عنہم کے لئے ، جبکہ اسے صرف خیر میں صرف کرنا ہو ۔ رہی مرمت زیارت اگر اس سے مراد وہ مکان ہے
کہ مسافریں ، تاریں ، حاضرین عرس کے آرام کو بنایا گیا تو وہ مثل سرائے و مسافر خانہ قربت ہے اور اس کی
مرمت مثل عمارت ، تو اس پر بھی وقف جائز و صحیح ہے ۔

فی الدر المختار الوقف علی ثلثة اوجہ اما
للفقراء اولیاء غیاء ثم للفقراء اولیستوی
فیہ الفریقین کرط و حان و مقار و مستقیات
و قناطر و نحوہ لکن کسب جد و طوا حیات و
طست لاحتیاج اسل لذلک
در مختار میں ہے کہ وقف تین طرح ہوتا ہے ، فقراء
کے لئے یا پنے اعیانہ اور پھر فقراء کے لئے یا دونوں
کے لئے مساوی جیسے سرائے ، تکیہ ، قبرستان ،
سبیلیں اور پل وغیرہ ۔ مثلاً مسجد ، چکیاں اور
برتن کیونکہ یہ تمام لوگوں کی ضروریات ہیں (ت)

اور اگر ادا عام قبر کی مرمت ہے تو وہ قربت نہیں اور وقف کے لئے قربت ہونا شرط ہے۔

فی الدر المختار بشرط ان یکون قربة
در مختار میں ہے کہ وقف ہونے کی شرط یہ ہے کہ وہ
عملی ذاتی طور پر نیکی ہونا واضح طور پر معلوم ہو (ت)

فتاویٰ قاضی و فتاویٰ سراجیہ و تنویر لا یدار وغیرہ میں ہے۔

اوصی بان یطین قبر فیہی باطنة الله محضاً
قبر کی پائی کی وصیت کی تو باطل ہے اور مختار (ت)
رد المحتار میں ہے۔

اوصیة ماصلة اقربة ولیست هذه
واحدة صیہا فطنت یك
وصیت مصلحتی ہو یا پھر نیکی ہو، اور یہ دونوں
میں سے نہیں ہے، لہذا باطل ہے (ت)

ہاں قبور اولیاء کرام کے حفظ و نگہداشت کو جبکہ ان کی تعظیم و تکریم کے تحفظ اور توہین و پامالی سے بچانے و
مسلمانوں کے دہاں حاضر ہو کر فیض ثواب و تبرکات پاسنے کے لئے ہو قربت کتنا اقرب بلفظ ہے۔ اللہ
عز و جل فرماتا ہے۔

ذلك اذنی امت یعرفن فلا یؤذینک
یہ پہچان سے قریب تر ہے تاکہ ان کو اذیت سے
بچا جائے۔ (ت)

در مختار میں ہے۔

تطیین القور لا یکره فی المختار و قیسر
یکره وقال البزدوی لو احتج بکتابه
کیلا ینذہب الاثر ولا یعتنن لایاس بہ
قبروں کی پائی کردہ نہیں ہے، مختار قول میں بعض
نے کہا مکروہ ہے۔ بزدوی نے فرمایا اگر کتابت
کے لئے ضرورت ہو تاکہ قبر کے آثار ختم نہ ہوں
تو کوئی حرج نہیں ہے (ت)

عقود الدریہ میں ہے۔

| | | | |
|-------|-------------------------------|--------------------|-----------------------------------|
| ۳۴۴/۱ | مطبع مجتبیٰ دہلی | کتاب الوقف | لے در مختار |
| ۲۳۰/۲ | ~ ~ ~ | باب الوصیۃ للأقارب | لے ~ کتاب الوصایا |
| ۴۴/۵ | دار احیاء التراث العربی بیروت | ~ ~ ~ | لے رد المحتار |
| | | | لے القرآن الکریم ۵۹/۲۳ |
| ۲۵۲/۶ | مطبع مجتبیٰ دہلی | فصل فی البیع | لے در مختار کتاب المحظرات والاباۃ |

ان كان القصد بذلك التعظيم في اعيان العامة حق لا يهتقروا صاحب هذا القبر الذي وضعت عليه الثياب و لجلب الخشوع والادب لقبور المرائين العافيين كما ذكرنا من حضور و جانيهم المبركة عند قبورهم فهو امر جائز الخ
 اور ششک نہیں کہ ہر مبارک برزیت محمود و مقرب ہو جاتا ہے ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ،

انما الاعمال بالنيات ولكل امرع ما نوى
 اعمال نيات کے ساتھ ہیں ، ہر شخص کو وہی حاصل ہوگا جس کی وہ نیت کرے (ت)

اس صورت میں اس مرمت کے لئے تنہا بھی وقف میح ہو سکتا ہے لیکن یہاں جبکہ صرف مرمت قبر پر وقف نہیں بلکہ اس میں مصارف قبر صراحتہ مذکور ہیں تو ایک مصرف جائز اگرچہ خود قربت نہیں ان میں شامل کرنا وقف کو ناجائز نہیں کر سکتا غایت یہ کہ گویا اتنا روپیہ جس قدر لی حاجت کسی مرمت قبر کے لئے واقع ہو مصارف غیر سے ایک مصرف جائز کے لئے مستثنیٰ ہو اور اس میں کچھ حرج نہیں ردالمحتار میں ہے ،

اذا جعل اوله على معنيين صبار كانه استثنى ذلك من الدفع الى الفقراء كما صرحوا به
 جب وقف کرتے ہوئے دو چیزوں کو ذکر کیا گیا تو گویا یہ فقراء کو دینے سے مستثنیٰ ہوگا جیسا کہ فقہاء نے اس کی تصریح کی ہے (ت)

فتاویٰ قاضی خان وردالمختار میں ہے ،
 لو قال ادعى صدقة موقوفة على من يحدث له من الولد وليس له ولد يصح لان قوله صدقة موقوفة
 اگر کسی نے یوں کہا کہ میری یہ زمین آئندہ پیدا ہوئی میرے بچے کے لئے صدقہ ہے فی الحال اگرچہ بچہ نہ ہو تو بھی یہ صحیح ہے کیونکہ اس کا صدقہ کہنا اس کو

سلك المعقد الدية في تنقيح الفتاوى الحامدية مسائل وفوائد شتى من المخطوطات الباقية ارگ بازار قندھار فغانستان ۱۳۵۴ھ

سلك صحیح البخاری باب كيف كان بدء الوحي قديمی کتب خانہ کراچی ۲/۱
 سلك ردالمختار كتاب الوقف دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۵۴/۲

وقف علی الفقراء و ذکری الولد الحادث فقراء کے لئے وقف قرار دے گا اور آئندہ جویر
لاستتدہ

بچے کا ذکر فقراء کے مصرف سے مستثنیٰ ہوگا (ت)
بالجملہ صورت مذکورہ میں وہ وقف ضرور صحیح و جائز و لازم ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۲۶

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ وقف علی الاولاد و وقف علی النفس جائز ہیں یا
نہیں ؟ اور ان کے کیا معنی ہیں ؟ یتیموا یتیمووا۔

الجواب

شرع مطہر میں وقف علی الاولاد و وقف علی النفس سب جائز ہے یعنی اپنی جائیدادوں وقف کرے
کہ تا حیات کیلئے خود اس سے متمتع رہوں تمام آمدنی اپنے مصارف ذاتی پر صرف کروں میرے حصہ میری
اولاد و اولاد اولاد اس سے یہیں تفصیل یا حصہ مساوی (جس طرح چاہے کہے) متمتع ہوتی رہے جب
نسل میں کوئی نہ رہے تو فلاں مدرسہ یا مسجد یا فقراء یا کارخیر کے لئے ہر جس طرح کہے گا اسی طرح پابندی ہوگی
اور جائیداد بیع و ہبہ وغیرہ اسقال کے اصلاً قابل نہ ہے کی تولیت کا بھی اختیار ہے کہ اپنی حیات تک حصہ اپنے
ہی نام رکھے یا اپنی اولاد کے نام و بعد ازاں جس طرح چاہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے تو ایست میں لگائے سب کی پابندی
اسی طرح ہوگی ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۲۷ از بنا رس محکمہ پتر کتبہ مکان برآخی مرحومہ مرسلہ محمد فضل صاحب ۲۶ دی الحجہ ۱۳۲۵ ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہندہ کی ایک موضع میں ہر حقیقت
زمینداری ہے جس سے استغراق تخمیناً مبلغ منسلک روپیہ ماہوار کا ہے اور یہ اراضی ہندہ کو اپنے شوہر مرحوم
دین بہ می ملی ہے چونکہ ہندہ لا ولد سے اس وجہ سے اپنی جائیداد مذکورہ اس طور سے وقف فی سبیل اللہ
کرنا چاہتی ہے کہ جب تک وہ زندہ ہے خود متولی رہ کر اس کی آمدنی سے بطریق مناسب خیرات کرتی رہے گی
بعد اُس کے مرنے کے چار شخص دینہ ارمہ میں جن کو کہ وہ نامزد کرے گی وہ لوگ متولی ہوں گے اور اُس آمدنی سے
ایصال ثواب جس طریقہ سے وقف نامہ میں لکھے گی کرتے رہیں گے، ہندہ کی یہی حقیقتی بہنیں ہیں سو اسے ان کے
کوئی عزیز قریب نہیں ہے اور یہ ہر گز بہنیں صاحب اولاد ہیں اور ان کی ماہوار آمدنی ہندہ کی آمدنی سے
زیادہ ، غرض ہر بہنیں محتاج نہیں ہیں ، اکثر اشخاص یہ کہتے ہیں دیر وقف از روئے شرع

ماقص و ناجائز ہوگا اس وجہ سے کہ حقیقی بہنیں موجود ہیں اور ہندہ پر حق العباد کا مواخذہ رہے گا اور اس کو اجر و ثواب اس کام ہوگا بلکہ گنہگار ہوگی کہ وہ حق تلفی کرتی ہے چونکہ ہندہ جائیداد مذکورہ مال و ثواب و صدقہ جاریہ کے غرض سے وقف کرتی ہے پس اس صورت میں یہ وقف جائز ہوگا یا کرنا جائز؟ اور ہندہ وقف کرنے سے ثواب پائے گی یا حق العباد کی حق تلفی سے گنہگار ہوگی؟ امید کہ جواب بحوالہ کتب تحریر فرمایا جاسے۔
بیّنوا تو جسدوا۔

الجواب

اُسے اپنی صحت میں وقف کا اختیار ہے جس طرح وقف کرے گی کل یا بعض وقف ہو جائے گی مگر نیت اگر یہ ہے کہ بہنوں کو ترکہ سے محروم کرے تو یہ اگرچہ حق العبد میں گرفتار نہیں کہ صحت مورث میں کسی وارث کا کوئی حق اس کے مال سے متعلق نہیں ہوتا مگر ایسی نیت ضرور مذموم و سخت شنیعہ ہے، حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

من فتر من میراث وارثہ قطع اللہ میراثہ
من المنة بلہ

بہنوں کا مال دار ہونا کوئی وجہ شرعی ان کے محروم کرنے کی نہیں۔ راہ یہ ہے کہ یا تو وارثوں سے رضا مندی لے وہ سب سے اجازت دے دیں کہ تم اپنی جائیداد مصارف خیر کے لئے وقف کر دو یا وقف اہل کرے کہ وقف کا بھی ثواب پائے اور وارث بھی محروم نہ ہوں یعنی یوں وقف کرے کہ یہ جائیداد میں سے اپنی زندگی بھر اپنے نفس پر وقف کی اور اپنے بعد اپنے ورثہ پر اور جب وہ اور اس کا وارث کوئی نہ رہے تو فلاں فلاں مصارف خیر پر اس میں یہ بھی جائز ہوگا کہ جائیداد میں سے جتنا چاہے اپنی حیات اور اپنے وارثوں کے حیات میں بھی مصارف خیر کے لئے معین کرے اتنا ہی میں صرف ہوگا باقی اپنی زندگی بھر یہ لے گی اور اس کے بعد اس کے وارث۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۲۸ از مدرسہ نعمانیہ دہلی مرسل مولوی محمد ابراہیم صاحب احمد آبادی ۲۳ شوال ۱۳۳۸ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اپنے مکان کو وقف علی الاولاد کرنا چاہتا ہے کہ اس میں وراثت جاری نہ ہو، منشاء زید یہ ہے کہ مکان آبائی اسی طرح قائم رہے حصہ بجز ہو کہ خراب نہ ہو کہ ورثہ اپنے اپنے حصے بیع کر دیں گے اولاد نیزہ اس میں رہا کرے اولاد انماش کو اگر ضرورت ہو عیسیٰ

ان کی سسرال سے کسی ناچاقی کی وجہ سے یہاں آنا ہو تو وہ بھی رہے اور غریہ و فز و خست بہرہ وغیرہ کا کسی کو اختیار نہ رہے البتہ شکست و ریخت یا تعمیر جدید یا تعمیر مکانات مناسب کا ہمیشہ اختیار ہے زید کی ایک ہمیشہ بھی سہم ہے وہ اس وجہ سے کہ اُس کے لڑکے شاید ناراض ہوں تحریر نہیں دیتی زبانی خاص لوگوں کے زور و اپنا معاف کرنا بیان کرتی ہے، اس صورت میں زید کا وقف کرنا صحیح ہو گا یا نہیں؟

الجواب

زید کو ایسے وقف کا اختیار ہے اور یہ وقف صحیح ہے اولاد زید کے سامنے ہمیشہ کا کوئی حق نہیں ہوتا تو وقف پر کہ غیر مرض موت میں کیا جائے کسی وارث کو حق اعتراض نہیں، نہ حصہ معاف کرنے کی ضرورت، نہ کسی تحریر دینے کی۔ وہ یہ مضمون لکھ دے کہ میں نے اپنا مکان محدود و بحد و جنس و چنان اپنی زندگی بھر اپنے نفس پھر اپنی اولاد پھر فقراء مسکین اہل سنت و جماعت پر بایں شروط وقف صحیح شرعی لازم کیا۔

(۱) اپنی حیات بھر خود اس میں رہوں گا۔

(۲) میرے بعد میری اولاد زید و اولاد زید و اولاد زید تا بقائے نسل اس میں رہیں۔

(۳) اولاد اولاد اولاد میں جو وارث ہوں جب تک سادی رہوں یا جو بیوہ ہو جائے اور وہاں ٹھکانہ نہ رہے یا جو جہ ناچاقی وہاں نہ رہ سکے وہ بھی تا بقائے ضرورت اُس میں سکونت رکھے گی۔

(۴) جب نسل میں اولاد ذکر نہ رہیں اولاد اناٹ کوئی ہو گا۔

(۵) جب وہ بھی نہ رہیں مکان کرائے پر دیا جائے گا اور کرایہ فقراء مسکین اہل سنت و جماعت مطابق عقائد علمائے حرمین شریفین پر صرف ہو کرے گا۔

(۶) شکست ریخت کا صرف میری زندگی میں میرے ذمہ پھر اولاد مسکین پھر کرایہ مکان سے ہوا کرے گا۔

(۷) کسی وقت کسی کو اس کی بیع و ہبہ و انتقال وغیرہ کا اختیار نہ ہو گا، اور یہ جو مناسب ہوں

شرائط لکھ کر وقف نامہ مکمل کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۲۹۱ از آگرہ کڑہ مسلولہ محمد نواب حسین کارخانہ دار کامدانی ۲۰ محرم ۱۳۳۹ھ

(۱) زید اپنی جائیداد کو وقف علی الاولاد کرنا چاہتا ہے اور ایک ٹکٹ آمدنی جائیداد کا کار خیر میں دینا منظور ہے بعد منہائی دیگر اخراجات ضروری مرمت وغیرہ میں جو رقم باقی رہے اس میں سے ایک ٹکٹ کار خیر میں صرف کرنا یا کل آمدنی میں سے۔

(۲) جو رقم ثلث آمدنی کا بر خیر کے واسطے نکالی جائے اس میں سے نیاز بزرگانِ دین کی و محفل میلاد شریف میں خرچ کرنا و کسی مدرسہ و غیرہ میں دینا مقصود ہے یہ جائز ہوگا اس حالت میں جبہ الگائے زکوٰۃ کی تو ضرورت نہ رہے گی۔

الجواب

(۱) یہ اُس کی زبان پر ہے اگر وقف میں یہ شرط لگائے گا کہ کل آمدنی بلا اخراج خرچ کا ثلث تو یہی واجب ہوگا اور منافع خالص کا ثلث کہے گا تو خرچ نکال کر جو بچا اس کی تہائی اور اگر مطلق کہے گا تو حسب عرف منافع خالص کا ثلث سمجھا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) کار خیر میں جو کام متعین کر دے گا مثلاً مسجد یا مدرسہ یا مساکین وہ ثلث اُس میں صرف ہو سکے گا اور اگر نیاز بزرگانِ دین و محفل میلاد شریف بھی اسی میں شامل کر دے گا تو یہ بھی ہو سکے گا یہ ثلث کا بر خیر میں صرف کر دینا بقیہ و ثلث پر سے زکوٰۃ ساقط نہ کر دے گا جبکہ اُس کے پاس وجباتِ اصلیہ سے فارغ بقدر نصاب نیچے اور سال گزرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ الْمَسْجِدِ (احکام مسجد کا بیان)

مسئلہ میں محمد عبداللہ، بوکر سوداگر دودھل باردار اسٹارٹج ریاست جہد آباد کو ۱۲ شوال ۱۳۳۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک چوترہ پر چھ سو تیس سال سے اذان و نماز باجماعت
وجہد ہو کر آتی ہے، اس پر محراب و منبر بھی ہے، زید کہتا ہے کہ محض چوترہ پر نماز وغیرہ قائم ہونے سے رست
مسجد نہیں ہوتی کیونکہ اس پر نہ چھت ہے نہ منارہ جو لوازمات مسجد ہیں، بکر کہتا ہے یہ لوازمات مسجد نہیں اذان
و نماز پنجگانہ باجماعت وجہد کا قیام کافی ہے، اب ازرق نے شرع کیا حکم ہے؟ بیسواتو جروا۔

الجواب

زید کا قول محض باطل و خلاف شرع ہے مسجد کے لئے چھت، منارہ، دیواریں کوئی چیز لازم نہیں، اس
میں تو منبر محراب موجود ہے، یہ بھی نہ ہوتا تو بھی مسجدیت میں خلل نہیں۔ مسجد صرف اس زمین کا نام ہے جو عمارت کیلئے
وقف ہو یہاں تک کہ اگر کوئی شخص اپنی زری خالی زمین مسجد کو دے مسجد ہو جائے گی، مسجد کا احترام اس
کے لئے فرض ہو جائے گا۔ حادوی عالمگیری میں ہے،

رجل له ساحة لابیاء فیہا امر
قوامت یصلوا فیہا بجماعة
ابدأوا امرهم بالصلوة مطلقاً و نسوی
کسی شخص کی خالی زمین ہے جس میں عمارت نہیں
اس نے لوگوں کو کہا کہ اس میں ہمیشہ نماز باجماعت
پڑھا کرو، یا یوں کہا کہ اس میں نماز پڑھو اور میت

الابد صارت الساحة مسجد الكذا ف
الذ خيرة وهكذا ف متادع
قاضی خاں نے (ملاحظہ)
بمیش کی کی تھی تو دونوں صورتوں میں وہ خالی
زمین مسجد ہو گئی جیسا کہ ذخیرہ اور فستادی
قاضی خاں میں ہے (ت)

جبکہ اس چوڑے کا کوئی مالک و مدعی نہیں اور اس میں دونوں سے نماز باجماعت ہوتی ہے جمہ ہوتا ہے، منبر
ہے، محراب ہے، تو کوئی وجہ ہیں کہ اس کو مسجد نہ سمجھا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلہ حل مجہ اتم و احکم۔
مسئلہ ۳۲ مسجد قطب خانساں کوہ شلہ خورد مرشد عالم خاں مہر و سکریٹری مسجد مذکور ملازم کوٹھی
آرٹاویل ۹ شوال ۱۳۳۵ء

ایک شخص قطب خانساں نے تین مسجدیں مقام کوہ شلہ میں بارادوں میں بنوائی تھیں، بازار کلاں و بازار
بابو گنج و بازار چھوٹا شلہ، خانساں مرحوم نے خاص اپنی سخی و کوشش سے انگریز سے زمین بھی لی اور بیاد بھی
مسجد کی خود ہی ڈالی اور اپنے ذریعہ سے مسجد کو بنوایا اور تیار ہونے پر بھی خانساں مفتور نے اپنی جیب سے
مسجد کی خدمت و خبر گیری کی اور مسجد کے ہمیشہ خرچ کے لئے کچھ جادہ اد بھی مسجد کے متعلق کی جو مسجد کے خرچ کو
کافی ہے، اب بعد گزر جائے خانساں مرحوم کے بے انتہی ہی متالیاں و فتنان وقت کے سبب مسجد کے شہید
ہو جانے پر اور پیشہ کے چند لوگوں نے چندہ جمع کر کے مسجد مذکور کو تعمیر کرایا اور انتظام دست بدست دیگران رہا،
سواب حق زیادہ مسجد پر پہلے بنانے والے اور اسی کے گروہ کا ہے یا بعد کے بنانے والوں کا اور اس کے گروہ
کا؟ اور نام روشن ہونا مسجد پر اور مسجد کی تمام چیزوں پر کس کا ہونا چاہئے یا کسی کا بھی نہیں؟ اور مسجد مذکور
قطب خانساں کے نام سے پکاری جاتی ہے، بعد گزر جائے خانساں مذکور کے انتظام مسجد دست بدست
دیگران رہا جو کہ منظم یا متولی مانے جاتے رہے ہیں، یا اس صورت ایک شخص بابو چندہ بیس سال سے متولی یا منظم
قرار دیا ہوا تھا اور انتظام مسجد و آمدنی و خرچ سب اسی کے سپرد تھا سو اس کے انتظام و تولیت سے مسجد
کو سراسر نقصان ہوا، یہ سن تک کہ مسجد مقدس بھی چھوٹی اگرچہ اب نہیں ہے، لیکن مسجد پر خوشی اب بھی ظاہر ہے
اور غازیوں کو تکلیف سامان نماز سے ہمیشہ پہنچتی رہی لہذا متولی مذکور معزول کر کے بجائے اس کے چند اشخاص معقول
مہر مقرر کر کے جو ایک پیشہ اور اسی بازار کے تھے، انتظام مسجد و آمدنی و خرچ ان کے متعلق کیا گیا، اب آئندہ انتظام
دستور بتی کے موافق ہونا چاہئے جو متولی معزول کے وقت میں تھا اور اسی روش پر چلنا چاہئے یا نئے طریق
سے جو مسجد کی آسودگی و غازیوں کے آرام کی صورت ہو، جو کتابیں کہ اب انتظام مسجد کے حساب و کتاب کے واسطے

مسجد کا روپیہ اسی متولی کے اختیار میں رہے گا اُس کے لئے دیا تھا اور کار گزار ہونا شرط ہے مالدار ہونا ضرور نہیں، مالداروں کی سپردگی میں جبکہ مسجد کی بے انتظامی اور نمازیوں کو تکلیف دہی تو اُس انتظام کا بدلہ اور ہوشیار دینا انت دار پر ہیزگار مسلمانوں کی نگرانی میں دینا فرض تھا، درمختار میں ہے،

یہ فروع وجوباً برائیتہ، لہذا الواقعہ و مدار، وقف متولی کی قرابت سے نکال لینا واجب ہے
فغیرہ بالکافی غیر صاموت او عاجزاً (برائیتہ) اگرچہ خود واقع ہی متولی ہو (درہم جبکہ
او ظہر بہ فسق کثرت خس و نحوہ۔ وہ غیر امین یا عاجز ہو یا اس کا فسق جیسے شرابی شی
واللہ تعالیٰ اعلم۔ وغیرہ ظاہر ہو جائے [جب خود واقع کا یہ حکم

ہے تو] غیر واقع سے اس صورت میں وقف کا واپس لے لینا بدرجہ اولیٰ واجب ہوگا۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۳۳ از رام پور پیلا تالاب مسجد شاہ درگاہی صاحب مرسلہ مولوی عبد القادر صاحب بنگالہ
۵ صفر ۱۳۲۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک جگہ ایک مسجد پھر کی تھی اب ایک شخص نے اس کو توڑ کر اپنے پاس سے روپیہ دے کے اسی جگہ میں ٹین کر دیا، اب توڑا ہوا پھر فروخت کرنا برا ہے خراج مسجد کے یا میٹک خانہ بنانا درست ہے یا نہیں؟ اور اگر میٹک خانہ درست ہے تو از دئے شرح شریف کے کس صورت پر جائز ہوگا فقط، بینوا تو جبروا۔

الجواب

حاکم اسلام اور جہاں وہ نہ ہو تو متولی مسجد و اہل محلہ کو جائز ہے کہ وہ پھر کہ اب حاجت مسجد سے خارج ہے کسی مسلمان کے ہاتھ مناسب داموں کو بیچ ڈالیں اور خریدنے والا مسلمان اُسے اپنے مکان لکشت یا بادچی خانے یا ایسے ہی کسی مکان پر جہاں بے تعظیمنہ جو ڈال سکتا ہے یا خانہ وغیرہ مراضع بیہر متی پر نہ ڈال چاہئے کہ علمائے اُس گوشے کی بھی تعظیم کا حکم دیا ہے جو مسجد سے چھارکر پھینکا جاتا ہے۔
جو ہر الا غلطی و فساد ہی ہند یہ میں ہے۔

حشیش المسجد اذا كان له قيمة فلاحل المسجد انت یبیعہ و انت دفعوا الی مسجد کی گھاس کی اگر کوئی قیمت ہو تو اہل مسجد کو اختیار ہے کہ اس کو فروخت کر دیں اگر حاکم کے پاس

الحاکم فهو واجب ثم یبیعوه یا صرة هو
المختار^۱
فتاویٰ قاضی میں ہے،
قد ذکرنا ان الصیغ من الجواب ان یعوم
بغیر امر القامی لایصح الا امت یکون
فی موضع لا قاضی هناك^۲
در مختار میں قبیل باب المیاد ہے،
حشیش المسجد وکناسته لایلتقی فی موضع
یخل بالمتعظیم^۳ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اس کامراختہ کریں تو یہ زیادہ پسندیدہ ہے پھر
اس کے اذن سے فروخت کریں، یہی مختار ہے (ت)
ہم ذکر کر چکے کہ حکم صحیح یہ ہے کہ بغیر امر قاضی کے ان
لوگوں کا مسجد کی گھاس کو فروخت کرنا صحیح نہیں
سوائے اس جگہ کے جہاں قاضی نہ ہو۔ (ت)
مسجد کی گھاس اور کوڑا کرکٹ ایسی جگہ نہ ڈالنا چاہیے
جہاں اس کی بچر مٹی ہوتی ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

۱۔ فتاویٰ ہندیہ کتاب الوقف الباب الحادی عشر فی المسجد
۲۔ فتاویٰ قاضی خان فی فصل فی القابض والریا طات
۳۔ در مختار کتاب الطہارة

۴۵۹/۲ نورانی کتب خانہ پشاور
۴۲۶/۲ ڈاکٹر نور محمد
۳۳/۱ مطبع مجتہدانی دہلی

رسالہ

التحریر الجید فی حق المسجد

(مسجد کے حق میں عمدہ تحریر)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مسئلہ بنکال ضلع نراکالی مقام ہتیا مرسلہ مولوی عباس علی عرف مولوی عبد السلام صاحب

۲۱ ذوالحجہ الحرام ۱۳۱۵ ہجری قمریہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و فضلاء کے شرع متین اس مسئلہ میں کہ مسجد کی چیزیں فروخت کرنا جائز ہوگا یا نہیں؟

الجواب

مسجد کی چیزیں اس کے اجراء میں یا آلات یا اوقات یا زوائجہ اجراء یعنی زمین و عمارت قمار کی بیع تو کسی حال ممکن نہیں مگر جب مسجد معاذ اللہ ویران مطلق ہو جائے اور اس کی آبادی کی کوئی شکل نہ رہے تو ایک روایت میں باذن قاضی شرع حاکم اسلام اس کا غلہ بیچ کر دوسری مسجد میں صرف کر سکتے ہیں خواضع ضرورت میں اس روایت پر عمل جائز ہے۔

فی الدر المختار ولو خرب ما حولہ و
استغنی عنہ یبقی مسجدہ عند الاعمہ و
در مختار میں ہے اگر مسجد کا ٹکڑا دوپیش ویران ہو گیا
اور مسجد کی ضرورت نہیں رہی تب بھی امام عظم ابو حنیفہ

والثانی ابداد به یفق و عمت الثانی
 ینقل الف مسجد آخر باذن
 القاضی ، وقف مرد المحتار
 قوله و عمت الثانی الخ جزم
 به ف الاسعاف حیث قال
 ولو خرب المسجد و ما حوله
 و تغرق الناصب عنه لا يعود
 الخ ملک الواقف عند ابی یوسف
 فیباع نفقته باذن القاضی و
 یصرف ثمنه الخ بعض المساجد
 و فیہ ایضا الشیخ الامام
 امین الدین بن عبد العال
 و الشیخ الامام احمد بن یونس
 الشبل و الشیخ سید بن نجیم و الشیخ
 محمد عبد الوفا فی منہم من افتی
 ینقل بناء المسجد و منہم من افتی
 ینقله و نقل ماله الف مسجد آخر
 و الذی ینبغی متا بعة المثلث
 المذكورین فی جوان السقل بلا فرق
 بین مسجد او حوض کیا افتی بہ الامام
 ابو شجاع و الامام العلوی و کفی بها قدوة
 و لایسا فی زماننا فان المسجد اذا لم یقل

اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کے نزدیک
 وہ ہمیشہ تاقیامت مسجد ہی رہے گی اور اسی پر فتویٰ
 دیا جاتا ہے۔ اور امام ابو یوسف کی ایک روایت
 یہ ہے کہ قاضی کی اجازت سے اسے دوسری مسجد
 کی طرف منتقل کر دیا جائیگا۔ رد المحتار میں ہے کہ ان
 کا قول دھن الثانی الخ "اسعاف میں اسی پر
 جرم کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر مسجد اور اس کا گردوش
 ویران ہو جائے اور لوگ وہاں سے نقل مکانی کر لیں
 تو امام ابو یوسف کے نزدیک وہ واقف کی ملک
 میں نہیں رہے گی چنانچہ قاضی کی اجازت سے اس کا
 طبع فروخت کر کے کچھ دوسری مسجد میں صرف
 کیا جائے گا اہ اسی میں یہ بھی ہے جیسے شیخ امام
 امین الدین بن عبد العال شیخ امام احمد بن یونس
 شبل ، شیخ زین بن عجم اور شیخ محمد الوفا فی ان بزرگوں
 میں سے بعض نے مسجد کی عمارت اور بعض نے
 عمارت اور اس کے مالی کردہ دوسری مسجد کی طرف منتقل
 کرنے کا فتویٰ دیا اور جہات مناسب ہے وہ
 یہی ہے کہ مسجد و حوض میں فرق کے بغیر جواز نقل
 میں مشائخ مذکورہ کی اتباع کی جائے جیسا کہ امام
 ابو شجاع اور امام علوی نے اس پر فتویٰ دیا ہے
 اور ان دونوں اماموں کا معتد ہونا کافی ہے خصوصاً
 ہمارے زمانے میں کیونکہ اگر مسجد کو منتقل نہ کیا جائے

ياخذنا لقاضه اللصون والمتعلبون كما هو
 مشاهدنا من ملتقى قلت وللعبس
 الضجف ههنا تحقيق شريف حقت
 فيه بتوفيق الله تعالى ان الرواية النادرة
 عن الثاني مفعلة على قوله المعنى به
 كما افادة في الدرر والدرجاء الفهمه
 العلامة الشامي من حجة الله تعالى وانه
 يفتي بها في مواضع الضرورة كما قوس
 الشامي ومن سبقه ممن سمى ومن
 لم يسم وانه يجوز نقل المساحة ايضا
 كما نقل النقص وهو ما مر من قوله
 منهم من افق بنقله ونقل ماله وان
 قول الدار يفتي نقل الحب مسجد آخر
 محمول على ظاهره وان ذكر لنقص
 المال والبناء في كلام غيره غير قبيح
 وان حاصل تلك الرواية مراد المسجدة
 مع بقاء الوقفية فلا يعود الحب ملك
 الباقي او وثقه و يجوز النقل و
 الاستبدال والله تعالى اعلم بحقائق
 الاحوال.

تو چور اور جبری قبضہ کرنے والے لوگ اسباب مسجد
 نے میں گے جیسا کہ دیکھا جا رہا ہے احرا التقاط
 قلت (میں کہتا ہوں) اس جہ ضعیف کی یہاں
 پر ایک نہایت شاندار تحقیق ہے جس میں اللہ تعالیٰ
 کی توفیق سے ثابت کیا گیا ہے کہ امام ابو یوسف
 کی روایت نادرہ ان کے مفتی پر قول پر مقرر ہے
 جیسا کہ اس کا غائدہ درر اور درر نے دیا ہے
 بخلاف اس کے جو علامہ شامی نے سمجھا اور مرافع
 ضرورت میں اس پر قوی دیا جاتا ہے جیسا کہ علامہ
 شامی اور ان کے پیش رو ائمہ نے اس کی تقریر
 فرمائی ان میں سے بعض کا نام علامہ شامی نے ذکر کیا
 اور بعض کا نام ذکر نہیں کیا، اور اس بات کو بھی
 ثابت کیا گیا کہ مسجد کے باہر کی طرح اس کے میدان کو
 بھی نسل کرنا جائز ہے اور علامہ شامی کا یہ قول
 گزر چکا ہے کہ ان میں سے بعض نے مسجد کو نقل
 کرنے اور اس کے مال کو نقل کرنے کا فتویٰ دیا ہے
 اور اس بات کو بھی ثابت کیا گیا کہ ذکر کا یہ قول اس
 مسجد کو دوسری مسجد کی طرف نقل کیا جائے گا اپنے
 ظاہر پر محمول ہے اور یہ کہ درر کے غیر کے کلام میں
 طبع، مال اور عمارت کا ذکر بطور قید نہیں اور
 یہ کہ اس روایت کا حاصل یہ ہے کہ وقفیت کے باقی رہنے کے باوجود مسجدیت کا زوال ہے لہذا
 باقی یا اس کے وارثوں کی طرف ملک ہو نہیں کرے گی اور اس کا نقل کرنا اور تبدیل کرنا جائز ہے اور
 احوال کی حقیقتوں کو ائمہ نے خوب جانتا ہے (ت)

ہاں اگر معاذ اللہ مسجد کی کچھ بنا منہدم ہو جانے یا اس میں ضیعت آجانے کے سبب خود منہدم کر کے
از سر نو تجدید عمارت کریں اس پر اینٹوں کڑیوں تختوں کے ٹکڑے حاجت مسجد سے زائد کچھیں کہ عمارت مسجد
کے کام نہ آئیں اور دوسرے وقت حاجت عمارت کے لئے اٹھار کھنے میں ضائع ہونے کا خوف ہو تو
ان دو شرطوں سے ان کی بیع میں مضائقہ نہیں مگر ان قاضی درکار سے اور اس کی قیمت جو کچھ ہو وہ محض ناکھی
جائے کہ عمارت ہی کے کام آئے،

فی ش عن ط عن الہندیۃ مسجد مجنی
سادس جل انت یقضہ ویسید احکو
لیس لہ ذلک لایہ لا دلیۃ لہ مضمورات
الا ان یخاف ان یسہم ان لم یسہم
تامام حایۃ، وتاویدہ ان لو یکن اسافی
من اہل تلک المحدثۃ واما اہلہم فلہم
ان یسہم مولد ویجددوا بقاءہ ویفرشوا
الحصیر ویعلقوا القنادیس کسب من
مالہم لاس مال المسجد لا باموالہ
خلاصۃ احمد فی العقود الدریۃ عن
البحر عن صمدۃ الفتاوی لا یجوز بیع
بناء الوقف قل ھذا منہ احمد فی الہندیۃ
عن السراجیۃ لو باعوا علة المسجد او نقص
مسجد غیر ان القاضی لا یرفع انہ
لا یحوز، فی الدرر صرف الحاکم
او احتوی نقضہ او شد ان تعذر

شامی میں ط سے بحوالہ ہندیہ مذکور ہے کہ تعمیر شدہ
مسجد کو گرا کر اگر کوئی شخص پہلے سے مضبوط تر
بنانا چاہے تو اس کے لئے یہ جائز نہیں کیونکہ اس
کو ولایت حاصل نہیں، مضمورات۔ مگر اس وقت
ایسا کرنا جائز ہے جب یہ ڈر ہو کہ اگر وہ نہیں گرایا
تو از خود گرا جائے گی، تاتارخانیہ۔ تاویل اس کی
یہ ہے کہ جب نئی مسجد بنانے والا اس محلہ کا
باشد نہ ہو کہ محلہ کو یہ اختیار حاصل ہے کہ
وہ پرانی مسجد کو گرا کر اس کو نئے سرے سے تعمیر
کریں، اس میں چٹائیوں پچائیوں اور قسند میں
لٹکائیوں لیکن یہ سب کچھ وہ اپنے مال سے کریں
مسجد کے مال سے بلا اجازت قاضی وہ ایسا
نہیں کر سکتے، خلاصہ۔ اور عقود الدریہ میں بحر
سے بحوالہ صمدۃ الفتاوی منقول ہے کہ گرانے سے
قبل وقف کی عمارت کو فروخت کرنا جائز نہیں
ہندیہ میں سراجیہ کے حوالے سے مذکور ہے کہ اگر

اعادۃ عینہ الی عبد مرتہ ان احتج و
 الاحفظہ لیحتج، الا اذا خاف ضیاعہ
 فیبدیہ و یسبٹ ثمنہ لیحتج بہ
 لوگوں نے قاضی کی اجازت کے بغیر مسجد کا غلہ یا
 اس کا طیر فروخت کر دیا تو اصح قول کے مطابق یہ
 جائز نہیں اور۔ در مختار میں ہے حاکم یا متولی
 وقف کے طیر یا اس کی قیمت کو صرف کرے اگر وقف کا اعادہ بعینہ اس کی عمارت کی طرف متعذر
 ہو اگر حاجت ہو مرمت کی اور نہ قضاے حاجت کے لئے محفوظ رکھے، مگر جب اس کے ضائع ہونے
 کا ڈر ہو تو اس کو فروخت کر کے ثمن وقف حاجت کے لئے رکھ چھوڑے۔ (ت)

آلات یعنی مسجد کا اسباب جیسے بوریا، مصلے، فرش، قندیل، وہ گھاس کہ گرمی کے لئے
 جاڑوں میں بچھائی جاتی ہے وغیرہ، اگر سالم و قابل انتفاع ہیں اور مسجد کو ان کی طرف حاجت ہے
 تو ان کے بیچنے کی اجازت نہیں، اور اگر خراب و بیکار ہو گئی یا معاذ اللہ بوجہ ویرانی مسجد ان کی حاجت
 نہ رہی، تو اگر مال مسجد سے ہیں تو متولی اور متولی نہ ہو تو اہل محلہ متین امین یا ذن قاضی بیچ سکتے ہیں اور
 اگر کسی شخص نے اپنے مال سے مسجد کو دئے تھے تو نہ بیع معنی ہر پر اس کی ملک کی طرف عود کرے گرج
 وہ چاہے کرے، وہ نہ رہا ہو اور اس کے وارث وہ بھی نہ رہے ہوں یا پتا نہ ہو تو ان کا حکم مثل لقطہ ہے
 کسی فقیہ کو دے دیں خود وہ اس قاضی کی مسجد میں نہ بت کر دیں۔

فی لہندیۃ عن الداخین سرباط کثرت
 دوانہ و عطمت مؤنہا هل للقمیم
 ان یدیع شیت منہا و ینفق ثمنہا
 فی عہما او صرصة السرباط
 فہذا علی وجہین اح
 مبلغ سن البعض الحب حد
 لا یصلح لہما سرباط
 لہ، علہ ذلک و ما لافلا
 وف الخانیۃ جنازۃ او نعش
 ہندیر میں ذخیرہ سے منقول ہے کہ ایک رہاؤ کے
 جانور بہت زیادہ ہو گئے اور ان کا خرچہ بہت
 بڑھ گیا تو کیا متولی ان میں سے بعض کو فروخت کر کے
 ان کی قیمت جانوروں کے چارہ اور رہاؤ کی مرمت
 پر صرف کر سکتا ہے یا نہیں، اس مسئلہ کی دو
 صورتیں ہیں، اگر بعض جانوروں کی غریب اس قدر
 زیادہ ہو چکی ہیں کہ وہ اس مقصد کی صلاحیت
 نہیں رکھتے جس کے لئے ان کو رہاؤ میں باندھا
 گیا ہے تو متولی انہیں فروخت کر سکتا ہے ورنہ

للمسجد فسد قباعه اهل المسجد
قالوا الاولى انت يكون البسيم
بامر القاضي والصحيح ان بيعهم
لا يصح بغير امر القاضي له
وفيهما بطل من ماله حصيرا
في المسجد فخر ب المسجد
ووقع الاستغناء عنه فانت
ذلك يكون له انت كانت حيا
ولوارثه انت كانت ميتا و
انت بطل ذلك كانت له انت
بيعه وليشترى بثمانها حصيرا
اخر ، وكذا لو اشترى حشيشا
او قسدا يلا للمسجد فوقع الاستغناء
عنه ، وعند ابى يوسف يباع
ويعصرف ثمنه الى احوال المسجد
فان استغنى عنه هذه المسجد
يحول الى المسجد الاخر ،
والفتوى على قول محمد ،
ولو انت اهل المسجد باعوا
حشيش المسجد او جنائنا
او نعتاشها من خبث ومن فعل ذلك
غائب ، لا يجوز الا باذن
القاضي هو الصحيح في الهندية

نہیں الخ تائید میں ہے مسجد کا تابوت اور مسجد کی
چارپائی جو کہ خراب ہو چکی ہو پس اہل مسجد نے اسے
فروخت کر دیا تو مشائخ فرماتے ہیں کہ قاضی کے
حکم سے بیع کا ہونا اولیٰ ہے اور صحیح یہ ہے کہ
بلا اذن قاضی ان کی بیع درست نہیں ہوگی اور
اسی میں ہے کسی شخص نے اپنے مال سے مسجد
میں چٹائی بچائی پھر مسجد ویران ہو گئی اور
اس چٹائی کی ضرورت نہ رہی تو وہ چٹائی بچانے
والے کی ہوگی اگر وہ زندہ ہے ورنہ اس کے
وارثوں کی ہوگی ، اور اگر وہ چٹائی بوسیدہ ہو جائے
تو بچانے والے کی ، اختیار ہے کہ اس کو فروخت
کر کے اس کی قیمت سے نئی چٹائی خرید لے اسی
طرح حکم ہے اگر کسی نے مسجد کے لئے گھاس یا
تندیل خرید چراغ کی ضرورت نہ رہی ہو ، اور
امام ابو یوسف کے نزدیک ان چیزوں کو فروخت
کر کے ان کی قیمت کو مسجد کی ضروریات پر صرف
کیا جائے گا اور اگر اس مسجد کو ضرورت نہ ہو
تو دوسری مسجد کی طرف منتقل کیا جائے گا ، اور
فتویٰ امام محمد کے قول پر ہے ، اور اگر اہل مسجد
نے مسجد کی پرانی گھاس یا پرانا تابوت یا پرانی
چارپائی فروخت کر دی جبکہ یہ چیزیں مسجد کو
دینے والا غائب ہے تو قاضی کی اجازت کے بغیر
یہ جائز نہیں اور یہی صحیح ہے اور ہندیہ میں ہے

ذكر ابو الليث في نوائله حصير المسجد
اد اصاص خلعاً واستغنى اهل المسجد
عنه وقد طرحة انسان ان كان بطارحاً حياً
فهولاً وان كان ميتاً ولم يدع له وارثاً
اس جوار لا باس بات يدقم اهل
المسجد الى فقيراً وينتقوا به في شواء
حصير اخر للمسجد والمختار انه لا يجوز
لهم ان يفعلوا ذلك بغير امر القاضي كذا
في محيط المستحسن في سداد المختار عت
البحر القوي على قول محمد في الامت
المسجد وعلى قول ابي يوسف في تاييد
المسجد

کہ ابولیسٹ نے اپنی نوائل میں ذکر کیا کہ مسجد کی چٹائی
جب پڑائی ہوگی اور اہل مسجد کو اس کی ضرورت نہ رہی
تک اس کو ایک شخص نے ڈلوایا تھا وہ اسی کی ہوگی
اگر وہ زندہ ہے اور اگر مگر گیا اور کوئی وارث نہیں
چھوڑا تو میں امید کرتا ہوں کہ اس بات میں گرج نہیں
کہ اہل مسجد چٹائی کسی فقیر کو دے دیں یا اس کو
بازار مسجد کے لئے دوسری چٹائی خریدنے میں اس
فقیح اٹھائیں اور مختار یہ ہے کہ قاضی کی اجازت کے
بغیر انھیں ایسا کرنا جائز نہیں، محیط مستحسن میں یہ نہیں
ہے اور رد المحتار میں بکا الہ بحر ہے کہ آلات مسجد
کے بارے میں فتویٰ امام محمد کے قول پر ہے اور
تایید مسجد کے بارے میں فتویٰ امام ابو یوسف کے
قول پر ہے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما (۱)

اوقاف جبکہ عامر و آباد نہ ہوں ان کی بیع اصل جائز نہیں مگر بنا چاری کہ ظالم نے زبردستی ان پر
قبضہ کر لیا اور اس سے رہائی کی سبیل نہیں مگر وہ قیمت دینے پر راضی ہے تو مجبوری کنسلے کہ ان کے
عوض اور خرید کر اسی کے قائم مقام کر دیں یا جبکہ واقف نے اصل وقف میں استبدال شرط کر لیا ہو تو جائز
ہے کہ انھیں نیا کر تبدیل کر لیں،

في الدر عن الاشياء لا يجوز استبدال
العامر الا في امرين في سداد المختار الاولى
لو شرطه الواقف ، الثانية
اذا غصبه غاصب و اجبوري

در مختار بکا الہ اشباہ مذکور ہے کہ چار صورتوں کے
علاوہ آباد وقف کو تبدیل کرنا جائز نہیں، رد المحتار
میں ہے (ان چار صورتوں میں سے) پہلی صورت
یہ ہے کہ خود واقف نے تبدیل کرنے کی شرط لگائی ہو

سے فتاویٰ ہندیہ کتاب الوقت الباب الحادی عشر اور انی کتب خانہ پشاور ۲۵۸/۲
سے رد المحتار دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۱/۲
سے در مختار مطبع مجتہدانی دہلی ۳۸۲/۱

هديه الماء حتى صلب يجرأ ، فيضمن
 القيمة ويشترى المتولى بها اسرها ببدل
 الثالثة ان يحدد العاصب ولا يئنة
 ي و امراد مع القيمة فلامتولى اخذها
 ليشتري بها بدلا ، الرابعة ان يرغب
 انسان فيه ببدل اكثر غلة واكثر صقعا
 فيحوسر على قول ابى يوسف وعليه الفتوى
 كفاي فتاوى قارى الهداية قال صاحب
 السهر فتابه اجابة السائل
 قول قارى الهداية ، والعمل
 على قول ابى يوسف معارضه
 بما قاله صدر الشريعة
 نعم لا يعقب به ، وقد
 شاهدنا ف الاستبدال ما
 لا يعد ويحصى ، فامنت
 ظلمة القضاء جعلوه حيلة
 لا بطلان اوقامت المصلحة
 وعلى تقديره فقد قال
 في الاسعاف المراد بالقاضى
 هو قاضى الجنة المفسر
 بندى العلم والعمل اه ولعمري
 ان هذا اعز من الكبريت
 الاحمر ، وما اساء الا لفظنا
 بذكرنا لاحرى فيه السد
 خوفا من محبة اوثمة الحدة

دوسری صورت یہ ہے کہ غاصب نے اسے غصب
 کر کے اس پر پانی جاری کر لیا یہاں تک کہ وہ وقف
 و رہا بن جائے تو اس صورت میں غاصب قیمت کا
 تادان دے گا اور متولی اس قیمت کے بدلے دوسری
 زمین خریدے گا۔ تیسری صورت یہ ہے کہ غاصب
 انکاری ہے اور گواہ نہیں ہیں یعنی غاصب وقف
 زمین کی قیمت دینے پر آمادہ ہے تو متولی کو اختیار
 ہے کہ اس سے قیمت وصول کر لے تاکہ اس کے
 بدلے دوسری زمین خریدے۔ چوتھی صورت یہ ہے
 کہ کسی شخص وقف زمین میں ایسی زمین کے بدلے
 رغبت رکھتا ہے جو غلہ کے اعتبار سے زمین وقف
 سے اکثر اور محل وقوع کے اعتبار سے زیادہ خوبتر
 ہو اور امام بریوسف کے قول پر تبدیل کر لینا جائز ہے
 اور اسی پر فتویٰ ہے جیسا کہ فتاویٰ قاری الہدایہ میں
 ہے ، صاحب نہر نے اپنی کتاب اجابۃ السائل میں
 فرمایا قاری الہدایہ کا کہ کہ عمل امام ابو یوسف کے
 قول پر ہے صدر الشریعہ کے اس قول کے مخالف ہے
 کہ ہم اس پر فتویٰ نہیں دیتے تحقیق ہم نے وقف
 کی تبدیلی میں بے شمار (خرابیاں) دیکھی ہیں کیونکہ
 ظالم قاضیوں نے اس کو مسلمانوں کے اوقات
 مائل کرنے کا حیلہ بنایا ہے ، اسی لئے اسلاف
 میں فرمایا کہ قاضی مستبد سے مراد قاضی بہشت
 ہے جس کی نفسیہ اہل علم و عمل کے ساتھ کی جاتی
 ہے اور میری عمر کی قسم یہ صورت تو کبریت احمر سے
 بھی زیادہ زار سے اور میں نہیں جانتی کہ اس

والله مسائل محل النام اھ قال
 العلامة البیری بعد نقله
 اقول وفي فتح القدير الموجب
 الشرط او الضرورة ولا ضرورة
 في هذا اذ لا تجب الزيادة
 بل ببقیه كما كانت اھ اقول
 ما قاله هذا المحقق
 هو الحق الصواب اھ
 كلام البیری و هذا
 ما حسمه العلامة القنالی اھ
 ما في س من المختار مختصراً
 وس اثنی کتبت علی ما مش
 قوله واجزى علیہ السلام
 حق صاير بصر ما نصه
 اقول علی هذا لم يبق
 عامراً وفيه كلام والصورة الرائعة
 سیاق انت الحق عدم جواتر
 الاستبدال فیها فسلم یبق
 الا صوراً انت بل لك انت تقول
 الثالثة ايضاً خراب معف و
 انت لم يكن صورة فلك انت
 تقول انت العامر لا يستبدل
 الا بشرط كما هو قضیة

محرر بعض لفظ جس کا ذکر کیا جاتا ہے چنانچہ حد
 تھا و ذکر کرنے کے خوف کے پیش نظر زیادہ مناسب
 اس میں ممانعت ہے اور اللہ تعالیٰ ہر انسان سے
 پوچھنے والا ہے اھ علامہ بیری نے اس کو نقل کرنے
 کے بعد کہا میں کتا ہوں اور فتح القدير میں ہے
 کہ استبدال کا موجب یا تو شرط استبدال ہے
 یا ضرورت استبدال جبکہ یہاں اس کی ضرورت
 نہیں کیونکہ وقف پر زیادتی واجب نہیں بلکہ ہم اس
 کو پہلی حالت پر باقی رکھیں گے اھ میں کتا ہوں جو
 کچھ اس محقق نے کہا وہی حق اور درست ہے اھ
 کلام البیری یہ وہ ہے جس کو علامہ قنالی نے تحریر
 کیا ہے دو مختاراً و المختاراً اور مجھے یاد پڑتا ہے
 کہ میں نے شامی کے قول کہ "عاسب نے زمین
 وقف پر پانی بہایا یہاں تک کہ وہ دریا بن گئی"
 پر یوں حاشیہ لکھا کہ میں کتا ہوں اس صورت
 میں وہ آباد نہ رہی حالانکہ کلام تو آباد زمین میں
 ہو رہی ہے، اور عنقریب چوتھی صورت کے ہائے
 میں آیا ہے کہ اس میں حق استبدال کا عدم جواز
 ہے، تو اب صرف دو ہی صورتیں باقی رہیں بلکہ
 تو کہہ سکتا ہے کہ تیسری صورت بھی معنی خراب ہے
 اگرچہ صورتاً نہیں، لہذا تو کہہ سکتا ہے کہ آباد
 زمین وقف میں استبدال نہیں ہو گا سوائے اس
 کے کہ واقف نے خود استبدال کی شرط لگا دی ہو،

ماحقق المحقق في الفتح حديث حصرة
في الشرط او ضرورة خروج من الانتفاع
به وان شئت اوضحت فقلت ان
اوقف مہما امکن الانتفاع به
لم یجز استبدالہ الا بالشرط .

جیسا کہ فتح القدیر میں مذکور کلام محقق کا تعلق ہے
جہاں اس نے استبدال کو شرط یا انتفاع
سے خارج ہونے کی ضرورت میں منحصر کیا ہے اگر
تو تفصیل کا طلب کار ہے تو میں کہتا ہوں کہ جب تک
وقف سے انتفاع ممکن ہو بلا شرط اس کو تبدیل
کرنا جائز نہیں۔ (ت)

پھر بحالت شرط استبدال بھی اس میں تبدیل کا جواز چند شرط سے مشروط ہے
او کلا یہ تبدیل کرنے والا خود واقع ہو یا وہ جس کی تبدیل اس نے شرط کی ہو مثلاً اپنے لئے تبدیل شرط
کی تو متری وغیرہ کسی کو اختیار نہیں اور دوسرے کے لئے شرط کی تو واقع کو اختیار ہے۔
ثانیاً جتنی بار شرط کی اس سے زائد نہ ہو مثلاً کہا کہ مجھے تبدیل کا اختیار ہے تو ایک ہی بار بدل سکتا ہے
اور اگر کہا جس قدر بار چاہوں تبدیل کروں تو ہمیشہ مختار ہے۔

ثالثاً تبدیل مقام یعنی جائیداد غیر مستقر سے جو نہ رو بہا شرعی سے ہے۔
مثلاً عمارت میں تخصیص کر دی ہے تو اس کے خلاف کا اختیار نہیں مثلاً زمین سے بدلنا مشروط کیا
تو مکان سے تبدیل نہیں کر سکتا اور مکان کی شرط کی زمین سے تبدیل کا اختیار نہیں رکھتا یونہی فلاں
شہر یا گاؤں کی زمین یا فلاں محلہ کے مکان یا فلاں بازار کی دکان کی تخصیص کی تو معتبر رہے گی
خاصاً تبدیل مکان بمکان میں وہ مکان اسی محلہ کا ہو یا اس سے بہتر کا یونہی دکان میں بازار
وہی ہو یا گھر سے بہتر۔

مسادساً بیع میں غبن فاحش نہ ہو۔
سابعاً ایسے کے ساتھ بیع نہ کرے جس کے لئے اس کی شہادت بوجہ تہمت رعایت مقبول نہ ہو جیسے
باپ بیٹا۔

اقول خلاصہ یہ کہ مخالفت شرط و مظنہ مخالفت نفع و وقت سے بچے سب شرائط انھیں
دو گلوں میں آگئے،

اما الاولان والی ایہ فہم الاولی
ولیس استبدالہ بنفسہ اذا شرطہ
لغیرہ من ماب الخلاف

بہر حال پہلی دونوں اور چوتھی شرط ہے تو اول میں
خود واقع کا تبدیل کرنا جبکہ وہ غیر کیلئے استبدال
کی شرط کر چکا ہو خلاف شرط کے قبیلہ سے نہیں

وعیوة ، فالاستبدال فیہ جائز علی الصحیح ،
والثانی ان لا یشتوبہ سوا شرط
عدمہ او سکت لکت ہما بہ حیث
لا ینتفع بہ بالکلیۃ ہا ان لا یحصل
منہ ثمن اصلا او لا ینفی بمؤنتہ
فہو ایضا جائز علی الاصح اذا کان
باذن القاضی و رأیہ
المصلحۃ فیہ ۲ و الثالث
ان لا یشرطہ ایضا و لکن
فیہ نفع فی الجملة و
بدلہ خیر منہ رأیہ و
نفعاً و ہذا لا یحوز استبدالہ
عن الاصح المختار کذا
حرمہ العلامة قتاف زادہ
و ہو ما خوذ من الفتح ۱۱
ثم قال وفي البحر المعتمد
انہ بلا شرط یجوز للقاضی
بشرط ان یشترط عن الانتفاع
بامکلیۃ وان لا یکون ہناک
سایع للوقت یحرم بہ وان لا یکون
البیم یغبت فاحش و شرط
فی الاسعاف ان یکون المستبدل
قاضی البجۃ المقصودی العلم والعمل

استبدال کی شرط لگائی ہو تو اس صورت میں صحیح
قول کے مطابق استبدال جائز ہے۔ دوم یہ کہ
واقف نے استبدال کی شرط نہ لگائی ہو عام ازیں
کہ عدم استبدال کی شرط لگائی ہو یا خاص کسی
اختیار کی پر لیکن وقف ایسا ہو گیا کہ اب اس سے
بالکل نفع نہیں اٹھایا جاسکتا یا اس طور کہ اس سے
کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا یا اتنا حاصل ہوتا ہے
جس سے وقف کا خرچہ پورا نہیں ہوتا تو اصح
قول کے مطابق اس میں بھی استبدال جائز ہے
بشرطیکہ قاضی اس کا اذن دے اور وہ اس میں
مصلحت سمجھے۔ سہم یہ کہ واقف نے استبدال کی
شرط تو رکھی ہو لیکن اس وقف میں کچھ نفع ہو اور اس
کا بدلہ ماحول اور نفع کے اعتبار سے وقف سے بہتر
ہو تو اصح و مختار قول کے مطابق اس کا استبدال
جائز نہیں۔ علامہ قیال زادہ نے یوں ہی تحریر
فرمایا ہے اور یہی فتح سے ماخوذ ہے اور پھر فرمایا
بحر میں ہے معتبر ہے کہ یہ بلا شرط ہے جبکہ قاضی
کے لئے اس شرط کے ساتھ استبدال جائز ہے
کہ وقف کلی طور پر انتفاع سے خارج ہو جائے
اور نہ ہی وقف کا ماحول اس قابل ہو کہ اس کے
ذریعے وقف کو آباد کیا جاسکے اور نہ ہی یہ بیت خیرین
فاحش کے ساتھ ہو۔ اسعاف میں یہ شرط نکالی گئی
کہ تبدیل کرنے والا قاضی بہشت یعنی صاحب علم و عمل ہو

و یجب ان یزاد آخر فی تم مائتا و هو ان
 یستبدل بعقار لا یدر اہم و دنانیر
 فانما قد شاہدنا النظار یا کلونہا
 و افاد فی البحر من یادة شرط سادس
 ان لا یمیعہ من لا تقبل
 شہادتہ لہ ولا ممن لہ علیہ
 دین ، حیث قال باع من ساجد
 لہ علی المستبدل دین و
 باع الوقت بالدین و ینبغ
 ان لا یجوز علی قول ابی یوسف
 و ہلال لانہما لا یجوز ان
 البیع بالعمود من قال دین
 اولی اہ و ذکر عن القنیۃ
 ما یفید شرطاً سابعاً
 حیث قال مبادلۃ دار الوقف
 بدار اخری انما یجوز
 اذا کان تاف محلة واحدة
 او محلة الاخری خیرا ،
 و بالعکس لا یجوز و ان
 کانت المملوكة اکثر مساحة
 و قیمۃ و احبۃ لاحتمال
 خرابہا ف ادوت المحلتین اہ
 و زاد قتالہ شراذہ ثامناً
 و هو ان یکون البذل
 و المبدل من جنس واحد

اور ہمارے زمانے میں ایک اور شرط کا اضافہ ضروری
 ہے وہ یہ وقف کا تبادلہ معارف کے ساتھ کیا جائے
 ذکر درجہوں اور دیاروں کے ساتھ ، کیونکہ جسم
 نے دیکھا ہے کہ تولی وقف کے عوض در اہم و دینار
 لے کر کیا جاتے ہیں اور بخرنے چھٹی شرط کے اضافہ
 کا فائدہ دیا ہے وہ یہ کہ وقف کی زمین ایسے شخص
 کے ہاتھ فروخت نہ کرے جس کے حق میں اس کی
 گواہی مقبول نہیں اور نہ ہی ایسے کے ہاتھ
 فروخت کرے جس کا یہ مفروض ہے ۔ جہاں
 صاحب بخرنے فرمایا کہ وقف کو ایسے شخص کے ہاتھ
 فروخت کیا جس کا تبدیل کرنیوالے پر فرض تھا اور
 اس نے فرض کے بدلے وقف کو بیچا تو امام
 ابو یوسف اور ہلال کے نزدیک یہ بیع ناجائز
 ہونی چاہئے کیونکہ یہ دونوں عروض کے عوض بیع کو
 ناجائز مانتے ہیں ، تو دین کے عوض بدرجہ اولیٰ
 ناجائز ہوگی اور فقیر کے حوالے سے صاحب بخر
 نے جو ذکر کیا وہ ساقی شرط کا فائدہ دیتا ہے
 جہاں یہ فرمایا کہ وقف مکان کو دوسرے مکان سے
 تبدیل کرنا صرف اس صورت میں جائز ہے کہ وہ
 دونوں مکان یک ہی محلہ میں واقع ہوں یا دوسرا
 محلہ بہتر ہو اور اس کے برعکس استبدال ناجائز
 ہے اگرچہ تبدیل شدہ مکان وسعت ، قیمت و اجرت
 کے اعتبار سے وقف کی نسبت اکثر ہو کیونکہ کثر محلہ
 میں واقع ہونے کی وجہ سے اس کی خرابی کا احتمال
 ہے اور قتالی زادہ نے آٹھویں شرط کا اضافہ کیا

لما في الحثانية لو شرط لنفسه
استبداله بما يبدل اسم يكت له
استبداله بما يرضى وبالعكس
او بما يرضى البصيرة تقتيد
فهذا فيما شرطه لنفسه
فكذا يكون شرطاً في العالم بشرطه
لنفسه بالاولى تامل قسم
قال والظاهر عدم اشتراط
اتحاد الجنس في الموقوفة
للاستغلال لان المنطور فيها
كثرة الربيع وقلة السرمية
والمؤنة لا ولا يخفى ان هذه
الشروط فيما لسم بشرطه وقف
استبداله لنفسه او غيره
فلو شرطه لا يذم بخروجه عن
الانقاع ولا مباشرة القاضى
له ولا عدم ريع يعصم به
كما لا يخفى فثابت
هذا التحريم كلام
الشيخ مخلصنا وراثتى
كتبت على هاشم عند
ذكره الشروط الثامنة و
هو اتحاد جنس البدلين

وہ یہ کہ بدل اور مبدل دونوں ایک ہی جنس سے
ہوں اس دلیل کی بنا پر جہانگیر میں سے کہ اگر
واقف نے شرط لگائی کہ وہ وقف گھر کو گھر سے
بدلے گا تو اس کے بدلے میں زمین لینا، اس
کے لئے جائز نہیں ہو نہی اس کے برعکس یا
یہ شرط لگائی کہ اس کے بدلے بعدہ کی زمین لے گا
تو یہ مقید ہو جائے گا اور یہ اس صورت میں ہے
جب واقف نے اپنے لئے یہ شرط لگائی ہو اسی
طرح یہ بدرجہ اولیٰ شرط ہو جائے گی جبکہ اس نے
خاص اپنے لئے یہ شرط لگائی ہو، غور کر، پھر
فرمایا غلہ حاصل کرنے کے لئے زمین موقوفہ کے
استبدال میں ظاہر اتحاد جنس کا شرط نہ ہونا ہے
کیونکہ اس میں سبزہ، گھاس اور غلہ کی کثرت
اور مرست اور خرچہ کی قلت ملحوظ ہوتی ہے اور
اور پوشیدہ نہ ہے کہ یہ تمام شرطیں اس صورت
میں ہیں جب واقف نے اپنے لئے یا فیصد کے لئے
استبدال کی شرط لگائی ہو، چنانچہ اگر وقف نے
استبدال کی شرط لگائی ہے تو استبدال کے لئے
وقف کا، انتفاع سے غرض اور اس کے لئے قاضی
کی مباشرت اور وقف کے مال کا ایسا نہ ہونا جس
سے اس کو آباد کیا جاسکے کچھ بھی ضروری نہیں جیسا کہ
مغنی نہیں، پس اس تحریر کو غنیمت سمجھ اور مخلص
کلام شامی اور مجھے یاد پڑتا ہے کہ میں نے شامی

ما نفعه اقول الذی يظهر
 للعبد الضعیف انه غیر شرط
 الا لاتباع الشوط حتی لو شوط
 الاستبدال و اظنت لم یقید
 بالجس كما یفید کلام
 الاسعاف فاذا لا یکون
 هذا مشروطا فـ
 التبدیل بلا شرط، ثم
 راجعت الخانیة فوجدت
 کلامها انص علی ما فهمت
 والله الحمد حیث قال رضی الله
 تعالی عنه ، لو قال امرضی
 صدقه موقوفه علی ان
 لی ان استبدلها بامرضی اخری
 لم یکن له ان یستبدلها
 ببدل امرضی لا یعدک تغیر الشوط،
 ولو قال ان لی ان استبدلها
 ببدل امرضی لم یکن له ان یستبدلها
 بامرضی ، ولو شرط الاستبدال
 ولم یذکر امرضی ولا داما
 فباع الامرضی الاولی کانت له
 ان یستبدلها بجس العقارات
 ماشاء من داما و امرضی لا ینال لفظاً

کے اس مقام پر حاشیہ لکھا جہاں علامہ رحمہ اللہ نے
 آنحضرت شرط یعنی بدلیں میں اتحار جنس کا صراحتاً
 ذکر کیا (اور وہ حاشیہ یوں ہے) اقول (میں
 کہتا ہوں جو اس ضعیف بندہ پر ظاہر ہوتا ہے
 وہ یہ ہے کہ یہ غیر شرط ہے مگر بتایا شرط کے لئے
 یہاں تک کہ اگر واقف نے مطلقاً استبدال
 کی شرط لگائی تو یہ استبدال جنس کے ساتھ مقید
 نہ ہوگا جیسا کہ سعاف کلام اس کا فائدہ دیتا
 ہے لہذا یہ بلا شرط تبدیل میں مشروط نہیں ہوگا۔
 پھر میں نے خانیہ کی طرف رجوع کیا تو الحمد للہ اس
 کے کلام کو اپنے قہید پر بہتر نص پایا جہاں امام
 قاضی خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منسوخ کیا اگر
 واقف نے کہا میری یہ زمین صدقہ موقوفہ ہے
 اس شرط پر کہ مجھے دوسری زمین کے ساتھ استبدال
 کا اختیار ہوگا تو اس کو گھر کے ساتھ استبدال
 کا اختیار نہ ہوگا کیونکہ وہ شرط میں تبدیل کا مالک
 نہیں، اور اگر اس نے کہا کہ مجھے گھر کے ساتھ
 استبدال کا اختیار ہوگا تو وہ دوسری زمین کے
 ساتھ استبدال نہیں کر سکتا اور اگر اس نے استبدال
 کی شرط لگائی مگر اس نے زمین یا گھر کا ذکر نہیں کیا
 پھر پہلی زمین کو بیچ دیا تو اس کو اختیار ہوگا کہ وہ
 ٹمن کے بدلے کوئی بھی غیر منقولہ جائیداد لے سکتا
 ہے چاہے زمین ہو یا گھر کیونکہ اس نے لفظ مطلق

مختصراً فهذا بحمد الله نص صريح
 حل فيما فهمت اما ما كتبت عليه
 فكتبين والله الحمد انت هذا الثامن
 لا صاغ له في استبدال القاصي بلا شرط
 فلما اسقطته من شروطه و
 ابدلته في شروط الاستبدال المستروط
 بهما رأيت في الشرط الرابع واسقطت
 من السابق في الاول وهو الرابع
 في ثانی عدد السیم بالحدین
 لعلمی بان الثالث مغف عنه وخرت
 في سابق الثالث انت لا یغنی رابعه
 بمؤنة اخذ اصماد کر فی سرد المحتار
 وقد نص علیه في الاسعاف و
 الخانية و عنها في البحر نفسه
 وخرت في الاول الشرطین الاولین
 لما في الخانية والاسعاف والبحر
 واللفظ له لو شرط الاستبدال
 لنفسه ثم اوصی به الى
 وصیه ، لا یملك وصیه الاستبدال
 ولو کذلک وکیلا في حیاته
 صح ، ولو شرطه لککل
 متولی صح ، وملكه ککل
 متولی ولو شرط الاستبدال
 لرجل اخر صح عنه ، ملک
 الواقع الاستبدال وحده

بولا ہے اور احتصار۔ یہ بجز اللہ کھلی اور واضح نص ہے
 اس پر جو میں نے بھی اور جو میں نے شامی پر حاشیہ
 لکھا الحمد للہ وہ واضح ہو گیا کہ یہ جو شرطیں شرط ہے
 استبدال قاضی بلا شرط میں اس کی گنجائش نہیں
 اسی لئے میں نے اس کو استبدال غیر مشروط کی شرطوں
 سے ساقط کر دیا اور استبدال مشروط کی شرطوں
 میں اسے اس چیز کے ساتھ بدل دیا جو میں نے شرط
 رابع میں دیکھا اور میں نے ادلی میں ساتویں شرط
 جو کہ ثانی میں چوتھی ہے سے دین کے بدلے بیٹے کے
 عدم جواز کو یہ جان کر ساقط کر دیا کہ تیسری شرط اس سے
 بے نیاز کر دیتی ہے۔ اور جو کچھ رد المحتار میں مذکور ہے
 اس سے اخذ کرتے ہوئے میں نے ثانی کی ساتویں
 شرط میں یہ اضافہ کیا کہ وقف کی آمدنی سے اس کا
 خرچہ پورا نہ ہوتا ہو حالانکہ اسعاف اور خانیہ میں
 اس پر نص کی گئی ہے اور خانیہ کے حوالے خود بحر
 میں مذکور ہے۔ اور اول میں پہلی دو شرطوں کا اضافہ
 میں نے اس میں کی بنا پر کہ خانیہ، اسعاف و
 بحر میں ہے اور لفظ بحر کے ہیں کہ اگر واقع نے
 اپنے لئے استبدال کی شرط لگائی پھر کسی کے لئے
 اس کی وصیت کر دی تو وہی استبدال کا مالک ہیں
 ہوگا، اور اگر اپنی زندگی میں کسی کو وصیل بنایا تو
 صحیح ہے، اور اگر ہر متولی کے لئے استبدال کی
 شرط لگائی تو صحیح ہے اور ہر متولی اس کا مالک ہوگا
 اور اگر واقع نے اپنے ساتھ دوسرے شخص کے لئے
 استبدال کی شرط لگائی تو واقع تنہا استبدال کا مالک

ہر گنا جبکہ دوسرا شخص تنہا اس کا مالک نہیں ہو گا اور
اختصار۔ در مختار وغیرہ میں ہے وقف زمین کو
دوسری زمین سے بدل لینے کی شرط لگانا جائز ہے
پھر اس کو تیسری زمین سے نہیں بدلے گا کیونکہ
یہ حکم استبدال شرط کے ساتھ ثابت ہوا اور
شرط صرف پہلی زمین میں پائی گئی نہ کہ دوسری میں
شامی نے کہا فتح میں فرمایا ہے مگر وقف ایسی
عبادت ذکر کرے جو اس کے لئے دائمی استبدال

ولایسکے فلان وحده اھ مختصراً وفي
الدر وغیرہ جانش شرط الاستبدال بہ
ثم لا یستبدلہا بالثالثة لانه حکم ثبت
بالشرط والشرط واحد فی الاولی والثانیة
قال الشافعی قال فی الفتح الا اجماع
یذکر عباساً تفسیرہ ذلک دائماً اھ
فاعتدوا بهذا التحریروا الحمد لله العلی
الکبیر۔

کافائدہ دے اھ اس تحریر کو غنیمت سمجھو اور تمام تعریفیں اللہ بزرگ و برتر کے لئے ہیں (ت)
یہ حکم ہر عمار موقوف کا ہے جیسے زمین مسکن مکان، اسی طرح اشجار موقوفہ اگر پھل دار ہوں تو جب
تک ہر سے ہیں ان کا کٹنا بچنا ناجائز اور اگر پٹنے یا سوکھ جانے کے بعد رو اسے کہ کڑی بیج کر مصارف
وقف میں صرف کر دیں یہاں تک کہ اگر کوئی پھل کا درخت نصف خشک ہو گیا اور نصف قابل انتفاع ہے
تو اسی نصف خشک کی بیج باقی کی طرح موقوفی کے ساتھ ساتھ بیج کاٹنے سے قومیت سے مندرج
کیا جائے گا، ہاں وہ پڑے پھل نہیں رکھتے بلکہ وقف کا انتفاع ان سے یونہی ہے کہ انھیں بیج کر دام کے بجائیں
ان کے سبز و خشک ہر طرح کی بیج جائز ہے،

فقہ دررہ میں بکوال بحر عمدة الفتاوی سے منقول ہے
کہ وقت شدہ پھل دار درختوں کو گر جانے سے قبل
فروخت کرنا جائز نہیں بخلاف ان درختوں کے جو
پھل دار ہیں اھ۔ فتح میں ہے کہ جو القاسم صفد
سے ایسے قن شدہ درخت کے بارے میں سوال
کیا گیا جس کا کچھ حصہ خشک ہو گیا اور کچھ ابھی باقی ہے

فی العقود الدریة عن البحر الرائق عن
عمدة الفتاوی لا یجوز بیع الاشجار
لموقوفہ المشرقة قبل قطعها بحلاف
غیر المشرقة اھ وفي الفتح سند
ابو القاسم الصار عن شجرة وقف یس
بعضها وقف بعضها فغال

| | | | |
|-------|---------------------------------|------------|---------------|
| ۲۲۲/۵ | مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی | کتاب الوقف | سہ بحر الرائق |
| ۳۸۳/۱ | مطبع قیوہائی دہلی | " | سہ در مختار |
| ۲۸۸/۳ | دار احیاء التراث العربی بیروت | " | سہ رد المحتار |

الان يكون في موضع لا قاضى هناك.

جہاں کوئی قاضی نہ ہو۔

اسی طرح وہ تمام اشیاء جو متولی بطور خود مسجد کے مال سے آمدنی مسجد پر طاعت کو خریدے ان کی بیع کا بشرط مصلحت وہ ہر وقت اختیار رکھتا ہے اگرچہ وہ دکان و مکانات و دیہات ہی ہوں کہ یہ خریداری اگرچہ بشرط مصلحت جائز ہوتی ہے مگر اس کے باعث وہ چیزیں وقف مسجد نہ ہو گئیں کہ ان کی بیع ناجائز ہو،

في الخافية باب الرجل يجعل داره مسجدا
المتولى اذا اشترى من غلة المسجد
حائوتا او دارا او مستغلا اخر جاز
لان هذا من مصالح المسجد فاذا
اراد المتولى ان يبيع ما اشترى و يباع
احتلوا فيه قال بعضهم لا يجوز هذا
البيع لان هذا اساس من اوقات
المسجد و قال بعضهم يجوز هذا البيع
وهو الصحيح لان المتولى لم يذكر
شيثا من شرائط الوقف فلا يكون
ما اشترى من جملة اوقات المسجد
وقف منعة الخائف ورد المحتار
عن الظم اعلم ان عدم حيوان
بيعه الا اذا تعذر الانتفاع به ، انما
هو فيما ورد عليه وقف الواقف
اما فيما اشترى المتولى من مستغلات
الوقف فانه يجوز بيعه بلا هذا الشرط وهذا
لان في صيروسه وقفا حلالا

خانیہ کے باب الرجل يجعل داره مسجدا میں ہے
کہ متولی اگر مسجد کی آمدنی سے دکان ، گھر یا دیگر
منافع خریدے تو جائز ہے کیونکہ یہ مسجد کے
مصالح میں سے ہے۔ پھر جب متولی چاہے کہ
جو اس نے خرید اس کو فروخت کرے، اور فروخت
کرے تو اس میں فقہاء نے اختلاف کیا، بعض
نے کہا کہ یہ بیع ناجائز ہے کیونکہ یہ چیز اوقات مسجد
میں سے ہو چکی ہے، اور بعض نے کہا کہ یہ بیع
جائز ہے اور یہ صحیح ہے کیونکہ مشتری نے
شرائط وقف میں سے کچھ بیان نہیں کیا لہذا
جو کچھ اس نے خرید وہ اوقات مسجد میں سے نہیں
ہو گا اور منحة الخائف اور رد المحتار میں فتح کے حوالہ
سے ہے۔ جان لے کہ جب تک وقف سے انتفاع
کے متعذر ہوئے بغیر اس کی بیع کا عدم جواز صرف
اس چیز میں ہے جس پر واقف کا وقف وارد ہوا،
رہی وہ چیز جس کو متولی نے وقف کی آمدنی سے
خرید تو اس میں شرط مذکور کے بغیر بھی بیع جائز ہے
کیونکہ اس کے وقف ہونے میں اختلاف ہے

۱۔ فتاویٰ قاضی خاں کتاب الوقف فصل فی القایر والرباطاتہ مطبوعہ فوکلشر مکھنؤ ۴/۲۶

۲۔ " " " باب الرجل يجعل داره مسجدا " " " ۴/۱۵

والمختار انه لا يكون وقفا فلقية ان يبيعه متى شاء المصلحة عرضت له ، والله سبحانه وتعالى اعلم۔
اور مختار یہ ہے کہ وہ وقف نہیں ہے لہذا متری کو اختیار ہے کہ کسی مصلحت کے عارض ہونے پر جب چاہے اس کو فروخت کر سکتا ہے ، اور اللہ بخیر و تعالیٰ بہتر جانتا ہے ۔ (ت)

۱۳۵ھ
۱۲۶

- (۱) ایک مسجد کی ملکیت دیگر مسجد میں خرچ کرنا درست ہے یا نہیں ؟
(۲) مسجد کا پیسہ مدرسہ میں خرچ کرے تو درست ہو گا یا نہیں ؟

الجواب

دونوں صورتیں حرام ہیں ، مسجد جب تک آباد ہے اس کا مال نہ کسی مدرسہ میں صرف ہو سکتا ہے نہ دوسری مسجد میں ، یہاں تک کہ اگر ایک مسجد میں تنوچیاں یا لوٹے حاجت سے زیادہ ہوں اور دوسری مسجد میں ایک بھی نہ ہو تو جائز نہیں کہ یہاں کی ایک چٹائی یا لوٹا دوسری مسجد میں دے دیں ۔ در مختار میں ہے :
اتحد الواقف والجهة وقد مر سورہ نصر الموقوف علیہ جاز للماکم ان یصرف عن قاضل الوقت الاخر الیہ لانہما جینشد کثی واحد وان اختلف احدهما بابت سنی من جلان مسجدین اور من جل مسجد و مدرستہ و وقف علیہما ، وقافا لا یجوز لہ ذلک ۔
اور ایک مدرسہ بنایا اور ای پر جائیدادیں وقف کیں تو اب حاکم کو بھی جائز نہیں کہ ایک کا مال دوسرے میں صرف کرے ۔ (ت)

لہذا المختار کتاب الوقت مطلب فی الوقت اذا خرب الم دار احیاء التراث العربی بیروت ۵۸۳/۲
منذ الخانی علی حاشی البحر الرائق کتاب الوقت مطبوعہ ریح ایم سعید کمپنی کراچی ۲۲۱/۵
لکھ در مختار کتاب الوقت مطبع مجتہبی دہلی ۲۸۰/۱

رد المحتار میں ہے :

المسجد لا يجوز نقل ماله الى مسجد
حرہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ مسجد کی کوئی چیز ایسی ہو کہ خراب ہو جاتی ہے اور اس کو بیچ کر اس کی قیمت مسجد میں دیں اور وہ چیز اگر دوسرا آدمی قیمت دے کر مسجد کی چیز اپنے مکان پر رکھے تو اس کو جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب

جائز ہے مگر اسے بے ادبی کی جگہ نہ لگائے۔ در مختار میں ہے :

حشیش المسجد وکناستہ لا یلتقی فی موضع
یحل بالنسبۃ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ایک شہر میں سب لوگوں نے اتفاق کے ساتھ ایک مکان نماز پڑھنے کے لئے بنایا اور اس کا نام عبادت گاہ رکھا گیا اور مسجد نام نہیں رکھا، اس کی وجہ یہ کہ کبھی آدمی نماز نہ پڑھے تو وہ عبادت گاہ بددعا نہ کرے، اب اس مکان میں بیٹھ کر لوگ دنیا کی باتیں کریں تو جائز ہے یا نہیں ؟ اور اس مکان میں عیدین کی نماز بھی ہوتی ہے اور ٹکڑی کا منہ بھی رکھا گیا ہے اور پیش امام بھی ہے تو اس عبادت گاہ میں فقہ محراب نہیں ہے تو اس مکان کا مرتبہ مسجد کا ہو گا یا نہیں ؟ اور اس میں دیہ کی باتیں کرنی درست ہیں یا نہیں ؟

الجواب

جب وہ مکان عام مسلمین کے ہمیشہ نماز پڑھنے کے لئے بنایا اسے کسی محدود مدت سے معینہ نہ کیا کہ مہینے دو مہینے یا سال دو سال اس میں نماز کی اجازت دیتے ہیں اور اس میں نماز قنوت و تہجد و عید و تکب ہوتے ہیں تو اس کے مسجد ہونے میں کیا شک ہے، اس میں دیہ کی باتیں نہ کر اور تمام احکام احکام مسجد، مسجد ہونے کے لئے زبان سے مسجد کہنا شرط نہیں نہ محراب نہ بنانا کہ منافی مسجدیت مسجد الاحرام شریف میں کوئی محراب نہیں، خالی زمین نماز کے لئے وقف کی جائے وہ بھی مسجد ہو جائے گی اگرچہ یہ نہ ہو اسے مسجد کیا اس میں محراب کہاں سے آئیگی ویرہ و ہندو عاتید و کجرو و طحاوی میں ہے :

مرحلة صاحبہ ربابہا صر
قوامہا یصلو فیہا بحماسة
فہذا علی ثلثة اوجہ اب امرہم
ایک شخص کی خالی زمین ہے عمارت ہے اس کے
کچھ لوگوں سے کہا کہ اس میں نماز پڑھو
اس کی تین ضرر ہیں : ۱۔ اگر قنوت پڑھا

۱۔ رد المحتار کتاب الوقف دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۸۱
۲۔ در مختار کتاب الطہارۃ مطبع ریسنی لندن ۲۲

بالصلوة فيها الدائم والنقصان قالوا صلوا فيها أبدا وأمرهم بالصلوة مطلقا وموسى
الابن صامت الساحة مسجدًا واست
وقت الامر باليوم والشهر والسنه لا تصير
مسجدًا لومات يورث عنه

در مختار میں ہے: یرد ملکہ عن المسجد بالفعل ویقولہ جعلتہ مسجدًا، یعنی باقی کی ملک
مسجد سے دو طرح نازل ہوتی ہے ایک یہ کہ زبان سے کہہ دے میں نے اسے مسجد کیا، دوسرے یہ کہ یہ نہ کہے
اور اس میں نماز کی اجازت بلا تحدید دے اور اس میں نماز مثل مسجد ایک بار بھی ہو جائے تو اس سے
بھی مسجد ہو جائے گی۔ معلوم ہوا کہ لفظ مسجد کن شرط نہیں۔ بکر الراتی میں ہے:

لا یحتاج فی جعلہ مسجدًا الی قولہ
وقعتہ ویحی لان العرف جار مالاد
فی الصلوۃ علی وجہ العموم والتحلیۃ
بکونہ وقفا علی ہذا الجہۃ فکاف
کا تفسیر یہ ہے
وقف ہی کرنا ہے، قریہ ایسا ہی ہوا جیسے زبان سے کہنا کہ اسے مسجد کیا ۱۲۔

اسی میں ہے:
بنی فی فناء فی الرستاق دکانا لاجل الصلوۃ
یصلون فیہ بجماعۃ کل وقت فله حکم
المسجدنا
گداؤں میں اپنے پیش دروازہ کوئی چبوترہ نماز کیلئے
بنایا کہ لوگ پانچوں وقت اس میں جماعت کرتے
ہیں اس چبوترے کے لئے مسجد کا حکم ہے ۱۳
اقول بلکہ اگر نماز کے لئے وقف کرے اور اس کے ساتھ صراحت مسجد ہونے کی نفی کر دے
مثلاً کہ میں نے یہ زمین نماز مسلمان کے لئے وقف کی مگر میں اسے مسجد نہیں کرتا یا مگر کوئی اسے مسجد نہ سمجھے

۱۲ فتاویٰ ہنریۃ کتاب الوقف ابواب الحادی عشر فی المسجد المذکورانی کتب خانہ پشاور ۲/۲۵۵
۱۳ در مختار کتاب الوقف مطبع مجتہدی دہلی ۱/۲۴۹
۱۴ بکر الراتی کتاب الوقف فصل فی احکام المسجد ایک ایم سعید کمپنی کراچی ۵/۲۴۸-۲۴۹
۱۵ " " " " " " " " ۵/۲۵۰

جب بھی مسجد ہو جائے گی اور اس کا یہ انکار باطل کہ معنی مسجد یعنی نماز کے لئے زمین موقوف ہو رہے ہو گئے اور نہ یہ سب صحیح پر اتنا کہتے ہی مسجد ہو گئی اب انکار مسجدیت لغو ہے کہ معنی ثابت از لفظ سے انکار یا وقف نہ کر کے رجوع ہے اور وقف بعد تمامی قابل رجوع نہیں، اس کی نظیر یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی بی بی کی نسبت کہے میں نے اسے چھوڑا چھوڑا مگر میں طلاق نہیں دیتا کوئی اسے مطلق نہ سمجھے۔ طلاق تو دے چکا اب انکار سے کیا ہوتا ہے۔ ہاں اگر یوں کہتے کہ ہم یہ زمین وقف نہیں کرتے صرف اس طور پر نماز کی اجازت دیتے ہیں کہ زمین ہماری ملک رہے اور لوگ نماز پڑھیں، تو اللہ نہ وقف ہوتی نہ مسجد۔ یہاں یہ بھی معلوم ہے کہ زمین مذکور جسے بلا اتفاق اہل شہر نے محل نماز کیا یا تو عام زمین ملک بیت المال ہو جس میں اتفاق مسلمان بجا ہے حکم امام ہے یا ان کی ملک ہو یا اصل ملک بھی شامل ہو یا اسس کی اجازت سے ایسا ہوا ہو یا بعد وقوع اُس نے اسے جائز و نافذ کر دیا ہو۔ ورنہ اگر اہل شہر کسی شخص کی ملک زمین ہے اس کی اجازت کے نماز کے لئے وقف کر دیں اور وہ جائز نہ کرے، ہرگز نہ وقف ہوگی نہ مسجد اگرچہ سب اہل شہر نے بلا اتفاق یہ بھی کہہ دیا کہ ہم نے اسے مسجد کیا۔ بجز الراقی میں ہے،

فی الحادی القدسی ص ۱۰۸
 فی ارض الملوك لا امر ما فادان من
 شرطه ملك الا رض ولذا قال فی
 الحانیة لو انب سلطانا اذن لقدم
 ان يجعلوا امر صامت امر اضی البدرة
 حوايت موقوفة علی المسجد او
 امرهم ان یزیبوا فی مسجدہم قالوا
 ان كانت البلدة فتحت عنوه وذلک
 لا یصر بالمارة والناس ینعذ
 امر اسطانت فیہا و انت
 كانت فتحت صلحا لا ینفسد
 امر لسلطنت لام فی
 الاول تصیر ملکاً للغا مسجد
 فجنوا امر السلطنت فیہا و فی الثاني

ساوی قدی میں ہے جس نے اپنی ملک کو زمین میں
 مسجد بنائی اس سے ثابت ہوا کہ مسجد ہونے
 کے لئے شرط ہے کہ بانی اس زمین کا ملک ہو
 اسی نے فتاویٰ قاضی خاں میں فرمایا کہ اگر سلطان
 نے لوگوں کو اجازت دی کہ شہر کی کسی زمین پر
 دکانیں بنائیں جو مسجد پر وقف ہوں یا حکم دیا
 کہ یہ زمین مسجد میں ڈال لو، علماء نے فرمایا اگر وہ
 شہر بزرگ و شہر فتح ہو اسے اور وہ دکانیں بنانا یا
 مسجد میں اس زمین کا شامل کر لینا راستہ تنگ
 نہ کرے نہ عام لوگوں کا اس میں نقصان ہو تو وہ
 حکم سلطان نافذ ہو جائے گا اور اگر شہر صلح سے
 فتح ہوا تو نہیں کہ پہلی صورت میں شہر کی زمین
 بیت المال کی ملک ہو گئی تو اس میں سلطان کا
 حکم جائز ہے اور دوسری صورت میں اصل مالکوں

تبقو علی ملک ہلاکھا فلا ینفذ امرہ فیہ۔
کی ملک رہی تو سلطان فی حکم اس میں نفاذ نہ پائیگا ۱۲
رد المحتار میں ہے،

شروط الوقف الثابت والارض اذا كانت
مسکالغیرہ فلما لک استقر ادھا۔

یہ بیان بغرض تکمیل احکام تھا، سوال سے ظاہر وہی پہلی صورت ہے تو اس کے مسجد ہونے
میں شک نہیں اور اس کا ادب لازم۔ واللہ تعالیٰ اعلم
متلہ ۳۹
نور شعبان المعظم ۱۳۲۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بارش کے دن مسجد میں بیٹھ کر وضو کرنا اس طرح پر
کہ فسالہ صحن مسجد میں گرے جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو مع انکار است یا بلا کراہت؟ بیتوا تو جروا۔

الجواب

صحن مسجد مسجد ہے کما حقنا فی فتاویٰ ما لا مزید علیہ (جیسا کہ ہم نے اس کی تحقیق اپنے
فتاویٰ میں اس انداز سے کر دی ہے کہ اس پر اضافہ کی گنجائش نہیں۔ ت) اور مسجد میں وضو حرام۔
واستثناء موضع احد لذلک لا یصل فیہ
معنا اذاکا من الاعداد من الوقف
قبل تمام السجدة اما بعد فلا یکن
منہ الواقف بفسد فضلا عن غیرہ
کما حقنا فیما علی رد المحتار
علقنا و اذاکا من ذلک کذلک لہ یکن
التثانی الا صریحا منقطعاً کما لا یخفی۔

دوسرے لئے بتائی گئی کہ جس میں نماز نہیں پڑھی جاتی
کے استثناء کا مطلب یہ ہے کہ واقعہ نے تمام
مسجدیت سے قبل وہ جگہ وضو کے لئے بنائی ہو لیکن
تمام مسجدیت کے بعد تو وہ واقعہ بھی اس پر مقرر
قادر نہیں چر جائیکہ کوئی اور ایسا کر سکے جیسا کہ ہم نے
رد المحتار پر اپنی تعلیق میں اس کی تحقیق کی ہے اور
جب صورت حال یہ ہے تو پھر یہ استثناء محض
صوری و منقطع ہوگا جیسا کہ مخفی نہیں۔ (ت)
یہاں تک کہ غیر مستکف کو اس کی بھی اجازت نہیں کہ مسجد میں بیٹھ کر کسی برتن میں اس طرح وضو کرے کہ
ما یستعمل برتن ہی میں گرے یاں صرف مستکف کو اس صورت کی رخصت دی گئی ہے بشرطیکہ کوئی بوند
برتن سے باہر نہ جائے۔

لے بحر الرائق کتاب الوقف فصل فی احکام المسجد ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲۲۹/۵
سے رد المحتار کتاب الوقف دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۹۰/۲

درختار میں ہے،

یحرم فیہ (ای فی المسجد) الموضوء
الافیما اعد لذلك ہے

اشباء میں ہے،

تكره المفضضة والموضوء في الا ان يكون
تمه موضه اعد لذلك لا يصل في اذ في
اناء يه

غز العيون میں ہے،

في البدائع يكره التوضؤ في المسجد لانه
مستقذر طبعاً فيجب تنزيه المسجد
عنه كما يجب تنزيهه عن المخاض و
لبعض يه

اسی میں ہے،

قوله اذ في اناء اقول هذا ليس على
العصوم بل في المعتكف فقط بشرط عدم
تكويت المسجد يه

نحو الرائق باب الاعتكاف میں ہے،

في البدائع وان غسل المعتكف

مسجد میں وضو حرام ہے سوائے اس جگہ کے جو
وضو کے لئے بنائی گئی ہے (ت)

مسجد میں ٹکلی کرنا اور وضو کرنا مکروہ ہے الا یہ کہ وہ
کوئی جگہ اسی مقصد یعنی وضو کے لئے بنائی گئی ہو
جس میں نماز نہ پڑھی جاتی ہو یا پھر کسی برتن میں
وضو کیا جائے۔ (ت)

بدائع میں ہے کہ مسجد میں وضو کرنا مکروہ ہے اس
لئے کہ اس سے طہنا گھن محسوس ہوتی ہے لہذا
اس سے مسجد کو پاک رکھنا ایسے ہی واجب ہے
جیسا کہ یث اور بلغم سے مسجد کو پاک رکھنا (ت)

اس کا کہنا کہ یا برتن میں وضو کر لے، میں کہتا ہوں
کہ یہ حکم عموم پر نہیں بلکہ صرف معتکف کے لئے ہے
اور وہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ مسجد طوط نہ ہونے
پاسے۔ (ت)

بدائع میں ہے کہ اگر معتکف مسجد میں اس طرح

| | | |
|----------|-------------------------|--|
| ۹۲/۱ | طبع مجتہائی دہلی | لے درختار باب ما یفسد الصلوة |
| ۲۳۰/۲ | ادارة القرآن کراچی | لے الاشباء والنظار الفن الثالث القول في احكام المسجد |
| " | " " " " " " " " " " " " | لے غز العيون البصائر مع الاشباء والنظار |
| ۲۳۰-۳۱/۲ | " " " " " " " " " " " " | لے " " " " " " " " " " " " |

رأسه في المسجد فلا بأس به إذا لم يلوث
بالماء المستعمل فان كان بحيث يثلموث
المسجد يمنع منه لا تطيف المسجد
واجب ولو توضأ في المسجد في أثناء قهوه على
هذا التفصيل انتهى بخلاف غير المعتكف
فانه يمكن له التوضي في المسجد ولو في
أثناء الاذان يكون موصفاً اتخذ لذلك لا يصلح
فيه ۱۰۔

مردھوئے کے مستعمل پانی سے مسجد طوٹ نہ ہو تو حرج
نہیں ورنہ ممنوع ہے کیونکہ مسجد کو پاک صاف رکھا
واجب ہے اور اگر وہ مسجد میں کسی تین میں وضو کے تب بھی وہی
تفصیل سے جو مذکور ہوئی (انتہی) بخلاف غیر معتكف
کے کہ اس کے لئے مسجد میں وضو کرنا مکروہ ہے سو اس
اس جگہ کے جو وضو کے لئے بنائی گئی ہو جس میں
نماز نہ پڑھی جاتی ہو ۱۱۔

(ت)

تو اگر فروغ ممکن ہے مثلاً بارش خفیف ہے یا چھتری وغیرہ آلات حفاظت پاس ہیں اور یا ہر نکلنے سے
معدور نہیں تو واجب ہے کہ باہری وضو کرے اور اگر عذر قوی قابل قبول ہے تو اگر کوئی برتن وغیرہ میرے
جس میں بلا تکوین مسجد وضو کر سکے جب بھی ممکن ہیں وضو حرام ہے بلکہ چاہئے کہ احتکاف کی نیت کرے اور
اور برتن میں اس طرح وضو کرے کہ باہر چھینٹ نہ پڑے یا جو تدبیر ممکن ہو۔ ایک سال احتکاف میں شب کے وقت
بارش شدت تمام ہو رہی تھی اور کوئی برتن اس الطمان کا نہ تھا کہ وضو کرتے میں پانی قطرہ قطرہ سب اسی میں
جائے، جاڑے کا موسم تھا فیرنے تو شک پر چادر چند تھک کے رکھی اور اس پر وضو کیا کہ سب پانی چادر ہی میں رہا
غرض جو طریقہ تحفظ مسجد کا ممکن ہو بچا جائے ورنہ عجوبہ کی بھرورت درمیں بیٹھ کر اس طرح وضو کرے کہ خود سائے
میں رہے اور پانی تمام و کمال موقع آب و مخرائے بارش میں گرے کہ ساتھ ہی مینہ اسے بہاتا لے جائے کاف
من قواعد الشرح ان الضرورات تبیح المحظورات (کیونکہ شرعی قواعد میں سے ہے کہ ضرورتیں مغلظات
ممنوعات کو مباح و جائز کر دیتی ہیں۔)

وقد قال الله تعالى ما جعل عليكم في الدين
من حرج وقد خصت الشريعة لعذر
المعسر في ترك الجماعة وحضور المسجد
الله تعالیٰ نے فرمایا: اللہ نے تم پر دین میں کوئی
تنگی نہیں رکھی۔ اور تحقیق شریعت نے بارش کی
وجہ سے جماعت ترک کرنے اور مسجد میں حاضر نہ ہونے کی

۲۰۳/۲

ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

لے بکر لائق باب الاحتکاف

۱۸/۱

ادارۃ القرآن کراچی

القاعدة الخامسة

لے ادشاه والنظار الفن الاول

لے القرآن الحکیم ۲۲/۲۸

مع وجوبهما على المعتد كما حققناه في
مرسالة لنا في حكم الجماعة بل في ترك
الجمعة مع انها هيصة قطعية اجماعية.

توضیحات میں ہے،

لا تحب (یعنی الجماعة) على من حال
بینه و بینہا مطر و طین و برد شدید
و روائح میں ہے،

اشارة بالحیلولة الى ان المراد بالمطر
الكثير كما قيده به في صلوة الجمعة وكذا
الطين

در مختار میں ہے،

شرط لا فراطها (ای الجمعة) بلوغ
عقل و عدم مطر شدید و وصل و شلج
و نحوهما ثم ملقطا و ذلك ان الله رؤف
بالعباد، والحمد لله، والله تعالى اعلم

مسئلہ ۱۴۰
۱۸ ذی الحجہ ۱۳۲۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسجد میں حدث کرنا جائز ہے یا نہیں، اور مختلف کو
حدث کرنا مسجد میں جائز ہے یا نہیں، اور کوئی طالب علم باجوہ حجرہ ہونے کے مسجد میں کتب بینی کرے اور

رخصت دی ہے حالانکہ مذہب معتد پر یہ دونوں واجب
ہیں، جیسا کہ ہم نے حکم جماعت سے متعلق اپنے رسائل
اسکی تحقیق کی ہے، بلکہ جمعہ کو چھوڑنے کی بھی بسبب
بارش رخصت دی گئی باوجودیکہ وہ فرض قطعی اجماعی ہے

اس شخص پر جماعت واجب نہیں جس کے لئے بارش
کچھ اور شدید سردی رکاوٹ بن جائے (ت)

رکاوٹ بننے کے ذکر سے صاحب توضیح نے اس بات
کی طرف اشارہ کیا ہے کہ مراد شدید بارش اور
سخت کچھڑ ہے، جیسا کہ نواز جمعہ میں انھوں نے یہ
قید لگائی ہے (ت)

نواز جمعہ کی فرضیت کے لئے عاقل و بالغ ہونا اور شدید
بارش، کچھڑ اور برف وغیرہ کا نہ ہونا شرط ہے (تتعلق
اور یہ اس لئے ہے کہ بیشک اللہ تبارک و تعالیٰ
اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے، اور تمام
تقریضیں اسی کے لئے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

۸۲/۱

مطبع مجتہبی دہلی

سہ در مختار شرح تیز ابو بصار باب الامامة

۲۴۳/۱

دار احیاء التراث العربی بیروت

۱

سہ در مختار

۱۱۲/۱

مطبع مجتہبی دہلی

باب الجمعة

سہ در مختار

حدیث بھی کہے تو اب اس صورت میں مسجد میں بیٹھنا افضل ہے یا حجرہ میں؟ اور جو صاحب اس کو تسلیم نہ کریں
ای کر کیا حکم ہے شریعت کا؟ بیتوا تو حروا۔

الجواب

مسجد میں حدیث یعنی اخراج ریح غیر معتکف کو مکروہ ہے، اسے چاہئے کہ ایسے وقت باہر ہو جائے
پھر چلا آئے، طالب علم کو مسجد میں کتب بھی کی اجازت ہے جبکہ نمازیوں کا عروج نہ ہو، اور اخراج ریح کی حاجت
ناقد ہو تو ٹھکرا کر باہر چلا جائے، ورنہ سب سے بہتر یہ علاج ہے کہ بہ نیت اعتکاف مسجد میں بیٹھے اور کتاب
دیکھے جبکہ کتاب علم دین کی ہو یا اُن علوم کی جو علم دین کے آلہ ہیں، اور یہ اسی نیت سے اسے پڑھتا ہو، جو
شخص غیر معتکف کو اخراج ریح مسجد میں ملاقات ادب نہیں جانتا غلطی پر ہے اُسے بگھایا جائے، یہ طریقہ
اعتکاف کو اُدھر بیان ہوا اُس کے لئے ہے جس کی ریح میں وہ بوند ہو جس سے ہوا اسے مسجد پر اثر پڑے
بعض لوگوں کی ریح میں خللی بڑے شدید ہوتی ہے بعض کو بوجہ سوائے ہضم وغیرہ عارضی طور پر یہ بات ہوتی
ہے ایسوں کو ایسے وقت میں مسجد میں بیٹھنا ہی جائز نہیں کہ بوند سے مسجد کا بچانا واجب ہے۔

وان المسئلة تت ذی عبادت ادب منہ
بنو آدم قالہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم۔
عصا مات سے آدمیوں کو اذیت پہنچتی ہے اُس سے
فرشتے بھی اذیت پاتے ہیں۔ (رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے۔ ت۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۴۱ منشی عبد الصبور صاحب ۲۹ صفر مظفر ۲۲۲

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ ایک مسجد تہذیب کے آباء اجداد کی تعمیر ہے اور اسی بنا پر تہذیب کو متولی
مسجد نہ کر قرار دیتا ہے، یہ مسجد ویران رہتی تھی، متولی ضروریات واقعی کا خبر گیران نہیں ہوتا تھا اہل محلہ
نے مرمت شکست ریخت کے واسطے متولی سے کہا کچھ بندہ دبست نہیں کیا تو اہل محلہ نے تعمیر شروع کرادی
مسجد میں نماز و جماعت ہونے لگی، تعمیر ناقص تھی کہ متولی نے روکا کہ جب ہم کو قدرت ہوگی تو دوبارہ اس کے
تعمیر ناقص رہی اس مسجد میں گنواں بھی نہیں، جسٹس شام عام کے کنوئیں سے کہ ہر کس و نا کس پانی بھرتا ہے
مسجد میں پانی آتا ہے، ہنود کی ہے احتیاطی دیکھ کر اب اہل محلہ کا قصد ہے کہ مسجد میں ہی گنواں تعمیر ہو جائے
اور ایک حجرہ بھی سکونت جاوے کس و مؤذن کے واسطے تعمیر ہو جائے مگر متولی مانع ہوتا ہے کہ اگر کوئی نہ بنوے

جب ہم کو استطاعت ہوگی خود بنوایں گے ایسی حالت میں تعویق تعمیر کا حق متولی کو شرعاً حاصل ہے یا نہیں اور تعمیر سابق بدون اجازت متولی جائز ہوئی یا نہیں اور ممانعت متولی باطل تھی یا صحیح ۱۹ اب بدون اجازت اہل محلہ تعمیر کرا سکتے ہیں یا نہیں، اور متولی مذکور پابند صوم و صلوة بھی نہیں ہے اور تعمیر ضروریات میں مانع و مزاحم ہوتا ہے شرعاً متولی رد سکتا ہے یا تو لیت سے معزول ہو سکتا ہے۔ بیٹنوا تو لوجرو

الجواب

صورت مستفسرہ میں واقعی متولی کو بھی ہرگز حق نہ تھا کہ تعمیر مسجد سے اہل محلہ کو روکتا، نہ کہ یہ شخص جو صرف اسی بنا پر کہ مسجد اس کے بزرگوں کی تعمیر ہے اپنے آپ کو متولی ٹھہراتا ہے، تعمیر سابق کہ مسلمانان اہل محلہ نے یہ اجازت شخص مذکور کی ضرور جائز ہوئی کہ وہ بااجازت قرآنی عظیم ہے اللہ عز و جل کی اجازت کے بعد زید و عمرو کی اجازت و عدم اجازت کیا چیز ہے، اللہ عز و جل فرماتا ہے:

انما یعمر مسجداً لله من امن بالله واليوم
الاخر و اقام الصلوة و اتي الزكوة و له
ينخشى الله ۱۰

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من بنى لله مسجداً اى الله له بيتاً فى
الجنة ۱۱

شخص مذکور کی ممانعت محض باطل و نامسموع تھی اب بھی اہل محلہ بے اس کی اجازت کے تعمیر کر سکتے ہیں، درمختار میں ہے:

اما اذا اهل المحلة نقص المسجد و
بناءه احکم من الاول ان الباني من
اهل المحلة لهم ذلك والا لا، برآئۃ۔
اہل محلہ نے مسجد کو گرانے اور پچھلے سے مضبوط تر بنانے کا ارادہ کیا اگر دوبارہ بنانے والا اہل محلہ میں سے ہے تو انہیں ایسا کرنے کا اختیار ہے ورنہ نہیں، برآئۃ۔ (د)

سبحان القرآن الکریم ۱۸/۹

| | | | |
|-------|-------------------|------------------------------|-------------------|
| ۲۰/۱ | دار الفکر بیروت | مسند عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ | مسند احمد بن حنبل |
| ۶۸/۱ | مطبع مجتبائی دہلی | باب المساجد | مشکوٰۃ المصابیح |
| ۳۶۹/۱ | " " " | کتاب الوقف | سبحان درمختار |

فتاویٰ قاضی خاں پھر ردالمحتار میں ہے،

لیس لو شتہ منعہم من نقضہ والن زیادۃ
فیہ ولاہل المحلۃ تحویل باب المسجد
واقع کے ورثاء اہل محلہ کو مسجد اگر دسیع کرنے
سے منع نہیں کر سکتے مسجد کا دروازہ تبدیل
کرنے کا بھی اہل محلہ کو اختیار ہے (ت)

محیط امام سرخسی پھر فتاویٰ عالمگیری میں ہے،

ما جل بنی مسجد اثم مات فاراد اهل المسجد
ان ینقضوا ویزیدوا فیہ فہم ذلک
ولیس لورثۃ البیت منعہم
ایک شخص نے مسجد بنائی پھر وہ فوت ہو گیا، بعد
ازاں اہل محلہ نے اس مسجد کو گرانے اور اس میں
اضافہ کرنے کا ارادہ کیا تو بانی اول کے ورثاء کو
منع کرنے کا اختیار نہیں (ت)

شخص مذکور جبکہ ضروریات مسجد کا خبر گراں نہیں ہوتا اور اہل محلہ کی درخواست پر بھی درست مسجد کا کچھ بندوبست
نہ کیا اور جب اہل محلہ نے تعمیر شروع کی اور مسجد میں نماز و جماعت ہونے لگی تو روکنے کو آموجود ہو اور وہ
روکنا بھی پڑ نہیں کہ آپ تعمیر کرنا شروع کرتے ہو تو روکنا عہدہ کہ نہ خواہیں گے اور عہدہ بھی کیسا، محض مہموم
کہ بسبب ہمیں مقدس ہوگی بنوائیں گے، تو ان تمام واقعات سے صاف صاف ہر سبب کہ شخص مذکور آبادی و
عمارت مسجد میں خلل انداز ہے اور وہ ضرور مصلح الدینی و معتد اہم (نیکی سے بہت زیادہ منع کرنا)
حد سے تجاوز کرنے والا گنہگار ہے۔ ت میں داخل ہے آپ تعمیر نہ کرتا ہے نہ کر سکتا ہے کہ خود اپنی مقدس
سے انکار رکھتا ہے اور مسلمانوں نے جو تعمیر کی جس سے نماز و جماعت ہونے لگی اُسے روکتا ہے تو صاف
ویرانی مسجد کا خواستگار اور من اظلم ممن منع مساجد الثقات ینذکر فیہا السمہ و سخی فی
خوابہا (اس شخص سے بڑا ظالم کون ہو سکتا ہے جو مساجد میں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے منہ کرے
اور مساجد کی بربادی میں کوشاں ہو۔ ت کی وعید شدید کا سننا اور سبب شخص مذکور کو اگر متولی فرض بھی
کر لیں تو اور مسلمانان محلہ کی تعمیر میں اس کی کوئی اجانت نہیں۔ ہرگز شرع مطہر میں متولی کو حق دیا گیا ہے

۱۔ ردالمحتار کتاب الوقت دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۷۰/۳

۲۔ فتاویٰ ہندیہ کتاب الوقف ابواب الحادی عشر فی المسجد نورانی کتب خانہ پشاور ۲۵۷/۲

۳۔ القرآن الکریم ۱۲/۶۸

۴۔ ۱۱۳/۲

کہ بوجہ جو ہر مہدرت آپ تعمیر کسے کے لئے مسجد کو خراب رکھے اہل محلہ کو تعمیر سے روکے۔ فرض کیجئے
اسے مہدرت کبھی رہی ہوئی تو کیا ہمیشہ مسجد ویران رکھیں یا اُسے استقامت دس برس یا دس مہینے یا دس دن
ہی بعد ہوگی تو کون سی شریعت نے فرض کیا ہے کہ اُس کی مہدرت کا انتظار کرو اور اتنی مدت مسجد خراب نہ کرو۔
جو شخص دعوٰی کرتا ہے کہ بسبب وعدہ اور لوگوں کو اس کے تیار کرانے کا انتظار کرنا ہوگا اگر اپنی ہولانہ نفس
کا حکم دیتا ہے تو مسلمانوں پر اس کا اتباع نہیں اور اگر اسے شرع مطہرہ کا حکم ٹھہراتا ہے تو صراحتاً شریعت غیر
پرافزا کرتا ہے، شریعت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں کہیں نہیں کہ ایسے مہمل و مسہول کا
انتظار مسلمانوں کو کرنا ہوگا انتظار انتظار میں مسجد کو خراب رکھنا ہوگا، مسجد متولی یا اس کے بزرگوں کی ملک
نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ وان المسجدين (اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، بیشک مسجدیں اللہ تعالیٰ
ہی کی ہیں۔ ت) فرضی یا واقعی متولی کو کیا حق حاصل ہے کہ مسلمانوں کو اپنے وعدہ فردا کے انتظار پر
مجبور کرے اور تاتریاق از عراق کے لئے مسجد کو خراب رکھے، ایسے انتظار کا فتویٰ دینا صریح جہالت و
ضلالت ہے خصوصاً جبکہ مسلمان آنکھوں دیکھ چکے کہ وہ ضروریات مسجد کی خبر گیری نہیں کرتا اور باوصف
درخواست اُس نے کچھ پروا نہ کی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لا یدفع المؤمن من حرج واحد منہن ^{موس ایک سو اچ سے دو بار نہیں ڈس جاتا دس}
اور اگر بفرض یا حل تسلیم بھی کر لیں کہ اوروں کی تعمیر میں بخیل عوام اس کی کوئی اہانت ہے تو بیت اللہ
کی اہانت و خرابی سے اس کی یہ نقصانی اہانت آسان تر ہے۔ مسجد متولی تو متولی، علمائے کرام تصریح
فرماتے ہیں کہ اگر خود اصل یا فی مسجد اور اہل محلہ میں دربارہ امام و مؤذن نزاع ہو اور جیسے اہل محلہ ہیں
وہ زیادہ مناسب ہو تو اصل بانی کے اختیار پر اہل محلہ ہی کے اختیار کو ترجیح دی جائے گی اشیاء والنظار
میں ہے،

| | |
|--|--|
| ان تذر عوانی لصب الامام والمؤذن مع | بانیان مسجد اور اہل محلہ کے درمیان امام و مؤذن |
| اہل المحلة ان كان ما اختاره اهل المحلة | کی تقرری میں اختلاف واقع ہو اور جس کو اہل محلہ |
| اولی من الذی اختاره البانی فما اختار | پسند کریں وہ بانی کے پسند کردہ سے اولیٰ ہے تو |
| اہل المحلة اولیٰ | اسی کو مقرر کرنا بہتر ہے دت، |

سہ القرآن المکرم ۱۸/۲

| | | |
|--|--------------------|-------|
| سہ مسند احمد بن حنبل مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ | دار الفکر بیروت | ۳۴۹/۲ |
| سہ لاشیاء والنظار الفی الثانی کتاب الوقف | ادارۃ القرآن کراچی | ۳۰۰/۱ |

جب اصل واقعہ پر اہل محلہ کو صرف اس وجہ سے کہ ان کا پسند کردہ زیادہ مناسب ہے شرع مطہر نے ترجیح عطا فرمائی تو یہاں کہ آبادی و ویرانی کا اختلاف ہے اور شخص مذکور خود واقعہ بھی نہیں اور خود عمارت کرتا بھی نہیں نہ وعدہ ہی پر مائل ہے اور وہ وعدہ بھی ایک غیبی بات پر موقوف کہ خدا جانے ہوئی یا نہ ہوئی کیونکہ اہل محلہ کی کاروائی کے آگے جو سراسر منافع مسجد ہے کوئی چیز ٹھہر سکتی ہے، اور جب اسی ترجیح اہل محلہ میں خود واقعہ کی اہانت نہ تھی یا فرضاً جو تو شرع مطہر نے اصلاً اس پر لحاظ نہ فرمایا اور محض ایک انسب بات کے لئے، اہل محلہ ہی کو ترجیح بخشی تو یہاں اس غیر واقعہ کی اہانت کیا ہوگی یا ہو تو اس پر شرع کی لحاظ فرمائے گے ایسے بیہودہ خیالات کو مذہب فتویٰ قرار دینا سنت عامیہ نہ سفاہت ہے جس کے لئے شرع الہی میں اصلاً اصل نہیں، معہذا ظاہر ہے کہ اہل محلہ کا مقصود آبادی مسجد ہے نہ کہ اس شخص کی اہانت، ولہذا پہلے خود اسی سے درخواست کی جب اس نے کان نہ رکھا مجبوراً نہ خود عمارت شروع کی تو اہل محلہ کی یہ غرض ٹھہر گئی کہ شخص مذکور کو ذلت پہنچے کس قدر شدید سٹوسے ظن و جہالت ہے کیا وہ اس قول رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

ان الله لا يسطر الى صوركم واهوالكم و
لكن ينظر الى قلوبكم واعمالكم
کے مستحق نہیں؟ کیا صحیح حدیث میں ارشاد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

ایاکم والظن فان الظن اکذب
الحدیث ہے۔

بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی سب سے زیادہ
جھوٹی بات ہے (ت)

کا مخالف فاسق نہیں؟ ضرور ہے۔ اور شخص مذکور جب تعمیر ضروریات کا مانع و مزام ہے تو بدخواہی مسجد کے سبب اگر متولی بھی ہوتا اس کا معزول کرنا واجب تھا نہ کہ فقط اولاد بانی سے ہونا کہ ہرگز موجب توبیہ نہیں کمالاً بخلاف (جیسا کہ چھپا ہوا نہیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از میر محمد کوٹلی انانیش خیر نگر دروازہ مرسلہ ولایت اللہ خان ۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۲ھ

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت میں مسجدوں کے اوپر مینار اور برج نہیں تھے، اب کیونکر ہائے جاتے ہیں؟

واقعی زمانہ اقدس حضور مرفوعہ عالم سے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں مساجد کے لئے بُرج کنگرے اور اس طرح کے منارے جن کو لوگ جینا دے سکتے ہیں ہرگز نہ تھے بلکہ زمانہ اقدس میں پتے ستون پر کی چھت ، نہ پکا فرش ، نہ گچکاری ، یہ امور اصلاً نہ تھے کہانی صحیح البخاری فی ذکر مسجدہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (جیسا کہ بخاری شریف میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مسجد کے ذکر میں ہے۔ ت) بلکہ حدیث میں ہے: ابنو المساجد واتخذوها جثماناً رواہ ابو یوسف بن ابی شیبہ والبیہقی فی السنن عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

مسجد میں بناؤ اور انھیں بے کستہ رکھو (اسے ابو بکر بن ابی شیبہ اور بیہقی نے سنن میں سینا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا۔ ت)

دوسری حدیث میں ہے:

ابنوا مساجدکم جماد ابنوا مساجدکم مشرفة بکے رواہ احمد ابی شیبہ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا اور انھوں نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت فرمایا۔ ت)

مگر بغیر زمانہ سے جبکہ قلوب عوام تعظیم باطن پر تنبیہ کے لئے تعظیم ظاہر کے محتاج ہو گئے اس قسم کے امور علماء و عامہ مسلمین نے مستحسن رکھے ، اسکی قبلی سے سے قرآن تعظیم پر سونا چڑھانا کہ صدر اول میں نہ تھا اور اسب بنیبت تعظیم واحترام قرآن مجید مستحب ہے۔ یونہی مسجد میں گچکاری اور سونے کا کام ، وما سراہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن ہے۔ (ت)

لے مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوٰۃ فی زیرة المسجد وما یار فیہا ادارة القرآن کراچی ۳۰۹/۱
لے مصنف احمد بن حنبل از مسند عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حدیث ۲۰۴۶۹
لے کنز العمال مؤسستہ الرسالہ بیروت ۶۵۶/۴
لے مسند احمد بن حنبل از مسند عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ دار الفکر بیروت ۳۴۹/۱

در مختار میں ہے ،

جائز تحلیۃ المصحف لما قید من تعظیہ
کما فی نقش المسجد

تبیین الحقائق میں ہے ،

لا ینکر نقش المسجد بالجص و ماء
الذهب

عالمگیری میں ہے ،

لا یاس بنقش المسجد بالجص والصابج
وماء الذهب والصوف الخ الفقراء

افضل کذا فی السراجیۃ وعلیہ الفتوی
کذا فی المضمہرات وھکذا فی المحیط

قرآن مجید کو مزین کرنا جائز ہے کیونکہ اس میں قرآن مجید
کی تعظیم ہے جیسا کہ مسجد کو تعظیف منقش کرنا جائز ہے

قلی اور سونے کے پانی سے مسجد کو منقش کرنا مکروہ
نہیں ہے۔ (ت)

مسجد کو قلعی ، ساج کی لکڑی اور سونے کے پانی سے
منقش کرنے میں حرج نہیں تاہم فقرار پر صرف کرنا
اولیٰ ہے جیسا کہ سراجیہ میں ہے اور اسی پر فتویٰ ہے
فقہرات اور تحفہ میں تو نہیں ہے (ت)

اور ان میں ایک منفعت یہ بھی ہے کہ مسافر یا نماز اقامت مناسک کے لئے دوسرے دکان کو پہچان لے گا کہ یہاں
مسجد ہے ، تو اس میں مسجد کی طرف مسلمانوں کو ارشاد و ہدایت اور امریں میں ان کی امداد و اعانت ہے ،
اور اللہ عزوجل فرماتا ہے ،

تعاونوا علی البر والتقوی

نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے سے
تعاون کرو۔ (ت)

تیسری منفعت جلیلہ یہ ہے کہ یہاں کفار کی کثرت ہے ، اکثر مسجدیں سادی گھروں کی طرح ہوتی تو
ممکن ہے کہ ہمسایہ کے ہنود بعض مساجد پر گھر اور محلوں جوڑنے کا دعویٰ کر دیں اور جمہوری گواہوں سے جیت
لیں بخلاف اس صورت کے کہ یہ ہیأت خود بنائے گی کہ یہ مسجد ہے تو اس میں مسجد کی حفاظت اور امداد سے
اس کی عیانت ہے ، واللہ التوفیق ، واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ اتم واہم۔

۱۔ در مختار کتاب المحظورات بابۃ فصل فی البیع مطبع مجتہائی دہلی ۲/۲۳۵
۲۔ تبیین الحقائق کتاب الصلوۃ باب ما یفسد الصلوۃ المطبعۃ الکبریٰ الامیریہ مصر ۱/۱۶۸
۳۔ فتاویٰ ہندیہ کتاب لکڑیۃ الباب فی آداب المسجد نورانی کتب خانہ پشاور ۵/۳۱۹
۴۔ القرآن الکریم ۲/۵

مسئلہ ۱۴۳۳ از ملک بنگالہ ضلع نواکھالی ڈاکخانہ قاضی ہارے متصل بختیار عشتی کے ہاؤس

مرسلہ مولوی عبد العزیز صاحب ۱۳ جادی الآخر ۱۳۲۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی ہندو مشرک زمیندار اپنی زمین میں نماز پنجگانہ و جمعہ کے لئے ایک مسجد بنادے یا مسلمان کی بنائی ہوئی مسجد کو دوست یا پختہ کر دے یا از روئے حید کے دو سو یا چار سو کسی شخص کو مسجد بنوانے کی نیت سے دے وہ شخص زر دادہ سے مسجد بنادے شرعاً اس میں نماز پڑھنا درست ہو گا یا نہیں؟ بینوا تو مجروا۔

الجواب

اگر اس نے مسجد بنوانے کی صرف نیت سے مسلمان کو روپیہ دیا یا روپیہ دیتے وقت ہر اٹھ کہہ بھی دیا کہ اس سے مسجد بنوادو، مسلمان نے ایسا ہی کیا تو وہ مسجد ضرر و مسجد ہو گئی اور اس میں نماز پڑھنی درست ہے کیونکہ یہ اس کی طرف سے مسلمان کو اس کے مال سے مسجد کے لئے سامان خریدنے کا اذن ہے اور بعض اتنی بات سے وہ وکیل نہ ہوا اور بالقرعہ تو کیل میں بھی یہ تو جب جس شرار غیر معین ہے تو شرار مسلمان کے لئے ہی واقع ہوگی اس لئے کہ جہالت فاحشہ و کالت کو باطل کر دیتی ہے۔ درمختار میں ہے قاعدہ یہ ہے کہ اگر وکالت جہالت فاحشہ کے ساتھ مجہول ہو یعنی جہالت جنس ہو جیسے داہر کا مجہول ہونا تو وکالت باطل ہو جاتی الخ (مخلصا) اور یہ بات معلوم ہے کہ شرار جب مشتری پر نفاذ پاسے تو نفاذ ہو جاتی ہے، بہر صورت وہ خرید ہوا سامان مسلمان کا ملوک ہوا اور اس نے مسجد بنادی تو صحیح ہے۔

لاہ اعمایکون اذا مال المسلم بشرا والالات للمسجد بماله وبمجرد هذا الايصار وکیلا وامت فرض التوکیل فحیث لم یعین جس مشتری لا یقع الشر ، الا سلسلہ لان الجہالة الفاحشة تبطل الوکالة فی الدرد المختار الاصل انها (ای الوکالة) ان جہلت جہالة فاحشة وھم جہالة المحسن کدابة بطلت اھ (مخلصا) و معلوم ان الشراء متى وجد نفاذا علی مشتری نفذ علیہ فعلى كل كانت الآلات ملوک المسلم وقد جعلها مسجد افصح۔

یونہی مسجد قدیم کی درستی و حرمت اگر کافر کہے تو اس کی مسجدیت میں نقصان نہ آئے گا لان المسجد اذا تم مسجد الا یعود غیر مسجد ابدا (کیونکہ مسجد بن جانے کے بعد کبھی بھی وہ غیر مسجد نہیں بن سکتی۔)

اسی طرح کچی مسجد کو اگر پکی کر دے فرش اور دیواریں پختہ بنوادے جب بھی اس کی مسجدیت میں حرج نہیں اور اس میں نماز درست ہے کہ یہ دیواریں اگرچہ ملک کا فرمایں گی کہ وہ مسجد کے لئے وقف کرنے کا اہل نہیں مگر دیواریں حقیقت مسجد میں داخل نہیں۔

حقن لولہ تمکن اور وقت لم یقطر قلب الی المسجد خذل الا تری ان المسجد الحرام لا جدران فیہ اصلا وان بناء الکعبۃ لو رفع کما وقع فی زمان سیدنا عبد اللہ بن ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہما لصحبت الصلوۃ الیہا کما نصوا علیہ۔

مسجد کی دیواریں اگر بالکل نہ ہوں یا مرتفع ہو جائیں تو مسجدیت میں کوئی خلل نہیں آتا، کیا تو نہیں دیکھتا کہ مسجد الحرام میں دیواریں نہیں ہیں اور اگر کعبۃ اللہ کی عمارت اگر مرتفع ہو جائے جیسا کہ سیدنا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ہوا تو تب بھی اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا جائز ہے، فقہائے اہل سنت کی تصریح کی ہے (ت)

یوں ہی مساجد کے فرش پختہ کرنے کو ڈالا چٹائی کی طرح ایک شے نا تہ ہے اور جواز نمازیوں کے اگرچہ وہ مسالہ ملک کا فرپر ہے گا مگر اس پر عمارت کے اذن سے ہے،

فما کان الصلاۃ فی امراض الکافر یا ذمہ تو یہ کافر کی زمین میں اس کے اذن سے نماز پڑھنے کی مانع ہوا یا اس سے بھی اولیٰ ہے (ت)

ہاں ایسی چیز کا قبور کرنا مسلمانوں کو نہ چاہئے کہ مسجد کو ملک کافر سے آلودہ کرنا ہے،

وقد قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انا کالمشرکین

تحقیق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم مشرک سے استعانت نہیں کرتے (ت)

اور اس میں یہ بھی قباحت ہے کہ جب وہ فرش ملک کافر پر باقی ہے تو اگر کسی وقت وہ یا اس کے بعد اس کا وارث اس پر نماز سے منع کر دے تو نماز ناجائز ہو جائے گی جب تک فرش کھود کر زمین دھنا نہ کر لیں۔ یہی پہلی صورت کہ مشرک اپنی زمین میں مسجد بنوادے اگر مشرک نے وہ زمین کسی مسلم کی کو ہب کر دی اور مسلمان نے مسجد بنوائی تو جائز ہے اور اس میں نماز مسجد میں نماز ہے اور اگر بے تمیز مسلم اپنی ہی ملک رکھ کر مسجد بنوائی تو وہ مسجد شرعاً مسجد نہ ہوتی،

لان الکفر فیس اهل الوقف المسجد و فی
جواہر الاخلاط جعل ذمی دامتہ مسجد
للمسلمین و بناہ کما بنی المسلمون و اذن
لہم بالصلوۃ فیہ فصلوا فیہ ثم مات
یصیر میراثا لورثتہ و ہذا قول الكل۔

کیونکہ کافر مسجد وقف کرنے اہل نہیں جو اہل الاخلاط میں ہے
کہ ذمی نے اپنے گھر کو مسلمانوں کے لئے مسجد بنایا
اور مسلمانوں کی طرح اس کی تعمیر کرائی پھر مسلمانوں
کو اس میں نماز پڑھنے کو کہا اور انہوں نے اس میں
نماز پڑھی بعد ازاں وہ ذمی مر گیا تو وہ اس کے ورثوں
کو بطور میراث ملے گی، اور یہی سب کا قول ہے (ت)

اُس میں نماز ایک کافر کے گھر میں نماز ہے جس پر نماز مسجد کا ہرگز ثواب نہیں مگر جبکہ اُس کے اذن سے
ہے نماز درست ہے اگر منع کر دے گا ثواب اجازت نہ رہے گی اور زمین غصب میں نماز کی طسرح مکروہ
ہوگی لتصرف فی ملک الغیر بغير اذنیہ (بلکہ غیر میں بلا اذن مالک تصرف کرنے کی وجہ سے - ت)
واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۲۲ از کا پور مرسلہ مولوی عبید اللہ صاحب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت مسماۃ جندہ نے اپنے شوہر سے علیحدگی اختیار
کر کے کسب نام جائز اختیار کر لیا، اور مال میں ہر اپنا پسو کی تجرہ بھی کرتی رہی چنانچہ اس نے اس مال سے
چند دن میں متعدد مکان وغیرہ بھی خرید کئے اور وہ مال اس کے پاس کچھ بطور عدل حاصل ہوا تھا، اور کچھ
بطور حرام، لیکن یہ امر کہ مال حلال کس قدر تھا اور مال حرام کس قدر، کچھ معلوم نہیں، خلاصہ یہ کہ وہ مال اس
کے پاس مختلط تھا، اس کے بعد اس مال کی وارث اس کی ماں بنی، ہندہ کی ماں نے محض اپنی رائے سے
ایک مسجد کی تعمیر کی اب اس مسجد میں لوگ نماز پڑھنے سے پرہیز کرتے ہیں، پس یہ فرمایا جائے کہ ایسی مسجد کو
حکم مسجد کا دیں گے یا نہیں، اور یہ وقف شرعاً صحیح ہے یا نہیں؟ اور یہ بھی ارشاد ہو کہ مالی مختلط وراثۃ اگر
شخص کو نہ ملے ہو جبکہ خود اس کے پاس مختلط اپنا ذاتی جو جیسا آج زمانے میں بکثرت لوگوں کے پاس ہے
اگر ایسے مال سے مسجد بنوائی جائے تو کیا حکم ہے، بیعتوا متوجروا۔

الجواب

مال مختلط کو مورث وجہ مختلط سے جمع کر لے اور وارث کو اس کی کچھ تفصیل کا پتا نہیں چل سکا کہ کتنا
حلال ہے کتنا حرام ہے، جو حرام ہے کس کس سے لیا ہے تو امر محمول کا مطالبہ اس سے نہیں ہو سکتا ایسی ہی

جگہ ہمارے علمائے فرمایا ہے کہ:

الحرمۃ لا تتعدی بیان المسئلۃ فی الدار الختام
وسرہ المختار وغیرہما من الاسفار۔
وہ مختار اور رد المختار وغیرہ کتب میں ہے (ت)
تو مسجد مذکور ضرور مسجد ہے اور اس کا وقف صحیح اور اس میں نماز جائزہ اور اگر خود اپنا روپیہ مختص
بلکہ حرام ہو اور اس سے مسجد یوں بنائے کہ زمین و خشت وغیرہ اوقات کی خریداری میں زہر حرام پر عقد و نقد
جمع نہ ہو تو مذہب امام کرہی پر کہ اب وہی مفتی یہ ہے ان خریدی ہوئی اشیاء میں نجاست اتر نہ کرے گی
بل امتحنی فی الطریقۃ المحمدیۃ الافا۔
بلکہ طریقہ محمدیہ میں تو اس سے بھی وسیع تر صورت
بنایا وسیع من ہٹ و ہوان الحبث لایسوی
پر فتویٰ کو مستحسن قرار دیا ہے اور وہ یہ کہ نجاست
فی الابدال مطلقا ادا کانت ذلک فیما لایتعین
ابدال میں مطلقا اثر نہیں کرتی جبکہ ان اشیاء
میں ہو جو بیوع میں متعین نہیں ہوتیں جیسے درہم
فی البیعہ کالدہم والدنانیر۔
دنانیر۔ (ت)

حرام پر عقد کے یہ معنی کہ زہر حرام دکھا کر کہ اس کے عوض فلاں شئی دے دے، اور نقد کے یہ
معنی کہ پھر زہر حرام ہی اس کے معاوضہ میں دے دے، اور اگر مطلقاً بغیر روپیہ دکھائے کوئی چیز خریدے
اور پھر زہر حرام عوض میں دیا تو یہ دینا اگرچہ اسے حرام تھا،
لانه فیہ ہادائہ الی من کان لہ وامس
کیونکہ اس میں وہ مال حرام اس شخص کو واپس کرنے
کا پابند تھا جس کا وہ ہے اگر وہ یا اس کا کوئی
وارث باقی نہیں یا ان کا علم نہیں تو صدقہ کرنا
وہذا عدد دل عنہما فلا یجوز۔
نہم ہے جبکہ یہ مال حرام کسی کو معاوضے میں دینے سے اور اصل مالک کو واپس کرنے سے عدل ہو گا تو جہاں نہیں ہے،
بلکہ بائع کو بھی لینا حرام تھا حکم سے معلوم ہو کہ یہ روپیہ عین حرام اور اس کے پاس بلا حکم ہے جیسے
غصب و رشوت و اجرت زنا وغیرہ کا روپیہ مگر جبکہ حرام پر عقد نہ ہو اگر مطلقاً پر ہوا خریدی ہوئی شے
میں نجاست نہ آیا ہو نہ ہی اگر زہر حرام دکھا کر کہ اس کے عوض فلاں شئی دے دے، جب اس نے شے دی
اس نے وہ روپیہ نہیں میں نہ دیا بلکہ زہر حلال دیا تو اب اگرچہ عقد حرام پر ہوا مگر نقد اس کا نہ ہوا، ان
دونوں صورتوں میں مذہب مفتی بہ پر ابدال یعنی خریدی ہوئی چیزیں حلال رہتی ہیں اور ظاہر ہے کہ
یہاں عام خریداریاں اُسی صورت ادا کرنے پر ہوتی ہیں کہ حرام پر عقد نہیں ہوتا، اور اگر بالفرض بعض
آلات پر اتفاقاً ایسا ہوا ہو تو اس کا حال معلوم نہیں،

وقد قال في الاصل به تاخذ ما لم تعرف شيئاً حراماً بعينه۔
امام محمد نے اصل میں فرمایا کہ ہم اسی کو اپناتے ہیں جب تک ہمیں کسی خاص شے کے حرام ہونے کا

پتہ نہ مل جائے۔ (ت)

تو ایسی مسجد کی مسجدیت اور ان میں نماز کی صحت میں شک نہیں وقد فصلنا المسألة في فتاوانا (تحقیق ہم نے اس مسئلہ کی تفصیل اپنے فتاویٰ میں بیان کر دی ہے۔ ت)

مسئلہ ۱۴۵ از شہر کتہ ۲۳ محرم شریف ۱۳۲۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ چھوٹی مسجد کو مسلمانوں نے بڑھایا جو زمین اندر آئی اس میں ایک محراب ہوتی ہے کسی حساب سے پانچ در نہیں ہو سکتے، نہ تو زمین زیادہ ہے کہ دو در بن کر پانچ ہو جائیں نہ اتنا روپیہ کہ سامنے کی محرابیں توڑ کر اس زمین کو شامل کر کے تین در بنائے جائیں، اب اگر ایک در تیار ہو جائے اور سب مل کر چار در ہو جائیں تو کسی طرح کا نماز میں فتور آئے گا یا نہیں، شرع شریف نے کیا اجازت دی ہے؟ بیٹو! تو جھوڑو۔

الجواب

اتنا ضرور ہے کہ طاق عدد اللہ عزوجل کو محبوب ہے ان الله ذو حب الوتر (اللہ تعالیٰ وتر یعنی طاق ہے اور طاق کو پسند کرتا ہے۔ ت) اور یہاں عام مسلمانوں میں مسجد کے در طاق ہی رکھنے کا رواج ہے وقد نص العلماء ان المذود من العادة شعبة ومكروه (علماء نے تصریح فرمائی کہ مسلمانوں کی عادت مستقرہ سے خروج مکروہ ہے۔ ت) تو جہاں تک ممکن ہو مخالفات عادت مسلمین سے احتراز کریں اور ناممکن ہو تو کوئی حرج نہیں نمازیں تو کسی طرح دروں کے طاق یا جفت ہونے سے کوئی فضیلت یا فتور اصلاً نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۴۶ مرسلہ عنایت حسین ۴ صفر ۱۳۲۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک موضع میں ایک مسجد چھوٹی ہے اور ایک جانب اس کے قبرستان ہے دو جانب تالاب ہے اور ایک جانب راستہ ہے اور مرمت طلب ہے، ایک شخص یہ چاہتا ہے کہ میں ایک مسجد بنا دوں مگر شرط یہ ہے کہ اس مسجد سے بڑی ہو اور اس میں حجرہ وغیرہ

لے فتاویٰ ہندیہ کتاب النکاح باب الثانی عشر فورانی کتب خانہ پشاور ۵/۲۴۲

لے مسند احمد بن حنبل از مسند علی رضی اللہ عنہ دار الفکر بیروت ۱/۱۴۲

اور وہیں چاہ بھی ہو اور پیشی امام اور مؤذن کے واسطے بھی انتظام جائداد سے روایا جائے اور یہ بڑا مسجد ہے اُس کے اُس پاس بڑھا فحہ کی گنجائش نہیں ہے اگر دوسری مسجد اس موضع میں تعمیر ہو تو یہ مسجد ویران ہو جائے گی اس میں کوئی نمازی نماز کے واسطے نہیں آئے گا اس وجہ سے کہ اس مسجد میں کوئی امام نہیں ہے اور نمازی بھی ایسے نہیں کہ اس میں امامت کر کے جماعت کر لیں ایسی حالت میں مسجد تعمیر کرنا چاہئے یا نہیں ؟ اور یہ مسجد شہید کے کے اینٹ وغیرہ اس مسجد کی اُس مسجد میں لگائیں یا کیا کریں ؟

الجواب

مسجد بنانا باعظمت و اجر عظیم ہے جس طرح ممکن ہو کوشش کی جائے وہ مسجد بھی آباد رہے اور یہ بھی آباد ہو گا ثواب لینا چاہتا ہے تو اس کے لئے بھی امام مقرر کرے اگر کسی طرح یہ ممکن ہو بلکہ اگر معلوم ہو کہ اس مسجد کا بننا اُسے ویران کر دے گا تو ہرگز نہ بنائے کہ مسجد کا ویران کرنا حرام قطعی ہے اور اسے شہید کرنا حرام قطعی اور آباد مسجد کی اینٹ وغیرہ دوسری مسجد میں لگا دینا حرام قطعی۔

قال اللہ تعالیٰ ومن اظلم ممن حنم مسجد
اللہ ان یذکر فیہا اسمہ سورۃ فی
خرابہ یلے واللہ تعالیٰ اعلم۔

۴۱۴۱۱۱ از برائون ۲۰ صفر ۱۳۲۳ھ

زید نے قبرستان قدیم اہل اسلام کو پاٹ کر ان قبروں کی چھت پر مسجد بنانا اور اس کو ایک مسجد قدیم کے صحن میں داخل کرنے کا قصد کیا ہے اور دروازہ قدیم مسجد کو بھی پاٹ کر اسکے نیچے دکان یا حجرہ بنانا اور چھت کو مسجد کرنا چاہتا ہے آیا شرعاً زید کو یہ منصب ہے اور یہ سقف قبول مسجد ہو جائے گی اور مصلیٰ کو ثواب مسجد ملے گا یا نہیں ؟ بیتنا متوجہ و اعند اللہ تعالیٰ (بیان کیجئے اور اللہ تعالیٰ سے اجر پاسے ۔ ت)

الجواب

دروازہ پاٹ کر اس کے نیچے دکان بنانا ہرگز جائز نہیں ، عالمگیری میں ہے ،
قیم المسجد لا یجوز لہ ان یمتی حوانیت
فی حد المسجد او فی قناتہ یلے
ناظم مسجد کو جائز نہیں کہ وہ مسجد کی حدود میں یا
خارج مسجد میں دکانیں بنائے (ت)

سۃ القرآن الکریم ۱۱۴/۴

سۃ فتاویٰ ہندیہ کتاب الوقت الباب الحادی عشر فی المسجد فصل ثانی ذرائع کتب خانہ پشاور ۲/۶۶۲

اور حجرہ بنانے کی اجازت ہے جبکہ زمین مسجد سے اُس میں کچھ نہ لیا جائے، نہ مسجد پر راہ وغیرہ کسی امر کی تنگی لازم آئے، اور یہ تعمیر دروازہ کرنے والے خود اہل محلہ ہوں یا ان کے اذن سے ہو۔ فتاویٰ امام قاضی حسان میں ہے: **الاهل المحلة تتحول باب المسجد** (اہل محلہ کو دروازہ مسجد کی تبدیل کا اختیار ہے۔ ت اور اس صورت میں حجرہ کی چھت مسجد ہو جائے گی جبکہ برضائے اہل محلہ ہے۔ قلعہ صمد میں ہے:

ارض وقف علی مسجد والارض یجانب
ذلك المسجد وارادوا ان یزیدوا فی المسجد
شیئاً من الارض جائز الخ

فتاویٰ کبریٰ پھر جامع المفصلات شرع قدوری پھر فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

مسجد اراد اہله ان یجعل الرحمة مسجداً
وان یحولوا الساب عن موضعه فلم ذلک
فان اختلفوا نظر ایہم اکثر وافضل فہم
ذلک ان یتلخیص۔

اہل محلہ نے چاہا کہ براہ کو مسجد کر دیں اور دروازہ کو
اپنی جگہ سے تبدیل کر دیں تو جائز ہے اور اگر ان میں
باجم اختلاف ہو تو دیکھا جائے گا کہ ان میں اکثر وافضل
گروہ کی کیا رائے ہے اور انہیں کو اختیار دیا جائیگا
تخلیص ت۔

اور اُس کے نیچے حجرہ ہونا کچھ منافی مسجدیت مستغنی نہ ہوگا۔ قول بکر شود کونہ مسجد انت یکو من
سفلہ و علوہ مسجداً (اس کے مسجد ہونے کی شرط یہ ہے کہ اس کے نیچے اور اوپر دو حصے بھی مسجد
ہو۔ ت) یہاں وارد ہوگا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جمیع جہات میں حقوق مالکانہ جہاد سے منقطع ہر مصلح مسجد
توابع مسجد ہیں خود نجسہ میں تہمت جہارت مذکور یہ ہے:

لینقطع حق العبد عنه بقولہ تعالیٰ وان
المسجد لله بخلاف ما اذا کان السرداب
والعبر موقراً لمصالح المسجد کسرداب
بیت المقدس هذا هو ظاهر

تاکہ حق عباد اس سے منقطع سرچشمہ اللہ تعالیٰ کے اس
ارشاد کی بنیاد پر کہ مسجدیں اللہ تعالیٰ کی ہیں بخلاف
اس کے کہ جب ترخانہ یا بالخانہ مصالح مسجد کیلئے
موقوف ہوں جیسا کہ بیت المقدس کا ترخانہ ہے

| | | | | |
|-------|--------------------------|---------------------------|------------|-------|
| ۳/۳ | نو کشور مکتبہ | باب الرجل یصل دارہ مسجداً | کتاب الوقف | ۳/۳ |
| ۳۲/۳ | مکتبہ حمیدیہ کوشہ | الفصل الرابع فی المسجد | | ۳۲/۳ |
| ۶/۶ | نوران کتب خانہ پشاور | ابواب الحادی عشر | | ۶/۶ |
| ۲۵۱/۵ | ایچ ایم سعید کمپنی کراچی | فصل فی احکام المسجد | | ۲۵۱/۵ |

ہدایہ میں ہے :

من جعل مسجد، تحتہ سرداب او فوقہ
بیت و جعل باب المسجد الی الطریق و
عزلہ عن مکہ فله ان یدفعہ وان مات
یورث عہ لا نہ لم یخلص للہ تعالیٰ
ببقاء حق العبد متعلقا بہ ولو کان
السرداب لمصالح المسجد جارئاً

جس شخص نے مسجد بنائی جس کے نیچے ترخانہ اور
مکان ہے اس نے مسجد کا دروازہ راستے کی طرف
بنایا اور اس کو اپنی جگہ سے نکال دیا تو وہ اس کو
بیچنے کا اختیار رکھتا ہے اگر وہ مر جائے تو اس کی میراث
قرار پائے گا کیونکہ وہ خالص اللہ تعالیٰ کے لئے نہیں
ہو اس سبب سے حق بعد اس کے ساتھ فلسفہ
رہا اور اگر وہ ترخانہ معمار یا مسجد کیلئے ہو تو جائز ہے۔

ہاں اگر زیادہ بطور خودیہ کاروائی سے رضائے اہل محلہ کرے تو وہ چھت مسجد نہ ہو جائے گی اور اس میں
نماز اگرچہ جائز ہے مگر اس پر نماز مسجد کا ثواب نہ ہوگا عالمگیریہ میں ہے :

متولی مسجد جعل منزلاً موقوفاً علی
المسجد مسجد او علی الناس فیہ مسکن
ثم ترک الناس الصلوۃ فیہ فاصبح
منزلاً مستغلاً جازلاً نہ لم یصح جعل
المتولی ایاد مسجد اکذ فی الواقعات
الحصانیۃ

ایک مسجد کے متولی نے ایک گھر جو کہ مسجد پر موقوف
تھا کو سب سے دیا لوگ اس میں کئی برس نماز پڑھتے
رہے، پھر لوگوں نے اس میں نماز پڑھنا چھوڑ دیا
پھر وہ اپنی سابقہ حالت یعنی کرایہ پر چلنے لگا تو جائز
ہے کیونکہ متولی کا اس کو مسجد کر دینا صحیح نہیں ہوا تھا
یہ واقعات حسانیہ میں مذکور ہے (ت)

رہا مسلمانوں کا قبرستان قدیم کہ وہ ضرور دفن موتی کے لئے موقوف ہوتا ہے، اس میں وہ صورتیں ہیں
اگر وہ قبرستان قابل کار ہو کہ اس میں دفن اموات کو جگہ بھی ہے اور کسی اور وجہ کے باعث اُس سے استفادہ
بھی نہ ہو گیا نہ داخل حدود شہر ہونے کے سبب اس میں دفن کی ممانعت انگریزی طور پر ہو گئی جب تو اُسے
پاٹ کر دلہی سے روک دینا سرے سے ناجائز و حرام ہے کہ یہ ابطال غرض وقت ہے اور وہ اصل اور نہیں

| | | | |
|-------|--------------|----------------------------|--------------------------|
| ۱۵/۵ | کتاب الوقف | فصل فی احکام المسجد | ایچ ایم سعید کمپنی کراچی |
| ۶۲۴/۲ | الہدایۃ | الملکۃ العربیۃ کراچی | |
| ۳۵۶/۲ | فتاویٰ ہندیہ | الباب الحادی عشر فی المسجد | ذرائع کتب خانہ پشاور |

عالمگیر میں ہے،

لا يجوز تغيير الوقت (وقف میں تغیر و تبدل جائز نہیں۔ ت)

فتح القدیر میں ہے،

الواجب، بقاء الوقت عن مآکات علیہ۔ وقف کو حال سابق پر برقرار رکھنا واجب ہے (ت)

اور اگر وہ قابل کار نہ رہا یا اس سے استغنا ہو گیا یا وہاں دفن کی ممانعت ہو گئی جس کے سبب اب وہ اس کام میں صرف نہیں ہو سکتا یا مسجد قدیم لب متبرک واقع ہے یہ بیرون حد و مقبرہ ستون قائم کر کے اوپر کافی بلندی پر پاٹ کر چھت کو صحن مسجد سابق سے ملا کر مسجد کو دینا چاہتا ہے اس طرح کہ زمین مقبرہ نہ رکے نہ اس میں دفن مونی کرنے اور اس کی غرض سے لوگوں کے آنے جانے کی راہ رکے نہ اس چھت کے ستون قبور مسبین پر واقع ہوں بلکہ حد و مقبرہ سے باہر ہوں تو اس میں حرج نہیں جبکہ وہ زمین حسن میں سستون قائم کئے گئے متعلق مسجد ہو اور کاروائی اہل محلہ کی یا اُن کے اذن سے جو یا وہ زمین اس باقی سقف یا کسی دوسرے مسلمان کی ملک ہو اور مالک اُسے ہر کام کے لئے وقف کر دے یا وہ زمین افتادہ بیت المال کہ ہو اور اس میں اس کاروائی سے مسلمانوں کے راستے وغیرہ کو ضرر نہ ہو کہ ان حالتوں میں اس نے کوئی بیجا تصرف نہ کیا نہ وقف کو روکا نہ اس کی زمین کو کسی دوسرے کام میں صرف کیا صرف بالائی ہوا میں نہ موقوف تھی نہ مملوک ایک تصرف غیر مضر نفع مسلمین کے لئے کیا۔ عالمگیر میں ہے،

ذكرني استفتي عن محمد رحمه الله تعالى
في الطريق الى سمرقند فيه اهل المحلة
مسجد او ذلك لا يضر بطريق فمنهم
ما جيل فلا بأس ان يبشوا كذا في
المحاوي

حقیقی میں حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یوں
منقول ہے کہ ایک وسیع راستہ میں اہل محلہ نے
مسجد بنائی جس سے راستہ کو کچھ ضرر نہ پہنچا ایک شخص
نے انھیں اس سے منع کیا تو ان کے مسجد تعمیر کرنے
میں کوئی حرج نہیں، حاوی میں یونہی ہے (ت)

اسی میں خزائن المفتیین سے ہے،

قوم بنوا مسجد واحتاجوا الى مكات
لوگوں نے مسجد بنائی تو انھیں مسجد کو وسیع کرنے

سہ فتاویٰ ہندیہ کتاب الوقف الباب الرابع عشر فی المتفرقات قورانی کتب خانہ پشاور ۴۹۰/۲
فتح القدیر کتاب الوقف مکتبہ فوریہ رضویہ سکھر ۴۴۰/۵
فتاویٰ ہندیہ کتاب الوقف الباب الحادی عشر فی المسجد قورانی کتب خانہ پشاور ۴۵۶/۶

اور مسجد کا جمیع جہات میں حقوق العباد سے مستقطع ہونا لازم ہے کما قہدہ (جیسا کہ آگے آئے گا۔ ت) ہرگز مائع مسجدیت نہ ہو گا کہ اس حق سے مراد کسی کی ملک یا وہ حق مانکا نہ ہے جس کے سبب وہ اس مسجد میں تصرف سے مائع آسکے کہ جب ایسا ہو گا تو وہ خالص لوجہ اللہ نہ ہوتی، اور مسجد کا خالص لوجہ اللہ ہونا ضرور ہے، ولہذا فتح القدر میں عبارت مذکورہ چارہ کی شرح میں فرمایا:

المسجد خالص لله سبحانه ليس لاحد فيه حق، وهو منتف عما ذكر اما اذا كان السفل مسجد، فان لصاحب العلو حقاً في السفل حتى يمتنع صاحبه ان ينقب فيه كوة او يمتد فيه وتدا، واما اذا كان العلو مسجداً فلا تاسر من العلو ملكي لصاحب السفل بخلاف ما اذا كان السرداب او العلو موقوف لصاحب المسجد فانه يجوز اذ لا ملك فيه لاحد احد مختص

مسجد خالص اللہ تعالیٰ کیلئے ہے اس میں کسی کا حق نہیں اور یہ بات صورت مذکورہ میں منتفی ہے لیکن اگر نیچے والا حصہ مسجد ہو پھر تو اس لئے کہ بالا خانے والا پچھلے حصہ میں حق رکھتا ہے یہاں تک کہ پیچھے کو دیواروں میں سوراخ کھودنے یا میخ گاڑنے سے منع کر سکتا ہے اور اگر اوپر والا حصہ مسجد ہو تو پھر اس لئے کہ بالا خانے کی زمین نیچے والے کی ملک ہے بخلاف اس کے اگر نہ خانہ اور باہ خانہ دونوں ہی مصلحت بہ کے سے وقف کر دئے گئے ہوں تو صحیح ہے کہ کوئی ایک اس میں کسی کی ملک باقی نہیں رہا اور مختصراً

مطلقاً حق العباد کا تعلق اگر مائع مسجدیت ہو تو کوئی مسجد مسجد نہ ہو سکے کہ ہر مسجد میں اد سے نماز داخل ہو سکے وغیرہ عام مسلمانوں یا خاص اس کے اہل کا بخصر صیت زادہ حق ہے جس کے باعث وہ بحال تنگی اور دل کو اپنی مسجد محلہ میں نماز سے منع کر سکے ہیں عالمگیر یہی ہے،

اذا اضاقت المسجد كان للمصلين من عجز ان يقاعد عن موضعه ليصلي فيه وان كان مشتغلاً بالذکر او الدرس او قراءة القرآن او الاعتكاف، وكذا الاهل بالمحلة ان يمنعوا من ليس منهم عند الصلوة فيه اذ اضاقت بهم المسجد كذا في القلية

اگر مسجد تنگ ہو تو نمازی دوسرے شخص کو تو کہاں بیٹھا ہو اسے وہاں سے ہٹا کر نماز پڑھ سکتا ہے اگرچہ وہ بیٹھا ہو یا شخص ذکر تلاوت یا اعتکاف میں مشغول ہو یوں ہی مسجد کی تنگی کی صحت میں اہل محلہ دوسروں کو مسجد میں نماز پڑھنے سے منع کر سکتے ہیں جو بھی قید میں ہے۔ (ت)

فتح القدر کتاب الوقت فصل اختص المسجد بحکام مکتبہ نورید ضویہ سکھر ۲۵/۵-۲۴۲
مفت فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الخامس فی آداب المسجد توراتی کتب خانہ پشاور ۳۲۲/۵

بلکہ حقیریت کہ قبر و مسقف قبر میں ہے اگر اُن حقوق عباد سے ہو جائے کا تعلق خلوص لوجہ اللہ تعالیٰ سے مانع ہو تو سرے سے مقبرہ موقوف ذہبی محال ہو جائے کہ مسجد کی طرح مقبرہ میں بھی خلوص و انقطاع جملہ حقوق عباد شرط ہے و لہذا بالاجماع مسجد کی طرح اُس میں بھی افراز شرط ہوا۔ ہدایہ میں ہے:

وقف المشاع جائز عند ابی یوسف الا فی المسجد والمقبرة فإنه لا یتم ایضا عند الجب یوسف لان بقاء المشركة یمنع المخلص لله تعالیٰ اذ مختصراً۔
امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک وقف مشاع جائز ہے سوائے مسجد و مقبرہ کے، اور وہ بھی امام ابو یوسف کے نزدیک تمام نہیں ہوتا کیونکہ شرکت اس وقف کے خالص اللہ تعالیٰ کے لئے ہونے سے مانع ہے اور مختصراً (ت)

فتح القدر میں ہے:

انما اتفقوا علی منع وقف المشاع مطلقاً مسجد و مقبرة لان الشیوع یمنع خلوص الحق لله تعالیٰ۔
مسجد و مقبرہ میں وقف مشاع کے مطلقاً ممنوع ہونے پر تمام ائمہ متفق ہیں کیونکہ شیوع وقف کے خالص اللہ تعالیٰ کے لئے ہونے سے مانع ہے (ت)

بلکہ میت نہ کوئی حق مالکانہ نہیں رکھتا، موت یا فی سبب (کیونکہ موت میت کے منافی ہے) نہ عام کی طرح نہ خاص اہل محلہ کا جزئیہ گزار اگر اس کے اوپر پائے کہ مسجد بنادینا جائز ہے جبکہ اُن کی نہر کو ضرر نہ پہنچے نہ وہ مانع آئیں تو اوپر مسجد ہے اور نیچے نہر بہتی ہے جس میں خاص قوم کا حق مالکانہ ہے مگر از انجی کہ ان کے حق میں کوئی تصرف نہ کیا، نہ انھیں بالائے نہر اس پٹی ہوئی عمارت میں نماز سے ممانعت پہنچتی ہے کہ ان کا حق نہر میں ہے نہ کہ ہوا میں، وہ مسجد بھی و جائز ہو گئی بلکہ حق مالکانہ رکنا نہ خاص زمین مسجد جس پر عمارت بنا کر مسجد کی گئی اگر بلک غیر ہو مگر اسے حق مزارعت اصلاً نہ رہا ہو تو نہ سب مفتی پر وہ خالی عمارت بھی مسجد ہو جائے گی۔ در عمار میں ہے:

بنی علی ارض ثم وقف البناء قصد ابد ونہا ان ارض من مملوكة لا یصح وقیل صح و علیہ الفتوی، واثبت موقوفہ علی
ایک شخص نے کسی زمین پر عمارت بنائی پھر بالقصد عمارت کو وقف کیا بغیر زمین کے، اگر وہ زمین کسی کی ملک ہے تو وقف صحیح نہیں، ادنا یک قول

ما عین البناء له جائز تبعاً لاجتماع وقت الارض لجهة اخری فمختف فیہ ، و الصحیحہ الصحۃ کہا فی المنظومۃ المجدیۃ ۛ باختصار۔
 میں صحیح ہے اور اسی پر فتویٰ ہے ، اور اگر زمین وقف ہے اسی پر جس کے لئے عمارت معین ہوئی تو عمارت کا تبعاً وقف بالاجماع جائز ہے ، اور اگر زمین کسی اور جہت کے لئے وقف ہے تو اس میں اختلاف ہے صحیح یہی ہے کہ اسی صورت میں بھی عمارت کا وقف صحیح ہے جیسا کہ منطور مجیبہ میں ہے ۛ باختصار (ت) رد المحتار میں ہے ،

قوله والصحیحہ الصحۃ ی اذا کانت الارض محتکراً وعن هذا قل فی نعم الوسائل نہ لونی فی الارض الموقوفة المستأجرة مسجداً انہ یحوز ۛ ہذا ما عندی ، والله سبحانه وتعالی اعلم۔
 مآتن کا قول الصحیحہ الصحۃ (صحیح صحت ہے) اس وقت ہے جب زمین محتکر ہو (یعنی جس کی اجرت بطور مایہ یا سالیانہ مقرر ہو) اسی بنیاد پر افغح الوسائل میں فرمایا کہ اگر کسی نے موقوفہ مستاجرہ زمین پر مسجد بنادی تو جائز ہے ۛ میرے نزدیک یہ ہے ۔ واللہ سبحانہ وتعالی اعلم (ت)

مسئلہ ۱۲۵ غزہ ریحہ کی تحریر ۲۲۲ ۛ

کیا فرماتے ہیں علما سے دیں و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کسی عنایت اللہ نے حجرہ مسجد کی دیوار پر ایک دیوار بنا کر مکان بنالیا ہے اور اسی دیوار کو سائبان کر لیا ہے اور مسجد کی محراب اور دیوار سے ملا کر ایک پیل پایہ کھڑا کر کے خاص دیوار مسجد میں سوراخ کر کے ایک کڑی ڈال کر چھت بنائی اور پرناں مسجد کی دیوار سے ملا ہوا کھا جس سے مسجد کا ضرر ہے اور ایک کھڑکی بھی اسی دیوار میں جو حجرہ پر بنائی گئی ہے واسطے آمد و رفت چھت حجرہ کے رکھی عنایت اللہ کو اس طریقہ سے مکان بنانا کیسا ہے ، یقیناً تو حجروں۔

الجواب

حرام حرم حرام ، سخت گناہ ، سخت کبیرہ ، وہ شخص شرعاً شہ مزا کا مستحق ۔ اُس پر فرض ہے کہ حجرہ مسجد پر جو دیوار بنائی ہے اگلی ابھی ابھی فوراً فوراً ڈھا دے مسمار کر دے ، اور اس میں جو کچھ نقصان حجرہ مسجد یا دیوار حجرہ مسجد کو پہنچے اسے اپنے دامن سے ویسا ہی بنادے جیسا پہلے بنا ہوا تھا ،

فان كل ضرر يساء يصعب بالقيمة ما حلا
من الوقت فيومر باعادة شئ كما كان في
الامثلة والمثل والدراسات

عمارت کے ہر ضرر کا ضمان قیمت سے ادا کیا جاتا ہے
سوائے وقف کی عمارت کے کہ اس کے اعادہ کا
حکم دیا جائے گا جیسا کہ وہ عمارت پہلے تھی (الاشیاء
والنظائر اور در مختار) (ت)

دیوار مسجد میں جو سوراخ کیا ہے وہ سوراخ اس کے ایمان میں ہو گیا اس پر فرض قطعی ہے کہ اس ناپاک
کڑی کو ابھی ابھی فوراً نکال لے اور دیوار مسجد کی ویسی ہی اصلاح کر دے جیسی تھی اور اس کے سبب اس کی
چھت گریڑے اور گرانا ہی فرض ہے اور وہ ناپاک پر نالہ کہ دیوار مسجد سے ملے ہوا بلا استحقاق شرعی رکھا ہے
اور اس میں مسجد کا ضرر ہے، لازم ہے کہ فوراً اسے اکٹھا کر دے اور بند کر دے، اور حجرہ کی چھت پر
آمد و رفت کا اُسے کوئی استحقاق نہیں، یہ ناپاک دیوار تو گرانی ہی جائے گی، اگر اُسے ڈھاکر خاص اپنی زمین
میں کوئی دیوار اس کے متصل بنائے تو اسے اصلاً اختیار نہیں کہ حجرہ کی چھت پر آنے جائے کو اس میں کڑک
رکھی یہ سب اس کی طرف سے ظلم اور سخت ظلم ہیں، اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:
لیس لعرق طام حق: ظالم کی رگ کا کوئی حق نہیں، عنایت اللہ اگر ان سب احکام شرعی کو فراموش
اور اپنے پر سب ناپاک تصرفات، غرضاً عمارت سے سدا کر لے دے، اور مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس کی چارہ جوئی
کریں، اگر اس میں کسی یاد پر کچھ تو وہاں کے سب مسلمان جو اس پر قادر تھے اور چارہ جوئی میں دیر لگاتی مذاب
شہید کے سزاوار ہیں گئے والعیاذ باللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۴۹ از ریاست رامپور مرسلہ شاہ مفتاح الاسلام صاحب پانی پتی ۹ ثول المکرم ۱۳۲۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بکرترازی، بغیرازی وغیرہ حرکات نامشروع مسجد میں کرنا اور
کسی غیر کاکرترازی یا دیوار مسجد پر بیٹھ جاتے اُس کے پکڑنے کے لئے، اپنے کو تو جیوڑ کر اور دانہ پانی مسجد میں
ڈال کر پکڑنا جائز ہے یا نہیں؟ اور ایسی بے حرمتی مسجد سے فاعل ایسے فعل کے لئے اور نیز متولی دیگر متعلقین مسجد
کے واسطے جو اس امر سے مالئ نہ ہوں اور سکوت کریں یا شرکت اس میں کریں یا دن افعال سے رضامند ہوں پس
ان کے لئے شارع علیہ افضلۃ والسلام سے کوئی وجہ ہے یا نہیں اور وہ سب گمراہ ہوتے ہیں یا نہیں؟
بتیواتوجروا۔

الاجواب

پرایا کبوتر پکڑنا حرام ہے اور اس کا فاعل فاسق و عاصب و غلام ہے بلکہ خالی کبوتر ڈالنے والے کے اوروں کے کبوتر نہیں پکڑنا مگر اپنے کبوتر ڈالنے کو ایسی بلند چھتوں پر چڑھتا ہے جس سے مسلمانوں کی بے پردگی ہوتی ہے یا ان کے اڑانے کو کنکریاں پھینکتا ہے جس سے لوگوں کو مال یا جسمانی ضرر پہنچتا ہے اُس کے لئے بھی شرعاً مظلوم میں حکم ہے کہ اُسے نہایت سختی سے منع کیا جائے قریدہ جائے، اُس پر بھی نہ مانے تو احتساب شرعی طاعہ و راس کے کبوتر ذبح کر کے اس کے سامنے پھینک دے۔ در مختار میں ہے:

يكره اصحاب الحماقات ولوقي يرجهان كان
يخبران سب ينظر او حطب ، فان كانت
يخيرها فوق اسطى عطفا على عوس
المسلمين ويكره عجات الناس يرميه
تلك الحماقات عزم وسمع اشد النعم ،
فان لم يمتنه وبها المحتسب ، وهو
في لوهائية بوجوب التعرير ودينه
وسم نقيدة بما مرو له و اعتمد عاداتهم

کبوتر دکھنا اگرچہ اپنے رگوں میں ہوں کر وہ ہے جسکے
کبوتر باز کے لوگوں کے گھروں میں نظر کرنے یاد و دل
کے کبوتر اپنے کبوتروں میں ملانے کے سبب سے
لوگوں کو ضرر پہنچے، اور اگر چھت پر چڑھ کر کبوتر اڑتا ہے
جس سے مسلمانوں کی بے پردگی ہوتی ہے یا کنکریں
پھینکتا ہے جس سے لوگوں کے برتن اور شیشے ٹوٹ
جاتے ہیں تو یہ تحریر کی جلتے، اگر باز آئے تو
حاکم مختص اس کے کبوتروں کو ذبح کرے، جس کا
کی تصریح کی ہے لوگوں کی بے پردگی کی قید کا ذکر نہیں
اس قید کو ترک کیا ہے۔ (ت)

اقول بلکہ ان کا خیال اڑانا کہ کسی کی بے پردگی ہو نہ ننگریوں سے نقصان، خود کب ظلم شدید سے خالی ہے جبکہ روایح زمانہ کے طور پر ہو کہ کبوتروں کو اڑاتے ہیں اور ان کا دم پرٹمانے کے لئے (جس میں اصل دینی و دنیوی نفع نہیں فی حدی کا خیال کہ ان کے زمانہ میں تھاب خواب و خیال و افسانہ ہو گیا ہے نہ ہرگز یہ نہ تہاں کا مقصود، نہ کبھی ان سے یہ کام کوئی لیتا ہے) محض بے فائدہ اپنے یہودہ بے مسمی شوق کے واسطے انھیں اڑانے نہیں دیتے وہ تھک تھک کے پیچھے گرتے ہیں یہ مار مار کر بھڑاڑا دیتے ہیں، صبح کا دانہ دیر تک کی محنت شاقہ پرواز سے ختم ہو گیا بھوک سے بیابا ہیں اور یہ غل چاکر بانس دکھا کر آئے نہیں دیتے خالی معدے شہر تھکے اور کسی طرح نیچے آئے، دم لینے، روانہ پانی سے اداسی ٹھکانے کرنے کا حکم نہیں۔ یہاں تک کہ گھنٹوں اور گھنٹوں سے پہروں انھیں

اسی عذاب شدید میں رکھتے ہیں، یہ خود کیا کم ظلم ہے اور ظلم بھی بے زبان ہے گناہ جانور پر کہ آدمیوں کی ضرورت سانی سے کہیں سخت تر ہے،

کسی سببی و کانت ہذا ان شاء اللہ تعالیٰ ملحوظ
جیسا کہ عنقریب آئے گا، اور گریا کر یہ ان شاء اللہ
اطلاق، العلامة ابن وہبان والیہ المستعان۔
قہارے علامہ ابن وہبان کے، طلاق میں ملحوظ ہے
اور اللہ تعالیٰ سے ہی مدد طلب کی جاتی ہے (ت)

بے درگزرانی معصیت نہیں معلوم ہوتی اپنے اوپر قیاس کر کے دیکھیں اگر کسی عالم کے پاس لے پڑی کہ وہ میدان میں ایک
دارہ کھینچ کر ٹھنڈوں، ان سے کاوا لٹٹے کو کہ یہ جب تھکیں پست ہو کر رگیں کوڑے سے خبر لے، ان کا دم چڑھ جائے
جائی تمک جائے، بھوک پیاس بھید سائے، مگر وہ کوڑا لے تیار ہے کہ رکنے نہیں دیتا، اس وقت ان کو خبر ہو کہ
ہم بے زبان جانور پر کیا ظلم کرتے تھے۔ دنیا گزشتی ہے، یہاں ان کا مشرٹا جاری نہ ہونے سے خوش نہ ہوں ایک
دن انصاف کا آسنے والا ہے جس میں شاخدار بکری سے مٹی کی بکری کا حساب لیا جائے گا حالانکہ جانور غیر مکلف ہے
تو تم مکلفین کہ تمہارے ہی لئے ثواب و عذاب و جنت و جہنم تیار ہوئے ہیں کسی گنہگار میں ہر دہاں اگر نادان سقر میں
کاوا کا شاپڑا کہ وہاں جسوا دھاقا (پوری پوری جزا۔ ت) ہے تو اس وقت کے لئے طاقت مہیا کر رکھو
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیتے ہیں

دخلت امرأة النار في هرة ربطتها فسلم
ایک عورت جہنم میں گئی ایک بلی کے سبب کہ اُسے
تقطعت بها ولم تذعها تأكل من حشاش
باندھ رکھا تھا نہ خود کھانا دیا نہ چھوڑا کہ زمین کا گھر پڑا
الامر مني فوجدت لها النار بذلك مروا
یا جو جانور رکھا کھاتی اس وجہ سے اس عورت کے لئے
المحاري عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما
جہم واجب ہو گئی (اس کو امام بخاری نے سیدنا
وحملته فوجدت من روایة الامام احمد
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا
عن جابر بن عبد الله رضي الله عنهما۔
اور جلد "فوجدت" (یعنی اس عورت کے لئے جہنم

واجب ہو گئی) حضرت امام احمد بن حنبل نے بروایت سیدنا حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ذکر فرمایا۔ ت
اور جب گہو تر بازی یرون مسجد اپنے گھر میں بھی حرام ہے تو مسجد میں کس درجہ اشد سخت تر حرام ہوگی، بادشاہ

سے القرآن الحکیم ۲۶/۷۸

سے صحیح البخاری کتاب بئالخلق باب غیر مال المسلم غنم الہ
قدیمی کتب خانہ راجی ۲۶۰/۱
سے مسند احمد بن حنبل از مسند جابر رضی اللہ عنہ دار الفکر بیروت ۲۳۵/۲

جبار قہار کی ایک نافرمانی اپنے گھر میں بیٹھ کر کیجئے اور ایک نافرمانی خاص اس کے دربار میں کہ یہ نافرمانی کے علاوہ دربار کی توہین اور بادشاہ کو معاد اللہ جہ قدر سمجھنے پر دال ہے، اگر واقعی دل میں یہی ہو کہ مسجد کیا محلِ ادب ہے جس میں گناہ سے رکتے جب تو خدا سے کفر ہے ورنہ جرم پہلے سے اضمناً قاتلاً اللہ ہو جانے میں شک نہیں وہ مسجد جس میں دنیا کی مباح باتیں کرنے کو بیٹھنا نیکیوں کو کھانا ہے جیسے، گگ لکڑی کو۔ فتح القدیر میں ہے: لکلام الحب حذیہ مکروہ یا کل الحسنات۔ مسجد میں کلامِ مباح بھی مکروہ ہے اور نیکیوں کو کھا جاتا ہے۔ (ت)

اشباہ میں ہے:

انہ یا کل الحسنات کما تا کل النار المحطب۔ بیشک وہ نیکیوں کو جوں کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔ (ت)

امام ابو عبد اللہ نسفی نے طرک شریف میں حدیث نقل کی کہ:

الحدیث فی المسجد یا کل الحسنات کما تا کل المہیئة الخشیش۔ مسجد میں دنیا کی بات نیکیوں کو اس طرح کھا جاتی ہے جیسے چوپایہ گھاس کو۔ (ت)

غزالیوں میں غزالی لفظ سے ہے

من تکلم فی المسجد بکلام الدنیا اجعل اللہ تعالیٰ عنہ عملہ ربعین سنۃ۔ جو مسجد میں دنیا کی بات کرے اللہ تعالیٰ اس کے چالیس برس کے عملِ اکارت فرما دے۔

اقول و متلہ لا یقال ما لرائی (میں کہتا ہوں کہ اس قسم کی بات راستہ اور اصل سے نہیں کہی جاسکتی۔ ت) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

میکون فی آخر الزمان عاصف قوم میكون حدیثہم فی صاحبہم لیس اللہ فیہم حاجۃ شیء رواہ ابن حبان

۱/۲۳۳ فتح القدیر کتاب القنوت فصل ویکرہ استقبال القنوت بالفرج فی الخلاء مکتبہ نور درصویہ سکھر

۲/۲۳۳ اشباہ والنظائر الفہم الثالث القول فی احکام المساجد اذارة القرآن کراچی

۳/۲۴۹ امدارک (تفسیر نسفی) سورة لقمان آية ومن ان سمن میشری دار الکتاب العربی بیروت

۲/۲۳۳ غزالیوں البصائر مع الاشباہ والنظائر الفہم الثالث فی احکام المساجد اذارة القرآن کراچی

۹۹ من موائد النکاح الی زوائد ابن حبان کتاب المواقیت حدیث ۳۱۱ المطبعة السلفیہ مدینہ منورہ

ناجائز کام کرنے کا کیا حال ہوگا، مسجد میں کسی چیز کا مول لینا بیچنا خرید و فروخت کی گفتگو کرنا ناجائز ہے مگر معتکف کو اپنی ضرورت کی چیز مول لینی وہ بھی جبکہ جمع مسجد سے باہر ہی رہے مگر ایسی خفیف و لطیف و تحلیل شدہ جس کے سبب نہ مسجد میں عذر کے نہ اس کے ادب کے خلاف ہو اور اسی وقت اسے اپنے اطفال یا سحری کے لئے درکار ہو،

استثنیٰ تفقہا لانه مادون له فی احضار
هذا قطعا ولا یؤمر بالخروج للملاک
والشرب۔

اس چیز کا استثنا میں نے بطور تفہیم کیا ہے کہ نہ کہ معتکف کو اس قسم کی اشیاء مسجد میں لانے کی قطعاً اجازت ہے اور اسے کھانے پینے کے لئے فروغ کا حکم نہیں کیا جائے گا۔ (ت)

اور تجارت کے لئے بیع و شراک معتکف کو بھی اجازت نہیں، استثناء میں ہے،
یسع من البیع والشراء لغير معتکف
یحیور له بقدر حاجته ان لم یحضر المسجد۔

معی میں بیع و شرا غیر معتکف کے لئے مسموع ہے اور معتکف کو بقدر حاجت جائز ہے جبکہ سامان بیع مسجد میں نہ لایا جائے (ت)۔

رد المحتار میں ہے،

لشرط ان لا یكون للتجارة بل یحتاجه
لنفسه او عیاله بدون احضار السعة۔

بشرطیکہ وہ تجارت کے لئے نہ ہو بلکہ معتکف کو اپنی ذات یا اہل و عیال کے لئے اس کی ضرورت ہو اور وہ سامان بھی مسجد میں حاضر نہ کیا گیا ہو (ت)۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

حبوا ما احبکم صبیانکم ومجانینکم
وشراءکم وبعیکم وخصوماتکم ورافع
اصواتکم۔ رواة ابن ماجة عن مکحول
عن واثلة وعبد الرحمن فی مصنفه۔

اپنی مسجدوں کو بچاؤ اپنے نا بچہ بچوں اور مجنونوں کے جاننے اور خرید و فروخت اور جھگڑوں اور آواز بلند کرنے سے۔ اس کو ابن ماجہ نے کھول سے اور انہوں نے واسطہ سے روایت کیا جبکہ امام عبد الرزاق

لہ الاشبہ والنظائر الفن الثالث القول فی احکام المسجدا إدارة القرآن کراچی ۲۲۲/۲
رد المحتار کتاب الصلوة باب ما یفسد الصلوة دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۲۵/۱
لہ سنن ابن ماجہ ابواب المساجد ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۵۵

مکحول عن معاذ بن جبل رضي الله تعالى عنه. نے اپنے مصنف میں مکحول سے اور انھوں نے حضرت
 معاذ بن جبل رضي الله تعالى عنه سے روایت فرمایا۔

رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فرماتے ہیں،

اذ سَأَيْتُمْ مِنْ يَمِينِ أَوْ يَسَارِ فِي الْمَسْجِدِ فَقُولُوا
 لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ تَجَاءَلَتْ إِذَا سَأَيْتُمْ مِنْ يَمِينِ
 يَنْشُدُ خِلَالَهُ فِي الْمَسْجِدِ فَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
 عَلَيْكَ بِمَا وَكَلْنَاكَ التَّهْمُذِي وَقَالَ
 حَسَنٌ صَحِيحٌ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ خَزِيمَةَ وَالْحَاكِمُ
 بِسَنَدٍ صَحِيحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ
 اور امام حاکم نے سند صحیح کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرمائی۔
 دوسری صحیح روایت میں ارشاد فرمایا،

قُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عَلَيْهِ سَلَامٌ الْمَسْجِدِ
 لَمْ تَمْنُ لِهَذَا إِلَّا بِمَا وَكَلْنَاكَ رَضِيَ اللَّهُ
 تَعَالَى عَنْهُ۔

اس سے کہو اللہ تیری گمشدہ چیز تجھے نہ ملائے
 مسجد میں اس نے میں بنی ہیں کہ ان میں اگر گمشدہ
 چیزوں کی تفتیش کرو (اس کو امام مسلم نے حضرت
 ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرمایا)
 سبحان اللہ! جب دوسرے کا مال بخوشی برضا و رغبت دام دے کر مول لینے کی بات چیت کر لے پیر
 احکام میں تو پر ایسا مال بلا رضا بلا اجازت غصباً پکڑ لینے کے لئے مسجد میں اپنے کبوتر چھوڑنا، دانہ پانی ڈالنا،
 قابو چلے تو پکڑ لینا کس درجہ سخت اشد عظیم و باوقار موجب ہو گا اور طیر بازی کہ اُن کے لڑانے سے عبارت
 ہے اس سے بھی سخت تر ہے کہ وہ بلا فائدہ بلا وجہ اپنے ناپاک شوق کے لئے جا فروشوں کو ایذا دینی ہے۔ ہر دیش
 میں ہے۔

نہی رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا
 عَنْ التَّحْرِيشِ فِي الْمَسْجِدِ بِمَا وَكَلْنَاكَ ابْنُ خَزِيمَةَ
 جافروں کو باہم لڑانے سے (اسے ابو داؤد

سے جامع الترمذی کتاب المیراث باب النسي عن أبي الحسن دہلی ۱۵۸/۱
 سے صحیح مسلم کتاب المساجد باب عن تشد الضالة في المسجد قديمي كتيب خانہ کراچی ۲۰/۱
 سے جامع الترمذی کتاب الجہاد باب ما جاز في التحريش بين ابهائم امين كتيب دہلی ۲۰۲/۱

والترمذی وقال حسن صحیح عن ابن عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ اور امام ترمذی نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ

عنها سے روایت فرمایا اور امام ترمذی نے اسے

حسن صحیح قرار دیا۔ (ت)
عبار فرماتے ہیں مسلمان پر ظلم کرنے سے ذمی کافر پر چوناہ سلطنت اسلام میں رہتا ہو ظلم کرنا سخت تر ہے

اور ذمی کافر پر ظلم کرنے سے بھی کافر پر ظلم کرنا سخت تر ہے، در مختار میں ہے،
جاء زکوب الثور وتحببہ والنکاح علی الخجیر
بلا جھد وصعب، اذ ظلم الدابة اشد من
الدمی و ظلم الدمی اشد من المسلم
بیل پر سوار ہونا اور بوجھ لانا اور گدھے کو بل میں چوتنا
جائز ہے جبکہ مشقت و تشدد کے بغیر ہو، کیونکہ جانور
پر ظلم ذمی پر ظلم سے اور ذمی پر ظلم مسلمان پر ظلم سے
زیادہ بُرا ہے (ت)

اس مسئلہ کی کمال تحقیق و تفصیل فقیر کے فتاویٰ مجلہ جہاد کتاب المنظر والا باحتہ میں ملاحظہ ہو، جو لوگ
ان افعال شنیعہ میں شریک ہوں وہ تو ظاہر شریک ہیں اور جو شریک نہ ہوں راضی ہوں وہ بھی شریک ہیں اور گناہ
عند میں جحد دار، بلکہ اگر راضی مابین معنی ہوں کہ ان افعال کو خوب ولسنہیدہ جانتے ہوں تو ان کا حکم سخت تمہارے
کہ گناہ گناہ ہے اور اسے اچھا جواب نہ۔ اور جو کہ وہ سب قدرت تعالیٰ نے کریں، نسب دہ کریں متولی مسجد ہو خواہ
اہل مسجد خواہ غیر وہ سب بھی گنہگار و ماعوذ و گرفتار ہیں، اس کی مثال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے یہ بیان فرمائی کہ ایک جہاز میں کچھ لوگ سوار ہیں تنق والے چھتری پر پانی بھرتے آتے چھتری والے تکلیف
پاتے آتے تنق والوں نے کہا ہم نیچے جہاز میں سوراخ کر لیں کہ یہیں سے پانی بھر لیا کریں کہ اوپر جہاز میں چھتری
والوں کو یقین نہ ہو، اب اگر چھتری والے انھیں نہ روکیں اور سکوت کریں تو نرسے وہی نہ ڈوبیں گے بلکہ یہ وہ
وہ سب ڈوبیں گے اور روک دیں تو یہ اور وہ سب نجات پائیں گے۔ یہی حال گناہ کرنے والوں اور باوصف
قدرت انھیں نہ روکنے والوں کا ہے رواۃ البخاری والترمذی عن النعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما
(اسی کو امام بخاری و ترمذی نے نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ ت) اور فرماتے ہیں

لے در مختار کتاب المنظر والا باحتہ فصل فی البیوع مطبع مجتبائی دہلی ۲/۲۴۹
لے صحیح البخاری باب الشریکۃ ۱/۳۲۹ و کتاب الشهادات ۱/۳۶۹ قدیمی کتب خانہ کراچی
جامع الترمذی اربع اب الفتن امین کمپنی دہلی ۲/۴۰
فت، کتاب المنظر والا باحتہ مکمل بارہ جلدوں میں سے اب مطبوعہ دسویں جلد ہے۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، پہلے نقص بنی اسرائیل میں یہ آیا کہ اُن میں ایک گناہ کرتا دوسرا اسے منع تو کرتا مگر اُس کے نہ مانتے پر اُس کے پاس اٹھنا بیٹھنا اس کے ساتھ کھانا پینا نہ چھوڑتا، اس کے سبب اللہ تعالیٰ نے اُن سب کے دل یکساں کر دیئے اور ان سب پر لعنت اتاری، سداۃ الیود داؤد و الترمذی و حسنہ عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ (اس کو ابو داؤد و ترمذی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا)۔ ترمذی نے اس کو حسن قرار دیا۔ تہ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

کانوا لایقنوا ہوں عن متکو فعلوہ لبفس
یعنی ان پر لعنت اس لئے ہوئی کہ آپس میں
ایک دوسرے کو بڑے کاموں سے روکتے نہ تھے
جیشک پر اُن کا بہت ہی بُرا کام تھا۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو قفسِ توبہ نصیب فرمائے، آمین! واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۱۵۰ از کتب خیر ضلع سورت

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسلمانان ہندوستان بہ طائشِ معاشِ جہول، فریقہ کے علاقہ ٹرنسوال میں جا کر آباد ہوئے، انھوں نے اس جگہ میں مسجدیں بنائیں، اب وہاں کی گورنمنٹ نے ان پر طرح طرح کے ظلمی قانون نافذ کر رکھے ہیں جس کی وجہ سے ان کا مذہب و دین مشکل ہو گیا ہے۔ پس اگر یہ لوگ وہاں سے نقل مکان کریں تو دوسرے مذہب کے لوگ یقیناً مسجدوں کے مالک بن کر اُن کو اپنے تصرف میں لائیں گے، لہذا اُس جگہ سے اثاثہ مسجد کو منتقل یا فروخت کر کے دوسری جگہ جہاں مسلمانوں کی آبادی ہے اس سے مسجدیں بنائی جائیں تو درست ہے یا نہیں؟ جیسوا تو جروا۔

الجواب

اگر ٹرنسوال میں کبھی سلطنتِ اسلامی نہ ہوئی تھی جیسا کہ یہی ظاہر ہے یا ہوئی تھی اور پھر ایسی غیر قوم کا تسلط ہو گیا جس نے شعارِ اسلام مثل عجم و جماعت و اذان و غیرہ کی یکسر بندش کر دی اگرچہ بعد کو اُسی قوم یا اُس کے بعد کسی اور قوم نامسلمان نے اجازت بھی دے دی ہو جب تو نہ مسلمان کو اُس میں وطن بنانے کی اجازت ہے نہ وہ مسجدیں مسجدیں بنائیں کہ بنی مسجد انی بیریہ کما فی الصلوٰۃ العلمیۃ بل اضعف و

بطل (یر تو جیٹل میں مسجد بنانے والے شخص کی طرح ہوا، جیسا کہ عالمگیر یہ میں ہے بلکہ ان مساجد مزعومہ کا حکم تو اس سے بھی زیادہ ضعیف اور کمزور ہے۔ ت۔ اس حالت میں بلا تکلف اُن مکانات کو جنہیں مسجد سمجھے جاتے ہیں مع زمین و عمارت سب بیچ ڈالیں اور بیچ نہ سکیں تو عمارت توڑ کر جہاں چاہیں لے جائیں یہ غلط یا قیمت بانیوں کی ملک میں اور اگر اُس علاقہ میں پہلے سلطنت اسلام ہو چکی تھی اور بعد کی قوموں نے بھی جملہ شعائر اسلام کی بندش نہ کی بلکہ بعض ہمیشہ جاری رہے اور اب جاری ہیں تو اس صورت میں اگر مسلمانوں کو ان میں توطن ملے مسجد کی اجازت تھی مگر جب حالت وہ ہے جو سوال میں مذکور ہوئی تو عذر بیچ کر یا بعیہ دوسری جگہ سے جانے اور وہاں اُس سے مسجد بنانے کی اجازت ہے۔

عمر ما فصله وانقعه اعلامه الشاھب رحمہ
اللہ تعالیٰ فی ساد الحقار و دکر مد مند علی
افتائہ من قبل بخلاف ذلک علیہ واجب
الیہ۔ و اللہ تعالیٰ اعلم۔

اس مسئلہ کی تفصیل و نتیجہ عن مرشد شامی نے رد المحتار
میں فرمائی اور اس سے قبل حکم مذکور کے خلاف اپنے
جاری کردہ ایک فتوے پر افسوس و ندامت کا اظہار
کیا اس کی طرف رجوع کرنا چاہتے۔ واللہ تعالیٰ
اعلم۔ دت۔

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و محدثین تین مساجد دیں ہیں: ا ب ج د ہ ایک مسجد
ہے، ا مسجد، ب مسجد، ج نالی مسجد برائے وضو، د نالی مسجد، ہ متعلق مسجد۔ سوال
یہ ہے کہ مقام ہ پر نماز پڑھنا اس قدر ثواب رکھتا ہے جس قدر مکان پر نماز پڑھنے سے ثواب؟ کیونکہ مقام ہ
جمع اہل محلہ کی راستے سے بڑھایا گیا ہے۔

الجواب

جبکہ وہ زمین متعلق مسجد تھی اور جمیع اہل محلہ کی راستے سے جبراً مسجد کرنی گئی تو اب وہ مسجد ہو گئی اور
اس میں نماز کا وہی ثواب ہے جو مسجد میں۔

فی لہندیۃ عن المصنعات عن اکثر مسجد
امراہدہ ان یجعل الرجبة مسجد
لہم ذلک۔ و فیہا حق الخلاصۃ
وقف علی مسجد و لا یمن بجنبہ ذلک

ہندیہ میں مضمونات سے بجا اور کمزور ہے کہ ایک مسجد
والوں نے چاہا کہ برآء کو مسجد بنالیں تو انہیں یہ اختیار
ہے۔ اسی میں خلاصہ سے منقول ہے کہ ایک زمین
مسجد پر وقف ہوئی اور مسجد کے پہلو میں ایک وقف

سہار۔ مختار کتاب الوقف مطلب فیما یوزن المسجد وغیرہ دارایام التراث العربی بیروت ۳/۳۷
۳۷۶/۲ فتاویٰ ہندیہ باب الحادی عشر فی المسجد لورانی کتب خانہ پشاور

المسجد و اراد اوقات یزید و اقی المسجد
شیئا من الارض جائز لکن یوقعت
الامراف القاضی لیا دن لهم ومستعمل
الوقت کالدور والمجانوت علی هذا
ومثله ف ش عن البحر عن
الحاشیة وفيه عن الفتح ولوضاق
المسجد و بحنبه امرض وقفت
علیه حانوت جائز ان یوخذ و
یدخل فیہ آله و معلومان الجماعة
کالقاضی حیث لا قاضی وقف
الدور المختار لم یختص ثواب
الصلوة فی مسجد و صلی
الله تعالیٰ علیہ وسلم بما کانت
فی منتهی - والله تعالیٰ اعلم -

زمین خالی پڑی ہے مسجد والوں نے چاہا کہ اس خالی
زمین کا کچھ حصہ مسجد میں شامل کر کے مسجد میں اضافہ
کر لیں تو باز رہا، لیکن وہ یہ معاملہ قاضی کے سامنے
پیش کریں تاکہ وہ انھیں ایسا کرنے کا اذن دے دے
اور وقف آمدنی کے لئے گھر اور دکان کا بھی یہی حکم ہے
اور اس کی مثل کش میں جو سے جو ادغام ہے اور
اسی میں فتح سے منقول ہے کہ اگر کوئی مسجد تنگ ہے
اور اس کے پہلو میں اسی مسجد کے لئے ایک وقف
زمین ہے جس پر دکان بنی ہوئی ہے تو اس کو (بغرض
توسیع) مسجد میں داخل کر لیا جائز ہے اور یہ
بات معلوم ہے کہ جہاں قاضی نہ ہو وہاں جہاں مست
مسلمین قاضی کی مانند ہے، اور درمختار میں ہے
کہ مسجد نبوی میں ماہ پر پڑنے کا ثواب صرف اسی مسجد
کے ساتھ محقق نہیں جو حد رسالت میں تھی۔ (ت)

واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۵۲ از خلیع کبرے ڈاکٹر نمونہ اسوداران مقام نجیب نگر مسئلہ مرادہ نجیب رحمان خان قلعہ دار

۱۹ شوال ۱۳۲۷ھ

عالیجناب حاجی مولوی احمد رضا خان صاحب زاد فیضکم ریس از تسلیم مسنون نیاز مشن !
مزارش مدعا یہ ہے کہ راقم نے جو مسجد جدید تعمیر کرائی اس میں ایک مختصر سا باغچہ ہے جس میں اکثر اشجار ثمر دار ہیں
اور مرچیں وغیرہ بھی ہوتی ہیں۔ آپ کی خدمت میں التماس ہے کہ براہ کرم حکم شریع شریف سے معزز فرمائیے کہ
ان اشیاء کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟ اگر استعمال جائز ہے تو کس طریقہ سے؟ جواب سے مسند

ملہ فتاویٰ ہندیہ کتاب الوقت الباب الحادی عشر فی المسجد نورانی کتب خانہ پشاور ۴۵۹/۲
ملہ ردالمحتار کتاب الوقت دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۸۲/۲
ملہ درمختار

الجواب

خاص مسجد میں باغیچہ ہونے کے تو کوئی تسمی ہی نہیں۔ اگر یوں ہے کہ جس زمین کا ایک قطعہ مسجد کیا ہے اُس کے دوسرے قطعہ میں باغیچہ ہے تو اس صورت میں اگر باغیچہ مسجد پر وقف نہ کیا گیا تو وہ ملک اصل مالک پر باقی ہے اسے اختیار ہے کہ اُس کے پھل جو چاہے کرے، اور اگر وہ بھی مسجد پر وقف کر دیا ہے تو اب اپنے صحت میں لانا اُسے جائز نہیں مگر پھل بیچ کر مسجد کے صحت میں لائے۔ اور اگر واقف نے یہی کیا ہے کہ جس زمین میں باغیچہ ہے خود اُسی کو مسجد کر دیا ہے یعنی باغیچہ کو وقف علی المسجد نہ کیا بلکہ خود اُس کی زمین کو مسجد کر دیا تو اس کے پھل تو اُس کے اپنے صحت میں لائے اور درخت کاٹ کر زمین ہموار کر کے مسجد بنائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ مسئلہ منشی حاجی محمد نور صاحب ۲۳ ربیع الآخر ۱۳۲۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و معتمدین شرع متین اہلسنت و جماعت تابع شرع دین محمدی سے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زیچ اس مسئلہ کے کہ ایک مسجد لب سڑک شارع عام جس کے تین طرف مائتہ اور دودرانسہ شرقی و جنوبی متصل ہمارے اس کے باقی جو تھے وہ حاررہمت میں ہیں اب دست و سفیدی و نگرانی اہل محلہ کرتے ہیں، چند عرصہ ہو، جو ایک مسماۃ نے از قول پنجابیوں اس قدر سجد میں اور اصرار کیا ہے یعنی ایک درجہ مسافر خانہ زیر و بالا و چار اندرون مسجد و دو غسل خانہ مستحق و مستقیر و دو کار دروازہ مسجد و بلندی مینار ہائے مع کلس طنائی و از سر نو فرش و استرکاری و، دیواریں و حجرہ و دکانات زیریں ہائے طرف مسجد تعمیر کر تیں طلقہ مسجد مکان ایک شخص کے جس نے بعد ائس تعمیر کے چند عرصہ کے بعد اپنے مکانات کو بند کیا اور دیوار پاکھائے مسجد پر اپنے مالامال کی دیواریں اور دروازے لگائے جس میں مینار مسجد کے آگے اور بنڈریہ ایک دروازہ کے جو چھت مسجد پر ہے آمد و رفت آدمیوں اور گھڑوں کی اکثر چھت مسجد پر مانتی ہے اور مسافر خانہ کی چھت پر اپنی کچھل رکھ لی اور حجرہ مسجد کی چھت کو اپنے بال خانہ کے صحن میں ڈال لیا اس شخص کو ہر چند منع کیا مگر نہ مانا، زبانی و تحریری کے ذریعہ سے اس نے ظاہر کیا کہ یہ مسجد وقف نہیں ہے یہ مسجد دار کا حکم رکھتی ہے مثل حمام اور چاہ کے میسے موزان کی ہے اور اب میری ہے یہ مالی موقوفہ نہیں ہے میری جائداد ہے حالانکہ ائس مسجد میں نمازیں باجاست پنجگانہ اور تراویح رمضان شریف و ختم قرآن مجید و نماز تہجد و عیدین برہجوم نمازیان محلہ و دیگر مسلمانان مدام پڑھتے ہیں اور پابندی امامت و مودنی و قیام طلباء و مسافران کی رہتا ہے تو ایسی صورتوں میں یہ مسجد وقف کار رکھتی ہے یا مکان کا جو وراثہ پہنچ سکتا ہے مع حوالہ کتاب و صفحہ کے جواب خطا فرمایا جائے

الجواب

وہ مسجد یقیناً مسجد ہے، شخص مذکور کا اُسے حکم دار میں جانا اور اپنے موردوں کی ملک ٹھہرانا ظلم و
 غصب ہے اور واحد قہار کی ملک دبا بیٹھنا ہے جب وہ عام طور پر مسجد مشہور ہے، بقول سے پنجگانہ جماعتیں
 جیسے، عیدیں، تراویح وغیرہ با مثل عام مسجد ہوتی ہیں، کوئی حق بلکہ اس میں غیر خدا کے لئے ثابت نہیں تو
 اُسے مسلمان تو مسلمان جو غیر مذہب والا بھی دیکھے گا مسجد ہی جانے گا، شخص مذکور کے باپ دادا کی دار
 ہونے کا صلہ لگان بھی نہ کر سکے گا، صورت مسجد کی عظمت مسجد کی بڑاؤ مسجد کا، شہرت مسجد کی، ایسے روشن
 ثبوتوں کے بعد بھی کسی عاصب کا دعویٰ مالکیت سنی لیا جائے تو ظالم لوگ تمام جہان کی مسجدیں دبا بیٹھیں،
 جس کے گھر کے پاس جو مسجد ہو وہ کہہ دے کہ اس کے باپ کا دار یا دادا کا محام ہے، آج کل دو چار
 آنے تک گواہیاں سمیٹتی ہوئی ہیں، آٹھ آنے میں دو گواہ دے دے، چلے فراغت شد، اللہ واحد قہار
 کی مسجد اُن کے باپ دادا کا ترکہ ہو گئی، تمام ہندوستان میں وہ گنتی کی کہ مسجدیں ہیں جن کے باضا بطبعہ
 وقف نامے لکھے گئے ہیں اور وہ دستاویزی محفوظ جوں اور اُن کے شاہ موجود ہوں تو یہ وہ ظالمانہ طریقہ
 ہے جس سے دنیا بھر کی تمام مسجدیں ظالموں غاصبوں کا گھرن جائیں اس سے بڑھ کر اور کیا ظلم ہو گا اور
 ظلم بھی کیسی حماقت کا جسے مسلمین و مسلمان کوئی سمجھ نہ پڑے، جب بھی قبول نہیں کر سکتا، بھلا مسجد تو
 مسجد ہے جس کی صورت جس کی گراب جس کے منار سے وغیرہ جو دودست گواہی دیتے ہیں کہ یہ اللہ واحد
 قہار کا گھر ہے۔ تمام کتابوں میں تصریح ہے کہ عام وقفوں کے ثبوت کو صرف شہرت کافی ہے پھر اس سے
 زیادہ در شہرت کیا ہوگی کہ تمام مسلمان اسے مسجد جانتے ہیں، مسجد کہتے ہیں، اذانیں ہوتی ہیں، پنجگانہ جماعتیں
 ہوتی ہیں۔ مجوز عیدین تراویح تم کی امامتیں ہوتی ہیں۔ مسلمان اپنے مصارف سے اس کی حرمت، اُن میں
 احافہ، اس کی عمارت کرتے ہیں۔ ایسی حالت میں اس کے مسجد ہونے میں وہی شبہ کر سکتا ہے جو زائچہ
 ہویا بن کا تازہ پکڑا برا جس نے کبھی مسجد کا نام نہ سنا یا پتا ہے دین بے حیا جو ساری دنیا کی آنکھوں پر
 اندھیری ڈال کر حد اکالی غصب کرنا چاہے، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ در مختار جلد ۳ صفحہ ۶۱ میں ہے،
 تقبل فیہ الشہادۃ بالشہرۃ حفظاً وقف میں شہادۃ شہرت بھی مقبول ہے تاکہ وقایہ
 ملاوقاف القدیمۃ عن الاستہلال فیہ قدیمہ ہلاک ہونے سے محفوظ رہیں۔ (د)

فتاویٰ قاضیخان جلد چہارم ص ۲۴۳ میں ہے :

جب گواہوں نے ان معاملات میں گواہی دی جن میں شہادت سماعت جائز ہے، اور کہا کہ ہم نے معائنہ نہیں کیا لیکن یہ ہمارے نزدیک مشہور ہے تو ان کی گواہی جائز ہے۔ (ت)

إذا شهد الشهود بما تجوز به الشهادة
بالتسامع وقالوا لم نعاين ذلك ولكن
اشتهر عندنا جازت شهادتهم

فتاویٰ عالمگیری جلد سوم ص ۱۳۷ میں ہے،

وقف میں شہادۃ تسامع یعنی سماعت کی گواہی مقبول ہے اگرچہ گواہ سماعت کی تصریح کر دیں کیونکہ بسا اوقات گواہ کی عمر بیس سال ہوتی ہے اور وقف سو سال سے ہوتا ہے، چنانچہ قاضی کو یقین سے علم ہوتا ہے کہ گواہ سنی ہوئی گواہی دے رہا ہے نہ کہ دیکھی ہوئی، لہذا اس صورت میں سماعت سے غامضی اور تصریح کرنے میں کوئی فرق نہ ہو گا۔
تعمیر الدین مرینی نے اسی معنی کی طرف اشارہ کیا ہے جیسا کہ فصول عمادیہ میں ہے۔ (ت)

وتقبل الشهادة في الوقف بالتسامع
وان صرحا به لان الشاهد بما يكومت
سنة عشرين سنة وتاريخ الوقف مائة
سنة فيتيقن القاضي ان الشاهد
يشهد بالتسامع لا بالعيان فادن لا فرق
بين السكوت والافصاح اشارة لظهير
الدين المرغينا في ابي هذا المعنى كذا
في فصول العمادية - منصف -

فتاویٰ خیریر جلد دوم ص ۲۷ میں ہے،

کمز میں ہے کہ حبیۃ ملک گواہ نے معائنہ نہ کیا ہو وہ گواہی نہیں دے سکتا سوائے نسب، موت، نکاح، دخول، ولایت قاضی اور اصل وقف کے، اور مختار و تنویر الابصار میں بھی اسی کی مثل ہے اور ان سب نے مطلق رکھا قدیم و جدید کو عام ہیں۔ (ت)

في الكثرة لا يشهد بما لم يعاينه الا في
النسب والموت والملك والدخول ولاية
القاضي واصل الوقف ومثله في
المختار وتنویر الابصار والحصل
من هو لا اطلق فعمم المتفاد
وغیره الخ

| | | |
|-------|--|-----------------------|
| ۵۵۵/۲ | فتاویٰ قاضیوں کتاب الشہادت فصل فی الشہادۃ | نوٹشور لکھنؤ |
| ۴۲۸/۲ | فتاویٰ ہندیہ کتاب الوقف الباب السادس فی الدعوی | نورانی کتب خانہ پشاور |
| ۲۹/۲ | فتاویٰ خیریر کتاب الشہادت | دار الفکر بیروت |

ہدایہ جلد دوم ص ۴۰۵-۵۱۰ میں ہے،

اما توقف فالصحيح انه تقبل الشهادۃ
بالتب مع في اصله دون شوائبه لانت
اصلہ ہوالدی یشترک
صحیح یہ ہے کہ شہادۃ تسماع اصل وقت میں جائز و
مقبول ہے نہ کہ ترابط وقت میں، کیونکہ اصل وقت
یہی شہرت پذیر ہوتا ہے۔ (ت)

بالجملہ شخص مذکور کا قول محض مدفوع و سخت باطل و نامسموع ہے، اس پر فرض ہے کہ مسجد کے
مناروں دیواروں اور اس کی اور اس کے حجرہ وغیرہ کی چھتوں کو اپنے ظالمانہ تصرفوں سے فوراً پاک کر دے،
جو کچھ عمارت مسجد کے پتھے وغیرہ کسی پر بنائی ہے فوراً ڈھا دے، جتنی راہیں اس کے یا گتوں کے آئے جانے
کی مسجد یا حجرہ مسجد کی سقف پر ہیں فوراً بند کر دے، وہ نہ ملنے تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ باضابطہ چارہ جوتی
کر کے اس کا دست تعدی مسجد سے کوتاہ کریں اور بالجبر ان ناپاک تصرفات کو مسجد سے دور کر دیں و انتہ
تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۳۔ مسئلہ حکیم سراج الحق صاحب بریلی مسجد بدراہ اسلام ۲۰ جمادی الآخر ۱۳۴۸ھ دو شنبہ
کی فرماتے ہیں ملائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے ۶۵ سال سے خارت از مسجد یعنی حوالی مسجد
کی اراضی میں مکان بنالیا ہے، اس میں رہتا ہے، اس نے ہر سہ پہر یعنی پھر ۱۰ سے اس مکان میں کچھ
مرغیاں کے پتے واسطے اپنے کھانے کے خرید کر کے پرورش کر دی جب اس کو فحاشی کی گئی تو اس نے فوراً مرغیوں
کو علیحدہ کر دیا اور بحضوری قلب اللہ تعالیٰ سے توبہ بھی دل سے کی علاوہ اس کے اور جو الزام کہ چھوٹے و تیرہ
کے لگائے گئے تھے ان سے زید توبہ کرتا ہے، اور کہا کہ یہ محض مجھ پر چھوٹا اتہام ہے آیا اس توبہ بحضوری قلب سے
نزدیک خداوند عالم کے پاک ہو گیا یا نہیں؟

الجواب

اللہ توبہ قبول کرتا ہے اگر اس نے سچے دل سے توبہ کی ہے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس گناہ سے
پاک ہو جائے گا مگر حوالی مسجد یعنی فنا سے مسجد میں جدید مکان بطور خود بنالینا اور اس کو اپنا مسکن کر لینا
اور وہیں پاخانہ چشایب کرنا یہ بھی حرام ہے اس کی توبہ سچی جب ہے کہ اپنے ان تصرفات کو بھی زائل کرے اور
مسجد کو گھرنے بنانے حوالی مسجد کا حکم بھی مثل مسجد ہوتا۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے،
بمسجد ادا محل حائز ادا مسک تسقط یعنی مسجد کو اگر دکان یا مکان بنالیا جائے تو اس کی

حرمتہ وھد لایجوز و الفاء تتم للمسجد
 فیکون حکمہ حکم المسجد کذا فی محیط
 المسرحی
 حرمت ساقط ہوگی بے ادنیٰ بے حرمتی ہوگی اور یہ
 حرام ہے اور فناء مسجد تابع مسجد ہے تو اس
 کا حکم بھی مثل حکم مسجد ہے، ایسا ہی محیط امام
 شمس الاندلسی میں ہے۔

اور یہ خیال کہ بہت مساجد میں مکان پیش امام و موقوف کی سکونت کو بنے ہوئے ہیں نفع نہ دے گا، علماء
 نے تصریح فرمائی ہے کہ مسجد بن جانے سے پہلے اگر بانی مسجد ایسا کوئی مکان بنا دے تو جائز ہے اور اس کے
 بعد اگر خود بانی مسجد آئے اور بنانا چاہے تو اجازت نہ دی گئی اگرچہ وہ یہ ظاہر کرے کہ اول ہی سے میری
 نیت اس کے بنانے کی تھی، درمختار میں ہے۔

لونی فوقہ بیتا لامام لا یضرب لاند من
 المصارح اما لو تمت المسجد یتشم
 اس، و السناء منہ و لو قال عنیت دلک لم
 یصدق تاتارخا یتہ فاذا کان ہذا فی
 الواقع فکیف بغیرہ فیجب ہدمہ و سو
 علی جدار المسجد۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 واقع کا یہ حکم ہے تو غیر واقع کو کیسے اجازت ہو سکتی ہے، لہذا ایسے مکان کو گراما واجب ہے اگرچہ مسجد کی
 دیوار پر ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ از احمد آباد گھیس محلہ غامشہ مرسلہ عبد الرحمن صاحب مع جہامت ۱۰ شعبان ۱۳۲۹ھ
 حضرت مولانا محمد و منافاضل اجل عالم بے بدل مولوی احمد رضا خاں صاحب! بعد آداب و
 تسلیمات کے آپ کی خدمت فیض رحمت میں دست بستہ ملتفت ہوں کہ یہاں احمد آباد میں اسلام
 میں رخنہ اندازی ہو رہی ہے آپ کو اللہ عز و جل نے وارث انبیاء کیا ہے واسطے اسلام میں اتفاق
 رکھنے کے بھائے اس کے اسلام میں تضائیت کی وجہ سے نا اتفاقی اڑھ بھیل رہی ہے، کئی فتویٰ پر
 آپ کی فہر دیگئی جس سے معلوم ہوا کہ آپ بردہ جانب کی گفت و شنید نہیں سنتے، ایک ہی طرف کی
 بات سن کر حکم لگانا انصافی ہے، خیر یہاں ایک جھگڑا پڑا ہے، مسجد ایک مدت سے بنی گئی ہے اور
 اسے فتاویٰ ہندیہ کتاب الوقف الباب الثادی عشر نورانی کتب خانہ پشاور ۴۶۲/۲
 کے درمختار کتاب الوقف مطبع مجتبیٰ دہلی ۳۶۹/۱

ایک مسجد اب بن رہی ہے، ہر دو جانب کے فتوے نکلے ہیں مگر دو فتوے آپ کی خدمت اقدس میں روانہ ہیں بغور ملاحظہ فرما کر جو حکم صحیح ہو روانہ کریں، آپ کی حق تحریر آنے سے ان شاء اللہ العزیز شرمٹ جائے ایسی امید ہے، والسلام۔

نقل فتوائے بریلی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شہر احمد آباد میں محلہ تاجپور پانچ پٹی میں سنت جماعت چھپوئوں کی جماعت میں عرصہ چند روز کا بڑا اختلاف دنیویہ کی وجہ سے دو ٹکڑے ہو گئے ہیں، ایک طرف آٹھ سو گھر ہیں اور ایک طرف پچاس گھر ہیں، دونوں فرقوں نے مکان مسجد بنانے کے لئے فریہ کئے، چھوٹی جماعت نے مسجد کی بنیاد اسی شروع کی، ان کو بڑی جماعت کی جانب سے ٹھیکہ یا گیا کہ تمہاری مسجد کی مغرب کی جانب بڑی جماعت کا مکان ہے، ان دونوں مکانوں کو مسجد بناؤ اور بنانے میں ہم مال کی مدد میں شریک رہیں گے، انھوں نے یہ وعدہ کیا کہ ہم فی الحال مسجد بناتے ہیں اور جب مغرب کی جانب مسجد بڑی جماعت والوں کی بنے گی تو ہم بیچ کی دیوار توڑ ڈالیں گے اس بڑی جماعت کی بھی مسجد قریب تیار ہونے کے ہے اب چھوٹی جماعت کو کہا جاتا ہے کہ بیچ کی دیوار توڑ کر دونوں مسجدوں کو ایک کر دو، اب چھوٹی جماعت کے بعض حضرات فرماتے ہیں کہ بیچ کی دیوار توڑ کر دونوں مسجدوں کو ایک کرنا جائز ہے۔ اب علمائے اہلسنت ہم فیضہم کی خدمات عالیہ میں عرض ہے کہ بیچ کی دیوار توڑ کر دونوں مسجدوں کو ایک کرنے سے نمازیوں کو گنہائش نماز کی اچھی طرح سے ہو جائے گی، اب اسی صورت میں بیچ کی دیوار کو توڑ کر مسجد کو ایک کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور مسجد کی دیوار چھوٹی جماعت والے توڑنے کا اسکا کریں تو ان کی مسجد میں نماز جائز ہوگی یا نہیں؟

الجواب

ہاں اہل محلہ کو اختیار ہوتا ہے کہ نماز کے لئے دو مسجدوں کو ایک کر دیں، اس کو ناجائز کہنا محض غلو و باطل ہے، درمختار میں ہے،

لهم لا تلهي المحلة نصب متولى وجعل المسجدين واحدا وعكس الصلاة لا يدرين او دكر في المسجد آه۔ اور یہ بھی اختیار ہے کہ دو مسجدوں کو ایک یا ایک کو دو کر لیں نماز کے لئے نہ کہ درس و ذکر کے لئے اھ۔

مگر چھوٹی جماعت والے اگر خوف نزاع و جدال وغیرہ کسی مصیحت صحیحہ شرعیہ کے باعث دیوار توڑ کر مسجدیں ایک
کھنے سے انکار کریں تو ان پر بھی جبر نہیں پہنچتا کہ جب ایک مسجد کو دو کر لینا جائز ہے کما تقدم علمت اللہ
اب لہم جعل مسجد واحد مسجدین (جیسا کہ در کے حوالے سے گزرا کہ ایک مسجد کو دو کرنے کا
اہل محلہ کا اختیار ہے۔ ت۔ تو دو کو دو رکھا کیونکر ممنوع ہو سکتا ہے، ہاں اگر اصل کوئی وجہ شرعی نہ ہو صرف
خود کے سبب تقریبی جماعت کریں تو ان کی بات دشمنی جائے گی کہ اس صورت میں وہ متعنت یعنی بے جا
ہٹ کرنے والے ہیں اور متعنت کا قول مسوع نہیں ہوتا،

فی الہدایۃ و غیرہا من القسۃ الاول متفق
بہ و غیر طلبہ و الثانی متعنت
حلو یعتبر بہ
ہدایہ وغیرہ میں قسمت کے باب میں ہے کہ اول
اس سے نفع حاصل کرنے والا ہے لہذا اس کا
مطالبہ معتبر ہے اور ثانی ہٹ دھرمی کرنے والا
ہے اس کا مطالبہ معتبر نہیں (ت)

رد المحتار میں قبیل استصناع ہے،

الاصول ان من حرج کلامہ تعنت و القول
لصاحبه بالاتفاق
قائد یہ ہے کہ جس کا کلام تعنت یعنی ہٹ دھرمی
پر ہی ہو اس کے مخالف کا قول بالاتفاق معتبر
ہوگا۔ (ت)

تو حسب صواب دید اکثر اہل جماعت اس دیوار حاصل کو ملودہ کر دیا جائے گا، رد المحتار میں ہے،
فی القسام خاصۃ سئل ابو القاسم عن
اہل مسجد اس و بعضہما انت یحصلوا
المسجد من حبة و الرحبة مسجد او
یتخذوا لہ بابا او یحولوا بابہ عن موضعه
وابی بعض ذلک قال اذا حتم اکثرہم و
اصلہم لیس لہما قل منعہم
تانا رخانیہ میں ہے کہ امام ابو القاسم سے یہ سوال
کیا گیا کہ بعض اہل مسجد ایک مسجد کو صحن اور صحن کو
مسجد بنانا مسجد کا دروازہ بنانا اور سابق دروازہ
کو اس کی جگہ سے تبدیل کرنا چاہتے ہیں جبکہ بعض
اس کا انکار کرتے ہیں تو کیا حکم ہے، آپ نے فرمایا کہ
اکثر و افضل حضرات متفق ہیں تو قل کو اختیار نہیں کہ
انہیں منع کریں (ت)

| | | | |
|-------|-------------------------------|-----------------------|---------------|
| ۴/۱۱ | مطبوعہ یوسفی بکھنہ | کتاب القسۃ | سہ الہدایۃ |
| ۲/۴۹ | مطبوعہ مجتہبی دہلی | کتاب البیوع باب السلم | سہ رد المحتار |
| ۳/۳۸۳ | دار احیاء التراث العربی بیروت | کتاب الوقف | سہ رد المحتار |

یوں ہی اگر اُس دیوار و تعداد کے باعث اہل محلہ پر مسجدیں تنگی کرتی ہیں کہ ایک تو دیوار نے جبکہ گھیری دوسرے دو اماموں کے باعث کئی ہوئی کہ خود امام ایک صفت کامل کی جگہ لیتا ہے اس وجہ سے اہل محلہ دونوں مسجدوں میں پورے نہیں آتے اور دیوار توڑ کر ایک جماعت کر دینے سے وسعت ہو جائیگی تو اس صورت میں وہ دیوار خواہی خواہی جسہ اگر دی جائیگی کہ تنگی مسجد کی ضرورت سے اُس کے قریب کی زمین یا مکان یا دکان ملک بل یا رضا مندی ملک بقیمت لینے کا اختیار حاکم کو ہے تو مسجد کو مسجد میں ملا لیتا بدرجہ اولیٰ، درجہ دوم ہے،

تو بعد مرض و دار و حاجت بحسب مسجد مسجد اگر تنگ ہو تو اس کے پہلو میں چوڑی میں مکان ضاق علی الناس بالقیمة گرہا درد یاد دہی ہے وہ قیمت دے کر تبرہ مسجد میں و عادیۃ یت داخل کی جاسکتی ہیں، در و عادیۃ (ت)

اور بہر حال چھوٹی جماعت والوں کے انکار کھنہ سے اُن کی مسجد میں نماز ناجائز ہونے کی کوئی وجہ نہیں خواہ ان کا تکار سُنا جائے یا نہیں کہ آخر وہ مسجد ہی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
کتبہ عبدالغنی قراب مرزا علی حیدر
الجواب صحیح - واللہ تعالیٰ اعلم



نقل فتوائے دہلی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک مسجد جس میں پنجگانہ نماز ۵۰۳ سے ہر روز ہی متعلق اُس کے اور ثانی مسجد بنائی گئی اس ضد پر کہ محلہ والوں کے دو گروہ ہو جائیں اور آپس میں تفرق پڑ جائے اور گلی مسجد کی آبادی میں فرق آئے پس اس ثانی مسجد کے لئے کیا حکم ہے؟ کیا اس میں نارحائز ہے یا نہیں اور اس کو مسجد کی تعمیر کا حکم دیا جائے یا نہیں؟

الجواب

صورت مسئلہ میں مسجد ثانی مسجد ضار کا حکم رکھتی ہے یعنی اس میں نہ پڑھنا منع ہے۔ اور حاکم وقت کو چاہئے کہ اس کو مسجد کی صورت میں نہ رہنے دے خواہ اس کو دم کر دیا جائے یا کوئی مکان دوسرا بنا دے جیسا کہ تفسیر جامع البیان میں آیت والذین اتخذوا مسجداً ضواًرًا ﴿۱۰۷﴾ اور دو لوگ جنہوں نے ضرر کے لئے ایک مسجد بنائی الخ۔ ت کی تفسیر میں لکھا ہے عبارت اس کی بلفظ یہ ہے:

قلنا اتوا بناذاتوا رسولاً لله صلى الله تعالى عليه وسلم حين سراجهم من تبوك وفانوا اتعنا مسجد الضعفاء واهل لعله واليلة البهيرة مدقن ان تصلى فيه وتدهو بالبركة فدرلت في تكديهم دامر رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم مهدمه فهدموا واحرقوا (ولا تقم فيه) في ذلك المسجد ابد مصوة نازل فرمائی، چنانچہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس مسجد کے گرانے کا حکم دیا لہذا لوگوں نے مسجد کو گرا کر جلا دیا، اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا کہ اس مسجد میں کبھی بھی نماز کے لئے قیام نہ فرمائیں۔ (ت)

جب انہوں نے مسجد کی تعمیر مکمل کر لی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نبوک سے واپس تشریف لائے اور کہا کہ یا رسول اللہ! ہم نے کمزوروں، بیماروں اور رات کی تاریکی میں نماز پڑھنے والوں کی خاطر مسجد بنائی ہے۔ ہماری تاس ہے کہ آپ اس میں برکت کے لئے دعا فرمائیں تو اللہ تعالیٰ سے ان لوگوں کی تکذیب میں یہ آیہ کریمہ نازل فرمائی، چنانچہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس مسجد کے گرانے کا حکم دیا لہذا لوگوں نے مسجد کو گرا کر جلا دیا، اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا کہ اس مسجد میں کبھی بھی نماز کے لئے قیام نہ فرمائیں۔ (ت)

محمد عبدالحق

نقل فتوائے ایران

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو شخص محض بغرض نفسانیت اور عداوت اور ضرر مسجد مقیم (یعنی جو پہلے بنی ہوئی ہو) مسجد بنا دے وہ مسجد ضار کے حکم میں ہے یا نہیں، اور ایسی مسجد بنائی جائے یا نہیں؟

فی العجب من المتأخین المتعصبین فی زعمانہ
 یبنون فی کل ناحیۃ مساجد طلبا لاسم و
 لاسم واستعدا لثامہم واقفاد ما یانہم
 ولم یاتوا فی ہذا الایۃ والقصۃ من
 تناعۃ ہلہم وسوء حالہم استفی
 ہمارے زمانے کے متعصب شاخ پر قیج ہے کہ
 شہرت، رسم، اپنی رفعت شان اور اپنے آبا و اجداد
 کی اقدار کے لئے ہر کونے میں مسجدیں بنالی ہیں
 اور اس آیت کریمہ اور ان لوگوں کی یہ افعالی اور
 بد حالی کے قصے میں غور نہیں کیا انتہی (ت)

کتبہ العبد بربیع الدین ابن سید شرف الدین صاحب مشہدی ثم الاحمد آبادی عفا اللہ تعالیٰ عنہما

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۛ فحمدہ ۛ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

محکم کہ فرمایاں سلیم، وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ !

عنایت نامہ مع فتاویٰ فریقین ملا، فقیر نے آپ کے فرمانے سے یہاں کے فتوے پر مکرر نظر کی و اُس
 طرف کے فتاویٰ کو بھی دیکھا جو یہاں سے لکھا گیا خالص حق و صحیح ہے اس میں بحمد اللہ تعالیٰ کسی کی طرف نہ ری
 نہیں حکم شرعی بیان کیا ہے کسی کے مخالف موافق ہو اس سے بحث نہ کی نہ کی جاسکتی ہے کیا آپ نے اُس
 میں یہ لفظ نہ دیکھے کہ چھوٹی جماعت والے گروہ رزات و بدال وغیرہ کی مصیبت شریعہ کے باعث دیوار
 توڑ کر مسجدیں ایک کرنے سے انکار کریں تو ان پر جبر بھی نہیں پہنچا، کیا آپ نے اس میں یہ لفظ نہ دیکھے کہ
 بہر حال چھوٹی جماعت والوں کے انکار سے اُن کی مسجد میں نماز ناجائز ہونے کی کوئی وجہ نہیں اُن جہات
 کو دیکھ کر آپ مصرات نے فریق اول کی طرف داری بھی ان جہات کو دیکھ کر وہ فریق آپ کی طرف داری سمجھے
 خلاصہ یہ ہو گا کہ دونوں فریق کی طرف داری ہے یعنی کسی کی طرف داری نہیں صرف بیان حکم سے عرض ہے والحمد
 للہ رب العالمین اور یہ الزام کہ آپ ہر دو جانب کی گفتگو نہیں سنتے ایک ہی طرف کی بات سن کر حکم
 لگانا انصافی ہے اگر آپ انصاف فرمائیں تو یہ الزام محض اصل ہے یہاں فتویٰ دیا جاتا ہے دارالقضا نہیں
 کہ فریقین کے بیان سننا تحقیقات امر واقعہ کرنا لازم جو مفتی تو صورت سوال کا جواب دے گا اس سے اُسے
 بحث نہیں کہ واقع کیا ہے نہ فریقین کا بیان سننا اس پر لازم نہ اُس کا کام۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ سوال اگر
 ظاہر البطلان ہو تو اس کا جواب نہ دے اور دے تو اس کی غلطی ظاہر کر دے تاکہ وہ اپنے فتوے سے
 باطل کا مددگار نہ بنے، یہاں بحمدہ تعالیٰ اس کا لحاظ رہتا ہے جس سوال پر برہنہ سے جواب گیا اُس میں کوئی

امریسا نہ تھا کہ صورت رسول کو غلط سمجھا جاتا مگر افسوس کہ اس طرف کے فتووں میں ایسے امرا کا نام لیا اصلاً نہ ہوا، ان کے سوالوں میں صورت یہ فرض کی تھی کہ دوسری مسجد کی بناء خدا سے کہ آپس میں تفرقہ ہو اور اگلی مسجد کی آبادی میں فرق آئے محض نفسانیت و عداوت و ہرزہ مسجد قدیم کے لئے بنائی ہے، ظاہر ہے کہ یہ بنانے والوں کے قلب پر حکم تھا کہ ان کی سیت یہ ہے اور نہ صرف یہ بلکہ صرف یہی ہے حالانکہ سیت کا جانا اللہ عز و جل کا کام ہے اور مسلمان پر بدگمانی سخت حرام ہے تو معنی صاحب کا منصب نہ تھا کہ اس صورت باطلہ کی تقدیر مان کر مسجد کے بنانے کو موجب عذاب ٹھہرائے اور حاکم وقت کو سزا اللہ خانہ خدا کے اُٹھانے پر ابھارے، ایسی جگہ صرف صورت پر حوالہ کا میل یا اس کدیے کی آڑ کہ جو چیز ایسی ہے اس کا حکم یہ ہے اہل عقل و علم و واقفیت حال زمانہ کے نزدیک برگزگانی نہیں جبکہ صراحتاً معلوم ہے کہ ایک فریق بنا واقعی علم شرعاً وہ صورت گمان یا فرض کر کے فتوے لینا چاہتا ہے جس کے فرض و گمان کا شرعاً سے اصلاً ہی نہیں نہ دوسرے کو جائز کہ اس کی بدگمانی مقرر رکھے۔

بولاد سعتہو ظن المؤمنون و ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب تم نے یہ بات سنی تو مومن مڑ
لنؤمنن بانفسہم حیوا۔ اور مومن عورتیں انہوں پر اچھا گمان کرتے دست

اور وہ اپنے اس فرض یا ظن کے ایک فریق سمجھان کو بدریہ فتویٰ صریحاً پہنچانا چاہتا ہے تو صرف اس صورت کا حکم بتانا اور اس کا حکم نہ بتانا صراحتاً باطل کہ وہ دیتا ہے جو ایک جاہل مسلمان کے لائق بھی نہیں معنی تو معنی،

ومن لم یکن عالماً باھل نہ ماتہ فہو جو اپنے اہل زمانہ کے احوال کو نہیں جانتا وہ
جاہل ہے۔ جاہل سے دست

اور حقیقت یہ کہ نہ صرف فریق دیگر بلکہ خود اس فریق کی بھی بدخواہی ہے بلکہ اس کی بدخواہی سخت تر ہے، فریق اول کی نیت اگر صحیح ہے تو ان کے فرض یا ظن یا نا فہم مغیبتوں کے اقوال و اُٹل سے اس کا کیا ضرر، مگر اس فریق کو جو بدگمانی اور مسلمانوں کو ایذا رسانی کی بیماری تھی وہ مغیبتوں کی تقریر و عدم انکار کے بعد پختہ ہو گئی،

فہکواواھنکو وامبا الدینت المصح وہ خود ہلاک ہوئے اور دوسروں کو ہلاک کیا دین تو

بندہ رہے ہیں کہ آپس میں بھی خانہ جنگی کریں اور نہ ہو سکے تو اتنا ضرور ہے کہ دنیوی بخش جانے دیں۔ فقہاء المؤمنون اخوة (بیشک تمام مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ ت) پر نظر فرما کر گلے مل لیں، فریق اول کو اپنی نیت معلوم ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے زائد اس کی نسبت جانتا ہے اگر واقع میں مسجد انہوں نے محض براہِ نفسانیت بقصد افراد مسجد سابق بنائی ہے تو ضرور وہ مسجد صراحتاً اسے دور کر دیں اور تب ہونی فریق دوم کو ہرگز حلال نہیں کہ مسلمانوں پر اتنی سخت یہ گمانی کر کے معاذ اللہ مسجد ڈھانا چاہیں اور ایسے بے معنی ناموں کے فتوؤں کی آڑ لیں جو اس سے زیادہ اور کیا ظلم کریں گے کہ مسجد گرانے کا حکم دیتے اور حاکم وقت کو بربادی خانہ خدا پر ابھارتے ہیں والعیاذ باللہ رب العالمین ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ لعظیم (اللہ تعالیٰ رب العالمین کی پناہ، بلندی و عظمت واسطے اللہ تعالیٰ کی عطا کیے بغیر نہ کسی کو گناہ سے بچنے کی طاقت ہے نہ سبکی کرنے کی قوت۔ ت) فقیر اپنے اس خط کی فعلی فریق اول کو بھی بھیجے گا کہ میں نے دونوں کی خدمت میں دست بستہ عرض کی ہے اور اصلاح کی توفیق دینے والا خدا ہے و سلام علیٰ حبیبہ اخواننا اہل السنۃ والجماعۃ (تمام اہلسنت و جماعت پر سلامتی ہو۔ ت) فقیر احمد رضا قادری رحمہ اللہ ۱۰ شعبان المعظم ۱۳۶۹ ہجریہ قدسید علی صاحبہا وآلہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ آمین!

مسئلہ ۱۵۶ از ماہرہ مطہرہ ضلع آیتہ مستولہ جناب سید علی شاہ حسن میاں صاحب خزہ ماہ مبارک ۱۳۶۹ھ کیا فرماتے ہیں علامہ دین اس مسئلہ میں کہ مسجد مسقف میں شدت گرما کے سبب مصلیوں کو تکلیف ہوتی ہے اور پسینہ کی کثرت وجس کی وجہ سے ادائے فرض میں نقصان اور خلل ہوتا ہے ایسی حالت میں اس کے انسداد کے لئے اگر مسجد میں سقفی بادکش لٹکایا جائے تو یہ بھی جو بحالت معذوری و مجبوری کیا گیا ہے خلاف آداب مسجد و منافق احکام شریعت تو نہ ہوگا، یتوا تو جروا۔

الجواب

موسم گرما ہمیشہ سے آتا ہے اور عرب شریف میں آتا تھا اور مکہ معظمہ میں گرمی یہاں سے صحت تر تھی اور ہے، اس میں نہ کوئی معذوری ہے نہ مجبوری، ورنہ ہر زمانے اور ہر مقام میں اس کا علاج ملحوظ ہوتا کہ انسان سے معذور و مجبور کبھی نہیں رہتا، نماز عبادت و بندگی ہے اور بندگی کمال تذل و فرقتی نہ کہ خدمت مفتا اور عین و دربار بے نیاز میں خادم کو مقرر کرنا کہ ہم کو پنکھا جھٹھکھریوں میں جو فرشی پٹکھے ہوتے ہیں اس میں

اصل مقصود حاکم ہوتا ہے کہ خود وہ ایک عاجز و محتاج ہے جسے گرمی سردی سب مستاتی ہے بلکہ اور بہت سے جہان کشوں کی نسبت وہ زیادہ محتاج ہے نکھا اس کے لئے لگاتے ہیں قدم اس کے لئے نکھیچتے ہیں حاضرین یا قریب اس سے ہوا پاتے ہیں اس سبب سے وہ بے ادبی خلاف ادب و ریا نہیں گنا جاتا۔ یوں دیکھئے بلکہ یوں کہ کوئی شخص و ریا شہری میں حاضر ہو اور اپنا خادم مقرر کرے کہ بادشاہ کے سامنے مجھے دستی تھیل کیا اسے بلکہ ادب نہ کیا جائے گا، بیشک کہا جائے گا، اور اب مسئلہ میں قدرے زیادہ بیان اور ادائے فرض میں عذر خلل و نقصان کا جواب فقیر کے فتاویٰ میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۵۸ از احمد آباد محلہ پانچ پیلے تاجپور ۱۴ رمضان ۱۳۲۹ھ

ایک مسجد جنگل میں ہے جس کی تولیت پھیسوں کی جماعت کرتی ہے اور وہ منہدم و مسمار ہو گئی ہے اور اس کی صرف ایک محراب ہی باقی ہے اور اس مسجد کے تمام پتھر لوگ چرا لے گئے، اب اس صورت میں وہ محراب دوسری مسجد میں لگانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

جبکہ اُس مسجد شہید شدہ کا آباد کرنا فرض ہے نا ممکن ہو گا اور اس کی طرف کوئی راہ میسر نہ ہو اور چہر اس کے مال پر دست در دی کر رہے ہیں تو یہی صورت میں اس ضرورت میں اُس کی محراب دوسری مسجد میں لگانا دینے کی اجازت ہوگی کما بینہ العلامة الشامی فی رد المحتار و فصلۃ فی صاویئ (جبکہ علامہ شامی نے اس مسئلہ کو رد المحتار میں بیان فرمایا اور ہم نے اپنے فتاویٰ میں اس کا مفصل ذکر کیا ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۵۸ از الہ آباد بننگلہ محلہ قبا علی پر شاد سوداگر پناہی مسئلہ حاجی منشی محمد ظہیر صاحب جوہری بریلوی ۱۴ صفر مظفر ۱۳۴۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کا بیان ہے کہ مسجد میرے مورثان نے بغرض نماز اپنے اور اپنے خاندان کے باستثناء عورات کے بنوائی اور اس کے ساتھ متصل اس کے اپنا مکان بنوایا اور ایک طرف کی کڑیاں مسجد کے ایک سمت کی دیوار پر اُسی وقت میں رکھ لیں اب تیس سال ہوئے جو اس نے اجازت عام نمازیوں کو واسطے نماز کے دے دی اب غار پنجگانہ اور نماز عیدین ہوتی ہے اب اس کی اولاد میں ایک شخص نے اپنے مکان کی نیچی چھت کو ڈیرہ گزاؤنچا کیا اور وہیں کڑیاں یا شمشیر اٹھا کر دیوار پر دیوار کو بند کر کے ڈال لیں اور بجائے ایک کھڑکی کے دو کھڑکیاں جانب مسجد اضافہ کی اور دیوار کو اونچا کر کے سائیاں مین کا اپنی طرف کو ڈال لیا جس کا مگر مسجد کے دیوار پر یا (خلاصہ) جب خانہ خد وہ مسجد

عام نمازیوں کے واسطے وقف ہو گئی تو وہ دیوار مسجد جس پر کڑیاں یا شہتیر رکھا ہو اور دو مینار بھی اسی دیوار پر ہوں تو وہ دیوار بھی وقف ہوئی یا نہیں اور اس دیوار سے کڑیاں اٹھا کر اور دیوار بلند کر کے پھر دو بارہ کڑیاں رکھنے یا دیوار مسجد پر دیوار بنانے یا اضافہ کرنے کا کوئی حق ہے یا نہیں وارثان بانی مسجد کو اذیت شرعاً شرعاً اور وہ حق یا نقلی جو بانی مسجد نے رکھا تھا بعد غلطہ کرنے کے باقی رہا یا نہیں؟ جینا تو جبراً ۱۔

الجواب

وہ مسجد روز اول سے عام مسلمانوں کے لئے خانہ خدا ہو گئی خاص ایک قوم کے لئے نیت کرنے سے خاص نہیں ہو سکتی نہ بانی کو اس میں اپنے لئے کوئی حق یا نقلی رکھنے کا اختیار ہے۔ فتاویٰ عالمگیری جلد ۳ ص ۱۲۷ میں ہے ۱

یعنی سب علماء کا اتفاق ہے کہ اگر مسجد بنائی اس شرط پر کہ مجھے اختیار ہے تو مسجد صبح ہو گئی اور وہ شرط جو نقلی باطل و بے اثر ہے، ایسا ہی مختار الفتاویٰ میں ہے۔ وقف خصاف میں ہے مسجد اپنی رہیں تو بدکیا اور مسجد تعمیر کی اور لوگوں کو گواہ کر دیا کہ اس کا باطل کرنا اور بچنا مجھے جائز ہو گا تو یہ شرط باطل ہے اور وہ مسجد جو جائیگی اسی طرح اگر مسجد کسی محلہ والوں کے لئے بنائی اور کہا کہ میں نے خاص اس محلہ والوں کے لئے اسے مسجد کیا تو یہ شرط بھی باطل ہے اور وہ عام مسجد ہو جائیگی ہر شخص کو اس میں نماز کا اختیار ہو گا اگر چہ وہ غیر محلہ کا ہو۔ ذخیرہ میں یونہی ہے۔

اور جب وہ دیوار مسجد کی ہے خود بیان کرنے والا کہہ رہا ہے کہ مسجد کی دیوار پر کڑیاں رکھیں اور اس دیوار پر مسجد کے دو منار سے ہوتا روکشیں دلیل ہے کہ وہ مسجد کی دیوار ہے تو اس دیوار کے وقف و مسجد ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے، بانی مسجد کو حرام تھا کہ مسجد کی دیوار پر اپنی کڑیاں لٹکے، یوں ہی اس وارث نے جو تصرفات مذکورہ کئے سب حرام ہیں اور واجب ہے کہ کڑیاں اتار دی جائیں اور زمین جدا کر دیا جائے مسجد کی

اور جب وہ دیوار مسجد کی ہے خود بیان کرنے والا کہہ رہا ہے کہ مسجد کی دیوار پر کڑیاں رکھیں اور اس دیوار پر مسجد کے دو منار سے ہوتا روکشیں دلیل ہے کہ وہ مسجد کی دیوار ہے تو اس دیوار کے وقف و مسجد ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے، بانی مسجد کو حرام تھا کہ مسجد کی دیوار پر اپنی کڑیاں لٹکے، یوں ہی اس وارث نے جو تصرفات مذکورہ کئے سب حرام ہیں اور واجب ہے کہ کڑیاں اتار دی جائیں اور زمین جدا کر دیا جائے مسجد کی

دیوار ان تصرفات سے پاک کر دی جائے۔ درمختار مطبع قسطنطنیہ جلد ۲ ص ۵۷۲ میں ہے،

لوسی فوقہ بیتا للامام لا یصلو لانه من
المصالح اما لو تمت المسجديت ثم اراد
البناء معہ ولو قال عیت ذلک لم یصدق
تأتمرا حایة ما ذاکا ان هدا ف الواقع
فکیف یحیرہ فجب هدا معہ ولو علی
جدار المسجد

تو دوسرے کا کیا ذکر تو اس کا ڈھانڈنا واجب ہے اگرچہ مسجد کی فقط دیوار ہی پر کچھ بنایا ہو۔

بحر الرائی مطبع مصر جلد ۵ ص ۲۷۱ میں ہے،

داکان هذا فی الواقع فکیف یحیرہ فمن
منی میتا علی جدار المسجد وحب
هد معہ

ردالمحتار مطبع استنبول جلد ۳ ص ۵۷۲ میں ہے،

نقل فی الباص قبلہ ولا یوصف المجذع علی جدار
المسجد وان کان من اوقافہ احد قلت وید
علو حکم ما یصلوہ لعمد جدران المسجد
من وضع جدار علی جدار فانه
لا یحل ولو دفع الاجرة۔

یعنی بحر الرائی میں اس سے پہلے نقل فرمایا ہے کہ
مسجد کی دیوار پر کڑی نہ رکھی جائے اگرچہ وہ کڑی
خود مسجد ہی کی کسی واقعی مکان کی ہو اور یہیں سے
معلوم ہو کہ مسجد کے زیر سایہ رہنے والے بعض لوگ
جو مسجد کی دیوار پر کڑیاں رکھ لیتے ہیں یہ حرام ہے
اگرچہ وہ کڑیاں بھی دیں جب بھی اجازت نہیں ہو سکتی۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔

| | | | |
|-------|-------------------------------|-----------|---------------|
| ۲۷۹/۱ | مطبع مجتبیٰ دہلی | کتاب اوقف | ۱۔ درمختار |
| ۲۵۱/۵ | ایچ ایم سعید کمپنی کراچی | " | ۲۔ بحر الرائی |
| ۲۷۱/۳ | دار احیاء التراث العربی بیروت | " | ۳۔ ردالمحتار |

۱۵۹ مسئلہ مسئلہ مولوی صلاح الدین صاحب عرف حاجی دادا ساکن ضلع پشاور ۲۱ صفر ۱۳۳۰ھ مسجد میں درخت پڑنا جائز ہے یا نہیں، اگر پولیائی تو وہ کس کی جگہ شمار ہوگا،

الحيوانات

مسجد میں دھنست ہونا ناجائز ہے اگرچہ مسجد وسیع ہو اگرچہ درخت پھلدار ہو (سوا اس ضرورت کے کہ زمین مسجد سخت زناک ہو جس کے باعث اس کی عمارت کو ضرر پہنچے ستون نہ ٹھہری یا دیواریں ٹھولیں اس لئے بوسے جائیں کہ ان کی جڑیں پھیل کر دھنست کو جذب کر لیں) ، خلاصہ میں ہے ،

عن الأشجاس في المسجد لا يباح به
إذا كان فيه نفع للمسجد بامتداد
المسجد وأبوابه وأسطواناته لا تستقر
بذونها وبذون هده لا يجوز له ولعط
لأما مظهر الدين بعد ذكر الحاجة
المذكورة في حينئذ يجوز والإصلا
في منحة الخاق قوله والإسلام سيد عن
لا يجوز أحداث الغرب في المسجد و
لا القادة وفيه نفي ذلك العذر ولو كانت
المسجد واسعا ولو قصد به الاستغلال
المسجد الخ

مسجد میں درخت لگانا جائز ہے جبکہ مسجد کے نفع کے لئے ہو جیسے زمین مسجد نمناک ہو اور درختوں کے بغیر اس کے ستون قرار نہ پکڑتے ہوں اور اس ضرورت کے بغیر درخت لگانا جائز ہیں اور حاجت مذکور کے ذکر کرنے کے بعد امام طبرانی نے فرمایا کہ اگر برحالت موت جائزہ روزہ ناجائز اور منقطع، الحاق میں فرمایا کہ امام حنبلہ نے فرمایا کہ (اور نہ ناجائز ہے) یہ اس بات کی دلیل ہے کہ عذر مذکور کے بغیر مسجد میں ابتدائے درخت لگانا بھی ناجائز اور ناجائز ہے درختوں کو باقی رکھا بھی ناجائز ہے اگرچہ مسجد وسیع ہو اور اگرچہ اس سے مسجد کے لئے کرایہ لینا مقصود ہو (الحجۃ)

ما دیہا من الشجر والبساتین
 عمارت بھی داخل ہوگی جو اس میں موقوفہ میں ہے۔ (ت)
 اور اگر درخت دوسرے کا ہے تو اس کی اجازت پر موقوفہ رہے گا اگر مسجد پر اس کا وقف تسلیم کر لے گا تو
 وقف ہو جائے گا ورنہ قرین مسجد کا حکم کیا جائے گا۔ رہا یہ کہ مسجد میں درخت بویا علماء نے فرمایا کہ درخت مسجد
 کے لئے ہوگا۔ رد المحتار میں غائیہ سے ہے۔

لو غرس فی المسجد یكون
 المسجد لانه لا یغرس فیہ لنفسه
 اگر کسی نے مسجد میں درخت بویا تو وہ مسجد کا ہی ہوگا
 کیونکہ وہ اپنے لئے نہیں ہو سکتا۔ (ت)
 ہندیہ میں تعمیر سے ہے۔

اذا غرس شجرة فی المسجد فالشجرة للمسجد
 جب کسی نے مسجد میں درخت لگایا تو وہ درخت
 مسجد کے لئے ہوگا (ت)

اسی میں قیط سے ہے۔

سئل یحییٰ عن رجل غرس قالبة
 فی مسجد فکیون بعد سبب فی الدنوی
 المسجد ان یصرف هذا الشجرة الی
 عمارة یثربی هذا المسکة والعادس یقول
 ہی لی فی ما وقفها علی المسجد ، قال
 انما هرا ان العادس یجوز للمسجد فلا یجوز
 صرفها الی الدنوی ولا یجوز ان یصرفها
 لی حاجة نفسیة
 نجم الدین سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے مسجد میں پودا
 لگایا تو چند کس میں بڑا درخت بن گیا ، متولی مسجد
 کا ارادہ ہے کہ وہ اس درخت کو اسی کوچر کے
 کنویں کی تعمیر میں صرف کرے ، اور درخت لگانے والے
 کہتا ہے کہ یہ میرا ہے کیونکہ میں نے اس کو مسجد پر
 وقف نہیں کیا ، تو امام نجم الدین نے فرمایا ظاہر ہے
 کہ اگر درخت بونے والے نے مسجد کے لئے بویا تھا
 تو اس کو کنویں کی تعمیر میں صرف کرنا جائز نہیں اور
 نہ ہی بونے والا اپنی ضرورت میں اس کو صرف
 کر سکتا ہے۔ (ت)

| | | | |
|-------|-------------------------------|-----------------------------------|--------------|
| ۳۴۳/۳ | دار احیاء التراث العربی بیروت | کتاب الوقت | رد المحتار |
| ۳۲۹/۳ | " " " " " " | کتاب الوقت | " " " " " " |
| ۳۴۳/۲ | " " " " " " | باب اثنا عشر فی الرباطات والمقابر | فتاویٰ ہندیہ |
| ۳۴۴/۲ | " " " " " " | " " " " " " | " " " " " " |

درمختار میں ہے،

لو غرس فی المسجد اشجارا تشعشع ان غرسها
للسبیل فکل مسلم الاکل والاحتیاع
لمصالح المسجد
واقع نے مسجد میں پھندار درخت جوئے اگر تو اس نے
فی سبیل اللہ وقف کے طور پر جوئے ہیں تو ہر مسلمان
کو پھل کھانا یا ترسہ ورنہ ان پھلوں کو مصالح مسجد
کے لئے فروخت کیا جائے گا (ت)

ردالمحتار میں ہے،

ای و ی لو یغرسہا للسبیل بان غرسها
للمسجد اولہ یعلم غرضہ بحسوع
الحدادی
یعنی اگر اس نے فی سبیل اللہ وقف کے طور پر
نہیں جوئے بایں طور کہ مسجد کے لئے ان کو پویا ہے
یا اس کی غرض معلوم نہیں ہو سکی، تبحر کو الحدادی بتا

اصل یہ ہے کہ بنایا غرس زمین وقف میں اگر متولی کرے تو مطلقاً وقف کے لئے ہے مگر یہ کہ اپنے ذاتی
مال سے کرے اور بناؤ غرس سے پہلے گواہ کر لے کہ اپنے فقس کے لئے کرتا ہوں یا یہ کہ متولی خود واقع ہو
اور وقف کے لئے اس کی نیت رکھے اور مسجد میں ہوتا دلالتاً مسجد کے لئے ہوتا ہے کہ کوئی مسجد میں اپنے لئے
نہیں ہوتا یہ اس فرع کی تائید ہے، درمختار میں ہے،

المتولی بناؤا وغرسہ للوقف حالہ لیثب
امہ لنفسہ قبلہ
متولی کا زمین وقف میں عمارت بنانا یا درخت لگانا
وقف کے لئے ہی ہو گا جب تک کہ وہ عمارت بنانے
یا درخت لگانے سے قبل اس پر گواہ نہ قائم کر دے کہ میں اپنی ذات کے لئے کر رہا ہوں۔ (ت)

ردالمحتار میں ہے،

ن کتاب، بیانی المتولی ببناء الوقف
موقوف، سواء ببناء للوقف او
لنفسه او اطلق وان من حالہ للوقف
و اطلق فوقف، الا اذا كان
عمارت بنانے والا اگر خود متولی ہو اور مال وقف سے
بنائے تو وہ وقف کے لئے ہے چاہے وقف کیلئے
بنائے یا اپنے لئے بنائے یا مطلق رکھے، اور اگر
اپنے مال سے وقف کے لئے بنائے یا مطلق رکھے

| | | |
|-------|-------------------------------|-------|
| ۱/۲۹۰ | مطبع مجتبائی دہلی | ۱/۲۹۰ |
| ۲/۴۱۵ | دار احیاء التراث العربی بیروت | ۲/۴۱۵ |
| ۱/۳۹۲ | مطبع مجتبائی دہلی | ۱/۳۹۲ |

هو لو وقف واطلق فهو له كما في الذخيرة
وان من حاله لنفسه واشهد انه له
فهو له كما في القنية والمجتبى وانت
لم يكن متوليا فان بخر باذن المتولي
ليرجع فوقه، والا فان بني للوقف
فوقف وانت لنفسه او اطلق فله
سقطه ان لم يضرب
سے عمارت بنائی تاکہ متولی سے خرچہ کار چرج کر سکے تو وہ وقف کے لئے سبب در نہ اگر وقف کے لئے بنائی تو
پھر بھی وقف ہے اور اگر اپنے لئے بنائی یا مطلق رکھی تو اس کو اٹھانے کا اختیار ہے جبکہ وقف کو نقصان نہ پہنچے (ت)
اشہد میں ہے،

وان خضر فهو المضيع لماله فليتر بعب
الى خلاصته
اور اگر اس کو اٹھا لیا جائے تو وقف کو نقصان ہے
تو اٹھانے دے گے کیونکہ اس نے اپنا مال خود
ضائع کیا اب وہ انتظار کرے یہاں تک کہ وہ عمارت وقف سے خلاص ہو جائے۔ (ت)
اقول مگر یہ بنا دینا جس جاتر میں ہے ناجائز کے لئے حکم ہدم و قلع ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:
ليس لعرق ظالم حق (عرق ظالم کا کوئی حق نہیں۔ ت)
در مختار میں ہے،

لو بني فوقه بيت لاصحابه لا يصح لانه
من المصلحة اهل الوقت المسجدية
اگر واقع نے مسجد کے اوپر امام کا حجرہ بنا دیا تو جائز
ہے کیونکہ یہ مصالح مسجد میں سے ہے جسے کسی تمام

سہ رد المحتار کتاب الوقف فصل يراعى شرط الواقف في اجارته دار احياء التراث العربی بیروت ۲/۲۲۹
سہ الاشیاء والنظار الفن الثاني کتاب الوقف ادارة القرآن کراچی ۱/۳-۲۲
سہ صحیح البخاری کتاب المحرث والمزارعة قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۱۴
سنن ابوداؤد کتاب باب احياء التراث آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۸۱
سنن الکبری کتاب النصب باب ليس لعرق ظالم حق دار صادر بیروت ۶/۹۹

تم راد البقاء معاً، ولو قال عفت ذلك
لم يصدق تأنيداً خائفة، فاداك انت هذا
في الواقع فكيف يعيرة، فيجب هدمه و
لوعلى جداس المسجد
اجازت ہو سکتی ہے لہذا ایسی عمارت کو گرا دیا و واجب ہے اگرچہ وہ مسجد کی دیوار پر ہو۔ (ت)
رد المحتار میں ہے:

في فتاوى قارى الهداية اشاجد اس وقتها
وجعلها طاحوناً لويكن انفع ولا اكثر
من هذا السهم مدمعاً محضاً
فتاوى قارى الهداية میں ہے کہ ایک شخص نے
مکان وقف کو گرا دیے کہ اس میں آٹا پیسنے کی
چنگی ٹادی اگر وہ وقف کے لئے زیادہ نفع و خوبی کا
حامل ہیں تو چوکیہ اس نے بنایا اس کو گرانے پر
مجبور کیا جائے گا اح مختصراً (ت)

اور ہم بیان کر چکے کہ بلا ضرورت مذکورہ مسجد میں بڑا نماز گاہ نہیں اشعلہ مدحہ لصدقة ولشبه البسيع
والكنائس (کیونکہ اس طرح نماز کی جگہ بھی مشغول ہوگی اور گرا ہوا کلیسا سے مشابہت بھی ہوگی۔ ت) اور یہ کہ
اس کا باقی رکھنا جائز نہیں تو یہ فروغ خانیہ صورت جواز پر محمول ہوں گی۔

الاترى انه مبيع والوقف قربة وانه مقلوع
والوقف مؤبد فذلك موهان ان لا يكون
للمسجد.
کیا تو نہیں دیکھت کہ وہ ممنوع ہے جبکہ وقف عبادت
ہے اور اس کو اکھاڑنا لازم، جبکہ وقف کو ہمیشہ
باقی رکھنا لازم ہے، یہ دونوں دلیلیں ہیں اس پر
کہ وہ مسجد کے لئے نہیں (ت)

اور فرما مذکور تجر و حاوی در مختار فاسے مسجد میں غرض پر بھی محمول ہو سکتی ہے اور اگر ثابت ہو کہ فاسے مسجد
میں بونا بھی دلالت مسجد میں بونا بتاتا ہے تو جملہ فروغ مذکورہ کا یہ دوسرا عمدہ محل ہے ہذا ملاحظہ فرمائی (یہ
ہے جو میرے لئے نظر ہوا۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از میر محمد ۱۶۰ جہادی الاخر ۱۳۳۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک رنڈی نے اپنے پیشے کے ذریعہ سے کچھ دکانیں خریدیں ، چند روز کے بعد وہ رنڈی مر گئی ، بعد مرنے کے وہ دکانیں وراثتہ اس کی بہن کو پہنچیں جو اپنے پیشے سے تائب احد کسی کے سماج میں ہے ، اب اس کی بہن اپنی طرف سے اس جائیداد کو جو وراثتہ اس کو ملی ہے کسی مسجد کے نام وقف کرنا چاہتی ہے اس صورت میں مہتممان مسجد کو ان دکانوں کا لینا اور ان کے کرایہ سے مسجد کے مصارف میں خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں ؟ یتوا تو حودا۔

الجواب

جبکہ وہ دکانیں بعینہ رنڈی کو اجرت زانیہ غلامیں زلی تمیں بلکہ اس نے خریدیں ، اگرچہ خریداری اسی زر غنیت سے ہو ، تو از انجا کہ عامر عقدہ رائج میں یہ قاعدہ نہیں کہ روپیہ دیکھا کہ کہا جاتا ہو اس روپے کے عوض بیع کرے یا خریدے بلکہ مطلق بیع ہوتی ہے تو عقدہ نقد زر جس دام پر جمع نہیں ہوتی اور مذہب کو غنی مفتی پر ایسی حالت میں اس شے مشتری میں غنایت بھی نہیں آتی ، تو وہ دکانیں خود اس رنڈی کے لئے اس صورت میں حرام نہ ہوں گی نہ کہ بعد انتقال وراثت ۔ لہذا وقت مذکور نہ فقط صحیح بلکہ جائز و مورث ثواب ہو گا اور متولیوں کو ان کا لینا ، ورنہ ان کا کرایہ مسجد میں صرف و خرچ کرنا ہر طرح جائز و صحیح

والمسئله قد فصنا ہائی فساد مناسبات
کان حبث بالاعتناع لودر ضرب لم یکن
فیہ الاکس ہمة والوراثۃ ماقبلہ والوقف
اخراج عن الملک والابحاث طوبیة
الاذیال وانما یفقی فی الوقف ہو العلم لہ
کیف والصحة لاشد فیہا قطعاً - واللہ
تعالی اعلم۔

اس مسئلہ کو ہم نے اپنے فتاویٰ میں مفصل بیان کر دیا ہے ، پھر اگر بالفرض عقدہ نقد کے اجتماع خبث آئے بھی تو اس میں صرف کراہت آئے گی جبکہ وراثت نقل کرنے والی اور وقف ملک سے اخراج کا نام ہے اور اس میں طویل مباحث ہیں اور بلاشبہ وقف میں فتویٰ اسی پر ہوتا ہے جو اس کے لئے زیادہ نفع بخش ہو تو یہاں کیونکر ایسا نہ ہو گا جبکہ اس کی صحت میں قطعاً شک نہیں ، واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ از موضع ملکی پور تھا نہ کٹرہ ضلع شاہجہانپور مسئلہ جملہ مسلمانان موضع ۵ جمادی الاخر ۱۳۳۰ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جو حید گاہ موضع ملکی پور میں ہے وہ بہت چھوٹی ہے اور عیسویں میں بفضلہ تعالیٰ اس قدر مسلمان جمع ہو جاتے ہیں کہ نماز پڑھنے اور کھڑے ہونے کی

جگہ نہیں رہتی عید گاہ سے باہر نماز کے واسطے کھڑے ہوتے ہیں اور عید گاہ قبرستان میں واقع ہے اگر یہاں وسعت دی جائے تو قبریں اندر آنے کا احتمال ہے اور جس جگہ بھی تحفظ کی نہیں ہے، مولشی وغیرہ پیشاب وغیرہ کرتے ہیں، ایسی حالت میں عید گاہ قدیمی چھوڑ کر دوسری جگہ اگر بہت بلند ہے اور فضا کی جگہ ہے اور ہر قسم کا تحفظ ہے، مولشی وغیرہ بھی وہاں نہیں جاسکتے، وسعت دے کر تعمیر کرائی جائے یا نہیں؟ اور عید گاہ قدیمی میں بحالت چھوڑنے قبرستان بنا سکتے ہیں یا نہیں؟ اذرو سے شرع شریف معزز و ممتاز فرمائیے۔ بیتنوا قوٹحسروا۔

الجواب

بیان سائل سے معلوم ہوا کہ یہ موضع ایک گاؤں ہے، اور ہمارے ائمہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مذہب میں گاؤں میں عیدین جائز نہیں تو وہاں عید گاہ وقف نہیں ہو سکتی کہ محض بے حاجت و بے قربت بلکہ مخالف قربت ہے، تو وہ زمین و عمارت ملک ہائیان ہیں انھیں اختیار ہے اس میں جو چاہیں کریں خواہ اپنا مکان بنائیں یا زراعت کریں یا قبرستان کرائیں اور اب وہاں دوسری عید گاہ بنائیں گے اس کی بھی یہی حالت ہوگی۔ درمختار میں ہے،

فی المقیبة حلوة العید فی غری مسکونہ
تحریر کا ای اشتغال بها کالیصل
اُسی کی کتاب الوقف میں ہے،

شرطه ان یکون قریبہ ف ذاتہ
واللہ تعالیٰ اعلم
قربت مقصودہ ہو (ت)

مسئلہ از اسکول بنام اسلامی مدرسہ مولوی یعقوب علی ۲۳ جمادی الاول ۱۳۳۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان بشرح متعین اس مسئلہ میں کہ زید کا پیشہ ڈھولک فروخت کرنے کا ہے، مڑھے ہوئے اور بغیر مڑھے ہوئے دونوں قسم کے ڈھولک فروخت کرتا ہے۔ غرو کا پیشہ حکمت طبابت بہرہ علیگی کا کرتا ہے اور تمار بازی بھی کرتا ہے اور ڈھولک دہی کر کے مرلیضوں سے روپیہ لیتا ہے۔ زید و غرو یہ لوگ کچھ روپیہ مسجد کی مرمت یا مسجد بنوانے میں دیں تو ان کا روپیہ لے کر مسجد میں صرف کیا جائے

سنہ درمختار باب العیدین مطبع مجتہدی دہلی ۱۴/۱
جلد ۲ کتاب الوقف ۲۰۶/۱

یا نہیں، بینوا توجہ دو۔

الجواب

جب تک جہنم معلوم نہ ہو کہ یہ خاصی روپیہ جو ہم کو دیتا ہے وجر عرام سے ہے اس کا لینا اور مسجد میں صرف کرنا جائز ہے کچھ حرج نہیں،

بہ تأحد ما لم تعرف شیئاً حراماً بعینہ
كما فی الہدیۃ عن الذحیۃ عن
الامام محمد۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اور ہم اسی کو قبول کرتے ہیں جب تک کہ کسی معین
شے کے حرام ہونے کا ہمیں علم نہ ہو، جیسا کہ ہندو
میں بحوالہ ذخیرہ حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے
منقول ہے۔ واللہ تعالیٰ علم (ت)

۱۶۳ھ از شمس آباد ضلع کیمل پور پنجاب علاقہ مرسلہ مولوی قاضی غلام گیلانی صاحب ۱۸۰۸ھ جب مرجب ۱۲۳ھ

الاستفسار فی حضرت مجدد المائۃ الخاضعۃ الفاضل البریلوی غوث الانام مجمع العلم والعلم والاحترام
امام العلوم ومقدم الفضل لازالی بالافادۃ والافاضۃ والعز والاکرام کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ زید
ایک مسجد کا امام تھا بعد اُس کی موت کے اُس کا برادر حقیقی ایک مدت تک امام رہا جب وہ بھی انتقال کر گیا تو
زید کا بیٹا بچہ امام ہوا مگر چونکہ وہ دوسری حدیث میں مذکور ہے اُس نے اُس نے رضائے مقتدیان
اپنا خلیفہ مقرر کیا اور اُس کے لئے معلومات امامت سے ایک شے قلیل مقرر کی اور باقی کا خود لینا ٹھہرا یا
چنانچہ کئی برس تک جو خلیفہ کیے بعد دیگرے آیا اسی شرط کا پابند رہا یہاں تک کہ خاندان مودودی زید کے شاگرد
علم دینی نے اپنے استاد زادے بکر سے کہا کہ مجھ کو اس مسجد میں آپ امام مقرر کیجئے میں آپ کا خلیفہ رہوں گا اور
آپ کے وظائف مقررہ معہودہ میں کوئی نقصان نہ کرے گا پس بکر نے خالد کو اس اقرار پر خلیفہ مقرر کیا ورتخین
سترہ اٹھارہ برس تک خالد یہ پابندی شرط نہ کرنا مسمیٰ کرتا رہا اور امور مقررہ میں کبھی خون و چراغ کی، اب چونکہ
بکر کا بیٹا یا بیٹا ہو گیا ہے اور علم امامت سے بہرہ مند ہے لہذا بکر عائد کو برطرف کر کے، اپنے بیٹے کو امام کرنا چاہتا
ہے اور ابتدائے قہور خالد کے وقت خالد نے تسلیم کر لیا تھا کہ آپ کے بیٹے حسب ہائے قابل امامت ہوں یا اور
کسی امر سے جب کبھی آپ مجھ کو موقوف کر دیں گے تو مثل خلفائے سابقین کے مجھ کو عذر نہ ہوگا اب خالد اپنے
اقرار سے فرار کر کے کہتا ہے کہ میں تمہارا کوئی خلیفہ نہیں کیونکہ جب میں نماز فرض و تراویح و عید وغیرہ خدمات مسجد
مراعات اہل محلہ تم دعا و درود سیبہ بذات خود کرتا رہا تو میں امام مستقل ہو گیا تم کو میرے عزل کا کوئی اختیار

نہیں اور قبل ہی سے جو کچھ میں نے تم کو دیا یا لینے دیا وہ شرم و حیا کی وجہ سے تھا ورنہ تمہارا کوئی استحقاق نہیں ہے کہ امامت تو میں کروں اور منافع تم لو، خلافت اور امامت کے کیا معنی پس جو کچھ علمائے اطراف کو جمع کیا تھا کہ خاندان سے تحقیق کریں اور فہمائش کر کے اس کو ہر طرف پھرنے کا حکم دیں مگر خاندان ذرا چالاک آدمی ہے علماء سے کبھی امامت کی تعریف کبھی خلیفہ کے معنی کبھی خلیفہ امامت کا معنی دریافت کرتا ہے۔ کبھی کہتا ہے کہ امام کی تعریف میرے برعکس آتی ہے یا کہ بکر پر غرض کہ ایسی باتوں میں وقت ضائع کر دیتا ہے، یہاں کے علماء کو یہ مسئلہ مصرح طور پر اور محصل کسی کتاب میں نہیں ملتا اور ایسی طاقت نہیں کہ اجزائے مسئلہ کو الواب مختلف و نظریہ متفقہ سے استنباط کر کے فیصلہ کریں، چونکہ حضور پر نور بے غلط تھے انہوں نے مذہب مہذب حنفی کے ملکہ جمیع مذاہب حقہ کے مجتہدین اور موافق و مخالف سب کے مسلمین لے لیا تھا اس کے خاندان باوجود دینے والی نعمت امامت کے بکر کو یہ اقرار خلافت سولہ سترہ برس تک مثل خلفائے چشیں کے شرعاً مستقل امام متصور ہو گا۔ حالانکہ مقتدی لوگ کل سوائے چار آدمیوں کے خاندان کے اس قرار میں لاقرائی سے سخت ناخوش ہیں یا مثل خلفائے پیشین کے خاندان بھی خلیفہ ہی ہو گا واضح ہو کہ اس حکم میں کسی جگہ دستور ہے کہ ایک شخص ایک مسجد امام ہوتا ہے اور باقی مساجد میں خود امامت کا مباحثہ نہیں ہوتا مگر ایسا تصرف رکھتا ہے کہ ان مساجد کے عہدہ منافع خود لے لیا کرتا ہے اور معمری قسم کی آمدنی خلیفہ کو دیا کرتا ہے اور چاہتا ہے تو اسے موقوف کر دیتا ہے اور دوسرا اس کی جگہ قائم کر دیتا ہے اور چونکہ اول ہی سے یہ بات قرار داد میں الاصل والخلیفہ ہو کر تھی ہے اور مقتدی لوگ بکر کے اس تصرف پر کسی طرح کے معترض نہیں ہوتے، کپھری انگریزی میں بھی ایک آدھ مقدمہ اس امر کا کیا گیا جس میں اصل ہی کامیاب ہوا۔ میتھوا تو بعد دے

الجواب

یہ مسئلہ تین مسائل پر مشتمل، اول آیا امام دوسرے کو اپنا نائب مقرر کر سکتا ہے، دوم اگر کر سکتا ہے تو وظائف امامت کا مستحق وہ اصل ہو گا اور نائب صرف اسی قدر لے سکے گا جو اصل نے اس کے لئے بتایا یا ازاجا کہ فعل و خدمات امامت یہ نائب بجالاتا ہے، یہی جملہ مطروحات کا مستحق ہو گا اور اصل معزول سمجھا جائے گا۔

صوم اگر اصل معزول نہیں بلکہ وہی اصل امام اور یہ اس کا مقرر کیا ہوا نائب ہے تو آیا امام اصل کو اس نائب کے معزول کر دینے اور اس کی جگہ دوسرا نائب مقرر کرنے کا اختیار ہے یا نہیں؟ بحمد اللہ یہ تینوں مسائل واضح و مصرح ہیں۔

مسئلہ اولیٰ ہاں امام دوسرے کو اپنا نائب مقرر کر سکتا ہے، فتاویٰ خلاصہ میں ہے،

لامام يجوز استخلافه بلا اذن به خلاف امام کے لئے بلا اجازت نائب مقرر کرنا جائز ہے
القاضی وعلى هذا لا تكون وظيفته بخلاف قاضی کے، اسی بنیاد پر اس کا وظیفہ
شاغرة وقصه بنیابة غیر معسر رہتا ہے اور نیابت صحیح ہے (ت)
مسئلہ ثانیہ وظائف امامت کا مستحق اصل ہوگا اور نائب صرف اس قدر ہے جس کے گنا جو
اصل نے اس کے لئے معین کیا۔ فتاویٰ خیر میں ہے،

يجب العمل بها عليه الناس وخصوصا مع العذر، وعلى ذلك جميع السبل المستتیب وليس للتائب الا الاجرة السقي استاجرة بها.
اس پر عمل واجب ہے جو لوگوں میں معروف ہے خصوصاً عذر کی صورت میں، لہذا تمام معلومات
اصل امام کے لئے ہوں گے، نائب کے لئے فقط اتنی ہی اجرت ہوگی جس پر اصل نے اس کو رکھا ہے۔

مسئلہ ثالثہ صورت مذکورہ میں وہ نائب جبکہ اُس کے لئے اصل کی مقرر کردہ اصل کا اجیر ہوتا ہے
پھر اگر وہ اجرت معینہ ہے تو اجارہ مجیدہ نہ فاسدہ، اور اگر کچھ مقرر نہ کرے نہ نقصانہ عرفاً، تو اجیر بھی نہیں
محض بیگاری ہوتا ہے، صورت اخیرہ میں تو یہ ہر ہے کہ نائب کوئی استحقاق اصلہ نہیں رکھتا اس کا کام اصل
کی طرف سے ایک مفت استخدام تھا اصل سے تو تیار ہے، اس سے منع کر سکتے ہیں نہ اس صورت میں وہ کسی
معاوضہ کا مستحق ہوتا ہے، ایسی ہی صورت پر قید میں ہے،

ان التائب لا يستحق شيئاً من الوقف لان الاستحقاق بالتقوى والى وجهه
جیشک نائبہ وقف میں سے کسی شئی کا مستحق نہیں ہوتا کیونکہ استحقاق تو مقرر کرنے سے ہوتا ہے
ہو پایا نہیں گیا۔ (ت)

اور صورت سابقہ میں وہ نائب اجیر ہے، بحر الرائق میں ہے، التائب وکیل بالاجرة (نائب وکیل

سے رد المحتار بحوالہ خلاصہ کتاب الوقف فصل راعی شرط الواقف فی اجارۃ دار اعمار الشرائع العربیہ ۴۸/۴

فتاویٰ خیرۃ .. کتاب الوقف دار المعرفۃ بیروت ۱۵۱/۱

سے رد المحتار بحوالہ القنیۃ کتاب الوقف فصل راعی شرط الواقف فی اجارۃ دار اعمار الشرائع العربیہ ۴۸/۲

العقود الدریۃ بحوالہ بحر الرائق کتاب الوقف الباب الثالث ارک بازار قندھار افغانستان ۲۲۵/۱

بحر الرائق .. ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲۳۱/۵

بالجرۃ ہوتا ہے۔ ت) پس صورت ثانیہ میں کہ اجارہ فاسد ہے آپ ہی بروقت اختیار فسخ ہونا درکنسار خود وجوب فسخ ہے کہ اجارہ فاسدہ معصیت ہے اور معصیت کا ازالہ فرض، یہاں تک کہ اصل و نائب باہم فسخ نہ کریں تو حاکم پر فرض ہے کہ جبراً اسے فسخ کر دے کما عرف ذلک فی البیوع (جبکہ کہ بیوع میں معلوم ہو چکا ہے۔ ت) درمختار میں ہے،

ولذا لا یشتراط فیہ قصد فاسد لا ت اسی واسطے اس میں قضا قاضی شرط نہیں
الواجب شرعاً لا یحتاج للقضاء دور۔ کیونکہ جو شرط واجب ہو وہ قضا کا محتاج نہیں
ہوتا، دور (ت)

اور صورت اولے میں جبکہ عام رواج یہی ہے کہ کوئی مدت اجارہ معین نہیں کی جاتی کہ سال بھر کیے تجھے دام کیا یا چھ مہینے کے لئے بلکہ صرف امامت اور اس کے مقابل ماہوار اتنا پاتے کا بیان ہوتا ہے تو اجارہ صرف پہلے مہینے کے لئے صحیح ہوا اور ہر ماہ اجیر و مستاجر ہر ایک کو دوسرے کے سامنے اس کے فسخ کر دینے کا اختیار ہوتا ہے۔ درمختار میں ہے،

احرجنا تو تا کل شہر یکداصح فی واحد فقط و صد فی الباقی لجرہ۔ ذامنی
وکان کرایہ پردی کہ ہر ماہ اتنا کرایہ ہو گا تو فقط ایک شہر
کے لئے اور صحیح ہوا باقی مہینوں میں بسبب جہت
کے فاسد ہے اور جب مہینہ پورا ہو گیا تو دونوں
میں سے ہر ایک کو دوسرے کی موجودگی میں جارہ
فسخ کرنے کا اختیار ہے کیونکہ عقد صحیح ختم ہو گیا (ت)

بہر حال اصل کو ہر ماہ پر اس نائب کے معزول کر دینے اور دوسرے کو اس کی جگہ نائب کرنے کا اختیار ہے مسئلہ مسئلہ سائل کا تو جواب یہ ہے اور یہاں ایک اور ضروری اظہار یہ ہے کہ بعض جگہ معلومات وظائف امامت ایسے مقرر ہوتے ہیں جو شرعاً جائز یا صحیح نہیں ان کا استحقاق نہ اصل کو ہو گا نہ نائب کو بلکہ صرف اجرت مثل کا، مگر نائب ان میں بھی اصل سے اپنے لئے منازعت نہیں کر سکتا کہ وہ اسے بھی حلال نہیں کرنا اپنی اجرت مثل لے سکتا ہے فلیستنبہ (پس آگاہ رہنا چاہئے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۶۶ اذنی نالی بڑا بازار مرسلہ احمدیہ صاحب سادہ کار ۹ رمضان مبارک ۱۳۳۱ھ

بعلینہ دست جناب مولانا احمد رضا خاں صاحب! جناب من! یہاں مسجد نعلی نالی میں گیس کی لائٹیں روشن کی گئی ہے خاص اندرون مسجد، جس وقت وہ روشن کی جاتی ہے اسپرٹ شراب ڈال کر گرم کی جاتی ہے تب وہ روشن ہوتی ہے اور ایک ہندو اُن کو جلانے کے واسطے اندر جا کر جلاتا ہے جس کے پیر دھلے جاتے ہیں اور ناپاک ہے اس کی کچھ مطلب نہیں یہ کام جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب

اسپرٹ شراب ہے اور شراب ناپاک ہے اور ایسی ناپاک چیز مسجد میں بیجانا منع ہے ہرگز اجازت نہیں۔ ولذا فتاویٰ عالمگیری و درمختار وغیرہ معتبر کتابوں میں تصریح فرمائی کہ تیل کسی طرح ناپاک ہو گیا ہو تو مسجد میں اُسے جلانا ہرگز جائز نہیں۔ تنویر الابصار میں ہے،

یکوۃ الدوی حوقہ والبول والتعوط وداخل مسجد کی چست پر دلی کرنا، پیشاب و پاخانہ کرنا اور نجاسة فیہ فلا یجوز الاستصحاب بدھن اس میں نجاست کو داخل کرنا مکروہ ہے لہذا ایسا پورا مسجد میں جلانا ناجائز ہے جس میں نجس تیل ڈالا گیا ہو۔ (ت)

اور کافر کا اس میں جانا بھی بے ادبی ہے کہ حقائقہ فی فتاویٰ بتوفیقہ تعالیٰ (جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اس کی تحقیق ہم نے اپنے فتاویٰ میں کر دی ہے۔ ت) دھوتی تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۶۷ ۸ رمضان مبارک ۱۳۳۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرعاً متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مسی سالار بخش نے محلہ بانٹھانہ میں مسجد تعمیر کرائی اور اس کا فرش تھوڑا درست کر کے چھوڑ دیا اور چار دیواری وغیرہ بھی ٹھیک طور پر درست نہ کرائی، عرصہ قریب چھ سال کے گزر گیا مگر چند مرتبہ سالار بخش سے کہا گیا انھوں نے کچھ خیال نہ کیا اب اور چند لوگوں نے یہ رائے قائم کی کہ یہ مسجد ہنوز ایسی نہیں ہے کہ اس میں نماز پڑھی جاسے، چنانچہ اس کو درست کریں تاکہ نماز پڑھی جائے، مسیحی سالار بخش کو یہ بات ظاہر ہوئی کہ اور لوگ اس مسجد کو درست کرانا چاہتے ہیں فوراً ان لوگوں سے یہ لفظ کہا کہ اس کو میں خود درست کروں گا آپ لوگ اس میں یک جہ نہیں لگا سکتے ہیں اور نہ میں کسی کو روپیہ لگانے دوں گا جس وقت میرے پاس روپیہ

ہو جائیگا میں خود درست کر ادوی گا، اب وہ مسجد اسی طرح پر ہے نہ تو کسی کو مرمت کرانے دیتے ہیں اور نہ خود درست کرانے ہیں، امیدوار کہ بعد ملا حلفہ جو کچھ حکم شرع شریف ہو تحریر فرما کر ضرورت کر دی جائے۔

الجواب

اگر سالار بخش نے مسجد کی بنا ڈالی ہے اور ابھی یہ نہ کہا کہ میں نے اسے مسجد کر دیا جب تو وہ ابھی وقف نہ ہوئی سالار بخش کی ملک ہے دوسروں کو اس میں دست اندازی نہیں پہنچتی اور اگر اسے وقف کر چکا یہ کہ چکا ہے کہ میں نے اسے مسجد کر دیا جب بھی اس کے بنانے کا حق اسی کو ہے اسے چاہئے کہ خود بنائے ورنہ تو مسلمان بنانا چاہتے ہیں ان کو اجازت دے اور اگر باجم راضی ہوں تو یوں کریں کہ ان مسلمانوں سے کہ تم بناؤ اور جو کچھ اس میں صرف ہو وہ میرے ذمہ ہے اس کا حساب لکھتے رہو میں ادا کروں گا یوں مسجد بن بھی جائے گی ورنہ سب مسلمان بھی اس کے بنانے کا پورا ثواب پائیں گے اور ساری مسجد اسی کے روپے سے بنے گی سب مطلب حاصل ہو جائیں گے، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۶۸ از ماہرہ شریف سرکار خرد مرسلہ حضرت سید شاہ میاں صاحب ۹ رمضان مبارک ۱۳۳۱
کیا فرماتے ہیں علمائے اہل دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک مسجد جس کا صحن مسقف ہے اور اس سقف کے نیچے سودو سو برس سے نماز، تہنہ اب اس سقف کو بالائی حصہ مسجد میں بطور صحن شامل کر لیا ہے ایسی حالت میں حسب مذہب اہلسنت و جماعت اس مسقف صحن میں نماز جائز ہے یا نہیں اور حصہ زیری جو مرتبہ و مسقف ہے بدستور رکھا جائے یا بجاؤ ڈال کر صحن بنالیا جائے، ایسی صورت میں کہ مسقف نہ رکھی جائے اور ایک بنی بنائی عمارت مسمار کر دی جائے شرعاً خلاف ہے یا نہیں یا کچھ کتب و روایات جواب لکھا جائے۔ بقیہ ان شاء اللہ

الجواب

سوال میں حصہ بالائی و حصہ زیری کہنے سے ظاہر کہ مسجد دو طبقہ ہے، علو و سفلی یعنی بالاحت نہ و منزل زیریں۔ اور یہ الفاظ کہ ایک مسجد جس کا صحن مسقف ہے اور اس سقف کے نیچے سودو سو برس سے نماز ہوتی ہے بظاہر اس طرف جاتے ہیں کہ سرے سے بانی مسجد نے طبقہ سفلی کا کوئی صحن نہ رکھا بلکہ اس کے دونوں و درجہ اندرونی و بیرونی مسقف ہی بنائے اور بعد کے الفاظ کہ اب اس سقف کو بالائی حصہ مسجد میں بطور صحن شامل کر لیا ہے یہ بھی سقف کا حدوث نہیں بناتے بلکہ اس کا پہلے سے ہونا اور اسے طبقہ علو کے لئے بجائے صحن قرار دینے کا حدوث۔ یعنی سفلی جب اصل سے دو درجہ مسقف ہو اور درجہ اندرونی پر علو ہو تو درجہ بیرونی کی سقف خود ہی اس علو کے لئے بجائے صحن ہوگی، اب بطور صحن شامل کر لیا ہے

کا کیا محصل ہو گا یہ ظاہر اعدوث مسقف کی طرف ناظر ہے مگر یہ کہ اس مسقف پر نماز پہلے نہ پڑھی جاتی ہو اب پڑھنے لگے یا نہ پڑھی شامل کرنے کا اعدوث بتایا ہو نیز صحن کا مسقف کتنا بھی اعدوث مسقف کا پتا دیتا ہے کہ صحن کبھی مسقف نہیں ہوتا نہ مسقف کو صحن کہیں مگر بائینے کہ پہلے جو صحن تھا بعد کہ مسقف کر لیا ہے، اسی طسرح عبارت سوال کہ اس مسقف صحن میں نماز جائز ہے یا نہیں لفظ بالفاظ اسی درجہ پر دینی منزل زیریں سے سوال ہے کہ وہی صحن مسقف ہے اور وہ پر اسی کو اس لفظ سے تعبیر کیا بھی تھا مگر وہاں تو سود و سو برس سے نماز ہوتی ہے اور اس میں عدد جواز کا کوئی خشتا بھی نہیں، ہاں مسقف کو جو حصہ بالا میں اب شامل کیا گیا اسے صحن حادثات بتایا اور یہاں سوال کے لئے خشت بھی ہے شاید اسے مسقف بایں معنی کہا ہو کہ یہ درجہ زیریں کی مسقف کیا گیا ہے یہ کہ اس پر مسقف بنائی گئی بہر حال ہم براحتال پر کلام کریں۔ یہ مسقف اگر حادثات ہے بانی مسجد نے منزل زیریں کے سامنے صحن رکھا تھا بعدہ کسی نے اسے بھی مسقف کر دیا، جب تو ظاہر ہے کہ اس درجہ پر دینی میں جو پہلے صحن تھا وہ اب مسقف ہے عدم جواز نماز کی کوئی وجہ نہیں کہ وہ بدستور مسجد ہے مسقف نے اسے مسجدیت سے خارج نہ کیا ہاں اس مسقف پر بلا ضرورت نماز کی اجازت نہیں کہ مسقف مسجد پر ہے ضرورت چرنا مخرج وہ ہے دینی ہے اور گرمی کا غرض مسکو نہ جو گا، ہاں کثرت بانی مسجد زیریں کے دونوں درجے جو جائیں اور لوگ باقی رہیں مسقف پر اقامت نماز کی اجازت ہو گی، فتاویٰ عالمگیری میں ہے،

الصعود علی سطحہ کل مسجد مکروہ دلہذا
ادالاشتد المحرمیکہ ان یصلوا مالجماعۃ
فوقہ الا اذا اضاق المسجد فحینئذ لا یکرہ
الصعود علی سطحہ للضرورة۔
بر مسجد کی چھت پر چرنا مکروہ ہے یہی وجہ ہے کہ شدید
گرمی کے باوجود مسجد کی چھت پر باجماعت نماز پڑھنا
مکروہ ہے مگر جب مسجد نمازیوں کے لئے تنگ پڑ گئی
تو مجبورا چھت پر چرنا مکروہ نہیں (ت)

اور اگر یہ مسقف قدیم ہے خود بانی مسجد ہی نے طبقہ زیریں کے دونوں درجے مسقف بنائے تو ب نظر لازم ہے اگر ثابت اور تحقیقا معلوم ہو کہ بانی نے اصل مسجد علو کو رکھا اور نیچے یہ دو درجے وقت ضرورت کے لئے بنائے کہ اگر جماعت کثیر ہو تو ان میں قیام کریں تو اس صورت میں ظاہر اسقف پر نماز مطلقا جائز ہے کہ درجہ زیریں حسب نیت بانی اصل مسجد نہیں بلکہ تابع و معین مسجد ہے اور زیر مسقف تو مطلقا جواز خود ظاہر ہے کہ وقت ضرورت کی نیت اس کے خیر میں عافیت نہیں کمالا یخفی (حبیب کہ مخفی نہیں۔ ت) اور اگر ثابت ہو کہ بانی نے اصل مسجد طبقہ زیریں کو کیا اور طبقہ بالا وقت ضرورت یا وقت گرمی کے لئے بنایا دونوں کو اصل مسجد کی مانند

اختلاف موسم کے خیال سے طبقہ زیریں بالکل مسقف اور طبقہ بالا مع صحن بنایا یا کچھ ثابت نہ ہو تو ان تینوں صورتوں کا حکم مثل اس سب سے پہلی صورت حدیث مسقف کے چارے کے دو صورت پیشین میں تو طبقہ زیریں کا مسجد بننا خود ہی ثابت و مراد ہے تو یہ مسقف مسقف مسجد ہوئی اور مسقف مسجد پر بے ضرورت مسجد و ممنوعہ اور صورت اخیر میں اگرچہ نصاً ثبوت نہ ہو عرفاً ثبوت ہے کہ منازلی میں منازلی زیریں ہی اصل ہے اور بالا خانہ تابع کہ اس کا قیام اس پر موقوف اور صحن نہ رکھنا عدم ارادۂ احسانت کا موجب نہیں جیسے صورت لما فاعوا اسم میں عزرا، یا لجنہ زیر مسقف نماز پڑھنا مطلقاً جائز ہے اور چھت پر بحال ضرورت تو مطلقاً اور بلا ضرورت صرف اس صورت میں کہ باقی سے تنقین طور پر ثابت ہو کہ مسجد صرف علو کو کیا اور اسے تابع رکھا، باقی صورتوں میں چھت پر نماز سے احتراز ہو۔ رہا بھراؤ والی کو حصہ زیریں کو نیست و نابود کر دینا یہ کسی صورت جائز نہیں جن صورتوں میں یہی مسجد یا یہ بھی مسجد ہے جب تو ظاہر کر یہ مسجد کا اعدام اور معاذ اللہ اس وحید شدید پر اقدام ہوگا۔

ومن اخطو ممن منع منجد اللہ اس سے بڑا ظالم کون ہو سکتا ہے جو لوگوں کو مسجد میں ذکر الہی سے منع کرے اور ان کی پر بادی کی کشش کرے۔ (د ت)

اور اگر نہیں تو لا اقل وقف صحیح تابع مسجد ہے اور وقف کی حیثیت بدلنا تو جائز نہیں نہ کہ بالکل مسجد و موقوفہ کر دینا۔ علیگیر میں سراچ و باج سے ہے۔

لا یحور تغییر الوقف عن حیثانہ فلا یجعل الدار بیتاً ولا الخف حماماً ولا المرباط دکاناً الا اذا جعل الوقف الى المناظر ما یرى فيه مصیحة الوقف ۱۔ ہد کلمہ ما ظہری۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

وقف کی حیثیت میں تبدیلی کرنا جائز نہیں۔ لہذا مکان کو باغ، سرائے کو حمام اور اصطبل کو دکان نہیں بنایا جائے گا ہاں اگر واقف نے خود متولی کو مصیحت وقف کے لئے تبدیل کا اختیار دیا ہو تو جائز ہے اح یہ تمام میرے لئے ظاہر ہوا۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم (د ت)

مسئلہ ۱۶۹۔ اذی القعدۃ الحرم ۱۳۳۱ھ

کیا فرماتے ہیں علما سے دین اس مسئلہ میں کہ ایک زمین مسجد کہ اس میں اور مسجد میں راہ وغیرہ کوئی

فاحلی نہیں، اکثریت جماعت کے وقت اس میں نماز بھی ہوتی ہے اور ویسے وضو وغیرہ ضروریات مسجد کے لئے ہے کیا متولی یا دیگر مسلمین کو یہ جائز ہے کہ اُسے مسجد سے توڑ کر شارع عام میں شامل کر دیں یا بالخصوص خواہ بلا عوض سڑک بنانے کے لئے دے دیں اور ایسا کرنا حقوق مسجد پر دست درازی کرنا ہو گا یا نہیں؟
بیّنوا تو جسوا۔

الجواب

بیشک ایسا کرنا حرام قطعی اور ضرور حقوق مسجد پر تعدی اور وقف مسجد میں ناحق دست اندازی ہے شرع مطہر میں بلا شرط واقعہ کہ اُسی وقف کی مصلحت کے لئے ہو وقف کی ہیئت بدلتا بھی ناجائز ہے اگرچہ اصل مقصود باقی رہے تو بالکل مقصد وقف باطل کر کے ایک دوسرے کام کے لئے دینا کیونکر حلال ہو سکتا ہے۔ سراج و باج و فتاویٰ عالمگیری وغیرہا میں ہے:

لا يجوز تغيير الوقف عن هيئته فلا يجعل
المدار يستأنوا ولا الخدح حسابا ولا الرباط
دكانا الا اذا حصل الواقع الى الناطق
مادرى فيه مصلحة الوقف
وقف کی ہیئت میں تبدیلی کرنا جائز نہیں لہذا
مکان کو باغ، سرائے کو حمام اور اصطبل کو
دکان نہیں بنایا جائے گا مگر اس وقت یہ تبدیلی
جائز ہوگی جب وقف سے خود متولی کو اختیار
دیا ہو کہ مصلحت وقف کے لئے جو تبدیلی بہتر سمجھیں
کر لیں (دست)

فتح القدر شرح ہدایہ وغیرہ کتب میں ہے:

الواجب ابقاء الوقف على ما كان عليه
فمنه صلا ایسی تبدیلی جس سے خاص مسلمانوں کا حق عام آدمیوں مسلم غیر مسلم سب کے لئے ہو جائے جب
وہ شرک ہوئی تو اس میں مسلم کافر سب کا حق ہو جائے گا اور پہلے وہ صرف حق مسلمانان تھی تو کیونکر جائز
ہو کہ مسلمانوں کا حق چھین کر عام کر دیا جائے، کیا کوئی ہندو گوارا کر سکتا ہے کہ اس کے شوالے یا مندر کا
کچھ حصہ توڑ کر مسلمانوں کو اس میں حقدار کر دیا جائے تو عجب اُس مسلمان سے کہ اپنے دین پر ایسے ظلم کا
مترکب ہو، یا اگر کوئی مسلمان کسی زمین، مندر یا ہندو کسی زمین مسجد کے ساتھ ایسا کرے تو گورنمنٹ اسے روا

نہ فتاویٰ ہندیہ کتاب الوقف باب من عطف من غنم من
روالمختار کتاب الوقف دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۳۸۶ھ
فتح القدر کتاب الوقف مکتبہ ذویہ رضویہ سکھر ۱۳۸۰ھ

رکھے گی ہرگز نہیں بلکہ ضرور اُسے اُس مسلم یا ہندو کی جبر و تعدی اور غنہ پی دست اندازی قرار دے گی علیٰ غرض ایسی زمین کہ اگر عین مسجد نہیں فنائے مسجد ہے۔ عقیدہ میں ہے،

فناء المسجد هو المکان المتفصل به فناء مسجد وہ مکان ہے جو مسجد کے متصل ہو اور
لیس بدينه طريقاً درمیان میں راستہ نہ ہو۔ (ت)

اور فنائے مسجد کی حرمت مثل مسجد ہے۔ فتاویٰ عالمگیری کتاب الوقف باب ۱۱ میں محیط امام شمس الائمہ
مکرمی سے ہے،

قیم المسجد لای جوز له ان یسنى حواصیت
فی حد المسجد اوف فناءه لان
المسجد اذا جعل حائوتا مکسا تسقط
حرمته وهذا لای یحوز والصادق المسجد
فیکون حکمه حکم المسجد

جو مسجد کا ہے۔ (ت)

جب فنائے مسجد میں خود مصححت مسجد کے لئے دکان بنانا متولی مسجد کو حرام اور مسجد کی بے ادبی اور اُس کی
حرمت کا ساقط کرنا ہے تو فنائے مسجد کو عام سڑک کے لئے دے دینا کس درجہ سخت حرام اور مسجد
کی بے حرمتی اور اس کی عظمت کا منہدم کرنا ہوگا۔ وہ جو بعض کتب میں ہے کہ ضرورت و مجبوری کے وقت
مسجد کو راستہ بنانا جائز ہے، اس کے معنی یہ ہیں کہ بغیر ضرورت مسجد میں ہو کر دوسری طرف کو نکل جانا
جائز ہے کہ مسجد میں دوسری طرف جانے کے لئے چلنا حرام ہے مگر ضرورت کہ راستہ گھرا ہوا ہے اور
مسجد ہی میں سے ہو کر جاسکتا ہے جیسے موسم حج میں مسجد الحرام شریف میں واقع ہوتا ہے اس کی اجازت
دی گئی ہے وہ بھی جنب یا عاقض یا نفسار کو نہیں نیز گھوڑے یا بیل گاڑی کو نہیں، ہو کر نکل جانے کیلئے
بھی ان کا جانا لے جانا ہرگز جائز نہیں، نہ یہ کہ معاذ اللہ اُسے مسجدیت سے خارج کر کے گزرگاہ عمام
کر دیا جائے کہ مسلم کافر یا نور پاک ناپاک سب کے لئے شارع عام ہو جائے یہ ہرگز حلال نہیں ہو سکتا۔
استبہاء والنظائر احکام المسجد میں ہے،

لا يجوز اتحاده طريقتيه للمصداق الا لاعتدال
سوائے ضرورت کے مسجد میں سے گزرنے کیلئے راستہ
بنانا ناجائز ہے (ت)

اس کی شرح غزاليون والبصائر میں ہے،
قوله ولا يجوز اتحاده طريقتيه للمصداق يعني
بان يكون له بابان فاكثر فيدخل من هذا
ويخرج من هذا
ماتن کے قول کے مسجد سے گزرنے کے لئے راستہ بنانا
ناجائز ہے "کا معنی یہ ہے کہ مسجد کے دو یا دو سے
زیادہ دروازے ہوں تو ایک دروازے سے داخل
ہو کر دوسرے سے نکل جائے (ت)

فتاویٰ عالمگیری و فتاویٰ خلاصہ میں ہے،
مرجل يمر في المسجد ويتخذ طريقا ان
كان تعيين عدد لا يجوز و بعدر يجوز ثم
اد اجازة يصلح في كل يوم صوة لا في
كل مرة
ایک شخص مسجد سے گزرتا ہے اور اس کو راستہ بنانا
ہے اگر عذر ہے تو جائز ہے بلا عذر ہے تو ناجائز
ہے پھر اگر اس کو گزرنا جائز ہو تو ہر روز ایک مرتبہ
اس میں نماز پڑھے نہ کہ ہر بار جب بھی گزرے (ت)
تبيين الحقائق شرح سرمدی لآلاء الربی و فتاویٰ ہنریہ میں ہے،

اذا جعل في المسجد ممرافا به يجوز لتعارف
اهل الامم و اهل الجوامع و جازا لكل
واحد امت يمر فيه حتى الكافر الا
الجنب و المحافض و النفاذ و ليس لهم ان
يدخلوا فيه الدواب
اگر مسجد میں سے کوئی حصہ مسلمانوں کے لئے عام
راستہ گزرگاہ بنا دیا جائے تو جائز ہے کیونکہ
شہروں کے لوگوں میں جامع مسجدوں میں ایسا
متعارف ہے اور ہر ایک کو اس راہ گزرے گزرنے
کی اجازت ہوگی حتیٰ کہ کافر کو بھی، مگر جنبی اور
حیض و نفاس والی عورتوں کو گزرنے کی اجازت نہیں اور لوگوں کو یہ اختیار نہیں کہ اس راستے سے
اپنے جانوروں کو لے کر جائیں۔ (ت)

سے الاشياء والنظر الفن الثالث القول في احكام المسجد ادارة القرآن کراچی ۲/۲۳۱
سے غزاليون والبصائر مع الاشياء
سے خلاصہ الفتاویٰ کتاب الصلوة الفصل السادس العشرون في المسجد مكتبة جيبية کوئٹہ ۱/۲۲۹
سے فتاویٰ ہنریہ کتاب الوقت الباب الحادي عشر في المسجد نورانی کتب خانہ پشاور ۴/۲۵۴

محیط امام برہان الدین و فتاویٰ عالمگیری میں ہے،

ان اسرار و ان یجعلوا ایثاماً من المسجد
طریقاً للمسلمین فقد قیل لیس لہم
ذلک و اللہ صلیحہ
اگر لوگوں نے ارادہ کیا کہ مسجد کا کوئی ٹکڑا مسجد کی
طریقہ کے لئے گزرگاہ بنادیں تو کہا گیا ہے کہ انھیں ایسا
کرنے کا اختیار نہیں، اور بیشک یہی صحیح ہے (ت)
اسی طرح فتاویٰ امام فقیر ابواللیث پھر فتاویٰ تاتارخانیہ وغیرہ کتب معتبرہ میں ہے۔ واللہ
صبغہ و تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از محلہ کوٹ پرگڑہ سنبھل ضلع مراد آباد مکان مولوی لیت احمد صاحب مدرسہ مظهر حسین صاحب
۲۲ ذیقعدہ ۱۳۳۱ھ

جلسہ چند واسطے مصارف غیر کے مساجد میں خصوصاً جامع مسجد میں جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

جائز ہے جبکہ چپقلش نہ ہو اور کوئی بات خلاف ادب مسجد نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ از گوندہ محلہ نجی گنج مکان مولوی نواز شمس احمد صاحب مدرسہ حافظ محمد اسحاق صاحب
۲۳ ذیقعدہ ۱۳۳۱ھ

مسجد قدیم کٹہ کو شہید لڑکے اُسی مقام پر یا کچھ فاصلہ سے بہت کر دوسری جگہ مسجد جدید کوئی بنوانے
تو اس بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب

مسجد کو اس لئے شہید کرنا کہ وہ جگہ ترک کر دیں گے اور دوسری جگہ مسجد بنائیں گے مطلقاً حرام ہے
قال تعالیٰ،

ومن اعظم مومن منہ مسجد اللہ احب
یدکما فیہا اسمہ و سخی فی خواہما۔
اس سے بڑا ظالم کون ہے جو اللہ تعالیٰ کی
مسجدوں میں اس کا ذکر کرنے سے روکے اور

ان کی بربادی کی کوشش کرے (ت)

اور اگر اس لئے شہید کی کہ یہیں از سر نو اس کی تعمیر کرائے تو اگر یہ امر بے حاجت و بلاوجہ صحیح شرعی ہے

سُئِلَ فَتَاوٰی ہندیہ کتاب الوقت ابواب الحادی عشر فی المسجد فورانی کتب حازر پٹور ۴/۵۵۷
سُئِلَ الْقُرْآنُ الْکَرِیْمُ ۱۴/۲

تو لغو و عبث دے کر حرمی مسجد و تضييع مال ہے اور یہ سب ناجائز ہے

قال صلى الله تعالى عليه وسلم انت الله تعالى كس لا تكلم ثلاث قیل و قیل وكثرة السؤال و ضاعة المال ، وقال تعالى ولا تبذر قدير ان المبدس ميت كانوا اخوامنا الشيطانية

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے تین چیزوں کو ناپسند بنایا: قیل و قالی، کثرت سوال اور مال کو ضائع کرنا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ فضول خرچی مت کرو کیونکہ فضول خرچی کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں (ت)

ہدایہ میں ہے: والعبث حرام (فضول خرچ کرنا حرام ہے۔ ت) اور اگر بھصمت شرعی ہے مثلاً اگر اس میں اور زمین شامل کر کے توسیع کی جائے گی یا بنا کر زور ہوگئی ہے حکم بنائی جائے گی تو اصل بنائی مسجد ورنہ اہل محلہ کو اس میں اختیار ہے کما فی الہمدیۃ والدر المختار وغیرہ (جیسا کہ ہندیہ اور در مختار وغیرہ میں ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از علیگڑھ سوسائٹی کارڈن مسٹر محمد الدین خاں بی اے ۲۵ ذیقعدہ ۱۳۴۱ھ

معرفت سید برکت علی صاحب

معنی زاد عنایتہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! تھوڑا عرصہ ہوا جب مجھے آپ کے ہمراہ جناب مولن صاحب قبلہ سے شرف قدم برسی حاصل ہوا تھا اس روز میں نے مولنا صاحب کی خدمت میں یہ عرض کیا تھا کہ ایک صاحب نے مسجد کے متعلق چند کتب احادیث کی اسناد پر یہ مواد جمع کیا ہے کہ راستہ کی فراخی کے لئے مسجد میں سے کچھ حصہ بشرط گنجائش لینا جائز ہے جس میں آنجناب مولنا صاحب قبلہ نے یہ فرمایا تھا کہ وہ غلطی پر ہیں بلکہ اس مسئلہ کا غشاً بحالت ہجوم مسجد کے کسی حصہ میں سے گزرنے کا جواز ہے اس پر میں نے ان صاحب کو ان کی غلطی پر بذریعہ خط متنبہ کیا مگر بعد اُن کا جواب یہ افسوس ہے کہ وہ اپنی جائے قیام پر نہیں ہیں اس وجہ سے اُن کے پاس وہ اُن کا رسالہ اور وہ کتب جن سے مواد جمع کیا تھا موجود نہ تھیں مگر جو انہوں نے مجھے اپنی یادداشت سے لکھا بجنسہ نقل کر کے ارسال خدمت کر دیا ہوں۔

۱/۲۵ صحیح مسلم کتاب الاقصیۃ باب النہی عن کثرة المسائل قدیمی کتب خانہ کراچی

۱۴/۲۶-۲۷ القرآن الکریم

۱/۱۱۸ الہدایۃ کتاب الصلوۃ باب ما یفسد الصلوۃ المکتبۃ العربیۃ کراچی

نام کتاب جس میں سے مواد حاصل کیا،

اشباہ والنظار مصنفہ امام ابراہیم باب فوائد شتی ص ۴۰۳ و ۴۰۵ مطبوعہ ۱۲۸۳ھ مطبع نظامی
یا مصطفائی کان پور

جبار بنہ،

جو والد میں نے آپ کو لکھا تھا وہ اس طرح ہے،

لوضاق الطريق عن المارة والمسجد
واسم عليهم ن يوسعوا الطريق من
المسجد۔
اگر راستہ گزرنے والوں کے لئے تنگ ہو اور مسجد
وسیع ہو تو انھیں مسجد کا کچھ حصہ لے کر راستہ میں
توسیع کرنے کا اختیار ہے (ت)

اور دوسری جگہ،

ماضاق المار و لو كان مسجدا واسعا
يجوز انهدامه۔
جب گزرنا دشوار ہو اور مسجد وسیع ہو تو اس کا
تہہ و چار سے دت

قریب قریب ایسی ہی جبارت جو مجھے کل اور اچھی طرح یاد نہیں ہے، جبارت بالا اشباہ و نظائر میں
صاف لکھی ہے اور صاحب رد مختار نے اسی کو مزج اور معتمد لکھا ہے حکم بال میں مسجد کے متعلق ہے فناء
مسجد یعنی وضو خانہ، حجرہ، غسل خانہ میں تو بحث ہی فضول ہے۔ یہ جہالت انھوں نے مجھے لکھ کر بھیجی ہے
غالباً یہ کتاب آنجناب مولانا صاحب کے وسیع کتب خانہ میں ضرور موجود ہوگی اور اس کو دیکھ کر آن جناب
ضرور اس کی صحت اور موقع پر غور فرما سکیں گے والسلام۔

دیگر گزارش یہ ہے کہ جناب مولانا صاحب قبلہ کے فیصلہ سے مجھے بھی مطلع فرمائیں تو باعث کمال عنایت
ہوگا علاوہ اضافہ معلومات مجھے اُن حضرت کو بھی لکھنے کا موقع مل سکے گا میرا پتہ حسب ذیل ہوگا،

محمد حمید الدین خاں بی اے، سوسائٹی کارڈن عید گڑھ

الجواب

ستعفر، الله العظيم ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم احکیم، نہ کتاب مستطاب

اشباہ و النظائر کے مصنف امام ابراہیم نہ اشباہ میں معاد اللہ کہیں ان کا پتہ کہ لوکان مسجد او اسع
یحوس امهد امه (اگر مسجد وسیع ہو تو اس کا اندام جائز ہے۔ ت) نہ کوئی مسلمان ایسا کہہ سکے نہ کوئی

عربی ایسی عبارت لکھے کہ علامہ زین بن نجیم مصری مصنف اشباہ ان کی نسبت یہ محض تہمت ہے یا نہ
اشتبہ کسی شخص کے اپنے تخیل میں یہ لفظ پیدا ہوئے ہوں گے جس کی عربیت فاسد اور معنی باطل اور کوئی
آدمی ابراہیم نامی وہاں موجود یا محیل ہوگا اور کتاب اشباہ کہیں رکھی ہوگی سب تصورات جمع ہو کر یہ یاد
ہوگا کہ امام ابراہیم نے اشباہ میں ایسا لکھا اگرچہ نظر بواقع وہی مثالی ہے کہ سہ

پہ خوش گفتت سعدی در زیننا الا یہاں لائق اور کا سا و نا و لہا

(کیا خوب کہا سعدی نے زیننا میں، خبردار اے ساتھی! جاگ کر گوش نہ اور عطا کرت)

بلکہ اس سے بھی ہزار درجہ بدتر ہے کہ اگرچہ نہ کتاب زیننا شیخ سعدی رحمتہ تعالیٰ کی تصنیف نہ مصرع دوم
ان کا نہ اس کتاب کا، مگر آخر ہے تو ایک عارف کا قول بخلات اس کے کہ مسجد دھانے کی صحت اور
اشباہ کی طرف اس کی نسبت، افسوس کہ ناقل نے جس کتاب کے صفحہ ۴۰۴ سے پہلی عبارت نقل کی اس سے
گیارہ ہی ورق اور صفحہ ۴۱۰ میں اس کے معنی کی صریح تشریح نہ دیکھی کہ لایحوز اتقہ بطریق فیہ للصور
یعنی بان یکن لہ بابان فاکنرہید خل من ہدا و یحرجہ من ہذا یعنی مسجد میں راستہ بنانا
جو نا جائز ہے اور عذر کی صورت میں جس کی اجازت دی گئی ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ مسجد کے دو یا
زیادہ دروازے ہوں ایک سے داخل ہو کر دوسرے سے نکل جائے۔ بجز نہ تعالیٰ اس یعنی نے
معنی کو صاف کر دیا اور جب خود اسی کتاب میں جو عبارت تھی نظر نہ آئی اور جو نہ تھی وہ مشکل ہو گئی تو اس
کی کیا شکایت کہ خود انھیں امام مصنف اشباہ کی دوسری جلیل و عظیم کتاب بحر الزائق نہ دیکھی جس میں
انھوں نے صاف طور پر واضح کر دیا ہے کہ مسجد کو راستہ بنانے سے یہی مراد ہے کہ مسجد بحال خود قائم
برقرار رہے اور کسی کام کے لئے اس میں ہو کر نکل جائے اور صریح تصریح فرمادی ہے کہ یہ ناپاک مرد یا
عورت کے لئے حلال نہیں، نہ اس میں گھومنا یا بیل وغیرہ جانور لے جاسکتے ہیں، عبارت یہ ہے
بحر الزائق مطبع مصر علیہ بنجیم ص ۲۷۶

| | |
|----------------------------------|---|
| و معنی قولہ کھکھ اندہ ادا جعل فی | یعنی مسجد کے کسی حصہ کو راستہ بنانے سے مراد |
| المسجد ہما افانہ یجوز لتعامات | یہ ہے کہ اگر کوئی شخص مسجد میں ہو کر مرد کے لئے |
| اہل الامصاص فی الجوامع و جاز | جو گھر والے تو روا ہے کہ شہروں کی جامع مسجدوں |
| لکل واحد انت یسر فیہ حق | میں اس کا عام رواج ہو رہا ہے اور اس میں |

الکافر الا المجنب والحنث و
النفس لما عرف في موضعه
وليس لهم ان يدخلوا
فيه الدواب

ہو کہ ہر شخص کو گزر جانے کی اجازت ہوگی یہاں تک
کہ کافر کو مگر نہایت والے مرد و عورت اور جنس والی
عورت اور نفاس والی ان میں کسی کو وہاں داخل
ہونے کی اجازت نہیں ہو سکتی کہ مسجد میں ان کا
جانا حرام ہوگا اپنی جگہ یعنی کتاب الطہارۃ میں معلوم
ہو چکا ہے اور یہ بھی انہیں اختیار نہیں کہ اُس
جگہ جانور لے جائیں (ت)

بعینہ اسی طرح تیسرے الحقائق امام محمد بن زبیری و درر الحکام و درمختار و فتاویٰ عالمگیریہ وغیرہ میں ہے
اس ارشاد علماء کو ایمان کی مجاہد سے دیکھنے والے پر آفتاب کی طرح روشن ہو جائے گا کہ مسجد کو راستہ
بنانے کے معنی خود انہوں نے کیا ارشاد فرمائے اور کیا مراد بتائی، آیا یہ کہ معاذ اللہ مسجد توڑ کر سڑک
میں ڈال لو جس میں آدمی جنب، حائض، نساء، گھوڑے، گے، غلیظ کی کالیاں سب گزریں اور سب
کا حق مساوی ہو اور کسی کو منع نہ کر سکو نہ وہاں منڈھی ڈال کر بیٹھ سسکو کہ آدمی گزرے اُس سے پوچھو
تجھے نہانے کی حاجت تو نہیں جو طورت رُسے اُس سے دریافت کر دیجئے یہ تو نہیں، اور جو ایسا
کرے بھی تو مجنون کہلائے اور فائدہ کچھ نہیں کہ کسی کو روکی سکو اور روکو تو روز فساد ہو استغفر اللہ کیا
ایسی بے معنی بیہودہ بات علماء نے اپنی مراد بتائی یا یہ کہ مسجد اپنے حال پر قائم و برقرار رہے اُس کے
تمام آداب بدستور فرضی و مقرر ہیں نہ اُس میں کوئی جانور جائے نہ جنب نہ حائض، نہ نفاس والی،
اور ان کے علاوہ اور آدمی ہو کر گزر جائے، یہ بھی پیش نظر رہے کہ وہ جس امر کی اجازت دے رہے ہیں اسے
صاف بتا رہے ہیں کہ عام شہروں کی جامع مسجدوں میں اس کا رواج ہے، اب یہ دیکھ لیجئے کہ جامع
مسجدوں کا عام دستور کیا ہے، آیا یہ کہ مسجدیں توڑ کر سڑک میں ڈال لی جاتی ہیں، حادث کوئی اندھا بھی
ایسا نہیں کہہ سکتا تو اس حقیقت بات کا عام شہروں کی جامع مسجدوں میں رواج چلا آتا ہے اسی کی وہ اجازت
دے رہے ہیں اور وہی اُن کی مراد ہے اس سے زیادہ باطل و ایجابی ہے واللہ یقول الحق و ینہدی
النسیل و هو حسی و نعم الوکیل (اللہ تعالیٰ حق فرماتا ہے اور سیدھی راہ کی ہدایت فرماتا ہے
اور وہ ہی مجھے کافی اور کیا ہی اچھا کارساز ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ مسئلہ علاؤ الدین صاحب مالکہ ادریس تحصیل ملتان ضلع جتوڑ ملک مترسہ ۲۵ محرم الحرام ۱۳۲۲ھ
 کیا فرماتے ہیں علامہ دین مصباح شرع متین دین مسئلہ کو اس مختصر قصبہ ملتان میں قریب سو سال سے
 ایک مسجد کھڑی کے بزرگوں کی تعمیر کرائی ہوئی موجود ہے جس میں نماز پنجگانہ و جمہ جو کرتا ہے یہاں مسلمانوں
 کی آبادی بہت کم ہے قریب ستر پچتر مکان ہوں گے ان میں بھی صومہ و صلوة کے پابند صرف معدومہ چند
 اشخاص ہیں تاہم تفرقہ انداز نفس موجود ہیں اس سال رمضان شریف میں روزہ جلا افطار کرنے کی کٹ جاتی پر
 یعنی متولی مسجد کے یوم غیم میں کچھ دیر کر کے روزہ افطار کرنے کی تہنیت پر تہنیت و کبر و خاندہ و عطرہ نے مسجد قدیمی سے
 کنارہ کشی اختیار کر کے اور دی سیس آدیوں کو درگاہ مسجد میں تراویح پڑھنے و قرآن شریف سے جو فائدہ حاصل
 نماز تراویح میں پڑھتے تھے خود بھی باز رہے اور دیگر لوگوں کو بھی باز رکھا اور ترک جماعت کر کے ایک دوسری جگہ
 نماز پڑھنا نہ تراویح و نماز جمعہ پڑھنے لگے اور اپنی ضد و تفرقہ اندازی کی غرض سے اور چند جاہل مسلمانوں کو
 اکساوہ و مدد کر اپنا ہم خیال بنا کر جا بجا سے چند و صول کر کے ایک دوسری مسجد تعمیر کرنے کی فکر کر رہے ہیں بلکہ
 ایک ویران خانگی مسجد کو جو ایک خانہ ان کے لئے مخصوص تھی جس میں اب کوئی علامت مسجد کی باقی نہیں
 در دیوار و در ثابہت ہیں نہ منبر و غیرہ کا نشان نظر آتا ہے پچاس ساٹھ برس سے بالکل ویران پڑی ہوئی ہے
 اسی کو باجائز اس کے متزیوں کے اسرار و تعمیر و از سبب حال کو ویران کرنے کی نیت سے اس مسجد سے
 بالکل کنارہ کش ہو بیٹھے ہیں اور اس اپنی منافقانہ و کافرانہ حرکت و ضد کو قرین ثوب و جائز قرار دے کر
 سی پڑا دے ہوئے ہیں کہ ہم دوسری مسجد بنا کر رہیں گے حالانکہ سب کے سب علم دین سے محض ماہد و
 جاہل و مطلق ہیں کہ آیہ کریمہ قرآن پاک رکعہ میں جو اس قسم کی مسجد ضرار کے بارہ میں احکام لکھی اسات
 روشن ہیں اس کا ترجمہ دیکھ کر اس کے معنی اٹھتے جھگتے ہیں کہ یہ یہود و نصاریٰ سے متعلق ہے انہیں کیلئے
 نازل ہوئی ہے لہذا ان کے منافقانہ تفرقہ اندازی سے باز رہنے کے لئے حسب ذیل امور کیلئے عجلہ دیں
 موجودہ حال کھنڈ کے مواسیر سے مشیت قوی درکار ہے اور دفع شر کے لئے ایسے فتوے کی اشد ضرورت ہے
 اللہ جل شانہ آپ صاحبوں کو ملی فضیلت دی ہے نہایت عاجزی سے طبعی جوں کہ براہ عنایت و
 تحصیل ثوب فتویٰ مسندہ جلد ارسال فرما کر عند اللہ عاجز و عند الناس مشکور ہوں گے۔

(۱) کیا مذکورہ بالا اشخاص ایک مسجد قدیمی کی ضد پر جو موجودہ حال و آبادی سے قریب و متصل ہے اور
 اس میں پوری گنجائش نمازیوں کی کافی طور سے ہوتی ہے اور جس میں عرصہ قریب سو سال سے
 نماز پنجگانہ و جمہ ادا ہوتی ہے بلکہ مذکورہ بالا اشخاص و بستی کے مسلمان صرف ایک مسجد کو بھی پوسہ طور
 سے آباد نہیں رکھ سکتے ہیں یا ہم اتفاق ڈالنے کی نیت سے بلا ضرورت دوسری مسجد تعمیر کرانا اور چند

انجان مسلمانوں کو ترغیب دے کر اُس قدیمی مسجد سے باز رکھنا اور اپنی ایک جُدا گار جماعت قائم کرنا یہ فعل ان کا منافقانہ داخل کفر و نادر ہے یا نہیں؟

(۲) دیگر بے شریع لوٹ مسلمانوں کے لئے اُن کے ہاتھ کا ذبیحہ درست ہے یا کیا؟
(۳) ان سے روہ رسم، سدھ مسنون یا ان میں سے بطور قاضی کے کسی کا نکاح پڑھانا جائز ہے یا کیا؟
(۴) مسجد ضرار جو ایک مسجد کی ضد پر بنا ہے فساد قائم کی جائے اس کے مخالفین کو دینے و منہم کرنے کا حکم ہے یا نہیں؟

(۵) کیا ایسا شخص مذکورہ بالا جو ایسے شرع و نفاق کا بانی مبنی ہو امامت کے قابل ہو سکتا ہے؟ کیا اس کی امامت جائز ہے؟

(۶) کیا ایسی مسجد کی تعمیر کے لئے جس کی بناض و نفاق پر جو اور جو ضرار کی تعریف میں داخل ہو کچھ چنہ دینا یا دیگر طریقہ سے مدد دینا جائز ہے؟
(۷) کیا ذابک بقر و ختم کے چمچے نماز پڑھنا جائز ہے یعنی جو شخص اُجرت لے کر ذبیحہ کرتا ہو وہ امامت کر سکتا ہے یا نہیں؟

(۸) کیا نماز جمعہ ایسی جگہ جہاں مسلمانوں کے ستر پتھر مکان ہوں (در نہائی شکل تیس چالیس جمع ہوتے ہوں نماز جمعہ دو جگہ ہو سکتی ہے؟
(۹) جو شخص بستی و قوم میں ہر طرح معزز و رئیس ہو اور وہ متولی مسجد بھی ہو اُس کے خلاف بغشتہ ہو کر معمولی حیثیت کے مسلمان کا ایسا شریعہ اُکرنے کا طریقہ عمل جائز ہے؟ بیتوا تو جہودا یا
اولی الاصلہ ص ۱۰۰۔

الجواب

(۱) اگر فی الواقع اُن کی نیت جماعتِ مسلمین کی تفریق اور مسجدِ قدیم کی تخریب ہو تو ضرور وہ مرتکبِ سخت کبیرہ ہیں اور اس تقریر پر اُن کی مسجد ضرار ہوگی مگر اتنی بات پر حکم تکفیر ناممکن ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
(۲) جب اُن پر حکم کفر نہیں تو اُن کے ہاتھ کا ذبیحہ کیوں نادرست ہوگا؟
(۳) جو لوگ اس تقدیر پر متفق و مرکب کیا کریں اُن سے ابتداءً سلام ناجائز ہے اور بغرض نہ جروتنبیہ ترکیبہ روہ رسم بہتر ہے اور جب راہِ رسم نہ ہوگی تو اپنی شادیوں میں جُناہ اور نکاح پڑھانا بھی نہ ہوگا لیکن اگر وہ نکاح پڑھائیں تو اس نکاح میں کوئی جرم لازم نہ آئے گا۔
(۴) ضرور ہے مگر جبکہ ضرار ہونا یقیناً ثابت ہو۔ دو جماعتوں میں رنجش ہوئی اور ایک جماعت دوسری کی

مسجد میں بکثرت فتنہ آگنا نہ چاہیے اور مسجد میں نماز پڑھنا ضرور، لہذا وہ اپنی مسجد جدا بنائے تو اسے مسجد ضرار نہیں کہہ سکتے، مسجد ضرار اُسی صورت میں ہوگی کہ اُس سے مقصد مسجد کو ضرر دینا اور جماعت مسلمین میں تفرقہ ڈالنا ہو، نیت امر باطلی ہے محض قیاسات و قرائن کالی ظکر کے ایسی سخت بات کا حکم نہیں دے سکتے خصوصاً اُس حالت میں جبکہ وہ جدا مسجد بنانا نہیں چاہتے بلکہ جو مسجد پہلے موجود تھی اُس کا احیاء چاہتے ہیں۔

(۵) ایسے شخص کو امام بنانا گناہ ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی، جبکہ صورت واقعہ یہ ہو جو سال نے ذکر کی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۶) اگر امر نہ کوثر ثابت ہو تو اُس میں کسی طرح مدد دینا جائز نہیں۔

(۷) یہ مسئلہ لوگوں میں غلط مشہور ہے ذیل بقول کوئی غرم نہیں، نہ اس پر ہجرت لینا ممنوع، تو اس وجہ سے امامت میں کیا حرج ہو سکتا ہے۔

(۸) نماز جمعہ کے شرائط سے ایک شرط یہ ہے کہ خود سلطان اسلام پڑھائے یا اس کا نائب یا اُس کا والد اور جہاں یہ نہ ہوں وہاں بغیر وقت مسلمانوں کا کسی امام مقرر کر لینا معتبر رکھا ہے ایسی بستی میں جبکہ جمعہ قائم ہے اور ایک امام مقرر کر مسلمانوں پر واجب ہے ورنہ اگر شرعی چند شخصوں کا دوسرے کو امام جمعہ مقرر کرنا صحیح نہ ہو گا اور وہاں نماز جمعہ ادا نہ ہو سکے گی۔

(۹) شریعہ پیدا کرنا کسی کو کسی کے مقابل جائز نہیں اور دینی معظّم کی بلا وجہ شرعی مخالفت اور پر شر ہے ہاں جو غلط و نیروی و جاہت رکھتا ہو اُسے معزز اور اس کے مقابل اور مسلمانوں کو معمولی مسلمان کہنا یہ بھی جائز نہیں واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۸۲ مسئلہ سید کمال الدین احمد صاحب جعفری وکیل ہائیکورٹ آلہ آباد ۲۹ محرم ۱۳۳۲ھ
عید گاہ یا مسجد میں وقف یا چندہ اسلامی مذہبی کاموں کے لئے کرنا عام مسلمانوں کو جائز ہے متولی کو اُس کے روکنے کا حق ہے یا نہیں؟

الجواب

مسجد میں کاغذ غیر کے لئے چندہ کرنا جائز ہے جبکہ شور و محفل نہ ہو خود احادیث صحیحہ سے اس کا جواز ثابت ہے، مسجد میں وقف کی بھی اجازت ہے جبکہ وقف عالم دین شفی صحیح العقیدہ ہو اور نماز کا وقت نہ ہو ان دونوں باتوں کو کہ منکرات سے خالی ہوں متولی یا کوئی منع نہیں کر سکتا، ہاں اگر چندہ امر شر کے لئے ہو اگرچہ اُسے کیسا ہی امر خیر کہا جائے جیسے بچوں کے کالج یا دبا بیوں کے مدرسہ کے لئے یا اُس میں شور و غل ہو

یا واعظ بہ مذہب یا بے علم یا روایات مرفوعہ کا بیان کرنے والا ہو یا لوگ نماز پڑھ رہے ہوں اور اس نے وعظ شروع کر دیا کہ اُن کی نماز میں خلل آتا ہو تو ایسی صورت میں متولی اور ہر مسلمان کو روک دینے کا اختیار ہے۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۸۳۔ از موضع منصور پور متصل ڈاکٹری نہ قصبہ شیش گڑھ تحصیل بیٹری ضلع بریلی مرسلہ محمد شاہ خاں
۳۰ محرم ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک دیوار شمال و جنوب کی ہے اس کی بنیاد سے ملا کر کسی قدر اونچائی مثل حیو ترہ قائم کیا گیا اور اس دیوار پر چھپر رکھا کر وہ جگہ نماز کے واسطے مخصوص کر دی گئی چنانچہ جگہ مذکور پر پانا غدا اذان و نماز ایک مدت سے ہو رہی ہے یہاں تک کہ نماز جمعہ بھی ہوتی ہے، منبر لکڑی کا برائے خطبہ جگہ معینہ پر موجود ہے، بایں صورت فرمائیے کہ اس کو مسجد کیا جائے یا کیا؟

الجواب

ماک زین نے اگر کہا کہ میں نے اس کو مسجد کر دیا اور اس میں نماز پڑھ لی گئی تو وہ مسجد ہوگی اگرچہ اس میں عمارت اصل نہ ہو خالی زمین ہو، یونہی اگر اس کے کلام سے مسجد کہ دینے پر دلالت پائی گئی مثلاً کہا میں نے یہ زمین مسلمانوں کی نماز کے لئے خریدی کہ ہمیشہ اس میں نماز ہو کر سے جب بھی مسجد ہو جائیگی اور اگر ایک مدت خاص کی تحدید کی مثلاً سال دو سال نماز پڑھنے کے لئے دیتا ہوں تو مسجد نہ ہوگی، ورنہ اگر زبان سے لفظ نہ ہمیشہ کا کہا نہ کسی وقت محدود کا تو دل میں اگر نیت ہمیشہ کی ہے مسجد ہوگی ورنہ نہیں عالمگیری میں ہے،

مرجلہ له ساحة لا بناء فيها
قوامت يصلوا فيها بجماعة
فهذا علم ثبت اوجه احدها
امامت امرهم بالصلوة فيها
مدايب باب قال صلوا فيها
امداء ادا امرهم بالصلوة مطلقاً
ودوع الايد، فف هذ من
الوجهين صامت الساحة
مسجد الوصات لا يومث عنه،
ایک شخص کی خالی زمین پڑی ہوئی تھی جس میں کوئی عمارت نہیں اس نے لوگوں کو اس زمین میں باجماعت نماز پڑھنے کو کہا تو اس کی تین صورتیں ہیں (پہلی یہ کہ) اس نے امر نماز کی تابید کی تصریح کی ہو بایں طور کہ یوں کہا ہو کہ تم اس میں ہمیشہ نماز پڑھاؤ یا (دوسری صورت یہ کہ) اس نے انھیں مطلقاً نماز پڑھنے کو کہا اور نیت ہمیشگی کی کر لی ان دونوں صورتوں میں وہ زمین مسجد ہوگی اور اس کے مرنے کے بعد اس میں میراث جاری نہ ہوگی اور (تیسری

وامان وقت اکامرو بالیوم او الشہر او
السنة ففی هذا الوجه لایصح الساحة
مسجد المومات یومرت عسہ و الله
تعالی اعلم۔

۸۴ھ مسئلہ مسئلہ فقہ الرحیم و کریم احمد صاحبان متولیان مسجد پھلی بازار کان پور ۲۱ صفر ۱۳۳۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جو روپیہ مسجد پھلی بازار کان پور
قند میں تین عنوانوں سے آیا ہے :

(۱) کچھ قدامت و مجروحین و مقتولین کے لئے۔

(۲) کچھ مقدمہ مسجد کے لئے۔

(۳) کچھ حفاظت اور تعمیر حصہ مندر مسجد کی غرض سے

اب بعد ختم ہو جانے مقدمہ کے اس کا صحیح معنوں میں از روئے شرع شریف کیا ہے ؟ بینا تو مجروح۔

الجواب

امداد مجروحین و مقتولین مقدمہ ختم ہونے سے ختم نہیں ہو جاتی، امداد مقتولین سے ان کی بیواؤں اور
یتیموں کی امداد مراد ہے اور وہ بنو ذیاتی ہیں، معتبر اگر ختم ہوا تو ماخوذین کا نہ مسجد کا کہ اس کا جو
فیصلہ مولوی صاحب فیصلہ کنندہ نے کیا محض باطل و خلاف شرع ہے مسئلوں کو اس پر سکوت جائز نہیں
فرض ہے کہ اپنے تحفظ حقوق مذہبی کے لئے گورنمنٹ سے جائز چارہ جوئی کو استہانک پہنچائیں۔ اس کے
معارضت میں یہ روپیہ اٹھائیں اس کا روشنی بیان اپانہ المتواری فی مصالحة عبد البیاری میں ہے
جو اعلیٰ رسالہ چھپ گیا اور زمیستدار میں بھی شائع ہو چکا اور اس کا دلیل زیر طبع ہے، واللہ تعالیٰ اعلم

رسالہ

ابانة المتواری فی مصالحہ عبد الباری

(عبد الباری کی مصالحت میں چھپی ہوئی (خرابی) کا اظہار)

بسم الله الرحمن الرحيم

محمد ﷺ ووصلی علی رسولہ الکریم

مشتملہ از لکھنؤ فرنگی محل مرسلہ مولوی سلامت اللہ صاحب نائب منہج مجلس ترویج اسلام ۲۰ ذیقعدہ ۱۳۳۳
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ————— گورنمنٹ کے حکام

محکم مسجد کانپور کے متعلق ایک نہایت ضروری فتویٰ جس کا سول لکھنؤ فرنگی محل سے آیا اور دارالافتائے
جواب دیا اور بحال وضع ثابت کیا کہ مولوی صاحب نے جو فیصلہ مسجد پھل بازار کانپور کے متعلق یہ وہ سرسبز
مخالفت احکام اسلام ہے۔ اس پر مسلمانوں کو ملحق ہونا سخت گناہ و حرام ہے، ہر طبقہ کے مسلمانوں پر
فرض ہے کہ دوبارہ حفظ حقوق مذہبی گورنمنٹ کی نامبدل پالیسی سے نفع لیں اور اپنے اپنے منصب کے
ذاتی جائز چارہ جوئی میں پوری کوشش کریں۔ مولوی صاحب کی یہ شخصی کارروائی اگر مقبول ٹھہری تو ہمیشہ کے لئے
مساجد ہند پر اس کا بہت بُرا اثر پڑے گا اور ہر مسلمان کہ جائز کوشش کر سکتا تھا اور نہ کہ اس کے وبال میں
ماخوذ ہوگا "مسجد کانپور کے فیصلہ پر ایک نظر" کا بھی اس میں ردِ بلوغ ہے۔

نوٹ، علامہ امجد علی صاحب اعظمی نے "قاصد الواہیات من جامعہ الخنیات" کے نام
سے اس پر ایک عربی تذیل تحریر فرمائی ہے جو کہ مولوی صاحب فیصلہ کنندہ کی اس چھ درجی عربی تحریر نام
"جامع جزئیات فقہ" جو اس نے اس فیصلہ کو مطابقت شرع بنانے میں تحریر مندرجاتی تھی کے رد میں ہے
اعلیٰ حضرت احمد رضا خان علیہ الرحمۃ نے اس رسالہ میں پچاس دلائل کا ہر پیش کئے جبکہ علامہ امجد علی صاحب
اعظمی نے مزید دو سو دلائل پیش کیے ثابت کیا ہے کہ یہ فیصلہ مطابقت شرع نہیں ہے اور نہ ہی مسجد توڑ کر
راستہ بنالیا روا ہے۔

کا بیان ہے کہ جزر قنارہ مسجد کا چور خارج از مسجد ہے اور اس کو بعض مسلمان نے ہم کو دے دیا تھا اس بنا پر انہوں نے اس کو منہم کر دیا اس کے چند دنوں کے بعد بغیر اجازت چند لوگوں نے اس زمین پر جس کو میونسپلٹی نے اپنے قبضہ میں کر لیا تھا تعمیر کرنا شروع کیا اس وجہ سے پولیس نے روکا اور فرمایا میں رول بھٹی کچھ مسلمان قتل کئے گئے کچھ مسلمان جن میں بے قصور بھی میں قید کئے گئے گورنمنٹ نے اپنے طرز عمل سے باور کرا دیا کہ وہ کسی طرح قیدیوں کو نہ چھوڑے گی اور اس زمین کو جس پر میونسپلٹی نے قبضہ کر لیا ہے مسلمانوں کو واپس نہ دے گی بعد چند سے اس نے مرام خسروانہ کے لحاظ سے یا اپنے کل فائدہ کے اعتبار سے اس امر کی خواہش کی کہ تصفیہ ایسا ہو جائے کہ مسلمان قیدیوں کو چھوڑ دیا جائے اور اس زمین پر چھاپاٹ کے مسجد میں شامل کر دیا جائے اس کو چند معتبر حضرات کے دوبرو اس نے پیش کیا ایک عالم سے اس امر کی کوشش کی کہ وہ زمین جس کو اکثر مسلمان جزر مسجد کہتے ہیں محض مسجد کے کام میں رہ جائے ایک مخلص کی صورت یہ نکالی کہ اگر یہی مسجد کا دروازہ کر دیا جائے وہ زمین اس دروازہ مسجد کے کام لگے گورنمنٹ کے ممبران متعینہ نے اس امر کو نہیں مانا کہ زمین پر قبضہ مسلمانوں کا ہو بلکہ صاف کہہ دیا کہ یہ کسی طرح ممکن نہیں، بعد رو قدح کے اس عالم کی رائے سے یہ طے پایا کہ سر دست جبکہ اس زمین پر کسی کی نہ ثابت کی جائے کیونکہ مسلمانوں کے نزدیک یہ وقت سب جزر زمین پر مسجدوں کا دلایا جائے حق سائنس حقیقہ مسلمانوں کو حاصل ہے، اگر ظلم یا تشدد اگر گورنمنٹ عام اجازت گزر کی طے تو ہم اس کی وجہ سے قطع مصالحت نہ کریں گے بلکہ صورت بنا اس کی میونسپلٹی کے سپرد کر دی جائے جس میں بخلیہ آرا قوی امید ہے کہ برواقی قوانین اسلام تصفیہ ہو جائے، وائسرائے نے بھی تاکید کر دی کہ بننے کے وقت مسلمانوں کی خوشی اور ان کے قواعد کا ملحوظ رکھا جائے۔ سوال طلب یہ امر ہے کہ جس عالم نے یہی تفصیل مصالحت کی ممانعت نہیں کی اور منازعت کو قطع کر دیا وہ حامل ہے یا مصیب، اور مسلمانوں کو آتی ہی اس عام کے اندر رہ کے استحقاق کی چارہ جوتی کرنی چاہیے جیسا کہ اس عالم کی رائے ہے یا جوش و ہنگامہ دکھانا اور خلل اندازی امن عامہ کرنا ضروری ہے اور جرم دوم کی کوشش کرے وہ حق پر ہے یا جرم اول کے طعنے کو مسلمانوں کے لئے مفید سمجھے۔ یَتَنَوُا تَوْحِيدًا۔

جواب از دارالافتا

سوال بہت مجمل ہے کچھ نہ بتایا کہ،
(۱) مصالحت کیا کی۔

(۲) وہ امر جس پر مصالحت کی تجویز گورنمنٹ تھا جسے عالم مذکور نے قبول کیا یا اس عالم نے پیش کیا اور اسے گورنمنٹ نے مان لیا۔

(۳) گورنمنٹ نے خود ہی مراحم خسروانہ کے لحاظ سے یا ملک فائدہ کے اعتبار سے قیدیوں کو آزاد کیا جیسا کہ عبارت سوالی سے ظاہر ہے اُس کے بعد کی منازعت سوالی میں مذکور نہیں کر کیا تھی اور عالم مذکور نے کیا اور کس طرح قطع کی۔

(۴) بعد اس کے کہ ممبران متعینہ گورنمنٹ نے زمین پر مسلمانوں کا قبضہ بر گز مانا اور صاف کر دیا کہ یہ کسی طرح ممکن نہیں جیسا کہ سب مل کا بیان ہے پھر عالم مذکور کی دست سے یہ کیوں کر سٹے پایا کہ قبضہ زمین پر مسلمانوں کو دیا جائے، آیا صرف عالم مذکور کا اپنے خیال میں ایک مفہوم متخیل کرنا یا یہ کہ بعد از دو قدح عالم نے ممبران گورنمنٹ سے یہ امر سٹے کر لیا۔

(۵) نیز اس کی رائے سے سٹے پایا کہ سر دست اس زمین پر کسی کی ملک ثابت نہ کی جائے ایک مفہوم تھا کہ اس کے اپنے ذہن میں رہا یا گورنمنٹ نے عالم مذکور کی رائے سے اسے سٹے کیا۔

(۶) سر دست کے معنی کیا تھے اور وہ بھی عالم مذکور کے خیال میں رہے یا گورنمنٹ سے سٹے کر لئے۔

(۷) عالم مذکور کو گورنمنٹ سے مل کر مجبور یا تھیا مسلمانوں نے اپنی طرف سے مامور کیا تھا وہ بطور خود گیا تھا۔

جب تک ان سب باتوں کی تفصیل معلوم نہ ہو ایک نہایت محل گول بات کا جواب کیا دیا جائے۔ ہاں اتنا امر واضح و روشن ہے کہ فتنہ پرہیزی اور امن عام میں خلل اندازی اور مسلمانوں کو بد اور اسلام کو توہین کے لئے پیش کرنا ہرگز نہ شرعاً جائز ہے نہ عقلاً ٹھیک۔ قرآن عظیم میں ارشاد فرماتا ہے اِنَّ الْعِصَّةَ اسْتَدَّ مِنَ الْقَتْلِ (فتنہ فساد قتل سے بھی سخت ہے۔ ت) اور فرماتا ہے لَا تَتَّبِعُوا بِاِیْدِیْکُمْ اِلٰی التَّهْمٰکَةِ (پس نہ پڑو۔ ت) نہ یہی کسی طرح روا ہے کہ کسی حکم مخالف شرع کو بلا جبر و اکراہ خود ایک امر سٹے شدہ قرار دے کر جائز چارہ جوئی کا دروازہ بند کریں یا اُس میں دشواری لیں اور آئندہ کے لئے بھی اسے نظیر بنائیں، بلکہ حدود و سلامت رومی کے اندر رہ کر گورنمنٹ پر اُس امر کا علان قوانینِ سلام ہونا ظاہر کریں اور گورنمنٹ کا مستمر قانون کہ مذہبی دست اندازی نہ کرے گی یا دولا کر بل نہر و اضرار فائدہ پائیں جو اس طریق پر چلے مصیب ہے اور جو آئی دو طریقوں میں سے کسی پر پلے وہ غلطی

ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ بار دوم از کتب قرنگی محل مسئلہ مولوی صاحب موصوف سوم ذی الحجہ ۱۳۲۱ھ
 مولانا المعظم دام بالحد والحد، السلام علیکم، استغفار موصول ہوا مشکور فرمایا، گو ہم کو اصل
 مسئلہ کے متعلق جناب کی رائے سے آگاہی ہوگی مگر جناب کے استفسارات کے باعث ضرور ہو
 کہ امور مستفسرہ کا جواب دیا جائے اُن کو مفصل لکھ کر ارسال کرتا ہوں امید کہ اب جواب شافی عام لوگوں کے
 فائدہ کی غرض سے تحریر فرمایا جاسے۔

امور مستفسرہ مع تصریح

س (۱) مصالحت کیا کی؟

ج (۱) عالم نے مصالحت یہ کی کہ گورنمنٹ مقدمات اٹھالے اور کسی کو قیدیوں سے معافی مانگنے کی حاجت
 نہ ہو، یہ امر ثابت نہ ہو کہ یہ لوگ مجرم تھے مسجد کی زمین پر گورنمنٹ اپنی ملکیت ثابت ذکرے مسلمانوں
 کو اس پر قبضہ دلا دے اگر جبر گورنمنٹ اس کے مرد کو مشترک کرتی ہے تو وہ عالم ہے خلاف احکام
 اسلامی ہے اس سے مسلمانوں کو اطمینان نہ ہوگا ورنہ موقع موقع اُس کے لئے کوشاں رہیں گے البتہ
 مقدمات دیگر امور کے متعلق دوبارہ ہنسکا مہ کا پور مسلمان کچھ نہ کریں گے۔

س (۲) وہ امر جس پر مصالحت کی تجویز گورنمنٹ تھا جسے عالم نہ کورسے قبول کیا یا اس عالم نے پیش کیا
 اور اسے گورنمنٹ نے مان لیا۔

ج (۲) گورنمنٹ نے خود مصالحت کی خواہش کی اس امر پر کہ مسلمانوں کے اوپر جو مقدمات ہیں گورنمنٹ
 کی طرف سے اور مسلمانوں کو جو گورنمنٹ سے دعاوی ہیں ان کے بارے میں کوئی سمجھنا ہو جائے
 تاکہ گورنمنٹ کو مسلمانوں سے بدظنی اور مسلمانوں کو گورنمنٹ سے بے اعتباری نہ ہو اور سبب پختی
 دفع ہو۔

س (۳) گورنمنٹ نے خود ہی مراجع خسروانہ کے لحاظ سے یا ملک فواد کے اعتبار سے قیدیوں کو آزاد کیا
 جیسا کہ عبارت سوال سے ظاہر ہے اس کے بعد کی منازعت سوال میں مذکور نہیں کہ کیا تھی اور
 عالم مذکور نے کیا اور کس طرح قطع کی۔

ج (۳) گورنمنٹ نے بلحاظ مراجع خسروانہ یا باعتبار فواد ملک خود خواہش تصفیہ کی کی نہ کہ قیدیوں کو
 بلا مق بلکہ کسی امر کے چھڑا دینا چاہا بلکہ اس کو مشروط کیا کہ مسلمان آئندہ مقدمات نہ چلے میں اور مسجد کی

زمین پر اجینہ اسی طریقہ کی عمارت نہ تعمیر کریں گورنمنٹ سے اور مسلمانوں کے مقدمات اُس کے ضمن میں باہم سمجھ کر کشیدگی و منازعہ نہ تھی جس کو کہ عام مذکور سے قطع کر دیا۔

ص (۴) بعد اس کے کہ ممبران متعینہ گورنمنٹ نے زمین پر مسلمانوں کا قبضہ ہرگز نہ مانا اور صاف کہہ دیا کہ یہ کسی طرح ممکن نہیں جیسا کہ مسائل کا بیان ہے پھر عام مذکور کی رائے سے یہ کہہ کر سٹے پایا کہ قبضہ زمین پر مسلمانوں کو دیا جائے آیا صرف عالم مذکور کا اپنے خیال میں ایک مفہوم متخیل کرنا یہ کہ بعد رد و قمع عالم نے ممبران گورنمنٹ سے یہ امر سٹے کر لیا۔

ج (۴) گورنمنٹ کے متعینہ ممبروں نے ابتداء مسجد کی زمین پر کسی قسم کا قبضہ دینے سے انکار کیا عالم کی انتہائی جدوجہد سے اُس نے کہا کہ ہم عمارت کی اجازت دیں گے جو قانوناً و عرفاً قبضہ ہے اگرچہ گورنمنٹ لفظ قبضہ کی اپنی زبان سے نہ کہیں یہ عالم کا متخیلہ نہیں بلکہ ممبر متعینہ نے صاف صاف کہہ دیا کہ یہی قبضہ ہے غرض کہ قبضہ خود ممبر متعینہ کی زبان سے سٹے کر لیا۔

ص (۵) نیز اس کی رائے سے سٹے پانا کہ سر دوست اس زمین پر کسی کی ملک نہ ثابت کی جائے ایک مفہوم تھا کہ اُس کے اپنے ذہن میں رہا یا گورنمنٹ نے عالم مذکور کی رائے سے اسے سٹے کیا۔

ج (۵) زمین کی ملکیت جو گورنمنٹ ہی بنا سکتی تھی اُس سے ہر سٹے میں صرف عالم کا متخیلہ نہ تھا بلکہ ممبر متعینہ سے اُس نے صاف صاف کہہ دیا اور کہلوایا تھا کہ ملک وقفہ میں کسی کے لئے ثابت نہیں ہوتی اس واسطے ہم اپنے لئے بھی ثابت کرنے کے ورہے نہیں ہیں بلکہ مشیر قانونی نے بھی یہی کہا کہ ہماری ملک غصب سے چل نہیں گئی کہ ہم اپنی ملک کے ثابت کرنے کو کہیں بلکہ ہم اسی قدر چاہتے ہیں کہ گورنمنٹ اپنے لئے ملک ثابت نہ کرے چنانچہ گورنمنٹ نے ایسا ہی کیا۔

ص (۶) "سر دوست" کے معنی کیا لئے اور وہ بھی عالم مذکور کے خیال میں رہے یا گورنمنٹ سے سٹے کر لئے۔

ج (۶) سر دوست کے معنی ممبر متعینہ سے صاف کہہ دئے گئے کہ ہم تمہیں شراکت مرور کے لئے ہمیشہ چاہہ جاتی کرتے رہیں گے اور اُس وقت تک مطلق نہ ہوں گے جب تک کہ گورنمنٹ مسلمانوں کی خواہش پوری کر دے بلکہ ممبر متعینہ نے یہ بھی صاف صاف کہہ دیا کہ جب قانون بن جائے گا تو خواہ مخواہ یہ مسئلہ بھی سٹے ہو جائے گا اس وقت جس قدر عالمگیر جوش ملک میں ہے اور اس سے اندیشہ فریقین کے لئے مشکلات کا ہے وہ دفع کر دیا ہے، اور ہم اس وقت اس خواہش کو پورا نہیں کر سکتے ہیں ورنہ ہم کو اس میں بھی کوئی عذر نہ ہوتا۔

ص (۷) عالم مذکور کو گورنمنٹ نے حکم مقرر کیا تھا یا مسلمانوں نے اپنی طرف سے مامور کیا تھا یا وہ بطور خود

گیا تھا۔

4
4

ج (۷) عالم مذکور کو عام مسلمانوں نے طلب نہیں کیا تھا نہ وہ از خود گیا تھا بلکہ مقدمہ کے کارکنوں نے باصرار عالم مذکور کو خود بلایا تھا اور عمر متعینہ نے اُس سے اس معاملہ میں گفتگو شروع کی جس کے اثنائے اُس نے صاف کہہ دیا کہ میرا کام مسئلہ بتا دینا ہے خدا کے حکم کا معاملہ ہے میرا گھر نہیں ہے جس طرح وہ چاہے اور اس کا حکم جو بننا چاہے نہ کہ جس طرح میں یا آپ چاہوں علماء کو جمع کرنا چاہئے مسلمانوں کو جس سے اطمینان ہو وہ صورت اختیار کرنا چاہئے عمر متعینہ نے کہا کہ ہم کو تمہاری رائے پر اعتماد ہے ہم علماء کی مجلس نہ جمع کریں گے تم اپنی رائے کہہ دو اور ہم بالکل گفتگو منقطع کرتے ہیں اور صرف ایک گھنٹہ کی مہلت ہے چنانچہ اس عالم نے بعد صحت گفتگو کے مشورہ یہ کہ ملک سے سروکار نہ رہنا چاہئے قبضہ مسلمانوں کی ثابت کر دیا جاسے حق مرد اگر مشرک بر قوم اس کی وجہ سے اس وقت نماز صحت باقی رکھنا نہیں چاہتے اپنے قیدی پھر اسے لیتے ہیں اور اشترک مرد کے لئے ہمیشہ کوشاں رہیں گے اور حسبِ قریہ میری پسلی بنایا جاسے تاہم اس سے بہترین تیر اپنے تحفظ جز مسجد کی کراسیکہ جس کی کامیابی ترقی سنائی دے اور یہ تصفیہ عمر متعینہ سے کر دیا گیا جو ایک مجمع میں مسلمانوں کے ہوا اور ان سب باتوں کی تصدیق وہ عام کر سکتا ہے اس نے کسی حکم عنی لغت شرع کو بلا جبر و اکراہ خود امر طے شدہ قرار دے کر جائز چارہ جوئی کا دروازہ بند نہیں کیا بلکہ جس کو تہور ملنا جائز کہتے تھے اُس کو اُس نے بھی ناجائز قرار دیا اور صاف ظاہر کر دیا کہ برابر اس کی چارہ جوئی جائز طور پر کی جائے گی کسی قسم کی دشواری نہیں پسیدگی کیونکہ بے قاعدہ حرکات کو کوئی نہیں روک سکتا اور یا قاعدہ احکام اسلامیہ کی چارہ جوئی بروقت ہو سکتی ہے دیوانی کے متعین ہر طرح کے دائرے جاسکتے ہیں اور آئندہ کے لئے نظیر تو درکنار ایک مختصر قانون تحفظ معاہدہ کا بنایا جانا قرار دلوادیا گیا ہے جس سے خود حسبِ تصریح عمر متعینہ اس تنازعہ فیہ صدر کا بھی مسلمانوں کے موافق ہونا متوقع ہے اس عالم کی رائے ہے کہ یہ قبضہ و حق مشرک مرد قابلِ اطمینان نہیں بلکہ مسودہ و سلامتِ مادی کے اندر رہ کر گورنمنٹ پر اس امر کا خلاف قوانین اسلامیہ ہونا ظاہر کریں اور گورنمنٹ کا مستمر قانون کہ مذہبی دست اندازی نہ کرے گی یاد دل کر بلا ضرر و اضرار قاعدہ پائیں اس صورت میں عالم مصیبت ہے یا نہیں، امید ہے بر وقت یہ صدق مستفتی جواب صاف عطف فرمایا جائے۔

جواب از دارالافتاء

وعلیکم السلام ورحمة الله وبرکاته، جواب استفسارات باعث مشکوری ہے طرہ و جرح مندر ہیں بلکہ انکشاف حق جس کے لئے ہر مسلمان کو مستعد رہنا چاہئے، لاسیما اہل علم، جوابات نہ تو کافی ہیں نہ مفید بہرہ است اگرچہ مجھ سے صرف بر تقدیر صدق مستفی جواب چاہا گیا اور منصب فدا کی تھی ہی ذمہ داری تھی کہ صورت مستفسرہ پر جواب دے دیا جاتا مگر میں نے ایک مدت تک تعویذ کی، اخباریت منتگا کر دیکھے کہ نظر بر اوقات اس کارروائی کی کوئی صحیح تاویل پسیدہ ہو سکے مگر افسوس کہ جتنا خواص تفتیش سے کام لیا اس کی شناخت ہی ہوتی گئی، ناچار جواب غلاف اجاب دینا پڑا کہ اظہار حق لازم تھا، عام مذکور سے مراسم قدیم حفظ حرمت اسلام و رفع غلط فہمی عوام پر، کھدائے تعالیٰ غالب نہ آسکتے تھے کہ ہمارے رب عزوجل نے فرمایا،

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ
شهداء لله ولو على أنفسكم
اسے ایمان والو! انصاف پر خوب قائم ہو جاؤ
اللہ کے لئے گواہی دیتے چاہے اس میں تمہارا
اپنا نقصان ہو۔ (ت)

بلکہ حقیقتہً حق دوستی میں ہے کہ غلطی پر متنبہ کیا جائے۔ حدیث میں ارشاد ہوا،
أَنْصُرْ أَخَاكَ ظَلَمًا أَوْ مَطْلُومًا قَانُوا بِأَرْسُولِ
اللَّهِ وَكَيْفَ ذَلِكَ قَالَ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ ابْنُ دِيكْ طَالِبٌ فَارِدَةٌ عَنْ صَلَاحِهِ وَ
ابْنِ دِيكْ مَطْلُومًا فَانصُرْهُ، رواه ابْنُ دَرَجٍ
اپنے بھائی کی مدد کرو چاہے وہ ظالم ہو یا مظلوم،
صحابہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم یہ کیسے۔ حضور نے فرمایا، ظالم ہونے کی
صورت میں اسے ظلم سے روک دو اور مظلوم ہونے کی

۱۳۵۴ھ

۱۰۲۶/۲ قیدی کتب خانہ کرچی کتاب الکرام
صحیح البخاری

۲۲۰/۲ نشر السنۃ طہان سنن الدارمی باب ۴۴۸۱
۵۹/۲ دار الفکر بیروت مختصر تاریخ دمشق ترجمہ ۲۹ حسن ی فرج
۲۲۱/۲ دار احیاء التراث العربی بیروت تہذیب تاریخ دمشق ترجمہ ۱ -

و بن عساكر عن جابر بن عبد الله رضي الله عنهما
عن أبي عبيدة عن جابر بن عبد الله رضي الله عنهما
عن أبي عبيدة عن جابر بن عبد الله رضي الله عنهما
عن أبي عبيدة عن جابر بن عبد الله رضي الله عنهما

سے روایت کیا کرتے

لہذا امید واثق ہے کہ جواب سوال میں اظہار حق سنگ راہ مراسم قدیم نہ ہو گا اور زیادہ خوشی اس بات کی ہوئی
کہ ہمارے قدیم دوست عالم نے اسی معاملہ پر ایک تقریر کی ابتداء میں (جو روزانہ زمیہ دار ۲۱ ذی الحجہ
میں بھی) یوں داد حق جوتی دی کہ ”میں ان لوگوں کا دل سے اور خدا کی قسم دل سے تشکر ہوتا ہوں جو
میرے عیوب مجھ سے خواہ لوگوں سے کہہ کر میرے اوپر مرتباً نہ شفقت کا احسان رکھتے ہیں، یہ لوگ
میرے محسن ہیں۔“ جب بیان عیوب اور وہ بھی ابتداء میں اس درجہ موجب شکر گزاری ہے تو بیان مسئلہ
شرعی میں اظہار حق اور وہ بھی بعد سوال مراسم قدیم میں کیا غلط انداز ہو سکتا ہے۔ و باللہ التوفیق۔

جواب استفسار اول پر نظر

(۱) [فت، قبضہ زمین کی بحث ۱] اس سوال کے جواب میں کہ عالم نے مصالحت کیا کی تین باتوں
پر مصلحت ہونی بتائی تھی اور اس مسئلہ میں یہ کہ مسجد کی زمین پر گورنمنٹ
مسلمانوں کو قبضہ دلا دے کسی بات پر مصالحت ہونا فریقین میں اس کا طے ہو کر قرار پانا ہے، اگرچہ
قرار پانا تو اسی کے مطابق وقوع میں آتا مگر ایسا نہ ہوا جواب ایڈریس میں گورنمنٹ کے لفظ جو روزانہ ہمدرد
۱۶ اکتوبر میں چھپے صاف یہ ہیں، انہیں اس امر کو کچھ بھی وقیع اور اہم خیال نہیں کرتا کہ وہ زمین جس پر وہ خانان
تعمیر ہو گا کس کے قبضہ میں رہے گی طر

بہیں تفاوت رہ از کجا سست تا بکجا

(یہ تفاوت دیکھ کر راستہ کہاں ہے اور تو کہاں)

(۲) ہاں اس پر چٹا بنا کر چھت پر قبضہ اور زمین کو سڑک کر دینا ٹھہرا ہے کیا چھت اور زمین دو مترادف
لفظ ہیں یا چھت کا قبضہ زمین پر بھی قبضہ ہوتا ہے، علو و سفلی کے مسائل جو عام سبب فقہیہ میں مذکور ہیں
طریقہ نظر میں جواب ایڈریس مذکور میں ہے کمال غور کے بعد میں اس قبضہ پر پہنچا ہوں کہ آٹھ فٹ بلند
ایک چٹا اور اس پر الان تعمیر کر دیا جائے نیچے ایک سڑک کل آئے جس سے عمارت میں مداخلت نہ ہو۔

(۳) عام نے اس مصالحت میں زمین پر قبضہ مسلمانان سے صرف مسلمانوں کا خالص قبضہ مراد لیا یا قبضہ
عام ضلالتی کے ضمن میں عاترہ کے ساتھ انہیں بھی ایک حق دیا جانا، برقعہ دوم یہ در خواست کتنی سمجھنے تھی

زمین سڑک میں ڈال لینے پر بھی عام کے ساتھ مسلمانوں کو حق مرور و سب گورنمنٹ نے کس دن کہا تھا کہ یہ سڑک خاص کفار کے لئے بنے گی کوئی مسلمان اس پر نہ چل سکے گا۔ یہ تعہد راول کون سا خاص قبضہ مسلمانوں کو دینا تھا جبکہ جواب ایڈریس مذکور کے صاف لفظ یہ ہیں، یہ ضروری ہے کہ عام پبلک اور نمازی اسے بطور سڑک استعمال کرنے کے مجاز ہوں۔

(۴) قبضہ زمین کا حال جواب استفسار میں خود ہی کھول دیا کہ قبضہ دلا دے کے بعد متعلقہ کہا اگر جبراً گورنمنٹ اس کے مرور کو مشترک کرتی ہے تو خلاف احکام اسلامیہ ہے اس سے مسلمانوں کو اطمینان نہ ہو گا موقع موقع اس کے لئے کوشاں رہیں گے۔ صاف کھل گیا کہ قبضہ ہوا پر پھر اسے زمین مرور مشترک کے لئے چھوڑی ہے جسے دوسرے لفظوں میں شارع عام یا سڑک کہنے آتے ہیں اس کا مطالبہ دور آئندہ پر اٹھا رکھنا بتایا ہے حالانکہ یہی یہاں اہم مسئلہ بلکہ تمام اصل معاملہ تھا اسی کو نظر انداز کرنا اور عوام کی مصالحت سمجھنا کس قدر عجیب ہے مصالحت رفع نزاع ہے نہ کہ اصل جہاز و منش نزاع اصل و منسل اور دور آئندہ کی امید جو ہم پر محمول نہ یقیناً نزاع ہے نہ قطع و رفع۔ ہاں اگر اس کے معنی یہ تھے کہ عالم نے مسجد سے دست برداری دی جیسا کہ مولوی عبداللہ صاحب کوئی وغیرہ نے اس کا ردائی سے کہا اور پسند کی تو ضرور قطع رفع سنی، زید باز دعوٰی دیا مرنے کا معہرہ صبح میں آنا دشوار جو خیر ایہ ہم پر علم۔ مگر بعد کے الفاظ کہ مسلمانوں کو اطمینان نہ ہو گا موقع موقع اس کے لئے کوشاں رہیں گے، اس تاویل کو بھی نہیں چلے دیتے تو اسے مصالحت مشہور کرنا مسلمانوں اور گورنمنٹ دونوں کو غلط بات باور کرانا ہو۔

(۵) [فہ مصالحت خلاف حکم اسلام رکی اور گورنمنٹ پر بھی بدگمانی کیا جبت ذکر اقرار ہے کہ یہ کاروائی خلاف احکام اسلامیہ ہے تو اس پر مصالحت کرنا کیونکر ہوا ہو سکتا گورنمنٹ بربر مصالحت و دلجوئی کی نہ رہی ضد و جبر و قہر ہی، اس وقت کیوں نہ دکھایا گیا کہ یہ طریقہ خلاف احکام اسلامیہ ہے اس میں مذہبی دست اندازی ہے جس سے گورنمنٹ ہمیشہ دور رہنا چاہتی ہے، طے ہوتا تو اس وقت لیسولت ہوتا، نہ ہوتا تو عہد عالم بری الذمہ تھا، نہ یہ کہ اس وقت اصل معاملہ پس پشت ڈال کر باقی باتوں پر ضلع کر لیں اور اصل میں یہ دشواریاں ڈالیں کہ تم لوگ صلح کر کے چہرتے ہو تم نائب سلطنت کے فیصلہ سے اور ایسے بے ہا فیصلہ سے اب سرتابی کرتے ہو تم مشکریہ کے جلسے اور روشنیاں کر کے پھر شکایت و منازعت پر اترتے ہو نادرسٹ ہی زمانہ گزر چکا تھا کہ دہلی کا سام درکنار اینٹ چھینکے رہے شمار سزا دہاتے، مکانوں کی اینٹ سے اینٹ بچ جاتی نہ کہ ہم چلے اور کایہ کر پڑے اور بے تحقیق کسی سے مواخذہ نہ ہو، آج حفظ حقوق مذہبی کا اسلحہ سے بہتر کیا موقع تھا، یہاں دنی کروری سے کام لینا موجودہ آزمودہ گورنمنٹ کو

خواہی خواہی نادر شاہی ضد اور ہٹ کا پتہ سمجھ کر ایسی عظیم حرمت دینی کو پامالی کے لئے جہود دینت کیونکر صواب ہو سکتا ہے۔

۶۔ تمام دیباوی سلطنتوں کا قاعدہ ہے کہ اپنے قانون کی رو سے جس فعل کو جرم و بغاوت سمجھیں اسے سب سے زیادہ سنگین بلکہ ناقابل معافی جانتی ہیں ان کے یہاں انتہائی رنج و الاوہ ہے کہ جسے انھوں نے باغی سمجھ کر اسیر کیا ہو اس کی رہائی کی سفارش کر سکے نہ کہ ان جبروتی شرائط کے ساتھ کہ کسی کو قید یوں سے معافی مانگنے کی حاجت نہ ہو معافی مانگی کیسی، خود یہ امر ثابت نہ ہو کہ یہ لوگ محرم تھے، یہ تو شدتِ شخصی سلطنتوں میں صرف محبوبِ خاص سلطان کی مجال ہو جو ایاز و محمود کی نسبت رکھے اگر ایسا درجہ اختصاص حاصل ہو، تھا تو اسے حفظِ حرمتِ اسام میں صرف کرنا تھا جس پر باقی امور متفرع ہوئے تھے نہ کہ قیدیوں کے بارے میں یہ فضول و زائد شرائط اور جس حرمتِ دینی سے اغراض کیا، یہ ہے

ہر چہ شاہ آئی کند کہ اد گوید حیف باشد کہ جز نکو گوید
(بادشاہ جس شخص کی بات مانتا ہے اگر وہ اچھی بات کے علاوہ کچھ تو ظلم ہے)

کا مصداق نہ ہو گا۔

(۷) وقت، معاملہ میں صحیحہ، ناسی، دی، سس، س، اف، س، یے اسل تصدیق میں جو صحیحہ ہیں، شہزادہ پید کیس ان کی شرح طولی چاہتی ہے ادنیٰ بات یہ ہے کہ قوم کے قلب اس پر مطمئن ہو گئے تو برسرے سے دہری ہی گپ بچارہ جوتی کون کرے اخباروں میں بکثرت مضامین اس پر اطمینان کے شائع ہوئے، ازاں جملہ نواب مشتاق حسین صاحب امر وی کی بسیط تحریر کہ دو ہیکل گزٹ برٹلیم نومبر ۱۹۱۳ء میں شائع ہوئی جس میں وہ عالمِ موصوف ہی کی ایک تحریر کا حوالہ دے کر فرماتے ہیں جناب کی اس تحریر کے بعد اس مسئلہ کے مذہبی پہلو کے تحفظ سے ہم کو بالکل مطمئن ہو جانا چاہئے، اسی کی ابتدا میں ہے مسلمان ہلکے سنے ہی اس فیصلہ کی نسبت ایسا اطمینان ظاہر کیا۔ اس پر ایڈیٹر اخبار مذکور نے لکھا اولا قبلہ نے اپنی تحریر میں نہایت چھی طرح ثابت کر دیا کہ مذہبی نقطہ خیال سے شرائط تصدیق نہایت مناسب ہیں روزانہ ذیلدار ۱۵ ذی القعدہ ۱۳۳۳ھ نے لکھا خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مسجد کے منہم حصہ کا تصدیق مسلمانوں کی خطا کے مطابق ہو گیا ہے۔ نیز لکھا وہ مسلمانوں کے لئے بالکل قابل اطمینان ہے۔ دو ہیکل گزٹ کے پرچہ مذکور نے سکریٹری و نائب سکریٹری مسلم لیگ مراد آباد کی ایک مراسلت میں اعلیٰ کی مقررہ ملائے اسلام نے فقہ پر کامل غور کر کے یہ فتویٰ دے دیا کہ شرعاً اس میں کوئی مصالحت نہیں پھر بالخصوص عالم مذکور کا اطمینان دلانا لکھ کر ہنا پس علمائے کرام کے اطمینان کے بعد مذہبی پہلو سے تصفیہ پر نکتہ چینی اور بے اطمینانی ظاہر کرنے کا کسی کو کوئی

حق نہیں۔ میر نواب صاحب موصوف کی اسپیچ (SPEECH) سے نقل کیا ہمارے تمام اکابر قوم و علاقے کو اس پر اظہار مسرت کر رہے ہیں۔ اس قسم کے مضامین اگر جمع کئے جائیں و رقیوں میں، انہیں تمام اقطار ہند میں شہروں شہروں جو ریزولوشن (RESOLUTION) اظہار مسرت و اطمینان کے پاس جوئے روشنیاں ہوئیں ان کے بیانیوں سے اخباروں کے کالم گونج رہے ہیں ان تمام واقعات کو اس سے کس تناقض ہے کہ مسلمانوں کو اطمینان نہ ہو گا موقع موقع اس کے لئے کوشاں رہیں گے۔

(۸) جب عالم کا قول وہ ہے کہ یہ کارروائی خلافت احکام اسلام پر ہے اور اس عالم ہی کے اعتماد پر افراد قوم اسے بالکل مبطلاتی احکام اسلام سمجھ گئے اور وہ الفاظ شائع کر رہے ہیں جن کا خفیت نمونہ گزرتا تو عالم کا اس پر سکوت، معلوم نہیں کیا معنی رکھتا ہے۔

(۹) اس سے بھی زیادہ تعجب خیز وہ الفاظ ہیں جو خود عالم کی طرف سے شائع کئے گئے ہیں تقریر مذکور نواب صاحب امروہی میں ہے، ۱۹ اکتوبر کو جو تاریخ تار جناب محمد وحی نے خود میرے نام ارسال کیا ہے اس میں تصدیق کا پورے بابت حسب ذیل الفاظ تحریر فرماتے ہیں، میں معاملات کا پورے تصدیق کو پسند کرتا ہوں۔ تقریر مذکور را کہیں مسلم مراد آباد میں عالم مذکور کی نسبت ہے، حضرت مولانا قند نے اس فیصلہ سے اطمینان پذیر یہ اندازت پسند کر دیا ہے۔ فیصلہ کو خلافت احکام اسلام پر جاننا اور پھر اسے پسند کرنا اس پر اطمینان دلانا کیونکر جمع ہوا، اور اطمینان دلانا اور وہ بیان کہ اس پر اطمینان نہ ہو گا کس قدر متناقض ہیں۔

(۱۰) اور ان کی نقل و نسبت کو نہ دیکھتے، خود عالم کی تقریر جس کا عنوان یہ ہے، ”مسجد کا پورے فیصلہ پر ایک نظر“ جو سہ ماہی ۱۹ اکتوبر اور زمیندار ۲۱ ذی القعدہ میں شائع ہوئی اس میں فرمایا ہے، یہ مجلس سرور ہے ہم کو نہایت مسرت ہے یہ عرض کرنا ہے کہ مسلمانان ہند کو اطمینان اور دلچسپی نصیب ہوئی۔ اسی میں ہے، اول کے تیوں و خوات حسب دلخواہ ملے ہو گئے۔ اسی میں ہے، ہمارے حسب دلخواہ مصالحت کرائی۔ اسی میں ہے، کل کا واقعہ نہایت مسرت خیز ہے اور اسلامی تاریخ کے زریں یام سے کل کا روزیت۔ اسی میں ہے، ہر طرح اسلام کا احترام قائم رکھا۔ لہذا انصاف عوام ان غفلوں کو سن کر کیوں نہ اطمینان کریں اور وہ بیانات و واقعات کہ غبرم میں گزرے کیوں نہ صادر ہوں، و وہ وعدہ بے اطمینانی کہ حسب بیان سائل نفس مصالحت میں تھا کیوں نہ سبباً منسباً ہو، گو غنٹ نہ تو مسلمان ہے

عہ پھر خدا جانے کون سی بات خلافت احکام اسلام پر ہوئی ۱۲

ما قیین وعرف عام وخاص وعادات بلاد وانشخاص وحالی زمان ومکان و اقوال رعایا و سلطان و حفظ مصالح دین ودفع مفاسد مفسدین و علم وجود تجرید و اسباب ترجیح و منایج توفیق و مدارک تطبیق و مسائل تخصیص و مناسک تعقید و مشارع قیود و شوارع مقصود و جمیع کلام و تقدیرام فہم مراد کا نام ہے کہ نطیع نام و اطلاع عام و نظردقیق و فکر عمیق و طوس خدمت عل و علارست فہم و تہذیب وانی و ذہین صافی معتاد تحقیق توفیق توفیق کا کام ہے، اور حقیقت وہ نہیں مگر ایک نور کہ رب عزوجل بعض کرم آپسے بندہ کے قلب میں القا فرماتا ہے،

وما یلقہا الا الذین صبروا وما یلقہا اور یہ دولت نہیں ملی مگر صابروں کو اور اسے نہیں الا ذو حظ عظیم پاتا مگر بڑے نصیب والا۔ (ت)

صد ہا مسائل میں اضطراب شدید نظر آتا ہے کہ نادانانہ دیکھ کر گھبرا جاتا ہے مگر صاحب توفیق جب ان میں نظر کو جلاں دیتا اور دامن ائمہ کرام مضبوط تمام کر رہا دیکھ لیتا ہے توفیق ربانی ایک سرشت اس کے ہاتھ رکھتی ہے جو ایک چٹا سا نچا ہو جاتا ہے کہ ہر فرع خود بخود اپنے محل پر دھلتی ہے اور تمام تخالف کی بدیاں چٹا کر اصل مراد کی صاف شفاف چاندنی عکس ہے اُس وقت کھل جاتا ہے کہ اقوال کی سخت مختلف نظر آتے تھے حقیقت سب ایک ہی بات فرماتے ہیں الحمد للہ نہ فتنہ فیریں اس کی بہتر نظیریں ملیں گی و اللہ الحمد تحدیث بعمة اللہ وما توفیقی الا باللہ و صلی اللہ تعالیٰ علی من اعدنا لعلہ و اید ما بنعمہ و عن الہ وصحبہ و مارک وسلم امین و الحمد للہ رب العلمین۔

(۱۳۷) [فت، اس مصالحت کی تین نظیریں] کیا کوئی ہندو زوار کے گاکہ اُس کا شوار نور کوڑک کرنا چاہے جس پر عام مسلمان اور گوشت کے ٹکڑے لے کر قصاب گزرا کریں اور اُس پر ایک چھٹی یا چھتا بنے وہ ہندو کے قبضے میں رہے کیا وہ اسے زمین شوالہ پر اپنا قبضہ سمجھے گا کیا وہ اس کا دروائی کو حسب دلخواہ موجب اطمینان اور اُس دن کو نہایت مسرت غیر اور ہندو دھرم کی تاریخ کا ذریعہ دن اور ہر طرح اُس کا احترام قائم رکھنے کے گالیکیں ایک اسلامی عالم نے مسجد کے ساتھ یہ کارروائی کی اور اُس کی نسبت ان تمام الفاظ سے مدح سرائی کی فاعتبروا یا اولی الابصار۔

(۱۳۸) کیا اگر شوالہ کے ساتھ مسلمان ایسا کرتے تو گورنمنٹ اُن پر مداخلت مذہبی اور توہین مذہب کا جرم قائم نہ کرتی ضرور کرتی، کیا گورنمنٹ اپنے لئے مذہبی دست اندازی و توہین مذہب جائز رکھتی ہے

ہرگز نہیں، مگر جب اسلامی عالم ہی اُسے نہایت مسرت خیز اور ذریعہ امن اور احترام اسلام کا پورا قیام کئے تو گورنمنٹ کی کیا خطا ہے۔

(۱۵) کیا اگر عالم کے مکان سکونت کے ساتھ یہ طریقہ برتا جائے کہ مکان کھود کر مسلمان یا ہندو سڑک یا دھجلی بنالیں اور اُس پر چھت پاٹ کر ہوادار جھرو کے عالم کے بسے کو دیں تو عالم ان ہندو یا مسلمانوں پر ناامنی نہ ہوگا کیا وہ اسے زمین مکان پر اپنا قبضہ قائم رہا سمجھے گا کیا وہ اسے اپنے حق میں دست اندازی قہر کی نہ کہے گا، غاصتجو وایا ولی ادا ہے۔

(۱۶) امور مصالحت میں دوسری بات یہ بتائی گئی ہے کہ کسی کو قیدیوں سے معافی مانگنے کی حاجت نہ ہو یہ امر ثابت نہ ہو کہ یہ لوگ مجرم تھے۔ لیکن اس مصالحت کے بعد جو ایڈریس پیش ہو، اُس کے لفظ یہ ہیں، ہم ان لوگوں کی کارروائی کو ملامت اور نفرت کی نظر سے دیکھتے ہیں جنہوں نے قانون کی خلاف ورزی کی۔ اگر قانون کی خلاف ورزی کرنے والا قانونی مجرم نہیں تو اور کون ہے۔ پھر گورنمنٹ کا جواب روزانہ سہدہ ۱۶ اکتوبر میں یہ ہے، اب میں ان لوگوں کی نسبت کچھ کہنا چاہتا ہوں جنہوں نے ۳ اگست کو بلوہ کا ارتکاب کیا۔ اُسی میں ہے، گورنمنٹ کا فرض تھا کہ قیدیوں پر مقدمہ چلائے اور انہیں سزا دے مگر وہ کافی نہ سمجھتے تھے۔ اُسی میں ہے، میں ان لوگوں پر بھی رحم کرتا ہوں جنہوں نے بلوہ کی اشتعالک دی اور اس طرح سے اُس نقصان رسانی کے متحمل ہوئے جو اب تک ہو چکا ہے اور اس نے کسی خاص سوک کے مستحق نہیں رہے۔ تو ضرور مجرم و سزاوار سزا اظہر کہ کافی سزا جہالت کو رحم کئے گئے نہ یہ کہ اُن کو مجرم قرار ہی نہ دیا جائے۔

(۱۷) (ف) مصالحت مسجد سے دست برداری پر کی [امور مصالحت میں قیسری بات یہ ہے، گورنمنٹ مقدمات اٹھا لے مسلمان مردہ کے لئے کوشاں رہیں گے البتہ مقدمات دیگر امور کے متعلق کچھ نہ کریں گے۔ اس کا حاصل طرفین سے ترک مقدمات ہے مگر مسلمانوں کے لئے دعویٰ مسجد کا اشتقاق۔ یہاں دو قسم کے دعوے تھے، دعویٰ دیوانی دربارہ زمین مسجد کہ مسلمان کئے دعویٰ فوجداری دربارہ بلوہ کہ گورنمنٹ کی طرف سے دائر تھا۔ مسلمانوں کو دعویٰ دوم میں اپنی ہی جان بچانی پڑی تھی نہ کہ وہ اُسے اس میں مدعی بنے، تو ادھر سے نہ تھا مگر دعویٰ مسجد اور مصالحت میں ضرور طرفین سے ترک مقدمات قرار پایا تو حاصل مصالحت صرف اتنا نکلا کہ گورنمنٹ قیدیوں کو چھوڑ دے مسلمان مسجد چھوڑتے ہیں، اسی سے زیادہ محض الفاظ ہیں کیا تو مخیلہ سے باہر ہی نہ آئے یا زبان تک اگر نامقبول رہے، بہر حال ان کو یہ نہیں کہہ سکے کہ ان پر مصالحت کی، لہذا بعد کی عمل کارروائیاں اطمینان کے جوش اور خود عالم کی تقریریں جن کا

بیان اوپر مجوز اسباب استثنائے مذکور کی غلطی پر دلیل ہیں ماس پر صلح ہوئی ہوتی تو پنی مجلس مؤید الاسلام کا جلسہ خالص مسرت اور نہایت مسرت کا جلسہ نہ ہوتا بلکہ مسرت قائم آئینہ کا ایک آنکھ غبستی تو ایک روتی، یہ نہ کہا جاتا کہ مسلمانان ہند کو اطمینان اور دلجوئی نصیب ہوئی۔ بلکہ یوں کہا جاتا کہ مسلمانوں! فرخ میں تمہاری فتح ہوئی اور اصل ہنوز باقی ہے اٹھو اور اس کے لئے استہائی جائز کوششیں کرو۔

(۱۸) نیز اس کے غلط ہونے کی ایک کافی دلیل وہ ہے جو بارے سائل فاضل نے جواب استفتا رسوالم میں لکھا کہ گورنمنٹ نے قیدیوں کو بلا متعلق کسی امر کے چھوڑنا نہ چاہا بلکہ اس کو مشروط کیا کہ مسلمان آئندہ عقیدت نہ چلائیں۔ دیکھئے اس میں استثناء نہیں۔

(۱۹) آگے گورنمنٹ کی دوسری شرط بتائی کہ مسلمان مسجد کی زمین پر عینہ اسی طریقہ کی عمارت نہ تعمیر کریں۔ یہاں نفی استثناء ہو گئی اگر مسلمانوں کو دعویٰ زمین کی اجازت رہتی اور ضرور ممکن کہ وہ ڈگری پلٹے تو عینہ اسی طریقے کی عمارت بنانے سے کیوں ممنوع ہوتے اس کے صاف یہی معنی ہیں کہ ایسی عمارت بنا لو جس کی چھت سے کام ہو اور زمین پر دعویٰ نہ کرو۔

(۲۰) [ف: گورنمنٹ نے اسلام کو غائدہ دینا چاہا مگر مصالحت والوں نے روک دیا] جواب ایڈریس میں ہے مجھے پورے طور پر محروم ہے کہ مسئلہ سب کا اصل میں کیا ہے اس سے بہرہ دستاں کی تمام مسلمان آبادی متعلق ہو جائے گی۔ گورنمنٹ کے یہ الفاظ اور صلح میں اس قرار داد کا بیان کہ مسلمانوں کو اطمینان نہ ہوگا۔ وہ نون ملکر دیکھتے صاف کھل جائے گا کہ وہ استثناء نہاں خانہ خیالی ہی میں تھا، یا کہا اور منظور نہ ہوا لاجرم تمام زندانہ چھٹ کر اصل بات نکل آئی جتنے پر عالم نے مصالحت ٹھہرائی کہ گورنمنٹ ہمارے آدمی چھوڑ دے ہم نے مسجد چھوڑ دی یہ وہی دلی کڑھری اور وہی سکے ہم کا تجربہ دیکھ کر بھی گورنمنٹ پر ضد اور جبر کی بدگنی سے ناشستی ہوا حالانکہ یہ بالکل دوسرے تھا گورنمنٹ وہ نون باتوں میں مسلمانوں کے صاف حوائج تھی قیدیوں کی رہائی کے لئے جواب ایڈریس کے وہ لفظ دیکھئے: میں خاص شلہ سے اس غرض سے آیا ہوں تاکہ آپ کے واسطے پیغام امن لاؤں۔ آخر میں مکر رہے، میں کانپور اسی سے آیا ہوں تاکہ پیغام امنی لاؤں۔ اور مسئلہ احترام مذہبی کے لئے وہ قیمتی الفاظ پڑھئے: میرے لئے یہ بالکل غیر ضروری ہے کہ جو یقین میں نے کونسل کے اجلاس میں اس بارے میں دلائے ہیں کہ رعایا کے مذہبی عقائد کے متعلق گورنمنٹ کی پالیسی میں کوئی تغیر نہ ہوا اس کو دہراؤں اس لئے کہ آپ سب لوگ جانتے ہیں کہ یہ ایک قطعی بات ہے۔ یہ لفظ تو عام آزادی مذہبی کے متعلق تھے اور خاص مسئلہ مساجد کے متعلق نہیں، ممکن ہے کہ مرکزوں دیل نہروں کی تعمیر مذہبی عمارتوں کے ساتھ مگر اسے لیکن آپ کو یقین رکھنا چاہئے کہ گورنمنٹ

کافی توجہ سے تمام مطالبات پر غور کرے گی اور ہمیشہ کوشش کرے گی کہ مسئلہ قناتہ اس طور حل کرے جو تمام اشخاص متعلقہ کے لئے قابل اطمینان ہو۔ ایسی صورت میں صرف امر اول سے فائدہ لینا اور امر دوم کو وہی اصل مرام و خاص مسئلہ احترام اسلام تھا۔ یوں چھوڑ دینا کیونکر صواب ہو سکتا ہے، فساں اللہ العفو والہافیہ۔

جواب استفسار دوم پر نظر

(۲۱) استفسار تو یہ تھا کہ جس امر پر صلح ہوئی وہ کس کی تجویز تھا، اس کا یہ جواب کیا ہوا کہ گورنمنٹ نے خود مصالحت کی خواہش کی اس امر پر کہ مقتضات اور دعاوی کے بارے میں کوئی سمجھوتا ہو جائے، کس نے پوچھا تھا کہ خواہش صلح کہہ کر سے ہوئی اُس سمجھوتے ہی کو پوچھا تھا کہ کس کی رائے کا ایجاد تھا اس کا کچھ جواب نہ ہوا۔

(۲۲) [ف فیصلہ کانپور پر ایک نظر کا رد بطین] سائل فاضل نے اگرچہ جواب استفسار نہ دیا مگر خود عالم کی تقریر کو بعنوان "فیصلہ کانپور پر ایک نظر" ہمدرد و غیرہ میں بھیجی وہ اس کے جواب کی کفیل ہے اُس میں صاف اعتراف ہے کہ چننا بنا کر اس پر قبضہ ملنے اور زمین مسجد پر شریک چلنے کی تجویز خود عالم نے اپنی طرف سے پیش کی وہی منظور ہوئی اس تجویز کا حال اور معلوم ہو چکا، اور یہ بھی کہ خود عالم کو اس کا خلاف احکام اسلامیہ ہونا مسلم ہے مگر عالم کی تقریر نہ کہ اس تجویز کی حالت اور بھی واضح کرتی ہے۔

[ف، عالم کی پہلی تدبیر یا منظور شدہ اور اس کا صریح باطل و خلاف شرع ہونا] تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ عالم نے پہلے تو یہ تدبیر نکالی کہ اس زمین کو مسجد کا ممبر بنادیں اور اس کے لئے مسجد کا دروازہ اس طرف نکالیں کہ اصل ممبر مسلمانوں کے لئے ہو پھر ضمناً کوئی دوسرا بھی اس طرف سے اُس طرف گزر جائے تو ہم اُس کو مانع نہیں ضرورت کے وقت اجازت ہو سکتی ہے بشرطیکہ احترام اُس جُز کا مثل احترام دیگر اجزائے مسجد کے قائم رہے، اور غالباً اسی تمذد و احترام کے لئے یہ چاہا تھا کہ اس حد زمین کو شریک سے مرتفع بنایا جائے یعنی تاکہ پیدل کے سوا اور وہی کا گزر نہ ہو۔ اِس تدبیر میں عالم کی نظر اُس مسئلہ پر تھی کہ راستہ جیب پیدل پر تنگی کرے تو بغیر دست مسجد میں ہو کر لوگ ادھر سے ادھر گزر سکتے ہیں یوں کہ مسجد بحال خود پر قرار رہے اس میں کوئی فرق اصل و نہ اس کے ولہذا بشرط ہے کہ یہ مسجد میں ہو کر کل جانے والے جنب و حائض و فحشاء نہ ہوں نہ اس میں جانور لیجائیں کہ مسجد میں ان کا جانا اور ان کا لے جانا حرام ہے۔

[ف، مسئلہ عمر فی المسجد کی جلیل کمیت اور یہ کہ وہ سلطنت اسلامیہ کے ساتھ خاص ہے] اقول

یہ گزرا صالحہ مسلمانوں کے لئے ہے کہ مسجدوں سے کافروں کو کیا علاقہ،

الاتری الف تعلیدہم بانہما للمسلمین
کما فی الدر المختار وغیرہ من معتقدات الاسفاس۔
ان کا یہ علت بیان کرنا آپ نے نہ دیکھا کہ یہ مسلمانوں کے لئے ہے، جیسا کہ در مختار وغیرہ معتبر کتب میں ہے (ت)

مگر جبکہ راستہ تبدیل پرتنگ ہے اور گزر کی حاجت کافر کو بھی ہے اور کافر ذمی بلکہ مستامن بھی تابع مسلم ہے تو بالیقین فقہائے اہل سنت بھی منع نہ کریں گے۔

وکسر من شئت یثبت ضحنا ولا یثبت
قصدا وھذا معنی قول العلماء
حق الکافر فظہر الجواب عما اعترض
بہ الاعلامہ لطحطا دی علی جعلہ
غایۃ ولله الحمد ولا حاجۃ الی ما اجاب
بہ الاعلامۃ الشامح ولله الحمد
وطہر الجواب عما علی الاعلامۃ شیخی بہاد
فی مجمع الانہر من المتعارضین
تعلیدہم بان کلیہہا للمسلمین و بیئت
قولہم حق الکافر ولله الحمد۔
کئی چیزیں ضحنا ثابت ہوتی اور قصدا ثابت نہیں ہوتیں اور علماء کے قول (حتی الکافر) حق رکافر کا یہی معنی ہے تو علامہ طحاوی نے اس کو غایت قرار دے کر جو اعتراض کیا ہے اس سے اس کا جواب ظاہر ہو گیا، واللہ الحمد، اور علامہ شامی نے جو جواب دیا اس کی بھی حاجت نہ رہی واللہ الحمد، میرا اس سے علامہ شیخی زادہ نے مجمع الانہر میں اپنے خیال سے فقہاء کرام کی تعلیل کردہ دونوں مسلمانوں کے لئے، اور فقہاء کرام کے قول "حتی الکافر" میں جو تعارض سمجھا اس کا جواب بھی ظاہر ہو گیا واللہ الحمد (ت)

مسئلہ قریب تک بجا و صحیح یا کم از کم ایک قول پر ٹھیک تھا مگر موقع سے اسے متعلق سمجھنے میں ایک دو نہیں بکثرت خطائیں ہوئیں جن میں تین خود عالم کے تین لفظوں سے ظاہر و مبہن (۱) ضحنا (۲) احترام (۳) ضرورت ظاہر ہے کہ اگر یہ صورت ہوتی تو اولاً کفار کا گزر ہرگز صحتاً نہ ہوتا بلکہ اصلاً جس کا انکار صریح حکما رہا ہے اور وہ نہ صرف اس عالم کے اقرار بلکہ یقیناً مراد علماء کے خلاف ہے، زمانہ اند میں مساجد تو مساجد دارالاسلام کی سڑک یا افتادہ زمین ہی پر چلنے والا کافر نہ ہوتا مگر ذمی کہ مطیع اسطام ہے یا مستامن کہ سلطان اسلام سے پناہ لے کر داخل ہوا، اور یہ دونوں تابع اسلام ہیں آخر نہ دیکھا کہ انھیں عبارات میں علمائے مساجد کی طرح مطلق راستوں کو بھی مسلمانوں کے لئے بتایا کہ اور ہیں تو صحنی و تابع ہیں۔

لے و لے در مختار، کتاب الوقف ۳۸۲/۱ طحاوی علی الدر المختار کتاب الوقف دار المعرفۃ بیروت ۵۳۳/۱
لے مجمع الانہر شرح ملتقى الأبحر کتاب الوقف محل اذ بنی مسجد دار احیاء التراث العربی بیروت ۴۴۶/۱

ثانیاً یہاں احترام ناممکن تھا جب و حائض کی ممانعت پر اصلاً اختیار نہ ہوتا خصوصاً کفار کو اجازت ہو کر اور اس ممانعت کو مسلمانوں کے ساتھ مخصوص کرنا محض ظلم ہے، صحیح یہ ہے کہ کفار بھی مکلف بالفروع ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ،

یتساءلون عن المجرمین ۵ ما سئلكم فی سقر ۵ قالوا لعلك من المصلین ۵ ولعلك تطعم المسکین ۵ وكتا مخوض من الحائضین ۵ وكتا منكذب بیوم الحدیث ۵

پوچھتے ہیں مجرموں سے تمہیں کیا بات و دوزخ میں سے تھی، وہ بولے ہم نماز نہ پڑھتے تھے اور مسکین کو کھانا نہ دیتے تھے اور یہودہ فکر والوں کے ساتھ یہودہ فکری کرتے تھے اور ہم انصاف کے دن کو جھٹلاتے رہے (ت)

اور بالفرض وہ مکلف بالفروع نہ تھے ہم تو مکلف ہیں بحالی جنابت و حیض مسجد میں جانا ضرور بیت اللہ کی بھیمستی اور دربار ملک الملک طر جلد کی بے ادبی ہے تو ہمیں کیونکر روا ہو کہ ایسی شنیع تجویز خود پیش کریں اور بیت اللہ کی حرمت پامال کرائیں، جانور تو بالاجماع مکلف نہیں، کیا مسلمان کر دیا ہے کہ کتے یا سورت جگہ نامحجہ نیچے یا محزون کو مسجد میں جلا، بکھے اور جیسا بیٹھا رہے کہ وہ تو مکلف ہی نہیں، حاشا حفظ مسجد پر یہ تو مکلف ہے اور ترکِ پنج اس کا گناہ ہے کہ بے ادبی مسجد پر راضی ہو یا کلم از کم ساکت رہا، حدیث میں ارشاد ہوا،

حنوا مساحدکم صبیانکم و مجانینکم
مراد ابن ماجہ و عبد الرزاق عن
واثلة مرضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اپنی مسجدوں کو بچوں اور دیوانوں سے بچاؤ۔
(اسے ابن ماجہ اور عبد الرزاق نے واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)

جب احتمال بے ادبی پر غیر مکلفوں کو نہ ہو کہ خلافِ حکم حدیث ہے تو مساجد کو بھیمستی یقینی کے لئے خود پیش کرنا کس درجہ جرم شنیع و ضعیف ہے۔

ثالثاً اس میں جانوروں کا نہ جانا بھی ہرگز نہ ہوتا اگرچہ کہ دیا جاتا کہ یہ پسیدلی کے لئے ہے، مقہود و معروف یہ ہے کہ پختہ سڑک جسے گولا کتے ہیں اصالہً صرف بکھیر ٹمٹوں کے لئے بنی ہے اور اس کے پہلوؤں پر جو راہ پیادوں کے لئے چھڑی جاتی ہے بیل گاڑیوں، چھکڑوں، گاسے بیلوں گدھوں

سُورَةُ الْقُرْآنِ الْكَرِيمِ ۴۰ تا ۴۹

سُورَةُ سُورَةُ الْاٰنَابِ الْاَبَابِ الْمَسْجِدِ بَابُ مَا يَكُونُ فِي الْمَسْجِدِ اِيَّاهُ سَعِيدُ كُنِي كِرَاحِي ص ۵۵

کے لئے وہی ہوتی ہے، ولہذا ان میں سے جو چیز سڑک پر چل رہی ہے اور کوئی گھجی آجائے تو ان سب کو اُسی پیادہ کی راہ میں ہٹنا ہوتا ہے ان کا استحقاق اسی میں سمجھا جاتا ہے اور معروف مثل مشروط ہے تو پیدل کے لئے کہنے کے یہ معنی ہیں کہ گھوڑا گاڑی کے سوا سب کے لئے ہے، آخر نہ دیکھیں کہ جب آپ نے اس زمین کو سڑک سے کچھ مرتفع رکھنا چاہیہ منظور نہ ہوا کہ اس میں گاڑیوں کی ممانعت تھی اور چھت آٹھ فٹ بلند ٹھہری کہ پیادہ کی حاجت سے بہت زائد ہے، لطف یہ کہ آپ اب بھی اُسے زیر مسئلہ نہ کر رہے لانا چاہتے ہیں فاعتبروا یا اولی الابصار۔

رابعاً بغرض فطائر ممانعت ہوتی تو سواروں کے لئے مگر گائے، بکری، بھیر کے گلے کوڑے اینٹوں کے گدے نہ سوار ہیں نہ سوار ہی یہ قطعاً پیادہ ہی میں شامل رہتے۔
خاصاً یہ بھی نہ سہی پیادہ گوروں اور جینٹلمینوں کے کتوں کا استثناء کیونکر ممکن تھا وہ تو ضرور پیادہ ہیں اور یہ ان کے دم کے ساتھ۔

سادساً جانے دو بھنگیوں کے ٹوکے لئے نکلتی ہیں وہ تو ہر طرح پیادہ آدمی ہیں ان کی ممانعت کس گھر سے آتی، تو آفتاب سے زیادہ روشن کہ یہ مسئلہ صرف اسلامی سلطنت کے ساتھ خاص ہے جہاں کفار تابع مسلمین ہوتے ہیں اور جہاں ہر طرح ہم احترام مساجد قائم رکھنے پر قادر ہیں غیر اسلامی عملداری میں اس کا اجرا خود اصل مسئلہ کا ابطال اور مسجدوں کی صریح بخرمتی وابتدال ہے۔

سابعاً یہاں ایک نکتہ جلیلہ و قبیحہ اور ہے جس پر مطلع نہیں ہوتے مگر اہل توفیق و مایہ عقیدت الا الغلوں (اور انھیں نہیں سمجھتے مگر علم واسطے۔ ت) وہ یہ کہ مسجد میں کسی امر کا جواز اور بات ہے اور اُس کا استحقاق اور۔ صورت مذکورہ علماء میں حکم جواز ہے نہ حکم استحقاق کہ مساجد تو جمیع حقوق عباد سے ہمیشہ کے لئے منزہ ہیں، قال اللہ تعالیٰ و ان المسجداً للہ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اور یہ کہ مسجدیں اللہ ہی کی ہیں۔ ت) تو حکم صرف سلطنت اسلامیہ میں چل سکتا ہے غیر اسلامی سلطنت میں جو مرنایا جائیگا ضرور اس میں کفار خصوصاً حکام کا مردود بطور دعویٰ و استحقاق ہو گا اور یہ قطعی ابطال مسجدیت و ہتک حرمت اسلام و خلاف کلام ذی الجلال والا کرام ہے اگرچہ بغرض محال ہر طرح کا احترام قائم ہی رہے تو سلطنت غیر اسلامیہ کے لئے یہ مسئلہ قرار دینا صریح جہل و ظلم عظیم ہے انھیں سات وجوہ پر نظر فرمانے سے واضح ہو سکتا ہے کہ من انی فی غلی کا ترجمہ جان لینا فقہانیت نہیں فقہانیت چہیزہ دیگرست۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست تانہ بخشہ خدا سے بخشندہ

(یہ سعادت زورِ بازو سے حاصل نہیں ہوتی جب تک عطا کرنے والا نہ عطا فرمائے)

فناخت [فت اضرورت کی بحث] اور ہی ضرورت تھی اس کا حال طہر ہے کہ پہل تو پہل کا نہیں
کے لئے وسیع سڑک موجود ہے، علی نے یہاں یہی ضرورت تحریر فرمائی ہے اور یہی حکم جواز فی نفسہ کا نہیں ہے، ضرورت
اگر اور شرعی نہ یہاں متفقہ تر اس میں یہ ضرورت صادق، اُس سے جواز شے فی نفسہ نہیں ہوتا دفع اثم ہوتا ہے،
وہ بھی صرف تکرار سے، وہ بھی صرف وقت اگر وہ بھی صرف اتنی بات پر جس پر اگر وہ برا، اگر بعض اوقات
چلے تو وہی شار، اندھا کو یہ اس وقت ان جہات جلیلہ کی تفصیل کر دی جائے گی جس سے روشن ہو گا کہ یہاں
ادعا سے ضرورت اگر کہیں حمل مشدہ تھا، بالکل یہ تدبیر بھی محض باطل و نا صواب تھی اور اتنا خود عالم کو اسی تقریر
میں اقرار ہے کہ ہدایت تنزل اور بقول ضعیف اور غلط کے طور پر ضرورت مجروح ہے بہر حال وہ بھی غلوں نے منظور
نہ کی اس وقت عالم نے یہ وہ سری تجویز نکالی جس پر تصفیہ ہو کہ چت مسجد اور زمین سڑک۔ تقریر یہ کہ اس سے اس
گفتہ میں تمام وقت صرف سڑکی مصالحت کی امید منقطع ہو گئی اس وقت میں نے یہ ضرورت پیش کی کہ سب دست
ہم کو والا ہی کی چست برقعہ دے دی کہ ہم بنائیں۔ اس کے بعد ایک فقرہ دھوکا دینے والا ہے کہ اور زمین
بھی دے دی اس کو بھی ہم ہی بنائیں۔ سب تو مدیر سپاہی برنامہ کے واسطے عام ہے۔ اس کے یہ
معنی نہیں کہ زمین ہم کو واپس مل جائے ہم اس پہلی سی عمارت بنالیں، اسی سے آسان تر کہ تدبیر اول میں
تھا وہ تو مہر نے مانا نہیں اس کے بعد اس کے کہنے کی کیا گنجائش ہوتی اور کیا جاتا تو مانا کیوں جاتا اور یہ وہ
کہا گیا جو مانا گیا کہ اس کی نسبت تقریر مذکور میں ہے، غرض کہ زمینوں و فعات حسب دلخواہ ملے ہوئے پھر بار بار
گورنٹ اور ہارپنا نے کا ذکر کر کے کہا، اس کے بعد حوائج تجویز دی روزہ تیوں مقاصد ہمارے حاصل ہوئے۔
یعنی جواب ایڈریس ان کے مطابق طاقوز میں دے دی اس کو بھی ہم ہی بنائیں اس کے وہ معنی ہیں جو جواب
ایڈریس میں ہے کہ متولیوں کو ایک چت دار جواب بنالیں چاہیے اور ان عمارت کے نیچے بھی ایک گرجا تعمیر
کر لیں چاہئے جو میونسپل بورڈ کی مجوزہ بجائوز کے میں مطابق ہے۔ غرض تجویز پیش کردہ عام کا یہ حاصل تھا کہ
ہم کو ایک چت بنالیں دیا جائے جو مسجد مہر کر ہمارے قبضہ میں رہے اور اس کے نیچے سڑک چلے اور یہ
سعادت بھی جہیں کو بخش جاسے کہ زمین مسجد پر یہ سڑک ہم ہی تعمیر کریں جو بعد تجویز چوٹگی ہے۔

۱۱۔ تجویز دوم کی شناعتیں [اسی تجویز کا حال خود مجوزہ کا قائل بتا رہے تدبیر اول کرنا منظور
ہوئی اسے نہایت تنزل بنایا تھا اور نہایت کے بعد کوئی درجہ باقی نہیں رہتا تقریر تجویز کہ اس سے بدرجہا
کری ہوئی ہے کسی تنزل پر بھی دائرہ حکم شرعی میں نہیں آسکتی بلکہ حکم کی صریح تبدیل ناقابل تاویل ہے۔

تدبیر اول کو بقول ضعیف کہا تھا تو اس کے لئے کوئی ضعیف روایت بھی نہیں محض باطل و ایجاد بندہ ہے تدبیر اول کو مخلص کے طور پر کہا تھا تو یہ مخلص بھی نہیں بلکہ مجبوس ہے یعنی مسجد کو ہتک حرمت کے لئے پھنسانا۔ اور تقریر میں اقرار ہے کہ میں نے یہ صورت پیش کی۔ یہاں ہمارے استفسار دوم کا جواب نکلا، ایسی باطل و عرم ہتک اسلام صورت اگر ادھر سے پیش ہوتی اور عالم بلا جبر و اکراہ تمام اُسے تسلیم کر لیتا تو شرعاً سخت کبیرہ عظیمہ شدیدہ کا مرتکب تھا نہ کہ خود اپنی تجویز سے ایسی صورت نکالنا اہل اُسے پیش کرنا اُس پر منظوری لینا اس کی شناخت کا کیا، نذازہ جو، فسأل الله العفو والعافية۔

(۲۳) پھر یہ نہیں کہ عالم نے اُس وقت کم علی یا نا فہمی سے اس صورت کا باطل و خلاف شرع ہونا نہ سمجھنا نہ دینی سے اُس وقت مجوز ہو بیٹھا۔ نہیں نہیں بلکہ اُس وقت بھی علم شرعی معلوم تھا تقریر یہ کہ میں اس تجویز کے پیش کرنے سے پہلے کا بیان ہے کہ مسجد کے دیکھے لہو دیاں کے احوال سننے سے تسلیم کر لینا پڑا کہ جزو متنازعہ جزو مسجد ہے اس کے بعد مجھے مخلص نکالنا بہت دشوار ہو گیا میں ہرگز کسی طرح یہ نہیں کہہ سکتا کہ مسلمانوں کو کسی جزو مسجد کو کسی دوسرے صوف میں لانا جائز ہے تو دیدہ و دانستہ ارتکاب ہوا۔

(۲۴) پھر یہی نہیں کہ اُسے صرف اتنی ذرہ کا عوار جا رہا ہو بلکہ وہیں قلعہ ہے کہ میں یقین کرتا ہوں کہ اس جزو کو اصل مسئلہ سے زیادہ اس کے حرار اہدام بے اہم کر دیا اور یہ واقعہ ہالہ ۳ اگست نے تو احترام اسلام کا سوال پیدا کر دیا اور شعاب اسلام کے ہتک ہونے میں کسی کو بھی شبہ نہ رہا۔ یا رب یہاں تک جان کر پھر ہتک اسلام کی آپ تجویز پیش کرنے کو کیا سمجھا چاہئے خاتما للہ و اتا الیہ ساجعون اس قول عالم کے معنی یہ ہیں کہ ہتک حرمت مسجد ضرور ہتک شعاب اسلام ہے خصوصاً غیر مسلم سے خصوصاً حکومت کہ اس کا ہتک حرمت اسلام ہونا خود ہی واضح ہے جسے واقعہ ۳ اگست نے سب پر ظاہر کر دیا۔ اس عبارت عالم کا یہ مطلب ہے ورنہ اگر عالم کے نزدیک اصل معاملہ میں ہتک حرمت اسلام نہ تھی تو واقعہ ۳ اگست کہ مخلص رہنا نے قانونی شکنی تھا اسے ہتک حرمت اسلام نہ کر دیتا۔ خانہ جنگی وغیرہ میں کتنے مسلمان، خود و سزیا ہوتے ہیں اُسے کوئی ہتک حرمت اسلام نہیں سمجھتا کہ اصل معاملہ حرمت اسلام کا نہ تھا۔ عالم کا یہ قول یاد رکھنا چاہئے کہ خود اس کے منہ اُس کی کارروائی کا حاصل نکلتا ہے فسأل الله العفو والعافية۔

(۲۵) پھر یہ نہیں کہ عالم اُس وقت حالت اکراہ میں ہو کہ الا من اکل لا دقلیہ مہممن بالایمان (مگر جو مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر جما ہوا ہو۔ مت) سے فائدہ لے سکے وہ ابھی ابھی تدبیر اول پیش کر کے زیادہ کے لئے صاف جواب دے چکا تھا تقریر یہ کہ میں ہے، میں نے صاف صاف کہہ دیا کہ احکام مذہبی میں کوئی

کچھ دخل نہیں دے سکتا حقیقت جس طرح وہ صدر لیا گیا ہے اسی طرح واپس کیا جائے نہایت تنزل صورت مجوزہ ہے اگر کسی پر بھی رضا مندی نہیں ہوتی پھر حکام کو اختیار ہے میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کر سکتا ہوں۔ عالم کی سی تقریر کو ہمارے مسائل فاضل نے جواب استفسار بہت مفہم میں یوں بیان کیا: نفست گھر کے اٹار میں اس نے صاف کہہ دیا کہ میرا کام مسئلہ بتا دینے کا ہے خدا کے گھر کا معاملہ ہے میرا گھر نہیں ہے جس طرح وہ چاہے اور اس کا حکم ہو بننا چاہئے نہ کہ جس طرح میں یا آپ چاہوں علماء کو جمع کرنا چاہئے مسلمانوں کو جس سے اطمینان ہو وہ کرنا چاہئے۔ یہ تمام کلمات حق تھے انھیں کہہ کر پھر حق سے ایسے شدید ناحق کی طرف مددول کیوں ہوا اگر نہ مانتے اتنے ہی پر ختم کرنا فرض تھا نہ عالم پر الزام رہتا نہ معاملہ میں یہ سخت بیچ پڑتا، مگر مشیت برائے آئی اور عالم سے جو نہ ہونا تھا ہوا، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔

(۲۶) پھر اس سے بھی اشد غم یہ کہ اُس عوام شرعی کو حسب دلخواہ اور نہایت مسرت خیز و موجب اطمینان دلجمعی مسلمانان اور مسئلہ شرعیہ کی صورت سے بھی ستر اور اس کے دن کو اسلامی تاریخ کا زیریں دن کہا گیا اور خود شعبار اسلام کا ہتک بنا کر بقائے احترام اسلام کہا یہ باتیں بہت سخت ترین مسائل اللہ العفو والعافیۃ۔

(۲۷) پھر اس کا یہ شدید ضرر تھا ضرر دہانہ عام عوام مسلمین تک متغذی ہوا، انھوں نے اس عالم ہی کے بھروسے حرام کو حلال، حرام کو مسرت، ہتک حرمت اسلام کو اسلام کا احترام سمجھا۔ (۲۸) ان وجوہ نے معاملہ کی گتھی بہت کڑی کر دی اور اس نرے زبانی بیان کو کہ مسلمانوں کو، طینان ہوگا موقع موقع کو نشان رہیں گے، کہ محض برائے لفظ تھا حرف غلط کر دیا مریض جب مرض کو شفا سمجھے پھر دوسرے علاج جنوں ہے۔

(۲۹) پھر اتنے ہی برس نہیں عکس وہ ہمیشہ کے لئے نظر ہو گیا اسلامی عالم جیسے قومی لیڈر اور گویا تمام مسلمانان ہند کا وکیل سمجھا گیا اس کی ایجاد کی ہوئی تجویز اس کی پیش کی ہوئی تجویز پھر گورنر جنرل کی منظوری پھر تمام اسلامی حلقوں میں اس پر اظہار مسرت و خوشی پھر عالم کا اُسے اسلامی تاریخ میں نرے دن اور بقائے احترام اسلام اور موجب دلجمعی و اطمینان و نہایت مسرت خیز کہنا اسے پتھر کی لکیر کر گیا، مسجد کا سڑکوں کی ریلوں تھروں سے تصادم نہ کوئی نئی بات نہ کبھی منتہی جیسا کہ خود جواب ایڈریس میں مذکور ہے مگر اس پر کتنے طینان بخش وہ الفاظ گورنمنٹ تھے کہ گورنمنٹ ہمیشہ کوشش کرے گی کہ مسئلہ تھروں کو اس طرح پر حل کرے جو تمام اشخاص متعلقہ کے لئے قابل اطمینان ہو عالم اور عوام کی ان کا مدد و ایسوں نے انھیں کہتے ہی برے معنی کی طرف پھیر دیا انھوں نے چیخ و پکار اور جلسوں روشنیوں کی بھرمار سے بتا دیا کہ یہ عورت

ہمارے لئے نہایت قابل اطمینان ہے جب تصادم ہو مسجد میں توڑ کر ہوا پر کر دو اور پیچھے سرٹکیں یہیں نہریں
 دوڑا دو، پس مسئلہ اس طور پر حل ہو جائے گا جو تمام اشخاص متعلقہ کے لئے قابل اطمینان ہے، کیا علم اور
 عوام کو کوئی مندر ہا ہے کہ اس وقت کچھ شکایت کریں یا چارہ جوئی کا نام لیں، کیا ان سے ذکر کیا جائے گا کہ
 عقل کے ناخن لو یہ وہی تو نہایت مسرت خیز و موجب اطمینان و احترام اسلام اور اسلامی تاریخ کا زریں
 دن ہے جسے تم آپ پیش کر کے منظور کرا چکے ہو۔

(۳۰) پھر نرمی نظری نہیں بلکہ جو قانونی معاہدہ بننا بتایا جاتا ہے اس کے لئے کافی مادہ ہے احترام مساجد
 کو یہی دفعہ بس ہوگی کہ ان کا زمین پر رکھنا کچھ ادب نہیں بلکہ چھتوں پر اٹھا کر سروں سے اونچی کر دی جائیں
 اور اصل مسجد یعنی زمین پر جو چاہیں بنائیں عالم و عوام اس اپنی ہی پیش کردہ پسندیدہ دفعہ کا دفعہ کہاں سے
 لائیں گے، افسوس کہ یہ شدید جنگ اسلام خود فردندان اسلام کے ہاتھوں ہو انا للہ وانا الیہ راجعون
 یہیں سے ظاہر ہوا کہ یہ جو بھلاؤ سے دیئے جاتے ہیں کہ ایک قلم قانون تحفظ معاہدہ کا بنایا جانا فتنہ
 دلوادیا گیا ہے جس سے حسب تصریح ممبر اس تنازع فیہ جتنے کا بھی مسلمانوں کے موافق ہو نامتوقع ہے
 اور فیصلہ پر ایک نظر میں یہ تاکید نہ کر سنا جاتا، تاکہ اس کی تعمیل میں احکام اسلامیہ کے احترام کو
 ہر طرح پر نظر رکھنا چاہئے، صبر و عین قاز کی بھی دعوت ہمیں رکھتے، مانا کہ قانون فرد بنے، مانا کہ
 تاکید حکم بیشک ہوا مگر احترام کے معنی تو آپ نے بتا دیے کہ ہم اسے احترام اسلام کہتے ہیں جسے
 خود اپنے منہ سے جنگ حرمت اسلام کہہ چکے ہیں، پس اسی پر قانون خواہیجے اور اسی کی نسبت تاکید
 حکم تصور کیجئے طر

خویشی کردہ را علاج خواہ

(اپنے کئے کا کوئی علاج نہیں)

یاد رہے! معنی خود اٹنے ٹھہرانا اور خالی لفظ پر عوام کو بھلانا کس لئے۔

(۳۱) {عذر بدتر از گناہ کے رد} طرفہ تر عذر بدتر از گناہ سنئے، تقریر مذکور میں ہے، میں نے
 اس لئے اس کو اپنی صورت مجوزہ (یعنی تدبیر اول نا منظور) سے بھی بہتر خیال کیا کہ تو عدویہ سپلیٹ
 سے ممکن ہے کہ ہم کو بہتر موقع اسی کے حاصل کر لینے کا ہو۔ ایسے عوام و جنگ اسلام کو اپنے منہ
 پیش کر کے منظر کرانا اور اس امید ہو ہم کو کہ ممکن ہے سپلیٹ ہمیں واپس دے اُس کے از گناہ کی ذمہ داری
 تجویز بلکہ تنسیخ کا موجب ٹھہرانا عجیب فہم حکم تازہ شریعت ہے۔ کیا جیسا کہ کہا جاتا اور مراسلت کا مرید وغیرہ
 میں بیان ہوا ہے، یہ سپلیٹ وہ نہیں جس نے کثرت رائے کا بھی خیال نہ کیا اور مسجد کے خلاف ہی فیصلہ دیا۔

لا یلدغ المؤمن من جُحشو واحد موتینؕ عمن ایک سوراخ سے دو بار نہیں ڈسا جاتا (ت)
خاص گورنمنٹ، کون گورنمنٹ وہ وہ جس نے کہا میں تمہارے لئے پیام امن لایا ہوں وہ وہ جس نے کہا
مذہبی باتوں کے متعلق وہی پالیسی ہے اس میں کوئی تغیر نہیں، وہ وہ جس نے کہا حقوق مساجد کا ہمیشہ
لحاظ رکھا جائیگا اور سب مسلمانوں کے اطمینان کے قابل فیصلہ کیا جائے گا اسے چھوڑ کر میونسپلٹی کی رحمت پر
بھروسہ کرنا وہاں اپنے منہ حرمت اسلامیہ کو پامال کرنے خود پیش کرنا اور اس کے ازالہ کی امید چوٹی سے رکھنا
کسی درجہ بد قسمتی ہے۔

(۳۲) میونسپلٹی اگر موافق بھی ہوتی تو فیصلہ خاص گورنمنٹ کے بعد اس سے نقص کی امید کتنی غلط ایسا ہے۔
(۳۳) بغرض غلط اگر میونسپلٹی آپ کو کچھ بھی دے کہ ہاں یہ زمین خاص مسجد کی ہے چونکہ اس پر کچھ
دعویٰ نہیں تو کیا وہ اس حکم حتیٰ گورنمنٹ کو بھی خسرو کر دے گی کہ یہ ضرور ہے کہ عام پبلک اور نمازی آئے
بلور برٹنگ کے استسماں کرنے کے مجاز ہوں اور جب یہ برقرار رہا تو وہ کیا ہے جسے آپ میونسپلٹی سے حاصل
کر لیں گے جس کے سبب اس اپنے اقراری اشد حرام و ہتک اسلام کو زائل کر لیں گے۔
(۳۴) بغرض باطل یہ بھی ممکن ہے تو ایک امید مہم کے لئے جس کا نہ وقوع معلوم نہ سال دس سال
مدت معلوم، اس وقت ایسا حرام آپ تجویز کرنا اس وقت حرام و ہتک کے لئے خود پیش کرنا کس
شریعت نے جائز کیا ہے۔

(۳۵) موہم ہونے کی یہ حالت ہے کہ خود بھی اس کے حصول پر اطمینان نہیں تقرر میں جہاد مذکور کے
متصل ہے اگر نہ ملا تو ہم مجبور ہیں ویسا ہی تصور کرینگے جیسا اس وقت دہلی کی جامع مسجد میں انگریزوں کو
جوتا پہنے آنے سے روک نہیں سکے۔ مجبور کس نے کیا، آپ تجویز نکالو، آپ پیش کر دو، آپ منظور کرو، آپ
خوشیاں مناؤ، اور پھر مجبور کے مجبور۔ انگریزوں کا جوتا پہنے پھرنا اگر وہاں کے مسلمانوں کی خوشی سے ہے
تو ان پر بھی الزام ہے اگرچہ آپ پر اشد ہے کہ کہاں نادرا گا ہے ماسے کسی انگریز کا آنا اور کہاں یہ شبانہ
رو زکی پامالی، مگر برید متالی، اور اگر مسلمانوں نے اس کی اجازت نہ دی تو یہ آپ کی تو خود کردہ ہے
اس کا اس پر قیاس کیسا!

(۳۶) سب جاننے دیکھنے امید و موہم و مغنوں سب سے گزر کر بغرض محال میونسپلٹی سے اس کا استحصال

اور مردود، استعمال کا بابتیکہ زوال سب قسمی و تعینی ٹھہرا لیجئے پھر الزام کیا دفع ہوا، کیا کوئی گناہ حلال ہو سکتا ہے جبکہ ایک زمانہ کے بعد اس کا زوال تعینی ہو یوں تو شراب و زنا بھی حلال ہو جائیں گے کہ ہمیشہ کے لئے نہ وہ مستقر نہ یہ مستقر، ولا حول ولا قوة الا بالله العلیٰ العظیم۔ یہ ہے وہ تقریر مسجد کانپور کے فیصلہ پر ایک نکتہ جس پر عوام کو وہ کچھ وثوق وہ کچھ ناز ہے واستغفر اللہ العظیم۔

الحمد للہ دو استفسار پیشین کے جواب میں یہی پختہ نظر میں کافی دوائی ہیں جن میں اس فیصلہ پر ایک نظر بھی پندرہ نظریں ہو گئیں، اور نہ صرف اسی قدر بلکہ مسند و فیصلہ کے پہلوؤں پر کافی روشنی پڑ گئی جس کے بعد عاقل کو اختیار حق و باطل کے لئے ابی شار اللہ العظیم زیادہ کی حاجت نہ رہی جواب باقی استفسار کا حال بھی یہیں سے مکمل کیا لہذا ان پر بالاجمال دو چار لفظ لکھ کر کلام تمام کریں وبالله التوفیق۔

متعلق جواب استفسار سوم

اس کے فقرے فقرے کا رد اور گزر چکا، گورنمنٹ نے خود خواہش تصفیہ کی، بہت اچھا کیا، مگر تعذیب میں یہ تجویز جو خود عالم کے اقرار سے حرام اور بلا شہدہ جنگ حرمت اسلام ہے، عالم نے آپ ہی پیش کی بہت بُرا کیا، پھر اُسے نہایت مسرت دیدی، روز بروز وہ وندہ کہا اور مسرت نکلیا۔

(۳۷) [اُس تجویز نے کیا دبا اور کیا لیا اس کا موازنہ] نہ کہ قیدیوں کو بلا مقابلہ کسی امر کے قبول دینا چاہا، جواب ایڈریس میں کسی مقابلہ کا اشارہ تک نہیں لکھنے کے ایک انگریزی اخبار میں ہے کہ بلا شرط چھوڑا گیا، لیکن ہے کہ باجم خیفہ گفتگو میں ذکر شرط آیا ہوا اب سوال یہ ہے وہ شرط کیا تھی اور جزا کے ساتھ جم قیمت کی یا بہت گراں، ہمارے سائل فاضل کا بیان ہے کہ بلکہ اس کو مشروط کیا کہ مسلمان آئندہ مقدمات چلائیں، یعنی زمین مسجد سے دست بردار ہو جائیں (دیکھو ہمارے بیانات میں نمبر ۲۰ تا ۲۱) اور مسجد کی زمین پر بعینہ اسی طریقہ کی عمارت نہ تعمیر کریں یعنی جس سے وہ مسجد کے لئے محفوظ رہے اور شرک کے کام میں نہ آ سکے ورنہ عمارت کی کسی حیثیت معینہ سے بحث کے کوئی معنی نہیں تو حاصل شرط مسجد کی مسجدیت کا، بطلان اور اس کی زمین کا شرک میں استعمال اور اس کی حرمت کا استغاطہ و ابتذال تھا، اسی کی پابندی سے عالم نے یہ اخیر ناشدنی تجویز نکالی جو منظور ہو کر نظر ہو گئی اور جس نے ہمیشہ کے لئے تمام مساجد ہند کی حرمت بیخ ڈالی۔ اب اس کا اور جزا یعنی رہائی ملنا ان کا موازنہ کر لیجئے خاص اشخاص کی قید ضرر خاص تھا اور وہ بھی جسمانی اور وہ بھی منقطع اور مساجد کی بیکری و بطلان مسجدیت اور اس کے خود پیش کرنے پر منظور کرانے پر اُنہیں پر اظہار رضا و مسرت سے ہمیشہ کے لئے اُن کے نظیر بننا کتنا سخت ضرر عام تھا اور وہ بھی دینی اور وہ بھی مستقر، اسی کو عالم نے خود کہا تھا

کہ شمار اسلام کے ہتک ہونے میں کسی کو شبہ نہ رہا، ایک مسجد کا ضرر عام ہے کہ مسجد عام مسلمانوں کی عبادت گاہ ہے نہ کسی خاص کی، اور ضرر عام ضرر خاص سے اقویٰ، اسکی پر مبنی ہے فتح القدر و بحر الرائق و درر وغیرہ و تنویر الابصار و در مختار و غیرہ معتبرات اسفار کا مسئلہ کہ مسجد صاف و بعید اس حق لیس جیل الخ (حب مسجد تنگ ہو جائے اور اس کے پہلو میں ایک شخص کی زمین ہو) جب صرف نمازیوں پر جگہ کی تنگی ایسا ضرر مهم سمجھی گئی تو مسجد کی مسجدیت کا ابطال شمار اسلام کا وہ ہتک و ابتداء ال اور پھر نہ ایک مسجد کے بلکہ قاعدہ مستمرہ مساجد کیلئے کس درجہ اشد و اشنع ضرر عام مسلمین و صرف نفس اسلام و دین ہے عقل و عقل و عرف و شرع کا قاعدہ تو وہ تھا کہ ضرر عام سے بچنے کو ضرر خاص کا تحمل کرنے میں، اشتباہ و النظائر میں ہے،

یتحمل الضرر الخاص لاجل دفع الضرر العام ضرر سے بچنے کے لئے خاص ضرر کو اپنایا جاسکتا ہے۔ (ت)

یہاں چند روزہ حقیقت ضرر خاص چند اشخاص سے بچنے کو اتنا عظیم ضرر عام و اضرار اسلام مسترد و مدام گوارا کیا، اب سوا اس کے کیا کہتے کہ یلیت قومی یعلمون (کسی طرح میری قوم جاتی۔ ت)

(۳۸) ہم و خصوص ضرر سے قطع نظر آخر اتنا تو عالم کو بھی اقرار ہے کہ اس میں ہتک حرمت اسلام ہے پھر کون ہی شریعت ہے کہ بعض اشخاص کو نیکہ سے بیزانے کے لئے مسجد میں حبس چڑھانا اور ان کی حرمتیں پامال کرنا اور انہیں پامالی کو نظیر مستقر بنانا محول ہے، زید کا باپ بیمار تھا اور بھائی کا زکام، ایک بڑا ڈاکٹر جس کے ہاتھ میں اللہ عزوجل نے ان بیماریوں کا یقینی علاج رکھا تھا دور سے اُسے سن کر آیا اور آیا بھی کیسا یہ کہتا آیا میں تمہارے لئے پیام شفا لایا ہوں اور خاص تصریحاً براہ و پدر و دونوں کا نام لے کر کہا کہ اُسے بھی دوا دوں گا اور اس کا بھی خاص توجہ سے پررا اطمینان بخش معالجہ کروں گا، با اینہم رید نے اپنے دم خواہ کسی کپوڈر کے کہنے سے یہ خیال دل میں پکالیا کہ باپ جیت تک زندہ ہے بھائی کو دوا نہ دی جائیگی، لہذا بھائی کا زکام جانے کے لئے باپ کو قتل کر دیا، ایسی صورت کو کیا کہیں گے، یا زہسی ہی فرض کر لیجئے کہ ڈاکٹر نے وہ کچھ کہہ کر خود ہی بھائی کے علاج کو باپ کی موت پر مشروط کر دیا، کیا اس صورت میں بھائی کا

لے فتح القدر کتاب الوقف فصل اخف المسجداً بحکام مکتبہ زریہ رضویہ سکرم ۲۲۵/۵

بحر الرائق - فصل فی احکام المسجد ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲۵۵/۵

الدرر الحکام شرح غرر الاحکام کتاب الوقف مطبعة احمد کمال ۱۳۶/۲

لے الاشباہ والنظائر الفی الاوّل تیسرے تخیل ضرر الخاص لاجل دفع ضرر العام ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۲۱/۱

لے القرآن الحکیم ۲۶/۲۶

زکام کھونے کو باپ کا قتل روا ہے۔

(۲۹) استفسار یہ تھا کہ طرم شرط پر چھوٹے یا بلا شرط جس کا یہ جواب دیا گیا، بلکہ سوال یہ تھا کہ ان کی فراوی کے بعد اور کیا منازعت رہ گئی تھی جسے عالم نے قطع کیا اور کیونکر قطع کی، یہاں بھی بعض اصحاب نے استفسار کیا کہ دیکھ کر کہا تھا کہ ان کی حکمت سمجھ میں نہ آئی کس کس عرض سے یہ امور دریافت کئے ہیں ہمارے استفسار دوم کی حکمت اور پر معلوم ہو چکی، اس سوم کا فائدہ یہ تھا کہ یہاں دو ہی نزاعیں تھیں، گورنمنٹ کا طرموں پر دعویٰ، مسلمانوں کا زمین مسجد پر دعویٰ۔ گورنمنٹ نے عالم سے مصالحت کی، مصالحت ایک طرف تو تھی نہیں اور رہائی ملے ان کوئی فعل مشترک نہ تھا کہ فریقین نے کیا اور طریقوں سے قطع زراعت متحقق ہوا۔ وہ آتھا فعل گورنمنٹ تھا کہ خود ہی وہ اسے بجا لائی اور اپنی طرف سے قطع زراعت کی، اس کے بعد دوسری نزاع کیا تھی کہ دوسرے قطع کی گئی، لاجرم اس کا جواب یہی تھا کہ گورنمنٹ نے قیدی چھوڑے مسلمانوں نے مسجد چھوڑی، ورنہ سائل فاضل نے استفسار دوم کی طرح سوم کے جواب سے بھی پہلو تہی کی اور وہ زائد بات لکھ کر اس گون مبہم پر قناعت فرمائی کہ گورنمنٹ اور مسلمانوں سے مقدمات اور اس کے ضمن میں باجم کشیدگی و منازعت تھی جس کو عالم نے قطع کر دیا۔ سوال تھا منازعت کیا تھی کیونکر قطع کی؟ جواب ہوا کہ تھی اور قطع کی غرض یہاں کے بعض اصحاب فائدہ استفسار سے انکس کر سکیں اس سے خوب کجی اور اپنی اعتیلا کا حق ادا کیا۔

متعلق جواب استفسار چہارم

قبضہ کی کافی بحث اور گزری کہ زمین پر قبضہ دینا نہ ٹھہرا بلکہ ہوا پر۔

(۴۰) [ذم حصول قبضہ کا رد] رہا ممبروں کا کہنا ہم عبادت کی اجازت دیں گے جو قوتاً و عرفاً قبضہ ہے اگرچہ گورنر جنرل لفظ قبضہ کو اسی زبان سے نہ کہیں، شرعاً راستہ پر چلتا نکالنے چھٹا پانٹنے کا ہر شخص کو اختیار ہے اگر کوچہ غیر نافذ ہو تو سب اہل کوچہ کی اجازت سے، اور شارع عام ہو تو سلطان کی اجازت سے بلکہ بلا اجازت سلطان بھی نکالنے سے گہرا نہ ہوگا اگرچہ مخالفت کے بعد اتار دینا واجب ہوگا حالیکہ یہی ہے، اگر کوئی بند لگی میں چھتہ بنانا چاہے تو لگی والوں کی اجازت معتبر ہوگی اور کیا شارع عام پر کوئی چھتہ بنا سکتا ہے، تو امام طحاوی نے مباح کہا ہے اور اس وقت تک گنہگار نہ ہوگا جب تک کوئی مخالفت نہ کرے اور مخالفت کے

انت اراد احداث الطلعة في مكة
غير نافذ، يعتبر فيه الاذن من اهل
السكة وهل يباح احداث الصلاة على
طريق العامة ذكر الطحاوي انه
يباح ولا ياتم قبل انت يحاصمه

احد و بعد المحاصصة لا يباح الاحداث
و الاستفاح و يا شتم بتوك الظلمة
كذا في الفصول العمادية ، وليس
لاحد من اهل الدربة السدي
هو غير ماخذ انت يستخرج كنيفا و
لا ميذا بالاباذت جميع اهل الدربة
اصد ذلك بهم اولم يضر هكنا
في الخلاصة.

بعد نہ بنانا مباح ہوگا اور نہ ہی اس سے متعلق
جائز ہوگا اور اس کو باقی رکھنے سے گزرا
ہوگا ، جیسا کہ فصول عمادیہ میں ہے ، اور
کسی کو تنگ بندگی میں کوڑا ڈالنا ہو پر نا
لگانا گل والوں کی اجازت کے بغیر جب نہ نہیں
خواہ گل والوں کو ضرر ہو یا نہ ہو ، خلاصہ
میں یوں ہی ہے ۔ (ت)

اور غالباً انگریزی قانون میں بھی جوگی کی اجازت سے ایسا ہو سکتا ہے اسے کوئی غافل رام یا سڑک کی
زمین پر قبضہ نہ کیے گا اور دودھ کیوں جائے لکھنؤ میں بام نشینان بازار کی کثرت سُنی جاتی ہے شرعاً عرفاً
قانوناً کسی طرح وہ دکانوں پر قابض نہیں۔

(۴۱) جواب ایڈریس کا وہ جملہ کہ میں اس کو کچھ دقیقہ و اہم نہیں خیالی کرتا کہ زمین کس کے قبضہ میں رہے گی
اس کے سمجھنے میں بہت غلطی کی گئی بحث قصہ دقیقہ نہیں یعنی ضرر ہے اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ
کہ قبضہ کسی خاص کا ہو اس سے ہیں غرض نہیں ۔ دوسرے یہ کہ ہم کسی خاص قبضہ کو مرکز دوا نہ رکھیں گے
لہذا اس کی بحث ضرر ہے ، وہ بات کہ اگرچہ گورنر جنرل لفظ قبضہ کو اپنی زبان سے نہ کہیں معنی اول بتاتی ہے
حالانکہ مراد قطعاً معنی ثانی میں ہے کہ اس کے متصل ہی جواب ایڈریس میں ہے مگر یہ ضروری ہے کہ ہم
پبلک اور غازی اسے بطور سڑک کے استعمال کرنے کے مجاز ہوں یعنی قبضہ عام ہونا ضروری ہے خصوصیت
کی بحث لایعنی ہے ، تو ذکر نفی قبضہ کو نفی ذکر قبضہ پر حمل کرنا صریح مغالطہ یا کھلی غلطی ہے ۔ غیر متعین نے
صاف صاف کہہ دیا کہ یہی قبضہ ہے یعنی اور میں نے مان لیا کہ سائبہ مرادف موجب ہے ایسا قبضہ عالم
صاحب یا کوئی مسلمان غیر صاحب اپنے گھر کے لئے بھی گوارا کریں گے یا یہ خاص اللہ عز حبلاً لہ کے
گھر کے لئے ہے غرض کہ قبضہ خود غیر متعین کی زبان سے ملے کر آیا۔ جی نہیں بلکہ خود اپنی زبان سے قبضہ کا
قضیہ ملے کر دیا کہ چیت ہماری اور مسجد کی زمین پر سڑک جاری ، لاجسول ولا قسوة الا باللہ العلی
العظیم۔

متعلق جواب استفسار پنجم

(۴۲) [مصالحات اس پر کی کہ مسجد مسجد کیا بلکہ وقف بھی نہ ٹھہرے] عالم کی پیش کردہ دوسری تجویز جس پر فیصد ہوا تقریر مذکور عالم میں صرف ان لفظوں سے ہے، اس وقت میں نے یہ صورت پیش کی کہ سر دست ہم کو دلائل کی چھت پر قبضہ دے دیں الخ، اس میں کہیں کسی کی ملک نہ ہونے کا تذکرہ نہیں مگر سائل نے اسے ان لفظوں سے بیان کیا تھا کہ بعد رد و قدح عالم کی رائے سے سطر پایا ہے کہ سر دست ملک اس زمین پر کسی کی ثابت نہ کی جائے کیونکہ مسلمانوں کے نزدیک یہ وقف ہے قبضہ زمین پر مسلمانوں کا دیکھا جائے اس پر یہ استفسار پرم غم تھا کہ یہ کسی کی ملک ثابت ہونے کی قرار داد صرف عالم کے متخیلہ میں رہا یا با اتفاق فریقین ملے ہوا اس کا یہ جواب ہے کہ زمین کی ملکیت گورنمنٹ اپنی ہی سمجھتی تھی مگر سے عالم نے صاف کہہ دیا اور کھلایا کہ ملک وقف میں کسی کے لئے نہیں ہوتی اسی واسطے ہم اپنے لئے بھی ثابت کرنے کے درپے نہیں۔ اس جواب میں بہت غلط بحث ہے۔ ملک کا اطلاق دو معنی پر آتا ہے اول اختصاص مانع کہ ابتداء اس کے لئے قدرت تصرف شرعی ثابت کرے اور اس کے غیر کو ہے اس کی اجازت کے تصرف سے مانع ہو جیسے زید کا مکان زید کی ملک ہے، فقہاء میں ہے،

الملک هو قدساً یثبتہا الشاسع ابتداءً
عن التصرف فخرج نحو الوکیل له
اشباہ میں ہے،

وعرفه في المحاذق القدس
بانه لاحصاص الحاجز
اور عادی قدسی نے اس کی تعریف یوں کی ہے وہ
اختصاص جو دوسرے کی مداخلت سے مانع ہوتا ہے

بایں معنی تمام اوقاف علی الصبح المغنی بہ اور خصوصاً مساجد باجماع امت اللہ عزوجل کے سوا
کسی کی ملک نہیں قال اللہ تعالیٰ وان المسجد لله (اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اور یہ کہ مسجدیں اللہ ہی
کی ہیں۔ ت) دوم بمعنی قدرت تصرف شرعی۔ عیاء میں ہے، الملک هو القدس عطف

لے فتح القدیر کتاب المیراث کتبہ نویری رضویہ سکر ۲۵۶/۵
لے الاشباہ والنظائر الفن الثالث القول فی الملک ادارة القرآن کراچی ۲۰۲/۲
لے القرآن کریم ۱۸/۴۲

التصرف في المحل شرعاً (ملکیت، یہ عمل میں تصرف شرعی کی قدرت ہے۔ ت) بالمعنی
متولی کو مالک اوقات کہہ سکتے ہیں۔ خزانة المفتین و فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے:

لو ادعی المحدث ودل نفسه ثم ادعی انه
وقف الصحيح من الجواب امت كان
دعوى الوقفية بسبب التولية يحتمل
التوفيق لان في العادة يضاف اليه
باعتبار ولاية التصرف والخصوصية
اگر پہلے محدث و رقبہ کا دعویٰ اپنے لئے کیا پھر وقف
ہونے کا دعویٰ کیا تو صحیح جواب یہ ہے کہ اگر
وقف کا دعویٰ قرلیت کی بنا پر کیا تو پھر اس کے
دفعہ و دعویٰ میں موافقت پیدا کی جاسکتی ہے
کیونکہ عادتاً وقف متولی کی طرف تصرف اور
منازعت میں منسوب ہوتا ہے (ت)

یہ دونوں معنی خود اسی جواب استفسار میں موجود، اول کہا ملک وقف میں کسی کے لئے نہیں ہوتی۔
اس کے متصل ہی اپنے مشیر قانونی کا قول نقل کیا کہ ہماری ملک منصب سے نہیں چلی گئی۔ ظاہر ہے کہ
گورنمنٹ ہرگز کسی وقت اس حصہ مسجد میں اپنی ملک بمبنی اول کی مدعی نہ ہوتی اس پر یہ کبھی نہ کہا گیا کہ
یہ گورنمنٹ زمین ہے تم نے اسے مسجد کر لیا تھا اب گورنمنٹ اسے واپس لیتی ہے بلکہ دعویٰ اگر تھا تو اختیار
تصرف کا اس کی نفی امر طے شدہ میں۔ ہرگز عام ہونے کی نہ میرے کہوں نہ صرف نہ نا صاف بلکہ قضا صاف
اُس کے اثبات پر فیصلہ ہوا کہ یہ امر ضروری ہے کہ عام پبلک الخ۔

(۴۳) ہر قوم اپنی اصطلاح پر کلام کرتی اور سمجھتی ہے قانون اور اہل قانون کی اصطلاح میں زمین مسجد
یا وقف مسجد کو ملک مسجد کہتے ہیں بلکہ اس اصطلاح کا پتا شرع مطہر میں بھی ہے۔ واقعات حسامید و
خزانة المفتین و فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

لا يمكن تصحيحه تملیكا بالهيئة
للمسجد فاشات الملك للمجد على هذا
الوجه صحیحو یك
مسجد کو بہہ کہنے سے تملیک کی تصحیح ممکن نہیں جبکہ
اس طریقہ سے مسجد کے لئے ملکیت کا اثبات
یہ صحیح ہے (ت)

تو یہ طے کرنا کہ ملک اس زمین پر کسی کی نہ ثابت کی جائے یہ طے کرنا ہے کہ اسے مسجد کی شے نہ مانا جائے

سہ العناية علی ما مش فتح القدر کتاب البیوع مکتبہ ذریعہ رضویہ سکھ ۲۵۵/۵
فتاویٰ ہندیہ کتاب الوقف الباب السادس فی الدعوی الخ فورانی کتب خانہ پشاور ۲۲۱/۲
سہ " الباب الحادی عشر فی المسجد " " " ۲۶۰/۲

اور اب یہ کہنا ضرور صحیح ہے کہ چنانچہ گورنمنٹ نے ایسا ہی کیا۔

متعلق جواب استفسار ششم

(۴۴) یہاں سر دست کے معنی جس حکمت کے لئے دریافت کئے تھے وہ کارگر ہوئی بتانا پڑا کہ سر دست کے معنی قمبر متعینہ سے صاف کہہ دئے گئے کہ ہم تخلیص شرکت مرور کے لئے ہمیشہ چارہ جوئی کرتے رہیں گے، یعنی اُس وقت ہماری یا مسجد کی ملک ثابت ہو جائے گی فی الحال کسی کی نہ رکھو تو صاف کھل گیا کہ ملک سے وہی معنی مراد لے کر اصطلاح قانون ہے یا معنی وہم بہر حال مطلب یہ ہوا کہ فی الحال زمین مسجد کو وقف نہ ٹھہرایا جائے آئندہ ہم کوشش کریں گے کہ وقف قرار پائے ایک اسلامی عالم کہ الہی فکر کی حمایت کو چلا ہو اُس کے لئے اس سے زیادہ شلیع بات اور کیا ہوگی کہ اپنے منہ سے مسجد درکنار سر سے سبکی لٹال اُسے وقف ہی نہ ٹھہرانے کی تجویز پیش کرے۔ رہی آئندہ کی کوشش اس کا مفصل حال اوپر گزرا کہ یہ محض نہایت خیال میں رہا یا کہا اور منظور نہ ہوا اس کا قرار دواں ہرگز نہ ہوا، اور جو کچھ برائے حق تھا تصفیہ ہوتے ہی اسے خود فسخ و مفسوخ کر دیا اور اُس کا خیالی ملک مسلمانوں کے دلوں سے حاصل ڈالنے کا پورا ذمہ لیا حاعتہ و ایا دلی الانصاف۔ قمبر متعینہ نے یہ بھی صاف صاف کہہ دیا کہ جب قانون کی حاسبہ ہو تو حراہ خود یہ سند ہی ملے ہو جائے گا۔ جی مسئلہ تو ابھی ملے ہو گیا اور وہی قانون کے لئے مادہ ہو گیا دیکھو نمبر ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱

مسلمانوں نے اپنی طرف سے مامور کیا اور اس میں عالم کا نفع یہ تھا کہ اگرچہ کبیرہ شدید واقعہ ہوا مگر اوروں کو عالم پر سخت تشنیع بلا میں کرنے کا (جس کی شکایت اس سوال کے ساتھ خط میں آئی) موقع نہ ہو گا کہ وہ خود بھی اسی بلا میں مبتلا ہیں۔ سو ہم عالم و من معہ کا انفراد اور اضرار اسلام میں استبداد، یہ عیسوی شتمی کہ یا وہ بطور خود گیا، اس کے جواب میں دو شش اخیر کی صراحت اور اول کی ضمنی نفی کی کہ عالم کو عام مسلمانوں نے طلب نہ کیا نہ وہ از خود گیا بلکہ مقدمہ کا پورے کے کارکنوں نے باصرار بلایا، یہاں سے ظاہر کہ وہ کارکن عام مسلمانوں کے صحیح نائب مناب نہ تھے نہ ان کا جانا عام مسلمانوں کا طلب کرنا کیوں نہ ہوتا اور جب ایسے نہ تھے اور معاملہ عام مسلمانوں کا تھا ذکر تنہا ان خاص کا، تو عامی کے بلائے پر جان عام کا قائم مقام کیونکر کر دے گا، تو مال وہی ہو کر خود گیا۔

(۳۶) بالفرض وہ کارکن عام مسلمین کے صحیح قائم مقام تھے یا خود عام مسلمانوں نے عالم کو بھیجا دیکھا انہوں نے کہہ دیا تھا کہ اصل معاملہ پر پانی پھیر دینا فیصلہ پر ایک نظر میں مسلمانوں سے گفتگو اور عالموں سے مشورہ تک تو صرف تدبیر اول تھی بیچے والوں نے اسی کے لئے بھیجا تھا جب ممبر نے اسے نامسٹر کیا عالم کی وکالت ختم ہو چکی اسے اپنی رائے سے ایسی تدبیر عام و خلافت احکام و جنگ اسلام نکالنے اور اسے مسلمانوں کے سر ڈالنے کا کیا اختیار تھا، لاجرم اشتراک ہرگز نہیں، ضرر، عدم میں استبداد ہے پھر ملامت مسلمانان کی شکایت کیوں ہے

تمکی المحب و تشکوہی ظالمۃ کالقوس قصبی الرمایا وھی مرثان

(محب کو ہلاک کرتی ہے اور شکایت کرتی ہے حالانکہ وہ ظالم ہے کمان کی طرح کہ تیر ہلاک کرے اور نہ جنبش ہے)

(۳۷) عالم نے خود ممبر سے یہ کہہ کر کہ میرا کام مسئلہ بتا دینے کا ہے خدا کے گھر کا معاملہ ہے میرا گھر نہیں اور تقریر عالم میں ہے احکام مذہبی میں کچھ نہیں دخل دے سکتا اگر رضا مندی ہیں ہوتی حکام کو اختیار ہے میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کر سکتا، اپنی وکالت کو ختم کر دیا تھا، پھر خود رائی کا اسے کیا اختیار تھا اس کا اندر یہ بتایا ہے کہ مگر ممبر متعین نے کہا ہم کو تمہاری رائے پر اعتماد ہے ہم علماء کی مجلس جمع نہ کریں گے تم اپنی رائے کہہ دو۔ الحمد للہ ظاہر ہو گیا کہ اب یہاں سے عام مسلمانوں کا دلیل نہ تھا بلکہ فریق ثانی کا جس نے اس پر اعتماد کیا، تو اس کی یہ کارروائی ہرگز مسلمانوں کی نہیں ٹھہر سکتی بلکہ ایک وکیل گورنمنٹ علی ایک وکیل ممبر کی کارروائی ہے جس کا اثر صرف ممبر کی ذات تک محدود ہے۔

(۳۸) علماء سے مشورہ نہ لینے کو ممبر کے سر دکھا جاتا ہے مگر فیصلہ پر ایک نظر کی تقریر تو صاف کہہ رہی ہے کہ عالم خود ہی اس سے باز رہا اور بالتصدد اس سے انحراف اور اپنی ہی رائے پر توکل کیا تقریر مذکور میں ہے

میں نے چاہا کہ عام طور پر علماء سے مشورہ ہوں مگر مجھے انتخابے راز کی ذمہ داری اس سے مانع ہوئی اپنا ذاتی خانگی معاملہ ہوتا تو ایک بات تھی عام مسلمانوں کا معاملہ اور انھیں سے احتیاط و گورنمنٹ کا اگر کوئی راز تھا تو کیا ضرورت تھا کہ گورنمنٹ کا نام لیا جاتا اس کا کوئی خفیہ ارادہ ظاہر کیا جاتا دربارہ مسئلہ علماء سے استشارہ کہ فغان صورتہ کیا حکم ہے کون سا افتاء سے راز تھا شرعی مسئلہ اور خاص حرمت اسلام سے متعلق اور عام مسلمانوں سے اس کا تعلق اور راز کی کوٹھری میں بند۔ بجز اللہ یہ تو صاف ہو گیا کہ یہ صرف ایک شخص کی شخصی کارروائی ہے جس میں عام مسلمان شریک نہ علماء کو خبر، ایسی کارروائی جس قابل سے ظاہر ہے۔

(۳۹) آگے نمبر کا قول لکھا ہم بالکل گفتگو منعقد کرتے ہیں اور صرف ایک گھنٹے کی مدت ہے یہاں یہ بتایا جاتا ہے کہ جلدی کی اور صحت نہ دی اور گھبراہٹ اس لئے ہم نے مسجد نہ ایک مسجد بلکہ ہندوستان کی سب مسجدیں نذر کر دیں، اس قدر کی خوبی ظاہر ہے نزاع میں فریق ثانی سب کچھ کرتا ہے گھبراہٹ پر گھبراہٹ کیوں بہر اہل کے جواب میں کیوں نہ انھیں انفاق کا اعادہ کیا جس کا کہنا پہلے بتایا جاتا ہے کہ میرے گھر کا معاملہ نہیں میں تنہا کچھ نہیں کر سکتا علماء و مسلمین سے مشورہ لینے کے لئے کافی مدت ملا ضرور ہے در نہ گورنمنٹ کو اختیار ہے میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کر سکتا، یہ کہہ کر دکھا تو ہوتا کہ آشتی خواہ گورنمنٹ کیا کہتی حرمت اسلام کیسی رقرار رہتی، تحفظ حقوق مذہب میں گورنمنٹ کی مابعدوں پالیسی یا کچھ نسخہ پستی، وہ امن جس کا پیام ہی ملے کر گورنمنٹ کا آنا ہوا تھا کیسا کچھ مبارک رنگ دکھائی، اسی لئے تو حدیث میں ارشاد ہوا،

الثانی من الرحمن والعجلۃ من الشیطان
والعیاذ باللہ العزیز المستعان۔
تباخیر رحمان کی طرف سے ہوتی ہے اور عجلت شیطان کی طرف سے، اللہ تعالیٰ غالب ہو گا رک رک کر۔

اس کے بعد جو کچھ کہا گیا اس کے فقرے فقرے کا رد اور پراگیا و بابت التوفیق۔
(۵۰) غرض الزامات شرعیہ قطعیہ یقیناً قائم ہیں اور شدت قائم، کبائرت شدیدہ عیدہ کے ارتکاب قطعاً لازم ہیں اور بقوت لازم۔ اس سب پر ظلم بر ظلم برائت کی غرور کاوش اور اس کا رد و اتی ہنسک حرمت اسلام کو صحیح و صواب بنانے کی کوشش ہے حاشا حق طلبی کی یہ راہ نہیں ہے

واغم زسی بکعبہ اسے پشت راہ کیں راہ کہ تو میری بہ انگشت بست
(اسے مسافر مجھے معلوم ہے کہ ترکعبہ نہیں پہنچے گا کیونکہ جس راستہ پر ٹرپل رہا ہے وہ انگلستان کا ہے)
فسأل اللہ العفو والعافیۃ۔

لے جامع الترمذی ابواب البر باب ما یجادی فی التانی امین کمپنی دہلی
کنز العمال حدیث ۵۶۷۵ موسسۃ الرسالہ بیروت
۱۲/۲ ۱۱/۲

بلکہ سبیل نجات اس میں منحصر کہ

اَوَّلًا عالم اور جو جو مسلم اس کارروائی میں شریک تھے سب اس شیعہ و سخت قطع کبریٰ خیرہ
عبد با حرام و ہتک حرمت اسلام سے بے صدا دل تو بکریں رب المساجد جل جلالہ کے حضور خاک مذلت پر ناک
رگڑیں اپنے سروں پر خاک اُڑائیں، سر پر ہند بادلِ گریاں و چشم بریاں اُس کے حبیب قریب صل اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کا دامن پکڑ کر دستِ ضراعت پھیل میں اور ہر ایک کہ: اللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَتُوْبُ اِلَیْکَ عَمَّہٗ لَا اِسْرَاجَ
اِلَیْہَا اَبَدًا اٰلِہِیْ اٰمِیْن اُن تمام حرکات شیعہ سے تیری طرف توبہ کرتا ہوں اب ایسا نہ کروں گا۔
ثانیًا بکثرت اخباروں اشتہاروں میں صاف صاف بلا تاویل اپنے جرائم کا اعتراف اور اپنی
توبہ اور اُس کارروائی کی شناخت کی خوب اشاعت کریں کہ جس طرح عالم کے اعتماد پر عوام میں سکی خوں کا
دُہ (شور) ہند کے گوشہ گوشہ میں مچاؤں ہی بچہ بچہ کے کان تک عالم کی توبہ اور اس کی شناخت کا اعلان
پہنچے، حدیث میں ارشاد ہوا:

اِذْ عَلِمْتُ سَیِّئَةً فَاحْدَثْ عَمَّا تَوَسَّطَ
السُّورَ بِالسُّرِّ وَالْعَلَانِیَّةِ بِالْعَلَانِیَّةِ
مِنْ وَاہِ الْاِمَامِ رَاحِمِہٖ فِیْ کِتَابِ الزُّہْدِ
وَالطَّوَارِقِ فِی الْکُبَرِ وَالْبِیْہَقِ فِی الشَّعْبِ
بِسُنَدِ حَسَنِ حَمِید عَنْ مَعَادِ بْنِ حَبِیلٍ
رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنْ النَّبِیِّ صَلَّی
اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم۔
بِسَبِّ طَبْرَانِیِّ کَرَبَ تَرَا سِیْ وَقْتُ تَوْبَہِ کَرَمَہٗ فِی الْخَفِیِّ
اَوْرَ عَلَانِیَّہِ کِیْ عَلَانِیَّہِ۔ اِس کو امام احمد نے کتاب
الزُّہْدِ میں اور طَبْرَانِیِّ نے کُبَرِ میں اور بَیْہَقِ نے
شَعْبِ الْاِیْمَانِ میں حسنِ حمید سند کے ساتھ سنن
مَعَادِ بْنِ حَبِیلٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے انھوں نے
نَبِیِّ الْاَکْرَمِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم سے بیان
کیا۔ (ت)

ثالثًا گورنمنٹ کو جو ایسا عظیم مسئلہ غلط باور کرایا ہے جس سے ہمیشہ کے لئے مسجدوں کو سخت
خطرہ کا سامنا ہے اپنی تمام ہستی ساری حیثیت پوری کوشش بکلیں طاقت اُس کے رفع میں صرف
کریں اور شرعی و دینی، فقہی مسائل، ائمہ کے ارشاد، علماء کے فتاویٰ حش از بیش جمع کر کے یقین دلاویں
کہ دُہ کارروائی جو پہلے ہم نے بتائی محض باطل و حرام و ہتک حرمت اسلام حتیٰ کسی مسجد کی کوئی زمین
ہرگز ہرگز راستہ، سڑک، ریل، نہر، غرض کسی دوسرے کام کے لئے نہیں کی جا سکتی، مسجد حقیقۃً زمین کا نام ہے

چھت اس کا بدل نہیں ہو سکتی نہ ہرگز کسی دوسری زمین یا دشت لاکھ روپے گز قیمت خواہ کسی شے سے اُس کا بدلنا روا ہو سکے، اگر ایسا نہ کیا تو یہ مسجد اور اس کے سوا جب کبھی کسی مسجد کو عالم اور اس کے ساتھی مسلمانوں کی اس کا درواہائی سے صدر پر پہنچے گا ہمیشہ ہمیشہ تا بقائے دنیا اس کی ایک ایک ہجرتی کا دروازہ گناہ عظیم اُن کے نامہ اعمال میں ثبت ہو کرے گا اللہ کی پناہ اُس حالت سے کہ قبر میں بڑیاں بھی نہ رہیں اور ہر ہر حصہ پر من اعظم ممن صنع مسجد اللہ ان یدکر اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ کی مسجدوں کو روکے دیکھا اسے دسویں فی خراب تھا۔

ان میں نام خدا لئے جلنے سے اور ان کی ویرانی میں کوشش کرے (ت۔)

کا و بالی عظیم دنیا سے قبر اور قبر سے حشر تک پھینکا نہ چھوڑے، اور یہ عذر مسموع نہ ہو گا کہ ہمیں اس کام کے لئے آدمی نہیں ملے جیسا کہ یہاں خط میں لکھ کر بھیجا کام آپ کا بگڑا ہوا ہے آپ پر اُس کی تلافی فرض ہے اگر چہ کوئی ساتھ نہ دے بگاڑنے کو آپ تھے بنانے کو کوئی اور آئے، اُس وقت کا استبداد کہ نہ عطا سے پوچھ نہ مسئلہ سے کہنا اب بھی کام میں لائیے اور اپنی طاقت بنائیے اور خدمت کعبہ کی الٹی باٹلی مٹا کر سیدھی دکھائیے، راہ یہ ہے اور توفیق اللہ عزوجل کی طرف سے، لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔ اس میں اپنی ذلت نہ سمجھئے اللہ عزوجل کے نزدیک عزت کہ اُس کی طرف رجوع ہے اُس کے گھر کی ہجرتی کرانے سے باز آئے، وہ فرماتا ہے، لم یصلوا اعلیٰ ما فعلوا و هم یعلمون (اور اپنے گئے پر جان بوجھ کر اڑ رہے ہیں) مسلمانوں کے نزدیک عزت کہ اُن کے دین پر تعدی چھوڑی حفظ حقوق مذہب کی طرف باگ موڑی گونڈے کے نزدیک عزت کہ ایسی عظیم حرمت اسلام کی پامالی جو اُس کی نام بدل پالیسی کے بالکل خلاف اس کے مستمر وعدوں کے بالکل منافی سیاست کروڑ روپے کا دل دکھانے والی روش برطانیہ کو مذہبی دست اندازی کا عیب لگانے والی تھی اٹھادی اور جرات غلط باور کرائی تھی حق و انصاف سے بد لوادی والا مرید اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ (معاذ اللہ تعالیٰ کے دست قدم میں لا حول ولا قوۃ الا باللہ) میں ان صاحبوں خصوصاً اپنے قدیمی دوست عالم کو اللہ عزوجل کی پناہ دیتا ہوں اس سے کہ اُنھیں بات کی چاک الٹی راہ دکھائے معاذ اللہ اخذتہ العہدہ بالاقم (اسے اور ضد چڑھے غناہ کی ت۔) کی شامت آٹوے آئے، اور اگر خدا نہ کر دے ایسا ہو تو علماء پر فرض ہے کہ اُس کا درواہائی کا خلاف شرع و مضر اسلام ہونا دلائل ساطعہ سے

واضح کریں اور ہم غلاف کا ردِ بالغ فرمائیں، اسلامی اخباروں پر فرض ہے کہ اُن تحریرات علماء کو نہایت کثرتِ اہتمام سے شائع کریں، ایک ایک گوشہ میں اُن کی آواز پہنچائیں، اسلامی انجمنوں پر فرض ہے کہ اُن کی تائید میں جیسے کریں بکثرت ریزولیوشنیں پاس کریں گورنمنٹ کو اُن کی اطلاع دیں، مسلمان اہل و احکام و اہل و جاہست پر فرض ہے کہ گورنمنٹ کو اس طرف پے در پے توجہ دلائیں، مسلمان قانون پیشہ صاحبوں پر فرض ہے کہ اس کے استغاثے غلطی کو پہنچائیں، غرض ہر طبقہ کے مسلمانوں پر فرض ہے کہ اپنے منصب کے فائق اس میں سعی جمیل بکھلائیں اور بے تکلف جہاز کو کششیں کر کے اپنی مساجد کو بحیرتی سے بچائیں۔ ایسا کر دے گے تو ضرور حضرت عزتِ عز جلالہ سے ان شاء اللہ التقیر المستعان کامیاب ہر گے دنیا میں سرخرو، عزت میں شاب ہر گے کہ وہ فرماتا ہے،

وكان حقاً علينا نصر المؤمنين، انت الله لا يصيب اجر المحسنين۔ اور ہمارے ذکر کم پر ہے مسلمانوں کی مدد فرمنا، بیشک اللہ نیکوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ (ت)

والحمد لله رب العالمين، وصلى الله تعالى وبارك وسلم على سيدنا و مولانا وعلجنا و
ما ونا محمد و آلہ و صحبہ و اسلہ و حوزہ اجمعین آمین، واللہ تعالیٰ اعلم و علما



جل مجدداً اقسام واحکم
کتب عبد المذنب احمد رضا البریلوی
حق عنہ محمد النبی الامی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۱۵۱۔ مسئلہ مولوی نور احمد صاحب ہزاروی از کانپور در مسئلہ البیات
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک مسجد اہل محلہ بڑتنگ ہے
اور اس کے گرد اگر دیکھ جائیں مل سکتی یا مل سکتی ہے لیکن لوگوں میں اس قدر طاقت نہیں کہ وہ اتنا روپیہ دے سکیں
اور پھر مسجد بنوادیں کیونکہ روپیہ بہت خرچ ہوتا ہے اور وہ طاقت نہیں رکھتے اور دوسری جگہ مسجد وسیع
تیار کر سکتے ہیں بشرطیکہ پہلی مسجد کی لکڑی وغیرہ دوسری مسجد میں لگا دیں وگرنہ دوسری بھی بمشکل تمام نہیں

لے القرآن الکریم ۴۰/۴۰

۹۰/۱۲ و ۱۱۵/۱۱ و ۱۲۰/۹

ہو سکتی، کیا اس صورت میں اہل محلہ دوسری جگہ نئی مسجد اپنے محلہ میں پہلی مسجد کے سامان سے اور روانہ روپیہ لگا کر بنا سکتے ہیں یا نہ، اگر بنا سکتے ہیں تو پہلی مسجد کی جگہ کی کس طور سے حفاظت رکھی جائے؟ مدلل میرزا کی طور پر تحریر و بیان فرمایا جائے۔

الجواب

مسجد حبیبت تک مسجد ہے قرآن عظیم کی نص قطعی، ہمارے ائمہ کرام کے اجماع سے اسے ویران کرنا سخت حرام و کبیرہ ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے،

وَمَا أَطْلَقْ مِنْ مَعْبُودٍ إِلَّا أَنَا
يَذْكُرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ وَسُجِّي فِي خَرَابِهَا أُولَئِكَ
هَانُكُلٌ لَّهُمْ إِنْ يَدْعَوْهَا إِلَى الْإِثْمِ
لَهُمْ فِي اللَّهِ شِرْكٌ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ
عَذَابٌ عَظِيمٌ

اس سے بڑا کفر ظالم کون جو اللہ کی مسجدوں کو ان میں نام الہی کی یاد سے روکے اور ان کی ویرانی میں کوشش کرے ایسوں کو ان میں جانا ہی نہ چھٹا تھا ٹھوڑے جوتے ہوئے، ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور ان کے لئے آخرت میں بڑا عذاب۔

ہمارے ائمہ کرام نے بلا خلاف تصریح فرمائی کہ مسجد اگر تنگی کرے اور اس کے قریب اگر کسی شخص کی زمین ہو اور وہ دینے پر راضی نہ ہو تو حکیم سلطان بے اس کی مدد سے اس کے لئے مسجد میں داخل کر لی جائے اور ملک کو بازار کے بھاؤ سے قیمت دے دی جائے کما نص علیہ فی السبزانمۃ والفتح و البحر والندر وغیرہا (جبکہ اس پر برازیہ، فتح، بحر اور دروغیرہ میں نص فرمائی گئی۔ ست، اگر تنگی کی وجہ سے یہ مسجد ویران کر کے دوسری جگہ بنالینا جائز ہوتا تو جبر ہرگز حلال نہ ہوتا اور وہ صورت کہ سوال میں فرض کی گئی اس کی بنا خود ہی متزلزل ہے جب وہ دوسری مسجد اس سے بڑی بنا سکتے ہیں اگرچہ اس میں اس کے محلے سے بھی مدد لینا چاہتے ہیں تو مہربانی فرما کر بڑی نہیں ایک چھوٹی ہی مسجد دوسری بنالیں کہ دونوں مسجدیں مل کر حاجت پوری کر دیں، کسی سبب واجب کیا ہے کہ سبب ایک ہی مسجد میں نماز پڑھیں، غرض جو اخذ سے ڈرے اور اس کی ضرورتوں کی تعلیم کرے اللہ اس کے لئے آسانی کی راہ نکال دیتا ہے اور جو بے پروائی کرے تو اللہ تمام جہان سے بے پروا ہے،

وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا
وَأُخْرَىٰ تَقَالِي سَعَةً تَوَدُّهُ اس کیلئے رہنا دیتا ہے

ومن يتول فانت الله هو الغني المحيّد اور جو منہ پھیرے تو اللہ تعالیٰ ہی بے نیاز اور
واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۸۹۶ مستولہ قاضی سید احمد علی مدنی مہتمم مدرسہ اسلامیہ از بمبئی بھنڈی بازار ۲ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ایسی صورت میں کہ ایک درگاہ شریف کے قریب ایک
مسجد واقع ہے، مسجد کے متولی صاحب نے درگاہ شریف کی زمین جبراً دہائی، اس کو شامل مسجد
کرنا چاہتے ہیں، متولی درگاہ نے روکا کہ شرع شریف میں ایسا کرنا جائز نہیں ہے، مگر نہیں
مانتے، سو ایسا کرنا جائز ہے؟

(۲) کیا ایسی جبراً مغموبہ زمین پر مسجد بنانا درست ہے اور کیا اس میں نماز درست ہوگی حالانکہ متولی
صاحب درگاہ برابر معترض ہوا کہتے ہیں۔

(۳) کیا ایسے متولی مسجد جو خلاف شرع زمین غصب کر کے اس پر مسجد بنادے تو وہ عند الشرع قابل تدارک
گنہگار ہیں یا نہیں؟ جواب صحیح از ردائے کتب فقہ صاف بخشا جائے۔ بینوا تو جروا

الجواب

سوال بہت محمل ہے کچھ نہ کچھ نہ متولی اس زمین کو مسجد میں کس وجہ سے شامل کرنا چاہتے ہیں، آیا
مسجد نمازیوں پر تنگ ہوئی ہے یہ ضرورت لاحق ہوئی ہے یا کچھ اور۔ ذیہ لکھا کہ وہ زمین درگاہ پر وقف
ہے یا نہیں، اور ہے تو کس طرح وقف ہے جسے وقف صحیح شرعی کہا جائے گا یا نہیں۔ ذیہ لکھا کہ اس
زمین کے شامل مسجد کر لینے سے درگاہ میں کیا نقصان ہوگا، اگر مسجد نے تنگی نہ کی تو متولین کو اس زمین کے
لینے کا کوئی اختیار نہیں وہ غاصب ہوں گے اور اتنے پارہ زمین پر قمار زنا باز ہوگی، اور اگر مسجد تنگ
ہوگئی ہے اور اس کے اپنے متعلقات کی زمینوں سے بڑھانے کی گنجائش نہیں، تو اگر وہ زمین درگاہ وقف
صحیح شرعی نہیں یا اس کے لئے لینے سے درگاہ کو ضرر نہیں پہنچا تو بغیر قیمت لے سکتے ہیں ورنہ نہیں۔ واللہ
تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۹۰۱ مستولہ مولوی صابر علی صاحب از مدرسہ رفقاء المسلمین فرنگی محل لکھنؤ

۴ ربیع الاول شریف ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں ایک مسجد قدیم کسی مشیعہ کی متقی

مگر کچھ عرصے سے ویران پڑی تھی، اسی حالت ویرانی میں چند قدم کے فاصلے پر ایک کُستی نے دوسری مسجد بنوائی اور اس نئی کُستی کی مسجد میں مسلمان کُستی نماز پختہ پڑھنے لگے اس کے پانچ چھ برس کے بعد پرائی شید کی مسجد کو ایک شخص نے ایک کُستی کے ساتھ فروخت کر ڈالا تو اس کُستی نے اس کی حرمت وغیرہ کے پختہ اذن و جہالت کے ساتھ نماز پڑھنا شروع کر دئے۔ اسی کو بھی پانچ چھ برس کا عرصہ گزریا اب اس کُستی مشتری مذکور نے اپنا ایک مکان مسجد کے مدرسہ اسلامیہ کے لئے وقف کر دیا ہے اور مسجد مذکور میں بیٹھ کر لوگوں کو قرآن پڑھنے کی اجازت دیتا ہے، اور مسجد مذکور میں بہت سی زمین ایسی پڑی ہے جس پر جوتا پہن کے چلتے ہیں تو اس زمین پر مدرسہ کھیلنے کروں کے بنانے کی بھی اجازت دیتا ہے تو ایسی صورت میں حسب ذیل سوالات کے جوابات مرحمت ہوں :

اول یہ دونوں مسجدیں حکم مسجد میں ہیں یا نہ؟ اور مسلمانوں کو دونوں مسجدوں میں نماز پڑھنے سے ثواب مسجد حاصل ہو گا یا نہ؟ اور اگر نہ حاصل ہو گا تو پھر اس مسجد کو کس کام میں لائے جاسکتے ہیں؟

دومہ طلبہ مدرسہ اسلامیہ کا اس مسجد کے اندر بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے یا نہ؟
سومہ احاطہ مسجد کے اندر جو زمین مسجد کے علاوہ جہاں جوتا پہن کے چلتے ہیں اس پر مدرسہ کے روپیہ سے کوئی کمرہ وغیرہ طلبہ کی تعلیم کے لئے یا دفتر مدرسہ کے لئے یا طلبہ کے رہنے کے لئے بنانا جائز اور اس میں ان کاموں میں سے کوئی دینا جائز ہے یا نہ؟

چہاں مدرسہ مشتری مسجد کی یہ بھی تجویز ہے کہ مسجد کے اندر سے جہاں جوتا پہن کے چلتے ہیں ایک راستہ مدرسہ کے اندر جانے کا نکالا جائے کہ طلبہ و ملازمین مدرسہ کو مدرسہ میں جانا آسان ہو جائے اور چکر کھا کے گلیوں میں سے جانا ہو گا تو کیا یہ جائز ہے یا نہیں؟ جواب جلد اور مدلل فرمایا جائے۔ بیوا تو جرو۔

الجواب

وہ مسجد کہ کُستی نے بنوائی تھی بلاشبہ مسجد ہے اور اس کا رکھنا فرض ہے اور اس میں نماز کا ثواب وہی ہے جو مسجد میں نماز کا ثواب ہے، اور بعض زمانہ مرتد ہیں کہما حققنا فی ردہ لمرصدہ (جیسا کہ ہم نے اس کی تحقیق رد الرقصہ میں بیان کی ہے۔ ت: تو وہ مسجد بنانے کے اہل نہیں۔

قال الله تعالى ما كان للمشركين ان يعبدوا
مسجد الله مشهديت علی
انفسهم بالصكف (الف) قوله
تعالى انما يعبد الله
الله من امت بالله و اليه
الله تعالیٰ نے فرمایا مشرکوں کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ
الله تعالیٰ کی مساجد تعمیر کریں اس حال میں کہ وہ
اپنے آپ پر کفر کی شہادت دینے والے ہیں (الله
تعالیٰ کے اس ارشاد تک کہ بیشک الله تعالیٰ
کی مسجدیں تو وہی لوگ تعمیر کرتے ہیں جو الله تعالیٰ

اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔ (ت)

خصوصاً بعد موت کے مرتد کے سبب اوقات باطل ہو جاتے ہیں کما فی اللہ المختار وغیرہ
(جیسا کہ در مختار وغیرہ میں ہے۔ ت) تو وہ مسجد کو کشتی نے خریدی اسے مرمت وغیرہ کرا کے اگر اس خیال سے
نماز کے لئے دیا کہ یہ پہلے سے مسجد ہے تو وہ خیال باطل تھا اور وہ مسجد بدستور ایک مکان ہے جس میں ان تمام
تصرفات مذکورہ فی السؤال کا اختیار ہے اور اگر کشتی نے خرید کر از سر نو اپنی طرف سے اسے مسجد کر دیا یعنی یہ
کچھ کر کہ یہ مسجد نہیں ہیں اسے مسجد کرتا ہوں نہ یہ کچھ کر کہ یہ مسجد تھی اسے کار مسجد کے لئے چھوڑتا ہوں، اس
صورت میں اگر شرائع صحیح سے کشتی کے لئے اس کی ملک ثابت ہو گئی تھی تو یہ بھی مسجد ہو گئی مگر یہ بہت بعید ہے
اس کے لئے صرف ایک صورت ہے کہ غائبانہ واقع نہ ہوئی ہوگی وہ صورت یہ کہ زمین جسے رافضی نے مسجد کیا
اس کے زمانہ اسلام کی ملک تھی، اس کے بعد اس نے رفض اختیار کیا، یہ مسجد بنائی اور مرگیا اور اس کے قریب
بعید و رثوں میں کوئی شخص سنی مسلمان ہے کہ وہی اس کے کسب اسلام کا وارث ہو کر اس مکان کا مالک ہے
اور اس نے اس کشتی کے ہاتھ بیچ ڈالا تو یہ شرعاً صحیح ہوا اور یہ کشتی اس مکان کا مالک ہو گئی اور اب جو اس نے
اسے اپنی طرف سے مسجد کیا مسجد ہو گئی اس صورت بعید پر وہ تصرفات مذکورہ سبب ناجائز ہوں گے فائدہ دینے والے
تعبیر اوقف عہا ہولہ (کہ نصف پ، ص ۱۰۰ سے تبدیل نہ ہو جائے۔ ت) مگر طلبہ کا پڑھنا جائز ہے
اطفال نہ ہوں اور نماز کے وقت نماز کی جگہ نہ گھریں نہ ان کے پڑھنے سے نمازیوں کو تشویش ہو اور اگر یہ صورت
نہیں بلکہ وہ مکان اس کے زمانہ رفض ہی کی ملک تھا تو یہ صحیح جس شخص نے کی ہرگز مثبت ملک مشتری نہیں کہ
بائع خود ہی مالک نہ تھا مرتد کے زمانہ ارتداد کی ملک اس کی موت کے بعد فی المسلمین ہو جاتی ہے اس کے کسی
وارث کو نہیں پہنچ سکتی اگرچہ اس کا بیٹا ہو یا بیٹا ہو خواہ اسی کی طرح مرتد یا اور قوم کا کافر، تو جب شرعاً صحیح نہ ہو تو اس
کشتی کا اسے مسجد کرنا صحیح نہ ہوا بلکہ وہ بدستور ایک زمینی عام مسلمانوں کی ہے، مسلمانوں کی مرضی سے اس میں
مسلمین کی منفعت کے تصرفات کر سکتے ہیں۔ فتاویٰ عالمگیری میں جسطرح ہے،

| | |
|---|-----------------------------------|
| مرتد جب قتل ہو جائے یا مر جائے یا دار الحرب سے | المرتد اذا قتل او مات او لحق |
| طغی ہو جائے تو جو کچھ اس نے حالت اسلام میں | بددا امر الحرب عما اکتسبه في حال |
| کمایا تھا وہ اس کے مسلمان وارثوں کو بطور میراث | اسلامه هو ميراث لورثة المسلمين |
| ملے گا اور جو کچھ بحالت ارتداد کمایا وہ مالی غنیمت ہے | اما ما اکتسبه في حالة الردة فيكون |

قیاموضع فی بیت المال ۱۰ و اللہ تعالیٰ اعلم جو بیت المال میں رکھا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۱۹۵ از علی گڑھ محلہ مدار روازہ مدرسہ علم احمد سوداگر پارچہ بنارس ۳ ربیع الاول ۱۳۳۶ھ
 (۱) ایک مسجد ہے جو زمین سے ۳ گز اونچی ہے اور اونچائی ٹھوس ہے اور صحن مسجد کا کل چڑائی میں ۱۳ فٹ ہے جس میں ۵ فٹ چڑائی میں زینہ اور جوتیوں کی جگہ ستوا اور غسل خانہ سہا ہے اور ۸ فٹ جگہ میں نماز ہوتی ہے اس مسجد میں کنواں نہیں ہے، ستوا سے میں پانی باجرت ڈالتا ہے اور نہ کوئی آمدنی مسجد کی ہے بوتیل وغیرہ میں صرف ہو، اس مسجد سے ۴۴ قدم کے فاصلہ پر ایک اور مسجد ہے اس کے دس قدم پر ایک کنواں ہے گویا اس مسجد سے ۴۴ قدم پر ہوا۔ زینہ کتا ہے کہ صحن مسجد جو ٹھوس ہے اس کو شہید کر کے اس میں دو دکانیں نکالی جائیں اس کی قیمت صحن مسجد ہو جائے گا، اور وہ تیل بنی کو اس کی آمدنی کافی ہوگی۔ عمر و کتا ہے کہ یہ ناجائز ہے کیونکہ صحن مسجد تحت الشریعہ تک حکم مسجد رکھتا ہے، اگر دکانیں سب بت سے بنائی جائیں تو درست نہیں عمر و کی رائے ہے کہ ۵ فٹ جگہ جس میں زینہ وغیرہ ہے اس میں کنواں زینہ وغیرہ بن سکتا ہے اور ایک چھوٹی دکان بھی کل آئے گی اور صحن بھی برقرار رہے گا اس میں مردہ کو نیا وہ ثواب ہوگا کیونکہ نمازیوں کو پانی کی تکلیف جاتی رہے گی۔ کما عکس شریعت سے اور کیا کرنا چاہئے؟

(۲) کنواں بننے کی حالت میں زمین سے ۳ گز اونچا ہو مسجد میں سے گا، یہ کتا ہے کہ زمین پر بھی ایک کھڑکی رکھی جائے جس سے حرام پانی بھریں اور مسجد کو اوپر سے پانی ملے۔ عمر و کتا ہے کہ اوپر ہی رکھنا چاہئے کیونکہ نیچے کھڑکی رکھنے سے ہندو بھی پانی بھریں گے شاید ہندو کا پانی بھرنا ناجائز ہو۔ شریعت کا کیا حکم ہے اور کس میں زیادہ ثواب ہے؟

الجواب

دکانیں بنانے کی اجازت نہیں ہے، اگر پہلے سے ہوتی حرج نہ تھا اب نہیں بن سکتیں،
 کما نص علیہ فی التواہل والتجنیس و جیسا کہ اس پر نو زل، تجنیس، خانہ، محیط سرخس
 الخانیۃ و محیط السرخس و قہذیب تہذیب الوقایع، اسعاف، بحیر،
 الوقایع، اسعاف و البحر و النہر و تہذیب الوقایع و غیریہ و غیرہ میں نص فرمائی گئی
 الہندیۃ وغیرہا۔ (ت)

۴۴ قدم کا فاصلہ کچھ ایسا دور نہیں اگر بغیر کنویں کے کاروائی چل سکے تو یونہی چلنے دیں اور اگر

نہ چل سکے اور اس کی وجہ سے ویرانی مسجد کا احتمال قوی ہو تو اس پانچ فٹ میں ایک کنارہ کو کنواں بنالیں۔
(۲) نیچے کھڑکی نہ رکھیں کہ مسجد کے کنویں میں ہندو کی شرکت سخت معیوب ہے ان کی نجاست سے

کنویں کی طہارت ہمیشہ معرض خطر شدید میں رہے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۱۹۶ از شیرپور ڈاکٹر خاص تحصیل پورن پور ضلع سیلی بھیت مرسلہ ظہیر الدین
۲۶ ربیع الاول شریف ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک چھوٹے موضع میں ایک مسجد قدامت سے تھی اور عرصہ دس بارہ سال سے ایک دوسری مسجد اور تیار ہو گئی اور اب دونوں مسجدیں چھتر پوش اور بوسیدہ حالت میں ہیں اب مسلمانوں کا یہ رائے ہے کہ بجائے دو مسجدوں کے ایک مسجد پختہ چندہ سے تعمیر کرائی جائے اور ایک مدرسہ کے واسطے دے دی جائے، اس کی بابت مشرع کیا حکم دیتی ہے؟ اور سرمایہ بہت قلیل ہے جس سے دونوں مسجدیں تیار نہیں ہو سکتی ہیں، لہذا آپ بموجب شرع احکام صادر فرمائیے۔

الجواب

مسجدوں کا پختہ کرنا فرض نہیں، اور ان کا آباد رکھنا فرض ہے، مسجد نہ مدرسہ کو دی جاسکتی ہے نہ دوسرے کام میں صرف ہو سکتی ہے، یہ سب ناجائز و حرام ہیں۔ عالمگیری میں ہے،
لا یجوز تغیر الموقت عن حیثاتہ
واقف کی حیثیت میں تبدیلی کرنا حرام نہیں۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۹۷ ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۳۲ھ

علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ مسجد کا فرش اور لکڑیاں جو خراب ہو چکی ہیں سو مسجد کے اور کسی کام میں تصرف کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ آخر کیا کرنا چاہئے؟ تحریر فرما کر مشرف فرمائیں۔ فقط

الجواب

فرش جو خراب ہو جائے کہ مسجد کے کام کا نہ رہے جس نے وہ فرش مسجد کو دیا تھا وہ اس کا مالک ہو جائے گا جو چاہے کرے اور اگر مسجد ہی کے مال سے تھا تو متولی بیچ کر مسجد کے جس کام میں چاہے

قال تعالیٰ وامنتم المسجداً للهِ
 نے فرمایا کہ بیشک مسجدیں اللہ عز و جل کی ہیں دت،
 ہاں اگر باقی ورثہ سب عاقل بالغ ہوں اور سب باہم اتفاق اس وقت مسجدیت کو جائز کریں تو پھر جائز
 ہو جائے گی اور کسی کی شرم سے ایسا کرنا مانع صحت نہ ہوگا فان الحیاء لیس باکراۃ (کیونکہ حیا چہرہ و اکراہ
 نہیں ہے۔ تنج جب تک ایسا نہ کریں وہ ایک مکان ہے کہ مالکوں کو اس میں وہنا بسنا کر یہ پر دینا سب
 جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۲۰۳

کیا فرماتے ہیں علمائے عظام اس مسئلہ میں،

- (۱) زید نے (مسلمان گناہ سے جانے کی حالت میں) کچھ قطعہ زمین صحن مسجد اپنے مکان کی بنا میں دے دیا، بعض
 لوگ مانع آئے مگر نہ مانا، ایسی صورت میں زید کے ساتھ کیا معاملہ شرعاً کیا جائے اور متریاں مسجد و
 دیگر اہل اسلام کو مواخذہ کا حق حاصل ہے یا نہیں، اگر ہے تو ان پر یہ حق واجب اور ضروری ہے
 جس کے ترک سے عاصی ہوں گے یا کیا؟ یا زید بعض زمین معصوبہ پر ذرفہ بطور بھرانہ ادا کرے تو اس کا
 لینا جائز ہے یا نہیں؟ دریں صورت زید مواخذہ عند اللہ سے بری ہو سکتا ہے؟
- (۲) جو شخص ربوہ خرامصلن ہے زکوٰۃ بھی نہیں دیتا اس کا کیا حکم اور اس سے مخالفت و مراءطست و
 مراءطت مکروہ ہے کہ نہیں؟ فقہ مصرع اور عامر الغنم عبادت میں جواب ارشاد فرما کہ عند اللہ ماجور و
 عند الناس مشکور ہوں۔

الجواب

اس صورت میں زید سخت گناہ کبیرہ و ظلم شدید کا مرتکب اور اس آیت کریمہ کی وعید کا مستوجب ہے،
 ومن ظلم ممن منع مسجداً للهِ اب
 یذکر فیہا اسمہ و سجد فی خرابہا
 اولئک ما کان لہم امت یدخلوہا
 الا خائفین لہم فی الدنیا خزع و
 لہم فی الآخرۃ عذاب عظیم
 اس سے بڑھ کر ظالم کون ہو اللہ کی مسجدوں کو ان میں
 اللہ کا نام لے جاتے سے روکے اور ان کی دیرانی میں
 سستی کرے انہیں روانہ تھا کہ اس میں قدم رکھیں مگر
 ڈرتے ہوئے ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور
 ان کے لئے آخرت میں بڑا عذاب۔

مسجد کا ہر ٹکڑا مسجد ہے تو جتنا پارہ زمین اس نے دے دیا اسے نماز سے روکا اور اس کی دیرانی میں

سامی ہوا اور دنیا میں زمواتی اور آخرت میں عذاب عظیم کا استحقاق لیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح حدیثوں میں فرمایا ہے کہ جو بالشت بھر زمین پاشی دبا لے گا قیامت کے دن اتنا حصہ زمین کے ساتوں طبقہ توڑ کر اس کے گلے میں طوق ڈالے جائیں گے۔ ہر مسلمان خصوصاً متولیان مسجد کو اس پر حتیٰ مواخذہ حاصل ہے اور فرض ہے کہ ہر جائز چارہ جوئی اس سے زمینی نکال کر شامل مسجد کرنے کے لئے مدد کو پہنچائیں جو باوصف قدرت اس سے باز رہے گا شریک عذاب ہوگا تا حد قدرت ہرگز حلال نہیں کہ اس سے کچھ روپیہ اس کے عوض لے کر چھوڑ دیں کہ یہ مسجد کا جینٹ ہوگا اور مسجد کی بیع باطل و حرام و ناممکن ہے قال اللہ وان المسجد لله (اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک مساجد اللہ عز وجل کی ہیں۔ ت) اگر وہ لاکھ روپے ہرگز کے بدلے دے جب بھی لینا حرام ہے، نہ ہرگز زیادہ کسی طرح عند اللہ مواخذہ سے بری ہوگا جب تک زمین مسجد مسجد کو واپس نہ دے۔ زیہ اگر ایسا نہ کرے تو مسلمان اس سے میل جول، سلام کلام، نشست برخاست قطع کر دیں۔

قل اللہ تعالیٰ واما ینسیذ الشیطن
فلا تقعد بعد الذکر فی ہم القوم الخسین
اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور اگر شیطان تجھے بھلا دے
تو یاد آئے پر قوم ظالمین کے ساتھ مست بیٹھو،
یونہی دیو غار مصلیٰ بھی اسی آیت کریمہ کے حکم میں داخل ہے، تفسیر احمدی میں ہے، والقعود مع
کلیہم مستہ (ان سب کے ساتھ مجلس کرنا منوع ہے۔ ت) اس سے بھی قطع علاوہ چاہئے واللہ
تعالیٰ اعلم۔

مسکت ملک مسند ماجی سیٹھ و سہ بن ابراہیم بمقام گوندل علاقہ کاٹھیاوار ۲۷ محرم الحرام ۱۳۳۳ھ
چهار شنبہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس معاملہ میں کہ بعض لوگوں نے مسجد بڑھانے یا پرانی
کو نئے سرے سے تعمیر کرنے کے لئے مسلمان جماعت کو روپے دئے ہیں اور کہا ہے کہ تیس طور چاہیں مسجد میں
خرچ کریں۔ مگر فی الحال مسجد میں خرچ کرنے کی ضرورت نہیں اور وہ روپے
امانہ پڑے ہیں، اب مذکورہ روپیہ بیوپار کی کمپنی میں ڈال کر ان کا نفع بڑھادیں تو جائز ہے یا نہیں؟ مگر
لے صحیح البخاری باب ما جاء فی سبع ارضیں قیدی کتب خانہ کراچی ۱/۴۵۳

۱۸/۷۲

۶۶/۶

۳۸۸ ص مطبع کریبی بمبئی انڈیا ۶۸/۶ تحت ۶۸/۶

یہاں کی کمپنیوں میں بیس دیں سود کا ہوتا ہے تو ان کا کیا حکم ہے، اگر اس طور وہ روپیہ بڑھ نہ سکتا ہو تو اور کوئی طریقہ ان روپوں کے بڑھنے کا ہے اور بڑھ سکتے ہیں یا نہیں یا اسی طرح سے جماعت کسی ایسے شخص کے پاس امانت رکھنے دے اور امانت رکھنے میں چوری ہونے کا خوف ہے کہ مبادا مسجد کے روپے ضائع ہو جائیں تو ان روپوں کا مکان خرید کر کے اس کے کرایہ سے نفع اٹھایا جائے اور وقت ضرورت روپیہ وہ مکان فروخت کیا جائے، مگر ان میں جماعت والوں کا اختلاف ہے، بعض کہتے ہیں کہ یہ صورت نہ کرتی چاہئے اور بعض کہتے ہیں کہ اس طور کیا جائے تو ان کا حکم کیا ہے، وہ بوائے مہربانی مفصل طور سے ارشاد فرما کر عن اللہ ماجور و عند الناس مشکور ہوں۔

الجواب

چندہ کے روپے چندہ دینے والوں کی ملک پر رہتے ہیں ان سے اجازت لی جائے، جو جائز بات وہ بتائیں اس پر عمل کیا جائے و بیان المسئلة و تحقیق فی کتاب الوقف من هنا ونا (اس مسئلے کا بیان اور تحقیق ہمارے فتاویٰ کی کتاب الوقف میں ہے۔) ایسی کمپنی میں کہ سود کا لین دین کرتی ہو شامل کر کے بڑھانا حرم ہے اگرچہ چندہ دہندہ اجازت دیں، غلیس لا ھد ان یھد ما ھوم اللہ (کسی کو یہ اختیار نہیں کہ اس چیز کو حلال قرار دے جسے اللہ تعالیٰ حلال نہ فرمایا۔) ت و اللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۰۵ مسئلہ محمد صابر مدنی مدرسہ دارالعلوم قصبہ ٹرانا فتح پور ضلع غلام گڑھ ۱۸ صفر ۱۳۳۳ھ

۲۰۶ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک قصبہ کئی سو برس سے آباد ہے وہاں کے مسلمانوں کی مردم شماری فی الحال تقریباً آٹھ ہزار ہے اور وہاں مسجدیں کچھ ایسی کے قریب آباد ہیں، ان کے علاوہ اور بھی مسجدیں، وہاں کے کل مسلمان بجز چند شیعہ کے ابتدا سے حنفی المذہب متبع الخیال متقدم العقائد والساکن باہم شیر و شکر کی طرح ملے جلتے رہتے تھے ان میں کسی قسم کا مذہبی جنگ و جدال و مخالفت نہ تھا مگر تقریباً تیس تیس برس سے چند لوگ (غالباً فی الحال ان کی تعداد دو ڈھائی سو ہوگی) منکر مذہب غیر مقلد ہو گئے اور باہم سخت منافرت و مخالفت پیدا ہو گئی حتیٰ کہ بار بار فوجداری اور عدالت کی نوبت پہنچ گئی، غیر مقلدین نے اپنی عیسید گاہ اور جامع مسجد نئی بنوائی، تھیں مگر بعض بعض ایسی ہی مسجدیں ہیں جن میں دونوں فرقہ نماز پڑھتے ہیں ایسی مسجدوں پر اکثر مذہبی جھگڑے برپا کیا کرتے ہیں چنانچہ ان دونوں موجودہ ۱۳۳۳ھ ۱۲ محرم کو ایک مسجد میں دونوں فرقہ جمع ہو گئے اور اسی میں مار پیٹ لٹم لٹا گھوسا کر بیٹھے بلکہ ان کے ذریعہ سے دو فوجبداریاں اور بھی ہو گئیں جس سے قصبہ میں فحش چل گئی، پولیس اگر روک تھام نہ کرتی تو ہمیں معلوم کیا ہو جاتا آئے دن کی مذہبی فوجداری سے دونوں فرقہ تنگ آ گئے، اب فریقین اس امر پر راضی ہیں کہ باہم صلح کر کے جھگڑے کو

مٹا دیں، چنانچہ برضامندی فریقین پنداشتہاں حکم مقرر کئے گئے ہیں اور باتفاق فریقین اقرارنہ ثالثی میں مضمون لکھا گیا ہے کہ ثالثان حسب شریعت وقانون ودیاننداری جرقیصلہ کردیں گے ہم فریقین کومنتظر ہے، اب علمائے حقانی سے یہ استفہار ہے:

(۱) چونکہ تیسوں برس کے تجربہ ومشاہدہ سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اس قلعہ میں جب دونوں مشریق ایک زعمی مسجد میں جمع ہو جاتے ہیں تو اکثر مذہبی شر و فساد کر بیٹھتے ہیں اگر اس شر و فساد و فتنہ و پر خاش کے مٹانے کے لئے ثالثین دونوں کو الگ کر دیں اور فریقین کے لئے خاص خاص مسجدیں نامزد کریں تو کیا یہ فیصلہ خلاف شریعت ہوگا؟

(۲) اگر کسی نمازی کے ذریعہ سے حفظ امن میں خلل واقع ہوتا ہو اور شر و فساد کا اندیشہ ہو یا عام نمازیوں کو کسی قسم کی تکلیف اور اذیت پہنچتی ہو تو ایسے شخص کو بغرض حفظ امن و انسداد شر و فساد جماعت سے روک دینا کیا شرع کے خلاف ہے؟ بینوا و توجروا۔

الجواب

(۱) جو مساجد غیر مقلدوں کی بنائی ہوئی ہیں ان کے نام رکروں میں مگر تو مساجد اہل سنت کی بنائی ہوئی ہیں ان میں سے کوئی مسجد غیر مقلدوں کے لئے خاص کر دینا اور اہل سنت کو ان سے ممنوع کرنا شرعاً محض ظلم و عمام ہے۔

قال اللہ تعالیٰ و حسب اظہار من منع مسجد
اللہ ان ینذکر فیہا اسبہ
جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس شخص سے بڑا نام کون ہے
جو اللہ تعالیٰ کی مساجد میں اس کا نام لینے سے روکے۔
جبکہ وہ مسجدیں اہل سنت کی ہیں اور ان کی بنائی ہوئی ہیں تو ان پر قبضہ چاہنا اور اس کے لئے فتنہ اٹھانا غیر مقلدوں کا فساد ہوگا اور کوئی مجبور نہیں ہو سکتا کہ دوسرے کے شورش بے جا کے سبب اپنے حق سے دست بردار ہو فتنہ غیر مقلدوں کا انسداد اگر فوں نہ ہو سکتا ہو تو پھر ان کھلی ہوئی ہیں اور وہ اسی واسطے رکھی گئی ہیں کہ فتنہ والوں کا دست تعدی کوتاہ کریں اور دوسروں کے حقوق پر دست درازی نہ کرنے دیں جو شخص یہ راستے یا فتویٰ دے کہ دفع فتنہ کے لئے اپنی مسجد چھوڑ دو۔ کل اگر غیر مقلدین یا اور مفسدین ان کی جائداد اموال متاع مکانوں پر قبضہ چاہیں اور نہ دیجئے تو فساد اٹھائیں کیا دفع فتنہ کو وہ لوگ اپنے گھر بار مال متاع اسباب جائداد سے دستبردار ہو جائیں گے ہرگز نہیں، تو وجہ کیا ہے کہ یہ آنکھوں میں دنیا کی قدر ہے دل میں دنیا

کی محبت ہے مگر میں دنیا کا درد ہے وہاں دفعِ فتنہ کو یہ تہیہ نہ ہو جائے گی نہ آیات دفعِ فساد کے یہ معنی ذہن میں آئیں گے اور نہ دین کی قدر نہ محبت نہ درد، لہذا گھاس کی طرح کتر دیں گے کہ میاں ہاں اپنی مسجد میں چھوڑ دو اپنے دینی حقوق سے دست بردار ہو جاؤ کسی طرح جھگڑا توڑے علائکہ اوروں کے فتنہ فساد پر اگر اپنی جان و مکانات مال اسباب چھوڑ دو تو صرف دنیوی نقصان ہے اور یہاں علاوہ اپنی دینی حق تلفی کے اس آئے کریم کی ویرانی میں داخل ہونا اور حرام کا ارتکاب اور بکلم قرآنِ عظیم استحقاق رسوائی و خواری و عذاب ہے۔

قال اللہ تعالیٰ لہم فی الدنیا خزی و لہم فی الآخرة عذاب عظیم و العیاذ باللہ۔ اور آخرت میں بڑا عذاب ہے۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ۔ (ت)

(۲۱) ہاں شرعاً حکم ہے کہ ایسے لوگ مسجد سے بازار کے جائیں،

قال اللہ تعالیٰ اولئک ما کامت لہم انت ید حلوہا الا ان ینصی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انہیں مسجد میں داخل نہیں ہونا چاہیے مگر ڈرتے ہوئے (ت)۔

در مختار میں ہے،

یسع منہ کل مؤذ ولو بلسا۔ ہر ایسا دیر سے روکا جائیگا اگر چہ وہ ایذا زبان سے پہنچائے (ت)۔

عمدة القاری شرح بخاری میں زیر حدیث فلا یقر بن مصلی (وہ ہرگز ہماری عید گاہ کے قریب نہ آئیں۔ (ت) پھر رد المحتار میں ہے،

والحق بالحدیث کل منادی الناس بلسانہ و بہ افقی اب عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما و ہواصل فی نفی ککل من یتادعی بہ۔ اس حدیث کے ساتھ وہ شخص بھی ملحق ہے جو زبان سے لوگوں کو ایذا پہنچاتا ہے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی پر فتویٰ دیا اور رد اصل ہے ہر اس چیز کی نفی میں جس سے لوگوں کو ایذا ہوتی ہے۔ (ت)

سُـمَّـاَ القرآن الکریم ۱۱۳/۲

سُـمَّـاَ

سُـمَّـاَ در مختار کتاب القسوة باب ما یفسد القسوة مطبع مجتبائی دہلی ۹۴/۱
سُـمَّـاَ رد المحتار کتاب القسوة باب ما یفسد القسوة دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۴۳/۱

مگر طرہ تحفظ کالی کا ضروری ہے اگر خود منع کرنے میں اندیشہ فساد ہو چارہ جوئی کر کے بندہ کرادیں، وہاں توفیق۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ مرسلہ شہداء احمد زیندار ساکی موضع پال ٹکڑا کھانہ امریہ ضلع پٹی جیت ۳۴ ریح الاول شریف ۱۳۳۴
بسم اللہ الرحمن الرحیم، نحمدہ و نصلی علی سہولہ النبی۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس صورت میں، ایک موضع جس میں پانچ چار گھر مسلمانوں کے اور پندرہ بیس گھر اہل ہنود کے ہیں، اور قدیم الایام سے ایک مسجد تعمیر خرام جس پورے موجود ہے، کسی وقت میں یہ مسجد مسلمانوں کی آبادی کے اندر واقع تھی اور اس کے گرد و نواح میں مسلمان آباد تھے، رفتہ رفتہ تغیر و تبدل ہوتے جوتے مسلمانوں کی آبادی اس مقام سے ٹپتی ٹپی اب صورت یہ ہے کہ مسجد کے گرد و نواح کوئی مسلمان کا گھر نہیں ہے اور وہ مسجد باطل مسلمانوں کی آبادی سے ایک جانب ہنود کی آبادی کے ساتھ متصل ہے اور ہمیشہ شراب و عشت اور ویران پڑی رہتی ہے اور ہر صد و کس بیس سال سے ہنود آباد ہوئی ورنہ آبادی کی امید ہے، اب بغضہ تہا لے اہل اسلام میں سے ایک شخص کو نہاد و نہ تہا لے نے توفیق عطا فرمائی ہے وہ مسجد پختہ بنانا چاہتے ہیں، اب سوال یہ ہے کہ آیا یہ مسجد پختہ اسی مسجد قدیم کی جگہ تعمیر کی جائے کہ جو ایک مدت دراز سے غیر آباد ہے اور آئندہ آبادی کی امید ہے، یا یہ کہ اس کو کسی طرح محفوظا محدود کر کے دوسری جگہ مسلمانوں کی آبادی کے درمیان میں مسجد پختہ تعمیر کی جائے کہ جس سے اس مسجد پختہ جدید میں نمازیوں کا پہنچنا بھی آسان ہو اور مسجد آباد رہے۔ بینوا التوجہ۔

الجواب

متی الامکان مسجد کا آباد کرنا فرض ہے اور ویران کرنا حرام۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،
ومن اعظم حرم من مسجد اللہ
یذکر فیہ اسمہ و سجد فی خرواہ
اور اس شخص سے بڑا عالم کون ہے جو اللہ تعالیٰ کی مسجدوں میں اس کا نام لینے سے روکتا ہے اور ان کی بربادی کی کوشش کرتا ہے (متی)

ہندوستان کی آبادی کا قاعدہ یہ ہے شہر ہر یا گاؤں کے مکانات قریب قریب ہوتے ہیں، بیس پچیس گھر کا گاؤں اتنے فاصلہ کی آبادی نہ رکھے گا کہ مسلمانوں کو مسجد قدیم تک جا یا دشوار ہو تو جو صاحب پختہ بنانا چاہتے ہیں اسی کو پختہ کریں اور آباد کریں جب مسجد بنانے میں نفل کا ثواب پائیں گے اور اس مسجد کے آباد کرنے میں فرض کا ثواب

نقل کے ثواب کو فرض کے ثواب سے کچھ نسبت نہیں ہو سکتی، بڑے گناؤں میں جو لوگ رہتے تہجدی میں ہیں اور
ای کی کاشت کے غیر گناؤں کے دھری پر ہیں روزانہ جو ستونے کھانے کے لئے دو دو میل جاتے آتے ہیں اپنے
رب کے فرض ادا کرنے کو دس قدم آگے جانا کیا دشوار ہے، اصل حکم یہ ہے اگر عمل اس پر واقعی ناممکن ہو
تو دھروہ دشواری سے مفصل اطلاع دیں اگر معقول ہوئیں تو چارہ کار بتایا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ چہارم حاجی محمد رمضان و ابراہیم پر زیادہ وغیرہ کا انصاری مسکن سے قصبہ پالی مار وار کیرہ
محله نادری ۳ ذوالقعدہ ۱۳۳۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ قصبہ پالی مار وار محله نادری میں
فقیر ٹونڈے شاہ نے اپنے مکان میں ایک چھوٹی سی مسجد خاص اپنے ہی واسطے نماز پڑھنے کے لئے بنوائی اور
تازہ نیست خود اسی میں وہ نماز پڑھتا رہا عام لوگوں کو اس میں نماز پڑھنے کی اجازت نہ دی جب ٹونڈے شاہ
لاوارث مر گیا تو اس مکان کا قبائلی یعنی پٹنہ سرکار راج مار وار کی نے بصیغہ لاوارثی بنام حاجی اعظم شاہ صاحب
مرحوم کر دیا جس کا مضمون یہ ہے کہ ٹونڈے شاہ تو تھا اولاد کیا لہذا اس کے مکان کا پٹنہ یعنی قبائلی حاجی اعظم شاہ
صاحب کے نام کر دیا گیا ہے۔ سو اب اس مکان پر قابض اور متصرف حاجی اعظم شاہ کی اولاد سے ہے گی
کسی دوسرے کا کوئی حق اور ملکیت، اس میں نہیں ہے چنانچہ کینا سو برس ہو گیا آج تک اولاد حاجی اعظم
شاہ صاحب مرحوم اس مکان پر قابض اور متصرف ہے، تھوڑا عرصہ ہوا کہ چند اشخاص ناحق شناس نے
عدالت میں مسجد کو اپنے قبضہ و تصرف میں لانے کی غرض سے دعویٰ کیا مگر رفتہ رفتہ سرکار کے عدالت نے حق اور
ملکیت اس مکان اور مسجد پر اولاد حاجی اعظم شاہ صاحب مرحوم ہی کا بدستور قیام قائم رکھا، اب وہی
تخاص مذکورین اولاد حاجی اعظم شاہ مرحوم کو تنگ کرتے ہیں کہ یا تو مسجد کو چھوڑ دو اور نہیں تو تم کو اسلام
سے خارج کر دیں گے۔ لہذا اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اگر اس مسجد کو اولاد حاجی اعظم شاہ صاحب
مرحوم سے جبراً لے لی جائے تو اس مسجد میں نماز عند الشرح صحیح و درست ہوگی یا کیا،

دوم اگر اولاد حاجی اعظم صاحب مرحوم مسجد کو نہ چھوڑیں تو مخالفین ان کو اسلام سے خارج بحکم
شرع شریف کر سکتے ہیں یا کیا؟

اور یہ امر بھی واضح رہے کہ مسجد قنارہ عام مسلمانوں پر وقف نہ ہونے کی وجہ سے سرکار راج مار وار نے
اس کا پٹنہ بصیغہ لاوارثی بنام حاجی اعظم شاہ صاحب مرحوم کر دیا ہے، اور جو مسجدیں کہ عام مسلمانوں پر وقف
کی گئی ہیں ان کا یہ سرکار راج مار وار بصیغہ لاوارث نہیں کرتی ہے، لہذا امیدوار کہ اس صورت میں جو امر
حق ہو ارشاد فرمائیں اور عند اللہ وعند الناس ما جرم و مشکور ہوں، فقط۔

الجواب

اس سوال میں چند باتیں معلوم ہونے کی ضرورت ہے :

- (۱) وہ مسجد مکان کے اندر کس حیثیت سے ہے؟
- (۲) مسجد تک راستہ مکان کی زمین ملک میں ہے یا کس طرح ہے؟
- (۳) ٹونڈے شاہ کے وقت میں اور بھی لوگ اس میں نماز پڑھتے تھے یا تنہا وہی پڑھتے تھے اگر اور لوگ بھی پڑھتے تھے تو کون اس محلہ کے یا عام راہ گیر یا کیا؟
- (۴) اس مسجد کی حیثیت کیا ہے، اس میں محراب، منبر، برجیاں، حصارے وغیرہ ہیں یا نہیں؟ ہر ہر کو اس مسجد اور مکان کا شارع عام تک پورا منضبط واضح نقشہ بنا کر بھیجئے۔
- (۵) اس کا کیا ثبوت ہے کہ ٹونڈے شاہ نے وہ مسجد خاص اپنے لئے بنائی وہ کسی کو اس میں نماز پڑھنے کی اجازت نہ دی؟

ان باتوں کا منضبط جواب اسی ورق کی پشت پر مع نقشہ مکہ کریم درج واپس کیجئے تو جواب دیا جائے ان شاء اللہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ مستور العقب علی ماں تعسبہ فی قادیان مقام شہر ضلع گورکھاؤں ڈکھن دھنیہ
اسٹیشن مالوسانہ ۳ ذوالقعدہ ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں یعنی مسجد میں تیل فروچ سے زائد قریب عیسائی آثار کے عرصہ سے جمع ہے اس تیل کو فروخت کر کے قیمت اس کی اخراجات مسجد میں لائی جاسے یا یہ کہ اس کو محتاجوں میں تقسیم کیا جاسے؟

الجواب

اگر مسجد کے لئے روزانہ تیل دوسری جگہ سے آتا ہے مسجد کو خریدنا نہیں ہوتا جس کے باعث یہ تیل مسجد میں کام آنے کی امید نہیں یا اس کی حفاظت میں وقت ضائع ہونے کا اندیشہ ہے تو اسے متولی و اکثر متدین اہل محلہ امانت دیانت و اعلان کے ساتھ بیچ کر اخراجات مسجد میں صرف کر دیں، محتاجوں میں تقسیم کرنا جائز نہیں ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۱۱
بروز سہ شنبہ ۸ محرم الحرام ۱۳۳۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیین شرع متین ان مسائل میں کہ :

اولاً ایک مسجد کے ایک پہلو میں فرش صحن کے نیچے دکانات کے آثار بنے، مگر ان کی چھت کی بلندی

صحیح مسجد کی عام سطح سے کہیں مختار نہیں تھی یعنی دکانات کی چھت اور مسجد کا بقیعہ صحیح سبب ایک سطح مستوی تھی اور یہ کل رقبہ ایک فصیل سے محاط تھا، اس فصیل کے اندر اندر کل اراضی مسجد اور مصلیٰ تھی اب وہ دکانات دوبارہ تعمیر ہوئیں، فصیل گرا دی گئی، صحیح مسجد کا وہ جز جو دکانات کی چھت بنا ہوا تھا دکانات میں ڈال دیا گیا، اور وہ اتنی اونچی پائی گئیں کہ بقیعہ صحیح سے ایک قد آدم سے زیادہ بلند ہیں، اس چھت کے پرناے مکانات کے پچھیت پر یعنی صحیح مسجد میں اتارے گئے اور صحیح مسجد کے کنارے پر پچھیت کی جڑ میں ایک عرض محدود کر دیا گیا جس پر وہ پرناے گرتے ہیں اور اس نالے میں بھی لوگ وضو کرنے لگے، اس چھت سے ملحق ایک بالا خانہ، اور چھت کل کو ایک مکان کی حیثیت سے کرایہ پر اٹھا دیا گیا تاکہ مسجد کی آمدنی میں اضافہ ہو۔ سوال یہ ہے کہ اب یہ چھت مسجد کے حکم میں ہے یا خارج از مسجد؟ اور اس پر ایسے تصرفات جاتر ہیں یا نہیں جو مسجد پر ناجائز ہوتے ہیں، مثلاً بود و باش رکھنا نجاست ڈالنا وغیرہ اور مذکورہ بالا پر نالے اور نالی قابل قائم رکھنے کے ہیں یا نہیں؟

ثانیاً ایک مسجد کے صحیح کا ایک جز حصے کاٹ کر موڑ پر سے محدود کر دیا گیا بدین غرض کہ نمازی اس جگہ جو اتار آکر ہیں، یہ تصرف اہل اس جگہ جتنے اتارنا جاتر ہیں یا نہیں؟ جیناؤ تو جہودا۔

الجواب

وہ چھت مسجد ہے اسے مسجد سے توڑ کر دکان میں ڈال دینا ایک حرام اور اسے بالا خانہ حجرہ کا حصہ گزرنا گاہ کر دینا دوسرا حرام اور اسے کرایہ پر اٹھا دینا تعمیر اہرام، اور اس کی آبپاشی کے لئے مسجد کا ایک اور حصہ توڑ لینا محدود کر دینا اور اس میں وضو جو ناجائز تھا حرام، غرض یہ افعال حرام درجہ حرام درجہ حرام ہیں۔ فرض ہے کہ ان تمام تصرفات باطلہ کو زور کے مسجد مثل سابق کر دیں۔ درمختار میں ہے۔

لو یفی فوقہ بیت للامام لا یضرب لائہ من
المصالح اما لو تمت المسجدية ثم اسر
البناء منع ولو قال عنیت ذلک لہ یدق
تاتامر خانۃ فساد اکات هذا
فی الواقف فکیف لغیرہ
فیحب ہدمہ ولو علی
حداس المسجد ولا یجوز
اخذ الا حبرۃ منہ ولا ان

اگر واقف نے مسجد کی چھت پر امام کا حجرہ بنا دیا تو جائز ہے کیونکہ یہ مصالح مسجد میں سے ہے مگر تمام مسجدیت کے بعد اگر وہ ایسا کرنا چاہے تو اسے منع کیا جائیگا اگر وہ کہے کہ میں نے شروع سے اس کی نیت کی تھی اس کی تعین نہیں کی تھی تاکہ خانہ تو جب خود واقف کا حکم یہ ہے تو غیر واقف کو ایسا کرنے کا اختیار کیسے ہو سکتا ہے چنانچہ اس عبارت کو گرا نا واجب ہے اگر چہ دیوار مسجد پر

یجعل شئاً منہ مستغلاً ولا سبکی
بنائی گئی ہو اور اس کی اجرت لینا یا اس میں سے
کسی حصہ کو ذریعہ آمدنی یا رہائش گاہ بنانا
جائز نہیں، بزازیدہ۔ (ت)

اسی طرح دوسرے سوال میں جو تصرف کیا گیا اور مسجد کے ایک حصہ کو مسجد سے خارج کر دیا گیا اور اسے
جوتا مارنے کی جگہ بنایا یہ بھی تصرف باطل و مردود و حرام ہے، اوقاف میں تبدیل و تغیر کی اجازت نہیں لایحضور
تعبیر الوقف عن حیاتہ (وقف کی حیثیت میں تبدیلی کرنا جائز نہیں)۔ مسجد کو کبھی جہات حقوق العباد سے
منقطع ہے قال اللہ تعالیٰ وان السجدة لله (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بیشک مسجدیں اللہ عزوجل
کی ہیں۔ ت) یہاں بھی وہی حکم ہے کہ فورا فورا اس ظلم کی منڈیر کو دور کر کے زمین مسجد شامل مسجد کریں۔
واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۱۳۔ مسجد سید الرحمن ناظم اتحاد و تنظیم کمیٹی جامع مسجد سلی بحیثیت اہل محرم احرار ۲۳/۲ چار شنبہ
۱۵/۵ کیا حکم ہے شریعت و اخلاص کا مسائل مندرجہ ذیل میں، جواب شرفی سے مطلق و معذور فرمایا جاسے۔

(۱) مسجد میں اپنے لئے سوال کرنا، کسی معذورہ بیوہ یا کسی مسجد یا خاص اسی مسجد کی ضروریات کے لئے
یا کسی قومی یا مذہبی ضرورت کے لئے سے چند و نیرت مسجد میں مانگا ہوا ہے یا نہیں؟

(۲) جو مکان و زمین وغیرہ کہ وقف ہے یعنی کسی مسجد و مدرسہ کی ضروریات کے لئے وقف کی گئی ہے مگر واپس
یا کسی اور وجہ سے اس میں ایسا تغیر واقع ہو گیا ہے کہ اس کو رکھنے میں فی الجملہ نقصان ہے اس کو اس
نیت سے کہ آئندہ اور نقصان ہو گا فروخت کر کے اس کی قیمت اس مسجد و مدرسہ میں داخل کر دیا جائے
اس کے اس سے زیادہ نفع کی کوئی چیز اس مسجد و مدرسہ کے لئے فریادنا درست ہے یا نہیں؟ نیز
مستعمل و سیکار چھری نیلام کرنا یا فروخت کرنا کیا ہے؟

(۳) مقامی حالت کا اندازہ کر کے کسی مسجد وغیرہ کے انتظام و نگہداشت کے لئے چند مسلمانوں کو منتخب کر کے
دوسرے لوگوں کو جو اس انتظام کے لئے مختص نہیں کئے گئے ہیں روکا کہ وہ بطور خود مسجد میں
دست اندازی نہ کریں جس سے مقررہ انتظام میں ابتری و برہمی پیدا ہونے کا خیال ہے یا بغیر امتیاز کے

ہر شخص کو حفظ کئے کی اجازت دینا درست ہے یا نہیں؟

الجواب

(۱) مسجد میں اپنے لئے مانگنا جائز نہیں اور اسے دینے سے بھی علماء نے منع فرمایا ہے یہاں تک کہ امام اسماعیل زہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جو مسجد کے مسائل کو ایک چیدہ دے اسے چاہئے کہ ستر پیچے اللہ تعالیٰ کے نام پر اور دے کہ اس چیدہ کا کفارہ ہوں، اور کسی دوسرے کے لئے مانگنا یا مسجد خواہ کسی اور ضرورت دینی کے لئے چیدہ کرنا جائز اور سنت سے ثابت ہے۔

(۲) وقف کو بیع کی اجازت نہیں ہو سکتی جب تک واقعہ نے استبدال کی شرط نہ لگائی ہو، فی الجملہ نقصان یا آئندہ اس کا احتمال اس کی اجازت کا کفیل نہیں ہو سکتا۔ مسجد کی مستقل چیزیں مثلاً چٹائیاں، دریاں، ٹوٹے صرف مستقل ہونے کی وجہ سے بیچنے کے کوئی معنی نہیں، اور ایسی اشیاء ہیں جو بیکار ہو جائے وہ دینے والے کی طرف واپس ہو جاتی ہے اسے اختیار ہے جو چاہے کرے۔ (۳) بغیر امتیاز و حفظ کی اجازت دینا جائز نہیں اور روکنا واجب ہے، ان کا انتظام اگر صحیح و مطابق شرع و موافق مصالح مسجد ہو تو دوسروں کو اس میں دست اندازی کی وجہ نہیں اور وہ روکے جاسکتے ہیں اور اگر ان کا انتظام خلاف شرع ہو تو ہر سال اس میں دست اندازی کر سکتا ہے اور اس کو روکنے کا حق کسی کو نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۱۶: اگرچہ ملک، روار متصل ایرپور، پیر محمد امیر الدین روز یکشنبہ ۱۲ محرم الحرام ۱۳۳۴ھ پیش امام میں کون کون صفت ہوئی چاہئے؟ آیا کہ مسجد کا تیل وہ گھڑے دروٹی وغیرہ فروخت کرنا جب ای لڑکوں سے ہار پیٹ کر روٹی مسکانا وہ رد کی جائیں قرآن کو مارنا اور جیسے کے روز بھی لڑکوں کو اسی واسطے بلوانا کہ میری ریاض کی روٹیوں میں فرق نہ پڑ جائے اور مسافر بھوکا رہے تو وہ ہے مگر روٹی مشکروہاں نافروخت ہوئے تو دوسری موضع جاکر فروخت کرنا اور پانی کے گھڑے جو مسجد میں وضو کے واسطے موبے والے کے کرائیں تو امام اپنے مکان پر پانی پہنچا دے وضو والے تکلیف اٹھاتے اور مسافر وغیرہ سب تکلیف اٹھاتے تو ایسے امام کا رہنا جائز ہے یا نہیں؟ اور یہی ساتھ والے ہو کر یہ بات کہے تو جائز ہے؟

الجواب

امام مسجد صحیح العقیدہ، صحیح الطہارۃ، صحیح القراءت، خیر فاسق معین، عالم احکام نماز و عبادت ہونا چاہئے جس میں کوئی ایسی بات نہ ہو جس سے جماعت کی قلت و نفرت پیدا ہو، مسجد کے گھڑے اپنے لئے فروخت کرنا حرام ہے اور مسجد کا تیل اگر دینے والوں کی اجازت ہو کہ جو خرچ سے بچے سے

امام یا مؤذن یا مسجد کا خادم نے یہ کر کے تو وہ بچا جو جمع کر کے بچنا جائز ہے، مسجد کی روٹی دینے والے نے جسے دی تھی اگر بطور تحنیک دی تھی تو اس کے بچنے کا اختیار ہے اور اگر بطور اباحت دی جیسے کھانا سامنے لاکر رکھتے ہیں کہ جتنا پیٹ میں آئے کھا لو اسے منہ کھانا جائز ہے بچنا یا دوسرے کو دینا حرام۔ جہز روٹی منگنا حرام ہے مگر جب کہ وہی نوکری کی اجرت قرار پائی ہو، اور اس کے لئے لڑاکوں کو مارنا جائز نہیں مگر جب کہ وہی اس واجب شدہ روٹی کے لئے میں تصور کرتے ہوں اور مارنا بدعت سے ہو نہ کہ لکڑی سے، اور تین ہارسے راند نہ ہو، اور منہ پر نہ ہو۔ اور جبکہ وہی روٹی منگنا سکتا ہے جب کہ وہ اجرت میں ٹھہری ہو۔ اور روٹی کہ اس کی ملک ہو جائے اسے اس کے بچنے کا اختیار ہے خواہ وہ دن بیچے یا دوسری جگہ۔ جو پانی مسجد میں وضو کے لئے رکھا گیا اسے اپنے گھر لے جانا جائز نہیں اگرچہ کسی کو تکلیف نہ ہو اور تکلیف ہو تو دوسرا حرام۔ جو باتیں ان میں ناجائز بتائی گئی ہیں جو امام ان کا ذکر کتاب کرے اور باز نہ لے اسے امام نہ رکھنا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۱۹: ابو تراب محمد اسماعیل موضع پنجم سینک ڈاکٹر جعفر گنج، چار شنبہ صفر المظفر ۱۳۳۴ھ
ما قولکم رحمکم اللہ تعالیٰ اس مسئلہ میں کہ گاؤں میں چار کنارہ پر چار مساجد مدت بیس یا بیس برس سے جاری ہیں اور ہر مسجد میں تیس یا پچیس، دس نماز بعد کی پڑھتے پڑھتے آتے ہیں اور ان چار مساجد میں ایک قدیم ہے لیکن وہ بھی موضع کے ایک کنارہ پر واقع ہے اب کوئی عالم صاحب بنظر ہدایت و اصلاح دین و دنیا و رضا نے خدا و رسول اہل موضع کو بلا کر کہہ کر بحسب حدیث نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
اتبعوا السواد الاعظم وید اللہ فوقہ
سواد اعظم کی پیروی کرو اور اللہ تعالیٰ کا دستِ رحمت
الجماعۃ بئسے
جماعت پر ہوتا ہے (ت)

ان چاروں جماعت کو اکٹھا کر کے نماز جمعہ کی بطور اکل و اشرف ادا کیا کرو۔ اہل موضع بالاتفاق ہاں شرعاً اس بات میں راضی ہوئے کہ گاؤں کے پچاس میں جامع مسجد ہو، بعد مسجد قدیم والے پچیس و پیش کر لے گئے کہ یہاں سب کیوں نہیں آتے مسجد قدیم کو کس طرح توڑوں یا باقی تین مساجد والے بوجہ حرج مسافت و بعد مسجد قدیم کے اس میں راضی نہیں۔ اس سوال میں یہ تین باتیں ضرورت طلب ہیں۔

(۱) اول عالم صاحب مذکورۃ الصمد کو اسی چاروں مسجدوں کے میں دستروں کو اکھڑ کے موضع کے بیچ میں ایک مسجد جامع بنا کر چاروں جماعت کو ملے کے اس مسجد جامع میں نماز جمعہ کی پڑھنی جائز ہے

یا نہیں؟ اور وہ عالم اس امر میں مستحق ثواب ہو گا یا عذاب؟

(۲) دوم، ان چاروں مسجدوں کا مرکز کہ بیت یعنی جالیوں کا کیا حکم؟

(۳) سوم، مسجد قدیم والے کا عذرہ کورہ مکتوبہ اندرون شرع شریف و دیں نیت مسجوع یا غیر مسجوع

مستحق یا غیر مستحق؟ بیت و او تو جہر و

الجواب

سائل نے گاؤں کے لفظ سے تعبیر کیا، اگر وہ واقع میں گاؤں ہے شہر یا قصبہ نہیں جب تو سرے سے بنائے سوال باطل ہے کہ گاؤں میں جمہور جائز نہیں اور اگر گاؤں سے بستی مراد ہے اور وہ بستی کم از کم قصبہ ہے جب یہ حرام ہے کہ اور مسجدوں کو پر باد کر کے جامع مسجد بنائی جائے، نہ ان مسجدوں کے تین و ستون اس کی طرف منتقل ہو سکتے ہیں۔ رد المحتار میں ہے،

لا یجوز نقده ولا نقل حالہ الخ مسجد اور اس کے مالی کو دوسری مسجد کی طرف منتقل کرنا جائز نہیں (ت)

نہ ان مسجدوں کی زمینوں کا کسی دوسرے تصرف میں لانا مکمل ہو سکتا ہے، جو ایسا کرے ماحضت ظالم و مستحق سنت عذاب ہو گا۔

قال اللہ تعالیٰ ومن اظلم ممن منہ مسجد
اللہ انت یذکر فیہ اسمہ و مسجد
فی خرابہا یتج
اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس سے بڑا ظالم کون ہے
جو اللہ تعالیٰ کی مسجدوں میں اس کا نام لینے
سے منع کرتا ہے اور ان کی پر باد کی کوشش
کرتا ہے (ت)

اور جب کہ بعد مسافت کی وجہ سے حرج ہے تو لوگ مجبور نہیں کئے جاسکتے کہ جمعہ ایک ہی جگہ پڑھیں کہ مذہب صحیح
مستحق مفتی برہن شہر میں قعدہ مسجد مطلقاً جائز ہے اللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ مستورہ حاجی کریم فور محمد جنرل مرچنٹ افوارہ لوک ناگپور شہر ناگپور ۹ صفر المنظر ۱۳۴۴ھ
مسجد کا جو پیسہ جمع ہے اسے کسی منفعت پر خریدا و فروخت تجارت کر سکتے ہیں مسجد کے جمع مال
افزود کے لئے؟

الجواب

تجارت میں نفع نقصان دونوں کا احتمال ہے اور کارکنوں میں اعلیٰ و خائن دونوں طرح کے ہوتے ہیں اور مال وقف میں شرط واقف سے زیادت کی اجازت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۲۱ از برٹس کانسٹراپٹر ہال وینچ ایسٹ بینک مسئلہ جید المغفور ۲۶ صفر المظفر ۱۳۳۴ھ

اگر ایک شخص کہتا ہے کہ میں عالم ہوں اور مجرم مسجد پر نے کے ایک مکان میں پختی نماز اور عید کی نماز اور عید کی نماز ادا کرتا ہے، تو اس کا حکم کیا ہے، اور حال یہ ہے کہ اس مکان کے مالک نے عام اجازت دے دی ہے کہ جس کی خوشی ہو وہ آکر نماز پڑھے عید اور عید اور پختی کی، آیا اس مکان کو پھر اپنے تصرف میں لانا جائز ہے یا نہیں، فقط۔

الجواب

اگر اس نے اس مکان کو نماز کے لئے وقف کر دیا تو وہ مسجد ہی سے اسے اس میں رہنا جائز نہیں تمام آداب مسجد لازم ہیں اور اس میں نماز کا وہی ثواب ہے جو مسجد میں ہے اور اگر صرف اتنا کہہ کر نماز پڑھے کہ اجازت دینا ہوں مگر وقف نہیں کرتا، تو اس میں نماز جائز ضرور ہے اگرچہ عیدین کی کہ ان کے لئے بھی مسجد شرفا نہیں مگر بلا غدر شرعی عیدین میں ترک سنت اور رخصت میں ترک واجب ہے، یہ کس میں عالم ہوں اگر کسی وقت کسی ضرورت و مصلحت شرعی کے سبب ہے تو حرج نہیں، قال سیسہ نایوسف علی بنیہ انکرم وعلیہ، اتی حبیط عسیم (بیشک میں حفاظت والا علم والا ہوں۔ ت)، اور اگر بلا ضرورت ہے تو جہل اور خود نمائی سے خود ستائی کے لئے ہے تو سخت گناہ ہے قال اللہ تعالیٰ لا تزکوا انفسکم (اللہ تعالیٰ نے حرم کیا کہ اپنی پاکیزگی مت سیو کر دو۔)

حدیث میں ہے،

من قال انا عالم فهو جاهل بکلمہ واللہ جو یہ کہے کہ میں عالم ہوں وہ جاہل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۲۲ از مدرسہ منکر العلوم کچی باغ بنارس مسئلہ امان اللہ مدرس یکشنبہ ۲۵ صفر المظفر ۱۳۳۴ھ

زید نے چند مسلمانوں سے کچھ روپیہ بطور چندہ جمع کیا یہ کہہ کر کہ اس روپیہ سے زمین مسجد بنانے کو خرید

سہ القرآن الکریم ۵۵/۱۲

سہ ۳۲/۵۳

سہ الجمع الاوسط حدیث ۶۸۴۲ مکتبۃ المعارف الریاض ۴۳۳/۴

اجارت سمجھی جائے گی، فقط، واللہ تعالیٰ اعلم
 مسئلہ ۲۲۳ از مقام قاضی کیری ڈاکٹر ذوالنوری ضلع بہاولپور بمقام شیخ شمس الدین صاحب
 ۱۶ ربیع الاول ۱۳۳۴ھ روز شنبہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اسی مسئلہ میں کہ مسجد خام تختیا بنیں پرسی سے حتی بمشورہ مسلمان
 موضع پختہ بنانے کی رائے ہوئی، جس وقت نیر دیوار کھودی گئی قبر نکلی، دریافت کرنے سے جو ضعیف موضع
 تھے معلوم ہوا ان سے کہ ہم نے اپنے والد وغیرہ سے سنا ہے کہ یہ سب قبرستان ان سے بلکہ کل بستی قبرستان
 پر آباد ہے، اکثر مکانوں میں بھی قبر نکلتی ہے، نماز اس میں جائز ہے یا نہیں؟ اور یہ مسجد کسی طرف میں
 آسکتی ہے یا پڑتی میدان رسبے گا، میدان رہنے میں ممکن ہے نہ جہذا کسی کو دسے دسے پھر اس کی حفاظت
 کی کیا صورت کی جائے؟

(۲) اس موضع کا مالک ایک کافر راجہ ہے وہ حتی الامکان دوسری جگہ مسجد بنانے سے مانع ہوگا
 اور یہاں رعیت کو اختیار بیع و فروخت ہے راجہ کچھ نہیں کر سکتا ہے صرف مالگزاری کا مستحق ہے اگر خلافت
 مرضی راجہ دوسری جگہ مسجد بنائی جائے تو مالگزاری جو مقرر ہے نہیں چھوڑے گا، پس اس صورت میں
 جبکہ مالگزاری برابر زمینداریت رہا حکم میں مسجد کے بنایا نہیں؛ بصورت یہ راجہ جو مسجد اس طرف بنی ہوگی حکم
 ہے، منہدم کر دیں یا کیا کریں؟

(۳) جب کہ کل موضع قبرستان پر آباد ہے تو جو لوگ نماز گھر میں پڑھیں جائز ہوگا یا نہیں، جہذا تو جہذا

الجواب

یہ خبر کہ یہ سب قبرستان ہے بلکہ کل بستی قبرستان پر آباد ہے بہت بعید و شیع امر کی خبر اور خود اپنے
 مجرور کی بے اعتباری و رد شہادت پر دلیل روشن ہے، جن اشخاص نے ایسا بیان کیا اگر بے غمازی ہیں
 تو اس سے بڑھ کر اور کیا فسق و رد شہادت و رکاز، اور اگر غمازی ہیں تو قبروں پر نماز حرام ہے، یہ حرام خصوصاً
 علی الدوام کر کے بھی فاسق و مردود الشہادۃ ہوئے بلکہ سب بستی قبروں پر آباد ہے تو مقابر پر چپنا پھرنا، سونا
 بیٹھنا، پاختہ چیشاب کرنا کس نے ملال کیا۔ دانستہ مدام ان کے ارتکاب سے بھی مستحق ظاہر ہے، بہر حال
 خبر مردود و نامسموع ہے بلکہ بالفرض اگر یہ لوگ ان مجرمات کے ارتکاب سے خود محفوظ بھی ہوتے تو اگر مسلمان کو
 ان میں مبتلا دیکھ کر بدقول یہ شہادت ادا نہ کرنا اور اب بتانا یہ خود کیا فسق کے لئے کافی نہیں۔ استہزاء و
 درختار وغیرہا میں ہے،

یحب الاداء بلا طلب لہ الشہادۃ فی غیر طلب اداء شہادت واجب ہے اگر وہ شہادت

حقوق اللہ تعالیٰ و مقرب آخر شاہد حقوق اللہ سے متعلق ہو اور شاہد حسیب نے بلا عمد
الحسبۃ شہادتہ بلا عدس فسق فتورہ شہادت میں تاخیر کی تو وہ فاسق ہو گا اور اس کی
گواہی مردود ہو گی (حسبہ وہ ہے جس سے ثواب آخرت کی توقع ہو)۔ (د ت)

غرض ان کے کہنے پر کچھ نظر نہ کی جائے، مسجد بنائی جائے اور اگر قرین نکلیں تو وہ ضرور مسجد ہے اور اس میں
نماز جائز اور اس کی حفاظت واجب۔ قبر جو نکلی ہے اس پر نماز نہ پڑھیں نہ اس کی طرف پڑھیں اس کے برابر
آگے دابھنے بائیں پرٹنے میں حرج نہیں بلکہ اگر قبر کسی مقبولی بندے کی ہے تو اس کی قربت سے نماز میں اور
برکت آئے گی۔

کہ فی الامعات و محدد البھار و کثیر من جیسا کہ معات، مجمع البھار اور متعدد کتب حبیلہ
الاسماس و قد بیانا فی فتاویٰ میں ہے اور تحقیق ہم نے اپنے فتاویٰ میں اس کو
تفصیلاً بیان کر دیا ہے (د ت)

قبر کے شرقی جانب آگے گزرنے پر ایک اینٹ کا سترہ قائم رکھیں پھر اس طرف بھی نماز جائز ہو جائیگی،
اور اگر ان لوگوں کا اس مسجد کی نسبت بیان صحیح نکلے کہ اس میں بابا قیور برآمد ہوں تو وہ بیشک مسجد نہیں
فان الوقت لایوقف اخری ولا یحصل وقت کر دیا رہا وقت ہمیں کیا جا سکتا اور قیور
اتخاذ القور صاحب ولا تباع الصلوۃ کو مسجد میں بنانا حلال نہیں اور نہ ہی قیور پر
علیہ۔ نماز پڑھنا مباح ہے (د ت)

اس صورت میں دوسری جگہ مسجد بنانی لازم، اور اگر مالگزاری نہ چھوڑے تو اس سے مسجد میں کچھ مسئل
نہ آئے گا فان غایتہ الظلم والظلم لایبطل الحق (کیونکہ خیر بظلم ظالم ہے اور ظلم حق کو باطل نہیں کرتا۔ ت)
اور پچھلی صورت میں پہلی عمارت کہ حقیقتہً مسجد نہیں ضرور منہدم کر دی جائے کہ وہ قبر اس میں نماز جائز نہیں اور
صورت مسجد باقی رہے گی تو نادانقت کو دھوکا دے گی وہ اس میں نماز پڑھے گا نماز بھی غراب ہو گی اور قیور
پر چڑھنے سے ان کی بھی بے حرمتی ہو گی۔ یہ دوسروں کا جواب ہوا۔ تیسرے کی بنا اس پر ہے کہ وہ کل موضع
قبرستان پر آباد مان لیا جائے اور ہم اور ثابت کر چکے کہ یہ خبر بد فحش و نامسوح سے۔ اگر تسلیم کی جائے تو
نہ صرف نماز وہاں چلنا پھرنا، رہنا، بسنا، پانخانہ، پیشاب سب حرام ہو جائے گا کما بینا فی لامر
باحترام المقابر (جیسا کہ ہم سابقہ الامارہ حرام القابر میں بیان کر چکے ہیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۲۶ از دھاک محلہ مولوی بازار کوٹھی مکہ مسئلہ برکات احمد سوداگر ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۳۲
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین انہذا مسئلہ کے مسجد پختہ چندہ جمع کر کے بنانا
کیسا ہے اور چندہ دینے والوں کو اس کا اجر کیا ملے گا؟ والسلام سنت اسلام۔

الجواب

صحیح حدیث میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،
من بی لله مسجداً نوافلاً وادقاً وروایۃ ولو
کعب حصین قطاعة بنی اللہ لہ بیتا فی الجحیم
مروانی روایۃ من در ویا قوت تہ
جو اللہ عزوجل کے لئے مسجد بنائے اگرچہ ایک
چوٹی سی چوٹیا کے ٹکڑے کے برابر، اللہ عزوجل
اس کے لئے جنت میں موتی اور یاقوت کا محل
تیار فرمائے گا۔

اور اس میں ہر وہ شخص جو کسی قدر چندہ سے شریک ہوا داخل ہے۔ ساری مسجد بنانے پر یہ ثواب موقوف
نہیں۔ بدینہ طیبہ میں خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بنائی، پھر امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس میں زیادت فرمائی، پھر امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب
اس کی تعمیر میں افزائش فرمائی اس پر یہی حدیث ردیت کی۔ واللہ اعلم
مسئلہ ۲۲۷ روز سنبہ ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۳۲ =

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک مکان خاص پوش پیش مسجد و
طہریت مسجد واقع ہے اس کو توڑ کر اراضی مسجد میں شامل کر لیا جائے اور عورات نیک مثل نماز جنازہ وغیرہ
کے واسطے محلہ و ذکر دیا جائے، دوسرے ہر شخص کو دقت آمد و رفت مسجد کو از دروازہ مسجد بھیڑ کر آنا جانا
چاہئے یا نہیں؟ پس صورت مسئلہ میں حکم شرع شریف کا کیا ہے؟ جینوا تو جروا۔

الجواب

جائز ہے اگر خلاف شرط واقع نہ ہو، مسجد کے کوڑا کسی نہ بھیڑے جائیں مگر قبہ فراغت نماز عشاء
جبکہ کسی کے آنے کی امید نہ رہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱/ ۲۴۱ مسند احمد بن حنبل مردی از مسند عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ دار الفکر بیروت
سنن ابن ماجہ ابواب المساجد باب من بنی للہ مسجداً ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۵۴ ص
۶/ ۲۴۱ لکھنؤ اور وسط حدیث ۵۰۵۵ مکتبۃ المعارف الریاض

مسئلہ ۲۲۸ مسئلہ عبد الرب مراحمیہ احاطہ امریہ ضلع پٹی بھیت ۶ ربیع الآخر ۱۳۳۴ھ
گرد مسجد کس قدر زمین جنت ہے پیا نشی ہرے گرتین فٹ واسلے کی نکلی جائے، فقط۔
اجواب

مسجد کی نسبت ایک حدیث روایت کی جاتی ہے روز قیامت تمام مسجد کی زمین جمع کر کے داخل
جنت کی جائے گی۔

تذهب الامراضون کلھا يوم القيمة الا المساجد
عابہ یضخم بعضها الى بعض قال الشراح
ای فتصیر بقعة فی الجنة۔
قیامت کے دن تمام زمینیں ختم ہو جائیں گی سوائے
مساجد کی زمینوں کے کہ ان میں سے بعض کو
بعض کے ساتھ ملا دیا جائے گا یعنی اکٹھا
کر دیا جائے گا۔ شارحین حدیث نے فرمایا کہ وہ جنت کا حصہ بنادی جائیں گی۔ (۱) شد

اور یہ تو صحیح حدیث میں ارشاد ہوا کہ،
اذ حرستم برباض الجنة فارتعوا قلیل
وما سرباض الجنة یارسول الله قلیل
المساجد قلیل وما الرقة قال سیخ
والحمد لله ولا اله الا الله والله اکبر۔
رواہ الترمذی وغیرہ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ
والحمد لله ولا اله الا الله والله اکبر۔ (اس کو ترمذی وغیرہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ
عنه سے روایت کیا۔ ت)

گویہ حدیث محکمہ تاویل ہے اور پہلی روایت میں سخت تعلیل ہے اور مسجد کے قریب اس قدر
کسی حصہ کا جنت سے ہونا وارد نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۲۹ مسئلہ مرسلہ سید محمد حسین علی قاصی سید پور علاقہ اندور محلہ جمالی پورہ اورنگ ۲۲ ربیع ثانی ۱۳۳۴ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک مسجد پرانی ہے اور اس کو

| | | | |
|-------|-----------------------------|-----------------|------------------------------|
| ۱۸/۵ | مکتبۃ المعارف الریاض | حدیث ۴۰۲۱ | لے المعجم ال وسط |
| ۲۳۶/۱ | مکتبۃ الامام الشافعی الریاض | تحت حدیث مذکورہ | لے التفسیر شرح الجامع الصغیر |
| ۸۹/۲ | امین کمپنی دہلی | ابواب الدعوات | لے جامع الترمذی |

بنانے کے لئے اس کا پرانا سامان نکڑی وغیرہ نکال کچھ سامان تو اس میں لگ گیا اور کچھ سامان نکڑی بچ رہا ہے اس کو کس کام میں لانا چاہئے اور اس میں بہت سی نکڑی ایسی ہے کہ وہ جلانے کے سوا اور کچھ کام میں نہیں آسکتی ہے سوا اس نکڑی کا جلانا جائز اور درست ہے یا نہیں باور باقی جو کہ اچھی نکڑی ہے اس کو دوسرے شخص معتبر کے ہاتھ فروخت کرنا جائز اور درست ہے یا نہیں؟ خلاصہ جواب تحریر فرمائیے گا

الجواب

مسجد کا عملہ جو بچ رہا ہے اگر کسی دوسرے وقت مسجد کے کام میں آنے کا ہوا اور کچھ سے بگڑے نہیں تو محفوظ رکھیں ورنہ بیچ کر دیں اور اس کے دام مسجد کی عمارت ہی میں لگائیں۔ لوٹے، بودیر، تیل، بقی وغیرہ میں صرف نہیں ہو سکتا یہ سب کام متولی اور دیانت دار اہل محلہ کی زیر نگرانی ہو۔ یہ کسی ادب و نئے مسلمان کے ہاتھ ہو کہ وہ اسے کسی بے با یا ناپاک جگہ نہ لگائے۔ نکڑی کو جلنے کے سوا کسی کام کی نہ رہی سقایہ مسجد کے صرف میں لائیں اور اگر بیچ کر دیں تو خریدنے والا بھی اس کو جلا سکتا ہے مگر آپلے کی معیت سے بچائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۳ مسئلہ تکمیل خاں کارندہ موضع ریوندہ ڈاکخانہ موندہ تحصیل ضلع مراد آباد ۲۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کوئی شخص گانے گانے کا کام کرتا ہے اور فخر گراف باجا بھرنے پر بھی اجرت و تنخواہ پاتا ہے۔ وہ کوئی سہوۃ، ریمہ، میوہ، اور سود وغیرہ کی آمد نہ بھی اس کو ہوتی ہے ایسے ایسے دوزخ قسم کے اشخاص کے روپیہ سے مسجد کا وضو خانہ بنانا یا مسجد پر کلس چر خانہ شریفیہ قاعدہ سے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

جو مالی لینے حرام ہو وہ ان کاموں کے لئے لینا بھی حرام ہے اور جس کی نسبت یہ معلوم نہ ہو کہ یہ خاص مال حرام ہے اس کے لینے میں مضائقہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۴ مسئلہ ازرائر ضلع سورت مستور محمد اعظم ماخدا بروز شنبہ ۱۶ رجب ۱۳۴۲ھ

ما قولکم اندری صورت کہ مسجد کے نقد روپے پچیس ہزار (۲۵۰۰۰) جمع یعنی موجود تھے اور اسی روپے سے مسجد کی تعمیر کرنے والوں نے یعنی اہل محلہ نے ٹھہراؤ یعنی مقرر کیا ہوا تھا مگر نصف کام ہو کر روپے تمام ہو گئے لہذا مسجد کی آمد کے لئے جو ملکیت واقعہ نے وقف کی ہوئی ہوں اس کی آمد سے دوسری ملکیت دیا رد کی ہوں یعنی آمد سے دوسری ملکیت خرید کی ہوں کو متولی یعنی مہتمم مسجد اہل محلہ کی صلاح سے فروخت کر کے مسجد کو تمام کر دے یا بستی کے مسلمانوں کو بھی کمیٹی کر کے صلاح لے اور حاکم وقت کی منظوری درکار ہے کہ نہیں بروقت نہ ہونے قاضی کے اور واقعہ کی کوئی شرط یا گھٹاں ایسا نہیں ہے جسے کوئی بیچ سکے۔

دیگر سوال : مسجد کی تعمیر کی کوئی ضرورت نہ ہو اور مسجد کے خرچہ و اخراجات سے آمد بہت زیادہ ہو تو کیا متولی یعنی مہتمم مسجد اہل محلہ سے اجازت لے کر کے مدرسہ سائنس فاضل آمدنی سے کھول سکتا ہے کہ نہیں؟ یا مہتمم مسجد اہل محلہ سے اجازت لے کر یا اہل بستی کے مسلمانوں کی کمیٹی کو کے ان کی رائے لے کر کے مدرسہ کھولے اور حاکم وقت کے حکم کی منظوری ملنا ضروری ہے کہ نہیں؟ کیونکہ واقف کی نیت فقط یہ تھی کہ میرے وقف شدہ ملکیت کی آمدنی مسجد میں خرچ ہو اور کوئی دلیل نہیں کہ مدرسہ کھولیں تو اس وقت میں حاکم وقت کی منظوری کی ضرورت ہوگی کہ نہیں جو وقت نہ ہونے کا قاضی شرع کے، فقط۔

سوال سوم : بنا برائے زیادہ آمدنی اس مسجد کی سے دوسری مسجد میں خرچ کر سکتے ہیں کہ نہیں، فقط۔

الجواب

(۱) وہ کہ واقف نے مسجد پر وقف کیا ہے اسے کوئی نہیں بیچ سکتا، نہ متولی، نہ اہل محلہ، نہ حاکم، نہ کوئی، ہاں اس کی آمدنی سے جو جائداد متولی نے وقف کے لئے خریدی وہ مسجد کے لئے بیع ہو سکتی ہے۔ متولی اور اہل محلہ اور سستی دیندار عالم اور دیاندار مسلمانوں کے مشورہ سے جس میں غلبہ اور انقلاب کا احتمال نہ ہے۔

(۲) جب کہ واقف نے صرف مسجد کے لئے وقف کیا تو وہ مسجد ہی میں صرف ہو گا اس سے مدرسہ نہیں کھول سکتے، نہ خود، نہ بااجازت حاکم۔

(۳) نہیں کر سکتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۳۳۳ مسند محمد ابراہیم ذاک خانہ لکھنؤ ہائی اسکول ضلع قریہ قریہ رجب ۱۳۳۴ھ

مسجد کے پرانے اسباب یعنی خام اور مین اور بانس وغیرہ اپنے گھر کے کاروبار میں لگا سکتا ہے یا نہیں؟ اگر لگا سکے تو کس کام اور کس طور پر لگایا جائے؟

الجواب

ستون اور مین کہ مثل سقف تھا اور بانس کہ سقف میں تھے اسی طرح کڑیاں اور اینٹیں، غرض جو اجڑے عمارت مسجد ہوں وہ اگر عمارت مسجد سے راند ہو جائیں اور دوبارہ ان کے اعادہ کی امید نہ ہے تو متولی و متین اہل محلہ کی اجتماعی رائے سے انھیں بیچ کر قیمت عمارت مسجد ہی کے کام میں صرف کی جائے مسجد کے بھی دوسرے کام میں صرف نہیں ہو سکتی، خریدنے والا انھیں اپنے صرف میں لا سکتا ہے مگر بے ادبی کی جگہ سے بچائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۳۵ از رائل پوٹل مکنتو حبیب اللہ خان بروز شنبہ ۲۵ وجیب ۱۳۳۴ھ

(۱) جو شخص حافظ کسی مسجد میں واسطے امامت و حفاظت کے مقرر ہوا وہ مسلمانان اہل علم سے جو مسجد میں نماز کو آئیں ان سے ایسی کج خلقی کا برتاؤ کرے جس کی وجہ سے مسجد میں آنا ترک کر دیں اور جماعت میں خلل پڑ جائے، اس کے واسطے کیا حکم ہے؟

(۲) وہ شخص حافظ جو امام و محافظ مسجد کا ہو اور مسجد میں پنجگانہ اذان نہ خود کے نہ کھلوائے، نہ روزانہ صفائی مسجد کی کرے، اور دوسرے نمازیوں کو جو صفائی مسجد میں کریں ان کو مسجد کی خدمت کرنے سے منع کرے اور یہ کہ مسجد کی خدمت کرنے کے کیا مسجد میں قبضہ کرنا چاہتے ہو، اس مسجد میں ہم جو چاہیں کریں تو لوگ کچھ نہیں کر سکتے ہو۔ اس پر کیا حکم ہے؟

(۳) جو شخص حافظ امام مسجد ہو اس حق سے مسجد کے درخت اور گئے جو عرصہ دراز سے مسجد کی زیبائش و رونق کے واسطے لگائے ہوئے ہوں اٹھا کر اور اکھاڑ کر اپنے گھر کو لے جائے اور اپنا قبضہ ہر چیز پر جو مسجد میں ہو اس پر نظر ہر گز اس پر کیا حکم ہے؟

(۴) وہ حافظ جو امام مسجد ہو اور مسجد میں ہر مسافر کی نمازوں کے آراء اور خرچ مسجد کے واسطے لگا ہوا ہو اس کو اکھڑا دے اور نہ لگانے دے اور دوسرے مسلمان کو جو مسجد میں بیٹھا لگنا نا چاہیں ان کو منع کرے اور نہ لگانے دے اور نمازیوں کی تکلیف پیش نظر رکھے اس پر کیا حکم ہے؟

(۵) مسجد میں مٹی کا تیل ٹین کی ڈبیر میں جلائے جس سے مسجد میں بدبو اور سیاہی ہو اور چھت سیاہ ہو جائے اس پر کیا حکم ہے؟

(۶) موسم گرما میں نمازی صبح مسجد میں نماز پڑھنے کو چٹائی بچھانے کی خواہش کریں اور محافظ مسجد چٹائی بچھانے میں بند کر دے بچھانے کو نہ دے اور نمازی باہم چندہ کر کے بھینال رفع تکلیف و آسائش نمازیوں کے چٹائی منگوا کر بچھانا چاہیں تو ان کو نہ بچھانے دے اور کہے کہ جو کوئی اس مسجد میں چٹائی رکھے گا تو ہم اس چٹائی کو باہر مسجد کے پھینک دیں گے جس کی خوشی ہو اندر مسجد کے یا صبح مسجد میں بھارت موجودہ خواہ گردا ہوا کچھ ہو نماز پڑھے یا نہ پڑھے اپنی چٹائی نہیں بچھا سکتا ہے، کیا مسجد میں چٹائی بچھا کر مسجد پر نمازی اپنا قبضہ کرنا چاہتے ہیں جس کے بزرگوں کی مسجد بنوائی ہوئی ہے ان کی طرف سے ہم مقرر ہیں ہم چاہیں چٹائی مسجد میں ڈالیں یا نہ ڈالیں دوسروں کو ڈالنے کا اختیار و مجاز نہیں ہے، اس پر کیا حکم ہے؟

(۷) جو حافظ امام مسجد ہو اور اس طرح کا عمل مذکورہ بالا کرے جس سے نمازیوں کو تکلیف ہو اور

جماعت میں غلط پڑھے اور ان کے وجہ سے مسجد میں آنا چھوڑ دیں اور وہ شخص مسجد کو اپنا مقبوضہ خیال کرے وہ شخص امام رہنے کے قابل ہے یا نہیں؟ اور اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ اور اس کو کیا خطا کرنا چاہیے؟ اور اس پر حد شرع کیا ہے؟ فقط۔

الجواب

(۱) اس صورت میں وہ گنہگار و مستحق عذاب ہے کچھ غلطی وغیرہ تو بڑی بات ہے، سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی مسجد میں ایک بار نماز عشاء کی قراست طویل کی وہ ایک مقتدی کو ناگوار ہوئی، اس کا حالی حضور میں عرض کیا گیا اس پر ایسا غضب فرمایا کہ ایسی شان جلال کم دیکھی گئی تھی اور معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

اَفْتَنَ اَنْتَ يَا مَعَاذُ، اَفْتَنَ اَنْتَ يَا مَعَاذُ، اے معاذ! کیا تم لوگوں کو فتنہ میں ڈالنے والے ہو، کیا تم لوگوں کو فتنہ میں ڈالنے والے ہو، کیا تم لوگوں کو فتنہ میں ڈالنے والے ہو۔

(۲) اذان سنت مؤکدہ اور شعار اسلام ہے اور بغیر اس کے جماعت مکروہ، یہاں تک کہ اگر امام مسجد آہستہ اذان کہلو کر جماعت پڑھ جائے وہ جماعت اولیٰ ہوگی۔ بعد کو جو لوگ آئیں انھیں حکم کہ اعلان کے ساتھ اذان کہیں اور پھر از سر نو جماعت قائم کریں، اس کا تدارک اور لوگوں کو اس سے منع کرنے والا صریح گراہ و فاسق ہے، یونہی مسجد کی تسخیر کا بھی شرع میں حکم ہے۔ سنن ابوداؤد میں ہے، امر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ببناء المسجد فی الدور وان تخلط و تطیب ۛ ۛ مساجد بنانے اور انھیں پاک و صاف رکھنے کا حکم دیا ہے (ت)، چونہ خود کوڑے اور نہ اور دلی کو کر سنے دے مسجد کا بدخواہ ہے۔

| | | | |
|-------|-----------------------------------|-------------------------------------|--------------|
| ۹۰۲/۲ | قدیمی کتب خانہ کراچی | کتاب الادب | صحیح البخاری |
| ۱۸۵/۱ | قدیمی کتب خانہ کراچی | کتاب الصلوٰۃ، باب القراءة فی العشاء | صحیح مسلم |
| ۱۳۳/۱ | نور محمد کاد خانہ تجارت کتب کراچی | کتاب الامامة | سنن نسائی |
| ۵/۱ | آفتاب عالم پریس لاہور | کتاب الصلوٰۃ، باب تخفيف الصلوٰۃ | سنن ابوداؤد |
| ۶۶/۱ | " " " | باب اتخاذا المساجد فی الدور | " " " |

(۳) مسجد میں پڑونا ممنوع ہے اور ان کا اکھاڑنا جائز مگر اس کے بجائے ہونے نہیں تو اپنے گھر لے جانے کا کوئی معنی نہیں۔ قبضہ اگر مسجد کی اشیاء پر تو لیا نہ ہی ہرگز سے تو حرج نہیں جبکہ متولی ہو اور مالکانہ ہو تو حرام۔

(۴) مسجد ہی کے وہ معنی ہیں ایک یہ کہ فلسفے مسجد یعنی اس کے متعلق زمین اس کا بلا وجہ شرعی زائل کرنا اور نمازیوں کو تکلیف پہنچانا شرعاً ممنوع ہے، دوسرے یہ کہ عین مسجد میں اگر قبل تمام مسجدیت وقف نے لگایا تو باقی رکھا جائے گا اور اس کا ازالہ بھی ممنوع ہے اور اگر بعد تمام مسجدیت باقی نے خواہ اور کسی نے لگایا تو وہ لگانا حرام اور اکھاڑ دینا واجب۔

(۵) یہ حرام ہے اور اس کا ازالہ فرض اور کرنے والا مسجد کا بدخواہ، اور دربار الہی کے ساتھ گستاخ (۶) اس پر استحقاق لعنت ہے اور وہ خودی مسجد پر قبضہ مالکانہ کرنا چاہتا ہے دوسروں پر جھوٹا الزام رکھتا ہے (۷) شائع مذکورہ کے مرکب فاسق معین کو امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے کہ پڑھنی منع، اور پڑھنی تو پھر نا واجب، اور مسجد پر سے اس قبضہ ظالمانہ کا اٹھا دینا لازم، اور شرفادہ ہر اس قنویز کا مستحق ہے جو سلطان اسلام کو یز فرماتا عزوجل تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۲۲ مسئلہ سیّد آدم جی برادر دوں انصرت یکم شعبان ۱۳۳۳ھ

(۱) مسجد میں چراغ تمام شب جونا چاہئے یا جہاں تک نمازیوں کی آمد و رفت ہو وہاں تک! (۲) محراب مسجد کو یا دیوار قبلہ کو نقش و نگار اور سونے کا پانی چڑھانا اور رنگ دینا مکروہ ہے یا نہیں، فقط۔

الجواب

(۱) وہاں کے عرف معبود پر عمل کیا جائے جہاں شب بھر روشن رہتا ہے جیسے مسجد طیبہ، مدینہ طیبہ و مکہ معظمہ بیت المقدس وہاں شب بھر روشن رکھنا چاہئے ورنہ نصف شب کے قریب تک۔

(۲) مکروہ ہے کہ باعث شغل قلب نمازیان سے محروم واقف نے کیا ہو تو ویسا ہی کیا جائے گا اور اس میں نیت تعلیم مسجد ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۲۳ از وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ مسجد شیخ نعل نور عالم امام مسجد یکشنبہ ۱۶ شعبان ۱۳۳۴ھ بخدمت حامی سنت، قاصح بدعت، عالم اہلسنت و جماعت، مرجع علماء و فضلاء جناب مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب سلسلہ نقیانی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

ہماری مسجد بسبب کتہ ہونے کے شہید کر اگر از سر نو تعمیر کرانی جا رہی ہے، بعض اصحاب کا خیال ہے

کر نیچے ڈکا میں اور اوپر مسجد تعمیر ہو تاکہ دکانوں کا کرایہ مسجد کے مصالح و معارف پر وقتاً فوقتاً خرچ ہو کر رہے اور بعض اس کے مخالف ہیں وہ کہتے ہیں کہ مسجد کا اساطط تحت الثری سے عرش معلیٰ تک قابل احترام ہے دکانیں بنانے میں احترام نہیں رہتا کیونکہ مسجد کا گردا گرد ابھی قابل احترام ہے۔ ہاں اگر ابتدا پر بنا رہیں دکانیں بنائی جاتیں تو جائز تھا جیسا کہ لاہور میں مسجد وزیر خان اور سہری مسجد۔ جو زمین کہتے ہیں کہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ مسجد کے اوپر امام کے لئے بالا خانہ جائز ہے، اور مسجد کا احترام جیسا کہ نیچے کے حصہ کا ویسا ہی اوپر کا، جب بالا خانہ بنا سنے احترام میں فرق نہیں آتا تو دکانیں بنانے میں کیا حرج ہے، حالانکہ فائدہ ہے۔ نیز مسجد تنگ روہ کا کچھ حصہ اس میں ملا لیا اور راہ تنگ ہو تو مسجد کا کچھ حصہ راہ میں ملا دینا جائز ہے جب ضرورت کے وقت بلا لحاظ احترام ایسا تغیر و تبدل جائز ہے تو دکانیں بنانے میں بھی چونکہ مسجد کے مصالحت کی ضرورت ہے کیوں جب جائز ہیں ہے اور عدم جواز کی کیا وجہ ہے؟ اور آج کل ضلع جوہر والا میں ایک مسجد شہید کرا کر نیچے دکانیں بنائی گئی ہیں اکثر علماء نے فتویٰ جواز کا دے دیا ہے حتیٰ کہ فیصلہ عدالت حکام میں بطور نظیر رکھا گیا ہے اور فتویٰ جواز عند العلیٰ مسلم ہو چکا ہے۔ غیر تقلیدین جواز کے قائل ہیں مگر ہمارا اطمینان نہیں ہوتا کیونکہ کتابوں میں عدم جواز ہی دیکھا ہو ہے البتہ تذبذب و تشکیک ہو گیا ہے۔ لہذا خدمت میں گزارش ہے کہ خدا کے واسطے مطابقت کتاب و سنت اس مسئلہ کی تحقیق فرما کر جلد مرحمت فرمائیں تاکہ اس جھگڑے سے ہمیں نجات ملے۔ جواز یا عدم جواز جو حق ہو دلائل قاطعہ سے مدلل فرما کر جلد روانہ فرمائیں کیونکہ عمارت ٹکی رہتی ہے اور دیر ہونے میں حرج ہوتا ہے۔ جواکرم فی الدنیاء والاخرہ۔

الجواب

صورت مستفرو میں وہ دکانیں قطعی حرام، اور وہ بالا خانہ بھی قطعی حرام، ہاں وقت پناے مسجد قبل تمام مسجدیت نیچے مسجد کے لئے دکانیں یا اوپر امام کے لئے بالا خانہ باقی بنا سنے اور اس کے بعد اسے مسجد کرے تو جائز ہے اور اگر مسجد بنا کر بنانا چاہے اگرچہ مسجد کی دیوار کا صرف اسارا اس میں لے لے اور کئے میری پہلے سے یہ نیت تھی ہرگز قبول نہ کریں گے اور اس عمارت کو ڈھا دیں گے۔ درحق یہی ہے۔

لو بحت خوفہ بیتا لامام ولا یصلو لاسہ
من المصالح اما لو تمت المسجدية
ثم امراد البناء منه ولو قال
عنیت ذلک لم یصدق تا ما دخانیة
فاذا کانت هذا ف الواقع

اگر واقع نے مسجد کے اوپر امام کے لئے حجرہ بنا دیا تو حرج نہیں کیونکہ وہ مصالح مسجد میں سے ہے لیکن تمام مسجدیت کے بعد اگر وہ ایسا کرنا چاہے تو اس کو منع کیا جائے گا، اگر وہ کہے کہ میرا شرع سے ارادہ تھا تو اس کی تصریح نہیں کی جائیگی (تا ما دخانیة)

اور یہ صاحب طلبہ خود رسالہ کو بھی کو اپنے پیروں کے ناپاکی سے بچانے کا خیال تک نہیں رہتا، جامع مسجد ہی میں درس دیتے ہیں اور طلبہ صبح سے لے کر چار بجے تک وہاں پر ہی حاضر رہتے ہیں ان کو منع کیا گیا کہ آپ مسجد آئیں یہاں کا سونا اور بچوں کو اس میں تعلیم دینا پسند کریں کیونکہ ان کے پیر ناپاکی میں آلود رہتے ہیں اور سونا مدرسہ اسلامیہ یا جس صاحب کے مکان پر رہتے ہیں یا جہاں پر علاوہ مسجد کے آپ پسند فرمائیں اختیار کریں جس سے نہایت غصہ میں آکر جواب دہ ہوئے کہ ہم نہیں مان سکتے تمہارا جو جی چاہے کرو ایسی شکل میں ہمارے واسطے مسجد میں سونا درست ہے یا نہیں؟ اب قصبہ میں یہ مرض مسلمانوں میں دیکھا دیکھی زیادہ ترقی پر ہے، مسجد میں بخوبی رہتے ہیں، ایسی صورت ہمارے مذکورہ بالا میں ہمارے مذہب حنفی میں کیا حکم ہے؟ اس کا جواب بوالہ کتب معتبرہ بوالہ حدیث صحیح کے نہایت شرح سے دیا جائے، فقط

الجواب

صحیح راجح یہ ہے کہ معتکف کے سوا کسی کو مسجد میں سونے کی اجازت نہیں۔ در مختار وغیرہ میں ہے: کبراء السوء فیدالامعتکف انواستشف بعصم الغریب ولا حاجة الیه لانه یقدر علی ان ینوی الاعتکاف ویدکرئہ تعالیٰ قد مر ما تیسرشم یفعل ما یشاء۔
مسجد میں غیر معتکف کے لئے سونا جائز نہیں اور بعض نے مسافر کو اس حکم سے مستثنیٰ کیا ہے مگر اس کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ اسی بات پر قادر ہے کہ اعتکاف کی نیت کر کے حسب استطاعت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے اور پھر جو چاہے کرے (ت)

مسجد میں نا بھرتوں کے لئے جانے کی ممانعت ہے، حدیث میں ہے: جنبوا مساجدکم صبیانکم و مجانینکم اپنی مساجد کو اپنے نا بھرتوں اور پاگلوں سے محفوظ رکھو۔ (ت)
خصوصاً اگر پڑھانے والا اجرت لے کر پڑھاتا ہو تو اور بھی زیادہ ناجائز ہے کہ اب کا ر دنیا ہو گیا اور دنیا کی بات کے لئے مسجد میں جانا حرام ہے نہ کہ طویل کار کے لئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

| | | | | | |
|-------|-------------------------------|-------|-------|-------|-------|
| ۹۴/۱ | طبع مجتہدانی دہلی | ۱۴۴۱ھ | ۱۴۴۱ھ | ۱۴۴۱ھ | ۱۴۴۱ھ |
| ۴۴۴/۱ | دار احیاء التراث العربی بیروت | ۱۴۴۱ھ | ۱۴۴۱ھ | ۱۴۴۱ھ | ۱۴۴۱ھ |
| ۵۵ | ایچ ایم سعید کمپنی کراچی | ۱۴۴۱ھ | ۱۴۴۱ھ | ۱۴۴۱ھ | ۱۴۴۱ھ |

مسئلہ ۲۴۸ از شہر مظفر پور محلہ کلیانی حکیم غلام الحق مشہد ۸ اشوال المعظم ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیان شرع متین اس صورت میں کہ ایک مسجد میں شہر کے ایک مسجد پختہ مدت دراز سے قائم ہے اور کوئی مقبرہ شخص نہیں کتا ہے کہ یہ مسجد زبردست یا حرام سے کس طرح روپیہ سے بنی ہے اور بنانے والا کون ہے۔ مگر بعض اشخاص غیر مقبرہ کہتے ہیں کہ یہ مسجد ایک عورت کی بنوائی ہوئی ہے جس نے ایک ملازم سرکاری سے عقد کیا تھا اور بعد عقد کے غلوٹ گل کے بیچے کا پیشہ کرتی تھی اور اپنی غلوٹ فروشی کے حلال روپیہ سے اس نے یہ مسجد بنوائی ہے چنانچہ قبر اس عورت کے صحن مسجد کے دالان میں موجود ہے اب مرمت وغیرہ مسجد مذکورہ کی مسلمانان محلہ کے خرچ و اہتمام سے ہوتی ہے اور برابر نماز پنجگانہ جماعت سے اس میں ہوتی ہے اور ایک شخص بمشورہ مسلمانان محلہ ان دنوں اس کا متول ہے اور ان دینا ہے اور نمازیں پڑھاتا ہے اور وہ کتا ہے کہ یہ مسجد ہماری نانی کی بنوائی ہوئی ہے مگر عند ان یہ شخص شرعین النسب نہیں ہے، پس اس صورت میں اس مسجد کو مسجد کا حکم دیا جائے گا یا نہیں؟ اور نمازیں اس میں جائز ہوں گی یا نہیں؟ آمین و توجروا۔

الجواب

مسجد ضرور مسجد ہے اور اس میں نمازیں بے شک جائز اور بنانے والے کا شرعین النسب ہونا اگر ثابت بھی ہو تو کوئی حرج نہیں۔ بانی کی شرافت نسب کوئی شرط مسجد نہیں،

قال الله تعالى امّا يعمر مسجد الله ص
امن بالله الآية۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا، مسجدیں تو وہی لوگ تعمیر کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر

ایمان رکھتے ہیں۔ (ت)

اور جب زبردست سے ہونا معلوم نہیں تو مشہد وہم کو دخل دینا بے معنی ہے۔ فتاویٰ عالمگیریہ میں فتاویٰ ذخیرہ سے ہے امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

به نأخذ ما لم نعرف شيئا حسرا ما
بعينه۔ واللہ تعالیٰ اعلم
ہم اسی کو اخذ کرتے ہیں جب تک ہمیں کسی معین شئی کے حرام ہونے کا یقین نہ ہو جائے۔

واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

سہ القرآن الحکیم ۱۸/۹

سہ فتاویٰ ہندیہ کتاب النکاح باب الثانی عشر فی الہدایا الزورانی کتب خانہ پشاور ۲۴۲/۵

مسئلہ از بریل بازار صندل حان مسئلہ نواب شاد احمد خاں صاحب یکشنبہ ۹ شوال ۱۳۲۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ان صورتوں میں کہ

(۱) دو شخصوں نے ایک چاہ و مسجد بخیال آرام داسا لش ادا کے نماز اپنی کے تعمیر کرنی اور وقت نہ کی نیز دیگر مکانات بھی اس میں پہلے بنائے والے کے متعلق مسجد واقع تھے اور اب بھی ہیں، بنائے والے کے دربار ہمیشہ سے یکے بعد دیگرے انتظام مسجد کرتے پہلے آئے ہیں اور اب بھی کرتے ہیں مگر اس میں دیگر اشخاص نماز ادا کرنے لگے، اب چند بریل محلہ ان مکانات وغیرہ کو متعلق مسجد خیالی کر کے اس کی آمدنی اپنی رائے سے صرف خود برد کرنا چاہتے ہیں اور دارشان مرد و اشخاص جن کے مورثوں نے مسجد و چاہ تعمیر کر کے وقت نہ کی وہ ان کے خود برد سے آمدنی کو باز رکھنا چاہتے ہیں پس عند الشرح ایسے شخص غیر تعلقہ دار اپنی رائے سے آمدنی مسجد صرف و خود برد کر سکتے ہیں یا نہیں، انتظام کس کی رائے سے ہونا چاہئے اور کس کی رائے سے نہ ہونا مناسب ہے، یا غیر شخص کی رائے یا ان مورثوں کے ورثا کے ہاتھ سے جنہوں نے مسجد و چاہ تعمیر کرایا ہے، اور اب بھی حسب ضرورت خرچ مسجد و امام و غیرہ وہی کرتے ہیں، صورت مالا میں مسجد بلا ایما بنوانے والے کے وقت بھی جائیگی یا نہیں اور بلا ایما بنوانے والے کے یا اس کے ورثا کے غیر اشخاص کے ادا سے نماز میں کوئی ستم واقع ہوگا یا نہیں؟

(۲) اگر کوئی شخص امام مسجد مثلاً طالب علم یا دیگر اہل محلہ سے مسجد میں لگ جھگڑا کرے اور تھکانا نہ ہوتا تو کرے ایسی باتیں کرے جس میں کہ تمام اہل محلہ و امام مسجد ملاں ہو کر مسجد میں آنا ترک کر دیں تو یہ شخص کو مسجد میں کئے دیا جائے یا نہیں؟ باوجود وہ کرنے نہ بے نقد و روٹی وغیرہ کئے اس پر اور اس کے ہم خیال وغیرہ پر کیا حکم شرع ہے؟

(۳) کانٹا لٹا دیتی وغیرہ ملان مسجد سوا اپنے یا اپنے میل کے اشخاص کے کسی دوسرے شخص کو دینا پسند نہ کرے، اور اگر لیں تو جھگڑا کرے تو ایسے شخص پر کیا حکم شرع ہے؟

(۴) عالم یا فانی بھرنے والوں کو جو چاہ مسجد میں بھریں برا کھے اور روکے برخلاف اپنے میل کے اشخاص کے، تو ایسے شخص پر کیا حکم شرع ہے؟

الجواب

(۱) مسجد اگر عورت مسجد پر بنائی اور راستہ اس کا شارع عام تک جہاں دیا اور مسلمانوں کو اس میں نماز پڑھنے کی اجازت دی تو بلا شبہ وہ مسجد ہوگی، اس کا یہ کہنا کہ بانی نے وقف نہ کی قابل قبول نہیں، یونہی اگر کونسا بنا کر متعلق مسجد کر دیا اس میں نماز دارشان بانی کی محتاج اجازت نہیں، ہاں اگر یہ ثبوت شرعی ثابت ہو کہ بانی نے کہا تھا یہ مسجد میں اپنے لئے بنانا ہوں وقف نہیں کرتا یا اس کا راستہ اسی کی ملک میں ہو کر ہو

اور اسی نے مسجد کے لئے راہ جہانہ کی توجہ مسجد نہ ہوئی اگرچہ صورت اخیر میں اس نے یہ بھی کہہ دیا ہو کہ میں نے اس کو وقف کیا، یوں اس میں نماز مسجد کا ثواب نہیں، نہ بے اجازت مالکان دوسرا پڑھ سکتا ہے، رہے دیگر املاک متصل مسجد ثبوت شرعی سے ان کا مسجد پر وقف ہونا دکا رہے ہے اس کے کوئی ان میں تصرف نہیں کر سکتا وہ دار ثلہ کی ملک ہے ان کو اختیار ہے۔

(۲) جو شخص ناحق فتنہ اٹھاتا ہو اور اس کے سبب لوگ مسجد میں آنا ترک کر دیں اسے مسجد سے روکنا جائز ہے جبکہ باعث اذیت فتنہ نہ ہو، درمختار میں ہے،

وینتہ منہ کل مودد لولیسنا سداً
مسجد سے ہر مودی کو روکا جائے گا اگرچہ وہ
ربانی ایذا پہنچاتا ہو (ت)

اور اگر وہ کسی امر ضروری حق کی طرف بلاتا ہو اور لوگ اپنی جمالت کے سبب اس سے تاراض ہوں تو وہ بال
انہیں پر ہے دکر اس پر۔

(۳) مال وقف پر کوئی اپنا قبضہ نہیں کر سکتا، اگر ایسا کرے اور نمازیوں کو مسجد کی اشیاء سے انتفاع
ذکر نے اسے توجہ بھی مودی اور قابل اخراج۔

(۴) کنوئیں پر سے کسی مسلمان کے روکے کا کسی کو حق نہیں سب تک کوئی خاص وجہ شرعی نہ ہو اور جو
ایسا فساد کرتا ہو طرز مناسب اس کا انسداد واجب ہے۔ دائرہ تعالیٰ، علم

۲۵۱
۲۵۲
میں ازل آباد مدرسہ سبجانیہ محمد نصیر الدین محلہ اسے گدھا پنجم شب ۲۳ شوال ۱۲۴۲ ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک مسجد شاہی زمانہ کی لب طرک تھی اس میں ایک درجہ
پچم جانب گنبد وار تھا اور مسجد کے درجہ دو کھن جانب دکانات ہیں جن کی چھت مسجد کے فرش صحن سے اب
مسجد ہذا کی از سر نو تعمیر اس طور پر کی گئی کہ پچم کی جانب بجائے ایک درجہ قائم کئے گئے اور دکانات کی
بھی چھت پر عمارت بنائی گئی جس کے ہر چار طرف بڑے بڑے دروازے جواب بنائے گئے اور مسجد کی
کرسی بھی اتنی بلند کی گئی کہ دکانوں کی چھت فرش مسجد سے برابر ہو گئی صرف چھ انگشت بمقدار دوسرے دکانات کی
چھت سے فرش مسجد اونچی ہے مسجد ہی کی طرف سے اس چھت پر آمد و رفت ہے، رمضان المبارک کے جمعوں
میں اس قدر لوگوں کی کثرت ہوتی تھی کہ لوگ مسجد میں نہیں سماتے تھے مرکزوں پر صفت قائم کرنے کی نوبت
آتی تھی۔ اس ضرورت سے مسجد دو منزلہ بنائی گئی، مسجد کے اندر کے درجہ کی چھت پر ایک درجہ گنبدی بنایا گیا

اور اسے برابر آگے کا درجہ اور تمام صحن مع عمارت بالا سے سقف دکانات پاٹ دیا گیا گویا کہ نیچے اوپر دو مسجدیں ہو گئیں نیچے کی مسجد مع صحن و اپنے حوالے کے پٹی ہوئی ہو گئی اور اوپر ایک درجہ پٹا ہوا گنبدی اور اس کے ساتھ بہت بڑا صحن کھلا ہوا نکل آیا اور کے درجہ کے سامنے جو صحن ہے وہ محافات مسجد سے دکن جانب بڑھا ہوا ہے کیونکہ دکانات کی چھت کی عمارت کی سقف بھی شامل کر لی گئی ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اوپر کی مسجد کا جو صحن بغرض وسعت دکن کی طرف بالا سے سقف دکانات بڑھا ہوا ہے وہ مسجد ہے یا نہیں؟

دوئم یہ کہ دکانات مذکورہ کی چھت پر یا اس کے بالا سے عمارت کے سقف پر مستکف جاسکتا ہے

یا نہیں؟

سوم یہ کہ اوپر کی مسجد پر صحن میں جب امام محراب کے سامنے کھڑا ہوتا ہے تو دکن کی جانب صفت بڑھ جاتی ہے ایسی حالت میں امام کچھ پیٹ کر دکن کی جانب کھڑا ہوتا ہے کہ دونوں جانب صفت برابر ہے یا خود محراب کے سامنے کھڑا ہوا اور مقتدیوں کو راہ صحن میں دکن کی جانب کھڑے ہونے سے روکے اور اپنے پیچھے دونوں طرف صفت برابر قائم کرنے کا حکم دے کیونکہ امام کے پیچھے دو ترک بہت جگہ باقی رہتی ہے، فقہ

الجواب

اگر وہ دکانیں متعلق مسجد اور اس پر وقف ہیں اور مسلمانوں سے ان کی سقف کو داخل کر لیا تو وہ سقف بھی مسجد ہو گئی،

ولا یضرکون الخواصیت تحتہ لکوبہ وقضالیہ
وجاہتہ اخذ ملک الناس کما ہا بالقیمۃ
عند فیتق المسجد فکیف بما ھو وقف
علیہ کما فی رد المحتار۔

مسجد کے نیچے دکانوں کا ہونا مضر نہیں کیونکہ وہ مسجد پر وقف ہیں، اگر مسجد تنگ ہو تو لوگوں کی ملکوت جگہ قیمت کے بدلے جڑا لے کر مسجد میں توسیع کرنا جائز ہے تو جو مسجد پر وقف ہو اس کو شامل مسجد کرنا کیونکہ جائز نہ ہوگا، جیسا کہ رد المحتار میں ہے (ت)

ان دکانوں کی چھت پر اور ان کی بالائی عمارت کی سقف پر مستکف جاسکتا ہے،

لا یحاکات من بناء المسجد ولا طریفہ
فاحصل فیہما فکیف وغد عمارت صحن
المسجد۔

کیونکہ وہ بناء مسجد ہے اور درمیان میں کوئی راستہ جو بالائی ڈالنے والا نہیں اور کیسے ناجائز ہوگا جبکہ وہ مسجد ہی کا حصہ ہو گیا ہے (ت)

مسجد نماز اور ذکر خدا کے لئے بنائی گئی ہے یہود و باقوں کے لئے نہیں ہے۔ مسخرہ پی کرنا چاہتے ہو تو دوسری مسجد تلاش کرو۔ اس بات پر اکر اگئے کہ تم نے مسجد پر مالکانہ دعویٰ کیا اور ہم کو مسجد سے نکال دیا اور اب دوسری مسجد بنانا چاہتے ہیں اور مسجد اول کی ویرانی اور جماعت کم ہو جانے کا کچھ خیال نہیں کرتے، کیا باوجود تحریب مسجد اول اور تعطیل جماعت ان کو مسجد ثانی بنانا جائز ہے؟ یا دوسری مسجد ضرار کھلائے گی، فقط۔

الجواب

اگر یہ واقعہ اسی طرح ہے اور ان کی نیت سے یہ ضرور دوسری مسجد بنانے کی ان کو اجازت نہیں، موجب فساد نیت وہ مسجد حکم قرار میں ہوگی، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۵۵
۲۵۶ مسئلہ: مسئلہ عبدالغنی، حاجی کریم بخش صاحب از مقام کپ ڈلیہ علاقہ ریاست پالن پور، صفحہ ۲۳۵۔
حضرات علمائے دین کی خدمت میں مسائل شرعی دریافت طلب پیش ہیں،

مسئلہ اول: قدیمی جامع مسجد ترک کر کے دوسری مسجد کو مسجد جامع قرار دے سکے ہیں یا نہیں؟ اور قدیمی جامع مسجد ترک کرنے کا سبب یہ ہے کہ اس کی نسبت یہ اندیشہ ہے کہ کچھ عرصہ میں خود بخود منہدم ہو جائے کیونکہ اس کے دو جانب برساتی نالے فراخ ہوتے جاتے ہیں اور مسلمان اس قدر متذرت نہیں رکھے کہ مالوں کو پٹا کر مسجد کو محفوظ کر سکیں اور اس کے علاوہ ان مالوں کو سوائے سرکار انگریزی کے دوسرے شخص کو ہند کرانے کا مجاز بھی نہیں، اور جس مسجد کو مسجد جامع قرار دینا چاہتے ہیں وہ جامع مسجد سے حکم اور فراخ بھی ہے، تو ایسی صورت میں دوسری مسجد کو جامع قرار دینا جائز ہے یا نہیں؟
دوسرا مسئلہ: کسی ایسے ہندو یا انگریز حاکم کا رویہ جو اسلام کی طرف قلبی توجہ رکھتا ہو مسجد میں لگانا جائز ہے یا نہیں؟ فقط

الجواب

- (۱) جائز ہے، اور اس مسجد اول کی محافظت تاحد قدرت فرض ہے۔
- (۲) ایسی ضرورت کی حالت میں جیسی اوپر مذکور ہوئی کہ مسجد شہید ہو جائیگی اور مسلمانوں میں طاقت نہیں جائز ہے لاں الصدقات تنبیہ المحظورات (کیونکہ خبریں منوعات کو مباح کر دیتی ہیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۵۴ از کلاں کار ضلع پرتاب گڑھ ۲۲ صفر ۱۳۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید مسلمان ایک مسجد کی بنا ایسی عکس ڈالی ہے جہاں کبھی مسجد نہ تھی اور وہاں کے ہندو باشندے مسجد کے بننے کو روکتے، لیکن زید مسلمان نے اپنی خوشامد سے مسجد کی بنیاد قائم کر دی لیکن اسی مقام کا عمرو خود اس امر کی کوشش اہلکاروں زمینداروں سے کی اور محاذم زمیندار کو اس موقع پر لاسا مڑ کیا کہ اس مسجد کی بنیاد میرے ٹھکر کی طرف چھ انگل بڑھی ہوئی ہے، اس مسجد کی دیوار چھ انگل ادا ہو بنانی چاہئے لیکن باقی مسجد زید نے اپنی خوشی سے اور خوشامد کے باعث اپنی منزل مقصود کو پہنچے اور جب عمرو مسلمان اپنے مقصد کو نہ پہنچا تو ایک ہندو کو درندہ کر اس امر پر آمادہ کیا کہ مسجد کی دیوار تیرے مکان کی دیوار کی طرف بڑھا کر اٹھائی جا رہی ہے تو روک دے ورنہ تجھ کو اس مسجد کی دیوار کی وجہ سے بڑا نقصان ہوگا لیکن زید مسلمان نے اپنی چالاکي سے بجا بلہ ہندو اور عمرو مسلمان مسجد قائم ہی کر دی اور عمرو مسلمان کی کچھ نہ چل، ایسے شخص کے ساتھ از روئے حکم خدا و رسول کیا برتاؤ رکھا جائے اور اس کے یہاں کا کھانا پینا چاہئے یا نہیں؟ بیزار تو مردہ۔

الجواب

سائل نے نہ بتایا کہ واقع میں زید نے ہر اعلیٰ ملک عمرو زمین میں شامل کر کے اسے مسجد کرنا چاہا ہے یا واقع میں ایسا نہیں اور عمرو کا دعویٰ جو ٹھما ہے اگر فی الواقع صورت اولیٰ ہے تو مسجد مسجد نہیں، اور عمرو نے جو کچھ برتاؤ کرتے اس صورت میں اس پر الزام نہیں اور اگر ایسا نہیں تو بڑا شبہ عمرو بدخواہ مسجد اور سخت سے سخت ظالموں میں ہے۔

قال الله عز وجل ومن اظلم ممن منع
مسجد الله ان يدكر فيها اسمه وسعي في
خوابها ولبئس ما كان لهم ان يدخلوها الا
خائفين لهم في الدنيا والاخرة عذاب
عظيم
اس سے بڑھ کر ظالم کون جراتہ کی مسجدوں کو ان میں
یا دالہی جو نے سے روکے اور ان کی دیرانی میں کوشش
کرے، ایسوں کو نہیں پہنچتا تھا کہ اس میں جاتے
مگر ڈرتے بھستے، ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے
اور آخرت میں بڑا عذاب۔

اس حالت میں اس کے ساتھ کھانا پینا، میل جول نہ چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۵۸ مسئلہ محمد حسن فاروقی ضلع پورنیہ ڈاکٹر الاسلام پور بھوجا گاؤں ۲۲ صفر ۱۳۲۵ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک مسجد زمانہ دراز سے قائم تھی جس کو زید نے
 توڑ کر جگہ سابق سے دوسری جگہ پر یعنی دس بارہ ہاتھ یا ایک رشتی کے فاصلہ پر بنادی ہے اور اس مسجد کی جگہ
 لکڑی پڑانی ہوگئی تھی اس کو اپنا کھانا پکانے میں جلادی ہے تو کیا مسجد ایک جگہ سے توڑ کر دوسری جگہ بنا دینا
 اور اس کی لکڑی کو اپنے تصرف میں لانا درست ہے یا نہیں؟
 دوسرے یہ کہ جس جگہ پر وہ مسجد پہلی قائم تھی بعد توڑ دینے مسجد کے وہ جگہ جہاں پر وہ مسجد تھی ویسا
 ہی خالی پڑی رہے یا کہ اگر کوئی چیز پیدا ہو تو بولی جائے۔

الجواب

یہ فعلی کہ زید نے کیا حرام محض ہے، مسجد نہ توڑی جاسکتی ہے نہ بدلی جاسکتی ہے، نہ اس کی
 لکڑی وغیرہ کوئی چیز اپنے تصرف میں لائی جاسکتی ہے۔
 قل اللہ تعالیٰ وحسب ظلم ممن منع مسجد
 اللہ ان ینکر فیہا اسمہ و سجد فی خواصہا
 ولہا ماکان لہم ان یدعوہا للاحادیث
 لہم فی الدنیا خزی و فی الاخرۃ
 عذاب عظیم
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس سے بڑھ کر کی لم کون
 جو اللہ کی مسجدوں کو ان میں زیادہ الٰہی ہونے سے
 روکے اور ان کی ویرانی میں کوشش کرے، ایسوں
 کو نہیں پہنچا کہ اس میں جاتے مگر ڈرتے ہوئے
 ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں
 بڑا عذاب۔ (ت)

ردالمحتار میں ہے،

لا یحوٰز نقلہ ولا نقل حالہ الی مسجد
 اخری
 مسجد اور اس کے مال کو دوسری مسجد میں منتقل کرنا
 جائز نہیں۔ (ت)
 نہ اس میں کچھ بونایا اور کوئی تصرف کسی طرح حلال ہو سکے بلکہ زید پر فرض ہے کہ اسے بدستور پہلی طرح
 بنا دے۔
 فان الصائم فی بناء الوقف باعادۃ
 عمارت وقف میں ضمان یہ ہے کہ اس کو پہلے کی طرح

کماکان بحالات صائغ الاشیاء کما فی الدر ۴۴۳ دوبارہ بنائے بخلاف دیگر عمارات کے ضماں کے وغیرہ۔

جیسا کہ درویشہ میں ہے دت،
 پردہ سری مسجد جو اس نے بنائی اگر اپنی زمین میں بنائی اور اسے مسجد کر دیا تو یہی مسجد ہو گئی اس کا بھی باقی رکھنا فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۵۹ مسئلہ سعادت خان نابینا مسجد ندی قصبہ جہد پور ریاست اندور ملک تارہ یکم ربیع الاول ۱۳۳۵
 مسجد کے احاطہ کے اندر کے درختوں میں سے یا مسجد کی ملک کے درختوں میں سے کسی درخت کا پھل یا پھولی بلا واسطہ قیمت کھانا یا لینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

اگر وہ پٹر مسجد پر وقف ہے تو بلا واسطہ قیمت جائز نہیں ورنہ مالک کی اجازت درکار ہے اگرچہ
 اسی قدر کہ اس نے اسی غرض سے لگائے ہوں کہ جو مسجد میں ہوا ہی سے قیمت کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 مسئلہ ۲۶۰ مسئلہ محمد نصیر الحق کام مسجد مالہ محلہ بی بی گاؤں ۲۲ ربیع الآخر ۱۳۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک قدیم جامع مسجد غازیوں کی کثرت
 کی وجہ سے جگہ میں اضافہ کرنے کی ضرورت لاحق ہوئی ایک قطعہ زمین اسی مسجد کے ملکی ایک مسلمان زمیندار کا تھا
 اور اس کو زمیندار نے ایک شخص کے ساتھ مدامی بندوبست کچھ خزانہ معینہ پر کر دیا تھا خزانہ باقی رہنے کی وجہ
 سے زمیندار نے نالیش کر کے اسی زمین کو نیلام کر لیا، اسی کو ایک مسلمان نے خرید لیا اور پھر اس خریدار نے
 ایک حصہ اس زمین کا وقف کر کے مسجد کے ساتھ مل کر دیا، کیا وہ حصہ قطعہ مسجد کے حکم میں ہوا یا نہیں؟
 یہاں کے بعض لوگ کہتے ہیں کہ مسجد کے حکم میں نہیں ہوا حالانکہ خریدار اسی زمین پر بر قسم کے تصرف کرنے کا مجاز
 ہے، زمیندار کو بجز زر خزانہ معینہ کے نہ تو حق انتزاع رکھا ہے نہ اپنی حیثیت زمینداری کے باعث اس زمین
 پر کسی قسم کا تصرف کر سکتا ہے، اگر زمیندار اسی قطعہ زمین میں مسجد یا کنواں یا مسافر خانہ بلا مرضی خریدار کے
 بنانا چاہے تو بالکل نہیں بنا سکتا اور خریدار کو یہ سارے حقوق حاصل ہیں، ایسی صورت میں جو حکم شرع شریف
 ہو بکوالہ کتب و عبارات تحریر کیا جائے۔ جینواترہودا۔

الجواب

صورت مستفردہ میں وہ وقف صحیح اور وہ قطعہ مسجد ہو گیا۔ ووالہ تعالیٰ اعلم

الصحيح الصيغة اي اذا كانت الارض محكرة
كما علمت وعن هذا قال في انعم الوسائل
انه لو بنى في الارض الموقوفة المستحيرة
مسجد انه يجوز، قال واذا اجاز فعله من
يكون حكرة، والظاهر انه يكون على الساجر
عادت المدة باقية، فاد انقضت ينسخ
ان يكون من بيت مال الخراج واخواته
ومصالح المسلمين اه فاذا كان هذا في
ارض مستحيرة وما جعل مسجد اغير بناء
مجرد فما ظلك بامرض مشتركة وقد
جعلت هي مسجد افالحركة الميمنع ثم
فهمها بالاولى، والله سبحانه وتعالى اعلم

اسے مسجد بنا دیا گیا ہو تو حکر جب وہاں مانع نہیں تو یہاں بدرجہ اولی مانع نہ ہوگا۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم (ت)
مسئلہ ۲۶۱۔ مسئلہ حافظ عبد الستار صاحب فہم فی بازار کا پورہ ۱۲ جمادی الاول ۱۳۳۵ھ

گیا فرماتے ہیں علامہ سید دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کانپور کے ایک مسجد میں پاخانہ متعلق مسجد واقع ہے اور ایک کمرہ متعلق مسجد ہے اس کی نالیاں پانی بجے کی اور پاخانہ کی سنڈ اس کمانے کا راستہ سڑک کی گلی میں جانب چیم ہمیشہ سے جاری تھا، میونسپل بورڈ نے جانب چیم اور دکن کے مکانات توسیع سڑک کے لئے کر راستہ بطور سڑک بنالیا اور وہ گلی جانب چیم کی کالعدم کر دی اور مسجد کے چیم کی بقایا زمین بعد نکالے جانے سڑک کے فروخت کر دی، اب میونسپل بورڈ متولی مسجد کو حکم دیتا ہے کہ جس قدر جگہ جانب چیم پاخانہ سنڈ اس کمانے کو اور نالیاں جاری رکھنے کو درکار ہے جانب دکن میونسپل بورڈ دیتا ہے، متولی مسجد اس کا رخ دوسری طرف پھیرے اور نالیاں بھی اس طرف سے جاری رکھی جائیں، اگر متولی کے پاس وہ یہ مسجد کا نہ ہو جو تو صرف وضامندی دے دی جائے تاکہ میونسپل بورڈ اپنے عہدے سے نالیاں اور سنڈ اس بنا دے اور کسی قسم کا عرج مسجد کا نہ ہونے پائے۔

- (۱) کیا متولی شرع کے مطابق ایسی رضامندی دے سکتا ہے کہ سرکار کی طرف سے بنائی جائے۔
- (۲) کیا کچھ کی طرف سے جو نالیاں یا سند اس کھاتے کا دروازہ سہاس کے بدلے جانب دکن سرکاری زمین کے مسجد کی آمدنی سے متولی اس کو درست کر سکتا ہے اگر مسجد کی آمدنی نہیں صرف کر سکتا ہے تو چندہ کر کے اس کام کو انجام دے سکتا ہے۔

الجواب

صحت مذکورہ میں جیسا کہ جہالت سوال سے ظاہر ہے زمین وقف میں کوئی تبدیل نہیں، صرف رخ پھرنا ہے اور کھانے کا راستہ اور پانی کا نکاس پہلے بھی زمین وقف میں تھا اس تبدیل کا جواز جائے قابل نہیں، مگر مسجد کی آمدنی مصالح مسجد کے لئے ہوتی ہے اور یہ کام مصالح شارع عام کے لئے ہے مصطفیٰ مسجد اس سے متعلق نہیں، لہذا آمدنی مسجد اس میں صرف نہیں ہو سکتی۔ چندہ کا اختیار ہے اور اس میں حرج نہیں کہ میر فیسٹی کی سرکاروں کے مصالح اس سے متعلق ہیں اپنے صرف سے بنا دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۶۳۳ مرسلہ منشی ابراہیم صاحب قصبہ گودمرہ ضلع پنج محل حد در فیض عام ۱۹ جمادی الآخر ۱۳۲۵ھ

حضرت مولانا مفتیان مولوی احمد رضا علی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، ایک فتری تصحیح کے لئے دو سوال جواب کے لئے تھممت والائیں کیجئے تھے ان جواب میں علامہ معلوم نہیں کہ یہ مرسلہ شرط جناب تک پہنچے یا نہیں، صاحب تفسیر بیان القرآن نے و لندرس اتحدوا مسجد اصحاب او کھرا و تفریق کے تحت میں مسئلہ کے یہ لکھا ہے کہ بعض علمائے کبار جو فرمایا سے مسجد بنائی جائے اس مسجد کو مسجد کننا نہ چاہئے ان بعض علمائے کبار کو کلام ہے، بعض علماء سے مراد کشف و مدارک و احمدی وغیرہ ہیں، اور اسی بنا پر یہ جواب لکھا گیا ہے جو مرسلہ خدمت والا ہے صاحب بیان کا اعتراض درست ہے یا نہیں؟ کیا صاحب کشف و تفسیر کے قول پر ان کے قول کو ترجیح دی جائے گی؟ جواب کا منتظر ہوں، مرسلہ سوال و جواب میں حضور رک کیا رائے ہے تحریر فرمائیں،

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ ایک محلہ کی مسجد میں عرصہ پندرہ بیس سال سے ایک امام مقرر تھا بعض لوگوں نے بعض وجہ سے اس کو برطرف کیا، بعض لوگوں کو امام قدیم کا برطرف کرنا ناگوار معلوم ہو، ہرچندہ اس حرق نے یہ چاہا کہ امام قدیم کو قائم رکھا جائے، لیکن فریق اول نے جنہوں نے امام قدیم کو برطرف کیا تھا نہ مانا، بنا بریں جھگڑے نے ترقی پکڑی یہاں تک کہ فریق اول نے جھگڑے کا اندیشہ

کی وجہ سے مسجد کے دروازہ پر پولیس گولا کے بٹا دیا تاکہ کسی قسم کا فتنہ نہ ہونے پائے۔ فریق ثانی نے پولیس کے خوف کے مارے اس وقت نماز وہاں نہ پڑھی، دیگر مساجد میں پڑھی، اور بعد میں بھی وہ کچھ عرصہ تک دیگر مساجد میں پڑھتے رہے اس لئے کہ کہ یہ فریق جدید امام کے پیچھے نماز پڑھنا نہیں چاہتے تھے، آخر کار ایک قدیم مسجد جو کہ ویران پڑی ہوئی تھی اس میں کبھی کبھی نماز باجماعت ہوئی ہے، اور یہ مسجد اتنی بڑی تھی کہ جس میں سو سو اس آدمی نماز پڑھ سکیں غرضیکہ مسجد مذکور کو آباد کیا اور کچھ دنوں کے بعد اس مسجد کی قدیم بنار کو گر اکرا اور کچھ زمین گرد سے لے کر کچھ وسعت کے ساتھ تیار کی باب اول حرقی یہ کہتا ہے کہ مسجد کو رطب غیر میں بنی ہے اور حد سے بنی ہے اس وجہ سے یہ مسجد خراب ہے۔ اور فریق ثانی یہ کہتا ہے کہ یہ مسجد وقف ہے، پس کیا یہ مسجد خراب ہو سکتی ہے؟ اور اس کی بنار کو کھود کر پھینک دیا جائے؟ جینا تو جروا۔

الجواب

صورت سوال ملاحظہ ہوئی، اس مسجد کو خراب سے ملاحظہ ہونے کے کیا معنی، انھوں نے مسجد کا احداث بھی تو نہ کیا بلکہ مسجد قدیم کا احیاء کیا ہے اور مسجد قدیم معاذ اللہ ویران ہو جائے حتیٰ الوسع اس کا احیاء فرض ہے، کہاں فرض اور کہاں نہ ہے، اور اگر بالفرض نہ مسجد بنائے جب بھی اسے خراب سے کوئی تعلق نہ ہوتا کہ مسجد اللہ ہی کے لئے بنائی اور نماز ہی پڑھنی مقصود ہے نہ کہ دوسری مسجد کو نقصان پہنچانا، اور جماعت مسلمین میں تفرقہ ڈالنا اس کی تحقیق ہمارے فتاویٰ میں ہے، جو شخص بنام مسجد کوئی عمارت تیار کرے جس سے قرب الی اللہ مقصود نہ ہو بلکہ محض دنیا و تفاخر کی نیت ہو تو وہ بیشک مسجد نہیں ہو سکتی کہ مسجد وقف ہے اور اس کا قرب مقصودہ کے لئے ہونا ضرور، اور دنیا و تفاخر قربت الی اللہ نہیں بلکہ بعد عن اللہ ہیں، امام کسفی صاحب مدارک نے ایسا ہی مسجد کو حکم خراب میں فرمایا ہے اور اگر مسجد بنائی اللہ ہی کے لئے اور وہی مقصود ہے اگرچہ اس کے ساتھ دنیا و تفاخر کا خیال آگیا تو وہ ضرور مسجد ہے اگرچہ اس کے ثواب میں کمی ہو یا نہ ملے۔ صاحب بیان القرآن کا شبہی صورت پر مگرمل ہے والتفصیل فی فتاویٰ (اور تفصیل ہمارے فتاویٰ میں ہے۔ ت۔)

واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس صورت میں کہ آیا مسجد کی دیواریں ہمسایوں کے ساتھ مشترک کرنا شرعاً جائز ہے (الف) نصف لاگت دیواروں کی ہمسائے لگائیں اور نصف لاگت مسجد کا خرچ ہو (ب) کل لاگت مسجد کی ہو۔ مسجد قدیمہ کی دیواروں پر ایک ہمسایہ کی شہیرہ لگی ہوئی تھی اور (الف) اور نشانات اشتراک نہ تھے (ب) اور نشانات اشتراک تھے۔ کہنہ مسجد کو مسجد کی لاگت پر لگایا گیا اور مسجد کے

ردیوں کا ایمن مہی ہمسایہ تھا جس کے شہر مسجد کی دیواروں پر تھے۔ اس نے مسجد کی لاگت سے کل دیواریں اسی طرح بنوائیں جس سے بدھتہ اشتراک معلوم ہوتا ہے یعنی اپنی طرف جالی اور انداریاں حسب مرضی خود بلا رضامندی دیگر مصلین کے دکھوائے، کیا یہ فعل لہا بید کا شرعاً جائز ہے۔ بصورت (الف) و بصورت (ب) کیا ان دیواروں پر ہمسایہ نہ کو رہا بالا خانہ پائے تیار کر سکتا ہے اور بطور ملکیت خود ان دیواروں کو استعمال کر سکتا ہے بصورت (الف) و بصورت (ب) کیا بقول لہا بید نصف دیوار اس کی ہے نصف دیوار کی تختہ زمین چھوڑ کر از سر نو دیواریں واحد ملکیت مسجد بلا اشتراک تحریری چرٹا جاتا ہے یا فردی ہے کیا ایسے مشترک دیوار والی مسجد پر "الوقف لایملک" صادق آتا ہے اور ایسی مسجد میں نماز ادا کرنے سے ثواب جو مسجد میں ادا کرنے پر وارد ہوتا ہے ملتا ہے یا نہیں؟ بینہ التوجہ واد۔

الجواب

اللہ عزوجل فرماتا ہے،

وان المسجد لله مسجدیں خاص اللہ کے لئے ہیں۔

مسجد ہونے کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنی شمشیرت میں عین حقوق جہاد سے منزہ ہو اگر اس کے کسی حصہ میں بھی ملک عید باقی ہے تو مسجد نہ ہوگی۔ ہریر میں ہے،

من جعل مسجداً تحتہ سرداباً فوقہ
بیت وجعل باب المسجد، الف الطریق
وحرلہ عن ملکہ، فله ان یبیعہ
وان مات یورث عنہ لاسالہ ینخلص
للہ تعالیٰ ببقاۃ حق العبد متعلقا بہ۔
جاری ہوگی کیونکہ وہ خالص اللہ تعالیٰ کے لئے نہیں ہوئی اس سے حق عید متعلق ہے۔ (ت)

اسی میں ہے،

وکذا لک ان اتحد وسط دار مسجد
اذن للناس بالمدحول فیہ، یعنی
اگر کسی نے اپنے گھر کے درمیان میں مسجد بنائی اور
لوگوں کو اس میں داخل ہونے کی اجازت دے دی

سبح القرآن الکریم ۱۵/۷

سبح الہدیۃ کتاب الوقف

المکتبۃ العربیۃ کراچی

له ان یسجد ویورث عنه لان المسجد
مالا یکون لاحد فیه حق النعم (الی ان
قال) علم یصور مسجد الا انه القرب
الطریق لنفسه علم ینخلص لله تعالیٰ
فرمایا) پس چونکہ اس نے راستہ اپنے لئے باقی رکھا ہے لہذا وہ مسجد ہوئی اس لئے کہ وہ خاص اللہ تعالیٰ
کے لئے نہ ہوئی۔ (ت)

پس اگر اس مسجد کی دیواریں واقع میں مشترک ہیں ای میں کچھ حصہ عہد کا بھی ہے تو وہ مسجد سرے سے مسجد
ہی نہیں، نہ اس میں پڑھنے سے مسجد کا ثواب، وہ باقی کی ملک ایک مکان ہے جسے وہ بیچ سکتا ہے اور مر جائے
تو ترک میں تقسیم ہوگا کما مر عن الہدایۃ (جیسا کہ ہدایہ سے گزارشات) اور اگر واقع میں مشترک نہیں،
اس میں متولی نے غاصباً نہ اشتراک کر رکھا ہے تو فرض ہے کہ اسے قولیت سے خارج کر دیں اور وہ نشانات جو
اس نے اپنے اشتراک کی علامت بنائے ہیں سب مٹا دیں اور شہتیر وغیرہ جو کچھ اس کا مسجد کی دیوار پر رکھا ہے
سب گرا دیں، اور جتنے برسوں رکھا رہا اسے لاکرایہ دیوار مسجد کا اس سے وصول کریں، اور اب اگر کوئی عمارت
دیوار مسجد پر بنانا چاہے نہ بنا لے دیں اور اگر بنالی ہو پھر حکومت فراموش کر دیں۔ درحقیقت میں ہے،

وہی فوقہ بیتا للامام ولا یضو لانه من
المصالح اما لو تمت المسجدية ثم
امراد البناء منہ ولو قال عینت ذلک لہ
یصدق تمام حادیۃ، فاداکانت ہد
فی الواقع فکیف بقیہ کا موجب ہد صہ
ولو علی حدار المسجد لہ

کو ایسا کرنے کا اختیار کیسے ہو سکتا ہے، لہذا اس کو گراناد واجب ہے اگرچہ فقط دیوار مسجد پر بنایا گیا ہو دست
رد المختار میں ہے،

فی البعد لا یوصف المذبح علی حدار المسجد تجویز میں ہے مسجد کی دیوار پر لکڑی نہیں رکھی جائیگی

وان كان من اوقافه امة قلت وبه علم حكم
ما يهتبه بعض جيران المسجد من وضع
جدود على جداره فانه لا يجلد بوقف
الاجرة

اگرچہ وہ اوقاف مسجد میں سے ہوں اور میں کہتا ہوں اس
سے مسجد کے بعض پڑوسیوں کے اس فعل کا حکم
معلوم ہو گیا جو وہ دیوار مسجد پر لکھ رہے ہیں کہ یہ
ان کے لئے حلال نہیں اگرچہ وہ اس کی اجرت دیتے

مسئلہ ۲۶۵ از گونڈل کا علیادار مسئلہ السار السخیل رضوی ۸ صفر ۱۳۲۶ھ

ایک مسجد میں قریب ایک صدی سے فرش پتھر کا پچھا ہوا تھا جس کو اب لوگوں نے نکال کر دوسرا فرش
بچھایا ہے، اب اس نئے ہوئے فرش کے پتھر کو کسی اور کام میں لاسکتے ہیں یا نہیں؟ یا کوئی اور مسجد کے کسی
کام میں استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر اس پتھر کی ضرورت کسی اور مسجد میں بھی نہ ہو اور ان کو حفظ سے
رکھنے کے لئے جگہ کی بھی تنگی ہو یا ان کو سنبھال رکھنے میں اور اخراجات ہوتے ہوں تو ایسی صورت میں
ان کو فروخت کر کے ان کی قیمت اس مسجد کے کام میں خرچ کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب

انھیں فروخت کر کے وہ قیمت خاص اسی مسجد کے خاص عمارت میں صرف کی جائے تیل بقی وغیرہ میں نہیں
اور اس وقت مسجد کو عمارت کی حالت ہو تو اس کی آمد و صارت کے لئے محفوظ رکھی جائے۔ واللہ
تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۶۶ از رنگون مغل اسٹریٹ پوسٹ بکس ۲۴۲ مال کپنی مسئلہ سید فضل اللہ ولد سید غلام رسول صاحب
۱۹ ربیع الاول ۱۳۲۶ھ

(۱) ایک قصبہ میں مثلاً تین مسجد آباد ہیں اور نماز جمعہ وعیدیں مسجد جامع میں ادا ہوتی ہیں اور اس
جامع مسجد میں تمام ضروری اشیاء مثلاً فرش، دری، چٹائی، جھومر، قنادیل، ٹیمپ وغیرہ اہل قصبہ
چند فراہم کر کے فاضل مسجد کے لئے خرید کر جمع رکھتے ہیں اور اسی قصبہ کے بعض تجارتی دوسرے ملک سے مسجد
کے لئے بھیجے رہتے ہیں اور بھیجنے والوں کے حسب غشاء وہ چیز خرید کر کے مسجد میں رکھ دی جاتی ہے یا
بعض وقت خاص مالی مسجد سے مذکورہ بالا چیزیں خرید کی جاتی ہیں اور یہ کل چیزیں مسجد جامع ہی میں رہتی
ہیں اور بوقت ضرورت رمضان المبارک و شب قدر و شبہائے متبرکہ میں استعمال ہوتا ہے اور فرش
چٹائی وغیرہ کا عیدین میں اسی مسجد میں کام آتا ہے اور جملہ اسباب اسی جگہ پر رہتا ہے نہ کہ ایر پر دینے کیلئے

ہے کیونکہ چندہ دینے اور لینے والوں نے خاص اس جامع مسجد ہی میں اشیائے مذکورہ کے لئے چندہ دیا ہے پس جس کو جریمہ کیا یا قید و شرط و بلا تھریک دے دیا، اب اہل قصبہ یا اور کوئی جس نے چندہ دیا ہو یا نہ دیا ہو خود اپنے کسی کام یا کسی قریب میں مثلاً و غلا کو دیا شادی وغیرہ میں مسجد کی کوئی شے مثل شئی المیہ فرش، دری، چٹائی وغیرہ اپنے کام میں برتنے کے لئے کرایہ سے یا بے کرایہ سے لے جائے تو یہ مسجد کی چیزوں کا دوسری جگہ میں استعمال جائز ہے یا نہیں؟

(۲) اس قصبہ میں ۲۵ سال قبل عیداضعی عید گاہ میں ہوا کرتی تھی اس وقت تمام فرش و منبر وغیرہ تمام حاجت کی چیزیں ریاست پھین سے فراب صاحب کی طرف سے کیا کرتی تھیں اور احتتام نماز پر وہ وہ کل چیزیں واپس براہ لے جایا کرتے، امسال جدید عید گاہ قائم ہو جانے سے عید کی نماز عید گاہ میں پڑھی اور جامع مسجد کی چٹائی وغیرہ لا کر بچائی گئی، بعد نماز ختم جریمہ یہاں کی تھی وہاں بلا نقص پہنچا دی گئی تو یہ فعل جائز ہے یا نہیں؟

(۳) مسجد کے متصل مسجد ہی کی زمین ہے اس میں کوئی آدمی خود فائدہ اٹھانے کی غرض سے درخت لگائے اور جب وہ بڑے ہوں اور پھل پھول سے بار آور ہوں تو اس وقت یہ درخت زمین کے اعتبار سے مسجد کی ملکیت میں داخل ہوں گے یا نہ لگے گئے کے یا مسجد کا، ہر مسجد کی زمین میں اس طرح درخت لگادینے کا غیر کو حق حاصل ہے؟

(۴) مسجد کے متصل مسجد کا بوسیدہ مکان یا حجرہ ہے اس پر کوئی شخص کم یا زیادہ اپنا روپیہ لگا کر کوئی تعمیر کرے اور بلا کرایہ اپنے تصرف اور قبضہ میں لائے تو یہ فعل جائز ہے یا نہیں؟

(۵) اس مسجد جامع کے لئے امام ہے مگر اوقات کی پابندی سے اگر نماز نہیں پڑھتا ہے کبھی وقت بے وقت آجاتے ہیں اور اکثر اور لوگ نماز پڑھا دیتے ہیں اس لئے امام سے مسجد کی آبادی بھی نہیں ہوتی بلکہ ان کے نہ ہونے سے مسجد کی زیادہ آبادی کی امید ہے، چونکہ دانستہ نہ ہونے کی وجہ سے مختار صاف اور تلفظ سامع کی سمجھ میں نہیں آتے، امام صاحب غریب خود عاجز محض ہیں اور دیندار متقی بھی نہیں۔ علاوہ اس کے مسجد بھی غریب ہے اور ضروری تعمیر کی محتاج ہے اس لئے مسجد کے مال سے امام صاحب کو تنخواہ دینے پر بھی لوگ راضی نہیں مگر مجبوزاء اور رعایت امام صاحب کے بزرگوں کی قدر کی وجہ سے چون دچر سے عاجز ہیں، اس صورت میں امام صاحب کو غریب مسجد سے تنخواہ دینا جائز ہے یا نہیں؟

(۶) مسجد میں بچوں کو تعلیم دی جاتی ہے جس سے مسجد کی بے حرمتی ہوتی ہے تمام نیچے ننگے پیرتے جاتے ہیں، اس صورت میں بچوں کو تعلیم دینی جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

استعمال مذکور حرام ہے، چندہ دہندہ کو سے یا کوئی مال وقف خود واقف کو حرام ہے کہ اپنے صرف میں رہے، یہاں تک کہ اگر نفس وقف غیر اہل میں اس نے شرط کر لی ہو کہ اپنی حیات تک میں اپنے صرف میں لاسکوں گا، تو شرط باطل ہے اور تصرف حرام۔ فتاویٰ خلاصہ جلد دوم ص ۵۰۰۔

سجل جعل فرسہ للسمیل علی اب یسکھ
عادۃ حیاتی امسکھ لظہار لد ذلک لانتہ
لو لوفی شوط کان لد ذلک لان لجا علی السبیل
ان یجاہد علیہ وان اسر اد ان ینتقم بہ
ہیرو ذلک لو یکن لد ذلک وصحہ جعلہ
للسبیل
ایک شخص نے اپنا گھوڑا فی سبیل اللہ وقف کیا اس
شرط پر کہ جب تک وہ زندہ ہے گھوڑے کو اپنے پاس
روک رکھے گا، اگر تو اس جہاد کے لئے روکا ہے تو
جائز ہے کیونکہ اگر وہ یہ شرط نہ بھی کرتا تب بھی اسے
یہ حق تھا اس لئے کہ اس گھوڑے کو فی سبیل اللہ وقف
کرنے والا بھی اختیار رکھتا ہے کہ وہ اس پر سوار
ہو کہ جہاد کرے، اور اگر اس کا ارادہ یہ ہے کہ وہ جہاد کے علاوہ کوئی اور فعیج حاصل کرے گا تو اس کو یہ اختیار
نہیں، تاہم گھوڑے کو فی سبیل اللہ وقف کرنا صحیح ہوگی۔ (ت)

بشی کا کرایہ پر دینا تو مطلقاً حرام ہے اگرچہ سنی وقت نہ ہو، چونکہ شرعاً مطلقاً عقد اجارہ
اس لئے رکھتا ہے کہ شئی باقی رہے اور مستاجر اس کو برت کر ختم اجارہ پر واپس دے، نہ اس لئے کہ خود
اس شئی کو خرچ و فنا کرے، اور ظاہر ہے کہ شئی جب کام میں لائی جائے گی خود اس کے اجزا فنا ہوں گے،
ایسا اجارہ حرام و باطل ہے۔ فتاویٰ خیر یہ علامہ خیر الدین رحلی استاذ صاحب درمختار رحمہما اللہ لقا سے
جلد دوم ص ۱۰۰۔

الاجارۃ المدکورۃ باطلۃ غیر منعقدۃ لھا
صرح بہ علماءنا قاطبۃ ص ۱۰۰
لھما اذا وقعت علی التلافی الامیان قصدا
لا تتعقد ولا تعید شیئاً من احکام الاجارۃ۔
اجارہ مذکورہ باطل ہے منعقد نہیں ہو گا کیونکہ ہمارے
تمام علماء نے تصریح فرمائی ہے کہ اجارہ جب قصداً
اصل کے تلافی پر واقع ہو منعقد نہیں ہوتا اور نہ ہی
احکام اجارہ میں سے کسی حکم کا حائزہ دیتا ہے (ت)
باقی چیزیں مثلاً لیمپ، فرش، دوری، چٹائی، اور یونیٹی جی، اگر اس سے مراد خالی ٹھکان ہوں اگرچہ

اپنی ذات میں قابل اجارہ ہیں، ملک ہوں تو مالک اجارہ پر دے سکتا ہے کرایہ پر دینے کے لئے وقف ہوں تو موقوفی دے سکتا ہے مگر وہ جو مسجد پر اس کے استعمال میں آنے کے لئے وقف ہیں انہیں کرایہ پر دینا لینا حرام کہ جو چیز جس غرض کے لئے وقف کی گئی دوسری غرض کی طرف اسے پھیرنا ناجائز ہے اگرچہ وہ غرض بھی وقف ہی کے فائدہ کی ہو کہ شرط واقف مثل نص شارع جیسے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واجب الاتباع ہے۔ درمختار کتاب الوقف۔

فروع قلوبہم شرط الواقف كص التماس في واقف کی شرط شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نص کی وجوب العمل بہ یت

ولہذا اصلاحہ میں تحریر فرمایا کہ جو گھر ذات مال میں غرض کے لئے وقف ہوا اور اسے کرایہ پر چلانا ممنوع دنا جائز ہے، ہاں اگر مسجد کو حاجت ہو مثلاً مرمت کی ضرورت ہے اور روپیہ نہیں تو مجبوری اس کا مال اسباب اتنے وصول کرایہ پر دے سکتے ہیں جس میں وہ ضرورت رفع ہو جائے، جب ضرورت در ہے پھر ناجائز ہو جائے گا۔

خلاصہ جلد ۲ ص ۵۷۰

ولا یؤاجر فی حب البین الا اذا احتیجہ الی المنفعة فیما اخرج بقدر ما یسوق وہذا المسألة دلیل علی ان المسجد واحد الی المنفعة تو اخرج قطعة منه بقدر ما یسوق علیہ یت

اخراجات ضروری کی فراہمی کے لئے وقف لا کر کئی حصہ کچھ وقت کے لئے کرایہ پر دیا جاسکتا ہے (ت)

(۲) یہ فعل ناجائز و گناہ ہے، ایک مسجد کی چیز دوسری مسجد میں بھی عاریۃ دینا جائز نہیں، نہ کہ عید گاہ میں کہ اتصال صفت کے سوا اور احکام میں وہ مسجد ہی نہیں، ولہذا جنب کو اس میں جانا منع نہیں۔ فتاویٰ عالمگیری جلد پنجم ص ۱۱۲۲

یحرم للقیم شراء المصلیات للصلاة علیہا ولا یجوز ان عا س تمسک المسجد الآخر (ملخصاً)۔ مسجد کے ناظم کو مسجد کے لئے چٹائیاں خریدنا جائز ہے تاکہ ان پر نماز پڑھی جاسکے اور انہیں عاریۃ دوسری مسجد کے لئے دینا جائز نہیں (ت)

| | | | |
|-------|-----------------------|-----------------------------------|-------------------------------|
| ۳۹۰/۱ | مطبوعہ مجتہدانی دہلی | فصل یراعی شرط الواقف | ۱۰ درمختار |
| ۴۱۸/۴ | مکتبہ حبیبیہ کوٹہ | المصل الثالث | ۱۰ خلاصہ الفتاوی |
| ۴۲۲/۵ | فوزانی کتب خانہ پشاور | باب الخامس فی آداب المسجد والقبلة | ۱۰ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکرامیۃ |

در مختار علی یا مشرود المختار مطبع قسطنطنیہ جلد اول ص ۹۸۷ :

المتخذ للصلاة جنانة ابو حنيفة مسجد في حق
جوار الاقتداء وانت الفصل الصفوف
ما يقابل من لافي حق غيره به يعقب
مهاية فعل دخول الجنب وحائض كفتاء
مسجد وسباط ومدارسة۔

جناز گاہ اور عید گاہ جواز اقدار کے حکم میں مسجد ہے
اگرچہ صفوں میں فاصلہ ہو یہ حکم لوگوں کی سہولت کے لئے
ہے دیگر احکام میں وہ مثل مسجد نہیں داسی پر فتویٰ
دیا جاتا ہے نہایت لہذا اس میں جنبی شخص اور حیض و نفاس
والی عورتوں کا داخل ہونا حلال ہے جیسا کہ فناء مسجد
خافہ اور دوسرے کا حکم ہے (ت)

(م) مسجد کی زمین میں اپنے لئے درخت لگانا حرام ہے کہ وقت میں تعریف مالکانہ ہے، اور وقت
لایمک، پھر اگر یہ مال اس نے مسجد کے مال سے لگایا تو مسجد کا ہے اور اپنے مال سے لگایا اور یہ
متولی ہے تو مسجد کا ہے مگر یہ کہ لگاتے وقت لوگوں کو گواہ کر لیا ہو کہ یہ میں اپنے لئے لگاتا ہوں، اور اگر غیر متولی
ہے تو خود اس کا ہے مگر یہ کہ اقرار کسے کہ میں نے مسجد کے لئے لگایا، اب جس صورت میں پڑ لگانے والے کا
ٹھہرے اگر اس کے، کھیرنے میں رہن وقت کا نقصان نہیں سمجھا اور ادا یا ملے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم فرماتے ہیں، لیس لصرق طاعون حق (سرق عام کوئی حق نہیں۔ ت) اور اگر اس میں زمین
وقف کا ضرر ہو تو درخت مسجد کی ملک کر لیا جائے گا اور انہما کہ کریں گے کہ اس وقت اس درخت کی قیمت زیادہ
ہے کھیر کر بیچنے میں کم ہو جائے گی یا جہد کر کے بیچنے میں دام زیادہ انہیں گے اس وقت قیمت کم آئیگی دونوں
حالتوں میں جس صورت پر کم قیمت اُٹھے وہ کم قیمت مسجد کے مال سے لگانے والے کو دی جائے گی۔ فتاویٰ خلاصہ
جلد ۲ ص ۵۷۰ :

فی الحدوی مسئل ابو القاسم عن غرس
الوقف من ماله ومات قال انت
غرس من علة للوقف فهو للوقف
وامت لسرید کمر شینا مات غرس
بماله ان ذکر انه غرس للوقف فهو

حدادی میں ہے کہ ابو القاسم سے اس شخص کے بارے میں
سوال کیا گیا جس نے اپنے مال سے وقف زمین
میں درخت بوسے اور پھر مر گیا تو ابو القاسم نے فرمایا
کہ اگر وقف کی آمدنی سے بوسے ہیں تب تو وقف
کے لئے ہیں اگر کسی شے کا ذکر نہ کیا ہو اور اگر اپنے مال سے

لے در مختار کتاب الصلوة باب ما یفسد الصلوة مطبع مجتبائی دہلی ۹۳/۱
لے صحیح البخاری کتاب الحرف والمزارعة باب من احیا ارضا مواتا قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۱۲/۱
سنن ابوداؤد کتاب الخراج باب احیاء الموات آفتاب عالم پریس لاہور ۸۱/۲

مدوات لم یذکر شیئاً فهو عنه بڑے اور ذکر کیا کر یہ وقف کیلئے ہے تو وقف کیلئے ہی میراث ہے اور اگر کسی شے کا ذکر نہیں کیا تو وہ اس کی میراث ہے۔ (د ت)
ایضاً جلد مذکور ص ۱۷۵ :

المستولی اذا بنی فی عرصۃ الوقف احب کات من مال الوقف یکوثل للوقف وکذا من حال نفسه لکن یجب للوقف فان یجب لنفسه ان اشهد کاتب له ذلك واث یسوا ولم یذکر شیئاً کان للوقف بخلاف الاجنبی
مستولی نے مال وقف جب وقف زمین کے میدان میں عمارت بنا دی تو وہ وقف کے لئے ہوگی یا نہی اگر اس نے اپنے مال سے وقف کیلئے عمارت بنائی تب بھی وقف کے لئے ہوگی اور اگر اپنی ذات کے لئے بنائی اور اس پر گواہ قائم کر لئے تو یہ عمارت اس کی ذات کے لئے ہوگی اور اگر عمارت بنائی مگر کسی شے کا ذکر نہ کیا تو عمارت وقف کے لئے ہوگی بخلاف ابھی شخص کے۔ (د ت)
فقہ الدریۃ جلد اول ص ۱۶۵ :

حیث کان منہ من عمر والمذکور لنفسه بلا اذن الماهر فللماهر علی الوقف تحجیمه قلعه ان لم یضوف ان اضر یتملک الما فطر باقل نقیصتین للوقف ممدوعا و غیر ممدوع بہاں الوقف
اگر عمر و مذکور نے اپنی ذات کے لئے بغیر اذن ممتولی درست نکالے تو مستولی کو فقیر ہے کہ وہ اسے اکھاڑنے پر مجبور کرے جبکہ وقف کو ضرر نہ ہو اور اگر اکھاڑنا وقف کے لئے ضرر رساں ہے تو مستولی وہ قیمتوں میں اقل قیمت کے لئے مال وقف سے وقف کیلئے ان درختوں کا مالک بن جائے گا، دو قیمتوں سے مراد زمین میں لگے ہوئے درختوں کی قیمت اور اکھاڑے ہوئے درختوں کی قیمت ہے۔ (د ت)

(۴) حام ہے اور جتنے دنوں اس نے اپنے تصرف میں دکھا اتنے دنوں کا کرایہ جو حصہ وقف کا نرخ بازار سے ہوا اتنا تاواں اس پر لازم ہوگا کہ وقف کے لئے ادا کرے اور اپنا دہریہ دنگا جو کچھ اس نے بنایا اگر وہ کوئی مالیت نہیں رکھتا وہ وقف کا مفت قرار پاسے گا اور اگر مالیت ہے تو وہی حکم ہے کہ اگر اس کا

سے خلاصۃ الفتاوی کتاب الوقف الفصل الثالث مکتبہ حبیبیہ کوٹہ ۴۹/۴
سے " " " " الفصل الرابع " " ۴۲۳/۴
سے العقود الدریۃ فی تنقیح الفتاوی الحامیۃ کتاب الوقف الباب الثانی اگر بازار قندھار افغانستان ۱۸۹/۱

اکیڑنا وقت کو مضر نہیں جتنا اس نے زیادہ کیا اکیڑ کر بھیجک دیا جائے گا وہ اپنا عمل اٹھا کر لے جائے اور اگر اس کے بنانے میں اس نے وقت کی کوئی دیوار منہدم کی تھی تو اس پر لازم ہوگا کہ اپنے صرف سے وہ دیوار ویسی ہی بنادے اور اگر ویسی نہیں بن سکتی ہو، جی ہوئی دیوار کی قیمت ادا کرے اور اگر اکیڑنا وقت کو مضر ہے تو نظر کریں گے کہ اگر یہ عملہ اکیڑا جاتا تو کس قیمت کا رہ جاتا، اتنی قیمت مال مسجد سے اسے دیں گے، اگر فی الحال اس درخت یا اس عملہ کی قیمت مسجد کے پاس نہیں تو یہ یا اور کوئی زمین متعلق مسجد یا دیگر اسباب مسجد کرایہ پر چلا کر اس کرایہ سے قیمت ادا کریں گے اس کے لئے اگر برس درکار ہوں اسے تقاضے کا اختیار نہیں کہ ظلم اس کی طرف سے ہے، یہ سب اس حالی میں ہے کہ وہ عہدت اس شخص کی غمہ سے یعنی متولی تھا تو بناتے وقت گواہ کرتے تھے کہ اپنے لئے بنانا ہوئی یا غیر تھا تو یہ اقرار نہ کیا کہ مسجد کے لئے بنانا ہوں در نہ وہ عمارت خود ہی ملک وقف ہے اور یہ جو ہم نے قیمت لگائے میں اکیڑے ہوئے عملہ کا لحاظ کرنا کہا اس بنا پر ہے کہ غالباً بعد انہدام عملہ کی قیمت گھٹ جاتی ہے، اور اگر حالت موجودہ ہی قیمت حالت ہدم سے کم ہو تو یہی کم لازم آئیگی عقود الدریہ جلد اول ص ۱۵۶

اذا ثبت كونه وقفا وجبت المدة له في تلك
المدة لان ما دفع الوقت مضمونة على
المفتى به

جب اس کا وقف ہونا ثابت ہو گیا تو اس کی اجرت واجب ہے کیونکہ کسی یہ قول کے مطابق منافع وقف پر ضمان لازم ہوتا ہے (د)

اشبہاء والنظائر مع الترمذی ص ۳۰۰

من عهد مر حائط غيره يضمن نقصانها و
لا يؤمر بها ما تمها الا في حائط المسجد
كما في كراهة الخانية

جس نے غیر کی دیوار گرا دی اس کے نقصان کا ضمان ہوگا مگر اس کی تعمیر کا حکم اس کو نہیں دیا جائے گا سوائے دیوار مسجد کے (کہ اس کی تعمیر کا حکم دیا جائیگا) جیسا کہ فیہ میں کتاب الکراہیہ میں مذکور

رد المحتار جلد پنجم ص ۱۱۷

في شرح البيهقي اما الوقت فقد قال
في الخيرة اذا غصب الدار

شرح بیہقی میں ہے لیکن وقف تو اس کے بارے میں ذخیرہ میں فرمایا کہ اگر کسی نے وقف شدہ گھر

من العقود الدریة فی تنقیح الفتاوی النامیة کتاب الوقت الباب الثانی ارک بازار قندھار افغانستان ۱/۴۹

من الاشبہاء والنظائر النسخ الثانی کتاب الضبط ادارة القرآن کراچی ۹۴/۲

الوقوف فهدم مبناء الدار لتقيم الب
يضمنه قيمة البناء اذا لم يقدر الغاصب
على سدها ويضمن قيمة البناء مبنيًا ،
لان الغصب وسده كذا ومقتضا
انه اذا امكنه سد البناء كما كان وجب
ولم يحصل فيه بين المسجد وغيره من
الوقف ، ولذا قال البيهقي فباسق وهذا
في غير الوقف وفي فتاوى قارى الهداية
استاجر دارا وقعا عهد مها وبطلها طاحونا
الن مبهمة وعادته الى الصلة الاولى
فنهرا ب لا فرق بين المسجد وغيره
من الوقف بخلاف الطلح او محصور
مكان کو پہلی حالت پر لوٹائے اور غلط ہو کر اس سک میں کوئی فرق نہیں ہوگا چاہے وقت بصورت مسجد
ہو یا غیر مسجد بخلاف ملک کے اور اعتبارات

عمر والدریہ جلد ۱ ص ۱۵۹

غصب اس من وقف و نداد فيها سبادة
من عند نفسه وان كانت شيئا ليس
بمال ولا له حكم المال توحذ منه
ملا شئ ، وانت كالت مال قاتلما
بحوال القسارس والتم امر القاضى
العاصب برفعه وقلعه ، الا اذا كان
يضر بالوقف فانه يمنع عنه
لو اراد انت يفعل ويضمن

غصب کیا اور اس کی دیوار گرا دی تو ناخر وقت کو
اختیار ہے کہ وہ اس کو عمارت کی قیمت کا سامن ٹھہرائے
اگر غاصب اس کی تعمیر پر قادر نہ ہو اور تعمیر شدہ عمارت
کی قیمت کا سامن ٹھہرایا جائے گا کیونکہ غصب اسی
پر واقع ہوا اور اس کا تعاضیہ ہے کہ جب
غاصب سابقہ حالت پر عمارت بنانے پر قادر ہو
تو ایسا کرنا واجب ہے اور اس حکم میں مسجد اور
دوسرے وقف میں کوئی فرق نہیں اسی واسطے
بیہقی نے ما قبل میں کہا کہ یہ فرق وقت کا حکم ہے فتاوی
قاری الہدایہ میں ہے کہ ایک شخص نے وقفی گھر
کرایہ پر لیا اور اس کو گرا کر آٹا پیسنے کی چکی بنائی
تو اس پر لازم قرار دیا جائے گا کہ وہ چکی کو گرا کر
تو اس پر لازم قرار دیا جائے گا کہ وہ چکی کو گرا کر

کسی نے وقت کا احاطہ غصب کر کے اپنی طرف سے
اس میں کچھ اضافہ کر دیا ، اگر تو وہ اضافہ مال یا
حکم مال کے قبیلہ سے نہیں تو بلا عرض اس کو پس
لیا جائے گا اور اگر وہ اضافہ ایسا مال ہے جو زمین
کے ساتھ قائم ہے جیسے درخت اور عمارت تو
قاضی غاصب کو حکم دے گا کہ وہ اس کو اکھاڑے
جبکہ اکھاڑنے سے وقف کو نقصان نہ پہنچتا ہو ورنہ اگر
نقصان پہنچتا ہے تو پھر اس کو اکھاڑنے سے روکا

القيم او القاعی قیمة ذلك من غلة الواقع
ان كانت والا یؤاخر الوقف ویؤتی من
اجرة عمادیة ومثله فی الفصولین ۱۲
جائے اگر وہ اکھاڑنے کا ارادہ کرے، اور متولی یا
قاعی اس اضافے کی قیمت کے ضامن ہوں گے اگر
وقف کی کوئی آمدنی ہے تو اس سے ضمان دیں گے
ورنہ وقف کو کوئی پر دے کر اس کی اجرت سے ضمان ادا کرینگے، عمارت اور اسی کی شکل تعمیر میں ہے (ت)
(۵) جبکہ امام الزم امامت نہیں کرتا کبھی وقت بے وقت آجاتا ہے اور حرف بھی صاف مسووع نہیں ہوتے، اور
سائل کا بیان ہے کہ وہ دیندار متقی بھی نہیں تو نہ خدمت پوری کرتا ہے نہ خدمت کے مناسب ہے، ضرر
مستحق معزول ہے، بلکہ وہ امر اخیر اگر نہ بھی ہوتے تو صرف پہلی بات اسے خواہ مقرر لینا اور مال مسجد سے دینا
دونوں کے حرام کرنے کو کافی ہے، درمختار کتاب الوقف فروع فصل نہر العانی سے:

فیجب علیہ خدمة وظیفۃ او ترکھا لمن
یصل والا شمیئ
اپنے وظیفہ کی خدمت کرنا اس پر واجب ہے یا
اس شخص کے لئے چھوڑ دے جو یہ خدمت کرے
ورنہ گنہ گار ہوگا۔ (ت)

جتنی مدتوں وہ کبھی کسی آیا اور تنہا پڑی رہی گئی حساب کر کے وقت ماندی کی خواہ مقرر کرنا لازم ہے، اس
پر فرض ہے کہ واپس دے، اور متولی پر فرض ہے کہ واپس لے، فتاویٰ حیریہ جلد ۱ صفحہ ۱۱۳، ۱۱۴

سئل فی رجب سیدہ وظیفۃ امامۃ حلب
مسجد کل یوم بعثمانی وقد تناول جمیع
المعلو من قیم الوقف والمحل انتہ
کانت امر فی بعض الاوقات دون بعض
فهل لا یتحت المعلوم الا بمقدار
ما اشر والباقی یرجع علیہ بہ و
یکون موفی الجہۃ الوقف اجاب
الذبح تحصیل من کلام البحر
ان مقتضی کلام الخصاف
انہ لا یتحت الا بمقدار
سئل العترة الدیرۃ فی شیخ الفتاویٰ الحادیۃ کتاب الوقف ابواب اثانی اگر بزار مقدار افغانستان ۸۲-۸۳

۸۲-۸۳
۳۹۰/۱
طبع مجتبائی دہلی
کتاب الوقف
درمختار

ما یأشروہ وہ صرحاً ہیئت و ہبائت فی
السافر للحج اوصلۃ الرحمہ حیث قال
لا ینعزل ولا یتحق المعلوم مدۃ سفرہ
مع انہما فی صان

یہی ہے کہ جن دنوں کی امامت اسی نے کرائی صرف
انہی دنوں کی اجرت کا مستحق ہے۔ ابن وحبان
نے اسی کی تصریح فرمائی حج یا صلوٰۃ کی کے سفر
میں جہاں انہوں نے فرمایا کہ وہ معزول نہ ہوگا اور
نہایت سفر کی نواہ کا مستحق ہوگا باوجودیکہ یہ دونوں
چیزیں فرض ہیں (ت)

بلکہ انصافاً وہ متولی یا مہتمم کہ اس حالت پر اسے پوری تنخواہ دیتا رہا وہ بھی مستحق عزل ہے کہ بلا استحقاق دینے
سے مالی مسجد پر متعدي ہے۔

(۶) حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

جدبوا مساجدکم صیبکم ومجانینکم ورقعوا صولتکم
رواہ ابن ماجہ عن واثلہ بن الاسقع
وعبد الرزاق فی مصنفہ نسدا مثل منہ
عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما

اپنی مسجدوں کو بچو اور مجنونوں اور بدعنوانوں کو اور آوازیں بلند
کرنے سے محفوظ رکھو۔ (اس کو ابن ماجہ نے بروایت
واثل بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اس سے
زیادہ بہتر سند کے ساتھ امام عبد الرزاق نے

اپنی مصنف میں بروایت حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ ت)
اگر نجاست کا ظنی غائب ہو تو انہیں مسجد میں آسنے دینا حرام اور حالت محتل و مشکوک ہو تو مکروہ۔ اشیاء
مع الغر ص ۳۸ و در مختار ادا ذکرہ بات الصلوٰۃ

پھر مرد داخل صبیان و مجانین۔ حدیث
غلب تبجیہم والا فیکر۔ ت)

ہے۔ (ت)
یونہی اگر نیچے بلکہ بوڑھے بھی بے تمیز یا مذہب ہوں، غل مچائیں، بے حرمتی کریں، مسجد میں نہ آنے دئے جائیں
در مختار محل مذکور،

۱/۱۸۸ کتاب الوقف دار المعرفۃ بیروت
۵۵ ص سنی ابن ماجہ ابواب المساجد باب ما یکرہ فی المساجد ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۱/۹۳ کتاب الصلوٰۃ باب ما فیہ الصلوٰۃ وما یکرہ مطبع مجتبیٰ دہلی

یہ حرم فیہ السوال ویکرہ الاعطال و
النشاد صانۃ و شجر الامایہ ذکر و رفع
صوت مذکر الا للتمقہ و یسمع مد کل
مؤد ولو مبالغۃ

مسجد میں سوال کرنا حرام اور سائل کو مسجد میں دین
مکروہ ہے، اور اسی طرح گمشدہ چیز کا مسجد
میں اعلان کرنا۔ اور ایسا شمار پڑھنا جن میں ذکر
نہ ہو اور فقہ کی تعلیم و تعلم کے علاوہ آواز بلند کرنا

مکروہ ہے، اور کل ایذا دینے والے کو مسجد سے منع کیا جائیگا اگرچہ زبان سے ایذا پہنچاتا ہو۔ (ت)
اور اگر ایسی نہ ہوں تو انہیں مسجد میں غیر اوقات نماز میں پڑھنا مضائقہ نہیں رکھتا جب کہ معلم بلا تنخواہ محض لہجہ
پڑھاتا ہو ورنہ ہرگز جائز نہیں اگرچہ جوان اور بوڑھے ہی پڑھیں کہ اب یہ اہ پیشوں کی طرح دینا کمانا ہے
اور مسجد میں اس کی اجازت نہیں۔ فتاویٰ عالمگیری جلد ۵ ص ۱۱۲۲

یو جلس المعلم فی المسجد والوراق یکتب
فاسکان المعلم یعلم للفتۃ والموسیق
یکتب لنفسہ فلا یس بہ لایہ قرۃ وان
کان بالاحرق یکرہ الا ان تقہ لہم النصیۃ
کذا فی محیط السرخس

اگر معلم مسجد میں بیٹھ کر تعلیم دیتا ہے اور کاتب مسجد
میں بیٹھ کر لکھتا ہے اگر تو معلم ثواب کی نیت سے
ایسا کرتا ہے اور کاتب اپنے لئے لکھتا ہے نہ کہ
اجرت پر تو حرج نہیں کیونکہ یہ قرأت و عبادت ہے
اور اگر اجرت کے لئے ہے تو بلا ضرورت ایسا کرنا
مکروہ ہے، امام سرخسی کی محیط میں بھی ایسا ہی ہے (ت)

اشباہ والنظائر صفحہ ۱۳۸۱

نکرہ الصناعات فیہ من خیاطۃ و کتابۃ
باجرو تعلیم صبیح یا جبر لا بغيرہ الا
لمحفظ المسجد فی دوئیۃ

مسجد میں سلائی یا کتابت کا پیشہ اجرت پر کرنا اور
اجرت لے کر بچوں کو پڑھانا مکروہ ہے جبکہ
بلا اجرت ہو تو حرج نہیں، ایک روایت میں ہے
کہ مغالبت مسجد کیلئے بغير اجرت پر بھی ایسا کرنے کی

اجازت ہے (ت)

غز العیون ص ۱۳۸۱

سے در مختار کتاب الصلوۃ باب ما یفسد الصلوۃ مطبع مجتبیٰ دہلی ۱/ ۹۳-۹۲
سے فتاویٰ ہندیہ کتاب النکاح باب الخامس فی ادواب مسجد و القیۃ نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۲۱
سے الاشباہ والنظائر الفہم الثالث القول فی احکام المسجد اداره القرآن کرچی ۲/ ۲۳۱

فی القیم معلوم الصبیان القرآن کالکتاب انت
 باجر لایجوز وحسبہ لایا سب یہ انتھی ،
 وفی شرح الجامع الصغیر للقمی تاتی لایجوز
 تعلیم الصبیان القاب فی المسجد
 للمردی جفیوا مجانبکم وصیبا نکم مساجدکم
 انتھی وهو صریح فی عدم الجواز سواء
 کان باجر اولاً اقول والتوفیق
 عاشرفنا لیه ان لوکانوا غیر مامونین علی
 المسجد لسم یجوز مطلقاً والاحیاناً
 حسبہ لایجوز والدلیل علیہ استدلالہ
 بالمحدث وقد فرموا فیہ بالمجانین
 فالمراد فی الحديث من لا یعقل الا لایمن
 علیہ وفی فرع التشریح غیر ما موسین
 خاصۃ اذ من لا یعقل لا یعلم ، والله
 سبغہ اعلم۔

کی تعلیم دینے والا کاتب کی طرح ہے اگر اجرت پر
 ہوتا جائز اور نیت ثواب سے ہو تو جائز ہے
 انتھی، قمر تاشی کی شرح جامع صغیر میں ہے کہ بچوں
 کو مسجد میں تعلیم قرآن جائز نہیں کیونکہ مردی ہے کہ
 اپنی مسجدوں کو اپنے بچوں اور پاگلوں سے محفوظ
 رکھوا انتھی، یہ عدم جواز میں صریح ہے چاہے اجرت
 پر ہو یا بلا اجرت اقول (میں کہتا ہوں)
 کہ تطبیق جس کی طرف ہم نے اشارہ کیا یہ ہے کہ
 اگر مسجد (کی طہارت و احترام) کے سلسلہ میں
 ان پر بھروسہ نہیں تو مطلقاً ناجائز ہے ورنہ نیت
 اجر و ثواب جائز اور اجرت پر ناجائز ہے ، اور
 اس پر دلیل اس حدیث سے استدلال ہے کہ
 اس میں بچوں کے دوسرے ساتھ پاگلوں کا ذکر ہے
 لہذا حدیث میں بچوں سے مراد وہ ہیں جو بے عقل ہوں
 یا ای پر (آداب مسجد کے سلسلہ میں) بھروسہ
 نہ کیا جاسکتا ہو فرع قمر تاشی میں بطور عام غیر مامون (بے بھروسہ) کا ذکر ہے (ذکر بے عقل کا) کیونکہ
 جسے عقل نہیں وہ تعلیم حاصل نہیں کر سکتا۔ واللہ سبغہ اعلم (ت)

مسئلہ ۲۶۲ از قصبہ حسن پور ضلع مراد آباد تحصیل حسن پور مرسلہ اشرف علی خان ۲۴ ربیع الاول ۱۳۲۶ھ
 ایک شخص کے سپرد مسجد کی روشنی کا اہتمام ہے اور اس کو دوسرا شخص تیل کے لئے صرف دیتا ہے اب
 پہلے شخص نے جس کو روپیہ ہرفہ کے لئے دیا جاتا ہے اس نے روشنی میں کمی کر کے یا زیادہ ہرفہ لے کر اور
 کم صرف کیا اور کچھ دام بچا کر وہ اپنے ذاتی ہرفہ میں لایا اور اب وہ شخص جو اپنے ہرفہ میں لایا ہے اس مقام
 سے چھوڑ آیا اور دوسرے مقام پر موجود ہے اب اس کا خیال ہے کہ میں نے جو کچھ بچایا تھا اور صرف کیا وہ
 ادا کر دوں اور میرا یہ گناہ معاف ہو جائے تو اب اس کو کیا کرنا چاہئے آیا وہ اسی مسجد میں اور اسی تیل کو

روشنی کے کام دے یا وہ دوسری مسجد میں جہاں وہ اب موجود ہے وہاں پر کسی مسجد شکستہ یا قلعی وغیرہ کیسے دے دے جس سے اس کا گناہ معاف ہو۔

الجواب

اس پر تو بفرص ہے اور تاوانی اور نافرص ہے بجتے دام اپنے صرف میں لایا تھا اگر یہ اس مسجد کا متولی تھا تو اسی مسجد کے تیل بتی میں صرف کرے دوسری مسجد میں صرف کر دینے سے بری الذمہ ہوگا اور اگر متولی نہ تھا تو جس نے اسے دام دے تھے اسے واپس کرے کہ تمہارے دے ہوئے دعووں سے اتفاق ہو اور اتنا باقی رہا تھا کہ تمہیں دیتا ہوں،

لا ینکاح منک متولیا عقد تم التسليم والا
نهی عن ملک المعطى . والله تعالى اعلم۔
مستعلمہ از کانپور مدرسہ امداد العلوم محلہ بانس منڈی مسئلہ شمس الہدیٰ ۲۷ ربیع الاول ۱۳۳۶ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متبیین اس مسئلہ میں کہ عورت نے ایک مسجد تیار کرائی حالانکہ وہ اور اولاد سب اس کی سود و رشوت کھاتے ہیں اور قبل ان افعال ناجائز کے وہ مجلس تھے اور علماء و آدمی جو پرہیزگار و متقی ہیں اس امر کی گواہی دیتے ہیں کہ یہ مسجد خرام کے مال سے تیار کرائی گئی لیکن بانی مسجد اور اس کے دو چار قریب کھتے ہیں کہ حلال کے مال سے بنائی گئی، بنا بران صورتوں کے چند مسلمانوں نے اتفاق ہو کر وہ سرے محلہ میں ایک مسجد جدید بنائی ہے بنا بر طیہ کہ اس میں نماز نہیں ہوگی پس ان صورتوں میں کس میں نماز شرعاً ناجائز ہے، اگر ناجائز تو کون سی ناجائز ہے اور کس میں شرعاً بہتر و اولیٰ ہے بیہودا تو جہودا۔

الجواب

اس بارے میں صاحب مال کا قول شرعاً معتبر ہے، اگر وہ مکہ یہ مال مجھے وراثت ملا تھا یا میں نے قرض لے کر لگایا تو مانا جائے گا، اور اس سے کوئی دلیل اس پر طلب دی جاسکتی گی کہ نص علیہ فی العالمین کیویہ و عیدہا (جیسا کہ مالگیر یہ وغیرہ میں اس پر نص کی گئی ہے۔ ت) ان سترہ اٹھارہ کا کہنا اگر صرف اس بنا پر ہے کہ ای لوگوں کے پاس مال حرام ہے تو وہی لگایا ہوگا جب تو محض بے دلیل ہے ان کے پاس صرف مال حرام کب ہے سائل سود کھانا بتاتا ہے سود بلا مشبہ حرام ہے مگر اس کیلئے اصل درکار ہے اصل نہ ہوگی تو سود کا ہے پر لے گا، سود کے حرام ہونے سے اصل کیوں حرام ہونے لگی اور بالفرض ان کے پاس صرف مال حرام ہی ہو تو کیا یہ لوگ شہادت دیں گے کہ ان کے سامنے ان لوگوں نے

اپنا مال حرام یا نفعوں کو دکھایا اور ان سے کہا کہ ان روپوں کے عوض ہم کو اینٹ کڑی تختہ دے دو جب انھوں نے دی وہی زرِ حرام انھوں نے ٹمن میں دے دیا اور اس طرح کا اینٹ کڑی تختہ خرید کر مسجد میں لگایا یونہی مسجد کی زمین اپنا مال حرام بائع کو دکھا کر خاص اس کے عوض خریدی اور وہی ٹمن میں لیا اور ایسی خریدی ہوئی زمین کو مسجد کیا، اہل سترہ اٹھارہ میں ایک بھی ایسی شہادت نہ دے سکے گا اور جب اس طرح خریداری نہ ہو تو ان کا مال حرام ہی اینٹ کڑی تختہ زمین جو کچھ خرید یا حلال تھا،

کما حقہ فی الطریقۃ المحمدیۃ والحمد للہ
الندیۃ بلی ساجد فوق ذلک قد بیننا
فی فتاؤنا۔
اور ہم نے اپنے فتاویٰ میں اس کو مفصل بیان کیا ہے۔ (ت)

لہذا اس مسجد کا آباد کرنا مسلمانوں پر لازم اور وہ دوسری مسجد جو ائمہ عزوجل کے لئے بنائی وہ بھی مسجد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۲۷ از شہرِ مسئلہ حافظ چٹن محلہ ذخیرہ ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۳۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و معنیان شرح متین اس مسئلہ میں کہ ایک ہندو کے مبلغ نے روپیہ سود ہے ایک مسلمان پر چاہتے ہیں مسلمان روپیہ دینے سے انکار کرتا ہے کیونکہ اس کے پاس روپیہ نہیں ہے وہ ضامن طلب کرتا ہے ضامن بھی ناہند ہے کچھ مسلمانوں نے اس ہندو سے کہا کہ یہ روپیہ مسجد کے نام تو اگر کر دے تو ہم وصول کر لیں گے، لہذا یہ روپیہ مسجد میں جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب

جبکہ اس میں سود بھی شامل ہے تو اتنا تو حرام قطعی ہے اور اگر پہلے یہ کچھ سود میں دے چکا ہو تو اتنا اصل میں مجرا ہونا لازم ہے۔ جتنا باقی رہا اتنا اگر وہ ہندو اپنی خوشی سے کسی مسلمان کو دے اور اسے وصول کرنے کا اختیار دے تو اب وہ روپیہ اس مسلمان کا ہے اسے مسجد میں لگا دینے میں کوئی حرج نہیں اور اگر وہ کسی مسلمان کو نہ دے بلکہ یہی کہے کہ وہ وصول کر کے میری طرف سے مسجد میں لگا دو تو نہ لیا جائے۔ حدیث میں فرمایا،

انی نہیت عن تہبہ المشوکین (مجھے مشرکوں کی داد و دہش سے منع کر دیا گیا ہے۔ ت)

نیز فرمایا: اِنَّا لَا نَسْتَعِينُ بِمَشْرُوكٍ (جیشک ہم کسی مشرک سے مدد طلب نہیں کرتے تے) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۴۵ از موضع سرینا ضلع بریلی مرسلہ شیخ امیر علی صاحب قادری رضوی ۲۹ ربیع الثانی ۱۳۳۹ھ
کنواں سربراہ ہے اس سے سب قوم پانی پیتی ہے، ہندو مسلمان۔ اور مسجد بھی قریب ہے، مسجد کے خرچ
میں اسی کنویں کا پانی آتا ہے، اس وقت دو کنواں مرمت کرنے کے لائق ہے، اگر ہندو اس کی مرمت کرائے تو
کچھ خرچ ہے یا نہیں؟

الجواب

سائل نے بیان کیا کہ وہ کنواں مسجد کا نہیں، نہ وہاں کوئی آبادی ہے، مسافر لوگ مسجد میں نماز پڑھتے،
کنواں راہ گیزوں کے لئے ہے، ہندو اس کی مرمت کرانا چاہتا ہے کرائے، جبکہ وہ اس کی وجہ سے کوئی
استحقاق اپنا ایسا نہ کرے کہ وہ خود غسل میں مزا م جو سکے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۴۶ از سہرام ضلع گیا مرسلہ حکیم سراج الدین احمد صاحب ۳ جادی الآخرہ ۱۳۳۶ھ
فرق درمیان فضائل مسجد و مدارس کیا ہیں؟ حضور اقدسؐ نے نامہ دار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
سے بھی کوئی مدرسہ تعمیر کیا تھا؟ ہیں:

الجواب

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کوئی مدرسہ تعمیر نہ فرمایا، نہ صدر اولیٰ میں کوئی عمارت بنام یہ
بنانے کا دستور تھا۔ ان کی مساجد ان کی مجالس ہی مدارس ہوتی تھیں۔ ہاں تعلیم علم دین ضرور فرض ہے اسی سے
انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بعثت ہوتی ہے۔

قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اِنَّمَا بُعِثْتُ
مُعَلِّمًا

وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اِنَّمَا
حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں

لے سنن ابوداؤد کتاب الجہاد باب فی المشرک لیسہم لہ آفتاب عالم پریس لاہور ۱۹/۲

سنن ابن ماجہ ابواب الجہاد ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۰۸

المصنف لابن ابی شیبہ کتاب الجہاد باب فی الاستعانة بالمشرکین ادارة القرآن کراچی ۱۲/۲۹۵

لے سنن ابن ماجہ باب فضل العلماء ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۰

انا لکم بمنزلة الوالد اعلمکم
 وقال عمر و جل یعلمهم الکتاب والحکمة
 تمھارے لئے بمنزلہ والد کے ہوں تمھیں تعلیم دیتا ہوں
 اللہ عزوجل نے فرمایا کہ وہ (نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم) ان لوگوں کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔
 مسجد کی تعمیر واجب ہے اور مدرسہ کے نام سے کسی عمارت کا بنانا واجب نہیں، ہاں تعلیم عظیم دین
 واجب ہے۔ اور مدرسہ بنانا بدعت مستحبہ۔ تعمیر مسجد کی فضیلت بیشمار ہے، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 فرماتے ہیں،

من بنی لله مسجد اثنی، لله له بیتا ف
 الجنة وفي رواية من در دیا قوت لله
 جو اللہ عزوجل کے لئے مسجد بنائے اس کے لئے
 اللہ عزوجل جنت میں مورتیوں اور یا قوت کا گھر
 بنائے۔
 واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۷۷ از ویجی نگر صلیع وزیگا پٹم مرسلہ حاجی علی محمد عثمان ۲۰ جمادی الآخرہ ۱۳۳۹ھ

یہاں کی جامع مسجد میں اندر کے طاقوں والے ستونوں پر یہ تاریخ لکھی ہے،

از حکم مہاراج عالی لقب + محمد علی حاجی خوش لقب
 باصداٹ مسجد سہمی نمود، کزاں عوسان راشہ صدر
 بتاریخ، گوشت الہام حق، کہ واسجد درگاہ رب
 اقرب + زلفط خداوندی وصمد، محمد ابراہیم
 خوشے لقب، تعمیر مسجد چوں نمود عزم، دوبارہ ہے
 قرب درگاہ رب + پنے تاریخش آید بگو شش
 مگر حکم رب واسجد واقرب۔
 مہاراج بلند لقب کے حکم سے اپنے لقب والے
 حاجی محمد علی نے مسجد بنانے کی کوشش کی جس سے
 عوسان کو سیکڑوں خوشیاں حاصل ہوئیں، اس
 کی تاریخ کے بارے میں حق تعالیٰ کی طرف سے
 یوں الہام ہوا کہ واسجد درگاہ واقرب (پرو دگا
 کی بارگاہ میں مسجد کر اور قرب حاصل کر) زندہ
 رہے نیاز خداوند قدوس کی مہربانی سے پرو دگار
 کا قرب حاصل کرنے کی خاطر محمد ابراہیم خوشے لقب نے دوبارہ مسجد کی تعمیر کا عزم کیا تو اس کی تاریخ کیلئے
 یہ صداکان میں آئی کہ مگر حکم رب واسجد واقرب (پرو دگار کا یہ حکم دیکھ کہ مسجد کر اور قرب ہو جا)۔ (ت)

۱/ سنن ابوداؤد کتاب الطہارۃ باب کراہیۃ استقبال القبۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۳
 ۲/ القرآن الکریم ۱۲۹/۲

۳/ سنن ابن ماجہ ابواب المساجد باب من بنی فہ مسجد ایح ایم سعید کینٹی کراچی ص ۵۳
 مسند احمد بن حنبل مروی از مسند عبد اللہ بن عباس دار الفکر بیروت ۱/۲۴۱
 ۶/ المعجم الاوسط حدیث ۵۰۵۵ مکتبۃ المعارف الریاض ۶/۲۸

تحقیقات سے معلوم ہو کہ پہلی مرتبہ اس مسجد کی بنا حاجی محمد علی نے یہاں کے ہندو راجہ کے حکم سے کی اور حاجی محمد علی شیعہ مذہب کا تھا، بعد میں اس مسجد کو اگر دو مری مرتبہ اسی جگہ پر شیعہ مسلمانوں نے چندہ کر کے پھر نئے سرے سے تعمیر کی گئی جس چندہ میں زیادہ حصہ محمد ابراہیم خاں نے لقب لے لیا جو شیعہ مذہب کا ہے جس کا نام تاریخ میں لکھا ہے مگر اس مسجد میں شیعوں کا تعارف کسی قسم کا ہے نہ ان میں سے کوئی نماز کو کتابہ امام و متوذن کی خواہیں راجہ کے فرمان سے ختم ہیں جن میں سے مسجد کے چراغ بتی بھی ہوتی تھیں اب ان کے احکام بیان فرماتیں کہ اس مسجد میں نماز ہو سکتی ہے یا نہیں، یہ مسجد مسجد جامع کا حکم رکھتی ہے یا نہیں، ہندو راجہ کے عیسے سے مسجد کے چراغ بتی کا کیا حکم ہے،

الجواب

نماز اس میں ہو سکتی ہے تو اصل یہ محل اشتباہ نہیں۔ نماز ہر پاک جگہ ہو سکتی ہے جہاں کوئی عداوت شرعی نہ ہو اگرچہ کسی کا مکان یا افتادہ زمین ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جعلت لی الارض مسجدا و طهورا ہایما میرے لئے زمین کو جائے نماز اور پاک کرنے والے میں جلی من اعنی اور مکتہ الصلوۃ بنایا گیا ہے لہذا میری امت میں سے کسی شخص کو یہاں بی مار و دھب آجائے تو اس کو وہاں ہی قتل کر دینا چاہئے۔ (ت)

اور جب وہ تقریباً سو برس سے مسجد کہلاتی، مسجد بھی جاتی ہے اس میں جمعہ و جماعت و اذان ہوتی ہے اس کے لئے امام و متوذن مقرر ہیں تو اب اسے مسجد سمجھنے میں شبہ پیدا کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ ہندو راجہ کے حکم سے بننا اس کو مستلزم نہیں کہ اس کی ملک زمین میں اسی کی ملک پر بنی ہے کہ مسجد نہ ہو سکے بلکہ غالب یہی ہے کہ شہر کی زمین پر جس کا کوئی شخص مالک نہیں ہوتا اور والیان ملک اس میں بطور خود تعارف کرتے ہیں جسے چاہتے ہیں دیتے ہیں جو چاہتے ہیں بنواتے ہیں۔ ایسی زمین پر باجائز راجہ بنی، ملک کی غیر ملک زمین اللہ عز و جل کی ملک ہوتی ہے، بیت المال کی کہلاتی ہے، راجہ اس کا مالک نہیں ہوتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

عادى الارض لله و لى سولۃ (زمین اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ملک ہوتی ہے) اور رافضی کے اہتمام سے بننا بھی اس کے مسجد ہونے میں محلی نہیں، اگر اس کا رافضی حد کفر تک

سے صحیح البخاری کتاب التیمم ۴۸/۱ و کتاب الصلوۃ ۶۲/۱ قدیمی کتب خانہ کراچی

۱۳۳/۶ دار صادر بیروت احیاء الموات

ذبح جب تو طاهر، ورنہ غایت یہ کہ اس کے مسجد کسے سے مسجد نہ ہوئی، مگر جب مسلمانوں نے اسے مسجد قرار دیا اس میں نمازیں مسجد کچہ کر پڑھیں مسجد ہو گئی،

فان الارض ان كانت لبیت المال فجاء جعلهم اباها مسجد او الباء ان كان من مال المسلمين فيها او من مال المرتد فادامات على امرئ اذا فصار فينا للمسلمين او من حرزاة اموالنا بالحسرة لبیت المال على ان ما كان لكافر غیر ذمی ولا مستأمن و حصل للمسلمین فیہ عدد ونقص عہد صاں لہم عن ان یبدوا دلیلا ظاہرا یشہد بہ الوقف شریفا وہی الشہرۃ قد عوی خلا فہ یرودھا الاحتمال کما متنا فی فتاوانا توفیق اللہ۔

احتمال ذکر دیتا ہے جیسا کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اپنے فتاویٰ میں بیان کیا ہے۔ (ت)
یہیں سے ظاہر ہوا کہ دوبارہ بنائیں کسی شے کا چندہ میں زیادہ حصہ لینا اس معنی پر ہے کہ تحصیل چندہ میں زیادہ کوشش کی جب تو ظاہر، اور اگر اسی معنی پر ہو کہ زیادہ چندہ اس نے خود اپنے مال سے یا تو مسجد ثابت ہو کر قیامت تک تزلزل نہیں ہو سکتی۔

الاتری ان لو اسجد مسجد فاعاد سادہ کافر بماله لم یخرج عن المسجد یقہ وان لم یقبل سادہ فکونہ غیر اهل للوقف علی المسجد هذا اذا لم یکن مرتدا اما هو فیتوقف الامر علی ان یسلم فیصحب کما فی رد المحتار عن البیحد

رد المحتار کتاب الوقف مطلب فی وقف المرتد و الکافر دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۱۰

کی تو نہیں دیکھتا کہ اگر کوئی مسجد گر جائے اور اس کی عمارت کسی کافر نے دوبارہ اپنے مال سے بنادی تو وہ مسجد حرج خارج نہ ہوئی اگرچہ کافر کا مسجد کو تعمیر کرنا مقبول نہیں کیونکہ وہ مسجد پر وقف کا اہل نہیں، یہ اس صورت میں ہے کہ کافر غیر مرتد ہو، اور اگر مرتد ہو تو یہ معاملہ موقوف رہے گا حتیٰ کہ وہ مسلمان ہو جائے تو صحیح ہو جائے گا جیسا کہ بحر سے رد المحتار میں ہے

اویسوت علی مراد تہ والعیاذ باللہ میحی
فیئنا للمسلمین۔
یا وہ حالت ارتداد پر مرتبے، اللہ تعالیٰ کی پناہ،
قواب یہ مسلمانوں کے لئے مال غنیمت بن جائیگا۔

نامسلم کا عطیہ کہ اس کے اپنے مال سے ہو خصوصاً اپنے اسلامی کام میں نہ لانا چاہئے۔ نبی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

انہی نہیت عنہ زید المشرکین۔
سواء ابوداؤد والترمذی عن عیاض
بن حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ، وهو
حدیث حسن صحیح۔
بیشک مجھے مشرکوں کے عطیہ سے منع کر دیا گیا ہے۔
(اس کو ابوداؤد اور ترمذی نے عیاض بن حماد
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا، اور یہ
حدیث حسن صحیح ہے۔ ت)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،
ان لا قبل ہدیۃ مشرک۔ رواہ
الطبرانی فی الکبیر عن کعب بن مالک
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سند صحیح۔
بیشک میں مشرک کا ہدیہ قبول نہیں کرتا۔ (اسے
طبرانی نے کبیر میں کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا۔ ت)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،
ان لا قبل شیئاً من المشرکین۔
سواء احمد والحاکم عن حکیم بن
حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
بیشک ہم مشرکوں کی کوئی شے قبول نہیں کرتے۔
(اسے احمد اور حاکم نے حکیم بن حزام رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،
ان لا نستعین بمشرک۔ رواہ احمد
وابوداؤد وابن ماجہ عن ام المؤمنین
الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔
بیشک ہم مشرکوں سے مدد و طلب نہیں کرتے۔
(اس کو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ام المؤمنین
صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا۔ ت)

لہ جامع الترمذی ابواب السیر باب ما جاز فی قبول ہدایا المشرکین امین گنجی دہلی ۱۹۱/۱
لہ مجمع الکبیر حدیث ۱۳۸ و ۱۳۹ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۹/۶۰ و ۶۱
لہ مسند احمد بن حنبل مروی از حکیم بن حزام دار المعرفۃ بیروت ۲۰۳/۲
لہ سنن ابوداؤد کتاب الجہاد باب فی المشرک لیسہم لہ آفتاب عالم پریس لاہور ۱۹/۲
سنن ابن ماجہ ابواب الجہاد باب فی الاستعا بالمشرکین ایچ ایم سعید گنجی کراچی ص ۲۰۸

اور حدیثیں جو ازہ اجازت میں بھی ہیں اور قوفیق توفیق اللہ تعالیٰ ہمارے فتاویٰ ہیں، مگر یہاں ضرور وہ خرچ خزانہ سے ملتا ہو گا نہ کہ راجہ کی جیب سے، اور خزانہ والی ملک کی ذاتی ملکیت نہیں ہوتا تو اس کے لینے میں خرچ نہیں جا سکتی مصلحت شرعیہ کا خلاف نہ ہو، ہذا ما عندی والعلم بالحق عند ربی (یہ وہ ہے جو میرے نزدیک ہے اور حق کا علم میرے رب کے پاس ہے۔ ت) واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۵۸ از پھر ایرارائے پور ضلع مظفر پور محلہ نور العلیم شاہ شریف آباد مرسلہ شریف الرحمن صاحب
م شعبان ۱۳۳۶ھ

زید سیدی عالم ہے، مالدار ہے، پانچ سات ہزار روپے کی مالیت رکھتا ہے، چندہ یعنی مانگ کر مسجد بنواتا ہے۔ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟
الجواب

جائز ہے، امور خیر کے لئے چندہ کرنا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے، مالدار پر واجب نہیں کہ ساری مسجد اپنے مال سے بنائے، امر خیر میں چندہ کی تحریک دلالت خیر ہے۔
ومن دل علی حیو فلہ مثل حو ما عندہ۔ جو خیر کی راہ نکلتی کرے اس کو بھی اتنا ہی اجر
واللہ تعالیٰ اعلم ملتا ہے جتنا کار خیر کرنے والے کو۔ (ت)

مسئلہ ۲۵۹ از اجیر شریف درگاہ مقدس مرسلہ نیر احمد خاں صاحب رامپوری ۳ رمضان ۱۳۳۶ھ
ایک وقفی جائیداد چند غنطالی کے سپرد کی گئی جس میں ایک شاہی مسجد اور اس کی جائیداد بھی شامل ہے، غنطالی وقف خاص نے جائیداد مسجد کی کافی آمدنی کو مجموعی سرمایہ وقف میں جمع کیا اور مسلا وہ اس مسجد کے جس کے لئے یہ جائیداد وقف تھی دوسرے ابواب وقف میں صرف کر دیا اور اس مسجد کو دوران رکھا۔ امام موزن نماز و اذان پنجگانہ کا استقام کیا نہ پانی روشنی کا اہتمام، حتیٰ کہ مسجد کی ضروری مرمت صفائی تک نہیں کرائی جاتی۔

اول ایک وقف کی آمدنی باوجود اس کی ضروریات موجود ہونے کے غیر آباد رکھ کر دوسرے ابواب میں صرف کر دینا جائز ہے یا نہیں؟ اگر ناجائز ہے تو صرف شدہ مالی مسجد کو ابواب مصروف فیہا (خواہ وقفی ہی ہوں) سے واپس لے کر اس مسجد میں صرف کرانے کا مسلمانان کو حق حاصل

ہے یا نہیں؟

دوم متعلقان وقف اس صورت میں شرعاً کسی تعزیر و سزا کے مستوجب ہیں اور واجب العزل ہیں یا نہیں؟

الجواب

مسجد کی آمدنی دوسرے اوقاف میں صرف کرنا حرام ہے اگرچہ مسجد کو حاجت بھی نہ ہو نہ کمزور حاجت کہ حرام حرام اس شد حرام ہے۔ مال مسجد اگر بعینہ موجود ہو واپس لیا جائے اگرچہ دوسرے وقف یا مسجد دیگر میں ہو اور جو صرف ہو گیا اس کا تاوان غنیمتین پر لازم ہے ان سے وصول کیا جائے اور ان کا معزول کرنا واجب ہے کہ وہ غاصب و خائن ہیں اگر صورت مذکورہ واقعہ ہے۔ در مختار میں ہے ۱۰

اتحد الاوقف و الحقة و قل مرسوم بعض الوقوف عليه جائز للمحاكم ان يصرف من فاضل الوقف لآخر عليه و ان اختلف احد علماء باب ہی مسجدین اور جبل مسجد و مدرستہ و وقف علیہا اوقافاً لا یحوز له ذلك لیه ایک بھی شخص نے ایک مسجد اور ایک مدرسہ بنوایا اور دونوں کے مصالح کے لئے الگ الگ اوقاف متعین کئے ہوں تو ایک کی آمدنی دوسرے پر خرچ کرنے کا اختیار حاکم کو نہیں۔ (ت) اس میں ہے ۱

یمنع وجوباً بزمانیة ولو الاوقف در دفعیہ بالاولی غیر ما موت۔ واللہ تعالیٰ اعلم اگرچہ خود اوقف ہو (در) لہذا غیر واقف اگر متولی ہو تو بدرجہ اولی اس سے وقف واپس لیا جائیگا ورنہ ایسا کہ وہ امین نہ ہو (بلکہ خائن ہو) واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۲۸۱: مسئلہ آفتاب الدین از مدرسہ منظر اسلام

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسلمان یہ چاہتے ہیں کہ زمین ہندو زمیندار سے مول لے کر مسجد کے لئے وقف کر دیں مگر وہ زمیندار مسلمانوں کے ہاتھ نہیں بیچتا ہے، تو اس صورت میں مسجد بنانے کے لئے کیا حکم ہے، آیا کہ موردی زمین پر مسجد بنا کر نماز پڑھیں یا اپنے اپنے گھر نماز پڑھیں اور نماز جمعہ کے بابت کیا حکم ہے جب ہندو زمیندار اپنی زمین نہ بیچے؟

الجواب

ہندو اگر بیچتا نہیں اس سے کوئی مسلمان اپنے نام جہد کر لے پھر یہ مسلمان اسے مسجد کر دے، موردی ہونے سے زمین ملک مزارعاً نہیں ہو جاتی، اور وقف کرنے کے لئے ملک ضرور ہے، اگر وہ ہندو بھی کرے تو گھروں میں یا جہان مناسب تر ہو نماز پڑھیں اور جمعہ بھی اگر وہ جگہ شہر یا قبا شہر ہو۔ گاؤں میں جمعہ خود ہی جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۸۲

ایک مسجد نہایت تنگ ہے کہ اس میں سب سے زائد نمازی نماز نہیں پڑھ سکتے، یہاں کا زمیندار ہندو ہے وہ عرض و طول میں کھانے پانے کی مازت نہیں دیا ہے ایسی صورت میں مسجد کو بحیثیت دو منزلہ تعمیر کر کے اور نیچے اس کے دکانیں بنا کر اس کو کرایہ پر دے سکتا ہے یا نہیں؟ اور اس کرایہ کو مسجد کے صرف میں لانے کا خیال ہے اور مسجد کو دکانوں کے اوپر بنا سکتا ہے یا نہیں، ایسی صورت میں اس وقت سجدہ گاہ نیچے ہے اور پھر دکانوں کے اوپر جو اس کے واسطے جو حکم بومع حالہ حدیث قوی و مستند کے دیا جائے۔

الجواب

مسجد کو دکانیں کر دینا حرام قطعی ہے، تو سیسے کے لئے یہ ہو سکتا ہے کہ وہ منزلیں کر دی جائیں وقت ضرورت بالا خانہ پر بھی نماز ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۸۳: از الدہ آباد سرائے گڑھا دارالطلبہ مسئلہ محمد نصیر الدین صاحب ۱۹ رمضان المبارک ۱۳۳۶ھ

سوال اول: ایک مسجد کے متعلق کچھ دکانیں ہیں اور مسجد کے وقفہ نامہ کچھ پتا نہیں ہے الٹا اس کی آمدنی متولی سابق اپنے مسجد کے ضروری اخراجات میں صرف کرتے تھے ان کے زمانہ میں زیر باری بہت ہو گئی تھی تاہم رمضان المبارک کی تاریخ میں قرآن شریف ختم ہونے کے بعد شیرینی منگا کر تقسیم کرتے تھے اور ان سے پیشتر جو متولی تھے وہ علاوہ انی اخراجات کے رمضان شریف میں روزانہ افطاری بھی منگا کر غازیوں کو تقسیم کرتے تھے

دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس مسجد کی آمدنی سے اب مٹھائی اور افطاری منگانا درست ہے یا نہیں؟

الجواب هو المرفق والصواب

صورت مسئلہ میں ختم کی مٹھائی اور رمضان شریف میں افطاری منگانا جائز ہے اس لئے کہ مسجد کی آمدنی کے متعلق پیشتر وقف نامہ کے شرائط کے مطابق عملدرآمد کرنا چاہئے، اور اگر وقف نامہ موجود نہ ہو تو متولیان سابق کے متعلق کے مطابق عمل کرنا چاہئے اور اگر تعامل کا بھی حال معلوم نہ ہو تو جو مسجد کے ضروری اخراجات شرعاً ثابت ہوں اس میں خرچ کرنا چاہئے، جیسا کہ شامی کتاب الوقف میں مذکور ہے:

وفي الخيرية ان كان للوقف كتاب ديوان
القضاة السمي في حرفا بالسجن وهو
في ايديهم اتبعه عافيه استحسانا اذا توافر
هذه فيه ، والا ينهر الى المعهود من حبه
فيما سبق من الزمان من ان قوامه
كيعت كافوا ليعنون وان لم يعنهم المحر
سبق من جعل الى المقياس الشريك و
هو ان من اثبت بالبرهان حقا حكم له
به آه فقط والله تعالى اعلم مكتبه محمد
عبد الكافي۔

فتاویٰ خیرہ میں ہے کہ اگر وقف کے لئے کوئی تحریر
و فقر قضاۃ یعنی قاضی کے رجسٹر میں ہے جس کو
ہمارے عرف میں سجل کہا جاتا ہے تو متولیان وقف
میں اختلاف کی صورت میں استحضار اس تحریر کے مندرجات
کی اتباع کی جائیگی ورنہ دیکھا جائے گا کہ زمانہ
سابق سے اس وقف کا حال معهود و معروف
کیا چلا آرہا ہے یعنی متولیان سابق کیسے کرتے تھے
اگر یہ بھی معلوم نہ ہو سکے تو پھر ہم اس قیاس شرعی
کی طرف رجوع کریں گے کہ جس نے برہان سے حق
ثابت کر دیا اس کے لئے اس حق کا فیصلہ

کر دیا جائے گا آہ فقط والله تعالى اعلم، اس کو محمد عبد الکافی نے لکھا ہے۔ (ت)

سوال دوم: ایک مسجد کے سابق متول سید تھے، وہ بہت نیک و سادہ طبیعت تھے، ان کی
سادگی سے کچھ لوگوں نے مسجد کو نقصانات پہنچا دیئے، ان وجہوں سے ان کی مسجد سے علیحدگی بھی ہو گئی،
اب ان کی بے عزتانیوں کو پتھر پر کندہ کرا کے مسجد میں نصب کرانا جس سے ان کو صدمہ روحی ہو گا جانتے ہیں
یا نہیں؟ گو ان کا نام مذکور نہیں ہے بلکہ بجائے نام متول سابق لکھا گیا ہے جن کو اس نقب کے ساتھ
شہر کے لوگ جانتے ہیں۔

الجواب

جب کہ سید صاحب کی علیحدگی ہو گئی اور ان کو مسجد سے کوئی تعلق نہ رہا تو ان کی برائیوں کا کندہ کر کے نصب کرنا نہ چاہیے اس لئے کہ جو کچھ ان سے غفلت ہوئی اس کا عرض ان کو مل چکا اب ہمیشہ کے لئے علانیہ پتھر پر ان کی بے عنوانیاں کندہ کرا کے نصب کرنا جائز نہیں بلکہ یہ غیبت میں داخل ہے، جیسا کہ در مختار میں مذکور ہے:

فی کتاب الحظر والایاحة فصل فی البیعة
وکذا تکتون الغیبة باللسان صریح
تکون ایضاً بالفعل ویستعربض و
بالکتابة وبالمحرکة وبالمرور بغض العین
والاشارة بالید وکل ما یفهم منه
المقصود فهو احدث فی الغیبة وهو
حرام لم یفقط والله اعلم بالصواب
کتبه محمد عبد الکافی۔

کتاب الحظر والایاحة میں بیع کے متعلق فصل کے
تحت مذکور ہے کہ غیبت جس طرح صراحتاً زبان سے
ہوتی ہے اسی طرح عمل، تعریف، تحریر، حرکت،
رمز، آنکھ اور ہاتھ کے اشارے سے بھی ہوتی
ہے اسی طرح ہر وہ شے جس سے یہ مقصد حاصل
ہوتا ہو وہ غیبت میں داخل ہے اور غیبت
حرام ہے انچ حقہ والہ اعلم بالصواب،
اس کو محمد عبد الکافی نے لکھا ہے (ت)

الجواب

انهم هداية الحق والصواب۔

(۱) ایک دو شخص کے کرنے سے تعامل ثابت نہیں ہوتا، اگر یہ معلوم ہو کہ قدیم سے یہ مصارف
متولیٰ مسجد مالی مسجد سے کرتے آئے اب بھی کئے جائیں گے ورنہ نہیں جبکہ اور کوئی ذریعہ ثبوت شرعی
نہ ہو۔ فتاویٰ خیر میں ہے:

اذا وجد شرط الواقف فلا سبیل الی
مخالفتہ واذا فقد عن بالاستفضاة
والاستیارات العادیة
المستمررة من تقادم الزمان و

اگر واقف کی طرف سے کوئی شرط موجود ہے تو
اس کی مخالفت کی کوئی سبیل نہیں اور اگر یہ
مفقود ہے تو پرانے زمانے سے اب تک اس
وقت کے بارے میں جو معاملات مشورہ تسلسل و

فی هذا الوقت -

استمرار سے چلے آرہے ہیں ان پر عمل کیا جائیگا۔ (ت)

در تمام مجہول الشرائط اوقات ہر متولی کے استعمال و تابع افعال ہوجائیں کہ ایک کے فعل سے تعامل ثابت اور سابق سے عدم ثبوت ثبوت عدم نہیں۔ و هذا لا يتفق مع من له ادفع
توزيع من العامية كما لا يخفى (یہ ایسی بات ہے جو ادنیٰ سوجھ بوجھ رکھنے والا ایک عام آدمی
بھی نہیں کہہ سکتا جیسا کہ مخفی نہیں۔ ت)

(۲) اگر ان باتوں میں ان کا قصور نہ تھا بلکہ اور لوگوں نے نقصان پہنچائے تو ان افعال کی ان کی
طرف نسبت بہتان و افتراء ہے اور اس کی اشاعت اشاعت فاحشہ ہے اور وہ حرام ہے۔
قال تعالى ان الذين يحبون ان تشيع
الفاحشة في الذين امنوا لهم عذاب
اليم في الدنيا والاخرة۔
اور اگر ان کا قصور تھا اور اس پر ان کی علیحدگی بھی جوئی اور اب ای بے اعتدالیوں کا پتھر پر گنہ
کرا کے نصب کرنا کوئی ہم مصلحت شرعیہ نہ رکھتا ہو تو اگرچہ اس حالت میں کہ وہ باتیں معروف و مشہور ہو چکی ہوں
اہل شہر ان وقت پر مطلع ہوں ان کا لکھ کر اب کرنا عیبت نہیں ہو سکتی نہ صرف عامر میں نصب کرنا شہار
پھاپ کر عام تقسیم کی طرح حد بغیبت میں اس کا آغا دشوار نہ تاحیات متولی نہ کر اس کے عدم جواز کی
کوئی وجہ جب کہ بجز بظن نہ ہو یاں بعد موت متولی اس پتھر کا معدوم کر دینا ہو گا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لا تذکروا موتکم الا بخیر۔
اپنے مردوں کا فک نہ بھلائی کے سوا مست کرو (ت)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

لا تسبوا الاموات فانهم قد افضوا الی
ما قد موایک

ہوئے املاں کو پہنچ چکے ہیں۔ (ت)

لہ فتاویٰ خیرہ کتاب الوقت دار المعرفۃ بیروت ۲۳/۱

لہ القرآن الکریم ۱۹/۲

لہ تحف السادة المتقين کتاب آفات اللسان الآلة الثامنة اللعن دار الفکر بیروت ۲۹/۱ و ۲۹/۱

لہ صحیح البخاری کتاب الجنائز باب ما ینہی عن سب الاموات قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۸۷/۱

سنن النسائی سنن عیسیٰ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۲۷۳/۱

بایں ہر جب کہ بلا مصلحت شرعیہ ہے عبت ہے، اور عبت سے ویسے ہی بچنا چاہئے ذکر وہ جس سے کسی مسلمان کو تکلیف ہو اور اگر وہ افعال وقف میں خیانت و اضرار تھے اور متولی کو پھر عود کی ہوس ہے اور اس کی قوت یا بعض کی حمایت سے عود کا اندیشہ ہے اور اس پتھر کا نصب کرنا مانع ہوگا غرض اس کے نصب میں اس کا عزل ہے یا اسی طرح اور کوئی مصلحت محمد شریعہ ہے تو نصب میں عرج نہیں بلکہ حاجت ہو تو اجر ہے،

نظیر ما فی الحدیث اتروعن عن ذکر الفاجر کی یہ عرفہ الناس اذ کرد اللہ جرمہما فیہ ویخذ من الناس فی اللہ صیغۃ و تعالیٰ اعلم۔
اس کی نظیر وہ ہے جو حدیث میں ہے کہ فاجر کا زو کرنے سے مازر ہتے ہوتا کہ لوگ اسے پہچانتے رہیں، فاجر کے فخر اور اس کی بُری شخصیتوں کا ذکر کرو تا کہ لوگ اس سے بچیں۔ واللہ تعالیٰ

(علم دت)

مسئلہ ۲۸۵ از موضع سیما کہ تھانہ چمک تحصیل میرپور ریاست جہوں مسئلہ محمد ابراہیم

۱۲ ذی الحجہ ۱۳۳۶ھ

ایک قطعہ اراضی جو مسجد کے قریب واقع ہے، نامہ واجد سے فہم ہے مسجد اس کی کاشت کرتے ہیں اور حاصل اس کا کھاتے ہیں اور غراج اس کا ادا کر دیتے ہیں اگر خدمت مار چھوڑ دیں تو اہل دیہہ دوسرے خادم اب مسجد کو دیتے ہیں اسی طریق پر قبضہ اراضی مذکور کا بدلتا جاتا ہے معلوم نہیں ہوتا کہ آیا واجد اہل دیہہ نے کس طرح اراضی بالا کو مقرر کیا مسجد کی تعمیر کے ساتھ ہی وقف کیا یا بعدہ وقف کیا ہے یا وجہ اعمال بطور خدمت مذکور دی گئی اور ملک خود باقی، اگر اب موجودہ اہل دیہہ اراضی ملوکہ مشترکہ سمجھ کر اس کے کئی گوشہ پر تعمیر مکان امام مسجد کرا دیں اور یہ کہیں کہ یہ اراضی مشترکہ ملوکہ ہمارے آیا و جہاد کی ہے ہم کو اختیار ہے جو کریں خادم اب مسجد صرف مزدوری کا مالک ہے اس کی مزدوری نقد وغیرہ سے ادا کریں، بالاتفاق تعمیر مذکور کرا دیں، آیا یہ عمارت اس قطعہ اراضی میں جائز ہے یا نہیں چونکہ ہمارے ہاں لوگ جہالت اور لاعلمی کی وجہ سے شروط اور ارکان وقف سے واقف نہیں، پس یہ اراضی بالا کس امر پر محمول ہوگی، وقف بھی جائے گی یا ملوکہ اہل دیہہ تصور ہوگی یا کسی اور طریق پر محمول ہوگی ہر ایک قید قیود مد نظر فرما کر بالتجلیل جواب یا صواب سے محتاج فرمائیں ہمارے لوگ کثرت جو ابھارے سوال دیوبندیوں

فی الجہاد مدیة من المولوی الجہاد سرجل تصوف
نہ مانا فی امر من سرجل خیری الاس من
والتصوف ولم یدع وعات علی ذلک
لم تسمہ بعد ذلک دعوی ولذا قتلہ
علی ید التصوف

حاضر میں بحر الودائع ہے کہ ایک شخص کی عرصہ
ایک زمین میں تصرف کرتا رہا اور دوسرا شخص سے
زمین میں تصرف کرتے دیکھتا رہا اور اس پر دعوی
نہیں کیا پھر اسی حال میں مر گیا تو اس کے بعد
اس کے بیٹے کا دعویٰ مستحکم نہ ہو گا لہذا وہ زمین
حسب سابق تصرف کے قبضے میں رہنے دینگے (۱)

اور جبکہ کسی کی ملک ثابت نہیں نہ اب دعویٰ ملک منسا جائے اور متعلق مسجد ہوا قطعاً معلوم کہ
اسی کے خادمان آب کے تصرف میں رہتی ہے اور وہ مسجد کے لئے اس کا خراج ادا کرتے ہیں تو مسجد پر
وقف ہی سمجھی جائے گی اور یہ طریقہ کہ اجرت آب میں ان کو دی جاتی ہے کہ خراج دیں اور باقی محاصل
اپنی مزدوری میں لیں حرام ہے کہ اجرت مجبور بلکہ غرور و خطر میں ہے اور مسلمانوں کا کام حتی الامکان
صلاح پر محمول کرنا واجب، کہ نصوا علیہ قاطبۃ فی غیر ما عمار (جیسا کہ علامہ نے متعدد
مقامات پر اس کی مراعات کی۔ ت) تو یہ تعامل قدیم یوں سمجھا جائے گا کہ واقعہ ہی نے زمین اسی
شرط پر وقف کی کہ خادمان آب مسجد اس کی کاشت کریں اور محاصل کھائیں اور خراج مسجد کو دیں تو
اس طریقہ کی تبدیل کسی کے اختیار میں نہیں،

فان شرط الواقف کنھن التنازع صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واللہ تعالیٰ
اعلم۔

واقعہ کی شرط شارع علیہ الصلوۃ والسلام
کی نص کی طرح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(ت)

مسئلہ ۲۸۶ زیارت گروالیار محلہ چوک بازار جامع مسجد مرسلہ عبد الغفور صاحب ۲ ربیع الاول ۱۳۳۷ھ
کی فرماتے ہیں مائے دین و مقلدان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ۱۳۱۹ھ میں شہر گروالیار میں یہیں
کے شرفار اور ذی علم اور معزز حضرات کی ایک انجمن قائم ہوئی گروالیار کی جامع مسجد نہایت مشکستہ
حالت میں بلقاہت سرکار تھی۔ اراکین انجمن نے واگذاشت کرانے کی کوشش کی، زیارت نے بکمال
رعایا پروری جامع مسجد مع دکانات اراکین انجمن کے سپرد فرمادی، اراکین انجمن نے علاوہ انتظام

جامع مسجد کے اور انتظام دینی خدمات کے بھی اپنے ذمے ستائیس ہزار روپیہ جامع مسجد مذکور کی مرمت و تعمیر میں صرف کیا جس میں دس ہزار عطیہ ریاست ہے اور اکیس انجن نے ایک امام مسجد قید کر پیشا ہر وہ مبلغ ستلہ راہدار مقرر کیا مگر زید نے اپنے فرائض منصبی یعنی نماز وغیرہ کی پابندی نہیں کی، علاوہ عدم پابندی نماز وغیرہ کے اور بہت سی بے عزتیاں ظاہر ہوئیں جس پر اکیس انجن نے بہت فحاشی کے بعد زید کو کئی برس کا عرصہ جوار غناست کر دیا اور دوسرے امام صاحب کو سیشن روپیہ راہدار تخواہ پر مقرر کیا۔

اولیٰ یہ ہے کہ از روئے شرع شریف ایسے امام کو جیسا کہ زید تھا اور جس کو عہدہ امامت پر اکیس انجن نے مقرر کیا تھا برخواست کرنے کا اختیار اکیس انجن کو تھا یا نہیں؟ اور ایسی صورت جب کہ کل انتظام جامع مسجد کا اکیس انجن کے اختیار میں سترہ اٹھارہ برس سے ہے، اور اکیس انجن جس کو چاہیں امام بنا سکتے ہیں یا نہیں؟ زید کا خیال ہے کہ منصب امامت ایک دائمی اور موروثی عہدہ ہے اور باوجود عدم پابندی نماز اور بہت سی بے عزتیاں کے امام کسی حال میں معزول نہیں ہو سکتا، کیا درحقیقت شرعاً منصب امامت کوئی دائمی اور موروثی عہدہ ہے زید یہ بھی کہی کہی کہتا ہے کہ عوام الناس سے مشورہ میری معزول کے وقت میں نہیں لیا گیا لہذا میں معزول نہیں ہوا، کما شرفاً اس کی معزولی کے لئے عوام الناس کا مشورہ ضروری تھا اور کیا بغیر عوام الناس کے مشورہ کے انجن استخارہ جانتے مسجد جو عرصہ سے جامع مسجد کی متولی اور منتظم ہے اور جس نے بغیر مشورہ عوام الناس کے زید کو دس روپیہ راہدار پر امام مقرر کیا تھا اس کو معزول نہیں کر سکتی۔
بَيِّنُوا تَوَجُّدًا (بیان کیجئے اجر پائے۔ ت۔)

الجواب

امامت میں میراث جاری نہیں اور نہ امام تنفی کے بعد آٹھویں دن اس کی وجہ امامت کرے اور نماز کا پابند نہ ہو لائق امامت نہیں اسے معزول کرنا واجب ہے، اگر معزول نہ کرتے گنہگار رہتے۔
تبيين الحقاني میں ہے:

لان في تعديسه للامامة تعظيمه وقد خاسق امام کی تقدیم میں اس کی تعظیم ہے جبکہ
وحب عليهم اهانة شرعاً۔ لوگوں پر شرعاً اس کی توہین لازم ہے۔ (ت،)
انجن کو ایسے شخص کے معزول کرنے میں کسی سے کچھ مشورہ کی حاجت نہ تھی بلکہ بحالت مذکورہ اگر تمام عوام الناس اس کو بحال رکھنا چاہتے تو ان کا کہنا ماننا جائز نہ تھا اور معزول کرنا واجب تھا۔ رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

لا طاعة لاحد في معصية الله تعالى
اللہ تعالیٰ کی معصیت میں کسی کی طاعت نہیں
کی جائیگی۔ (ت)

قریب کا یہ عذر عجیب ہے، انجمن کی کاروائی بے مشورہ عوام اس کے نزدیک صحیح ہے یا باطل؟ اگر صحیح ہے تو عذر کیا ہے اور اگر باطل ہے تو معزول و درکار، اس کا تقرر ہی باطل تھا کہ وہ بھی انجمن نے بے مشورہ عوام کیا تھا اور جب تقرر باطل تھا تو جتنے دفن مسجد کے مال سے منہ رہا ہوا لیا واپس لے۔ اب کہے گا کہ وہ تقرر صحیح تھا تو یہ معزول بھی جو بے شرعی ہے صحیح ہوئی، ہاں بلاوجہ شرعی مقبول نہ ہوتی۔ بحر الرائق و رد المحتار میں ہے :

واستيفاد من عدم عزل الناظر بلا جنة
عدمها صاحب وطيفة في وقف
غير جنة وعدم اهلية - و الله
تعالى اعلم۔
ناظر کو بلا جرم معزول کرنے کے صحیح نہ ہونے سے
معلوم ہوتا ہے کسی وقف میں کسی صاحب و طیفہ
کو بلا جرم اور بغیر نااہلی کے معزول کرنا صحیح نہیں۔
واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۲۸۷ ۱۸ ربیع الآخر ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک مسلمان سرکاری عہدہ
ممبری کے ملنے کے لئے جو لوگوں کی کوشش پر موقوف ہے مسلمانوں سے کوشش کرنا چاہتا ہے کہ کوشش کنندگان
یہ کہتے ہیں کہ تم تعمیر مسجد میں اس قدر روپیہ دو بر تقدیر ممبر ہو جانے کے۔ تو ہم لوگ تیار کوشش پر ہیں۔ یہ رقم
جو حق الاجرت ہے مسجد کی تعمیر میں لگانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

اسے حق الاجرة کہنا صحیح نہیں کہ ممبر کر دینا ان کا کام نہیں اور کوشش مجہول القدر ہے اور وقت
معیین نہ کیا تو کسی طرح اجارہ جائزہ میں نہیں آسکتا، یاں اگر یوں کر ہے کہ وہ ان کو مہینے پندرہ روز کے لئے
بتعیین تنخواہ و تعین وقت مثلاً تم کو دس دن کے لئے ہر روز صبح کے آٹھ بجے سے شام کے چار بجے تک

۱۔ مسند احمد بن حنبل بقیہ حدیث حکم بن عمرو والغفاری دار الفکر بیروت ۵/ ۶۶، ۶۷

کنز العمال بحوالہ ق۔ د۔ ن علی بن رضی اللہ عنہ حدیث ۱۳۸۷، موسسة الرسالة بیروت ۶/ ۶۷

۲۔ رد المحتار کتاب الوقف دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۲۸۶

اتنے معاوضہ پر اگرچہ وہ دس ہزار روپے ہوں تو رکھا پھر وقت مقرر میں جو کام چاہے لے ازاں بعد یہ
کوشش تو اس صورت میں اجارہ صحیح ہو جائے گا و قد اخذ هذه الخيلة في الخانية والخلصة
وغیرہما (تحقیق اس جملہ کا افادہ خلاصہ اور خانیہ وغیرہ میں فرمایا ہے۔ ت) مگر اس صورت میں وہ
بات کہ بر تقدیر عمر ہو جانے کے ہے حاصل نہ ہوگی بلکہ یہ خواہ واجب الادا ہوگی اگرچہ عمری نہ ملے، اور اگر یہ
شرط کر لیں کہ عمری ملنے پر یہ تنخواہ دی جائے گی تو پھر اجارہ فاسد و حرام ہو جائے گا، معہذا حب کیہ روپیہ
ای کا حق الاجرة ہو گا ان کی ملک ہو گا اگر مسجد میں نہ دیں ان پر الزام نہ ہوگا۔ ایک صورت یہ ہے کہ مسجد کی
کوئی اینٹ یا لوٹا کپڑے میں سی کر مثلاً دو ہزار کو اس کے ہاتھ متولی مسجد بیع کر دے اور وہ قیمت اور چیز
کسی امین کے پاس رکھ دی جائیں اور یہ لوگ کوشش کریں اگر عمری ہو جائے امین وہ چیز عمر کو دے دے
اور وہ روپیہ مسجد میں اور اگر عمری نہ ہو تو یہ طالب عمری اس چیز کو کھول کر اب دیکھے اور حکم خیار رویت
بیع رد کر دے امین وہ چیز مسجد کو دے دے اور قیمت اس شخص کو پھر دے، اسی میں یہ بھی ہو گیا کہ
روپیہ بر تقدیر عمری دیا جائے گا ورنہ نہیں اور جب دیا جائے گا تو مسجد ہی کی ملک ہوگا، دوسرا اس میں
تصرف نہ کر سکے گا مگر اس میں بیغابی سے عمری ہو جانے پر بھی اسے اختیار ہوگا کہ چیز دیکھ کر بیع رد کر دے
تو عمری بھی ہوگئی اور روپیہ بھی دیا۔ اور اگر یوں ہو تو سب عمری کے میں اس کے لئے مشقت مانتا ہوں کہ
اگر عمر ہو گیا تو دو ہزار روپے غلام مسجد کی تعمیر میں دوں گا تو یہ بھی اس کے اختیار پر رہے گا کہ تعمیر مسجد کی نذر
صحیح و لازم نہیں، بدائع و رد المحتار میں ہے،

من شروطه ان يكون قربة مقصودة فلا
يصح النذر بالموضوء والاذا كان بساء
الرباطات والمساجد
نذر کی شرطوں میں سے یہ ہے کہ وہ قربت مقصودہ ہو
لذا وضوء اذان، خاتما ہوں اور مسجدوں کی تعمیر
کی نذر صحیح نہیں۔ (ت)

اگر وہ یوں کہ عمری ملنے پر اسی دن دو ہزار غلام مسجد کو دوں گا نہ دوں تو دس ہزار روپے فقراء مسکین
کو دوں اگرچہ نذر مسجد لازم نہ ہوئی یہ نذر تو یقیناً نذر صحیح ہے اس کے خوف سے مسجد کو دو ہزار دے گا
تو یہ بھی کافی نہیں کہ یہ نذر معنی میں قسم ہے اگر مسجد کو روپیہ نہ دے تو اسے اختیار ہوگا کہ صرف قسم کا کفارہ
دے دے اور بری الذمہ ہو گیا، رد المحتار میں ہے،

ان المعلق فيه تفصيل فامث علقه
پھر نذر معلق میں تفصیل ہے، اگر اس نے نذر کو

بشرط یریدہ کا کہ قد مغائب یوقف
وجوان وجد الشوط وان علقہ
بما لم یردہ کان فیہ تلافیۃ تلافیۃ
بندس ۱۰ وکفر یمینہ علی المذہب لایہ
مد رلف ہر ویمین بمعناہ یخیر ضرورۃ
وہ ارادہ نہیں رکھتا مثلاً یوں کہے کہ اگر میں فلاں غرت سے زنا کروں (تو مجھ پر صدقہ لازم ہے) پھر حائش
ہوا تو چاہے تو نذر کو پورا کرے یا ہے تو قسم کا کفارہ دے دے کیونکہ یہ ظاہر نذر اور معنا یمین ہے
لہذا اس کو ازراہ ضرورت اختیار دیا جائیگا۔ (ت)

اور اس کے بدلے یوں کہلوائیں کہ نہ دوں تو میرا مکان اور جائداد مسجد مذکور پر وقف ہے تو یہ بھی
بیکار ہے کہ وقف کسی شرط پر معلق نہیں ہو سکتا۔ رد المحتار میں ہے
الموقف لایحتل التعلیق بالمحطرت
وقف قریب الہلاک شئی کے ساتھ معلق ہونے
کا احتمال نہیں رکھتا (ت)

ہاں باندی غلام ہوتے تو یہ بندش پوری تھی کہ بشرط مہری شد ایک بندہ کے اندر اتنا روپیہ اگر غلامان
مسجد کو نہ دوں تو میرے سب غلام و کینز آزاد ہیں مگر یہاں باندی غلام کہاں، اور ایسی قسم طلاق کی کھدنی
جائز نہ کھدنی جائز، اور حدیث میں ارشاد ہوا،
ما حلف بالطلاق ہو من وما استخلف
بہ الا منافق یتے
طلاق کی قسم نہیں کھاتا مسلمان، نہ اس کی قسم لے
مگر منافق۔

بالجملہ ایسی صورت کہ مہری نہ ہونے پر روپیہ نہ دینا ہو اور ہونے پر مجبوراً دینا پڑے اور وہ مسجد ہی
کا حق ہو کوئی نظر نہیں آتی سوا اس کے کہ طالب مہری وہ روپیہ کسی امین کو دے دے اور اسے وکیل
کرے کہ اگر مہری ہو جائے تو یہ روپیہ فلاں مسجد میں دے دینا۔ آپ اگر مہری نہ ہو تو وکیل اسے روپیہ
واپس دے اور ہو جائے تو فوراً وہ روپیہ متولی مسجد کو دے دے قبل اس کے کہ متوکل اسے معزول
کر سکے اس صورت میں جب وکیل وہ روپیہ مسجد کو دے چکے گا متوکل کو اس کی واپسی کا کچھ اختیار
نہ درمختار کتاب الایمان مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۹۳ و ۲۹۵

رد المحتار کتاب الوقف دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/۳۶۰
کنز العمال بحوالہ ابن عساکر عن انس حدیث ۴۶۳۴ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۶/۶۸۹

نہ رہے گا فان الصدقة اذا تمت لذمت (اس لئے کہ صدقہ جب تمام ہو جائے تو لازم ہو جاتا ہے)۔
 ہاں بعد عمری وکیل ابھی روپیہ مسجد کو نہ دینے پایا کہ موکل نے منع کر دیا اور اس ممانعت کی اطلاع وکیل
 کو ہو گئی تو وکالت سے معزول ہو جائے گا اور مسجد میں نہ دے سکے گا اور اگر اس نے منع کیا اور وکیل کو
 ابھی اطلاع نہ ہوئی اور روپیہ مسجد کو دے دیا تو دینا صحیح ہے اور موکل واپس نہیں کر سکتا لان انوکھیل
 لاینعزل بالنعزل حالہ یعلمہ (کیونکہ وکیل معزول کر دینے سے معزول نہیں ہوتا جب تک اسے
 علم نہ ہو جائے۔ ت) لہذا بعد عمری وکیل فوراً متولی کو دے دے، یہ سب صورتیں شرعاً مجبور ہونے کے
 متعلق تھیں اور اگر اطمینان ہو تو عند اللہ وہ اتنے وعدہ ہی سے کہ عمری ہو جائے تو اتنا روپیہ مسئلہ
 مسجد کو دوں گا دینے پر مجبور ہے کہ اللہ واحد تمہارے وعدہ کر کے پھرنا بہت سخت ہے اور اس پر شدید
 وعید، قال تعالیٰ،

فَاعْتَبِرْهُمْ نَفَاقًا فِي قُلُوبِهِمْ إِلَى يَوْمِ يَلْقَوْنَهُ
 بِمَا احْلَفُوا اللَّهَ مَا وَعَدُوهُ وَبِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ
 وَالْعِیَاذُ بِاللّٰهِ تَعَالٰی ۔ وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ ۔
 تو اس کے پیچھے اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں
 نفاق رکھ دیا اس دن تک کہ اس سے طیس گے
 بدلہ اس کا کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ جھوٹا
 کیا اور یہ اس کا کہ وہ جھوٹ بولتے تھے، اللہ تعالیٰ
 کی پناہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

۲۸۶ مسئلہ از شہر علیگزہ مسئلہ محمد شمیم و محمد یوسف سوداگران موتی مسجد ۱۰ رجب المرجب ۱۳۳۷ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زمانہ سلطنت کی ایک مسجد جس کی کرسی ادنیٰ ہے ایک محلہ
 میں واقع ہے اس محلہ میں متعدد آدمی نمازی ہیں اور وہ بھی ناداری کی وجہ سے مسجد کے کسی خرچ کے کفیل
 نہیں ہو سکے ہیں، اس مسجد میں کزوں نہیں تھ کچھ عرصہ ہو کہ ایک کمار سے سے کزوں بنوایا گیا ہے جو
 زمین سے اودھن کے میل میں ہے راستے یہ ہوئی کہ اس کازینہ کنویں کی طرف کر دیا جائے اور زمین کے نیچے
 ایک آدھ گز زمین فرش میں سے لے لی جائے اس آدھ گز زمین میں دیوار اٹھا کر بنادی جائے اور بجائے
 زمین کے دکانیں بنادی جائیں جن کا کرایہ مسجد کے خرچ میں صرف کیا جائے آدھ گز زمین فرش میں سے
 لینے کے لئے دیوار کافی جا رہی تھی کہ بجائے مٹی کے راکھ نکل پڑی اور یکا یک جو حصہ صحن کا چھوڑا تھا وہ بھی
 ان پڑا اس طرح سے کل کرسی مسجد کی ان پڑی صرف اندرونی مسجد باقی ہے، اب یہ راستے ہے کہ صحن مسجد

میں ایک صف کی جگہ ٹھوس کرا دی جاتے اور باقی صف میں دکانات بنوا دی جاتیں اور ان دکانات کا کرایہ مسجد کے صرف میں لایا جائے اور ان دکانات کی چھت ہموار کر کے بیرون صف مسجد کے ساتھ جو ٹھوس ہوگی ملا دی جائے۔ تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ وجوہات مندرجہ بالا کے لحاظ سے جو دکانات کا تیار کرانا اور چھت کا ہموار کر دینا اور بیرون صف سے ملا دینا اس میں شرعاً تو کوئی امر مانع نہ ہوگا اور دکانات کی چھت جو ہموار ہو کر صف مسجد ہو جائے گا اس میں نماز کی ادائیگی درست ہوگی اس کے متعلق جو اتفاق علماء کا ہو قطعی طور پر مفصل بتایا جائے اور شرعی مسئلہ کے موافق مشورہ موجودہ صورت میں تعمیر مسجد کا دیا جائے۔

الجواب

جو زمین مسجد ہو چکی اس کے کسی حصہ کسی قبر کا غیر مسجد کر دینا اگرچہ متعلقات مسجد ہی سے کوئی چیز جو حرام قطعی ہے قال اللہ تعالیٰ وَاَنَّ الْمَسْجِدَ لِلّٰهِ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا، بیشک مسجدیں اللہ تعالیٰ کی ہیں۔ ت) پہلے جو ایک حصہ فرش کا زمین میں شامل کرنا چاہتا تھا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام فرش گر گیا اب فرش مسجد کو دکانیں کرنا چاہتے ہیں یہ حرام اور سخت حرام ہے، ان دکانوں میں بیٹھا حرام ہوگا، ان سے کوئی چیز خریدنے کے لئے جانا حرام ہوگا، فنانے مسجد میں دکانیں کرنے کو تو علماء نے منع فرمایا ذکر معاذ اللہ نفس مسجد میں بڑا زیہ، اور درختار میں ہے،

لَا يَجُوزُ أَنْ يَتَّخِذَ شَيْءٌ مِنْهُ مَسْتَعْلَقًا
مسجد کے کسی حصہ کو کرایہ حاصل کرنے کے لئے مقرر کرنا جائز نہیں۔ (ت)

بسطوا المسخریٰ اور عالمگیری میں ہے،

قیم یرید اب یبنی حوانیت فی فناء
المسجد لایجوز لہ ذلک لانہ یسقط
حرمة المسجد لانہ فناء المسجد لہ حکم
المسجد۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کوئی متری فنانے مسجد میں دکانیں بنانا چاہتا ہے
تو اسے ایسا کرنا جائز نہیں اس لئے کہ یہ حرمت
مسجد کو ساقط کر دیتا ہے کیونکہ فنانے مسجد کا
حکم وہی ہے جو خود مسجد کا ہے۔ واللہ تعالیٰ
اعلم (ت)

سُـلَـهُ الْقُرْآنُ الْکَرِیْمُ ۱۸/۷۲

سُـلَـهُ دَرْمَتَار کتاب الوقف مطبع مجتہائی دہلی ۲۷۹/۱
سُـلَـهُ فَاوِی ہندیۃ کتاب الوقف الباب الحادی عشر فی المسجد نورانی کتب خانہ پشاور ۲۶۲/۲

مسئلہ ۲۸۹ از سکندرہ راو ضلع علیگڑھ محلہ فوخیل مرسلہ ایزد بخش ۱۳ رمضان المبارک ۱۳۳۴ء
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ حدود جامع مسجد میں فرش مسجد سے طے ایک درجہ وضو خانہ
 کے نام سے جس کے بیرونی دروازہ عام راہ پر اور اندرونی درجہ کے فرش مسجد پر نصب ہیں اور نالی واسطے
 خارج ہونے پانی وضو درمیان فرش مسجد و صحن و وضو خانہ مستقیم تعمیر ہے جس میں وقت ہر شہر و دھوپ
 غازی وضو کرتے ہیں اب ان کے درجہ جانب فرش مسجد میں بند کر کے ایک ہندو کیل کو جو پیشہ دکالت کرتا
 ہے واسطے کرنے دکالت کرایہ پر دے سکتے ہیں یا نہیں ؟

الجواب

حرام حرام حرام بوجہ حرام ، اگرچہ مسلمان کو جائز کار دنیوی کے لئے کرایہ پر دیتے ۔ عالمگیری میں
 ہے الا یہ جواز تعییر الوقت عن حیثہ (وقف کو اس کی ہیئت سے تبدیل کرنا جائز نہیں ۔ ت)
 واللہ تعالیٰ اعلم ۔

مسئلہ ۲۹۰ از پیدارس پور ضلع ربی ڈاکٹرہ صدر کپ مرسلہ سنو خان ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۳۴ء
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کالے خاں اس کی اینٹ تھینا قریب چار ہزار
 کے تھیں اس کو ایک ڈگری دار نے قریب کرایا اور کچھ سے چار ہزار کے ڈھائی ہزار کا تخمینہ کیا گیا ، اور ان
 اینٹوں کو بضرورت مسجد نیلام میں خرید کیس اور خرید بنام سنو خان کے لیں بعد خرید نیلام کے جب اس کا شمار
 کیا گیا تو چار ہزار ہوئیں اور آپس میں یہ مشورہ ہو گیا کہ اس کے اوپر کوئی دام نہ بڑھائے یہ واسطے مسجد کے
 خرید کی جائیں تو اب مسجد میں ڈھائی ہزار دینا چاہئے یا کل دی جائیں اور اگر ڈھائی ہزار دی گئیں مسجد میں تو باقی
 ڈیڑھ ہزار تھینا بچیں تو اس کا مالک کالے خاں ہے یا مسجد کی ہوئیں ؟

الجواب

جو باقی بچیں ان کا مالک تو یقیناً کالے خاں ہے اس کو دی جائیں ، اور سائل نے بیان کیا کہ یہ
 نیلام ڈگری دار نے کرایا اور اس کا مطالبہ پورا بھی نہ ہوا نہ کہ کچھ بچتا اور کالے خاں کو دیا جاتا اور وہ لیتا تو
 وہ ڈھائی ہزار بھی مسجد میں صرف کرنی جائز نہیں ، ہاں اگر کالے خاں بخشی مسجد کو بہرہ کر دے تو جائز ہے
 چاہے یہ ڈیڑھ ہزار بھی بہرہ کر دے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۹۱ از مقام فتح گڑھ ضلع فرخ آباد مرسلہ حسین خاں گھڑی ساز سابق متولی مسجد گول

۲۵ رمضان المبارک ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک مسجد جس کے متعلق کچھ دکانات ہیں مگر بوجہ ناکارہ حالت میں ہونے کے آمدنی ضروریات مسجد کے لئے کافی نہ تھی اسی لئے ایک شخص اس نیت سے مدت مدید تک حد و حد کر تار ہا کہ دکانات اچھی حالت میں ہو جائیں تو بصورت اضافہ آمدنی مسجد اپنے اخراجات کی ضرورت کفالت کر سکے اس کی سہمی و خیریت سے یہ نتیجہ ہوا کہ مسجد کی آمدنی بجائے چار پانچ روپیہ ماہانہ ہو گئی اور جملہ اخراجات مثل شکستہ و ریکت و تنخواہ پیش امام نیز بھاء صیام انتظام روزہ کشائی جو ہر روزانہ کے حساب سے رو بہ ختم کلام اللہ پر تقسیم شیرینی و روشنی عرصہ دس بارہ سال سے برابر مل رہی لیکن چند سال سے بعض علماء جو ایک ہی دارالعلم کے سرچشمہ سے سیراب ہیں اور ایک مدرسے سے تعلق رکھنے کے باعث روٹی السنہ و ہضم ہذا میں اور اس مسجد سے اس وجہ سے واسطے رکھتے ہیں کہ کچھ رقم پیش امام کے نام سے مدرسے کے لئے بطور امداد دی جاتی ہے اور فرائض امامت مدرسہ ہی کے کوئی نہ کوئی مولوی صاحب ہی ادا کرتے رہتے ہیں یہ حضرات آمدنی مسجد سے روزہ کشائی کرنا اور ختم قرآن پر تقسیم شیرینی و روشنی وغیرہ کرنا جائز مانتے ہیں چنانچہ گزشتہ چوتھے سال ختم قرآن بنیاد پر حسب طریق تقسیم شیرینی عمل میں نہ آئی جس کی بندش کی صورت ایسے طریقے پر لگائی تھی جو شان عالم کے خلاف کیا بلکہ ایک دنیا دار کے واسطے بھی موجب مشرم تھی تو اہل اسلام میں اختلاف رونما ہوا کہ ایک فقہ پر پا ہونے کا احتمال ہوا، اگر مولوی صاحب علیحدہ ذکر کرتے جاتے تو یقیناً تباہ کن نتائج مرتب ہوتے اس سال دوسرے مولوی صاحب نے آمدنی مسجد سے روزہ کشائی نا جائز قرار دے کر مغرب کے وقت مسجد کی روٹی جو بوجہ کثرت نمازیں ہو جایا کرتی تھی، اس میں اس قدر کمی پیدا کر دی جو گزشتہ سال کی تعداد چالیس و پچاس کے بجائے آج کل دس بارہ ہوتی ہے کیونکہ ایک دو روزہ تک پابند صوم نمک کی ڈل و پانی سے روزہ کشائی کرتے رہے بعد دیگر مسجد میں جہاں یہ اہتمام ہوتا ہے مگر خاطر ہو کر چلے گئے، پس کیا امور اہل مرقومہ بالا آمدنی مسجد سے تکمیل کو پہنچانے جائز ہیں یا نہیں؟

بیتنا و قہر واد

ایضاً

مسئلہ ۲۹۲ از قلع گڑھ ٹکپ ضلع فرخ آباد قلعہ منگت مرسلہ محمد ایوب و محمد یعقوب سوداگران پنجابی

۲۵ رمضان المبارک ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک مسجد کا مال موقوفہ یعنی دکانیں جن کی آمدنی مسجد کے

اخراجات کو کافی نہیں ہو سکتی تھی لہذا اخراجات کے چور کرنے کے واسطے مسلمانانِ شہر سے چندہ وصول کر کے ایک شخص کی زیر نگرانی عمارت جدید بنائے سابقہ پر تیار ہوئی بغفلتہ تعالے ان کی آمدنی اخراجات مسجد کو کافی ہوتے ہوئے قدرے پس انداز ہوتا رہا بایں سبب بعض جاہل اور ناخواندہ مہتممین نے رمضان المبارک میں ختم قرآن پاک شیرینی اور افطاری کا سامان اسی میں سے کیا اب اس مسجد کی تولیت اور اہتمام کا کام ایسے لوگوں کے سپرد ہوا جو اسی سے ذی علم ہیں چنانچہ ختم قرآن پاک کی شیرینی اور افطاری کا سامان اپنے پاس سے کیا اور کر رہے ہیں ان کا یہ خیال ہے کہ اس رقم کو جو پس انداز ہوتی رہی ہے اس کو زمین افتادہ موقوفہ مسجد میں ایک مدرسہ تعمیر کرایا جائے اور اس آمدنی کو اس میں صرف کیا جائے چنانچہ آج کل میں تعمیر شروع ہونے والی ہے اس سال بوجہ اغوائے شیطانی وہ شخص جس کے زیر نگرانی کچھ عرصہ تک یہ مسجد رہ چکی ہے وہ یہ کہتا ہے کہ میری نگرانی کے زمانے میں توسیع آمدنی ہوئی ہے، لہذا مجھے حق حاصل ہے کہ ختم قرآن مجید کی شیرینی اور افطاری کا سامان اسی سے کروں، یہاں کی افطاری کی یہ صورت ہے کہ مختلف قسم کی مٹھائی اور مختلف قسم کی اشیاء نمکین جن کی تعداد دس بارہ سے کم نہیں ہوتی اس میں شرکت کرنے والے نصف روزہ دار اور نصف بلے روزہ، روزہ داروں میں فیصدی پچھتر مرقدہ مالی تو کچھ پس غریب اس صورت میں ختم قرآن پاک کی شیعہ اور افطاری کا سامان مال مرتوزہ سے اس صورت خاص میں بایں حیثیت کدائی کر سکتے ہیں یا نہیں، اور متولیان اور مہتممین سابقہ بعد علیحدہ ہو جانے تویت اور اہتمام کے مال موقوفہ میں حجاز ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ جتنا تو جبروا۔

الجواب

دارالافتار میں یہ سوال فریقین کی طرف سے آیا فریق اجازت خواہ ان مصارف کا آمدنی اوقات مسجد سے ہونا ایک جگہ دس بارہ سال سے کہتا ہے دوسری جگہ طریقی قدیم اور فریقی منع طلب اسے محض احداثِ جدید اور فعلِ جہال کہتا ہے اور اس کے بدلے زمین موقوفہ مسجد میں مدرسہ بنا کر فاضل آمدنی مسجد اس میں صرف کرنا چاہتا ہے، یہاں حکم شرعی یہ ہے کہ اوقات میں پہلی نظر شرط واقعہ پر ہے یہ زمین و دکانیں اس نے جس غرض کے لئے مسجد پر وقف کی ہوں ان میں صرف کیا جائے گا اگرچہ وہ افطاری و شیرینی و روشنی ختم ہو اور اس کے سوا دوسری غرض میں اس کا صرف کرنا حرام حرام سنت حرام اگرچہ وہ بناء مدرسہ دینیہ ہو فان شرط الواقف کنص الشارح صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (واقف کی شرط ایسے ہی واجب العمل ہے جیسے شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نص۔ ت) حتیٰ کہ اگر اس نے شرط درمختار کتاب الوقف فصل یراعی شرط الواقف فی اجازتہ مطبع مجتہدائی دہلی ۱/۳۹۰

صرف تعمیر مسجد کے لئے وقف کی تو مرمت شکست و ریخت کے سوا مسجد کے لوٹے چٹائی میں بھی صرف نہیں کر سکتے
افطاری وغیرہ درکنار، اور اگر مسجد کے مصارف رائج فی المساجد کے لئے وقف ہے تو بقدر معهود و شیرینی
و روشتی ختم میں صرف جائز افطاری و مدرسہ میں ناجائز نہ اسے تواجد مدرسین وغیرہ میں صرف کر سکتے ہیں
کہ یہ اشیاء مصارف مسجد سے نہیں دلا جیونہ احوادث مرتبہ فی الواقع فضلا عن الاجنبی
البلع (جب غریبہ وقت کے لئے کسی نئی چیز کا احداث وقف میں جائز نہیں تو محض اجنبی شخص کیلئے
کیسے ہو سکتا ہے۔) اور اگر اس نے ان چیزوں کی بھی مراحتہ اجازت شرائط وقف میں رکھی یا مصارف
خیر کی تقیم کر دی یا یوں کہا کہ دیگر مصارف خیر حسب صوابہ یہ متولی تو ان میں بھی مطلقاً یا حسب صوابہ یہ متولی
صرف ہو سکے گا۔ غرض ہر طرح اس کے شرائط کا اتباع کیا جائے گا اور اگر شرائط معلوم نہیں تو اس کے
متولیوں کا قدیم سے جو عہدہ آمد رہا اس پر نظر ہوگی اگر ہمیشہ سے افطاری و شیرینی و روشتی ختم کل یا
بعض میں صرف ہوتا رہا اس میں اب بھی جو کاو نہ اصلاً نہیں اور احداث مدرسہ یا نکل ناجائز۔ فتاویٰ
تحریریہ وغیرہ معتدات میں ہے،

ان كان ملوقف کتاب فی دیوان القضاۃ
و هو فی اید یہم اتبع ما فیہ من صحاح
والا یسظر الی المصنوع من حالہ فیما سبق
من المزمع من ان قوا مہ کیف
کانوا یعملون (ملخصاً)
اگر وہ وقف کے لئے کوئی تحریر دیوان القضاۃ
میں موجود ہے و متولیوں کو اس کے مندرجات
کے مطابق عمل کرنا مستحسن ہے ورنہ قدیم سے
حال وقف میں متولیوں کا جو عہدہ آمد چلا آ رہا ہے
اس پر نظر ہوگی (ملخصاً)۔ (د ت)

قدیم سے ہونے کے یہ معنی کہ اس کا حدوث معلوم نہ ہو اور اگر معلوم ہے کہ یہ بلا شرط بعد کو حادث ہوا
تو قدیم نہیں اگرچہ سو برس سے ہو اگرچہ نہ معلوم ہو کہ کب سے ہے، یہاں بحال عدم علم شرائط واقف
زمین و کانیں اگر صورت حسب بیان فریق دوم ہے کہ چند سال سے بعض بے غلوں نے افطاری و
شیرینی و روشتی کا احداث کیا جسے حسب بیان فریق اول دس بارہ برس ہوئے تو ناجائز ہے اور
مدرسہ بنا ڈالا اور اس میں صرف کرنا بھی حرام اور اگر بیان فریق اول کے یہ معنی کہ قدیم سے یہ مصارف
ہوتے آئے بیچ میں بوقت قلت آمدنی قطع ہو گئے تھے کہ بعد اضافة دس بارہ سال سے پھر جاری
ہوئے اور واقع اس کے مطابق ہو تو بلاشبہ اس سے افطاری و روشتی و شیرینی ختم جائز ہیں

حکم یہ ہے پھر بھی ان کے یہاں کے کھانے اور اطمینان سے بچنا انسب کہ باعث طعن و فتح باب غیبت ہے نیز
نظر عوام میں ای کے حرام کی سخت اہریرہ و چرچائی وغیرہ کو بھی شامل، مگر جہاں بذریعہ مدلل مثل قرض وغیرہ ہونا
بتا دیا جائے یا عرفاً محمود ہو جیسے بنام مسجد میں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۱۹۵ از بریلی شہر کاندہ مسٹر محمد ظہور صاحب ۱۰ ارشوال ۱۳۳۷ھ
۲۹۶ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ

- (۱) زمین نے مسجد کے خرچ کے لئے ٹکڑی اینٹ وغیرہ دی ہے اور کام کے وقت کوئی شئی صرف میں نہیں
آتی رکھے رکھے سے احتمال خراب ہو جانے کا ہے، ایسی صورت میں جس شخص نے کہ وہ شے دی تھی واپس لے سکتا
ہے یا نہیں اور یا وہ شئی فروخت کر کے اس کی قیمت مسجد کے صرف میں ہو سکتی ہے یا نہیں؟
- (۲) مسجد کا مال جو فضول و بیکار جان کر فروخت کیا جائے مسلمانوں کو خرید کرنا لازم ہے یا نہیں؟
- (۳) مسجد کا کوئی مال حقیقت ہو یا زیادہ اس کی قیمت یا بلا قیمت کسی صورت سے لینا نہیں چاہئے۔
- (۴) مسجد کا روپیہ بیدارمانت بغرض تعمیر وغیرہ کسی شخص کے پاس جمع ہو تو وقت ضرورت وہ شخص اپنے
خرچ میں بطریق قرض لا سکتا ہے یا نہیں اگر خرچ کر لیا ہو اور پھر دے دیا ہو تو اس کو اب کیا کرنا چاہئے
یعنی وہ قصور وار ہوا یا نہیں؟

الجواب

- (۱) وہ شخص واپس نہیں لے سکتا جبکہ مسجد کے لئے مہتمماں مسجد کو سپرد کر چکا ہو بلکہ وہ اشیاء حاجت مسجد
کے لئے محفوظ رکھی جائیں اور اس میں وقت ہو تو بیع کر قیمت خاص تعمیر و مرمت مسجد کے لئے محفوظ رکھیں تیل،
بتی، لوٹے، چٹائی میں اسے صرف نہیں کر سکتے۔ اسلاف پھر تجر الزاتی پھر عالمگیریہ میں ہے،
- لو ان قومًا بنوا مسجدًا و فضل من حشبهم
شئ قالوا یصرف الفاضل فی سادہ و لایصرف
الی الدھن و الخصیر هذا اذا اسلموا الخ
المتولی لیبقی بہ المسجد و لایکون
الفاضل لہم یصنعون بہ ما شاؤا
- اگر ایک قوم نے مسجد بنائی اور اس کی ٹکڑیوں میں سے
کچھ بچ گئیں، مثلاً خرچہ دیتے ہیں ان کو مسجد کی تعمیر
میں ہی صرف کیا جائے گا، مسجد کے لئے تیل اور چٹائی
میں صرف نہیں کر سکتے، یہ اس وقت ہے جب انھوں
نے متولی کے سپرد کر دیا ہو کہ وہ اس سے مسجد بنوائے
- اگر سپرد نہیں کیا تو وہ انہی کا ہے جو چاہیں اس کے ساتھ کریں۔ (دست)

(۲) مسجد کمالیہ کہ مسجد کے کام کا نہ رہا ہو اور مہتممان مسجد جن کو اس کے بچنے کی شرعا اجازت ہے مسجد کے لئے یہ بھی اس کا خریدنا ہر مسلمان کو جائز ہے،

فان اجازتہ البیوع اجازتہ الشراء اذا لا يتحقق البيع الا بالشراء۔
اس لئے کہ اجازت بیع اجازت شراء ہے کیونکہ شرع کے بغیر بیع تحقق نہیں ہو سکتی (ت) ہاں اسے بے تعمیلی کی جگہ نہ لگائے۔

(۳) مسجد خواہ غیر مسجد کسی کی امانت اپنے صرف میں لانا اگرچہ قرص کچھ کر ہو حرام و خیانت ہے تو بہ استغفار فرض ہے اور تاوان لازم پھر دے دینے سے تاوان ادا ہو گیا وہ گناہ نہ ملتا جب تک تو بہ نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۹۰ ازجے پور مستولہ محمد ہدایت علی خان سید عبد الوکیل سید معشوق حسین صاحبان سکنائے شہر جے پور ۲۶ شوال ۱۳۴۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے دو دکانیں لب بزرگ بازار میں خریدیں، دونوں کی درمیانی دیوار توڑ کر ایک کر لیا ان میں ایک منبر ایک ستار بھی لانا ایک شخص نمودن مقرر کر دیا وہی امانت بھی کرتا رہا، سات برس سے زیادہ عرصہ تک پہنچا نماز باجماعت ادا ان واقامت سے ہوتی رہی تا زول کی کثرت اور جگہ کی قلت کے باعث زید نے پھر ان دکانوں کی پشت پر ایک اور زمین خرید کر کے اونچی کرسی کی جامع مسجد بنوائی اور ان دکانوں میں سے جامع مسجد میں جانے کے لئے زید نکالا، اس کے بعد راج سے حکم ہوا کہ ان دکانوں میں نماز نہ ہو کرے اور ان دکانوں میں ہو کر زید نہ رہے جو زید پہلے سے بنا ہوا ہے اس میں سے بدستور راستہ مسجد کا رہے اور دکانیں جیسی تھیں ویسی ہی تجارت کے کام کی کر دی جائیں، جو شخص نمودن و امام تمام تہادہ شہادت دیتا ہے کہ میں نے سات برس سے زیادہ عرصہ تک نماز باجماعت واقامت پڑھائی، پچیس تیس آدمی شہادت دیتے ہیں کہ ہم نے ان دونوں دکانوں میں مسجد کچھ کر نماز باجماعت سے پڑھی اور مسجد مشہور تھی اور سات آٹھ آدمی یہ شہادت دیتے ہیں کہ زید نے اپنی حیات میں ہم سے ان دکانوں کا وقف ہونا ظاہر کیا تھا اور راج کے کاغذات نقشہ بادی شہر اور خسرو میں بھی مسجد درج ہے اور دونوں دکانوں کی یکجائی پیمائش ایک نمبر درج ہے، پس ان حالات میں یہ دکانیں زید کی ملک قرار پائیں گی یا بوجہ مسجد ہونے کے وقف متعلقہ مسجد قرار دی جائیں گی؟ بخیراتہ جوا

الجواب

حاشی اللہ (اللہ تعالیٰ کی پناہ) زدہ زید یا کسی مخلوق کی ملک زدہ وقف متعلق مسجد بلکہ خود

مسجد میں۔

اولاً پچیس شہادتوں سے ثابت کہ وہ مسجد مشہور تھی اور وقف شہرت سے ثابت ہو جاتا ہے۔
در مختار میں ہے،

تقبل یہ طری فی الوقف الشہادۃ بالشہرۃ اصل وقف کے اثبات کے لئے شہرت کی بنیاد پر
لا ثبات اصلہ دی گئی شہادت مقبول ہے۔ (ت)

عامر مساجد و اوقاف کو مسجد و وقف مانتے کا ذریعہ یہی شہرت ہے، اگر یہ کافی نہ ہو وہ سب باطل
سوجائیں، جامع الفصولین میں ہے،

تقبل فی الوقف الشہادۃ بسمع و لو وقف میں ہمیں شہادت مقبول ہے اگرچہ دونوں
صرحاً بہ اذا الشاہد دینا یكون سہ عشرین گواہوں نے اس کی صراحت کر دی ہو (کہ وہ
سنۃ و تار یخ الوقف مائۃ سنۃ شہادت بالسمع دے رہے ہیں، بسا اوقات

گواہ بیس سال کا ہوتا ہے اور تاریخ وقف تیس سال پرانی ہوتی ہے۔ (ت)
سات آٹھ شہادتیں واقعہ کے اقرار وقف کی ہیں اور دربارہ وقف یہ شہادت کہ ہمارے سامنے
آئی ہے اسے وقف کیا اور یہ شہادت کہ ہمارے سامنے آئی ہے اسے وقف کا اقرار کیا دونوں کیساں ہیں
جامع الفصولین میں ہے،

شہد انہ اقرارانہ وقف جمیع حصتہ وقفا گواہی دی گئی کہ واقعہ نے اپنا تمام حصہ وقف
یصیر جمیع حصتہ وقفا کرنے کا اقرار کیا ہے ترا اس کا تمام حصہ وقف
ہو جائے گا۔ (ت)

اسی طرح ذخیرہ و طہیرہ و ہندیہ وغیرہ میں ہے، اور ساٹھ سال تک اس میں منبر و موزن و امام و خطبہ
پنجگانہ جنت وقف یعنی مسجد بیت کی تعمیر کرتی ہے، بحر الرائق میں ہے،

بی فی فناء فی الرستاق دکانا لا جمل متولی مسجد نے فناء مسجد کی جانب میں نماز کیلئے
الصلوۃ یصلوب فیہ بجماعۃ ایک دکان بنائی لوگ اس میں ہمیشہ باجماعت

| | | | | |
|-------|---|-----------------------|------------------------------------|---|
| ۳۸۸/۱ | ۱ | مطبوعہ مجتہدانی دہلی | فصل راعی شرط الواقف فی اجارۃ | ۱ |
| ۱۷۹/۱ | ۱ | اسلامی کتب خانہ کراچی | الفصل الثالث عشر فی دعوی الوقف الخ | ۱ |
| ۱۸۰/۱ | ۱ | " | " | ۱ |

کل وقت غلہ حکم المسجد
نماز پڑھتے ہیں تو وہ دکان حکم مسجد میں ہوگی (ت)
ثانیاً راجع کے سمجھنے کو اس کے کائنات میں مسجد درج ہونا ہی پس ہے۔ شرح الاشباہ والحقق
بیتہ اللہ البعلی میں ہے،

لو وجد في الدخانات المكان العلاني
وقف عند المدرسة الغلانية مثلاً
يعمل به من غير بيعة و بذلك يفتي
مشايخ الاسلام كما هو مصرح به في
مهاجة عبد الله افندي وغيرها فليحفظ.

اس پر وارثان زید خواہ کسی کو کوئی وغری نہیں پہنچتا اور اسے دوبارہ دکان تجارت کر دینا حرام حرم
سخت حرام، اور مذہب اسلام میں دست اندازی ہے جسے راجع وغیرہ کوئی روانہ رکھے گا۔ اس میں کسی کا رہنا
کے لئے بیٹھا یا اس کا کرایہ لینا دینا یا اس میں کوئی چیز بیچنا خریدنا یا بیچنے خریدنے کے لئے اس میں جانا سب
حرام قطعی ہے۔ در مختار میں ہے،

لا يجوز اخذ الاجرة منه ولا ان يجهد
شيئاً منه مستقلاً ولا سكنى، بزازية
اس سے ابر بپا جائز نہیں اور نہ ہی یہ جائز
ہے کہ مسجد کا کوئی حصہ کرایہ یا رہائش کے لئے
مقرر کیا جائے، بزازية (ت)

اسی میں ہے،

يحرم فيه السؤال ويكره كل عقد الا لمختلف
بشرطه والكلام المباح وقيداً في
الظهيرية بان يجلس لاجده
حرام ہے مسجد میں سوال کرنا، اور مکروہ ہے مسجد
میں ہر عقد، مگر مختلف کو اس کی مشروط اجازت
ہے۔ مسجد میں مباح کلام مکروہ ہے، اور ظہیر
میں یہ قید لگائی کہ مسجد میں بیٹھا ہی کلام مباح کیلئے ہو تب مکروہ ہے۔ (ت)

سبحان الرائی کتاب الوقف فصل فی احکام المسجد ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲۵۰/۵
سبحان شرح الاشباہ والحقق بیتہ اللہ البعلی۔

سبحان در مختار کتاب الوقف مطبع مجتہاتی دہلی ۳۹/۱
سبحان کتاب الصلوۃ باب ما یفسد الصلوۃ " " " ۹۳/۱ ۹۲

روالمختار میں ہے،

قوله كل عقد النذر هو ان المراد به عقد
مبادلة، قوله بشرطه وهو ان لا يكون
للتجارة. ١
باتن کے قول ”كل عقد“ سے بطور مراد عقد
مبادلہ ہے اور قول باتن ”بشرطه“ میں شرط
سے مراد یہ ہے کہ معتلف کا عقد بیع و شراہ
بغرض تجارت نہ ہو (ت)

خود باتنی نے کہ جامع مسجد بنا کر اس مسجد کے ایک حصہ زمین میں اس کا زینہ بنایا یہ بھی ناجائز ہے کہ
مسجد بعد تمام مسجدیت کسی تبدیل کی تحمل نہیں۔ واجب ہے کہ اسے بھی زائل کر کے اسے عام مسجد
ہی رکھیں۔ درمختار میں ہے،

اما لو تمت المسجدية ثم اراد البناء
منه ولو قالى حنيت ذلك لا يصح
تأثيره خانية، فاذا كان هذا في الواقع
فكيف بغیره فيجب هدمه ولو عطل
هدام المسجد. ٢
لیکن مسجدیت تمام ہو گئی اب واقف اس پر (حجۃ
امام) تعمیر کرنا چاہتا ہے تو اس کو روکا جائیگا،
اگر وہ کہے کہ شروع سے میری نیت ایسا کرنے کی
تھی تو اس کی تصدیق نہیں کیا جائیگی تاہم خانیہ، جب خود
واقف کا یہ حکم ہے تو یہ واقف کو اس کی اجازت
کیسے ہو سکتی ہے لہذا ایسے مکان کو گرانا واجب ہے، اگرچہ فقط دیوار مسجد پر ہو۔ (ت)

مسلمانوں پر اسے باقی رکھنا اور تا حد قدرت ہر جائز طریقہ سے اسے مسجد رہنے میں پوری کوشش
کرنا فرض قطعی ہے جو اس میں کوتاہی کرے گا سخت عذاب الہی کا مستحق ہوگا۔

قال الله تعالى ومن علم ممن منهم مسجد
الله ن يذكر فيها اسمه وسعى في خرابها
اولئك ما كانت لهم ان يدخلوها الا
الخانعين ه لهم في الدنيا حزى ولهم في
الآخرة عذاب عظيم ٣
اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ
کی مسجدوں کو روکے ان میں ذکر الہی ہونے سے
اور ان کی ویرانی میں کوشش کرے، انہیں روانہ تھا
کہ ان میں جاتے ہو ڈرتے ہوئے، ان کیلئے دنیا میں
رسوائی ہے اور ان کیلئے آخرت میں بڑا عذاب۔

والعبد بالله تعالى (اللہ تعالیٰ کی پناہ) واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۔ روالمختار کتاب الصلوٰۃ باب ما یفسد الصلوٰۃ ۱۱ وارایاء التراث العربی بیروت ۳۴۵/۱

۲۔ درمختار کتاب الوقت مطبع مجتبیٰ دہلی ۳۶۱/۱

۳۔ القرآن الکریم ۱۱۴/۲

مسئلہ از شہرہ آباد زیر مسجد جامع چوک مرسلہ مرزا داد علی خوش سار ۲۹ شوال ۱۳۳۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک مسجد شاہی زمانہ کی بنی ہوئی تھی اس کے متعلق خام دکانیں بھی تھیں جن کے کرایہ کی آمدنی تیس چالیس روپے ماہوار تھی، وہ آمدنی متولی سابقہ جو کہ اس مسجد میں امامت بھی کرتے تھے ان کے خرچ میں اور عوز و ذیل بقا و پانی و ختم تر و یخ کی مٹھائی و فیسیدہ مصالح مسجد میں صرف ہوتی تھی چونکہ مسجد اور اس کی دکانیں بہت بوسیدہ ہو گئی تھیں لہذا ایک صاحب نے بشورہ اہلیان مسجد اپنے ذاتی روپے سے دکانیں پختہ کرائیں جس سے کرایہ قریب ڈیڑھ سو کے ہو گیا اسی کرایہ سے وہ صاحب قسط وار اپنا روپیہ بھی وصول کرتے رہے اور مسجد بھی چندہ سے از سر نو تعمیر کرائی گئی اور انتظام مسجد کے لئے ایک کمیٹی قائم کی گئی اور متولی سابقہ عیسہ کئے گئے جن لوگوں کی کوشش سے دکانیں پختہ کرائی گئیں ان لوگوں میں نمازی مسجد اور اہل محلہ بھی شریک ہیں ان سب کے اور ممبران کمیٹی کے مشورہ سے یہ بات طے پائی کہ وہ اخراجات جو سابقہ میں مسجد کی آمدنی سے ہوتے تھے بدستور قائم رہیں اس کے علاوہ کچھ افطاری رمضان شریف میں غازیوں کے واسطے بھی دی جائے، دس بارہ برس ہوئے کہ اس پر عملدرآمد چلا آ رہا ہے، قریب کتنا سے کہ جو اخراجات مصالح مسجد میں شامل ہیں وہ قائم رہنا چاہئے اور جو اخراجات مصالح مسجد میں ہیں مثلاً شیرینی ختم تراویح افطاری رمضان شریف وہ جائز نہیں ہیں بند ہونا چاہئے۔ مگر کتنا ہے کہ جن اوقات کا وقف نامہ موجود نہ ہو اور وقف کے شرائط معلوم نہ ہوں جیسے صورت مسئلہ میں تو اس میں عملدرآمد سابقہ پر کار بند ہونا چاہئے، چونکہ شیرینی ختم قرآن شریف کی ہمیشہ متولیان سابقہ کے زمانے میں برابر آتی رہی لہذا اب بھی ویسا ہی آنا چاہئے اور بے تکلف جائز ہے، باقی رہا افطاری جو دس بارہ برس سے ممبران کمیٹی جو تمام مسلمانوں کی طرف سے قائم ہے ان کی تجویز سے آنے لگی ہے گو کہ یہ ایک امر جدید ہے لیکن اس میں بھی کچھ مضائقہ نہیں ہوتا کیونکہ جیسے باقی اول کو اوقات کے اخراجات کے اختیارات حاصل ہوتے ہیں ویسے ہی باقیان ثانی کی مجلس میں نمازی مسجد و اہل محلہ روپیہ خرچ کرنے والے سب شریک ہیں اور انھوں نے کوشش کر کے آمدنی بڑھائی اور مسجد از سر نو بنوائی تو اس کو بھی اپنی بڑھائی ہوئی آمدنی میں ضرور اخراجات کے بڑھانے کا اختیار ہونا چاہئے کیونکہ اہل محلہ و غازیوں کے تصرفات بہت وسیع ہیں اور کمیٹی انھیں کی طرف سے قائم ہے تو کمیٹی کا فعل میں ان کا فعل ہے غرض اخراجات کے بڑھانے کا اختیار تانی کو بھی ہونا چاہئے بالخصوص ایسے موقع میں کہ باوجود ان سب اخراجات والا کے پھر بھی آمدنی مسجد میں بکثرت ہوتی ہے، پس دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ کا قول صحیح ہے یا بحر کا،

الجواب

جہاں شرط واقف معلوم نہ ہو علمہ رائدہ قدیم کا اعتبار ہے، خیر یہی ہے،
 ينظر الى المصنوع من حاله فيما سبق من
 الزمان فان قوله كيف كانوا يعملون
 قدیم کے یہ معنی "جس کا حادث ہونا معلوم نہ ہو۔" دس بارہ برس یا سو دس برس سے جو بات بعد
 واقف ہے شرط واقف حادث ہوئی حادث ہی ہے، اس پر عمل نہ جاتا ہے۔ فتح القدر میں ہے،
 الواجب ايقاد الموقف على ما كانت عليه وقت كغيره من الزمان في السابق على ما بقي ركنها
 دون زيادة اخرى۔ واجب ہے۔ (ت)

شیرینی قدیم اگر اسی معنی پر قدیم ہے کہ اس کا حادث ہونا معلوم نہیں، وہ اب بھی دی جائے گی اور
 افطاری کر دس بارہ برس سے فرایجاد ہے نہ ہو سکے گی۔ مسجد از سر نو بنوانے والوں کو تو دکانات وقف سے
 کچھ تعلق نہیں کہ اسی کو اس میں اختیار ہزارہ دکانیں پختہ کرنا اسی وقف کی پختگی ہے نہ کہ وقف جدید خصوصاً جبکہ
 وہ اپنا ٹکایا ہوا زمین وصول بھی کر رہا ہے تو قرض دینے والا ہے نہ کہ واقف۔ واقعہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۹۹ از احسن آباد مدرسہ حکیم کوثری بعد ازیم صاحب ۱۴ صفر ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک قوم نے چندہ کر کے ہزارہ ہزار روپیہ جمع کئے ہیں اب
 اس کے بعد تدبیر یہ کی کہ اس مال سے کچھ اسفید خریدتے ہیں اور اس کو ادھار نفع چڑھا کر بیچتے ہیں اور اس
 سے جو نفع پیدا ہوتا ہے اس کو بھی جمع کرتے جاتے ہیں اور مقصد ان حضرات کا یہ ہے کہ یہ رقم چار پانچ ہزار روپیہ
 کی جمع ہو جائے اس سے مکان قریب مسجد کے خریدنا ہے اور مسجد کو بڑھانا ہے اب اس مسجد کے چندہ سے
 اس قسم کی تجارت شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ بیوقوفوں کو۔

الجواب

جبکہ وہ روپیہ انہوں نے متولیان مسجد کو ابھی سپرد نہ کیا تو ان کی ملک ہے، اس میں ہر تصرف جائز
 کا انہیں اختیار ہے قرضوں بیچنے میں نقد بیچنے سے وام زائد لینا کوئی مضائقہ نہیں رکھتا، یہ باہمی تراضی بننے
 و مشتری پر ہے،

قال تعالیٰ الا ان تكون تجاراً عن تراضٍ
مسکو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا، مگر یہ کہ تمہارے درمیان
یا بھی رضامندی سے تجارت ہو۔ واللہ تعالیٰ

اعلم (ت)

مسئلہ ۳۰ از شہر بریلی مستور شوکت علی فاروقی ۲۴ صفر ۱۴۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جس مسجد میں درخت بھی ہیں، گلاب وغیرہ ہو اور جو تعمیر ہونے
حجر و غسل خانہ کے ان درختوں کو کاٹا جائے تو کوئی شخص ان درختوں کو کھود کر اپنے مکان میں لگا سکتا ہے یا
نہیں؟ دوسرے یہ کہ پیال یا لرسی موسم سرما میں جو مسجدوں میں ڈالی جاتے اور بعد گزر جاتے موسم سرما کے اس کو
نکالی کر پھینک دیتے ہیں تو جو شخص اس پیال یا لرسی یا چٹائی کند قابل پھینک دینے کے ہو اس کو اپنے صرف
میں مثل پالی گرم کرنے کے لگا سکتا ہے یا نہیں؟ تیسرے یہ کہ منڈیر یا فصیل مسجد جس پر وضو کرتے ہیں یا اذان
دیتے ہیں وہ مسجد کے حکم میں داخل ہے یا نہیں؟ یا مثلاً مسجد کے بات وغیرہ کرنے کی دیوار بھی ممانعت ہوگی؟ بینوا تو جردا

الجواب

اللہ درختوں کو مسجد سے واجبی و مناسب قیمت پر مول لے کر لگا سکتا ہے۔ پیال یا چٹائی بیکار شدہ
کو پھینک دی جائے تو کوئی ضرر نہیں ہو سکتا ہے۔ فصل مسجد میں کھڑی ہوئی ہے معشکات بلا ضرورت
اس پر جاسکتا ہے اس پر حق کے یا ناک صاف کرنے یا نجاست ڈالنے کی اجازت نہیں سیوہ باتیں، تھپتھپ
سے ہنسا دیاں بھی نہ چاہئے اور بعض باتوں میں حکم مسجد میں اس پر اذان دیں گے اس پر بیٹھ کر وضو کر سکتے ہیں جب تک
مسجد میں جبکہ باقی ہو اس پر نماز فرض میں مسجد کا ثواب نہیں، دنیا کی جائز قلیل بات جس میں حقیقت ہرگز کسی
نمازی یا اگر کی ایذا اس میں حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۶ صفر ۱۴۳۸ھ

مسئلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک مسجد نیار یاں شکستہ ہے چھت اس کی بالکل خارج
ہے اور کڑیاں ٹوٹ گئی ہیں اور بعض بعض خیمہ ہو گئی ہیں، اندازے جھری دے گئے ہیں، لہذا ہم اہل محلہ یہ
بات چاہتے ہیں کہ از سر نو تعمیر کریں۔ اراضی مسجد کی افتادہ اتر و پچم کی بڑھانا منظور ہے۔ چنانچہ کچھ روپیہ
جمع ہے اور باقی جو روپیہ اندھروں ہو گا چندہ جمع کر کے انجام دیں گے اس واسطے کہ موسم بارش میں نمازیوں
کو بہت تکلیف ہوتی ہے موجودہ بنیاد کو نکالی کر دوسری بنیاد قائم کریں۔

الجواب

مسجد کی مرمت واجب ہے، بارش کی تکلیف کہ چھت ٹپکنے سے سائل نے بتائی اس سے دفع ہو جائے گی اس قدر کے لئے اگر موجودہ روپیہ کافی نہ ہو چندہ کریں باقی اصل مسجد کی بنیادیں نکال کر شمال و مغرب کی زمین متعلق مسجد میں مسجد بڑھانے کے لئے جدید بنیادیں قائم کرنا اگر اس توسیع کی مسجد کو صحیح ضرورت ہے کریں ورنہ بے ضرورت بڑھانا اور مسلمانوں پر چندہ کا بار بجا و جہت بڑھا دینا کس لئے! ہر مسجد میں جمعہ و عیدین قائم کرنا کوئی شرعی ضرورت نہیں، فتح القدیر میں ہے:

انما امننا ببقاء الموقف على ما كان عليه
دون زيادة اخرى
بیشک ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم وقف کو بغیر کسی زیادتی کے حال سابق پر قائم رکھیں (ت)

مسئلہ ۳۰۲ ۲ ربیع الاول شریف ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک مسجد کبیر محلہ میں جو حضرت اسلام و قساح اناس قدسے گرجھوٹ گئی ہے اور بعدہ کو بعون خدا تعالیٰ مرمت کا طے کرادی گئی ہے اور پیش امام وغیرہ نیز بدستور مقرر کئے گئے ہیں اور صلوٰۃ خمسہ حمیدہ اذان اس میں پڑھی جاتی ہے۔ پس بوقت غیر آبادی و خلستگی مسجد مذکور بالا کے ایک مرد مسلم نے ایک مسجد صغیر مغرب و متصل اس کے چار گوشے کے فاصلہ پر بنائی تھی جو کہ اب تک آباد ہے اور اس میں بھی اذان صلوٰۃ بالفعل ہو رہی ہے، کیا اس شخص کو مسجد جدید بنانی عند الشریع جائز تھی یا نہ؟ اور اب اس کا کرنا جائز ہے یا نہ؟

الجواب

حاشا اس کا کرنا بھی جائز نہیں، دونوں کا آباد رکھنا واجب ہے، اسے مناسب یہ تھا کہ مسجد قدیم ہی کی تعمیر کرنا اور اسے قریب دوسری مسجد نہ بنانا اب کہ بن گئی ہے ہم حلال نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۳۰۳ از موضع سرولی ڈاکٹرنہ کچی ضلع نینی تال مرسلہ محمد حسین خوردا ۱۵ ربیع الاول شریف ۱۳۳۸ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک مسجد کی صفت دوسری مسجد میں ذکر نماز منسوخ یا واجب پڑھی جائے تو ہو سکتی ہے یا نہیں؟ جیسے کہ نماز الوداع میں اکثر صفوں کی ضرورت ہوتی ہے تو جس جگہ موضع میں دو مسجدیں ہوتی ہیں تو مسجد جامع میں دوسری مسجد کی صفیں لاکر نماز پڑھتے ہیں یا عید کی نماز پڑھی جائے تو ان دونوں سے شرع شریف نماز دوسری مسجد کی صفوں پر ہو سکتی ہے یا نہیں؟ نیز اگرچہ

الجواب

ایک مسجد کی صفیں دوسری مسجد میں لے جانا ممنوع و ناجائز ہے، نماز مکروہ و ناقص ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۲۱ از بریلی مسئلہ مولوی میر احمد صاحب بنگالی طالب علم مدرسہ منظر اسلام ۱۵ ربیع الآخرہ ۱۳۲۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کا پانا خانہ پشت مسجد سے ملحق تھا اس کو بوجہ مسجد منہدم کر دیا اور کوئی عرصہ دو ماہ سے کچھ لوگ وہاں پر کھڑا ذخیرہ ڈالنے لگے اب زید پر چاہتا ہے کہ اس ملحق پشت مسجد زمین کی اپنی نشست گاہ بنوادے اور مسجد کے دو پرنا لوں کا پانی اپنی چھت پر لے لے یا اس اراضی کو اپنی ڈیوڑھی بنا لے، اس صورت میں ایک پرنا لہ اپنی ڈیوڑھی پر لے اور دوسرے پرنا لے کا پانی باہر نکال دے اور ساتھ ہی اس کے یہ واضح رہے کہ مسجد کا کوئی لٹہ نہیں اور نہ پشت اس جگہ ہے جہاں مسجد کے دو پرنا لوں کا پانی گرتا ہے، اس صورت میں کیا حکم شرع ہے؟ نشست گاہ یا ڈیوڑھی وغیرہ بننے سے مسجد کی حفاظت بھی ہوتی ہے اور پانی مسجد کا کسی صورت میں روکا نہیں جاتا۔

الجواب

مسجد کا پشت نہ بروت چاک کے لئے زمین مسجد کے پھوڑی ہوگی اسے اپنے تصرف میں لانا حرام ہے ہاں اگر ثابت ہو کہ مسجد کی کوئی زمین نہ چھوٹی تھی صرف پانی بہانے کا اس کی زمین میں تھی تو یہ اس میں حرام نہ بنا سکتا ہے جبکہ مسجد کا پانی زرو کے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۲۰ از آلہ آباد دائرہ شاہ اجل صاحب آدرہ مولانا مولوی سید نذیر احمد صاحب ۸ جمادی الاول ۱۳۲۸ھ

سوال بعینہ مثل سوال ثانی ۲۹ شوال ۱۳۲۷ھ مذکور باب احکام المسجد

الجواب

اس سوال کا جواب جمادی الآخرہ ۱۳۲۶ھ پھر رمضان المبارک ۱۳۲۷ھ پھر شوال ۱۳۲۷ھ میں تین بار یہاں سے جا چکا، اس بار اس کے ساتھ ایک اور تحریر طویل باری خلاصہ ہے کہ اس سوال میں زید مستغنی نے اخفائے حق کیا، حقیقت امر یہ ہے کہ ان لوگوں نے دکانات مسجد کی چھت پر ایک مدرہ بلا معاوضہ قائم کر لیا اور کمیٹی سے اس کی بقا کا اقرار نامہ لکھا یا ہے یہ حالت دیکھ کر تحفظ آئندہ کے لئے یہ پتھر لگایا گیا جس میں دکانات و حمام کے وقف علی المسجد ہونے کا تذکرہ ہے کہ آئندہ کوئی متولی سابق کی طرح ان دکانوں پر دعویٰ نہ کر بیٹھے۔ اعلان میں معلن کا نام ضرور ہے، گناہ اعلان ایسا نہیں ہوتا، لہذا جو نے اپنا نام لکھا نہ بقصد ریا نہ طلب دغا۔ یہ پتھر مسجد کی جگہ سے دس فٹ بلند ہے تو نمازی کا سامنا

نہیں ہوگا اور اندر کی محراب پر نہیں بلکہ بیرونی محرابی دروں پر، وہی لوگ جی سے فائدہ لیتے ہیں اس پتھر کا انعام چاہتے ہیں کہ اس کی بقا میں تحفظ و استحکام وقت ہے انتہی ملخصاً

فریق ثانی کی طرف سے بھی سوال مع جواب آیا تھا کہ اس پتھر کا نصب جائز نہیں بلکہ غیبت میں داخل ہے اور اس کا جواب بھی رمضان مبارک ۱۳۳۶ھ میں گیا کہ اگر وہ اقدالی متولی سابق سے صادر ہوئے اور اہل شہر ای واقع پر مطلع ہوں تو ان کو نہ کہ نصب کرنا غیبت نہیں ہو سکتا، خصوصاً منظر عام میں نصب کرنا شہر چھاپ کر عام تقسیم کی طرح حد غیبت میں اس کا آنا دشوار نہ تاحیات متولی مذکور اس کے عدم جواز کی کوئی وجہ جب کہ منجر بقتل نہ ہو، ہاں اس کا نصب کوئی ہم مصلحت شرعیہ نہ رکھتا ہو تو بعد موت متولی اس پتھر کا عدم کر دینا ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

لا تذکروا الاموات الا بخیر (۱) اپنے مردوں کا تذکرہ سوائے بھلائی کے مت کر۔ ت

اور فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم

لا تسبوا الاموات فانهم قد افضوا الی ما قد موأوا
بھیجے ہوئے اعمال کو پہنچ چکے ہیں۔ (ت)

باینہم جبکہ مصلحت شرعیہ سے دیکھ لیا جائے کہ یہ پتھر چاہے کہ وہ جس سے کسی مسلمان کو تکلیف ہو اگر وقت میں خیانت و اضرار کا اندیشہ ہے اور اس پتھر کا نصب کرنا نافع ہو گا یا اسی طسوع اور کوئی مصلحت شرعیہ ہے تو نصب میں حرج نہیں بلکہ حاجت ہو تو اجر ہے، یہ اس جواب کا خلاصہ ہے جو فریق ثانی کو یہاں سے گیا، اب بھی یہی کہا جاتا ہے کہ محض بلا مصلحت ہو تو خدا کر دیں اور مصلحت شرعیہ ہے تو قائم رکھیں، پھر اگر موضع نظر سے اتنا بلند ہو کہ جب تک نظر اوپر کو اٹھا کر نہ دیکھیں نظر نہ آئے تو کسی طرح نقیض دیوار قبل کی کراہت میں نہیں آتا، یہ خود اس نمازی کا قصور ہے، اسے نماز میں آسمان کی طرف نگاہ اٹھانا مکب جائز تھا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

عنہ مندرجہ صفحہ ۴۹۴ -

۱/۹۰-۹۱/۹۰
۱/۸۶
۱/۲۴۲
سنن النسائي . . .
نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی
قدیمی کتب خانہ کراچی
سب الاموات
سنن النسائي

لینتھیں اقوام برقعوت ابصار ہم الی السماء
فی الصلوة اولت حفظن ابصار ہم الی
وہ جو نماز میں آسمان کی طرف نگاہ اٹھائیں یا تو وہ اپنی
اس حرکت سے باز آئیں گے یا ان کی نگاہ اُچک
لی جائے گی (اسے سلم نے روایت کیا۔ ت)

اور اگر اتنا بلند نہیں تو ضرور موقع کراہت میں ہے اور اس میں اندرونی و بیرونی محراب کا تفرقہ نہیں مسجد کا
درجہ مستقف و صحیح دونوں مسجد میں اس حالت میں چاہئے کہ اس تحریر پر نمازوں کے اوقات میں غلط ڈال
دیں ہم نے فتویٰ سابقہ میں سننی ابی داؤد کی حدیث نقل کی کہ دیوار غری کعبہ معظمہ میں (اس) میں مذہب کے
(جو سیدنا اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فدیہ ہوا) سینک نصب تھے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم نے فرمایا،

خبرها فانه لا ينبغي ان يكون في قبلة البيت
شيء يلهي الصلوة
انھیں (سینگوں کو) ڈھانک دو کہ نمازی کے
سامنے کوئی ایسی چیز نہ چاہئے جس سے دل بٹے

نام کا جواب بھی فتویٰ سابقہ میں تھا کہ ریاہ کو حرام مگر بلا وجہ شرعی مسلمان پر قصید ریا کی بدگمانی
بھی حرام اور بنفرد عا ہے تو حرج نہیں، نہ کفایت اجمال منافی طلب خصوص۔ اور یہ مصلحت کہ اس
تحریر میں بتائی ضرورت قابل ملاحظہ جزا اس کا نام و حراعت، طمان یا ریادت اعتبار ہو،
وانما الاعمال بالنیات وانما لكل امرئ
ما موی
اعمال کا دار و دار نیاتوں پر ہے ہر شخص کے لئے وہی
کچھ ہے جس کی اس نے نیت کی۔ (ت)

دکانات مسجد پر اقامت مدرسہ کے بارے میں بھی سوال آیا اور مفصل جواب جا چکا ہے مگر فریق
ثانی کے سوالی میں یہ تھا کہ مسجد میں ایک مدرسہ ہے جس میں تعلیم کلام مجید و تفسیر و فقہ و حدیث کی ہوتی
ہے، بعض غلطیوں نے چاہا کہ تعلیم مسجد سے اٹھا دی جائے، اور ان شرائط پر اس کے قیام کا فیصلہ ہوا
اس تحریر تازہ میں یہ ہے کہ بلا استحقاق و بلا معاوضہ سقف و قف پر مدرسہ کر لیا ہے، ایسا ہے تو
بلا شبہ حرام ہے اور غلطیوں مسجد کی اس پر رضا مندی مردود، اور اب تک کا کرایہ مدرسہ قتم کرنیوالوں پر

- ۱۸۱/۱ صحیح مسلم کتاب الصلوة باب النہی عن رفع البصر الی السماء فی الصلوة قدیمی کتب خانہ کراچی
۲۶۶/۱ سننی ابوداؤد کتاب المناسک باب الصلوة فی الکعبہ آفتاب عالم پریس لاہور
۶۸/۲ مسند احمد بن حنبل حدیث امرأة من بنی سلیم دار الفکر بیروت
۲/۱ صحیح البخاری باب کیف کان بد الوحي الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی

بحق مسجد لازم، کما هو منصوص علیہ فی عامۃ الکتب (جیسا کہ عام کتابوں میں اس پر نص کی گئی ہے) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۰۶ از بمبئی نشان پاڑا کر اس روڈ بوسالت سید غوث پیران صاحب مرسلین آدم عبد الرحمن صاحب ۲ جمادی الآخرہ ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین، ایک حنفی المذہب عورت نے انتقال کیا جس نے اپنی جائیداد کے ساتھ ایک شوہر، دو بیٹیاں، ایک حقیقی بھائی اور ایک غم زاد بہن کا بیٹا چھوڑا اس کا ترک کس طرح تقسیم ہوگا۔ قبل از تقسیم ترکہ مورث کی وفات کے دو سال بعد اس کے شوہر نے جائیداد مذکورہ سے زمین کا ایک قطعہ مسجد بنانے کے لئے وقف کر دیا جس پر بتو مسل جماعت مسجد تعمیر کی گئی اور نچو قہ نماز بھی قائم ہو گئی، لیکن بعض لوگ اس میں عدم جواز نماز کے قائل ہیں کہ وقف صحیح نہ ہوا۔ مرد مرکا شوہر یہ کہتا ہے کہ مجھ سے مرد مرنے پر وصیت کی تھی کہ مسجد کی عمارت کے لئے ایک قطعہ زمین وقف کرے اگر شرعیہ یہ وقف صحیح نہ ہوگا تو میں اپنے حصہ رسدی سے اس وقف کو برقرار رکھوں گا۔ صورت مذکورہ میں وقف اول صحیح ہو کر نماز پڑھنا اسی میں درست ہے یا نہیں؟ بر صورت عدم جواز اپنے حصہ میراث سے وقف کا برقرار رکھا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

ترکہ متوفی حسب شرائط الفرائض بارہ سہام ہو کر تین سہم شوہر، چار چار ہر دختر، ایک برادر کو ملے گا۔ غم زاد بہن کا بیٹا محروم ہے۔ اگر صحیح ہے کہ مرد نے یہ وصیت کی تھی اور یہ قطعہ (بعد اداستہ دین اگر مرد موروث ہو) ثلث متروکہ سے زائد نہیں تو وقف صحیح و نافذ ہو گیا اور وہ قطعہ مسجد اور اس میں نماز مسجد میں نماز۔ یا ہیں اگر ثلث متروکہ سے زائد ہو اور باقی ورثہ یعنی بیٹیاں اور بھائی سب عاقل بالغ اور سب نے اس وصیت کو قبول کیا اور جائز رکھا، جب بھی یہی حکم ہے۔ یعنی اگر وصیت ثابت نہ ہو اور شوہر نے ایک قطعہ معینہ جس میں باقی ورثہ کے بھی حصے تھے تعمیر مسجد کے لئے وقف کر دیا اور باقی سب ورثہ نے بشرط عقل و بلوغ اسے جائز رکھا جب بھی یہی حکم ہے۔ ان سب صورتوں میں وہ مسجد ہو گیا،

وذلك لانه في الاخير فصولي في حصصهم وقد صدر منه صالحه مجيز حيين صدوره وقد اجازوا فنفذوا ولسم يمتنع الشيوع لعدمه عند اجتماعهم على تجوييزه اور یہ اس لئے ہے کہ صورت اخیر میں وہ (شوہر) دیگر ورثہ کے حصص کو مسجد بنانے میں فضولی ہے اور یہ فعل اس سے اس حال میں صادر ہوا کہ صدور کے وقت اس کو جائز کرنے والا موجود ہے اور انہوں نے اسی کی اجازت دے کر جائز کر لیا اور شوہر

قال فی رد المحتار لو سئل ما من وقفها و وقفها و
 دفواها مدانی قیوم واحد جاسر اتعاقا لا ف
 المانع صحت الجواز عند محمد هو الشیوع
 وقت القبض لا وقت العقد و لیس یوجد
 ههنا

شیوع ہے جو وقت قبض ہو نہ کہ وقت عقد، اور یہاں وقت قبض شیوع نہیں پایا گیا (ت)
 ہاں اگر کوئی وارث غیر عاقل یا نابالغ ہے یا ان میں بعض نے اس لہو کو جائز رکھا ہے وصیت مطلقاً
 اور بحال وصیت جبکہ ثلث سے زائد ہو تو البتہ وہ مسجد مسجد نہیں اور اس سبب سے کہ اس میں ایسے کی ملک ہے
 جس کی اجازت نہیں یا جس کی اجازت شرعاً اجازت نہیں اس میں نماز ناجائز۔ یہ حکم بھی متفق علیہ ہے کہ مسجد
 میں شیوع بالاجماع ممنوع،

لا ینقض بقاء الشركة ینضم المخلص لله نفاق
 من عن المفسد والفت حلی
 کیونکہ بقاء شرکت اللہ تعالیٰ کے لئے شے کے فحاشی
 ہونے سے مانع ہے۔ شے نے نہر اور فتح سے
 منع کیا۔ (ت)

ہاں اگر شوہر تقسیم صحیح شرعی کر اسے اور یہ قطعہ اسی کے حصہ میں آئے اس کے بعد اسے یہ مسجد کرے تو اب مسجد
 ہو جائے گا لہذا والی المانع (مانع ختم ہو جانے کی وجہ سے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔
 مسئلہ ۳۰: مسئلہ سید مصباح القیوم صاحب ساکن شہر اسے پور بھنجا تھ پارہ مدرسہ اصلاح المسلمین
 صوبہ سی پی ۵ جمادی الآخر ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک مسجد کے متعلق طہارت خانہ وغیرہ بنانے کی غرض سے
 مسجد کے روپے سے ایک قطعہ زمین کا مسجد سے علیحدہ مگر قریب میں خرید لیا کیونکہ زمین بہت ہے مسجد کی ضرورت
 کی چیزیں بن جانے پر بھی باقی رہ گئی اور مسجد کی کوئی منفعت مقصود نہیں اور اہلسنت نے ایک مدرسہ قائم
 کیا ہے اس کے لئے مکان کی ضرورت ہے تو کچھ مسلمان یہ چاہتے ہیں کہ زمین مذکورہ مدرسہ تعمیر کر دیں اور
 قیمت زمین کی مدرسہ کی آمدنی سے لے کر مسجد میں داخل کیا جائے تو شرعاً یہ جائز ہے کہ نہیں اور در صورت

عدم جواز کوئی حیلہ اس کے جواز کا ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

الجواب

جائز ہے کہ وہ یا قیامزدہ حاجت مسجد سے زیادہ زمین (دکڑ سابی سے وقف نہ تھی بلکہ مسجد کے روپیہ سے مسجد کے لئے خریدی تھی) مدرسہ کے لئے بیع بقیمت مناسب کر کے زمین داخل مسجد کیا جائے جبکہ احتیاطاً و امانت کاملہ سے کام لیا جائے۔ عالمگیری میں ہے :

متولی المسجد اذا اشترى بحال المسجد
حائوتاً او داساً ثم باعها جازاً اذا كانت له
ولاية الشراء على ان هذه الدار والمكانات
هل تلتحق بالحوادث الموقوفة على المسجد
معناه هل تصير وقفاً المختار انه لا كذا
في المصمرات۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ایک مسجد کے متولی نے مسجد کے مال سے دکان یا گھر
خرید یا پھر بیچ دیا تو جائز ہے جبکہ اس کو خریدنے
کی ولایت حاصل ہو، یہ مبنی ہے اس بات پر کہ کیا
یہ دکان اور گھر مسجد پر وقف شدہ دکانوں سے ملحق
ہوگا، اس کا معنی یہ ہے کہ کیا یہ وقف ہو جائیگا،
مختار یہ ہے کہ نہیں ہوگا۔ مصمرات میں ایسا ہی ہے۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۰۴۸ اشوال ۱۳۴۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ محلہ قاسمی ٹولہ پرانا شہر میں ایک مسجد قاضی زادوں کی
تعمیر کروہ ہے اور اس کا دروازہ پہاڑ رخ قدیمی ہے اور اس میں کچھ قبریں بچہ قاضی زادوں کے آبا و اجداد
کی تھیں، اور ایک کنواں بنجاروں کا بنایا ہوا مسجد سے پہلے کا ہے جس سے سوائے نمازیوں اور کئی محلوں کو اس
کے پانی سے نفع پہنچتا ہے، اس مسجد میں کئی قوم کے لوگ نماز پڑھتے ہیں قصائی، مداف۔ ان کے مکان بھی وہیں
ہیں، قصابوں نے مسجد میں کچھ قبریں تھیں انھیں کھود کر بالکل نیست و نابود کر دیا، درخت جو سری کا جس کے سایہ
سے نمازیوں کو آرام ملتا تھا کاٹ ڈالا، گول در شمال کی جانب جس سے نمازیوں کو بارش سے آرام ملتا تھا
بند کر دیا، کنواں جس سے مخلوق کو نفع تھا اس کی ایک سیڑھی کا راستہ بند کر دیا گیا گیا ایک رخ بالکل بند
کر دیا جس سے ہشتیوں کو از حد تکلیف سے انھوں نے پانی بھرنا بند کر دیا۔ دو دیواریں بنا کر اس میں
گھری لگا دی ہے جس سے کچھ نفع نہیں۔ یہ لوگ کس سزا کے مستحق ہیں، یہ کام اچھے کئے یا بُرے کئے؟ بذوق
میں سے ایک شخص نے کسی سے پوچھا یہ کنویں پروردیوار کیا ہیں، اس نے اپنی جہالت سے کہا کہ یہ میرا

بنایا ہے لوگوں کے تکلیف دینے کو، تو کیا یہ شخص کافر ہو گیا، حالانکہ ان دیواروں کو وہ مسجد نہیں سمجھتا ہے بلکہ یہ شہزادہ کی دیواریں سمجھتا ہے کس سزا کا مستحق ہے؟

الجواب

اگر یہ بیانات واقعی ہیں تو مسلمانوں کی قبروں کا کھود ڈالنا ہرگز جائز نہ تھا اس سے وہ توہینِ مسلمین کی سزا کا مستحق ہیں، سزا یہاں کون دے سکتا ہے، اور اگر یہ قبریں اس لئے کھودیں کہ اس جگہ پر نماز پڑھی جائے تو یہ نماز کو بھی خرابی میں ڈالنا ہے، قبور کی جگہ نماز جائز نہیں جب تک اندر تک کھود کر میت کے سب اجزاء نکال نہ دے جائیں اور مسلمان میت کے ساتھ ایسا کرنا حرام حرام سخت حرام۔ درخت جو قدیم سے تھا اس کے کاٹنے کی کوئی وجہ نہ تھی، بلا وجہ شرعی نمازیوں کو تکلیف دینا سخت بد ہے۔ شمالی دروازہ کہ قدیم سے تھا اور اس سے نمازیوں کو آرام ملتا تھا اس کے بند کرنے کا بھی کوئی اختیار نہ تھا۔ کنویں کی ایسی روک جس سے پانی بھرنے والوں کو تکلیف ہو اور وہ بھرتا چھوڑ دیں ہرگز جائز نہیں، یہ سب بڑے کام ہوتے۔ اس نذات نے بیہودہ کہا بڑا کیا مگر اس کے سبب کافر نہیں ہو سکتا کہ اس میں مسجد کی کوئی توہین نہیں، نہ وہ دیواریں مسجد کی ہیں۔ اس کے لئے اتنی سزا کافی ہے کہ ٹوٹے سپردہ کا آئندہ احتیاط کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ مسئلہ شیعہ عظمت اللہ کو تو ای شہر بریلی شریف

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارہ میں کہ ایک مسجد شریف قدیم ٹھوس تھی اہل اسلام نے اس کو منہدم کر کے مغرب کی جانب میں مسجد بنوائی اور مسجد قدیم کو اس کا صحن قرار دیا اور مسجد جدید اور صحن یعنی مسجد قدیم ہر وہ کی کسی بلند کی اور نیچے تہ خانے بنائے اور مسجد قدیم کے تہ خانے کے حصے کو مسجد کی دکانوں میں شریک کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اس صحن میں نماز پڑھنے والوں کو ثواب مسجد کا ملے گا یا نہیں؟ اور اگر یہ جائز ہے تو اس طرح مسجد جدید کے تہ خانے کو بھی کرایہ پر دے سکتے ہیں یا نہیں؟
یقیناً تو جبروا۔

الجواب

مسجد مسجد ہو جانے کے بعد دوسرے کام کے لئے کرنا حرام حرام سخت حرام ہے ان پر فرض ہے کہ مسجد قدیم کا تہ خانہ بدستور سابق بن کر دیں اور اب کہ مسجد جدید کو مسجد کہہ چکے اس کے تہ خانے کو بھی کرایہ پر دینا حرام ہے ہاں مسجد کو دینے سے پہلے دکانیں وقف مسجد کے لئے بناتے اور اس کے بعد ان کی چھت کو مسجد کرتے تو جائز تھا اب ہرگز حلال نہیں مسجد قدیم کو جدید کا صحن کر لیا اس میں حرج نہیں وہ بدستور مسجد ہے اور اس میں نماز مسجد میں نماز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۱ از شہر کہنہ محلہ کوٹ مسئلہ شیخ انعام اللہ ۵ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارے میں کہ مسجد امام باڑہ متصل زیارت شاہ صاحب کے ایک
 گوشہ میں واقع ہے اور گزشتہ زمانے کے شیعہ مذہب کے لوگ جو گھنٹوں کے پردے ان کی تعمیر کردہ ہے۔ لیکن
 اب مسجد مذکور اہلسنت کے قبضہ میں ہے اور کنویں مذکور سے ۳۳/۳۴ گز کے فاصلہ پر ہے، کنویں اور مسجد
 کے درمیان بوجہ کوڑے اور گھاس کیڑے وغیرہ کا احتمال رہتا ہے، اسی لئے مسجد مذکور آباد نہیں ہوتی،
 اہل محلہ چاہتے ہیں کہ مسجد مذکور کا ملکہ لب بٹرک متصل کنواں اٹھلائیں اور یہاں مسجد تعمیر کرائیں تو جب ز
 ہے یا نہیں؟

الجواب

اگر اس مسجد کا بانی رافضی تیرائی رد افضی حال کا ہم عقیدہ تھا اور اسی مذہب پر مراۃ مسلمانوں
 کو جائز ہے کہ اس کا محلہ دوسری مسجد میں لے جائیں، نیز جائز ہے کہ اس مسجد کی زمیں کو بیچ کر جدید مسجد
 میں لگائیں۔

فی الدر المختار لو وقف المرد فقتل
 او مات او ارتد المسلم بطل وقفہ
 و اللہ تعالیٰ اعلم۔
 در مختار میں ہے کہ اگر مرد نے وقف کیا پھر قتل
 کر دیا یا مر گیا یا مسلمان مرتد ہو گیا تو اس کا
 وقف باطل ہو گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۳۲ مسئلہ حافظ عبد المجید از ضلع مراد آباد قصبہ بکھراؤں محلہ چودھریاں
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع میں اس مسئلہ میں کہ میرے باپ جناب قبلہ و کعبہ حاجی
 عبدالرحمن صاحب نے ۲ جولائی ۱۸۹۹ء کو اپنی حقیقت موضع کھا دو جو پرگنہ ساپور ضلع مراد آباد قنداری
 موضع چارلسوہ کو اور میرے بھائی حاجی عبداللطیف خان صاحب اور محمد حافظ عبد المجید خان نے اپنی
 حقیقت سوا سوا بسوہ موضع کافر پور و چک کافر پور پرگنہ ساپور ضلع بکھراؤں کو بنا برصرت مسجد و چادہ و پیادہ
 وقف کر دیا مگر وہ جگہ جہاں مسجد و کنواں تیار کرانے کا خیال تھا وہ جگہ آبادی قصبہ بکھراؤں سے ڈیڑھ سو گز
 کے فاصلے پر جنگل میں تھی اور مسجد لب بٹرک سے جو آبادی میں بنی ہوئی ہے دو سو گز کے فاصلہ پر ہے بعد
 وقف ہو جانے کے جو میری غیبت میں تکمیل ہوا تھا یہ خیال پیدا ہوا کہ اس جگہ مسجد کا بننا کارآمد نہیں ہے
 کیونکہ اس موقع پر بوجہ ہونے آبادی کے آباد نہیں رہ سکتی مگر یہ خیال جناب والد بزرگوار صاحب سے

ظاہر نہ کر سکا تھا کہ میرے اپنے ملازمت پر تشریف لے گئے وہاں سے ان کا والا نامہ صادر ہوا کہ فوراً مسجد کی تعمیر کر دیں نے نفوت ان کی ناراضی کے اپنا خیال تو ظاہر نہ کیا مگر بموجب ارشاد تعمیل یہ کر دیا کہ دیہات سے چار بیگاری جمع کر کے مسجد کی بنیاد کنڈہ کرائی اور زمین برابر بنی چوڑی چونکہ موسم برسات آنے والا تھا والہ بزرگوار قبیلہ کو بطور غرض یہ عرض کیا کہ بنیاد بھر وادی گئی اور تعمیر مسجد بعد برسات شروع کی جائے گی، اس کے بعد میں خود جناب والد صاحب قبلہ کے پاس پہنچا اور ان سے اپنا خیال ظاہر کیا کہ مسجد کو بموجب ارشاد عالی بنادی جائے گی مگر اس کی آبادی کی کون سی صورت ہے، اول جناب والا وہاں پر اس کا زمانہ و مردانہ بنادیں اور میں وہاں محلہ آباد کروں تب مسجد تیار ہونی چاہئے، انہوں نے اس بات کو بخوبی منظور فرمایا، اس طرح میں ان کا انتقال ہو گیا مگر کنواں و پیاد تیار ہو گیا تھا اور ہر دستور جاری نہ مکان تھا زندہ آباد ہوا۔ ہم دونوں بھائی آپس میں جدا ہو گئے اور اس وقت کا بعد جناب قبلہ کے میں متوفی رہا۔ ایک مسجد درمیان آبادی منہدم ہو گئی تھی، میں نے اس روپہ سے وہ مسجد از سر نو بنوائی اور وہ بنیاد مسجد جو جنگل میں بیگاریوں سے بھر وادی تھی اکھڑا کر اس کی اینٹیں بھی اس میں لگو کر تیار کروادی، اب اس وقت کی رقم جمع ہے اور ایک مسجد محلہ جو میرے مردانہ مکان کے پیش دروازہ ہے از حد مرمت طلب ہو رہی ہے اور کوئی صاحب اس کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ میرا خیال ہے کہ اگر شرع شریف اجازت دے تو میں اس مسجد کی اس روپہ سے مرمت کروا دوں۔ دوسرے یہ کہ وہ مسجد جہاں جنگل میں پہلے بنیاد بھر وادی تھی اور وہ اس وجہ سے کہ یہ کسی وقت کا رآد و آباد نہیں ہو سکتی اکھڑا ڈالی گئی تھی اس کا بنانا ضروری ہے یا اس مسجد کی مرمت کروانا ضرور ہے؟

الجواب

جبکہ یہ صحیح ہو کہ وہ جگہ آباد نہیں ہو سکتی اور وہ مسجد کام میں بھی نہ آئے گی تو وہ مسجد نہ ہوتی، ان اینٹوں اور روپے کو دوسری مسجد میں صرف کر سکتے ہیں، عالمگیری میں ہے،

سرجل بنی مسجدانی صفحہ ۱۴ حدیث
لا یسکنہا احد، وقل ما یر یہ النساء
لہ یصور مسجداً لعدم الحاجة الی صیورہ
مسجداً کذا فی الغرائب
واللہ تعالیٰ اعلم

اگر کسی شخص نے جنگل میں مسجد بنادی جہاں کوئی بھی نہیں رہتا اور بہت کم ہی کسی انسان کا وہاں سے گزر رہتا ہے تو وہ مسجد نہیں ہوتی کیونکہ اس کے مسجد ہونے کی ضرورت نہیں، غرائب میں ایسا ہی ہے۔ (د)

مسئلہ ۳۱۲ از شہر محلہ بانہ احمد علی خاں مستولہ نقشبندی فتح محمد صاحب ۱۳۳۹ھ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ،

- (۱) ایک مسجد اہل سنت و جماعت کی تعمیر ہو رہی ہے اور اس کا چند جمع ہو رہا ہے، اس مسجد میں کس کس مذہب کا پیسہ لگانا جائز ہے اور کس کس مذہب کا ناجائز؟
(۲) ایک مسجد رافضی کی تیار کی ہوئی ہے جو اس وقت ایک گوشہ میں ویران پڑی ہے اس میں اہل سنت و جماعت کی یہ رائے ہے کہ اس مسجد کو شہید کر کے دوسری جگہ مسجد تعمیر کرائی جائے اس کی زمین کا پیسہ دوسری مسجد اہل سنت و جماعت میں لگایا جائے تو جائز ہے یا ناجائز؟ اور اسی مسجد کا اب کوئی فساد کرنے والا نہیں۔

الجواب

- (۱) مسجد میں صرف اہل سنت کا پیسہ لیا جائے، کافر و یا مرتدوں کا ناپاک مالی نہ لیا جائے۔
(۲) رافضی جو ایسا ہی مذہب رکھتا ہے جیسا کہ آج کل کے رافضیوں کا ہے اگر اس نے مسجد بنائی اور مرگیا تو اس کی مسجد کی زمین اور محلہ بیچ کر دوسری مسجد میں لگا سکتے ہیں جبکہ فساد کا اندیشہ نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۱۳ از حصار محمد عبدالرشید مدرسہ اکبر محاسن الاسلام احاطہ عبدالغفور خاں

۱۳ محرم ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ دکان مرہونہ مسجد کے نام کسی صورت میں جائز ہے یا نہیں، بتینوا تو جبردا۔

الجواب

دکان کہ مسجد پر وقف کی گئی اور واقعہ نے شرط وقف میں اس کے بدلنے کی اجازت نہ لکھی وہ کسی طرح نہیں بک سکتی، مگر یہ کہ تباہ و ویران ہو جائے اور کوئی صورت اس کی آبادی کی نہ رہے تو اسے بیچ کر دوسری جگہ دکان خرید کر متعلق مسجد کر دے یا دکان پر کسی ظالم کا قبضہ ہو گیا اور اس سے کسی طرح رہائی نہیں ہو سکتی مگر دام دینے پر راضی ہے تو لیں اور دوسری دکان اس کی جگہ قائم کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۱۴ از شہر کنہ درگاہ شاہ دانا صاحب قدس سرہ مستولہ رحمت علی صاحب ۱۳۳۹ھ جمادی الثانی ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شاہ دانا صاحب کا مزار شریف ایک چھوٹے سے

اور مسلمان کی قبر پر بیٹھنا یا چلنا ناجائز ہے۔ حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
 لان اٹا علی حمرة حق مخلص الی جندی
 محبة الی من ان اٹا علی قبر مسلم او ماھنا
 محنا ۛ
 ترجمہ: اگر کسی مسلمان کی قبر پر پاؤں رکھوں۔

دوسری حدیث میں ارشاد ہوا،

لان امشی علی صیغ احب الی صنف ان
 امشی علی قبر مسلم او کما قل صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم۔
 ترجمہ: مجھے تلوار پر چلنا مسلمان کی قبر پر چلنے سے زیادہ پسند
 ہے (جیسا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
 فرمایا۔ ت)

فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے،

یکرا لقعود علی القبر لان مقف المقبر
 حق المیت ۛ
 ترجمہ: قبر پر بیٹھنا مکروہ ہے کیونکہ قبر کی چھت میت کی
 حق ہے۔ (ت)

فتح القدیر و درمختار و رد المحتار میں ہے،

المرور فی سکتہ حادثہ فی السب برحوہ ۛ
 قبرستان میں جو یا راستہ بنایا جائے اس میں چلنا
 حرام ہے۔ (ت)

اور مسلمان کی قبر کو ہوار کر دینا اور بھی سخت حرام۔ حاضرین کے لئے جگہ تنگ کرنا جن کی اصل وضع خانقاہ ہے
 وقف میں تصرف ہے جا اور مخالفت غرض واقف ہے کہ شرعاً ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 ص ۱۳۱ ملکہ از ضلع بردوان مقام رانی گنج مسئولہ میرضامن سیکریٹری مدرسہ العلوم و شعبان ۱۳۲۹ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین؟

| | | | |
|-------|---------------------------------|---|-------|
| ۴۲/۱ | کتاب الجنائز | قدیمی کتب خانہ کراچی | ۴۲/۱ |
| ۱۰۴/۲ | سنن ابو داؤد کتاب الجنائز | باب کراہیۃ القبور علی القبر آفتاب عالم پریس لاہور | ۱۰۴/۲ |
| ۳۷۴/۴ | التخریب والتخریب | التخریب من الجلاس علی القبر مصطفیٰ البانی مصر | ۳۷۴/۴ |
| ۱۱۳ | سنن ابن ماجہ ابواب الجنائز | باب ما جاز فی النہ عن امشی علی القبر ایچ ایم سعید کمپنی کراچی | ۱۱۳ |
| ۲۵/۵ | ملکہ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ | الباب السادس عشر فی زیارة القبر فورانی کتب خانہ پشاور | ۲۵/۵ |
| ۲۲۹/۱ | ملکہ رد المحتار کتاب الطہارۃ | فصل الاستنجاء وادحیاء التزات العربیہ بیروت | ۲۲۹/۱ |

(۱) مسجد کی موقوفہ جائیداد کا متولی مسجد یا مسجد کے متعلق مکان میں تنہا اپنی رائے سے کسی قسم کی ترمیم کر سکتا ہے یا نہیں ایسی صورت میں کہ مصلیان مسجد اس ترمیم کے سخت مخالفت ہوں

(۲) مسجد کی کوٹھری یا حجرہ یا مسجد کا مدرسہ یا متولی بوضو کی حکیت ہے یا ان کا نظم و نسق وغیرہ۔ امام و متولین کی تقرری و برخاستگی عام مصلیان مسجد کے اتفاق پر موقوف ہے مصلیان مسجد کو اس کے متعلق کوئی باز پرس کرنے کا اور جمع خرچ کے کچنے کا اختیار ہے یا نہیں؟

(۳) مصلیان مسجد کے خلاف میں اگر کسی مسجد کا متولی دوسری مسجد کے نمازیوں کو اپنے ساتھ ملا کر مخالفت سے اس مسجد میں کوئی ناپسندیدہ کام کرنا چاہے اور اس کی قابل مرستہ چیزیں غراب ہو رہی ہوں تو مصلیان مسجد کو اس پر رکاوٹ کا مجاز اور متولی کو ان کا متفقہ ارا سے کرنا ضروری ہے یا نہیں، جتنا تو جہودا۔

الجواب

(۱) اگر اس ترمیم کا اختیار اسے واقعہ نے دیا تھا تو کر سکتا ہے ورنہ نہیں۔ یہ بات ملاحظہ شراائط وقت سے ظاہر ہو سکتی ہے۔

(۲) مسجد اور اس کے متصل کوئی شے نہ متولی کی ملک ہے نہ مصلیوں کی نہ کسی غیر خدا کی، وہ سب خالص ملک الہی ہے، اوقات مسجد کا انتظام متولی کے سپرد ہے اور امام و مکران کا نصب و عزل بانی مسجد یا اس کی اول و پھر مصلیوں کے متعلق ہے متولی جو بات خلاف شرائط وقت کو سے مصلی بلکہ عام مصلیان اس سے باز پرس کر سکتے ہیں۔ متولی امین ہے جب تک اس کی خیانت کا صحیح مظہر نہ پیدا ہو وہ جمع خرچ کچانے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ درمختار میں ہے :

سئل قارئاً الهدایۃ عن طلب محاسبۃ
شوریکہ فاجاب لا یلزمہ بالتفصیل و
مثله المناسبات والوصی والمتولی، نہریہ
قاری الہدایۃ سے اس شخص کے بارے میں سوال
کیا گیا جو اپنے شریک سے محاسبہ کا سوال کرے
تو قاری ہدایہ نے جواب دیا کہ شریک پر مفصل جواب
دینا لازم نہیں، اسی کی مثل ہے مضارب، وصی اور
متولی، نہریہ۔ (دست)

ردالمحتار میں ہے : یحمل اطلاقہ علی غیر المتہم (اس کا اطلاق اس شخص پر گھل گیا جیسا

جس پر تہمت نہ لگائی جاتی ہو۔ ت)

(۳) سائل نے ناپسندیدہ کام کی تفصیل نہ کی ان کو ناپسندیدہ ہے یا شرفاً جو شرفاً ناپسندیدہ ہے اس کا اختیار کسی کو نہیں، نہ وہ کسی کے متعلق اراستے ہونے سے ہو سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۱۹ مولوی غلام محی الدین صاحب راندری ۱۲ شعبان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ قصبہ جام نگر (علاقہ کاٹھیاوار) میں دو مسجدیں ایسی مسلمان بانیوں (مورتوں) کے نام سے بنی ہوئی ہیں کہ کافر راجہ نے ان کو باوجود اسلام پر قائم رہنے کے اپنی ہی جماعت میں ہمیشہ کے لئے قائم و دائم زبردستی کر کے رکھا ایک غلطہ بانی کی مسجد راجہ سے مالِ کثیر لے کر اصل پرانی مسجد پر اپنے مسلمان ناظر نوکر کے مالِ عوالہ کر کے مسجد بنائی ہے۔ اسی طرح دوسری امرت بانی کی مسجد نو تعمیر ہو کر امرت بانی کے نام سے مشہور ہے۔ دوسرے راجہ کے وقت میں قصبہ ہذا میں سات مسجدیں سات بانیوں کے نام سے پچاس سال ہوئے ہیں بنائی ہیں،

ایک دھن بانی کی مسجد جو جامع مسجد دھن بانی کی مشہور ہے پرانی مسجد پر اس کی تعمیر ہوئی۔

دوسری نامتھی بانی کی مسجد رانضی پورہ محلہ میں پرانی مسجد کو شہید کر کے نئی بنائی گئی ہے۔

تیسری جانی بانی کی ناور کی مسجد، یہ بھی ایک پرانی مسجد شہید کر کے نئی بنائی گئی ہے۔

چوتھی والہائی کی مسجد جو رانی جبل کے قریب بالکل نئی تعمیر کی گئی ہے۔

پانچویں رتن بانی کی مسجد سنگھادار میں نئے سرے سے بنائی گئی ہے، قبل از یہ وہاں کوئی مسجد

نہ تھی۔

چھٹی فرس بانی کی مسجد جو ملک دگروں کی مسجد تھی اس کو شہید کر کے وسیع چایانے پر بنائی گئی ہے۔

ساتویں چھوٹی دھن بانی کی مسجد جو گجراتی وار میں کنہ غور مسجد کو شہید کر کے اسی پر بنائی گئی ہے۔

یہ عورتیں مسلمان حرم و صلوة کی پابند تھیں اور کافر راجاؤں کے جبر سے مرتے دم تک ان کے

مکان میں رہیں، اور راجاؤں سے ان عورتوں نے مال حاصل کر کے اپنے نوکر مسلمان ناظر کو مالِ حوالہ

کر دیا اور ان ناظروں نے مسجدیں بنا کر مسلمانوں کے قبضہ میں کر دیں اور تاویں دم مسلمانوں کے قبضہ

میں ہیں۔ یہ عورتیں مر چکی ہیں، ان کی ہر ایک کی قبر ہر مسجد کے فنا میں بنی ہوئی ہے اور ان میں سے

جو مسجدیں سابق پرانی مسجدوں کو شہید کر کے تعمیر کی گئی ہیں، ان کے فنا میں اولیاء کے مزار بھی ہیں، ان

مسجدوں کے ان بانیوں کے نام سے موسوم ہونے پر کافر کا ردِ پیہ گننے کے باعث اگرچہ ان عورتوں میں

ایک نے اپنے نوکر ناظر مسلمان کو حوالہ کر کے مسجد کی تعمیر کرائی ہے اور مسلمانوں کے قبضہ میں کر دی گئی ہے۔

باوجود اس کے مسلمانوں کے دو گروہ ازاں دم تا ایں دم چلے آتے ہیں، ایک گروہ ان مسجدوں میں نماز پڑھنا جائز سمجھتا ہے اور دوسرا گروہ جو جوہ بالا ناجائز سمجھ کر ان میں نماز نہیں پڑھتا اور پڑھنے والے کو روکتا ہے، مقررہ گروہ نے اپنے استدلال میں ایک عربی رسالہ بھی لکھا ہے جو منسلک استفتاء ہذا ہے۔ تقابلیں جواز اکثر فتادی کی عبارت پیش کرتے ہیں۔ یہ مسجدیں اپنے مصارف کے لئے قطعاً کسی کی محتاج نہیں ہیں کیونکہ ہر مسجد اپنے تعلق میں دکانیں رکھتی ہے، موجودہ کافرا جہ کو اگر یہ معلوم ہو جائے کہ ان مسجدوں میں بحسبم شرع شریف نماز ناجائز ہے تو وہ ان کے اہتمام میں ایک لمحہ دیر نہ ٹھہرے اور مسجدیں دکانیں جن کی عمارت تقریباً ۵۰ لاکھ بلکہ زائد ہوگی مسلمانوں کے قبضہ و تصرف سے نکل جائیں گی اور وزارت اولیاء کرام جو ان مسجدوں کی فنا میں واقع ہیں مسما کر دے جائینگے آپ نہایت تفصیل سے عام فہم زبان میں ارشاد فرمائیں کہ حکم شرع شریف کیا ہے تاکہ مسلمانوں میں فساد نہ پھیلے۔ بیعتنا تو حیدر وا۔

الجواب

وہ مسجدیں شرعاً مساجد ہیں اور ان میں نماز قطعاً جائز، اور ان کا بدم ظلم شدید اور ان میں نماز پڑھنے سے روکنا، ان کی ویرانی میں کوشش کرنا حرام۔

قال الله تعالى ومن اظلم من من مسجد
الله انت يذکر فیہ اسمہ وصف فی
الله تعالیٰ نے فرمایا، اس سے بڑھ کر ظلم
کون جہ اللہ کی مسجدوں کو ان میں نام الہی لینے سے
روکے اور ان کی ویرانی میں کوشش کی۔

عربی رسالہ میں اجرت زنا کی حرمت کا بیان ہے اس میں کئے کلام ہے مگر اسے یہاں سے کیا ملتا، اور ان مسجدوں کی ابطال مسجدیت سے تو اسے اصلاً مس نہیں، یہاں نہ اجارہ ہوا نہ وہ مال کہ ان عورتوں نے پایا اجرت تھا، نہ ان کے لئے حکم حرمت تھا، اور بالفرض ہوتا تو ان مسجدوں کو مسجد نہ ماننا جہالت تھا، اولاً اجارہ کہ بیع منافع ہے مثل بیع محتاج ایجاب و قبول و ترضی طرفین ہے اور سوال میں ہے زبردستی کر کے رکھا، کافرا جاؤں کے جبر سے رہیں تو کوئی اجارہ تھا نہ ایجاب و قبول، خود رسا نہ عریسہ میں اقرار کیا ہے کہ صورت بھوت غنا میں عقد اجارہ نہیں تو مسئلہ اجرت زنا کی بحث بیکار تھی۔ بار رسالہ کا یہ گمان کہ جب پہلے عقد ہے تو بدرجہ اولیٰ عرام ہے کہ اب اس کی حرمت پر اتفاق ہے، ذخیرۃ العقبے میں ہے،

کہنا کہ،

ما تاتخذوا الزامیة علی الزنا بغیر عقد
الاجاسرة حرام اتفاقا وهو المباحث
عنه۔

جو کچھ زانیہ زنا پر بغیر عقد اجارہ کے لے وہ باتفاق
مسدوم ہے اور یہ زیر بحث ہے
(ت)

یوں بھی صحیح نہیں اور اب مال کا فرق بھی قید نہ رہی،
فعی الہدیة عن المحيط عن المنتقى ابراہیم عن
محمد امرأة نائمة او صاحب طفل او مزارا کتب
ما لا قال ان كان علی شرط مرد علی اصحابہ لاسہ
اذا كان الاخذ علی الشرط كان المال مقابلة المعصية
فكان لاخذ معصية والسيل في المعاصی شها ما
ادلم یکن الاخذ علی الشرط لم یکن الاخذ معصية والذ
حصل من المالك برضا فیکون له و یكون حلالا له۔

پس ہندیہ میں محیط سے بحوالہ منتقى ابراہیم سے
بروایت امام محمد منقول ہے کہ کوثر کرنے والی
عورت، وصول بجانے والے اور سارنگی بجانے
والے نے جو مال کیا اگر وہ کسی شرط پر تھا تو
وہ مالکوں کو واپس کریں کیونکہ جب اس کا لینا شرط
پر ہوا تو وہ معصیت کے مقابلہ میں ہوا اور معاصی
میں چھٹکارے کی سبیل اس کو مالکوں کی طرف
لواٹا ہے اور اگر وہ شرط کی بنیاد پر نہ تھا اس کا لینا معصیت نہ ہوا اور یہ دیا خود مالک کی طرف سے اس
کی رضا کے ساتھ متحقق ہوا لہذا وہ اس کے لئے حلال ہوگا۔ (ت)

ثالثاً حقیقت امر یہ ہے کہ رواب واجبہ عورتیں رکھتے اور انھیں اپنا پابند کرتے ہیں اپنے
زعم مردہ میں انھیں مثل ازدواج و کنیزان رکھتے ہیں اور جو کچھ ادارہ ہوا انھیں دیتے ہیں نہ بعض زنا ہوتا
ہے نہ بشرط زنا بلکہ نفقہ ازدواج کی طرح جزاء اعتبار سے سمجھ کر دیتے ہیں ولہذا اگر ان میں بعض کی صورت
بھی عینوں نہ دیکھنے میں آئی اور ان میں فرق نہیں آتا یہ محض ضرور ظلم و حرام ہے اور اگر برصائے زنان
ہو تو قطعاً یہ بھی عاصیہ کہ رضا بالحرام حرام ہے لیکن جب بالجبر ہے تو اس کی طرف سے معصیت نہیں
قال تعالیٰ ومن یرکھمن فامنت اللہ
من بعد اکراھمن غفور رحیم۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اور جو ان پر جبر و اکراہ کو
تواضع تعالیٰ ان عورتوں کے مجبور ہونے کے بعد
بخشنے والا مہربان ہے۔ (ت)

لے فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الخامس عشر فی الکسب فورانی کتب خانہ پشاور ۳۲۹/۵
لے القرآن الکریم ۳۳/۲۵

تو وہ ان کے لئے کسی طرح مقابل معصیت نہیں اور امام محمد کا ارشاد بلا وقت صادق کہ مال برفضائے مالک
کوان کے لئے حرام نہیں۔ علاوہ ماہوار بعض منظورات نظر کو اور احوال جو زائد دیتے ہیں مسلم کی طرف سے
ہوتے تو ضرور حرام ہوتے کہ رشوت تھی،

والرشاشی والمرشاشی کلاهما فی الناس رشوت دینے والا اور لینے والا دونوں جہنی ہیں رشوت
لینے والی مالک نے ہوتی اور ان کا دینے والے کو واپس دینا فرض ہوتا۔ ہندیہ میں فقیر سے ہے،
الاستشفان یدفع کل واحد منها لصاحبه باہمی معاشرتہ کرنے والوں میں سے ہر ایک نے
شیاء فہی رشوة لا یثبت الملك فیہا جو دوسرے کو یا وہ رشوت ہے اس سے ملک
ولید اجمع استردادھا ثابت ہیں ہوتی اور دینے والے کو اختیار ہے
کہ واپس لے لے۔ (دست)

یہاں کہ دینے والا حربی غیر مستامن ہے اور ان کی طرف سے غدر نہیں بلکہ برفضائے مالک ہے تو حکم
استیلاؤن کی ملک ثابت اور ہدایہ کا ارشاد صادق کہ،

بای طریق اخذ المسلم اخذ مالا مباحا مسلمانی جس مباح بھی لے ایک مال مباح لیتا ہے
اذا لم یکن فیہ غدر جبکہ اس میں غدر نہ ہو۔

خصوصاً وہ روپیہ کہ راجہ سے مسجد کے لئے مالک کر لیا اور اس نے بخشی دیا اسے ذبردستی زیر حرمت
مان لیا کیا معنی۔

مرا بعباً بالغرض یہ روپیہ حرام ہی ہوتا قرام کر خفی کے مذہب مفتی پر مسجد کی طرف اس کی
جہانت سرایت نہ کر سکتی جب تک اس پر عقد و نقد جمع نہ ہوتے یعنی وہ روپیہ دکھا کر ہاتھوں کے اینٹ کر لیں
زمین وغیرہ خریدی جاتیں کہ اس روپے کے عوض میں دسہ پھر وہی زر حرام ثمن میں ادا کیا جاتا۔ ظاہر
ہے کہ عام خریداریں اس طور پر نہیں ہوتیں تو اب بھی مسجدوں میں اثر حرام ماننا جراف و باطل تھا۔
تویرا البصار میں ہے،

تصدق بالعدۃ لوقف فی المخصوص اور باقی ماندہ منفعت کو وقف کیے اگر کسی نے مفسوب اور

لے کر المال بحوالہ طب ص عن ابن عمر حدیث ۱۵۰۰ موسستہ الرسالہ بیروت ۱۱۳/۶

الترغیب والترہیب ترہیب الراشی والمرشاش مصطفیٰ البابا مصر ۱۸۰/۳

لے فتاویٰ ہندیہ کتاب الجبۃ الباب الحادی عشر فی المتفرقات نورانی کتب خانہ پشاور ۲۰۳/۴

لے الحدیث کتاب العیر باب الربو مطبع یوسفی سکند ۹۴/۳

وَالْوَدِيعَةُ دِيْعٌ اِذَا كَانَ مَتَعِيْنًا بِالْاِشَارَةِ
اَوْ بِالْاِشْرَاءِ بِدِرَاهِمٍ الْوَدِيعَةُ وَالْغَضَبُ
وَقَدْ هَاؤُلَاءِ اِشْرَاءُ الْيَدِ وَقَدْ غَيْرَهَا
اِدَالِي غَيْرَهَا اَوْ اَطْلَقَ وَقَدْ هَاؤُلَاءِ
يَفْتَقِيْنَ

کیا، اور دوسرے درہم کے یا اشارہ درہم غصب و ودیعت کے غیر کی طرف کیا اور اور ہم غصب و
ودیعت کے یا ذکر مطلق درہم کا کیا بلا اشارہ کے اور اور درہم غصب و ودیعت کے تو ان تینوں صورتوں
میں منفعت صدقہ نہ کرے، اسی پر فتویٰ دیا گیا ہے۔ (ت)

مخاضاً پورے تنزل کے بعد بالفرض سرائت خبیثہ بھی سہی قویہ خبیثہ بوجہ فساد ملک ہوگا
نہ بوجہ عدم ملک کہ سبب استیلاء ملک زناں میں مشہور نہیں۔ در مختار میں ہے :

دَخَلَ مَسْلُومًا دَارَ الْحَرْبِ بِأَمَانٍ حَرَمَ تَعْرِضُهُ
لِشَيْءٍ مِنْهُمْ فَلَا حَرْجَ شَيْنًا مَلَكَهٖ مَلَكَ حَرَامًا
لِلْغَدْرِ فَيُتَصَدَّقُ بِهِ

دغا بازی کی وجہ سے اس کا مالک بر ملک حرام ہوا لہذا اس کو صدقہ کرے۔ (ت)

تو اس صورت میں بھی صحت مسجدیت و جواز نماز کے لئے روایات کثیرہ جلیلہ موجود ہیں متفرقات وقف
عالمگیر میں محیط سے ہے :

اَوْ اشْتَرَى اس ضا شراہ فاسداً فَبَقِيَهَا
وَاتَّخَذَهَا مَسْجِدًا وَهَسَلَى
النَّاسُ فِيْهِ دَكَرَ هَلَالٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی
فِي وَقْفِهِ اِنَّهُ مَسْجِدٌ وَعَلَى الْمَشْتَرَى
قِيَمَتُهَا وَلَا تَرُدُّ اِلَى الْبَائِئِنِ قَالَ
هَلَالٌ هَذَا قَوْلُ اصْحَابِنَا

اگر کسی نے شرار فاسد کے ساتھ کوئی زمین خریدی

اور اس پر قبضہ کر کے اس کو مسجد بنا دیا اور لوگوں

نے اس میں نماز پڑھ لی تو ہلال رحمتہ اللہ تعالیٰ

علیہ نے وقف میں فرمایا کہ وہ مسجد ہے اور

اس کی قیمت مشرک کے ذمے ہے اس کو بائع

کی طرف نہیں لوٹایا جائے گا، ہلال رحمتہ اللہ نے

مطبع مجتہدانی دہلی

۲۰۵-۱۱/۲

۳۴۶/۱

لے در مختار شرح تنویر الابصار کتاب الغصب

لے در مختار کتاب الجہاد باب المستامن

فی المسجد والوقت علی قیاسہ

فرمایا کہ ہمارے اصحاب کا یہ قول مسجد کے بارے
میں ہے اور وقت کو اسی پر قیاس کیا جائیگا (ت)

فتاویٰ قاضی خاں نیز ہندیہ اوائل الوقت میں ہے،

لو اشتری من جبل و اس اشراۃ فاسدا و
قبضہ، ثم وقفہا علی الفقرا و المساکین
جائز و تصیر وقفہا علی ما وقتت و علیہ
قیمتہا۔

اگر کسی شخص نے شرار فاسد کے ساتھ ایک گھر خریدا
اور اس پر قبضہ کر لیا پھر اس کو فقراء و مساکین پر
وقف کر دیا تو جائز ہے اور وہ ان پر وقف ہو جائیگا
جن پر اس نے وقف کیا۔ اور اس کی قیمت اسی مشتری
پر لازم ہوگی۔ (ت)

تنویر الابصار احکام البیۃ الفاسدہ میں ہے،
فان وقفہ وقفہ صحیحہ نقدیہ

اگر اس کو وقف صحیح کے ساتھ وقف کیا تو نافذ
ہو جائے گا۔ (ت)

در مختار میں ہے،

لانه استہلكه حين وقفه و اخرجہ عن
ملكه و ما فی جامع الفصولین علی خلاف
ہذا غیر صحیح کما لفظہ المصنف۔

وہی ہے کہ اس نے وقف کر کے اس کو ہلاک کر ڈالا
اور اس کو اپنی ملک سے خارج کر دیا، اور وہ جو
جامع الفصولین میں اس کے خلاف آیا ہے وہ صحیح
نہیں جیسا کہ مصنف نے اس کو تفصیل سے بیان کیا۔

رد المحتار میں ہے،

فی جامع الفصولین لو وقفہ او جعلہ مسجدا
لا یبطل حق المسک حالہم ین اہل
فالنافع من الفسقہ هو البیضاء حملہ فی

جامع الفصولین میں ہے کہ اگر مشتری نے اس کو
وقف کیا یا مسجد بنایا تو جب تک عمارت نہ بنائے
تو فسخ باطل نہیں ہوتا اور یعنی مانع فسخ عمارت ہے۔

| | | | | |
|----|----------------------------|-------------|-------------------------------|------------------------------|
| ۱۵ | فتاویٰ ہندیہ | کتاب الوقف | ابواب الرابع عشر فی المتفرقات | نورانی کتب خانہ پٹنہ ۲/۵۵-۵۴ |
| ۱۶ | " | " | الباب الاول فی تعریفہ | ۲/۳۵۲ |
| ۱۷ | در مختار شرح تنویر الابصار | کتاب البیوع | باب البیع العاسد | مطبع مجتبائی دہلی ۲/۲۹ |
| ۱۸ | در مختار | " | " | " |

صاحب نے اس کو دور وایتوں میں سے ایک پر محمول کیا اور یہ اس کی تغلیط سے ادنیٰ ہے اور بجز میں اس کو اس پر محمول کیا کہ جب تک اس کے ساتھ قصار واقع نہ ہو۔ میں کہتا ہوں لیکن مسجد تو بغیر قصار قاضی کے لازم و ثابت ہو جاتی ہے بالاتفاق۔ (ت)

النهر على إحدى من وایتین و هو ادنی من التغلیط وحمل فی البحر علی ما اذا لم یقض به قلت لکن المسجد یلزم بحدوث القضاء اتفاقاً

اسی کے اوائل وقت میں ہے ،

صح وقف ما شرأ فاسدا بعد القضاء
قبضہ کے بعد اس چیز کا وقت صحیح ہے جس کو شرأ فاسد کے ساتھ خرید لیا ہو۔ (ت)

تقریر حالت مذکورہ سوال احمیں پر فتویٰ واجب ہوتا اور لا یتقی فی الوقت الا بما هو المفعول (وقف میں صرف اسی پر فتویٰ دیا جاتا ہے جو اس کے حق میں زیادہ نافع ہو اس کے غیر پر فتویٰ نہیں دیا جاتا۔ ت) مذکور ان مباحث عظیمہ کے ساتھ جو ہم نے ابتداء ذکر کیں جن کے بعد مشہد کو اصل ٹیناٹش نہیں، واللہ المجدد، واللہ تعالیٰ اعلم

من ۳۲۰ از مکتبہ محمدی فی فوراً شاہ محل کی لائبریری مسجد رفعتی الدینی ۱۰ رمضان ۱۳۲۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و فضلاء نے شرح میں اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مؤذن مسجد ہے اور اس شخص مؤذن نے حجرہ مسجد جو وقف تھا اس میں اپنا محل اور تصرف مانگا نہ کر کے ایک مکان اور اس حجرہ کے بنایا اسے اور حجرہ وقف کو اپنے مانگا نہ تصرف اور ماتحت میں لگاتا اور اس میں خانہ داری و سکونت کرتا ہے ایسا عند الشرع الشرعین یہ جائز ہے یا نہ اور اہل علم اس کو خارج کر سکتے ہیں یا نہ ، یتوا تو جرد

الجواب

حجرہ اگر سکونت مؤذن کے لئے واقع نہ ہو تو وقف کیا تھا اور اس نے اس کے اوپر کوئی عمارت اپنے روپے سے وقف کے لئے بنا کر اس میں سکونت کی تو اس پر الزام نہیں، نہ یہ کوئی تصرف مانگا نہ ہے بلکہ مطابق شرط واقع ہے اور اگر حجرہ مسجد کے دیگر مصارف کے لئے وقف ہوا تھا جن میں سکونت مؤذن داخل نہیں، تو بیشک ناجائز ہے اور مہتممان مسجد اسے خارج کر سکتے ہیں۔ دار فقہائے اعلم

مسئلہ از گرواۃ ریاست برودہ مستولہ یوسف علی خاں بہادر ۷ ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص سب سے عرصہ دس سال سے اپنی کتابیں جامع مسجد
 برودہ میں فی سبیل اللہ وقف کر دی ہیں، عرصہ دس سال سے انجمن اصلاح اہلسنت وجماعت کے قبضے میں
 ہیں اب وہ شخص رافضی کی طرفاری میں ہو کر کتب خانہ موقوفہ کو واپس اپنے قبضہ میں کرنا چاہتا ہے تو وہ
 شخص اس بات کا سختی سے کہ انجمن اہل سنت وجماعت کا قبضہ چھڑا کر اپنا قبضہ کرے یا کتابوں کو دوسری
 مسجد یا مدرسہ کی طرف منتقل کر دے۔ بینوا تو جروا۔

الجواب

اگر اس نے کتابیں مسجد جامع پر وقف کیں تو جائز نہیں کہ وہ کسی مدرسہ یا دوسری مسجد کی طرف منتقل
 کی جائیں۔ رد المحتار میں ہے ۱

ظاہر اس کا یہی ہے کہ وہ اسی مسجد کے لئے
 وقف ہے اور یہی ظاہر ہے جبکہ خود واقعہ نے
 اس مسجد کے لئے معین کر دیا تھا (ت)
 ظاہر ہے کہ وہ اسی مسجد کے لئے
 وقف ہے اور یہی ظاہر ہے جبکہ خود واقعہ نے
 اس مسجد کے لئے معین کر دیا تھا (ت)

کسی شخص نے قرآن مجید ایک خاص مسجد میں تلاوت
 کے لئے صدقہ کیا تو اب اس کو اختیار نہیں کہ
 وہ اس مسجد کے اہل محلہ کے علاوہ کسی دوسرے
 کو پڑھنے کے لئے دے۔ (ت)
 سبل مصحفا فی مسجد بعینہ للقراءة
 لیس له بعد ذلك ان ینفعه الی آخر من
 غیر اهل تلك المحدثه لقراءة

در مختار میں ہے ۱

و بہ عرف حکم نقل کتب الاوقاف
 من محلها للاستفاد بها ، و الفقهاء
 بدلک مبتون فان وقفها علی
 مستحق وقفه لم یجوز نقلها و
 اسی سے کتب اوقاف کے انتفاع کی غرض کا اپنے
 مکانات سے منتقل کرنے کا حکم معلوم ہو گیا اور
 فقہاء اس کے ساتھ جتنی ہیں پس اگر تو واقعہ
 نے صرف اپنے وقف (یعنی اپنی مسجد و مدرسہ) کے

ان علی طلبۃ العلوم جعل مقرها فی
خواتمہ النی فی مکان کذا فہی بجوان
النقل تردد لہریہ
مستحقوں کے لئے ان کتابوں کو وقف کیا ہے تو ان
کو منتقل کرنا جائز نہیں اور اگر مطلقاً طالبان علم کیلئے
وقف کیا اور ٹھکانا ان کتابوں کا اپنے اس خزانہ
میں مقرر کیا جو غلی مکان میں ہے تو منتقل کرنے کے جواز میں تردد ہے، نہر (ت)
رد المحتار میں ہے،

الذی تحصل من کلامہ انہ اذا وقف
کتباً وعین موضعها فان وقفها علی
اہل ذلک الموضع لم یجز نقلہا منہ
لا لہم ولا لغيرہم، وظاہرہ انہ لا یجوز
لغيرہم الانتفاع بہا، وان وقفها علی طلبۃ
العلوم فیکل طالب الانتفاع بہا فی محلہا او
اما نقلہا منہ ففیہ تردد ناشئ مما قد مر
عن الخلاصۃ من حکایۃ القولین من انہ
لو وقف المصحف علی المسجد ای بلا تیین
اہلہ قبل یقرأ فیہ ای یختص باہلہ المترددین
الیہ وقیل لا یختص بہ ای فیجوز نقلہ
الی غیرہ وقد علقت تقویۃ القول الاول بما مر
عن التقنیۃ

قول یہ ہے کہ اس کے ساتھ مختص نہیں لہذا اس کو منتقل کرنا جائز ہے تو تحقیق تو قول اول کی تقویت قیہ کی
تائید سے پہلے ہی جاری چکا ہے۔ (ت)

واقف کتب اگر کتابیں اسی مسجد میں رکھنا چاہتا اور قبضہ انجن سے نکال کر اپنا قبضہ متولی نہ رکھتا تو
اس کے جواز کی طرف راہ تھی، امام ابو یوسف کے نزدیک جائز تھا، اسباب میں فرمایا یہ یفتی (اسی پر
فتویٰ ہے۔ ت)، اور امام محمد کے نزدیک ناجائز تھا جب تک وقت وقف یہ شرط نہ لیتا کہ متولی کے

بدلتے کا مجھے اختیار ہے۔ صاحبِ ہدایہ نے تجنیس میں فرمایا: الفتویٰ علی قول صاحب (فتویٰ امام محمد رحمہ اللہ کے قول پر ہے۔ ت) اور اسی پر علامہ قاسم نے تصحیح عقدہ دہری اور خود صاحبِ اشبہاء نے اپنے رسائل میں جرم فرمایا کہ ناجائز ہے لیکن اگر وہ قبضہ اس لئے چاہتا ہے کہ کتابیں دوسری جگہ منتقل کر دے تو اس کی اجازت نہ دی گئی اور اگر افضی کا متولی کرنے کے لئے یہ جیلہ کرتا ہے تو باقاعدہ ہرگز ہرگز جائز نہیں کہ افضی کا متولی کر ماحرام محض ہے کماحقہ فی الفتویٰ الاولی (جیسا کہ پہلے فتوے میں ہم اس کی تفتیش کر چکے ہیں۔ ت) اس صورت میں اگر واقعہ خود پہلے سے متولی ہوتا تو فوراً وہ خود نکال دیا جاتا کہ اس سے وقف کی بدخواہی ثابت ہوتی ہے کہ واقعہ من الدریغ وجوبہ ولو المواقف غیر مامون (جیسا کہ در کے حوالے سے گزر چکا ہے کہ وقف متولی سے وجوباً لے لیا جائے گا اگرچہ خود واقعہ ہر جب وہ اجازت دار نہ ہو۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۷۲ ارادہ سے پور میواڑ مہارانی ہائی اسکول حیدر پوری وزیر احمد صاحب ۱۸ صفر ۱۳۴۸ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کافر اگر اپنی حوشی سے زمین دے کہ اس زمین میں مسجد بنا لویا کوئی سامان دے کہ مسجد میں لگا لو، یا روپیہ دے کہ اس کو بھی مسجد میں لگایا تو اس کی یہ چیزیں مسجد میں لگانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

کافر اگر زمین اپنی ملک رکھ کر مسلمانوں کو اس پر مسجد بنانے کی اجازت دے تو وہ مسجد مسجد ہی نہ ہوگی فان الکافر لیس اھلاً لوقف المسجد (کیونکہ کافر وقف مسجد کی اہلیت نہیں رکھتا۔ ت) ہاں اگر کافر کسی مسلمان کو اپنی زمین چہرہ کر کے قبضہ دے دے کہ مسلمان ملک ہو جائے اور وہ مسلمان اپنی طرف سے اسے مسجد کرے تو صحیح ہے سامان اگر کافر نے ایسا دیا کہ بعینہ مسجد میں لگایا جائے گا جیسے کڑیاں یا اینٹیں تو جائز نہیں کہ وہ مسجد کے لئے وقف کا اہل نہیں وہ مال اسی کی ملک رہے گا اور مسجد میں ملک غسیہ کا خطا صحیح نہیں، ہاں یہاں بھی اگر مسلمان کو تمذیک کر دے اور مسلمان اپنی طرف سے لگائے تو حرج نہیں۔ مسجد میں لگائے تو روپیہ اگر اس طور پر دیتا ہے کہ مسجد یا مسلمانوں پر احسان رکھتا ہے یا اس کے سبب مسجد میں اس کی کوئی مداخلت رہے گی تو لینا جائز نہیں اور اگر نیاز مند از طور پر پیش کرتا ہے تو حرج

نہیں جب کہ اس کے عوض کوئی چیز کافر کی طرف سے خرید کر مسجد میں نہ لگائی جائے بلکہ مسلمان بطور خود خریدیں یا راجوں مزدوروں کی اجرت میں دیں اور اس میں بھی اسلام دہی طریقہ سے کہ کافر مسلمان کو ہبہ کر دے مسلمان اپنی طرف سے لگائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۲۳ از برقی مدرسہ منظر اسلام مسئلہ مولوی رمضان علی بنگالی ۲۰ صفر ۱۳۳۸ھ
کیا فرماتے ہیں علامہ دین اس مسئلہ میں کہ :

(۱) ایک محلہ میں دو مسجد ہیں اور دونوں مسجد کے متولی ایک ہی آدمی ہیں فی الحال محلہ کے سب آدمی باہر اتفاق دونوں مسجد کے اسباب سے ایک مسجد تیار کرنی چاہتے ہیں، شرعاً دونوں مسجد کو ایک مسجد بنانا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) کسی مسجد میں کڑی، چونا، اینٹ وغیرہ زائد ہے کسی کام میں صرف میں جوتا، اگر ہر رائے سب مصتی کے اس اسباب کو دوسری مسجد میں بھیجے یا کوئی شخص اپنے کام کے لئے خرید کر لے جائے یا محلہ کے آدمی تقسیم کر کے لے جائیں تو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

(۱) اگر یہ چاہتے ہیں کہ دونوں مسجدوں کو دو دم کر کے تعمیر کر لیں مسجد سائیں تو یہ حرام حرام سخت حرام اس شدہ ظلم ہے۔

قال اللہ تعالیٰ ومن اعظم مومن من مع مسجد
اللہ ان ینذکر فیہا اسمہ وصنی فی خرابیہ
اور ان کی ویرانی میں کشتش کرے ایسوں کے لئے دنیا میں رسوائی اور آخرت میں بڑا عذاب۔

اور اگر دونوں مسجدیں متصل ہیں یہ چاہتے ہیں کہ بیچ کی دیوار ہٹا کر دونوں کو ایک کر لیں تو یہ جائز ہے یا شبہ و درمختار میں ہے۔

لاہل الصلوة جعل المسجدین واحد
اہل محلہ کو اختیار ہے کہ دو مسجدوں کو ایک کر لیں (۲)
(۲) اہل محلہ یا کوئی ایسے اپنے تصرف میں کرے یہ حرام اسے دوسری مسجد میں دے دیں یہ حرام۔ اسے بیچ کر اس کی قیمت اسی مسجد کی تعمیر و مرمت کے لئے محفوظ رکھیں یہ جائز۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۲۵ از ریاست گوالیار محلہ جیل پچوارہ مسئلہ نور محمد خان - ۱۰ رمضان ۱۳۲۹ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں، کیا کسی مجبوری کی حالت میں بموجب شریعت یہ جائز ہے کہ عمارت
 مسجد پختہ یا غلام دوسری جگہ منتقل کر دی جائے اور زمین مسجد پر مکان یا راستہ وغیرہ بنایا جائے اور اس کے
 عوض میں دوسری جگہ مناسب زمین لے کر اس پر مسجد بنوا دی جائے اور اس کا مہرہ وغیرہ سب اسی میں لگا دیا جائے
 اور خوبصورت بنوا دی جائے۔ جینا تو بھر دے۔

الجواب

مسجد کو دوسری جگہ منتقل کرنا اور اس کی زمین پر راستہ یا مکان بنانا سب اشہ حرام قطعی ہے اگرچہ
 اس کے عوض دوسری جگہ سونے کی مسجد بنوا دی جائے، مجبوری کی تفصیل لکھی جائے کہ اس پر جو یہ ہو۔ واللہ
 تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۲۶ از سیلپور ضلع پٹی بھیت مسئلہ مولوی عرفان علی صاحب رضوی سلمہ ارشوال ۱۳۲۹ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندوؤں کو مسجد کے کنویں سے پانی بھرنے کی اجازت دینے
 کا کیا حکم ہے اور کیا شرعاً وہ مسجد کے کنویں سے پانی بھر سکتے ہیں، یہاں خلافت کیسٹ والوں نے ہندو مسلم اتحاد
 کی بناء پر کچھری کلکٹری کی مسجد کے کنویں سے ہندوؤں کو پانی دینے کی عادت دی ہے، کنوئیں مسجد میں ہے
 تین طرف عیسائی مسجد یعنی فرش مسجد ہے اور ایک جانب فصیل اور وضو کے پانی کی ناں ہے۔ خلافت کیسٹ والے کہتے
 ہیں کہ فنا مسجد یعنی ناں اور فصیل کی جانب سے داخل ہو کر ہندو پانی بھر سکتے ہیں اگرچہ آنکھوں سے دیکھا گیا کہ
 اہل ہندو برابر عین مسجد میں داخل ہوتے ہیں اور پانی بھرتے ہیں، کیا مسلمانانِ شہر پر فرض ہے کہ حتی الامکان
 مسجد کو اہل ہندو کی دسترس سے بچائیں۔

الجواب

بلاشبہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ مسجد کو مشرکین کی بے حرمتی سے محفوظ کریں اور غلط فہمی کی ہندو پرستی
 پر عمل نہ کریں۔ ان لوگوں نے مسجد میں جا کر پانی بھرنا اور کنار بار بار مساجد میں ہندوؤں کو لے جا کر مسلمانوں کا
 واعظ بنایا ہے، فصیل مسجد ہی حکم مسجد میں ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے،
 الفناء تبع المسجد فیکون حکم المسجد
 کذا فی محیط السرحی واللہ تعالیٰ اعلم۔
 وہی ہے جو مسجد کا ہوتا ہے جیسا کہ محیط سرخی میں
 ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۳۲۸ از محمد پور و ڈبرہ والا تحصیل احمد پور ڈاکانہ خاص مسودہ مولوی غلام فرید، شوال ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسئلوں میں کہ :

- (۱) ایک مسجد کھڑے مستحق جس کے عین شمال مشرق میں میدان پڑا ہے جس کے جوانب محدود دیوار ہائے پختہ ہیں گنبد ہائے مسجد گر گئے ہیں اور دیوار جنوبی بھی گر گئی ہے جس کی خشتہا سے پختہ بہت عرصہ خواب ہو رہی ہیں کیا بموجب شرع شریف یہ خشتہا کسی دوسری مسجد پر یا ان کو بیچ کر اسی مسجد کھڑے کی تعمیر پر رقم صرف کرنا جائز ہے ورنہ مسجد بھی یوں ہی مہدم رہے گی اور خشتہا بھی ضائع ہو جائیں گی۔
- (۲) سامان مسجد شریف مثل خشتہا سے پختہ و کڑی ہائے کھنڈ وغیرہ آوارہ پڑی ہیں اور مسجد شریف بھی اس سامان سے مستغنی ہے تو کیا وہ سامان مسجد کا دوسری مسجد پر رکھ دیا جائے یا نہیں، اگر رکھ دیا جائے تو کسی کی اجازت سے قیمت لی جائے یا خیراتی، بیتنا و اتوجروا۔

الجواب

- (۱) ان یٹوں کا دوسری مسجد میں دینا حرام ہے اسی مسجد کی تعمیر میں صرف کی جائیں اور اگر اس مسجد کی تعمیر میں ان کی حاجت نہ ہو مثلاً دیوار شکستہ بن چکی یا اور مضر و اینٹوں یا تنوں سے بندنے کا ارادہ ہے تو انھیں متولی یا متدین جماعت خدماں، مات و دیا نہ بیچ کر، بچاؤ کی تعمیر ہی میں صرف کریں مسجد کے دوسرے کام میں اس قیمت کا خرچ کرنا حرام ہوگا و التفصیل اکامل فی فتاوسا (تفصیل کامل ہمارے فتاویٰ میں ہے۔ ت۔)

- (۲) ان انعام کا دوسری مسجد میں دے دینا حرام ہے کسی کی اجازت سے نہیں دے سکتے ہاں جب کہ یہ مسجد ان سے مستغنی ہے تو بیع کئے جائیں اور دوسری مسجد کے ہاتھ بیع کرنا اولیٰ ہے کہ بدستور معظّم رہیں گے وہ قیمت اسی مسجد کی تعمیر میں صرف ہو اور اس وقت تعمیر کی حاجت نہ ہو تو متولی امین متدین کے پاس اسی مسجد کی حاجت تعمیر کے لئے امانت رہے اور کام میں صرف کرنا برگز جائز نہیں۔ بیع متولی کرے اگر وہ نہ ہو تو امین متدین جماعت محلہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۲۹ از سر مشتمل اسلام گنجی اگرچہ جامع مسجد مسودہ عبدالرشید مرشد دار کمیٹی، شوال ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارے میں کہ نمازیان مسجد کی رائے ہے کہ صحن مسجد کی توسیع کے لئے دکانات متعلقہ مسجد کی چھت پر ایک کمرہ تعمیر کیا جائے تاکہ اوپر کی چھت پر مسجد کا صحن ہو جائے اور نیچے اس کے ایک کمرہ ہو جائے مسجد بہت اونچی ہے جب دکانوں پر کمرہ بنے گا تو کمرہ کی چھت صحن مسجد سے برابر ملے گی، اس طرح توسیع صحن کرنا جائز ہے یا نہیں، بیتنا و اتوجروا۔

الجواب

جائز ہے، اس میں کوئی عوج نہیں، اور مسجد جب بحر علیہ تو اس گھر کی چھت پر پڑھنے والوں کو بھی مسجد ہی کا ثواب ملے گا اگر وہ کمرہ صرف وقف علی المسجد رہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۳ از دو توبہ ڈاکخانہ چھاؤنی جالندھر مسؤلہ سید حاجی نور شاہ ۲۷ شوال ۱۳۲۹ھ

کی فرمائے ہیں علمائے اہلسنت اس مسئلہ میں کہ ایک گاؤں میں ایک مسجد تقریباً پچاس ریس سے موجود ہے جس کو اس گاؤں کے اہل سنت نے مل کر تعمیر کیا تھا جب سے اب تک ہر نماز اس میں ادا کرتے ہیں چند سال سے اس گاؤں میں چند لوگ رافضی ہو جانے کے سبب اہلسنت سے ہمیشہ چھڑ چھاڑ کتے ہیں کچھ عرصہ سے ان لوگوں نے اس بنا پر کہ اس مسجد کی تعمیر میں ہمارے آباد اجداد بھی شامل تھے اس لئے ہمیں بھی اذان و نماز کا حق حاصل ہے، قرآن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسجد پر قبضہ کر لینا چاہتے ہیں اور سنیوں کو بے تعلق کرنا منظور ہے، جھگڑے فساد کا یقین کامل ہے، استغناء یہ ہے کہ مسجد مذکور میں اہلسنت و روافض اذان و نماز ادا کر سکتے ہیں یا نہیں اور روافض کے سنی آباد اجداد کے تعمیر مسجد میں شریک ہونے سے انھیں مسجد پر دخل و تصرف کا حق حاصل ہے یا نہیں؟ یتنوا تو جروا

الجواب

روافض زمانہ علی العموم کفار تہذیب میں کما حقہ کفار فی سائر الرقعة عاکا مرید علیہ (جیسا کہ ہم اس کی تحقیق اپنے رسالہ "رد روضہ" میں اس انداز سے کر چکے ہیں جس پر کسی اضافہ کی ضرورت نہیں۔ ت)۔

فنادی ملایہ و نادوی لنگیر یہ ہیں۔

| | |
|---|---|
| الرافضی اذا کذب الشیخین اذیلعهما واعیذ باللہ فہو کافر ہے | رافضی جب شیخین کو کہیں (بدیق و غیر) رضی اللہ تعالیٰ |
| قال اللہ تعالیٰ ان اولیاءہ الا المستقون | منہا کو کالیاں بکے یا ان پر لعنت بھیجے تو وہ کافر ہے۔ |
| | اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اس کے اولیاء تو پرہیزگار |
| | ہی ہیں۔ (ت) |

نہ ان کی اذان اذان، نہ ان کی نماز نماز۔

قال اللہ تعالیٰ وقد ضلنا الف ما عملوا من اللہ تعالیٰ نے فرمایا، جو کچھ انہوں نے کام کئے تھے

عمل فحعلتہ ہباء و مفشوس الی

ہم نے قصد فرما کر انہیں باریک باریک غبار کے بکھرے
ہوئے درے کرایا کہ روزی کی دھوپ میں نظر آتے ہیں

اور ان کے باپ دادا جبکہ اہلسنت تھے اور انہوں نے مذہب رقص اختیار کیا تو وہ ان کے باپ رہے نہ یہ
ان کی اولاد نہ ان کے ذریعہ سے انہیں کوئی دعویٰ پہنچتا ہے

قال اللہ تعالیٰ انہ لیس من اہلک انہ عمل
عیرضدہ اللہ تعالیٰ اعلم۔

گھر لوں میں نہیں مشک اس کے کام بڑا
نالائق ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۳۳۱ ۱۶ محرم الحرام ۱۲۳۲ھ

عبد الکریم خاں نے جو وارث چھوڑے وہ حسب تفصیل ہیں: عبد الشکور خاں و عبد الحکیم خاں عبد بنی خاں
و کالے خاں پسران و مسماۃ مندرجہ زوجہ اپنے کو چھوڑا۔ ایک منزلی مکان عبد الکریم خاں نے اپنے زوجہ کو
بعوض دین مہر کے دیا اور اس کا بیٹا مسماۃ مندرجہ کے نام تحریر کر دیا۔ مسماۃ مندرجہ نے اس مکان کو بہت
فدا حسین خاں ولد کالے خاں کے بیع کر دیا جس کا دعویٰ مسماۃ مشہدی سے لکھوایا۔ مسماۃ مندرجہ نے جو وارث
چھوڑے حسب تفصیل ذیل ہیں: عبد الشکور خاں و عبد الحکیم خاں و کالے خاں پسران عبد بنی خاں
فوت ہوئے ان کے وارث حسب تفصیل ذیل ہیں: عبد النبی خاں و علی محمد خاں و ولی محمد خاں پسران عبد النبی خاں
و مسماۃ کنا و مسماۃ اویا بیگم زوجہ عبد النبی خاں اور دختران عمر اود و قبال کو چھوڑا۔ عبد الحکیم خاں فوت ہوئے
اس کے وارث حسب تفصیل ذیل ہیں: حاجی عبدالرحمن و عبد الرحیم خاں و خاں پسران عبد الحکیم خاں و بیگم
و چھوٹی بیگم دختران عبد الحکیم خاں و زوجہ نامعلوم کو چھوڑا۔ کالے خاں فوت ہوئے ان کے وارث حسب تفصیل
ذیل ہیں: فدا حسین خاں پسر کالے خاں کو اپنا وارث چھوڑا۔ فدا حسین خاں فوت ہوئے ان کے وارث
حسب تفصیل ذیل ہیں: زوجہ ادنیٰ کا انتقال فدا حسین خاں کے سامنے ہو گیا تھا، یہ نہیں معلوم کہ دین مہر
ادا ہوا یا معاف ہوا اور زوجہ ادنیٰ کے فوت ہونے کے بعد زوجہ ثانی کے ساتھ عقد ہو، جس کا نام مشہدی بیگم
ہے۔ مسماۃ مشہدی بیگم نے مہر معاف نہیں کیا ہے۔ زوجہ مشہدی بیگم لا ولد اور زوجہ اولیٰ بھی لا ولد اور ایک
چچا حقیقی عبد الشکور خاں و عبد الحمید خاں و عبد الوحید خاں و عبد العزیز خاں پسران عبد الشکور خاں و بیگم
چچا زو و بیگم حاجی عبدالرحمن خاں و عبد الرحیم خاں و خاں پسران پسران عبد الحکیم خاں موجود اور چچا زو و بیگم

عبدالغنی خاں و علی محمد خاں و ولی محمد خاں پسران عبدالغنی خاں مرحوم یہ وارث چھوڑے۔ یہ جائداد جس قدر وقف ہوئی علاوہ مکان مسماۃ منہ صو کے یہ کالے خاں کی پسیدگی ہوئی تھی اور مکان جس کا سینا رحمۃ منہ صو نے بنام خدا حسین خاں کیا عبدالکریم خاں کا پیرزادہ جس مسماۃ مشہدی بیگم سے لا دھوی لکھوایا ہے اقرار نامہ پیش کرتا ہوں۔

مسماۃ مشہدی بیگم زوجہ خدا حسین خاں مرحوم و عبد الشکور خاں ولد عبد الکیم خاں مرحوم و حاجی عبد الرحمان خاں و تنھے خاں و عبد الرحیم خاں پسران عبد الکیم خاں ساکن بریلی محلہ بہاری پور کے ہیں جو کہ جائداد مفصلہ ذیل مالیتی دو ہزار روپے حاجی کالے خاں مرحوم مورث اعلیٰ ہمارے واقع محلہ بہاری پور بریلی کے ہیں اس کا تصفیہ باہمی رضا مندی ہم سب ورثائے کالے خاں کے یہ قرار پایا کہ جائداد مذکور الصدر تاحیات مسماۃ مشہدی بیگم زوجہ خدا حسین خاں کے قبضہ اور تصرف میں رہے گی اور اس کی آمدنی سے تعینات اپنے کئی رہے اور علاوہ آمدنی کرایہ جائداد مورث کے ایک روپیہ ماہواری تاحیات اپنی عبد الشکور خاں و ایک روپیہ ماہواری تاحیات مسماۃ حاجی عبد الرحمن دیا کریں اگر مسماۃ مشہدی بیگم دوسرا نکاح کرے یا حفت و محضت سے گر لے کہے تو اس کو حق قبضہ آمدنی کرایہ جائداد مذکور اور وصول از ماہواری مقررہ عبد الشکور خاں و حاجی عبد الرحمن خاں باقی ہیں وہ سب کا ادب بحالت عقد ثانی اور فوت مسماۃ کے یہ جائداد واسطے مصارف مسجد بنی بی بی صاحبہ واقع بریلی محلہ بہاری پور وقف مہصور ہوگی۔ مسماۃ خواہ دیگر ورثہ کو حق وصول نہ کرے یہ دکانات و مکانات کا حاصل نہ ہوگا۔ جو شخص متولی مسجد ہے یا آئندہ کو ہوگا وہی متولی جائداد مذکور کا ہوگا ہم مقرر یا کسی متولی کو منصب انتہالی جائداد بذریعہ بیع و ہب وغیرہ کے نہ ہوگا مرت شکستہ دینیت دکانات و مکانات کے مسماۃ اپنے پاس سے کرتی رہے گی اگر خدا نخواستہ کوئی دکان و مکان بالکل منہدم ہو جائے تو اس کی تعمیر مسجد بنی بی بی صاحبہ اپنے سرمایہ سے بذریعہ متولی مسجد کے کرے گی مکان خام موروثی مسکو نہ عبد الشکور خاں و عبد الرحیم خاں و تنھے خاں وغیرہ میں مسماۃ مذکور کو کچھ تعلق اور دعویٰ نہ ہوگا لہذا ان سب مراتب پر اقرار لاکر یہ اقرار نامہ لکھ دیا کہ سند ہو۔

کیا فرماتے ہیں ملانے دین اس مسئلہ میں کہ خدا حسین خاں ولد کالے خاں نے زوجہ مشہدی بیگم اور چچا عبد الشکور خاں چھوڑ کر انتقال کیا عبد الکیم خاں خدا حسین خاں کے دوسرے چچا تھے جو خدا حسین خاں سے پہلے گزر گئے جائداد کہ خدا حسین خاں کی پسیدگی کردہ ہے اور مکان کہ خدا حسین خاں نے اپنی دادی منہ صو سے خریدا جو اسے اس کے شوہر نے دین عہد میں دیا تھا ان متروکات خدا حسین خاں کے نسبت ایک اقرار نامہ مشہدی بیگم و عبد الشکور خاں اور پسران عبد الکیم خاں حاجی عبد الرحمن خاں و عبد الرحیم خاں و تنھے خاں

نے اس مضمون کا لکھا کہ جو کہ جائیداد مفصلہ ذیل حاجی کالے خاں مرحوم ہمارے مورث عالی کی ہے، اس کا تصفیہ برضا مندی ہم سب ورثائے کالے خاں کے یہ قرار پایا کہ جائیداد مذکور الصدر کا حیات مشہدی بیگم کے قبضہ و تصرف میں رہے گی اس کی آمدنی سے وہ اپنے تعمرات کرتی رہے اور عذوہ آمدنی کو یہ جائیداد موقوفہ کے ایک روپیہ یا سوار کا حیات اپنی عید الشکور خاں اور ایک روپیہ یا ہوار کا حیات مسماۃ حاجی عبد الرحمن خاں دیا کریں اگر مشہدی بیگم دوسرا نکاح کرے یا عفت و عصمت سے گزرتہ کرے تو ان کو قبضہ اور آمدنی کر یہ جائیداد مذکور اور وصول ما ہوار مقررہ نہ رہے گا اور بحالت عقد ثانی اور فوت مسماۃ کے یہ جائیداد واسطے مصارف مسجد نبی جی صاحبہ کے وقف تصور ہوگی مسماۃ خواہ دیگر ورثا کو حق وصول ذکر کر یہ دکانات کا حاصل نہ ہوگا مرمت شکست ریخت مکانات دکانات کی مسماۃ اپنے پاس سے کرتی رہے گی، اگر کوئی دکان مکان یا محل منہدم ہو جائے اس کی تعمیر مسجد اپنے سرمایہ سے کرے گی مکان خام موروثی مسکو زید الشکور خاں و عبد الرحیم خاں وغیرہ میں مسماۃ کو کچھ دعوی نہ ہوگا فقط۔

اس صورت میں یہ دکان و مکان وقف ہو گئے یا نہیں، مشہدی بیگم کسی چیز کی مستحق ہے اگر وہ نکاح ثانی کرے تو اس کا کیا اثر ہے، مکان خرید کر وہ فی احسین خاں جس سے لاٹھری لکھا گیا ہے وہ صحیح ہو یا نہیں، مشہدی بیگم ماہوار مذکور عید الشکور خاں و حاجی عبد الرحمن خاں سے پاسے کی مستحق ہے یا نہیں؟

میلینا تو جھوٹا۔

الجواب

جہاں تہ اقرار نامہ عجب مختل ہے صورت واقعہ اگر وہ ہے کہ سوال میں مذکور ہوئی تو وہ جائیداد حسابی کالے خاں کی ہے، نہ عید الشکور خاں و پسران عبد الحکیم خاں حاجی کالے خاں کے وارث ہیں اس کا وارث نہ تھا نہ احسین خاں تھا اور جائیداد اس کی بھی نہیں تھا احسین خاں کی ذات یا خرید کردہ ہے بہر حال اس کا مالک صرف خدا حسین خاں تھا جس کے وارث فقط مشہدی بیگم زوجہ اور عید الشکور خاں چچا ہیں مگر اس کا اس اقرار میں شریک ہونا قضاء ان پر محبت ہو گا اور جائیداد متروکہ کالے خاں قرار پاسے کی بیگم اس سے بھی پسران عبد الحکیم خاں کو اس سے تعلق ثابت نہ ہو گا کہ کالے خاں کا بیٹا خدا حسین خاں موجود تھا اس کے ہوتے محبتوں کا وارث ہونا کوئی معنی نہیں رکھتا پھر جائیداد کی نسبت ابتداء میں بطور اشارۃ انص لفظ موقوفہ واقع ہوا نہ جب مفتی بر میں اگرچہ صرف اسی قدر سے وقف ہو جاتا ہے۔ درغبار میں ہے،

اکتفی بالیوسف منقطع موقوفۃ فقط امام ابو یوسف نے وقف کے لئے صرف لفظ موقوفہ فان الشہید و نحن فقط پر اکتفا فرمایا، شہید نے کہا کہ ہم عفت کی بنا پر

بہ للعرف لے

اسی کے ساتھ قوی دیتے ہیں۔ (ت)

مگر آگے عبارت انص یہ ہے کہ اگر مشہدی بیگم دوسرا نکاح کریں یا عفت سے گزر نہ کریں تو یہ جائداد وقف مقصور ہوگی، یہ صراحتہ وقف کی تعمیت ہے اور دستاویز واحد کا اول و آخر کلام واحد ہے کما نص علیہ فی الحئیویۃ (جیسا کہ اس پر تحریر میں نص کی گئی ہے۔ ت) تو وہ لغز موقوفہ کا اطلاق اس شرط سے مقید ہوا اور وقف کا کسی شرط پر تعلق کرنا اسے باطل کر دیتا ہے۔ درمختار میں ہے،

شرطہ ان یکون منجزا لا معلقا الا سکا ثنت
وقفہ کی شرط یہ ہے کہ وہ منجز ہو معلق نہ ہو یاں
(منتصف)

رد المحتار میں ہے،

اذا جاء عدد او اداء جاد سراسر الغھر او اذا کلمت
فلان او اذا تزوجت فلانہ فارضی ہذا
صدقة موقوفة او ان شئت او احببت یکون
الوقف باطلا لا یتعلق بالوقف لا یجتمعت التعلق
بالخطر اجماع من الوقف ومن ادا حصر
البیوع۔

وقف نے کہا جب کل کا دن آئے یا جب میں فلاں
سے کلام کروں یا فلاں عورت سے شادی کروں
تو میری یہ زمین صدقہ موقوفہ ہوگی یا یوں کہا کہ اگر
میں جا ہوں یا بسند کروں تو وقف باطل ہو جائیگا
کیونکہ وقف قریب الہلاکت چیز سے معلق ہونے کا
احتمال نہیں رکھتا اور وقف اور ادا آخر کتاب

البیوع (ت)۔

لیکن آگے یہ عبارت ہے کہ مرمت مساجد اپنے پاس سے کرتی رہے گی منہدم کی تعمیر مسجد کرے گی یہ اس مرمت سے متعلق نہیں کہ مشہدی بیگم نکاح کرے یا مر جائے ثروت کے بعد مرمت ناممکن اور بعد نکاح اسے جائداد سے بالکل بے تعلق ٹھہرایا گیا ہے اس کے ذمہ مرمت رکھے کے کیا معنی، تو یہ ضرور اس کی حیات قبل نکاح کا ذکر ہے اور اس وقت کے لئے کہا کہ منہدم کی تعمیر مسجد اپنے سر یا یہ سے کوسہ گی اگر مسجد پر وقف نہیں تو تعمیر منہدم ذمہ مسجد ہونے کے کیا معنی، تو بعد تحقیق تمام اس محفل عبارت کا محصل یہ نکلا کہ مقررین نے یہ تمام جائداد فی الحال وقف کی اور مصارف میں یہ شرط لگائی کہ تا حیات مشہدی بیگم کے تصرف میں رہیں بشرطیکہ وہ ہر عفت بسر

| | | | |
|-------|-------------------------------|------------|-----|
| ۳۷۷/۱ | مطبع مجتہد دہلی | کتاب الوقف | ۱۷۷ |
| " | " | " | ۱۷۷ |
| ۳۷۰/۳ | دار احیاء التراث العربی بیروت | " | ۱۷۷ |

کرے اور دوسرا نکاح نہ کرے اس وقت تک آمدنی اس کے لئے ہے اور شکست ریخت کی مرمت اس کے
ذکر ہے منہدم کی تعمیر مسجد خود کرے تو اگرچہ جائداد فی الحال وقف ہے مگر آمدنی سے حق مشہدی یکم بشرط مذکور
منعلق ہے اگر بشرط موقوفہ برعین مشہدی یکم نکاح کرے یا عفت سے بسر نہ کرے تو اس وقت یہ جائداد ذات
منافع دونوں کے عائد سے خالص مسجد پر وقف مقصور ہوگی یعنی آمدنی سے بھی مشہدی یکم کو کوئی تعلق نہ رہے گا یہ
اس اقرار نامہ کا محصل منطبق ہے،

وتصحیح الکلام ادنی من اھمالہ مہمما امکن
کما نضوا علیہ فی الاشیاء وغیرھا۔
کلام کو حتی الامکان صحیح بنانا اس کو محصل بنانے سے
ادنی ہے، جیسا کہ استنباط وغیرہ میں مشارح نے
اس پر نص فرمائی ہے (ت)

لہذا یاد مذکور تمام و کمال مسجد بی بی جی صاحبہ پر وقف صحیح تمام نافذ ہوگئی مشہدی یکم تاحیات و پابندی
شرط مذکور مرمت آمدنی کی مستحق ہے اور شرط مذکور کی پابندی نہ کرے تو آمدنی بھی عاقبت صرف مسجد کی ہوگی،
مشہدی یکم کو اس سے تعلق نہ رہے گا، ابوارکعبہ الشکور خان و حاجی عبدالرحمن خان نے مقرر کیا وہ ایک وعدہ
ہے جس کا بنیاد ان کو مناسب ہے مگر مشہدی یکم اس پر مجبور نہیں کر سکتی اگرچہ وہ شرط مذکور کی پابندی بھی رہے
مکائی سے لادغوی صحیح نہیں لان الزرار علی ذیہب و حصہ، ریکو نہ بیان سے بابت باطل ہے (ت)
اگر وہ داخل وقف نہ تھا تو حسب شرائط فرائض بعد ادا اسے مہر وغیرہ اس کا چارم مشہدی یکم کا اور تین حصے
عبد الشکور خان کے، واللہ تعالیٰ اعلم

منسلک ہدایت یار خان از شاہ پور جلم رسالہ جماعتی ۱۳۲۲ء
۹ جمادی الثانی ۱۳۳۲ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم، یا فتاح، بخیرت فضیلت پناہ، عالی دستگاہ، جناب فیض ناسب
پر صاحب، دام اللہ تعالیٰ فیضکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ علیکم، واضح راستہ عالی ہو کر ایک مسجد شریف ایک
آبادی میں تھی، اب وہ لوگوں کے چلے گئے اور وہ مسجد جھٹل میں رہ گئی اس مسجد قدیم کا اسباب اٹھا کر دوسری
مسجد جو بنائی جاے درست ہے یا نہیں؟ بیٹو اتوجروا، خدا تعالیٰ سایہ رحمت تادیر بر سر ما عربین
قائم رکھے، آمین ثم آمین!

الجواب

34

34

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته۔ اگر اس مسجد کے آباد رکھنے، حفاظت کرنے کا کوئی طریقہ نہ ہوں اور یوں جنگل میں چھوڑ دی جائے گی تو چور اور متغلب لوگ اس کا مال لے جائیں گے تو جانتے رہے کہ اس کا اسباب وہاں سے اٹھا کر دوسری آباد جگہ مسجد بنائیں اور یہ کام جو شیعار اور دیانتدار مسلمانوں کی نگرانی میں ہو وہ ہر اعلیٰ فقط۔

مسئلہ ۳۳۳ ۱۳ ذی القعدہ ۱۳۲۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جب میت کو واسطے دفن کرنے کے لئے چاہو، اور دفن کرو تو اجازت متولی قبرستان کی واسطے دفن کرنے میت کے لینا ضرور ہے اور تمروکتا، کہ قبرستان اور مسجد وقف ہیں وہ کسی کی ملکیت میں ہوتے ہیں اجازت لینے کی کچھ ضرورت نہیں اگر قبرستان میں اجازت کی ضرورت ہوگی تو مسجد میں بھی بلا اجازت نماز پڑھنا درست نہ ہوگا، متولی صرف مسجد کے جہاز و غیرہ دیے کو ہوتا ہے ایسے ہی کچھ میں واسطے صفائی کے ہوتا ہے جس کو کھڑا رکھنے کے نام سے پکارتے ہیں کچھ اور مسجد عام مسلمانوں پر وقف ہے جس کا دل یا ہے جس مسجد میں نماز پڑھے اور جس قبرستان میں چاہے اپنا مردہ دفن کرے۔ یتیم اور یتیم۔

الجواب

زید غلط کہتا ہے اس کا قول شرع شریف پر محض اقرار ہے، مقبرہ عام مسلمانوں کے لئے وقف ہوتا ہے ہر مسلمان کو اس میں دفن کا حق پہنچتا ہے، مقبرہ کا متولی کوئی چیز نہیں، نہ اس کی اجازت کی حاجت نہ کافحت کی پرواہ ہے۔ عالمگیری میں ہے،

لا فرق فی الاستعمال فی متبرکات الارض و بین
العقی و البقی و حتی جاز لکل العرول فی
المکان و الرباط و المشرع من السقایة و
الدم فی مقبرة کذا فی التبیین۔

ان اشیاء سے استفادہ حاصل کرنے میں غنی و فقیر کے درمیان کوئی فرق نہیں یہاں تک کہ ہر شخص کو سرائے اور خانقاہ میں نزول کا حق ہے اسی طرح ہر شخص وقف سبیل سے پانی پی سکتا ہے اور قبرستان میں مردہ دفن کر سکتا ہے۔ (یونہی تبیین میں ہے (ت)

اسی میں ہے،

وینخب مسجداً، لاهل محلة و قال جعلت
اگر کسی نے ایک محلہ والوں کے لئے مسجد بنائی اور
سے قادی ہندیہ کتاب الوقف الباب الثانی عشر فی الرباعات فرائی کتب خانہ پشاور ۴۶/۲

اصل فی نفی کل منت یتا ذی بے احوال اختیار
 یہ اصل ہے ہر اس چیز کی نفی میں جس سے اذیت
 پہنچتی ہو (اختصار) (ت)

مگر مقبرہ اہلسنت میں کسی شئی مسلمان کو ہانفت نہیں ہو سکتی
 لعدم الوجه وحصول الادن من جهة
 الشریع۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
 اذن حاصل ہے۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۳۲ از بانوہ ملک کاٹھیاوار مرسلہ مولوی محمد عبد المطلب ۱۱ ربیع الاول ۱۳۲۲ھ
 چرمی فرمایند علمائے دین و مفتیان شرع متین اندری مسئلہ دیکھا فرماتے ہیں علمائے دین اور شرع متین
 کے مفتیان کرام اس مسئلہ میں کہ۔ (ت) ایک مرد نے مقبرہ بنایا یعنی گنبد پختہ سلطہ دار اور اس میں صندوق
 تیار زائیں اور ایک سجدہ نیز اس مقبرہ کے جوار میں بار کی اور اب وہ چاہتا ہے کہ اس مقبرہ مذکور کو مسجد
 کے سلطہ کے ساتھ ملا کر برائے بانک و نماز وقف کر دیا جائے اب ایسے مقبرہ کی سلطہ پر نماز پڑھنا درست ہے کہ
 جس میں حائل و دھن میت مدفون کی گئی ہیں اور آئندہ نیز بھوں کی اور اس کی سلطہ کو مسجد سے ملانا اور وقف
 کرنا برائے بانک نماز شرعاً درست ہے یا نہ؟ بحوالہ کتب معتبرہ جواب سے مشکور و ممنون و رایتیں۔

الجواب

اگر زمین مقبرہ اس کی ملک ہے اور اب ملک اس نے وقف نہ کی اگرچہ جنس اموات اس میں دفن ہو گئیں
 تو اگر صرف اس کی چھت کو وقف کرے گا اور زمین بدستور اپنی ملک رہے گا تو وہ چھت وقف نہ ہو گی
 لکنہ وقف منقول قصداً میں دوں تعارض (کیونکہ یہ وقف منقول ہے قصداً بغیر تعارض کے۔ ت)
 اور اگر میں کو بھی مسجد کے لئے وقف کر دے گا تو چھت کا وقف بھی صحیح ہو جائے گا اور اگر زمین کو مقبرہ کیلئے
 وقف کر چکا ہے تو عمارت مقبرہ قبل از وقف بنائی ہے یا بعد، اگر قبل از وقف بنائی ہے تو کچھ عرصہ نہیں،
 چھت کو فان و نماز کے لئے وقف کر دے ہو جائے گی

لحصول التابید بوقیۃ الاخری وان کاست
 موقوفۃ علی جهة اخیری علی
 ما هو الاصح ووقف البسنا علی
 البف برکلا یصلح کما فی الخایۃ والہندیۃ
 کیونکہ دو مری مرتبہ وقف کرنے سے تابید و دوم
 حاصل ہو جائے گا، اگر وہ دہ مری چھت پر
 موقوف تھی زیادہ صحیح قول کے مطابق اور عمارت کو
 قبرستان پر وقف کرنا صحیح ہیں جیسا کہ خانیہ و ہندیہ

سہر والمختار کتاب الصلوۃ باب ما یضہ الصلوۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۲۲۲

وغیرہ صاف علیٰ ملکہ ولہ وقفہ علیٰ وغیرہ میں ہے چنانچہ وہ اس کی ملک میں ہے اور
 عایتاً اس کو اختیار ہے جس پر چاہے وقف کرے (ت)
 اور اگر بعد وقف بنائی ہے تو یہ عمارت خود ہی ناجائز ہے کہ مقابر و قود میں عمارت بنانے کی اجازت نہیں
 تو اس پر اذان وغیرہ کے لئے بھی حجت بنانا بھی نہیں ہو سکتا لکنہ یستحق الاموال لا الادامۃ
 (کیونکہ وہ مستحق ہے اس بات کی کہ اس کو زائل کیا جائے نہ کہ اس کو دوام بخشا جائے۔ ت) اسی طرح وہ
 زمین مقبرہ اس کی ملک نہ تھی بلکہ وہ قبرستانِ وقفی تھا جس میں اس نے عمارت بنائی جب بھی حکم عدم جوڑے
 واللہ تعالیٰ اعلم۔

۳۳۵ مسئلہ مستولہ سید مظفر علی صاحب مدرس مدرسہ کبیر خاندانہ سلون ضلع راستہ بریلی ۲۰ ریح اشانی ۲۲ ج
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین و اوقاف شرع متین اس مسئلہ میں، قبرستان کہ جس میں بہت سی قبریں
 مومنین و مومنات کی ہیں سستوں سے مستف کر کے کسب قبریں چھت کے پیچے رہیں اس چھت پر چلے پھرے
 اور میٹھے اٹھے اور دوسرے حجاجِ انسانی ادا کرے تو عند الشرح جائز ہے یا ناجائز؟ بیّنوا التواجداد۔

الجواب

اگر وہ قبرستان وقف ہے جیسے کہ عام مقابر ہوتے ہیں تو زمین وقف میں اس کے خلاف تصرف
 کی اجازت نہیں ہو سکتی فی الہندیۃ لا یجوز تغیر الوقف عن ہیئۃ (ہتیرہ میں ہے کہ وقف
 کو اس کی ہیئت سے متغیر کرنا جائز نہیں۔ ت) اور اگر ملک غیر ہے تو اس میں بے اجازت مالک تصرف
 ناجائز ہے،

قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لیس عرق ظالم حقاً
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
 عرق ظالم کا کوئی حق نہیں (ت)

اور اگر اس کی اپنی ملک ہے تو اس طرح مستف کرنا کہ دیوار یا پارہ عین کسی قبر پر نصب ہو جائز نہیں کہ
 اس میں میت کی ایذا ہے کما نطق بہ احادیث اور دناھا فی لامر باحتواء المقابر (جیسا کہ متعدد
 حدیثیں اس پر ناظر ہیں جن کو ہم نے الامر باحتواء المقابر میں ذکر کیا ہے۔ ت) اور مسلمان
 کی ایذا جیسا ہو یا قیسا ہر طرح حرام ہے۔

۴۹۰/۲ فقہ فقہ ہندیہ کتاب الوقف الباب الرابع عشر فی المتفرقات فرائی کتب خانہ پشاور

۳۱۴/۱ معجم البخاری کتاب الحرف والمزارع باب من احیا ارضاً مواتاً قدیمی کتب خانہ کراچی

سنن ابوداؤد کتاب الحراج باب احیاء الموات آفتاب عالم پریس لاہور

قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا صاحب
القبر، برل من علی القبر لا تؤذی صاحب
القبر ولا یؤذیک فی حدیث عبد اللہ بن
مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ افی اکراہ ادعب
المسلمو فی ماکہ اکراہ اذاہ فی حیاتہ
بی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قبر
سے اتر جا، نہ تو صاحب قبر کو ایذا پہنچاؤ نہ تجھے ایذا
پہنچائے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی حدیث میں ہے کہ میں بعد از موت مسلمان کی یاد
کو اتنا ہی کھود جاتا ہوں جتنا حالت حیات میں
اسے ایذا دینا کھود خیال کرتا ہوں (۱)۔

مگر اس سورت میں کہ قبور بے اجازت کے غصباً بنی ہوں تو اسے اختیار ہے کہ زمین خالی کرے یا ممبر کرے
یہاں تک کہ میت باطل حاکم ہو جائے اور اس کے لئے بہت زمانہ دراز درکار ہے اس وقت ان قبور پر
عمارت بنا سکتا ہے،

کما فی الدرر جازر زمرہ والیاء علیہ السلام
قد حقیقۃ فی اہل اللہ والوہاسین علی توہین
قبور المسلمین۔
جیسا کہ آریں ہے کہ اس میں زراعت کرنا اور عمارت
بنانا جائز ہے اور بے شک ہم نے توہین قبور مسلمین کی تحقیق
رسالہ احلاک الوہاسین علی قبور المسلمین میں

کر دی ہے۔ ۱۔

اور اگر میں اس کی ملک ہے اور قبور کے باہر دیواریں یا ستون قائم کر کے مستف کرتا ہے تو جائز
ہے اور اس چھت پر چڑھنا اٹھنا بیٹھنا وغیرہ افعال کی بھی اجازت ہے کہ یہ سقف مکان ہے سقف قبر
نہیں کما نصوابہ ان الصعود علی مسجد میت یہ مصحف حکما فی الدرد و عیدہ (جیسا کہ مشائخ
نے اس پر نص کی ہے کہ اس مکان کی چھت پر چڑھنا جائز ہے جس میں قرآن مجید ہو، جیسا کہ دروغیہ میں
ہے۔ ۱) واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۲۲۲ھ از جاود غنی عج مرسلہ عبد الجبید علف ارشید حافظ عبد الکریم صاحب مرحوم عیش امام مسجد
چھپان ۵ رجب ۱۲۲۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرح متین اس باب میں

۱۔ الترغیب والترہیب بحوالہ الطبرانی الترغیب من الجلس علی القبر مصطفیٰ البانی مصر ۳/۴۷
۲۔ مرقاة المفاتیح بحوالہ الطبرانی باب فی دفن المیت الفصل اول مکتبہ المدنیہ طان ۳/۶۹
۳۔ مجمع الزوائد باب البناء علی القبور دار الکتاب بیروت ۳/۶
۴۔ مرقاة المفاتیح لرسید بن در باب فی دفن المیت الفصل الاول مکتبہ المدنیہ طان ۳/۶۹-۷۰
۵۔ الدرر امیر سبک الخ مکتبہ مجتبیٰ دہلی ۱/۱۳۶

(۱) مسلمان قبرستان جاؤ و حکومت پر یہ جوئے اس وقت قرآن و اتی قصہ مذکور میں رانا صاحب دلی رہا ست
 اود سے پورے مسلمانوں کے قبرستان کے واسطے دو سو بیگ اراضی تسلط بعد نسل از روئے سند کے مرحمت کی
 بعد حصوں سند بخت کے جملہ اقوام اہل اسلام نے بطور ملکیت کے اپنا قبضہ پاکر قبرستان تجویز کیا ہے اور مرد
 اپنے اس میں دفن کرتے رہے اور اسی سند کی رو سے اس وقت موتی دفن ہوتے ہیں اور بامید نو اب اس
 قبرستان میں درخت ٹری وغیرہ لگائے جاتے ہیں اور بارش میں گھاس لگاتے ہیں بعد خشک ہونے
 گھاس کے اور بیکار ہونے لکڑی قبرستان کے محافظ قبرستان یعنی فقیر کو صدقہ دے دی گئی اور جہاں اہل اسلام کی
 اجازت سے یہ صدقہ قدیم سے لے رہا ہے ، بعد حکومت رانا صاحب کے گورنمنٹ دور قائم ہوا ، بعد ازاں
 سید عیاض صاحب بہادر کا تسلط ہو گیا لیکن موافق عطا سے سند قبرستان میں عمل درآمد مسلمانوں کا چلا آتا
 ہے اور اسی طریق سے تمام ملک بہہ میں مسلمان قبرستان کی اراضی پر ملکیت کے زمرہ میں اپنا قبضہ
 حاصل کئے ہوئے ہیں کسی غیر مذہب کو اس میں دخل نہیں ہے ، قصہ جاؤ کے زمینداران ہنود نے چند عرصہ
 کے بعد اپنی حقیقت و ملکیت زمینداری قبرستان مسلمانوں میں اراضی بشمول موضع قرار دے کر لکڑی و گھاس
 قبرستان سے حاصل کرنے کے واسطے دعویدار ہوئے ، بعد رانا صاحب یہ زمینداری قائم نہ تھی ، اس
 عہد کے بعد جنگ ہو اسے لیکن بن قبرستان کی کڑی سبب سے زمینداران ہنود نے اس کا
 مستحق ہے کیونکہ یہ شئی بطور صدقہ کے ہے ، اب زمینداروں کا یہ دعویٰ ہے کہ مسلمان اپنے مردے قبرستان
 میں دفن کرتے ہیں لکڑی و گھاس قبرستان سے ہم زمینداران کے اور مویشی چرائیں گے ، اسی صورت غیر مذہب
 کی مداخلت سے بے حرمتی قبرستان اور مویشیوں کے چرنے سے منہدم ہونا قروں کا ظاہر ہے شرعاً اس بات
 میں کیا حکم ہے ؟ اور ہنود کا قبرستان کی لکڑی و گھاس پر حقیقت جدید قائم کر کے لینا کیس ہے ؟

(۲) بغرض رفع فساد یا ناواقفیت مسئلہ کے مابین تنازعہ کے فریقین نے اس امر کا اقرار نامہ
 لکھا کہ افتادہ زمین میں بلحاظ راستہ قبرستان کے کاشتکاری نہ کی جائے گی صرف اس اراضی میں مسلمان اپنے
 مردے دفن کرتے رہیں اور زمیندار اپنے مویشی چراتے رہیں اب وہ اراضی بھی افتادہ نہ رہی مردے دفن
 ہو گئے قبریں تعمیر ہو گئیں ، اس ہیئت پر مویشی چر لے جائیں تو قبریں منہدم ہو جائیں گی ، اقرار نامہ
 قابل فسخ کے ہے یا اسی پر عملدرآمد ہوگا ؟

الجواب

جب وہ زمین مسلمانوں کو تسلط بعد نسل ہمیشہ کے لئے دی گئی اور مسلمانوں نے اس پر بطور ملک
 قبضہ کر کے اسے قبرستان کر دیا اور مردہ دفن ہو وہ زمین ہمیشہ ہمیشہ قبرستان مسلمان کے لئے وقف ہو گئی

کسی زمیندار کا اس پر کوئی حق و دعویٰ نہ رہا، ہندو ہویا مسلمان۔ زمیندار اگر مسلمان ہو تو عام مسلمانوں کی طرح اتنا ہی اس سے بھی ہوگا کہ اپنے دوسے دفن کرے، اس سے زیادہ اسے اپنی حقیقت و ملکیت وہ بھی نہیں ٹھہرا سکتا تمام جہان جانتا ہے کہ وقف کسی کی ملک نہیں ہوتا خاص ملک الہی جل جلالہ ہوتا ہے۔ الوقف لایسلك (وقف کسی کی ملکیت نہیں ہوتا۔ ت) ایک عام زبان زد رک ہے جسے بچے بھی جانتے ہیں۔ درمختار میں۔

عبدی ہو حسب (ای العین) علی حکم
ملك الله تعالى وصرف منقصتها علی من
احب ولو غنيا حينئذ مر فلا يجوز له ان يزل
ولا يورث عنه وعليه الفتوى ابن الكمال
و ابن الشحنة۔
اور صاحبین کے نزدیک وقف نام ہے جس کو
اللہ تعالیٰ کی ملکیت کے حکم پر چس کرے، اور اس
کی منقعت کو اس پر صرف کرنے کا جس پر واقف
چاہے اگرچہ وہ موقوف علیہ غنی ہو پس وہ وقف
لازم ہو جائیگا اور واقف اس کو باطل نہیں کر سکتا
اور نہ ہی اس میں میراث جاری ہوگی اور اسی پر فتویٰ ہے (ابن مال و ابن شحنة)۔ (ت)
فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔

فی لصیوں والیتیمہ اب الفتویٰ علی قوسہ
کذا فی شرح الشیخ ابی المکارم للنفایۃ
میون اور تیرہ میں ہے کہ فتویٰ صاحبین کے قول
پر ہے جیسا کہ تفسیر ابوالکارم کی تشہیر لغایہ
میں ہے۔ (ت)

فتاویٰ امام قاضی خان میں ہے۔

عندہما الوقف لازم بغیر هذه التکلفات
و الناس لیرأخذوا بقول ابی حنیفہ ترجعہ اللہ
فی هذا للاثر المشہور عن رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والصحابة و
تعا من الناس باتحاد المرباطات
والغنائم اولہا وقف۔
صاحبین کے نزدیک وقف ان تکلفات کے بغیر
لازم ہو جاتا ہے اور لوگوں نے اس مسئلہ میں امام
ابو حنیفہ کے قول کو نہیں اپنایا کیونکہ متعہ دستور
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام
رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے اور لوگوں کا تعارض
خالق ہیں اور سرائیں بنانے کے بارے میں منقول ہے

الخلیل صلوات اللہ وسلامہ علیہ ^۱ ان میں سے پہلا وقف حضرت خلیل علیہ الصلوات
واسلامہ کا ہے۔ (ذت)

اور جب اس زمین میں زمینداروں کا اہل کوئی حق نہیں تو اس کی ٹکڑی اور گھاس پر ان کو کیا دعویٰ پہنچ
سکتا ہے، زمین خالص خدا کی ملک ہے اور گھاس بھی اور ٹکڑی کے مالک پیڑوں کے بونے والے ہیں
جو انھوں نے فقیر پر تصدق کر دئے، بہر حال زمینداروں کا ان میں کچھ دعویٰ نہیں۔ فتاویٰ قاضیخان
میں ہے۔

مقبرة فیہا الشجران انت علیہ عمار سہا ایک قبرستان میں کچھ درخت ہیں گران کا بڑے
کانت للعاس سے آگہ مختصراً معلوم ہے تو اسی کے ہیں اہ مختصر اذت۔

قبرستان میں جو گھاس اگتی ہے جب تک سبز ہے اسے کاٹنے کی اجازت نہیں۔ جب سوکھ جائے
تو کاٹ کر جانوروں کے لئے بھیج سکتے ہیں مگر جانوروں کا قبرستان میں چرانا کسی طرح جائز نہیں مطلقاً
حرام ہے قبروں کی بے ادبی ہے، مذہب اسلام کی توہین ہے، کھلی مذہبی دست اندازی ہے،
رد المحتار میں بحوالہ الرائق اور دررالحکام اور غیہ اور ابد الفلاح اور فتاویٰ قاضیخان سے ہے۔

یکون قطع البساتین من استقبل دوں قبرستان سے زنگھاس کاٹنا مکروہ ہے خشک
ایسا بس ^۲ کاٹنا مکروہ نہیں۔ (ذت)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے،

لوکان فیہا حشیش یحرق ویرسل الی الدواب ولا ترسل لدواب فیہ کذا فی
البحر الرائق ^۳ اگر قبرستان میں گھاس ہو تو کاٹ کر چار پاؤں
کی طرف ڈالی جائے نہ کہ چوپاؤں کو اس کی قرب
چھوڑا جائے، حلیہ البحر الرائق میں سے (ذت)

زمینداروں سے معاہدہ افتادہ زمین کی بات ہوا تھا جب وہاں قبریں ہو گئیں زمین المتادہ
کب رہی، اور اگر کوئی غلطہ باطل و خلاف شرع حق تلفی اموات مسلمین کا معاہدہ کسی نے اپنی جہالت

سہ فتاویٰ امام قاضی خاں کتاب الوقف نوکشور کھنؤ ۴/۷۰۹

سہ " " " " فصل فی الاتجار " ۴/۷۲۳

سہ رد المحتار کتاب الصلوٰۃ باب صلوٰۃ الجنازہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۶۰۶

سہ فتاویٰ ہندیہ کتاب الوقف الباب ثانی نورانی کتب خانہ پستادہ ۲/۴۰۱

سے خواہ دیدہ و دانستہ کر لیا تو وہ معاہدہ مردود ہے اس پر مجدد آمد ہرگز نہ ہوگا نہ اس کے نفس کی ضرورت ہے، نسخ توجب کیا جائے کہ وہ معاہدہ سمجھا بھی جائے وہ معاہدہ ہی نہیں ایک بیہودہ دہے معنی تحریر ہے۔ ہمارے ہی مسئلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

ما بال اناس يشترطون شروطا ليست في كتاب الله من اشترط شرط ليس في كتاب الله فليس له (وفی سوا یہ) فیهویا طلل، وان شرط ما ثلثه مرة شرط الله احق واثق، رواه الشيخان عن امر المؤمنين رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ان لوگوں کا کیا حال ہے جو ایسی شرطیں لگاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی کتاب میں نہیں، جس نے ایسی شرط لگائی جو کتاب اللہ میں نہیں تو وہ اس کے لئے نہ ہوگی، اور ایک روایت میں ہے کہ وہ باطل ہے، اگر سو بار شرط لگائے اللہ تعالیٰ کی شرط زیادہ حق والی اور زیادہ بختگی والی ہے۔ اس کو شیخی نے ام المؤمنین (سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت۔

مسئلہ ۲۳۸ از قصبہ جاتس ضلع رائے بریلی محلہ غوریاں کلاں مرسلہ محمد حسن صاحب ۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۹
ایلیان جاتس کا دستور قدیم رہا ہے کہ اپنے مہاجر میں مساجد بھی بنادیا کرتے تھے جس پر مسافر کا خوراک ایلیان قصبہ وقت بے وقت نماز ادا کیا کرتے تھے زمانہ کے دستبروسے بعض ایسی مسجدیں تو وہ خشت بن کر رہ گئیں اور بعض اب بھی موجود ہیں ایسے تو دیارے خاک و خشت کو فضیلت مسجد حاصل ہے یا نہیں اور وہ مسجد کے حکم میں ہے یا نہیں، اگر نہیں ہے تو آیا وہ ان امثالوں کو فروخت کر کے اپنے صرف میں لانا یا اس قطعہ زمین میں اپنا مسکن بنانا یا مزدور کے کاشت میں لانا درست ہے یا نہیں؟ اور اگر کسی نے ایسا کیا ہے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب

مقبرہ اگر وقف ہے اور متعار عامہ غالباً وقف ہی ہوتے ہیں تو جو مسجد واقعہ نے قبل وقف بنائی کہ اتنے حصہ کو مسجد اور باقی کو مقبرہ کیا وہ ابد الابد تک مسجد ہے اگرچہ ویران ہو جائے۔ تصحیح وہ بیفتی (یہی درست ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ ت۔ اس حالت میں تو اس کا آباد کرنا واجب

اور اس میں آداب مسجد لازم اور اسے زراعت وغیرہ سے اپنے تصرف میں لانا حرام۔ اور اگر زمین مقبرہ کے لئے وقف ہو چکی تھی اس کے بعد اس کے کسی حصہ کو مسجد کیا اگرچہ خود واقف نے تو وہ مسجد نہیں ہو سکتا۔ نہ آداب مسجد کا مستحق، مگر ذاتی تصرف زراعت وغیرہ اس میں بھی حرام کہ وہ مقبرہ کے لئے وقف ہے اور مقبرہ تصرفات سے آزاد، اور اگر وہ مقبرہ وقف نہیں جیسے دیہات میں مالکان دیہہ کی اجازت سے لوگ دفن ہوتے ہیں بے اس کے کوئی قلمہ مقابر کے لئے معین کر کے وقف کیا جائے اس میں اگر مالک نے مسجد بنائی یا دوسرے سے اور مالک نے اسے جائز کیا تو وہ مسجد ہو گئی، اور اس کا وہی حکم ہے جو پہلے گزرا کہ اس کا ادب لازم اور اس میں تصرف حرام، بشرطیکہ وہ زمین خالی میں بنائی گئی ہو، نہ قبر پر کہ قبروں کی زمین صالح مسجد بن نہیں اور اگر غیر مالک نے بنائی اور مالک نے جائز نہ کیا تو وہ مسجد نہیں، مالک کو اس میں تصرف کا اختیار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۳۹ از شہر محلہ بہاری پور مسئلہ غلام ربانی صاحب ۴ شعبان المعظم ۱۳۳۰ھ
چوٹی فرمایا یہ علاقے دین دریں مسئلہ ایک فرماتے ہیں، اے دین اس مسئلہ میں۔ ت کہ قبرستان کی تدفین کا روپیہ مسجد میں صرف کرنا چاہئے یا نہیں اور نہ مستحق مالک مسجد نہ دے سکتا ہے یا نہیں؟ ہمارا شریعت مسئلہ کیا حکم دیتی ہے؟

تفصیل آدنی، (۱) میت کے چادروں کی قیمت (۲) چادروں کے برابر مالک میت نقد دیتا ہے۔
(۳) قبرستان میں جو درخت ہیں ان کی ٹکڑی کی قیمت۔
تفصیل فرج، مسجد کے کسی حصہ کی تعمیر میں فرش، لوٹے، روغن، رسی، یا رمضان المبارک کے اخراجات میں یہ روپیہ دینا۔

الجواب

نہ مسجد قبرستان کی مالک ہو سکتی ہے نہ قبرستان کسی مال کا مالک ہوتا ہے، سائل نے بیان کیا کہ اہل میت اہل محلہ میں کسی کو چادریں اور کچھ نقد دیتے ہیں اور دینے والوں کو معلوم ہے کہ یہ مسجد کے لئے لیتے ہیں، اور درخت بہت قدیم ہے ہونے والے کا پتا نہیں، جو ٹکڑی ٹوکھ جاتی ہے گر پڑتی ہے مسجد کے سقائے وغیرہ میں صرف کی جاتی ہے، اس صورت میں ان سب چیزوں سے مسجد کے وہ سب صرف جائز ہیں کوئی حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۴۰ از مونا محمد بھنجن ضلع اعظم گڑھ محلہ الوداد پورہ مسئلہ صابر حسین صاحب ۴ رمضان ۱۳۴۰ھ
کیا فرماتے ہیں علاقے دین کہ قبرستان کا مسلمانوں کے کیا حکم ہے اور کیا کرنا چاہئے؟ کوئی شخص

پر کوئی کام دیدہ و دانستہ دنیاوی کرے، مثلاً تجارت، اور اصرار کرے کہ حج قبرستان ہی پر کاروبار کریں گے
 دوسری جگہ نہیں کریں گے، یہ کسی کو بڑا مظلوم ہو یا بھلا، اور ساتھ اس کے بنود کو ٹا کر زور دے کہ اس کو
 کمیت بنائیں اور کسی مصروف میں لے لیں اور مسلمانوں کو بے قبضہ کر دیں اور وہاں کے اشجار پر بھی قبضہ کر لیں اور
 یہی کوشش کر رہے ہوں اور بعد میں انکار قبر کو عند التحققات کھودا دیں وغیرہ تو اس شخص کے ایمان کا
 کیا حال ہے اور ایسے شخص کی ناحق پرتائید کرنا کیا ہے اور کس جرم کا مرتکب ہو گا جیوا تو خود ا۔

الجواب

مسلمانوں کا عام قبرستان وقف ہوتا ہے اور اس میں سولے دفن کے اور تصرف کی اجازت نہیں
 اسے تجارت گاہ بنانا یا اس پر کمیت کرنا سب حرام ہے۔ فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے ۱
 لا یجوز تغییر الوقف عن حیاته ۲ وقف کی ہیئت کو تبدیل کرنا جائز نہیں۔ (ت)
 اشتباہ وغیرہ میں ہے ۳

شرط الواقف کمس الشارعی وجوب
 واقف کی شرط وجوب غل میں شارع علیہ الصدقۃ
 والعمل بہ ۴ والسلام کی نص کی مثل ہے (ت)

اور مسلمان کی قبر کو کھودنا تو بہت سنت شدیدہ ہے ۱ اسلامی سلطنت ہو تو ایسا شخص سخت تعزیر کا
 مستحق ہے یہاں تک کہ سلطان اسلام کی اگر رائے ہو تو جو ایسی حرکات کا مرتکب ہو اگر تاہم اسے منزلۃ قتل
 دیا جاسکتا ہے، جو شخص ناحق پر اس کی تائید کرتے ہیں سب اسی کی طرح مرتکب جرم و مستحق سزا ہیں۔
 قال تعالیٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان ۲ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، گناہ اور ظلم پر تعاون
 مت کرو۔ (ت)

حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ۱

من متی مع ظالم لیبغیہ وهو یعلم انه ظالم لعد
 من متی مع ظالم لیبغیہ وهو یعلم انه ظالم لعد
 خلع من عقد من نقۃ الاسلام ۲

۲۹۰/۲ نثر فتاویٰ ہندیہ کتاب الوقف باب الرابع عشر نثرانی کتبہ خانہ پشاور
 ۲۰۵/۱ سنن الاشباہ والنظائر فی الفی الثانی ادارۃ القرآن کراچی

سکھ القرآن الکریم ۲/۵

سکھ المعجم بکیر حدیث ۶۱۹ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲۲۴/۱ وکنز العمال حدیث ۱۳۹۵۵ بیروت ۸۵/۶
 و الفردوس بجاویر الخطاب حدیث ۵۰۹ دار الباز مکتبہ المکررۃ سعودی عرب ۵۳۴/۲

مسئلہ ۳۴۱ مستولہ احمد بنی خلیل صاحب از مراد آباد ۲۲ صفر ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین میں سوالات منضبطہ ذیل میں،

(۱) جو زمیندار اراضی موقوفہ کاروپیر معاوضہ سرکار انگریزی سے متولی جائیداد کوٹ، اسس روپیہ کو متولی کو کیا کرنا چاہئے؟ آیا جائیداد خرید کر کے شامل جائیداد موقوفہ کرنا چاہئے یا کسی مصارف خاص میں عام مصارف جائز میں اسی رقم کا صرف کرنا جائز ہے؟

(۲) متولی فوت ہو گیا اور اس نے اپنے زمانہ حیات میں اسس روپیہ معاوضہ مذکور سے کوئی جائیداد خرید کر کے شامل جائیداد موقوفہ نہیں کی اور روپیہ معاوضہ مذکور کا کوئی مصارف جائز بھی کسی قسم کا اسس کی حیات میں ظاہر نہیں ہوا اور اکثر اوقات متولی متولی اور اس کے مختار عام اور سربراہ کا یہ ظاہر کرتے رہے کہ ہنوز کوئی جائیداد متصل جائیداد موقوفہ کے دستیاب نہیں ہوئی ہے کوشش کی جاتی ہے جس وقت کوئی جائیداد فروخت ہوئی خرید کر کے شامل وقف کی جائے گی۔

(۳) متولی متولی نے اپنی جائیداد ملوکہ و مقبوضہ چھوڑی ہے جس پر اسس کے وارثان قی بعض و ذیل ہیں۔

(۴) متولی حال کا بحالت موجود کیا فرض ہے، آیا وارثان متولی متولی سے روپیہ مذکور طلب کرنے اور اسس کی جائیداد متروکہ وصول کر کے کاغذ اشرف مستحق یا نہیں؟ بقینا تو جرد۔

الجواب

صورت مستفسرہ میں متولی سابق پر اس زر معاوضہ کا تاوان لازم ہے جو اسس کی جائیداد متروکہ سے وصول کیا جائے گا متولی حال پر لازم ہے کہ اسے وصول کرے اور اس میں کوشش کرے اور نہ دے بعد وصول جب کہ وہ روپیہ خود میں اراضی موقوفہ کا بدل ہے کسی مصارف میں صرف نہیں ہو سکتا بلکہ لازم ہے کہ اسس سے ویسی ہی جائیداد خرید کی جائے کہ جائیداد موقوفہ کی جگہ وقف ہو۔ در مختار و مقدور، لہذا یہ میں ہے،

ساحر بوجہات معجلا لمال البدل ضمیمہ
کما فی الاکتب ای لیس الامر فی المستنبطہ
نیز در مختار و رد المحتار میں ہے،

(لایجوز استبدال العاصر الا فی اسلحہ) زمین وقف کا بدلہ جائز نہیں سوائے چار صورتوں
الاولیٰ فی شرطہ السواقفہ کے، پہلی صورت یہ کہ واقع نے اگر استبدال

الثانية غصبه غاصب وانجرى عليه الماء
حق صا ربحا فيصم القيمة ويشتري
المتولى بها اس صا سدا ، انما لثمة ان
يجبده العاصب ولا يبيده اى اراد دفع
القيمة للمتولى اخذها ليشتري بها بدلا
وان الله تعالى اعلم .

سے تو غاصب سے قیمت لے کر اس کے عوض متولی دوسری زمین خرید لے الخ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)
مسئلہ مسئلہ مسئلہ مسئلہ مسئلہ مسئلہ مسئلہ مسئلہ مسئلہ مسئلہ مسئلہ مسئلہ مسئلہ مسئلہ مسئلہ مسئلہ مسئلہ مسئلہ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی ایک جائیداد بلا تخصیص
مقام ہر جگہ کے مسلمانوں کی تعلیم کے لئے وقف کی اور ایک خاص قصبہ مدرسہ بنانے کے لئے نامزد کر دیا کہ
اس قصبہ میں تعلیم گاہ بنائی جائے لیکن کوئی خاص اراضی تعمیر مدرسہ کے لئے وقف نہیں کی گئی اسب کسی
مجبوری و نیز اس وجہ سے کہ جو قصبہ مدرسہ بنانے کے لئے وقف نامہ میں معین کیا گیا تھا عام مسلمانوں کی
تعلیم میں وہاں سہولت میں ب دوسری جگہ کسی غرض حبیبی کے لئے وہ مدرسہ بنانا چاہتا ہے جس
عام مسلمانوں کے لئے سہولت ہو پس یہ تبدیلی مقام شرعا جائز ہے یا نہیں ، یعنی اگر اس تبدیلی شدہ
جدید مقام پر مدرسہ بنا کر جائیداد حقوق کی آمدنی اس پر خرچ کی جائے تو جائز ہے یا نہیں ، جیسا تو حروار

الجواب

وقف کو ایسی تغیر جائز ہے جبکہ مصلحت وقف اس میں نہیں اس کے خلاف میں ہے رد المحتار

میں ہے ۱

فی فتاویٰ مؤید زاده اذالم یكونو
اصلاحه او فی امرهم تهاوم
فیجوز لنواقف الرجوع عن
هذا الشرط اه وهکذا نقله
عنہما فی شرحہ عن الملتحق
فتاویٰ مؤید زاده میں ہے کہ اگر موقوف علیہ زیادہ
صلاحیت والے لوگ نہ ہوں یا وہ اپنے معاملے
میں غفلت کرتے ہوں تو وقف کو اس شرط سے
رجوع کر لینا جائز ہے اہ اسی طرح مآتن
نے فتاویٰ مؤید زاده سے ملحق پر اپنی شرح میں

لیس له ان یستبدل من غیوہا، ویستقی
اشکانت احسن ان یحوز، لانه خلاف
الی حیرکذ، فی شفعہ القدریۃ
توجا تر ہو کہ نہ یہ خلاف کرنا بہتری کی طرف ہے فتح القدر میں اسی طرح ہے۔ (ت)
رد المحتار میں بحوالہ درمستی خلاصۃ العاوی سے ہے،

یجوز الرجوع عن الموقوف علیہ وتغیرہ
ون کان شروطاً کالمؤذنت والامام
والمعلم ان لم یکنوا اصلح او تماد نسوا
فی امرہم فیجوز للمواقف مخالفتہ الشریط
واللہ تعالیٰ اعلم۔
موقوف جیسے رجوع اور اس میں تبدیلی جائز ہے
اگرچہ وہ مشروط ہو جیسے مؤذن، امام اور معلم
اگر یہ لوگ وقف کے لئے زیادہ صلاحیت کے
حامل نہ ہوں یا اپنے معاملات میں سستی کرتے ہو
تو وقف کے لئے جائز ہے کہ شرط کی مخالفت
کرنے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۳۴۳ مسئلہ مسئلہ بہار الدین صاحب ۳۰ محرم الحرام ۱۳۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع اس صورت میں کہ جامع مسجد بمبئی کے گیارہ مشاوریں
میں سے اکثر میں نے یہ قرار دیا منظور کی کہ مسجد کے اوقاف کی آمد سے مسجد کے احاطہ میں کھلی جگہ ہے
وہاں باغیچہ قائم کیا جائے اور درخت اور کنڈیاں نصب کئے جائیں اور اس کے انتظام کے لئے
ایک باغبان مشاہرہ سے رکھا جائے، اٹلانا گزاریش ہے کہ جس زمین پر باغیچہ تیار کرنا منظر ہے
وہ جگہ پیش تر سے نماز پڑھنے کے لئے عیدیں اور یوم الجمعہ میں استعمالی کی باقی ہے پس اس حالت
میں مشاوریں مسجد کو اوقاف مسجد سے ایسا خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور جس زمین پر زمانہ قدیم سے
نمازیں ہوتی تھیں اس پر باغیچہ بنا کر لوگوں کو اداسے نماز سے روکنا مشاوریں مسجد کے لئے شرعاً جائز
ہے یا نہیں؟ بناء علی عدم جواز ترکیبیں اس فعل کے اپنے عہدہ ہائے موقوفہ سے معزول ہونگے
یا نہیں؟ جینوا توجروا۔

الجواب

وقف کو اس کی حیثیت سے بدنا جائز نہیں اگر خیر مقصود واحد ہو مثلاً کسی مسجد پر دکانیں وقف

سے فتاویٰ ہندیہ کتاب الوقف الباب الرابع الخ فوراً کتب خانہ پشاور ۲/۴۰۰

سے رد المحتار فصیح راعی شرط الوقف دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/۴۴۱

ہیں کہ ان کا کریم مسجد میں مردہ ہوتا ہے انہیں حمام کر دیا جاسے اور اس کا کریم مسجد کو دیا جائے یا حمام کا کریم مسجد پر وقت تھا اسے دکاتیں کر دیا جاسے یہ ناجائز ہے حالانکہ مقصود یعنی کرایہ واحد ہے۔ عالمگیریہ میں ہے ۱

لا يجوز تقييد الوقت عن هيئته فلا يجعل
الذكان خائفاً ۱۰

وقت کی ہیئت میں تبدیلی کرنا جائز نہیں لہذا دکان کو سراسے بنادینا جائز نہیں (۱۰) ۱۱
نہ کہ وقت مقصود اور وہ بھی محض بے سُرود و مردود، باغیچہ امرار کے مکانات کی زینت ہوتا ہے، بیت اللہ کی زینت و کمال ہے، ولہذا علماء نے مساجد میں پٹرنگانا منع فرمایا اور فرمایا کہ مساجد کو یہود و نصاریٰ کے کینسوں گرجوں سے مشابہ نہ کرو پھر اس میں نازیوں پر جبر و عیدین میں تنگی ہے اور جو مسلمانوں پر تنگی ہے اللہ اس پر تنگی کرے گا من ضيق ضيق الله عليه (جس نے تنگی کی امتد تعالیٰ اس پر تنگی فرمائے گا۔ ستار) اس میں منع خیر ہے اور منافع ظہیر کی مذمت کلام اللہ میں ہے اس میں زمین متعلق مسجد کو نماز سے روکنا ہے اور اللہ عز و جل فرماتا ہے ۱

ومن ظلم ممن منع مسجداً لله ان يذكر
فيه اسمه وسعى في خرابها ۱۱
لهم ان يدخلوها الا خائفين لهم في الدنيا
خزي ولهم في الآخرة عذاب عظيم ۱۲

اس سے زیادہ کون جرات اللہ کی مسجدوں کو ان میں نام لے جانے سے روکے اور ان کی ویرانی میں کوشش کرے ان کو اس زمین میں قدم دھرنا نہ تھا مگر ڈرتے ہوئے ایسوں کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں بڑا عذاب ۱

ایسے مشاہد اگر باز نہ آئیں واجب الغزل ہیں من استری الدنوب فقد ظلم جس نے بھیڑیے کو چرواہا بنایا اس نے بکریوں پر ظلم کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۴۹ مستوردہ منشی علیل الرحمن صاحب پارچہ فروش از نگینہ ۲۰ محرم الحرام ۱۳۳۵ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک مسجد ایک محلہ کے اندر واقع ہے کہ جس میں کچھ اراضی زائد فرش سے ہے اور اس اراضی میں ایک مزار شریف بھی ہے، اس مسجد کی خبر گیری اہل محلہ جس میں چند قوم کے آدمی ہیں کرتے ہیں منجملہ چند اقوام کے ایک قوم ایک مدرسہ خاص قومی

اس اراضی موقوفہ میں منانا چاہتی ہے کہ جس میں دوسری قوم کا تعلیم نہیں پائے گا۔ اسی زمانہ کسی وقت میں اس اراضی موقوفہ کی ضرورت مسجد کو ہونے تو وہ تعمیر مدرسہ اٹھوا کر اپنے تصرف خواہ کسی قسم کا تصرف ہو لاسکتے ہیں یا نہیں جس قوم کا مدرسہ تعمیر ہوتا ہے اس قوم کے چند لوگ مستحق و متولی ہیں وہ ایک اقرار نامہ بدین مضمون لکھتے ہیں کہ اگر کسی وقت میں مسجد کو ضرورت اراضی کی ہو تو وہ نہیں لے سکتی یہ اقرار ان کا لکھنا جائز ہوگا یا نہیں، علاوہ اس قوم کے دیگر قوم یا دیگر محلہ یہ چاہیں کہ مدرسہ قومی خاص نہ رہے تو وہ اس عمارت میں مدرسہ بنا رہنے دے سکتے ہیں یا نہیں، اور یہ مدرسہ خصوصیت قوم کے ساتھ تعمیر کیا جاتا ہے اور اسی قوم کے بچے مستفیض ہوں گے جو اب غلام و مشرک مرمت فرمایا جاسے، مگر عرض ہے جواب کے ارسال میں دیر نہ فرمائی جائے، مگر عرض ہے کسی وجہ سے کل کو وہاں مدرسہ نہ رکھی گیا تو اس تعمیر کی مالک قوم یا اہل مدرسہ ہو گیا یا نہیں یا مسجد کی ہی ملکیت ہو جائے گی مدرسہ کو اختیار اس کے کرایہ پر دینے کا رہے گا یا نہیں؟

بیٹنوا تو مجروا۔

الجواب

جو زمین متعلق مسجد ہے وہ مسجد ہی کے کام میں لائی جاسکتی ہے اور اس کے بھی اسی کام میں جس کے لئے واقعہ نے وقف کی وقت کو اس کے غصہ سے بدنام جائز نہیں۔ سورہ واقف کھن الشارح فی وجوب العمل للہ (واقف کی شرط وجوب عمل میں شارح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نص کی مثل ہے) واقعہ نے اگر یہ مدرسہ بنانے کی اجازت نہ دی تو اس میں عام مدرسہ بھی نہیں بن سکتا نہ کہ خاص، اور اگر عام مدرسہ کی اجازت دی ہے جب بھی کسی قوم کو خاص اپنا قومی مدرسہ کرنے کی اجازت نہیں اگر خلاف اجازت ایسا تصرف کریں گے غاصب ہوں گے اور وہ عمارت منہدم کر دینے کے قابل ہوگی اور بعد اہتمام جو کچھ اینٹیں کڑیاں ہوں اس کے مالک وہی لوگ ہوں گے جنہوں نے عمارت بنوائی تھی، واقعہ نے اعلم منہ مسئلہ ازادہ ہر تہریب ضلع ایرہ مرسلہ حافظ عبدالحمد امام مسجد کبیرہ ۲۱ ربیع الآخر ۱۳۲۶ھ زید نے اپنی زمینداری کے ایک قطعہ کو جو عیسے میگہ خام ہے اور اس کا سالانہ منافع عیسے ہے اس تصریح کے ساتھ کہ ہم عیسے سالانہ اس محلہ کی مسجد میں جس میں واقعہ رہتا ہے صرف ہوا کریں اور ہم عیسے سالانہ مغربار و مساکین کے رکوں کی تعلیم جو قرآن شریف اور دینیات پڑھتے ہیں قرآن شریف یا متفرق پارہ اور کتب وغیرہ خرید کر امداد کی جاسے اور اس مصرف میں ہمیشہ صرف ہوتے رہیں اور ہم عیسے

سالانہ قیام و بیوگان کی تیاری پارچہ سرا وغیرہ صرف کئے جائیں اپنے دل میں مذکورہ معارف کی نیت کر کے وقف کر دیا اور ایک سال سے اس کا منافع بھی کاشتکار سے وصول نہیں کیا اور وقف کی کوئی تحریر بھی نہیں لکھی، اب زید یہ چاہتا ہے کہ قطعاً اراضی مذکورہ بالا سے جس کے وقف کی نیت کی ہے بہتر اور عمدہ اور زیادہ منافع کی دیگر اراضی کو جو اس کی ملکیت ہے بجائے اس کے وقف کر دے اور بموجب شرع شریف کے تحریر و تکمیل کر دے اور متولی اس کا مقرر کر کے اس کے قبضہ میں اس زمین کو دے دے کہ منافع اس کا مصارف مذکورہ میں صرف کیا کرے اور آئندہ متولی اس کا زید کے رشتہ داران اور غازیان مسجد عمدہ کے مشورہ سے مقرر ہوا کرے گا، اس صورت میں امید ہے کہ ستر سالانہ سے زیادہ منافع سادہ وقف کا ہوگا صرف نیت وقف کر لینے سے جو خاص قطعاً اراضی کی نسبت کی ہے اور اس کی تحریر بھی نہیں لکھی اور اراضی جو اس سے بہتر اور عمدہ زیادہ منافع کی ہے وقف کر کے تحریر کرے شرعاً حلالست تو نہیں کرتی؟

الجواب

تحریر تو شرعاً کوئی ضروری چیز نہیں، نہ اس پر وقف موقوف، اگر اس نے زبان سے کہہ دیا تھا کہ میں نے اس کو اللہ کے لئے وقف کر دیا تو وقف ہوگئی اب اس سے رجوع نہیں کر سکتا مگر یہ کہ وقت وقف شرط استبدال کر لی ہو یہی ٹھے، صیابہ کہ جب چاہوں اس زمین کے بدلے اور زمین وقف کر دوں تو البتہ اس حالت میں تبدیل کا اختیار ہے، اگر زبان سے بھی نہیں کہا تھا صرف دل سے نیت کی تھی تو وہ زمین وقف نہ ہوئی، اگر واقعی اس سے بہتر اور زیادہ منافع کی زمین وقف کرنا چاہتا ہے تو اس پر کچھ الزام نہیں، قال اللہ تعالیٰ ما علی المحسنین من سبیل (اللہ تعالیٰ نے فرمایا: نیکی کرنے والوں پر (مواخذہ کی) کوئی راہ نہیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مشتملہ از شہر مستولہ محمد خلیل اللہ صاحب ۱۴۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس باب میں کہ ایک موقع پر ایک جائداد موقوفہ منقولی مسجد واقع ہے تو علاوہ بیع کے جو ہر طرح ناجائز ہے آیا اس موقع پر جائداد مذکورہ سے تبادلہ کا جو زامی قلیل قیمت اور حیثیت کی جائداد سے یا کسی دیگر فروع سے کسی صورت میں بھی ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب

اس خاص وقف کرتے وقت واقعہ نے استبدالی کی شرط نہ کر لی ہو تو ہرگز کسی حال میں

جائز نہیں جب تک اس سے انتفاع ممکن ہے اگرچہ دوسری کہ اس کے بدلے میں ملے اس سے قیمت
حیثیت و منفعت میں بہت زائد ہو

فانا احرنا بابقاء الوقف علی ماکان علیہ
دون زیادۃ اخری کما حققہ المحقق
فی الفتح . واللہ تعالیٰ اعلم .
ہیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم وقف کھسابقہ ہیئت پر باقی
رکھیں ذکر دیگر زیادتی کو . جیسا کہ محقق علیہ الزکر
نے فتح القدیر میں اس کی تحقیق فرمائی ہے . واللہ
تعالیٰ اعلم . (ت)

مسئلہ ۳۵۲۔ اجماعی الاقری ۱۳۲۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین اس مسئلہ میں کہ منشی کریم الدین کی دو بیویاں تھیں اور
دونوں سے اولاد ہے، پہلی بیوی سے تین لڑکیاں اور ایک لڑکا، اور دوسری بیوی سے دو لڑکیاں
تھیں۔ منشی صاحب مرحوم نے ایک باغ ایک موضع، ایک مدرسہ اور کچھ دکانیں پہلی بیوی کے انتقال
ہونے کے بعد وقف کیں اس طرح پر کہ میرے بعد میری زوجہ متولی رہے اور زوجہ کے بعد لڑکا جو کہ پہلی
بیوی سے تھا اور لڑکے کے بعد اسی کی اولاد، چونکہ لڑکا ان کی حیات میں فوت ہو گیا اور لڑکے کی اولاد میں
ایک لڑکی تھی وہ لڑکی ناقابل انتظام تھی اور اس کا شوہر بچہ بد چلنی کے ناقابل انتقام تھا اس وجہ
سے منشی صاحب نے ایک اقرار نامہ وقف نامہ کی تحریر کے بارہ سال بعد اس طرح تحریر کر دیا کہ
میرے بعد میری دوسری زوجہ متولی رہے اور اس کے بعد اس کی بڑی لڑکی اور لڑکی کے بعد اس کی
اولاد میں بڑا لڑکا جو لائق ہو متولی رہے اسی طرح سلسلہ برابر جاری رہے اس اقرار نامہ کی تحریر کو عرصہ
دو سال ہو گیا اور وقف نامہ کو چودہ سال، اس وقت منشی صاحب مرحوم کی دوسری زوجہ حیات ہے اور
منشی صاحب نے جائیداد مذکورہ مفصلہ ذیل اخراجات کے واسطے وقف کی ہے۔ مولود شریف، گیارہویں
شریف، فاتحہ حسنین، خرچ مدرسہ و تکیہ وغیرہ چونکہ پہلی بیوی کی لڑکیاں اور منشی صاحب کے لڑکے کی لڑکی
حیات میں اور وہ سمجھتے ہیں کہ برصغیر وقف نامہ کے جائیداد مذکورہ کے ہم متولی ہیں اس لئے اتنا ہے کہ شرعا
اس وقت جائیداد مذکورہ کا متولی کون شخص قرار دیا جائے گا اور اس کے بعد کون اقرار نامہ کا قانونا بھی
داخل خارج ہو گیا ہے بموجب حکم شرع شریف تحریر فرمایا جائے۔ فقط

الجواب

قولیت کوئی ترک نہیں کہ ہر وارث کا اس میں حق ہو قولیت و اقیقہ کے اختیار کی ہے جسے متولی کر دے
لے فتح القدیر کتاب الوقف مکتبہ نور بدین رضویہ سکھر ۴۴/۵

وہی ہوگا۔ درمختار میں ہے: ولایۃ نصب النقیم الی الواقف (متولی مقرر کرنے کی ولایت واقف کو حاصل ہے۔ ت) تو اس میں شک نہیں کہ فی الحال وقف کی متولی صرف زوہر ثانیہ ہے کہ وقف نامہ اور اقرار نامہ دونوں میں اپنے بعد اس کو متولی لکھا ہے اور جب زوہر کا انتقال ہو تو حسب شرط اقرار نامہ اسی زوہر کی بڑی لڑکی پھر اس کے بعد اس لڑکی کی اولاد میں جو بڑا لڑکا نکلتی ہو ورنہ جولانی ہوں بہرحال پہلی بیوی کی لڑکیوں کا تو کوئی استحقاق تولیت میں سرے سے نہ تھا کہ وقف نامہ اقرار نامہ کسی میں ان کی تولیت نہیں رہی پس متوفی کی لڑکی اگرچہ وقف نامہ میں اپنے بعد پسر پھر اولاد پسر کی تولیت لکھی تھی مگر وہ وقف کے سامنے مر گیا اور اب اس نے ان شرائط کو تبدیل کر دیا اور دوبارہ تولیت واقف کو تغیر و تبدل کا اختیار ہے تو اب عمل بموجب اقرار نامہ ہوگا۔ ردالمحتار میں ہے:

التولية من الواقف خارجة من حكم ما في الشرط لانه له فيها التفسير و التبديل كما بداله من غير شرط في عقدة الوقف. والله تعالى اعلم.

واقف کی تولیت تمام شرائط کے حکم سے خارج ہے کیونکہ واقف کو ان شرائط میں تبدیلی کا اختیار ہے جب بھی وہ مناسب سمجھے اگرچہ اس نے عقد وقف میں اس کی شرط نہ لگائی ہو۔

والله تعالى اعلم (ت)

مسئلہ ۳۵۳

QUESTION

Rangoon, The 19th May, 1908.

To

Moulvi Hafe Ahmad Raza Khan
Esq. Barcib
United provinces

Honoured Sir

We desire to place before you a certain religious matter on which we solicit your valuable opinion. The facts are briefly these: There is a Char at a

۳۸۹/۱ لے درمختار کتاب الوقف فصلی برائے شرط الواقف فی اجازۃ مطبع مجتہدی دہلی
۴۱۰/۲ لے ردالمحتار " " " " دار احیاء التراث العربی بیروت

Mosque in Moring Taulay street at this place. There are five duly elected trustees or mutawallis who manage the affairs of the said mosque according to a scheme framed by the chief court of Lower Burma. The trustees are given the power of discharging the Imam, Muazzin and Clerks of the mosque. In virtue of the said power the trustees at a meeting discharged their Imam One Syed Muckbon for irregularity in conduct and disobedience. After the discharging the trustees filed a suit in the chief court of Lower Burma for declaration that the discharge of the Imam may be confirmed. The Imam now questions the authority of the trustees and maintains power badly. He may misconduct himself. They have no power to discharge him. Having placed the facts briefly we request you most humbly to give your Fatwas as to whether the trustees have the power to discharge the Imam when they find it necessary to do so. This is a vital point which is at present engaging the attention of the leading member of the Chohan Sunni Mohammadan community and we shall thank you very much if you can send your answer within the next week of June. Thank you in anticipation. We beg to remain honored & your most obedient and humble followers in M. Qadir Gani president The Madras Muslim Association No 37, Tocckay Mq, Taulay street

ANSWER

From Bareilly
The 28th of May, 1906

M Qadir Gani
President
The Madras Muslim Association

With reference to your letter dated 19th of May, 1906 I send you Fatwa for your perusal. The trustees can discharge an Imam by their authority when such indifference is shown to him which may be the sufficient reason for such discharge to be considered. A fatwa sent Huskany printed at Meer page No 123

Translation - A King appointed a Qazi and after it the Qazi fixed a trustee on a Waqf now the King has no connect on on with the Waqf nor has he any power of it connect etc. Another style from Lisani Hukkam copies from Fa'wa Imam
SOWRI لا تدخل ولاية سلطان على ولاية المتولى في الوقف له

Translation - A king cannot interfere a Waqf against a trustee. Authorities in this case the right officers or governors are not Muhammadan ones and therefore they cannot know the schemes of Shara as a Muhammadan trustee knows. The trustees can discharge an Imam when the Imam leave Sunna doctrine or if he is a disbeliever or against Shara or there may be found in him something which may be the cause of abhorrence which decreases the number of peoples at prayers or he may be discontent against the managing rules of affairs of the mosques. Or if he is a disbeliever or persons at prayers or there may be something such to him otherwise he will not be discharged without law. See Radd. Mu'tal. trustee constant rule
 See Radd. Mu'tal. page 8

قال في البحر واستفيد من عدم صحة عزل الناظر بلا جنة عدمه لصاحب
 وظيفة في وقت بعير جنة وعدم اهلية له

Translation - It is said in Bah or Radd that as a Mu'talib can be dismissed without discharge this it is manifest but any receiver of a salary of a Waqf cannot be dismissed without this fault being proved or he may be proved a disbeliever or a disbeliever

امير قومه عبد العزيز بن احمد رضا الدين يولي عفى عنه
 بمحمد المصطفى النبي الاقنى
 صلى الله تعالى عليه وسلم

له لسان الحكم مع معين الحكم الفصل العاشر في الوقف مصطلح البابي مصر ص ٢٩٢
 على رد المختار كتاب الوقف مطلب في بيع عيل صاحب وظيفة بلا جنة واراء التراث العربي بيروت ٢٨٦/٣

ترجمہ مسئلہ ۳۵۲ از رنگ مورخہ ۱۹ مئی ۱۹۰۸ء

بخدمت جناب مولوی حاجی احمد رضا خاں صاحب محلہ سوداگران بریلی، یوپی۔

مولانا نے محترم! ہم سب آپ کی خدمت میں چند مذہبی امور کے بارے میں رائے عالی جاننے کے لئے یہ پیش کر رہے ہیں اور مختصر واقعہ کی طرف توجہ مبذول کر رہے ہیں۔ یہاں ایک مسجد چلیان موٹنگ تھلا اسٹریٹ میں واقع ہے جس کے چٹنے ہوئے پانچ متولیاں ہیں جو مسجد کا انتظام اس قانون کے تحت انجام دے رہے ہیں جس کو عدالت العالیہ برمانے مرتب کیا ہے جس کے مطابق متولیوں کو یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ امام، مؤذن اور علمہ کو برخاست کر سکیں، اس قانون کے مطابق متولیاں نے ایک مجلس شوریٰ کے امدد سید مقبول امام مسجد کو ان کی بیضا بٹگی، بڑے چال چلن اور حکم عدولی کے باعث برخاست کر دیا، اس برخاستگی کے بعد متولیوں نے ایک مقدمہ استقراریہ اس امر کا عدالت العالیہ برمانے دائر کیا کہ امام کی برخاستگی مستحق کر دی جائے اب امام نے یہ باز پرس متولیوں کی مجلس قانون سے کی ہے۔ قانون کا ناجائز فائدہ اٹھایا گیا ہے، ان لوگوں کو برخاست کرنے کا حق نہیں ہے۔ اس مختصر واقعہ کو پیش کرتے ہوئے نہایت ادب سے التماس کرتے ہیں کہ آپ اس کے متعلق اپنا فتویٰ مرحمت فرمائیں، کیا متولیاں کو امام کی برخاستگی کا حق حاصل ہے کہ جب وہ چاہیں برخاست کر دیں۔ یہ آج کل بہت بڑا مسئلہ مہربان چلیان موٹنگ میں پھیل چکا ہے، ہم لوگ بیحد شکر گزار ہوں گے اگر آپ اپنا فتویٰ ماہ جون کے اوائل ہفتہ میں روانہ فرمادیں فقط۔

آپ کا فرمانبردار خاکسار معتقد

قادر غنی صدر مدراس مسلم ایسوسی ایشن، موٹنگ تھلا اسٹریٹ۔

الجواب

بریلی مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۰۸ء

بخدمت جناب ایم قادر غنی صدر مدراس مسلم ایسوسی ایشن

محترم! آپ کے مراسلہ مورخہ ۱۹ مئی ۱۹۰۸ء کے مطابق میں اپنا فتویٰ برائے ملاحظہ ارسال کر چکا ہوں متولیاں ایک امام کو برخاست کر سکتے ہیں جبکہ کوئی ایسا اختلاف اور وجہ معقول شرعی طور پر پائی جائے (لسان الحکام مطبوعہ مصر ص ۱۲۳)

ترجمہ: فتاویٰ قاضی خاں میں ہے کہ جب امام یا مؤذن کے درمیان کوئی ایسی چیز عارض ہو جس کی وجہ سے وہ چھ ماہ تک مسجد سے غیر حاضر رہے اور اس نے اپنا کوئی بدلہ نہ دیا ہو تو اس وقت متولی اس کو بطرف کر سکتا ہے اور دوسرا امام اس کی جگہ مقرر کر سکتا ہے (مطالعی مطبوعہ مصر اور شامی مطبوعہ قسطنطنیہ جلد ۲)

ص ۶۳۹

ترجمہ : علامہ بیری زادہ کتاب مذکور میں فرماتے ہیں کہ متولی ایک امام کو مسجد سے ایک ماہ کی غیر حاضری پر برطرف کر سکتا ہے، متولی کو کوئی ضرورت امام کی برطرفی کے لئے عدالت یا کسی افسر یا لاگورز سے اجازت لینے کی نہیں ہے کیونکہ متولی اپنے اختیار خصوصی سے ان معاملات میں خود اسلامی گورنر جب اختیار رکھتا ہے جبکہ یہ متولیان خود ایک اسلامی گورنر کے مقرر کردہ ہوں۔ (اشباہ والنظائر مطبوعہ نکتہ ص ۱۷۹ منقولہ از فتاویٰ امام رشتیہ الدین)

ترجمہ : ایک قاضی وقت کے کسی معاملہ میں متولی کی موجودگی میں دخل نہیں دے سکتا جبکہ اسی قاضی نے اس کو متولی بنایا ہو۔ (حموی شرح اشباہ مطبوعہ نکتہ ص ۱۷۹ منقولہ از فتاویٰ امام طبر الدین)

ترجمہ : ایک بادشاہ نے ایک قاضی مقرر کیا اور اس کے بعد قاضی نے وقت کا ایک متولی مقرر کیا، اب بادشاہ کو کوئی تعلق اس وقت سے نہ رہا اور نہ کوئی اختیار اس کو رہا و بدل کا باقی رہا۔ (مسائل الحکام، منقولہ از فتاویٰ امام ثوری)

ترجمہ : ایک بادشاہ ایک متولی کے معاملہ میں دخل نہیں ہو سکتا جبکہ حکام بالایا گورنر جو کہ مصلحت نہیں اور جو اس قانون تولیت سے واقفیت نہ رکھتا ہو، کیسے ہی وقت ہوں، امام کو برخواست کر سکتا ہے جبکہ امام عقائد سنیہ کو ترک کر دیتا ہے یا برعکس شرع کی خلاف ورزی کرتا ہو یا کوئی ایسی چیز پاتی جاتی ہو جس سے نماز جماعت میں کمی واقع ہو یا کمیٹی کے احکام کی خلاف ورزی کرتا ہو جو مسجد سے متعلق ہو برخواست ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ بغیر کسی قصور کے برخواست نہیں کیا جاسکتا۔ (رد المحتار مطبوعہ قسطنطنیہ ج ۲ ص ۵۹۰)

ترجمہ : بحر الرائق میں ہے کہ ایک متولی بغیر کسی قصور کے برخواست نہیں کیا جاسکتا، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک وقت سے نخواستہ پانے والا شخص بغیر کسی قصور کے برخواست نہیں کیا جاسکتا یا جب تک یہ نہ ثابت ہو کہ وہ اپنی ذیولتی انجام دینے میں قاصر ہے الگ نہیں کیا جاسکتا۔

امام بوقلمون عبدہ المدب احمد رضا البیرونی عفی عنہ

بمحمّد المصطفیٰ البیرونی

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۳۵۴ از قصبہ حسن پور ضلع مراد آباد مسدہ مشی پائیت اللہ صاحب ۲۴ صفر ۱۳۲۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس امر میں کہ نواب غلام حشری خان صاحب رئیس قصبہ حسن پور ضلع مراد آباد موضع عیسے پور بطریق ذکوہ ریاست موضع کچی گمیر بطور خیرات حقیقت پنی کو اول وقت کیا

سال ۱۳۸۰ء میں اس حقیقت موقوفہ کے بابت ایک وصیت نامہ سادہ تحریر کیا جس میں انتظام و اہتمام تولیت جائیداد موقوفہ اور مصارف خیر کی بابت شرائط درج کئے، چنانچہ تاحیات اپنی خود واقف ہر دو مواضعات مذکورہ کے متمم رہے اور بعد فوت ان کے خواب محمد عبد الحکیم خاں صاحب مرحوم کے از واقف متمم مقرر ہوئے، وصیت نامہ میں واقف نے یہ شرط تحریر کی ہے اقرار یہ ہے کہ میں حیات اپنی آمدنی و پیداوار مواضعات مذکورہ کو اپنے ہاتھ اور اختیار سے جب تک سب کرتا رہوں گا اور بعد میرے میری اولاد سے ایک شخص از قسم ذکر جو لائی ہووے نسل بعد نسل اور بطن بعد بطن حسب دستور بطریقہ مستقلہ محمد گنہ گار کے صرف کرتا رہے گا ۲۱ اکتوبر ۱۹۰۸ء کو متمم ثانی نے وفات پائی، اب دریافت طلب یہ مسئلہ ہے کہ فقہ نسل بعد نسل کے کیا معنی اور مطلب، اور نسل سے منشا واقف کا اپنی اولاد سے ہے یا متمم ثانی کی اولاد سے، اور شرط بعد فوت ہوئے متمم ثانی کے اصل واقف کے اولاد میں سے متمم مقرر ہونا چاہئے یا متمم ثانی کی اولاد میں سے۔
بیّنہ اقراء۔

الجواب

صورت مستفسرہ میں حسب تکلف واقف کی اولاد قطعی سے کوئی مدلولت باقی رہے گا اولاد اولاد کو تولیت نہ پہنچے گی، جب ان میں کوئی نہ رہے گا اس وقت اولاد اولاد سے کوئی لائی متولی کیا جائے گا اور ان میں جب تک کوئی رہا تیسرے درجہ سے مقرر نہ کیا جائے گا علیٰ حد التیاس نسل بعد نسل اور بطن بعد بطن کے یہی معنی ہیں اس میں واقف کی اپنی اولاد و اولاد اولاد و اولاد اولاد، اولاد شغل میں مگر بترتیب کہ سب سے مقدم اولاد پھر اولاد اولاد، اولاد اولاد اولاد الی آخر لہٰذا اس عاقبت میں ہے،
لا یكون للبطن الا سفل شئ عاقل مست
البطن الا علی احد و حکم الحکم فی
کل بطن حق تنقہی البطون موتاً۔ واللہ
سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔
بطنی اسفل کو کچھ حق نہ ملے گا جب تک بطنی علی
میں سے کوئی ایک موجود ہے، اور یہی حکم
تمام بطنوں کا ہے حتیٰ کہ موت کے سبب بطن
خسفی ہو جائیں۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم دت۔

مسئلہ ۲۵۵: مرحلہ حاجی محمد حسین صاحب رئیس از قصہ حسن پر ضلع مراد آباد ۱۸۰۰ ۱۲ مریح الاول ۱۳۲۷
سوال اول: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ دیدہ سنے ایک گناہ دار
وقف کی اور دربارہ تولیت یہ شرط تحریر کی کہ بعد میرے میری اولاد سے ایک شخص از قسم ذکر جو لائی ہو

نسل بعد نسل اور لفظاً بعد لفظاً حسب دستور نجد گنہگار کے صرف کرتا رہے، آیا اس عبارت مذکورہ سے واقعہ کا منشا کسی خاص اولاد کی نسبت یعنی بیٹوں کی یا پوتوں کی نسبت ہے یا اس میں کوئی خصوصیت نہیں ہے۔

سوال دوم: جامداد موقوفہ کے اشخاص ذیل متولی ہو سکتے ہیں یا نہیں اور شرعاً لفظ لائق کن اشخاص سے مراد ہے؟

(۱) جرباد و صفت استطاعت یا تیس سال سے نہ حج کرتا ہو نہ زکوٰۃ اور نہ عشر دے۔

(۲) جرباد و صفت فسق و فجور میں مبتلا ہو۔

(۳) کیا تدارک جماعت لائق متولی ہو سکتا ہے۔

(۴) جو طبع نفسانی سے متولی ہونا چاہے اور جس کو بیدار کوشش قبولیت کی ہو۔

(۵) جو سود جہانز کھڑ کر لیتا ہو۔

(۶) جو بشرط حج اور تماش بازاری میں مصروف رہتا ہو وہ قابل قبولیت ہے یا نہیں؟ نیز تاجر ہو۔

الجواب

(۱) نہ اس میں ایسا خصوصیت ہے کہ بعض طبقات اولاد کو امتداد شامل نہ ہو، نہ ایسا علوم کہ ہر طبقہ کی اولاد مستحق ہو بلکہ وہ جمیع طبقات کو بشرط ترتیب عام سے یعنی جب تک خاص اولاد و صلی، وقف سے کوئی مرد لائق قبولیت باقی رہے گا پوتے اگر چہ لائق ہوں بلکہ الیق ہوں نہ پاسکیں گے لائق الوقف انما شرط اللائق دون لایق (واقعہ نے قبولیت کے لئے لائق کی شرط لگائی ہے نہ کہ لائق ترین کی۔ ت) اور جب اولاد و صلی سے کوئی مرد نہ ہو یا جتنے باقی ہوں ان میں کوئی لائق قبولیت نہ ہو تو پوتوں میں جو لائق ہو اسے پہنچے گی اب ان میں کا جب تک کوئی لائق باقی رہے گا پوتوں کا استحقاق نہ ہوگا و علیٰ ہذا لقیاس الی انقراض النسل اور اسی پر قیاس کرتے چلو یہاں تک کہ اس کی نسل ختم ہو جائے۔ ت) اور نواسے بہر حال مستحق نہ ہوں گے جس نے نواسوں کو بھی شمول لکھ دیا خطا کی۔ فتاویٰ امام قاضی خاں میں ہے:

اگر واقف نے کہا کہ یہ چیز میری اولاد اور اولاد کی اولاد پر وقف ہے، تو یہ وقف اس کی اولاد کی طرف ہی پھیرا جائے گا جب تک اس کی اولاد کا سلسلہ جاری رہے گا۔ قریب و بعید و اسے

ان قال علی ولدی وولد ولدی
یصون الی اکلہ ابد امانتہا سلوا
الاقرب والا بعد فیہ
سواء الا ان یتذکر الا قرب

املاية مقيدة بشرط انظر وليس من
الشرط تولية الخائن لانه يخل بالمقصود
كذا تولية العاجز لان المقصود لا يحصل به
مقصود ہے یہی حال عاجز کو متولی بنانے کا ہے کہ اس سے مقصود حاصل نہیں ہوتا۔ (ت)
در مختار میں ہے:

(ویندرج، وجوباً بزمیة (لو) اواقف دس
فعیہ بالاولی (غیر مامون، او عاجز او
طہریہ فسق کشرہ خمس و محوہ، فشرک
متولی سے ولایت وقت وجہاً واپس لے لی جائیگی (ویندرج)
اگرچہ وہ خود اواقف ہو (در) تو غیر وقت سے ہر
اولی واپس لے لی جائے گی جب کہ وہ امین نہ ہو یا عاجز
ہو یا اسکا فسق شراب نوشی وغیرہ ظاہر ہو چکا ہو (در)
سودینا گاہ کبیرہ ہے تو اس کا ارتکاب اگرچہ ایک ہی بار لقیۃً اعملاً غافق و بدویانت کر دیا جب کہ
حرام جان کر کرے اور دارالاسلام میں جائز سمجھا تو فسق و درکار صریح کا فرمت ہو جائے گا لا یتحللہ ما علم
حرمۃ ضرورۃ من الدین اس جو کو حلال ماننے کی وجہ سے جس کی حرمت ضروریات دین سے بطور ہے
پر نہیں جلا عذر صحیح شرعی ترک جماعت کیا کرے غایب و مردود و شہادۃ ہے۔ غیب میں ہے
تاسر کہا ملا عدس یحضر و ترد شہادت ہے
اور اس کی شہادت رد کر دی جائے گی۔ (ت)

شر الفانی میں ہے:

ترکھا مرة بلا عدس یوجب اثاق قول
بھراقین و الحراسانیوں علی انہ یاقسم
اذا اعتاد لترك کما فی القنیۃ
بلا عذر ایک بار جماعت کو چھوڑنا عراقیوں کے قول
کے مطابق موجب گناہ ہے اور غراسانی تب اس
کو گناہ نگار قرار دیتے ہیں جب وہ ترک جماعت کو
عادت بنائے جیسا کہ قنیہ میں ہے۔ (ت)

| | | | |
|-------|-------------------------------|----------------|------------------------|
| ۲۸۵/۲ | دار احیاء التراث العربی بیروت | کتاب الوقت | شہ روا المختار |
| ۳۸۳/۱ | مطبع مجتبیٰ دہلی | کتاب الوقت | شہ در مختار |
| ص ۹ | سہیل بکیدی لاہور | فصل فی الامتار | بک غنیۃ المستفی |
| ص ۳۶ | مطبوعہ مکتبۃ اندیا | باب فی الجماعۃ | بک بحوالہ القنیۃ امینۃ |

ردالمحتار صدق واجبات میں ہے ۱

الجماعة واجبة على السراجين في حكمه
الوجوب كما في البحر وصوروا بفسق تاركها
واضح قول کے مطابق جماعت واجب ہے، حکم واجب
میں ہے صیحا کہ بحر میں ہے۔ اور مشائخ نے فقہاء کی
کہ تا کہ جماعت فاسق ہے۔ (ت)

مذہب صحیح و معتبر پر زکوٰۃ کا وجوب فوری ہے تو جو اس سال کی زکوٰۃ نہ دے یہاں تک کہ دوسرا سال
گزرتے گنہگار نہ بنے یونہی قول اصح و ارجح پر حج کا وجوب، تو جس سال استطاعت ہو اسی سال جائے ورنہ
گنہگار ہوگا، اور اگر زکوٰۃ یا حج بعد وجوب بلکہ عذر صحیح شرعی تین سال تک ادا نہ کرے تو فاسق ہے نہ کہ
بائیس سال۔ تنویر الابصار کتاب الزکوٰۃ میں ہے،

اعتراض فوری و علیہ الصوۃ یہ تم تاحیدھا
وتوہ شہادتہ
زکوٰۃ کی فرضیت فوری ہوتی ہے اور اسی پر فوری ہے
تاخیر کرنے والا گنہگار ہے اور اس کی گواہی مردود ہے

ردالمحتار میں ہے ۱

في البدء عن المستحق بالثوب اذ له يؤد
حقه معي حوالات فقد اساء واتم
درمختار کتاب الحج میں ہے ۱

فرض على الفور في العام الاول عند الثاني
واصح المروايتين عن الامام ومالك واحمد
في فسق وتوہ شہادتہ بتاخيرہ ای ستینا
لان تاخيرہ صعبه وبار تكايه مرة لا يفسق
الا بالاصوار، بحر

اور اس کی شہادت مردود ہوگی کیونکہ تاخیر حج گنہ صغیرہ ہے اس کے ترک کا اس پر اصرار کے بغیر فاسق قرار
نہیں دیا جائے گا، بحر۔ (ت)

| | | | | |
|------------|-------------------------------|----------------|--------------|------------|
| ۳۰۵/۱ | در اجزاء التراث العربی بیروت | باب صفة الصلوة | کتاب الصلوة | ۳۰۵/۱ |
| ۱۳۰/۱ | مطبوعہ مجتہائی دہلی | کتاب الزکوٰۃ | کتاب الزکوٰۃ | ۱۳۰/۱ |
| ۳/۱ | دار احیاء التراث العربی بیروت | " | " | ۳/۱ |
| ۱۵۹ - ۶۰/۱ | مطبوعہ مجتہائی دہلی | کتاب الحج | کتاب الحج | ۱۵۹ - ۶۰/۱ |

عشر بھی ایک نوعِ زکوٰۃ ہے یا کم از کم اس کا حکم حکمِ زکوٰۃ سے اور اسی طرف بعینہ اسی دلیل سے اس کا وجوب بھی فوری اور تین برس تک روکنے میں مستحق۔ رد المحتار میں ہے :

العشر ذکوة فی الزکوٰۃ لانه منہا قال فی الفقہ
لا شک انہ ترکوة حق یمسک مصارفہا
امہ وایدہ الشیعہ استعمل بانہ یجب فیما
لا یوحد منہ سواہ ولا یجامع الزکوٰۃ و
بتسمیۃ فی الحدیث صدقہ و اختلافہم
فی وجوبہ علی الفوس او المستراخ کما
فی الزکوٰۃ۔
طرح اس کے وجوب علی الفور اور وجوب علی التراخی میں فقہائے اختلاف سے بھی اس کا زکوٰۃ ہونا ہی معلوم ہوتا ہے۔ (د ت)

رد مختار میں ہے :

لا مر بالعرف الی الفقیر معہ قریبہ انصوس
وہی ابلہ لدفع حاجت وہی معجلۃ فتمت
لم تجب علی الفور لم یحصل المقصود من
الا یجب علی وحد التام وتمامہ فی الفقہ
مستزکر تیر پر صرف کرے کا حکم قرینہ ہے اس کے وجوب
علی الفور پر، کیونکہ یہ دفع حاجت کے لئے ہے اور
حاجت معجل ہے تو اگر اس کا وجوب علی الفور نہ ہو
تو اس کے ایجاب کا مقصد فوری طرح حاصل نہیں
ہو سکتا اس کی تفصیل فتح میں ہے (د ت)

شروط اگر ترک جماعت وغیرہ منکرات کی طرف تروی یا ان پر مشتمل ہو بالاتفاق حرام ہے اور اس کی عادت
مطلقاً ممنوع اور حکم تحریر ضرور داعی معاصی اور تاش اور اسی طرح تجبہ بوجہ اشتغال و اعزاز تصاویر مطلقاً بلا شرط
ممنوع و ناجائز ہے اور معروف رہنا فسق۔ رد مختار میں ہے :

مکہ کل لہو لقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کل لہو المسلم حرام الا نڈۃ
ہر کھیل مکروہ ہے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کے اس ارشاد کی بنا پر کہ مسلمان کا ہر کھیل حرام

ملا جیتا اہلہ و تدبیہ نعلی سہ و ماضیہ
ہے سوائے تین کھیلوں کے، اپنی جوی سے ملا جیت کرنا
بقوسہ ہے
اور اپنے گھوڑے کی تعلیم و تادیب کرنا اور سبقت
کے لئے اپنی کمان سے تیر اندازی کرنا۔ (ت)

راہوہ شخص کہ اپنے لئے قولیت کی کوشش کرے اگر ثابت ہو کہ یہ کوشش بطبع نفسانی و نیت فاسدہ ہے
جب تو ظاہر ہے کہ اسے متولی بنا کر حرام لان المشروط کو نہ امینا و الطالب لعدم عیو امین (قولیت
کے لئے شرط ہے کہ متولی امین ہو اور عرص و جوا کے لئے قولیت کا مطالبہ کرنے والا غیر امین ہے۔ ت)
اور ایسا نہیں تو اگر اس کے لئے قولیت ثابت ہے صرف اس کا نفاذ چاہتا ہے تو کوئی حرج نہیں اگرچہ
کسی قدر کوشش کرے کہ یہ کوشش حق کے لئے ہے اور حق کے لئے کوشش حق ہے شد و اقف نے
شرط کی کہ میری اولاد ذکر سے جو فائق ہو متولی ہو، یہ شخص اس کی اولاد ذکر سے ہے اور مجدد شرائط ذکر و یماقت
کا جامع ہے تو اس کی کوشش ہے یا نہیں، اور اگر اس کے لئے قولیت ثابت نہیں پھر تحصیل قولیت کے لئے
کوشش کرنا ہے تو اسے متولی کرنا چاہئے اگرچہ کیسا ہی لائق ہو۔ در مختار میں ہے،

طالب التولية لا يولى الا المشروط له النظر
لانہ موطن فيعيد التذقيف، فہر ہے
اس کے سبب سے قولیت مشروط ہو چکی ہو کیونکہ
وہ بسبب شرط کے متولی ہو چکا ہے اور اب اس کی تیغ نہ چاہتا ہے، (ت)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

انا لن نستعمل على عملنا من اس اداة
سواء احمد والخصامی و ابو داؤد
والنسائی عن ابی موسی الاشعری
رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
ہم ہرگز اپنے دینی کام پر اسے مقرر نہ کری گے جو
خود اس کی خواہش کرے (اس کو امام احمد،
بخاری، ابو داؤد اور نسائی نے سیدنا حضرت
ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
کیا ہے۔ ت)

روا مختار میں ہے،

۱۔ در مختار کتاب المنظر والاباء فصل فی البیع مطبع مجتبیٰ دہلی ۲۳۸/۲
۲۔ کتاب الوقف فصل یراعی شرط الوقف فی اجارۃ مجتبیٰ دہلی ۲۳۹/۱
۳۔ صحیح البخاری کتاب الاجارات باب استیجار الرجل الصالح قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۰/۱

حاسب التولية لا يولي كمن طلب القضاء
لا يقدر فتح وهل المداينه لا يدعى
او لا يحل، يستظهر في المحرر الاول تأمل
والله تعالى اعلم.

طالبِ قبولیت کو موتی نہیں بنایا جائے گا جیسا کہ
طالبِ قضاء کا مطالبہ نہیں مانا جاتا، فتح، کیا اس
سے مراد یہ ہے کہ مناسب نہیں یا یہ مراد ہے کہ
حاصل نہیں، بحر میں پہلے قول کو ترجیح دی ہے
غور کر۔ واللہ تعالیٰ اعلم (م)

۲۵۴ مرید مرقوی سلیمان صاحب اکبر آبادی ۲۳ شعبان ۱۳۲۸ هـ

زید ایک انجمن اسلامیہ کا سکریٹری ہے اور عیشہ و کالت کرتا ہے اور لوگوں کو سود کی دگریاں دلاتا ہے اور غلط فہمی مقدمات میں کوشش کرنے سے نہیں بچتا اور اکثر اوقات عقائد ہر سیدہ محمد خاں کا مداح رہتا ہے ایسا شخص آیا غلط امور اہل اسلام یعنی سکریٹری انجمن اسلامیہ رہ سکتا ہے یا نہیں، اور جو اہل اسلام اس کو اپنا سکریٹری بنائیں ان کا کیا حکم؟

الاجواب

امورِ بالا سے توبہ شخص صرف فاسق فاجر ہوتا مگر سقاۃ کفر کا فرق کا مذاق خود کافر و مرتد ہے اور کافر کسی طرح مسلمانوں کے کسی کام کا ادالی نہیں ہو سکتا۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے،

وَلَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ
سَبِيلًا يَتَّبِعُونَ

اور ہرگز اللہ تعالیٰ کافروں کو مومنوں پر کوئی راہ
نہیں دے گا۔ (آیت ۸۱)

ان سے استقامت بجا کر ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، انا لا نستعين بمشرك
(میشک ہم کسی مشرک سے مدد طلب نہیں کرتے۔ ت) جو ایسے کی سپردگی میں مسلمانوں کا کام دے اس نے
اللہ و رسول اور سب مسلمانوں کی خیانت کی۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
من استعمل على عصاة من جلا و فہم من
ہو اضر منه لہ عقد خان اللہ و رسولہ و المؤمنین۔
جس نے کسی شخص کو ایسی جماعت میں برعالم بنایا جس
جماعت میں اس شخص سے زیادہ ہستیدہ کوئی شخص موجود
ہے تو اسی نے اللہ تعالیٰ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ

لله رد التماس كتاب الوقف فصل يراعى شروط الوقف في اجارته دار احياء التراث العربى بيروت ٢٠٠٣

۱۴۱۱ھ سنہ ۱۹۹۰ء کتاب الجہاد آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۱۹

سنتن این ماجہ ایواب الجہاد الاستقامۃ بالشہر کمین
ایک یہ مسیہ کمین کراچی ص ۲۰۸

المحقق لای الی شیعہ ہدایت ۱۵۰۹ کتاب الجہاد
ادارۃ القرآن کراچی ۳۹۵/۱۲

له المستدرك المحقق كتاب الاحكام الامارة المارة در النظر بروت ۹۲/۹۳

دولم اور تمام مومنوں سے خیانت کی۔ واقعہ سبحان و تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۳۵۳۔ مسئلہ احمدی خاں ازملاد آباد ۲۶ شعبان ۱۳۳۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک اہل اسلام عادل اور ثقہ نے بلا تحریر وقف نامہ کے ایک جائیداد جس کو غرضہ زائد ایک سو سال کا ہوا بدون مصارف کے وقف کیا اگرچہ وقف واقع کا کوئی خواہ زندہ نہیں ہے مگر بعد وفات واقع کے تمام مرد و عورت عاقل و صالح اہل خاندان واقع کے وقت فوت متولی ہوتے رہے کبھی کوئی شخص غیر خاندان کا متولی نہیں ہوا اور باعتبار اس عملدرآمد کے منشا سے وقف بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ سوائے اہل خاندان صالح اور عادل کے اور کوئی متولی نہ کیا جائے، اب ایک مسماۃ متولیہ اہل خاندان کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے ایک شخص غیر خاندان کے نام ایک وصیت نامہ لکھ دیا ہے کہ بعد میرے وہ متولی کیا جائے اہل خاندان واقع جن میں اکثر مرد و صالح اور عاقل ہیں یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ شخص جس کو متولی ہونا بیان کیا جاتا ہے فاسق اور غیر خاندان واقع سے ہے اس کو بقا بدر اہل خاندان صالح کے حق تو بیت حسب وصیت حاصل ہے یا نہیں؟

الجواب

جس وقف کے شرعہ واقع معلوم نہ ہوں اور طول مدت کے سبب کوئی ان مشاہدہ نہ رہے ہوں اس میں عملدرآمد قدیم پر کارروائی کی جائے۔ فتاویٰ خیرہ میں ہے،

قد صرح فی الذخیرۃ بانہ اذا اشتبهت مصارفه
لوقف یظن ان المصروف من حاله
فیما سبق من المان، فیبقى علی ذلک
لان الطاهر اہم کانوا یفعلون ذلک
علی موافقہ شرط الواقع و هو المظنون
بحال السالین فیحمل علی ذلک

تحقیق ذخیرہ میں تصریح کی گئی ہے کہ اگر مصارف وقف میں اشتباہ ہو تو زمانہ قدیم سے اس وقف میں جاری معمول کو دیکھا جائے گا اور اسی پر بسا کی جائے گی کیونکہ ظاہر یہی ہے کہ متولیان سابقہ شرط واقع کے مطابق ہی ایسا کرتے ہوں گے اور مسلمانوں کے حالی کے بارے میں یہی گمان غالب ہے لہذا اسی پر عمل کیا جائیگا۔ (ت)

اسی میں کتاب الوقف للخصاف سے ہے،

اذا وجد شرط الواقف فلا یبطل
جب واقع کی شرط موجود ہو تو اس کی مخالفت کی

ولا يفتقرها الحرية والاسلام (۱) اس میں حریت و اسلام شرط نہیں (۲) ت، کا کیا مطلب یہ جانیگا
اور ایک سند و مسجد کا حوض اپنے دوپٹے سے بنانا چاہتا ہے۔ بخیر و اقرب و ا۔

الجواب

فقیر نے یہاں عاشر رد المحتار میں لکھا:

اقول والله التوفيق عدم اشتراط للصحة
لا يستلزم عدم اشتراطه للحل وقد
تقدم في كتاب الزكوة باب العاشرة حريم
جعل كافر عاشر الان فيه تعظيم وهو حرام
وعن شرح المير الكبير ان امير المؤمنين
رضي الله تعالى عنه كتب الى سعد بن
ابي وقاص رضي الله تعالى عنه لا تتخذ
احدا من المشركين كاتبا على المسلمين
قال وبه ناخذ لقوله تعالى لا تتحدوا بهنانه
من دونكم ويأتي في الاصححة كراهة ذبح الكتب
وتعليله بانه لا ينبغي ان يستعان بالكافر
في امور الدين وقد نقل عن النبي صلى الله
تعالى عليه وسلم ان لا تستعين بمشرك و
قد علمت حریم تولیة الخائن وهذا من
عزو جبل يقول لا یانوئکم جبالاً والله العزیز
مما کتبت علیه۔

میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہہ ہوں کہ عموماً کے سے
شرط نہ ہونا حل کے لئے شرط نہ ہونے کو تنزیہ میں
اور کتاب الزکوة باب العاشر میں گزر چکا ہے براہِ ذکر
عاشر مقرر کرنا حرام ہے کیونکہ اسے عاشر بنانے میں
اس کی تعظیم ہے اور کافر کی تعظیم حرام ہے، میر سید
کا شرح سے منقول ہے کہ امیر المؤمنین (ع) نے
رضی اللہ تعالیٰ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کو لکھا کہ مسلمانوں کے معاملات کیسے کرے،
عشر کو صاحب مت بنانا اور شرارہ نمبر کبیر نے کہا
کہ ہم اسی کو اخذ کرتے ہیں بدیل اس رشتہ دان
کے کہ (اسے ایمان و اوب) غیروں کو اپنا راز دار
مت بناؤ۔ کتاب الاضغیہ میں آ رہا ہے کہ کتابی کا
ذبح مکروہ ہے اور اس کی علت یہ بیان کی گئی کہ مذ
ذبیح میں کافر سے مدد نہیں مانگنی چاہئے، اور حضرت عبید
الصلوة والسلام سے منقول یہ حدیث مرتبہ صحیحہ کہ
پہنچ چکی ہے کہ بیشک ہم مشرک سے مدد نہیں طلب کرتے،

اور تحقیق خائن کہ متولی بنانے کی حرمت معلوم ہو چکی ہے اور ہمارے عز و جل یہ ارشاد فرماتا ہے کہ وہ تمہاری برائی
میں کمی نہیں کرتے "اور اللہ تعالیٰ ہی توفیق عطا فرمائے والا ہے۔ رد المحتار پر میر احاشیہ ختم ہوا۔ (ت)
اس سے حکم مسئلہ واضح ہو گیا کہ کام کو متولی کیا جائے تو جو بدست کا مگر سے متولی کرنا کوئی امر دینی

سے فتاویٰ ہندیہ کتاب الوقف الباب الخامس فی ذکاة الوقت نور فی سبب خاندیشاد ۲/۴۰۸
لے جد المحتار علی رد المحتار

اس کے اختیار میں دینا حرام ہے اور اسے معزول کرنا واجب نہ کہ خاص مسجد پر کہ اعظم اوقات دینیہ ہے۔
 مؤذن گریباں گرفتار کر ہیں مسجد کے خارج از عقل و دیں
 (مردن نے اسی (بے دیں) کا گریباں پکڑا کہ خبردار! نکتے اور مسجد کا کیا تعلق اسے عقل اور
 دین نہ رکھنے والے۔ ت)

بندہ سے کسی لادینی میں بدو نہ لی جائے گی ودا اس میں مسجد و مسلمانان پر اپنا احسان سمجھے گا۔ (تھم
 لا تبغضوا من عصى یثا) (اسے اللہ! مجھ پر کسی فاجر کا احسان مت رکھ۔ ت) دعائے ماثورہ ہے۔
 واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۶۵ از مراد آباد بتوسہ حاجی امیر اللہ صاحب ۱۶ ذی الحجہ ۱۳۳۱ھ
 کیا فرمانے ہیں علمائے دیں و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ،

(۱) نزدیک مسجد کا جس کی آمدنی مستقل زائد از بیس روپے ماہوار ہے مدت سے متولی ہے، مسجد
 میں قطعی بند و بست نماز کا بغیر مسئلہ مسجد نہیں، جس کا دل چاہا خواہ فاسق معین ہو یا سبے علم
 اس نے امامت کرنی اور اکثر وقت زنا و فساد و رمارد نامہ وقت رہتا ہے، متولی مذکور
 صراحت و کنایتان مکروہات کے انسداد کے واسطے فہمائش منجانب مصلیان ہوئی بھی تو قطعی خیال
 نہ کیا، زیادہ سے زیادہ مسجد کے خرچ میں درمیان پانچ یا چھ روپے ماہوار کے آتا ہے، علاوہ
 اس کے مسجد کی خدمت دربارہ صفائی بھی کما حقہ نہیں ہوتی بلکہ پانی سقاہ و نیز اس کا سر، میں
 گرم ہونا بیشتر چنڈہ سے ہوتا ہے۔ پس ایسی حالت میں متولی مذکور قابل رہنے کے ہے یا نہیں؟
 (۲) مسجد کی آمدنی کا روپیہ کس شخص کو خواہ متولی ہو یا دیگر اپنے خرچ میں لانا جائز ہے یا نہیں؟
 (۳) جس مسجد کی آمدنی اتنی معقول ہو اس میں اگر دوسرا شخص بطور چنڈہ یا اپنی طرف سے مسجد کی خدمت کرے
 تو وہ ماجر ہو گا یا نہیں اور مسجد اس چنڈہ کو شرعاً قبول کر سکتی ہے یا نہیں؟

(۴) اگر متولی لطافت، لچیل سے ضروریات مسجد کو مال دے یعنی نماز و امامت اور باوجود ضروریات دین
 اور نیز فہمائش کے مسجد کی خدمت کا حق، ادا نہ کرے خود امامت کے عکس دین رات نفسانی ہوا و ہوس
 میں مشغول رہے اور اسی بنا پر امامت سے اعراض کرے تو اس کا کیا حکم ہے و شرعاً شریفین کے
 نزدیک ایسا متولی قابل رکھنے کے ہے یا نہیں؟

(۵) محض خالصاً لوجہ افتہ والی کس جواب ہو چاہئے انھیں صورتوں میں جب کہ امام مقتدیوں سے ضروریات شرعیہ میں ہر طرح سے کم ہے اور پھر بھی امام بنا ہے تو عطا و معاذ خراب ہونے کے متولی بھی اس گناہ میں ماخوذ ہو گا یا نہیں ؟ اور اولی مقتدیوں کی عاز جو اس امام سے علم و فضل میں رائد ہیں کس درجہ تک ناقص ہوگی یا قطعی نہ ہوگی ؟

(۶) اگر کوئی شخص شرارتاً و باغوائے متولی قبروں پر مع جڑیاں چڑھتا ہو اور ہانڈی کا دھوپ پان کی اگال استنجا قبروں پر کرتا ہو تاکہ اوروں کو جو اس شرارت سے روکتے ہیں ایذا ہو تو ایسے شخص اور متولی کے واسطے کیا حکم ہے ؟

المجواب

(۱) جب کہ مسجد کی آمدنی سینٹ روپہ ماہوار سے زائد ہے اور متولی صرف پانچ پھر روپے خرچ کرتا ہے باقی کا پتا نہیں دیتا اور مسجد کی ضروریات مثلاً صفائی وغیرہ معطل رہتے ہیں یا چندہ سے ہوتے ہیں تو اس کا ظاہر سال خیانت ہے اگر وجہ معقول و حساب صحیح پیش نہ کرے معزول کرنا لازم ہے ۔ در محنت ر میں ہے ۱

یتزع وجوباً و لولوا لوقت فحیرہ دلی لوعیر منزل حان سے ولایت وجوباً واپس لے لی جائیگی
ما مومن لے واللہ تعالی اعلم اگر وہ خود واقع ہو لہذا غیر واقع سے توبہ رجہ

اولی ولایت واپس لینا واجب ہو گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (۲) مسجد کی آمدنی کو کوئی شخص اپنے ذاتی صرف میں نہیں لے سکتا مگر متولی بقدر اجرت مثلاً یعنی اسے کام پر صرف میں کیا ماہوار ہوتا ہے اتنا پاسکتا ہے۔

(۳) پاک مال نیک نیت سے مسجد کی خدمت کرنے والا ضرور ماجر ہے اور مسجد اسے قبول کر سکتی ہے اگرچہ مسجد کی آمدنی کثیر ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) امامت ذمہ متولی لازم نہیں اور ہوا ہو اس اگر تا حد فحش نہ ہو مانع قبولیت نہیں اور ضروری خدمتوں میں تقصیر یا برہنہ بے عجز ہوگی یا برہنہ سے بے پروائی دونوں صورتوں میں نافذ عزل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (۵) مفصل فاضل کی امامت کر سکتا ہے جب شرائط صحت و جواز امامت کا جامع ہو اس سے فاضل کی نفس نماز میں کوئی نقص آئے گا نہ متولی پر اس کا الزام ہے ، ہاں اگر متولی دیدہ دانستہ افضل

کے ہوتے ہوئے مفضل کو امام مقرر کرے تو وہ اس حدیث کا مورد ہے کہ
 من استعمل علی عشرة من قبہم اس فتح جس نے دس شخصوں پر کسی ایسے کو افسر کیا کہ نظر
 منہ اللہ تعالیٰ فقد خان اللہ ورسولہ وشرع میں اس سے بہتر ان میں موجود تھا تو اس
 المؤمنین یہ واللہ تعالیٰ اعلم نے اللہ ورسول اور مسلمان سب کی خیانت کی۔
 (۶) قبر مسلم کا ادب واجب ہے اس پر استنجا کرنا حرام ہے اس پر آگال یا دھرون ڈالنا تو نہیں
 ہے، اس پر بلا ضرورت و مجبوری شرعی پاؤں رکھنا ناجائز ہے نہ کہ معاذ اللہ اس پر جوتا پچھے چڑھنا۔
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
 لان یجلس احدکم علی جمرة فتحرق ثیابہ فتخلص الی جلدہ حیرلہ من اب یجلس علی قبرکے سوا کہ مسند حضرت
 ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،
 لان مشی علی جمرة او مسح حب من ان امشی علی قبر مسلم ہے۔
 بیشک مجھے آگیا تو زہنی مسلمانوں کی قبر پر
 چلے سے زیادہ پسند ہے۔

اس میں بکثرت احادیث و روایات ہمارے رسالہ اہلالک الوہابین کے ہیں ایسا کرنے والا
 سب سے سخت عذاب کا مستحق ہے اور متولی کو ایسے فعل کا انکار کرنا ہے اس سے بھی بدتر ہے۔
 واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۹/۶ مکتبہ النہال بحوالہ عن حذیفہ حدیث ۴۱۶۵۳ مکتبہ الرسالہ بیروت
 کتب النہال میں حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں، ایسا سرجل استعمل من حلا علی عشرة
 انفس۔ علا ان فی العشرة افضل من استعمل فقد عسی اللہ وفتی رسولہ وعتی جماعۃ
 المسلمین۔ جبکہ مستدرک حاکم میں حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں، من استعمل من حلا من عصاۃ و
 فی تلک العصاۃ من ہوا رمی ثلثہ فقد خان اللہ و خان رسولہ و خان المؤمنین۔ من حلف ہو
 جلد ۴ ص ۹۲ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

۲۰/۱ صحیح مسلم کتاب الجنائز فصل فی النہی عن الجلس علی القبر قدیمی کتب خانہ کراچی
 سنن ابن ماجہ ابواب الجنائز باب ما جاء فی النہی عن الجلس علی القبر ایضاً مسند کونین کراچی ص ۱۲
 مکتبہ رسالہ ما (اہلالک الوہابین) فتاویٰ رضویہ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جلد ۹ ص ۲۶۹ پر موجود ہے۔

مسئلہ ۳۶۶ از برہنہ محلہ بہاری پور محاربان مسئلہ رجب بخش صاحب ۵ صفر المظفر ۱۳۳۲ھ
ایک شخص کی معرفت جو بہت معزز صاحب تھے کام مسجد کے واسطے خشت خریدی گئی اور وہ خشت
مسجد کے کام میں آئی، روپیہ اس کا جو مسجد کے چندہ کا جمع تھا ان صاحب کو دے دیا گیا۔ اسی شخص نے
روپیہ مالک بھٹ کو نہیں دیا اپنے پاس صرف کر لیا۔ مالک بھٹ نے مالش مہتمم مسجد پر کر دی، فرکار ڈگری مہتمم مسجد
پر ہوئی اور اس کاروپیہ جس قدر تھا وہ مہتمم مسجد نے فی الحال دیا اب مہتمم مسجد وہ روپیہ کس طرح سے وصول
کرے اور وہ شخص کہ جس نے روپیہ اپنے پاس صرف کر لیا ہے۔ زیادہ بدادب۔

الجواب

بیان سائل سے معلوم ہوتا ہے کہ مالش کاروپیہ اس نے اپنے مال سے دیا اس کا معاوضہ نہ مسجد
سے نہیں لے سکتا، وہ شخص جس نے روپیہ مار لیا اس سے حتی الامکان مسجد کاروپیہ وصول کرے وہ
غاصب ہے مگر کب غصب مستحق غصب ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ، واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ
اقم واحکم۔

مسئلہ ۳۶۷ از سہسوان ضلع ہمایوں مرسلہ مولیٰ سدروس علی صاحب ولہ مولوی سید عبدالعزیز صاحب
۳۶۷
۱۳۳۲ھ رمضان المبارک ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں،
(۱) متولی وقف کے مسکن و صندوق سے مال وقف چوری کیا تاوان لازم یا نہیں؟
(۲) مدرسین وقف کو دو چار چھ ماہ کی پیشگی تنخواہ دینا روایا ناروا؟
(۳) متولی کو مالی وقف بطور قرض اپنے صرف میں لانا پھر ادا کرنا روایا ناروا؟
(۴) مال وقف سے کسی مسلمان کو قرضہ دینا روایا ناروا؟
(۵) کتبہ وقف ایک مدرسہ دوسری جہد مستعار دینا روایا ناروا؟
(۶) دو مدرسوں کے متولی کو ایک وقف کا مال دوسرے میں صرف کرنا بطور قرض روایا ناروا؟ اور
واقف دونوں وقف کے جدا جدا ہیں۔

(۷) زمین مشترک کاروپیہ ایک شریک وصول کرتا ہے قبل تقسیم اپنے صرف میں لانا کیسی مسلمان کو اس
میں سے قرض دینا جائز یا نہ؟

(۸) تعمیر مدرسہ کے واسطے بمشورہ مسلمان قرض لینا روایا ناروا؟ حنفی کی معتدات سے جواب
عنایت ہو مع حوالہ کتاب۔ بینوا قہر دہ۔

الجواب

(۱) اگر متولی نے کوئی بے احتیاطی نہ کی تو اس پر تاوان نہیں لانہ کالوصی امین فالقول قولہ بیعیں (کیونکہ وہ (متولی) وصی کی طرح امین ہے تو قسم کے ساتھ اس کی بات مان لی جائے گی۔ ت) اور اگر بے احتیاطی کی مثلاً صندوق کھلا چھوڑ دیا غیر محفوظ جگہ رکھا تو اس پر تاوان ہے لان الامین مالم تعدی حدین (کیونکہ تعدی کی وجہ سے امین پر ضمان لازم ہوتا ہے۔ ت)

(۲) روا نہیں مگر جہاں اجازت واقع یا قبال قدیم ہو لائے یحمل علی المعهود من عند اواقف (کیونکہ یہ خود واقع کی طرف سے معهود پر محمول ہوگا۔ ت)

(۳) حرام حرام لانہ نفع علی الوقف والقیم اقیم حافظ لا متلف (کیونکہ یہ وقت پر تعدی ہے حالانکہ متولی کو بطور محامدا مقرر کیا جاتا ہے نہ کہ ضائع کرنے والا۔ ت)

(۴) نہ لانہ صوف فی غیر النصوص (کیونکہ یہ غیر معصوم میں صرف کرنا ہوا۔ ت)

(۵) شرط واقف کا اتباع کیا جائے گا اگر منع کر دیا جائے ہے، اور اگر یہ شرط کر دی کہ کتاب جو عاریتہ لے جانا چاہے اتنا مال اس کے عوض گویا بطور گروی رکھا جائے تو یہ بھی کیا جائے گا بے اس کی اجازت نہیں اور اگر بلا شرط عاریتہ کی اجازت قوم یا تناسخ حاس و دی تو نہیں کے لئے اجازت ہوگی اور عام تو عام بقولہم شرط اواقف کنفی الشائع والمسألة فی الامتلاء والہر والدمس المحتار ورد المحتسب و هذا حاصل ما تقرر بسبب فقہاء کے اس قول کے کہ شرط واقف وجوب عمل میں شارع علیہ الصلوۃ والسلام کی نص کی طرح ہے اور یہ مسئلہ اشیاء، ہر، درخت اور رد المحتار میں ہے جو کچھ اس پر وہاں تقریر کی گئی یہ اس کا خلاصہ ہے۔ ت)

(۶) ناجائز ہے،

| | |
|--|---|
| لان الاقرض یبرع والتبوع اتلاف فی الحال | قرض دینا تبرع ہے اور تبرع فی الحال تلف کرنا ہے |
| والناظر للنظر لا للاتلاف ومسألة احتمالات | جبکہ متولی تو حفاظت کے لئے ہوتا ہے نہ کہ تلف |
| اواقف ادانجہۃ من کورۃ فی التنبؤ و | کونے کے لئے اور واقف وجہت وقف کے اختلاف |
| الدمس ودائرتۃ فی الاسفار الغنی | کامسہ تنویر، در اور جلیل القدر ضخیم کتابوں میں مذکور ہے |

لے درخت کتاب الوقف فصل راعی شرط الواقف اجازتہ مطبع مجتہائی دہلی ۲۹/۱

ارشاد والنظر الغنی الاول القاعد الاولیٰ ادارة القرآن کرچی ۱۴۲/۱ و کتاب التقریر ۲۰۵/۱

مسئلہ ۳۷: متولی فیض رسول خاں ساکن چاند پور

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ولی حسین خاں نے سوا اکتیس سال سے تحریر تولیت نامہ حقیقت موضع پرستیت پور پر گرجہ نواب گنج محلہ باغ کے قابض کر کے متولی مقرر کر دیا، بعدہ پندرہ برس کے ولی حسین خاں فوت ہوئے اس کے بعد کو بھی متولی بدستور پندرہ سال تک کام تولیت کا انجام دیتا ہے اور اب تک قابل انجام دہی کام تولیت کے ہے۔ اب تقی حسین خاں پسر ولی حسین خاں نے جبراً جائز دے کر متولی سے دستبرداری لکھائی اور جائیداد موقوفہ سے ایک باغ روکا کر اپنے ملازم سے منسخری باغ ظاہر کرایا اور آمدنی خیر کو مصارف ناجائز میں صرف کرنا شروع کیا۔ جواب بالا میں متولی سابقہ پر خاست ہو سکتا ہے اور تقی حسین خاں قابل تولیت کے ہو سکتا ہے اور تصرف ناجائز آمدنی خیر میں عند اللہ وعند الرسول کے کیا احکام ہیں؟

الجواب

دست ویز دست برداری ملاحظہ ہوئی وہ دست برداری مطلق نہیں بلکہ کئی تقی حسین خاں ہے اور پیش قاضی بقبول قاضی نہیں بلکہ بطور خود ہے اور رہنمائی الموت متولی نہیں مگر اس نے اپنی صحت میں کی ہے اور دست ویز وقت ملاحظہ ہوئی، اس میں واقعہ سے متولی کو کوئی اختیار اپنے عزل اور دوسرے کے نصب کا نہیں دیا۔ پس دست برداری مذکور محض مردود و باطل ہے اس سے نہ فیض رسول خاں کی تولیت زائل نہ تقی حسین خاں کو اصل کوئی حق حاصل بلکہ فیض رسول خاں بدستور متولی اور تقی حسین خاں زراعتی ہے اگرچہ وہ بدویا نہ تھی مگر نہ کرے اور بحال بدویا نہ تھی جیسا کہ سوال میں مذکور ہے خود واقعہ بھی اگر متولی ہوتا فوراً نکال دیا جاتا نہ کہ دوسرا شخص۔ درختار میں ہے،

مراد المتولی اقامہ عو، معامہ فی جانتہ
انہ کان، التفویض لہ بالشروط عامہ صاحب
والکالا یصح (ملخصاً)

متولی نے اپنی زندگی میں کسی اور کو اپنی جگہ متولی بنانا چاہا اگر تو اس کو واقعہ کی طرف شرط کے تحت عام تفویض تولیت کی اجازت حاصل ہے تو صحیح و رد نہیں۔ (ملخصاً)۔ (ت)

رد المحتار میں ہے،

معنی العموم کہا فی العموم المومنین انہ
عموم کا معنی جیسا کہ الفیہ الوسائل میں ہے یہ ہے

ولاء و اقامہ مقام نفسہ ، وجعل له ان
يسنده الى من شاء فحق هذه الصورة يجوز
التفويض منه في حال الحيوة۔

کہ واقعہ اس کو متولی بنایا اور اس کو اپنے قائم مقام
کر دیا اور اسے اختیار دیا کہ وقت کو جس کی طرف
چاہے منسوب کرے تو اس صورت میں اس کو اپنی
زندگی میں تفویض تولیت جائز ہے (ت)

اسی میں ہے ،

الفراخ مع التقدير من القاضي محسوز
لا تفويض ويبدل عليه قوله في البحر
اذا عزل نفسه عند القاضي فانه ينصب
غيره ، وبه طهرات قولهم لا يصح
اقامة المتولي غيره مقامه في حياته
وصحته عقيد بما ادا الم يكن عند
القاضي ، ولا يرد ان العزل يكفي فيه
مجرد عدم القاضي لان الفراخ عسر
خاص مشروط فانه لم يرض بمسوز
نفسه الا لتفويض الوظيفه له نزل له
عنها انه مختصرا۔

متولی کا فراخ ہونا جبکہ قاضی دوسرے کو مقرر کرے ،
عزل ہے تفویض نہیں اسی پر دلالت کرتا ہے
بحر میں اس کا قول کہ اگر متولی نے قاضی کے پاس
خود کو معزول کر لیا تو قاضی کسی دوسرے کو مقرر کئے
اسی سے ظاہر ہوا کہ فقہار کا یہ قول کہ متولی اپنی زندگی
میں حالت صحت میں غیر کو اپنے قائم مقام نہیں
کر سکتا مقید ہے اس شرط کے ساتھ کہ وہ قائم مقام
کرنا قاضی کے پاس ہو۔ اس پر یہ اعتراض وارد
نہیں ہوتا کہ عزل میں تو صرف قاضی کو علم ہونا کافی
ہے عدم ورد کی وجہ سے کہ فراخ ایک خاص
مشروط عزل ہے کیونکہ متولی ہی معزول پر صرف

اس صورت میں رضامند ہوا کہ ولایت اسی کی طرف منتقل ہو جس کے لئے اسی نے معسزولی اختیار
کی اور اختصاراً (ت)

در مختار میں ہے ،

و يمنع وجوبها بوضعية ، لو
المواقف دس ، فغيره بالادلة
غير ما موق۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

خائن متولی سے وجوباً ولایت ملے لی جائیگی (بازیر
اگر وہ متولی خود واقع ہو (درر) تو خیانت
کے سبب غیر واقع سے بدرجہ اولی ولایت ملے لینا
واجب ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

لہ ولہ رد المحتار کتاب الوقف فصل یراعی شرط الواقف فی اجارۃ وراجار التراث للولی بیروت
۲۸۳/۱ مطبع مجتہدی دہلی کتاب الواقف

مسئلہ ۳۶۶ مسئلہ فیض محمد صاحب محلہ بہادر گنج شاہجہاں پور ۲۰ شوال ۱۳۳۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دینی و شرع متین اس مسئلہ میں کہ مسجد کی تحویل کار و پرورشوت میں صرف
کی جائے اور اپنے تصرف میں لایا جائے تو کیا ایسی صورت میں تحویل رکھنے والا یا مشورت میں شریک
ہونے والا شرعاً کس تعزیر کا مستوجب ہے۔ بینوا تو جبروا۔

الجواب

کیا شرعی تعزیرات یہاں جاری ہیں، کیا کوئی دسے سکتا ہے تحویل اس سے کمال یعنی واجب
ہے، اور جو اپنے تصرف میں لایا یا خاص کار و ضروری مسجد بجا لیت مجبوری محض کے سوا رشوت میں اٹھایا
اس کا تاوان اس پر لازم ہے مسلمان اس سے قوب لیں نہ مانے تو اس سے میل جری چھوڑ دیں،
یاں اگر نہ اپنے تصرف میں لایا نہ اور کوئی تصرف بجا کیا کسی معاملہ میں مسجد کو ضرر شدید پہنچا تھا اور بے کچھ
دے گئے کسی طرح نجات نہ تھی یوں صرف کیا تو مسجد کا اس پر کچھ الزام نہیں، واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۳۶۷ مسئلہ حاجی کریم نور محمد جنرل مرچنٹ آوار ملوک ناگپور شہر ناگپور ۹ صفر المظفر ۱۳۳۴ھ
متولی مسجد کا کون شخص ہو سکتا ہے اور اس کے لئے کیا حقوق خدمات مسجد کے ہیں؟

الجواب

متولی مسجد ایک قادر متدی ہو نا چاہئے کہ ہوشیاری دیانتداری سے کام کر سکے اوقات
مسجد کا سب نظم و نسق اس کے سپرد ہو گا نیز مسجد کی نگہداشت خود پر داخت۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۳۶۸ از سہسوان ضلع بدایوں عبد اللطیف مدرس قرآن شریف ۱۲ صفر المظفر ۱۳۳۴ھ
محمد والقرآن نعمان الزمان دامت برکاتہم السلام علیکم وعلیٰ امن لدیکم، متولی وقف کو
مال وقف بطور قرض اپنے تصرف میں لانا یا کسی مسلمان کو قرض دیا روایا ناروا، بینوا تو جبروا۔

الجواب

متولی کو رد نہیں کہ مال وقف کسی کو قرض یا بطور قرض اپنے تصرف میں لائے۔ وھو تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۳۶۹ از شہر آگرہ محلہ کھڑک مسئلہ محمد حسن صاحب امام جامع مسجد ابی یلم شعبان ۱۳۳۴ھ
(۱) ایک شخص خانقاہ کی سجادگی حاصل کر کے اپنے بھائی کو بہرہ مشاع اس شرط پر کرے کہ وہ ہوب لہ
سجادہ نشین رہے اور وہاں ہب مسند نشین اور آمد ہر قسم سرکاری و نذر و فتوح وغیرہ سب باستصیغ
تقسیم رہے اور یہ سلسلہ نسلاً بعد نسل چلا جائیگا مگر اس ہوب لہ سجادہ نشین کی اولاد اصل واہب
کی اولاد کی منع مسند نشین کے ساتھ نذر و فتوح وغیرہ کو باستصیغ نہیں دیتی ہے کیا ایسی حالت میں

واہب محبوبہ لہ سے شے محبوب واپس لے سکتا ہے؟

(۲) جو اس سجادگی حاصلہ محبوبہ و مسند نشین سے پہلے تھے ان کے حقوق وغیرہ معافیات بدستور قائم رہے اس میں کچھ رقم متعلق خدمت خانقاہ ربی محبوبہ لہ سجادہ نشین نے ان سوابق کو معافہ میں آنے اور خدمت کرے سے منع کرا دیا یا کرا دیا یا ایسے اسباب ڈالے جس سے مجبوراً ممنوع ہوئے اور خدمت وغیرہ بھی ان کی جانب سے نہ ہونے دی اور نہ کرنے دی اب سوابق مستحقین کے اولاد سے وہ رقم مرمت جو پاسے رہے ہیں اولاد سجادہ نشین (محبوبہ لہ) لینا چاہتی ہے کیا لے سکتی ہے یا نہیں؟ باوجودیکہ وہ لوگ اپنی ذات سے خدمت اور مرمت کرنا چاہتے ہیں۔ (۳) بعد نظر ڈالنے ہر دو قلم پر بھی دریافت طلب ہے کہ شرعاً اس خانقاہ کا اصل راسس یا مکھیا کس کو سمجھا جائے اور کون ہے اولاد سوابق مستحقین محبوبہ لہ کی اولاد، مسند نشین اصل واہب کی اولاد؟

الجواب

نذر و فتوح جو جسے دے اس کی ملک ہیں واہب مرید محبوبہ لہ یا ان میں کسی کی اولاد، سجادہ نشین یا مکھیا باشند۔ رہا معاہدہ تصفیہ وہ ایک وعدہ ہے جس کی وفایا اصل وعدہ کنندہ بھی مکمل مجبور نہ کیا جاتا نہ کہ اس کی اولاد۔ حقاً لیسوا علی انہ لا یجوز علی الوفاء بالوعدۃ (مشائخ نے اس پر جس کی سہ وفایا عہد پر بھروسہ نہیں کیا جاتا۔ ت) مگر یہاں ایک دقیقہ ہے کہ آگے غائب ہو گایا یا سال سے معلوم ہوا کہ شے محبوبہ بلکہ واہب نہ تھی ملک جائیداد وقف خانقاہ تھی اور سجادہ نشین حسب دستور اس کا متولی اس نے اپنے برائی کو یہ نصف ہب کیا۔ ظاہر ہے کہ یہ ہب باطل محض ہوا کہ جائیداد موقوف اس کی ملک نہ تھی جسے ہب کر سکتا اور حق قرینیت قابل ہب نہیں، متولی اپنی صحت میں دوسرے کو قائم مقام نہیں کر سکتا مگر اس حالت میں کہ جہت واقع سے اسے اس کا اختیار عام دیا گیا ہو۔ درمختار میں ہے۔

امراد المتولی اذ عہ غیرہ مقامہ فی صحبہ، متولی نے اپنی زندگی میں عہد صحت میں کسی کو ان کان التعلیلین لہ بالشرط عام صاحب اپنا قائم مقام ماننے کا راہ کیا، اگر وقف کی طرف سے شرط کے سبب سے عام تعلیل کا حق حاصل ہو

تو صحیح ہے ورنہ نہیں (ت)

تو اگر واہب کے لئے اختیار حسب شرط واقف یا تعامل قدیم کی دلیل شرط واقف ہے حاصل نہ تھا تو اس کا

اپنے بھائی کو سجادہ نشین کرنا باطل محض ہوا بلکہ وہی واہب بدستور سجادہ نشین رہا۔
 فانہ جعلہ مستقلاً لا وکیلاً عنہ حتی یجوز
 ولا یتعزل لعزل بعدہ الا عند قاصح
 الشریع ولا قاضی ثلثہ۔
 اس لئے کہ اس نے اسے مستقل کیا ہے نہ کہ وکیل
 حتی کہ جائز ہوتا اور خود کو معزول کر لینے سے معزول
 نہیں ہوتا مگر اس وقت جبکہ قاضی شرع کے پاس
 ایسا کرے اور یہاں قاضی شرع موجود نہیں دست
 اس صورت میں جو نذر و قروح مروجہ ہو کر دی جاتیں اگر دینے والے خود اس کی ذات کو دیتے
 وہ اس کی جگہ نہیں اور اگر نذر سجادہ بحیثیت سجادہ نشین دیتے تو اس کو ان کا لینا جائز نہ تھا کہ وہ واقع میں
 سجادہ نشین نہ ہوا،

ومن اعطی احدنا مطلقاً وصفاً ولم یکن فیہ
 لم یحل لہ احد لا کما حقیقۃ فی احیاء العلوم
 وعیدہ۔
 اگر کوئی شخص کسی شخص میں کوئی وصف گمان کر کے عطیہ
 دے اور وہ وصف مروجہ ہو لہٰذا نہیں نہ ہو تو اس کو
 یہ عطیہ لینا جائز نہیں، جیسا کہ احیاء العلوم وغیرہ
 میں اس کی تحقیق کی گئی ہے (ت)۔

اس صورت میں واپس لینے کے کوئی معنی نہیں رہتا ہی صحیح نہ ہوا واپسی تو دینے کے بعد ہے۔ یاں اگر
 واہب کو حسب شرط واقف اس کا اختیار بھی تھا تو بھائی کی شرکت صحیح ہو گئی اور واپسی کا اختیار نہیں مگر
 یہ کہ وقت نے یہ اختیار بھی دیا ہو درمختار میں ہے،
 ان کان التعلویض لہ عاماً صحیحاً ولا یسلک عزلاً
 الا اذا كانت الواقف جعل لہ التعلویض
 والعزل ینہ
 اگر اس کو تعلویض عام حاصل ہے تو صحیح ہے اور
 وہ اس کو معزول نہیں کر سکتا سوائے اس کے کہ
 واقف نے اس متولی کو تعلویض و عزل دونوں کا
 اختیار دیا ہو (ت)۔

(۲) جو حکم واقف یا حسب عہدہ آمد قدیم اوقات میں کوئی حق شرعی دیکھتے تھے وہ بل وجہ شرعی کسی کے
 ممنوع کے ممنوع نہیں ہو سکتے۔ بحوالہ الی و در دا مختار میں ہے،

استفید من عدم صحیحۃ عزل الناظر
 متولی وقف کو باجرم معزول کرنے کی عدم صحت
 لہ احیاء العلوم کتاب الزیادۃ والفقیر ۲۰۸، کتاب المحال والجرام ۱۵۳، کتاب الزکوٰۃ ۲۳۳
 (مطبعۃ المشہد الحسینی القاہرہ مصر)

لہ در مختار کتاب الوقف فصل یراعی شرط الواقف فی ابدار مطبع مجتہائی، بی
 ۲۰۹/۱

ملاحظہ عد صاحب وظیفہ فی وقت سے معلوم ہوا کہ وقت میں کسی صاحب وظیفہ کو ہر

تغیر جنفۃ و عدم اہلیۃ لے اور عدم اہلیت کے بغیر معزول کرنا صحیح نہیں۔ (۱)۔

(۲) مستحقین اپنے اپنے حقوق لینے تک کے مختار ہوتے ہیں اصل وراس وہی متولی اوقات ہے جس کا

بیان جواب سوال اول میں گزرا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۸۴ فقہی احمد صاحب قمبر سنید ضلع ہردوئی محلہ اشراں ۱۹ صفر ۱۳۲۵ھ

کی فرمائے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں:

(۱) زید منتظم و بانی جائداد انجمن اسلامیہ جو کہ منجانب گروہ اسلام قائم ہوئی تھی تھا اور عمرو امین جائداد کا

(۲) تجدد غیرہ جو کہ متولی گروہ اسلام سے پانچ سال کے حساب فہمی کا دعویٰ زید منتظم و عمرو امین پر کیا اور کاغذات طلب کئے۔

(۳) ہردو مدعا علیہ نے جواب دیا کہ تم مستحق حساب فہمی نہیں ہو کیونکہ کل جائداد میرے اہتمام و کوشش سے حاصل ہوئی۔

(۴) عدالت سے کاغذات طلب ہوئے عمرو امین و اپوشش بریاد کاغذات نہیں دئے عدالت نے برہنہ یکتا طرف مدعا علیہم پر ڈل دی۔

(۵) بعد ڈگری اسس ڈگری کی بابت ثالثی ہوئی جس میں زر ڈگری چوتھائی قائم رہا اور زید منتظم نے بوجہ روپوش ہونے عمرو کے کل روپیہ مطابق فیصلہ ثالثی ادا کر دیا۔

(۶) اب زید منتظم و عمرو امین کا انتقال ہو گیا اور کاغذات امین کے قبضہ میں تھے وہ برآمد ہوئے ان کاغذات

کی رو سے بمقابلہ ادا شدہ رقم کے بہت کم روپیہ مطالبہ مدعیان کا زید منتظم و امین برآمد ہوتا ہے

آیا شرعاً بروئے کاغذات بقدر مطالبہ زید منتظم و امین نکلے تو رقم ادا شدہ کے بعد جس قدر باقی رہت

ان کے ورثہ سے جب کہ جائداد چھوڑی ہو مدعیان رقم پانے کے شرعاً مستحق ہیں یا نہیں؟ وراسی وجہ

اگر منتظم نے زائد روپیہ داخل کیا ہو تو شرعاً وایس پانے کا حق و زائد منتظم کو ہے یا نہیں؟ بتو تو ہر دو۔

الجواب

جس قدر مطالبہ و احی ثبات ہو اگر اس سے کہ ادا ہوتا ہے باقی ان کے ترکہ سے لیا جائے گا اور

اگر ولی سے زیادہ لے لیا گیا ہے تو جتنا زیادہ ہوا انھیں واپس دینا واجب ہے۔

7
7

قُلْ صَدَقَ اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْيَدِ مَا أُحْدِثَ
 حَتَّى تَرُدُّهُنَّ، وَقَالَ تَعَالَى وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ
 بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتَدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ
 لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِنْ أَمْوَالِ النَّاسِ ۚ
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاتھ
 پر وہ چیز واجب ہے جو اس نے لی، یہاں تک
 کہ وہ اس کو لوٹ کر دے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد
 فرمایا کہ آپس میں ایک دوسرے کا مال ناجائز طور
 پر مت کھاؤ اور یہ ان کا مقدمہ حاکموں کے پاس اس
 لئے جادو کہ لوگوں کا کچھ مال ناحق کھا لو۔ (ت)
 عقود البیوع میں ہے:

مَنْ دَفَعَ شَيْئًا طَائِفًا مِنْهُ عَلَيْهِ كَانَتْ لَهُ
 أَنْ يَسْتُرِدَّ ۚ وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ۔
 کسی شخص نے دوسرے کو کوئی شے دی یہ گمان
 کرتے ہوئے کہ اس کو یہ شے دینا مجھ پر لازم
 ہے تو اسے واپس لینے کا اختیار ہے۔ واللہ تعالیٰ
 اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۳۸۳۔ مسئلہ حکیم محمد حیات خاں صاحب اگرچہ کوچہ چکیاں حیات منزل اربع الاول شریف ۱۳۳۵ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرعیات میں اس مسئلہ میں کہ منبر پانچ متولیان و قافت کے
 جو بحیثیت ایک انجن کے کثرت راستے پر کام کرتے ہوں اگرچہ ایک علاقہ سود کھاتے ہوں اور غلاف منشاء
 واقف خرچ کئے جانے پر ہوں اس قابل ہیں کہ عند الشرع متولی رہ سکیں۔ متذکرہ بال متولی صاحب
 کا جو علاقہ سود کھاتے ہیں یہ فعل کہ مسجد جامع دفیوہ میں جو ان کے زیر نگرانی ہیں حسب رقعہ لینے خرچ سے
 عام مسئلہ فوں کو برف دفیوہ پڑاتے ہیں کیا عند الشرع اس قابل ہے کہ دیگر متولیان اسے رد کریں۔ جیو
 تو حسب روا۔

الجواب

صورت مستفسرہ میں شخص ہرگز متولی رہنے کے قابل نہیں اور اس کا معزول کرنا واجب۔ درمختار
 میں ہے:

۱/۱۵۲۔ جامع الترمذی ابواب البیوع باب ما جاز ان العاریۃ موداة امین کینی دہلی
 ۱۸۸/۲۔ القرآن الکریم
 ۱/۲۲۹۔ العقد الدریۃ فی تنقیح الفتاویٰ الجامیۃ کتاب الشریکۃ ۹۱/۱ و کتاب الوقف ۲۲۹/۱
 و کتاب المداينات ۲/۲۲۹۔ ارگ بازار قندھار افغانستان

یہی وجہ ہے کہ الواقعہ دوسرے معیاروں پر لاویں اس کو جو با واقعہ سے نکال دیا جائے گا اگرچہ
غیر مامون ہے

تو غیر واقعہ اگر خائن ہو تو بدرجہ اولیٰ اس کو نکال دینا واجب ہوگا۔ (ت)

اپنے خراج سے مسلمانوں کو روٹ پانا کوئی امر معیوب نہیں بلکہ نیت حسن ہو تو مستحسن ہے مگر وقت
کی آمدنی سے حرام ہے جبکہ شرائط وقف کے تحت میں داخل نہ ہو اور مسجد میں جمع نہ ہونا چاہئے کہ غل
شور کا بھی احتمال ہے اور مسجد میں غیر مستحکم کو کھانا پینا بھی نہ چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۵ از موضع درو ضلع میانی تحصیل کچھا مسئلہ ثروت یا رخا صاحب ۲۶ شعبان ۱۳۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ایک جائیداد وقف کے متولی واحد کے انتقال پر تین متولیان بموجب شرط
دستاویز وقف پیدا ہوئیں اور دیگر جائیداد میں چھ وارث قائم ہوئے مقدمہ داخل خارج وقف پر مجھ چھ
وارثوں کے دو وارثوں نے جائیداد وقف کو متروک قرار دیا اور وقف کے خلاف کوشش کی اور مجھ انھیں چھ
وارثوں کے تین وارث جائیداد وقف کے متولیان میں سے دو متولیان نے وقف قائم رکھنے کی کوشش کی
اور وہ کامیاب ہوئے ایک متولی خاموش رہا۔ وارثوں نے کوشش خلاف وقف متروک قائم ہونے
کے لئے کی تھی وہ دونوں حقیقی بھائی تھے اور ایک بھائی سے لڑکے کی وہ متولیہ جو کہ خاموش رہی وقت داخل
خارج وقف مذکور مشکوک تھی جس سے یہ اندیشہ دو متولیان اور مسلمانان کو تھا اور ہے کہ اگر جب نہاد
وقف متروک قرار پائی گئی تو متولیہ خاموش کو یہ حق ذاتی پہنچے کہ اس کے دونوں خسر جوارث ہیں حدود دار
جائیداد وقف میں بن جائیں اور وقف کو نقصان پہنچے کہ اس وجہ سے آئندہ بھی نقصان کا خیال ہے اب
دوسرا مقدمہ واسطے نبرداری برائے فعل خسران وقف چل رہا ہے تو ایسی صورت میں جو کہ اوپر ظاہر کی گئی ہے
کوئی متولیہ نذر مقرر ہونے کے لائق ہے اور کوئی اولیت سے خارج ہونے کے قابل ہے اور وہ شخص جو
خاموش متولیہ کی طرف سے سربراہ کار مقرر ہونا چاہتا ہے جو خسر اس کا ہے اور وقف کے خلاف متروک
قائم ہونے کی کوشش کر چکا ہے سربراہ کار مقرر ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب

جو خلاف وقف کوشش کر چکا وہ سربراہ کار نہیں کیا جاسکتا یہاں تک کہ اگر ثروت متولی یا خود
واقعہ ایسا کرتا واجب تھا کہ فرد نکال دیا جاتا۔ درمختاریں ہے،

یعنی وجوباً لو الوقت فغیرہ بلا وظی
غیر مامون یہ

متولی وقف اگر امین نہ ہو تو اس کو ولایت سے نکال
دینا واجب ہے اگرچہ وہ خود اہل حق ہو اگر متولی غیر اہل حق
ہے تو بد رجہ اولیٰ نکالنا واجب ہے (ت)

ایک متولی کا خاموش رہنا اگر ثابت ہو کہ اس نیت فاسدہ سے تھا تو اس کا اخراج بھی واجب ہے، ہاں
اگر بوجہ مجبوری ساکت رہی تو حرج نہیں، نمبر داری شرعی مستلزم نہیں، ہاں جائز متولیان سے باہر کوئی شخص
نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۸۵ مسئلہ از جلیپور اوتی کا پل مرسلہ محمد نیر خان ۱۲۳۶ھ

(۱) زید نے اپنی زمین مسجد کے لئے وقف کر دی اور کچھ پتھر بھی برائے تعمیر مسجد دئے، زمین اور
پتھروں کی قیمت تقریباً ۵۰۰ روپے ہوئے اور عمرہ کرنے اپنی ذات خاص سے بالکل مسجد باقاعدہ اور ایک حجرہ
بھی تیار کر کے دونوں کو وقف کر دیا جس میں غالباً پانچ ہزار روپے صرفہ ہوا، بعد زید کے کہنے سے عمرہ
لے زید کے نام سے واسطے نگرانی مسجد ایک کاغذ جسٹری شدہ تحریر کر دیا اور مسجد تیار ہوئے بارہ برس
ہوئے جب سے ہر طرح کے خرابی کا میل شل سپرد اس خواہ امام و مودن مصان شریف میں حافظ کی
خدمت و تقسیم شیرینی اور بھی درمیان میں مسجد کے متعلق جو ضرورت ہو کر تھی سب عمرہ و صرفہ اپنی ذات سے
صرف کرتا ہے اور عمرہ و نہایت غلیظ پابند صوم و صلوة با خدا شخص ہے اور عمرہ زید کے افعال سے
واقف نہ تھا کیونکہ زید بڑا فتنہ انگیز، حاسد، غیبت کشندہ، جماعت میں تفرق ڈالنے والا اور مسجد پر اپنی
حکومت جانے والا، ایک نہ ایک شرارت پیدا کرنے والا ہے، اس صورت میں متولی کس کو شرعاً شریف
قرار دیتی ہے اور وہ جسٹری زید کی بموجب شرع شریف کا رآمد ہے حالانکہ اہل محلہ اور اہل جماعت
عمرہ کا متولی ہونا پسند کرتی ہیں؟

(۲) صرف زید کے حکم سے پیش امام و مودن مقرر ہوئے ہیں یا برخواست ہو سکے ہیں یا کل اہل جماعت

کی رائے سے؟

(۳) پیش امام کے موجود ہوتے ہوئے زید شرعاً امامت کرتا ہے زید کے بچے عازر دست ہو سکتی ہے؟

(۴) زید کی امامت درست ہے یا عازمی اپنی اپنی عازر بوجہ کراہت دہرا لیا کریں؟

الجواب

(۱) اگر یہ امر واقعی ہے کہ زید قہر کو شریعہ معزول کرنا واجب ہے۔ درمختار میں ہے۔

یخرج وجوبا لو الوقت غیر مامون علیہ
خاص متولی کو ولایت وقت سے نکال دینا واجب ہے اگرچہ وہ خود واقع ہو رہا ہو۔

(۲) مؤذن و امام جس کے مقرر کئے شرعاً ان منصوبوں کے لئے زیادہ ملتی ہوں انھیں کو ترجیح ہوگی اور اگر یکساں ہوں تو زید کے مقرر کردہ مخرج ہیں کہ اصل مسجد یعنی زمین اسی کی وقت ہے۔ درمختار میں ہے۔

الباقی للمسجد اولى من القوم منصب الامام
وامؤذن في المختار الا اذا عین القوم

اصلاح معین الباقی علیہ
مقرر کئے جوئے سے افضل اور زیادہ صلاحیت کا حامل ہو تو وہ ہی بہتر ہے۔ (دست)

مگر جب کہ مؤذن و امام تنخواہ رہیں اور تنخواہ انھیں عموماً دیتا ہے تو استحقاق تنخواہ اسی کو ہوگا جسے عموماً مقرر کرے، اس پر لازم ہے کہ اسے پسند کرے جو شرطاً زیادہ مناسب ہو اور تنخواہ دار کی برعاستگی بھی عموماً کی رائے پر ہوگی لامہ هو المستاح فیس لثالث مسجد (یعنی کو وہی کرایہ پر لینے والا ہے تو قیصر سے شخص کو فسخ اجارہ کا حق نہیں۔)

(۳ و ۴) اگر زید سے علیہ فسخ ثابت ہو تو اس کی امامت اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے کہ پڑھنی گناہ اور پھرنی واجب۔ جس میں اعتدالی میں ہے۔

فی تقدیمہ تعظیمہ وقد وجب علیہ
احسانہ شریعاً۔

خاص کو امامت کے لئے مقدم کرنے میں اس کی تعلیم ہے بلکہ شرعاً مسلمانوں پر فاسقوں کی توہین واجب ہے (دست)

اور اگر زید میں کوئی وجہ مانع امامت نہیں مگر امام مقرر کردہ اس سے افضل و اولی ہے اور اس وجہ سے

| | | | |
|-------|-----------------------------------|--------------------------|------------------|
| ۳۸۳/۱ | طبع مجتہدانی دہلی | کتاب الوقف | سہ درمختار |
| ۳۹۰/۱ | " | " | " |
| ۱۳۲/۱ | المنبعة الکبریٰ الامیریہ بلاق مصر | کتاب الصلوٰۃ باب الامارت | سے تبیین الحقائق |

اہل جماعت امام کے ہوتے زید کی امامت مکروہ و ناپسند رکھتے ہیں تو زید کو جائز نہیں کہ امامت کے لئے عہدہ کرے لاندہ صحنہ امر قوما و ہم لہ کا دھوٹ (کیونکہ وہ ان لوگوں میں سے ہے جس نے کسی قوم کی امامت کی حالانکہ وہ اس کی امامت کو ناپسند جانتے ہیں۔ ت) مگر اس صورت میں نماز میں خلل نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۸۹ از گنگا جہدی ڈاکخانہ ودنی وارہ تحصیل گوندریا ضلع بجنورہ ملک متوسط مدرسہ محمد اسماعیل خان

۲۵ ربیع الاول ۱۳۳۶ھ

متولی مسجد نے مسجد کے پیسہ میں خیانت کی ایسے شخص کو متولی رکھنا جائز ہے یا نہیں، یا متولی نے جھوٹی شہادت دی تو قیامت اسے دینا جائز ہوگی یا نہیں؟

الجواب

حس نے جھوٹی شہادت کی اس میں قبیحہ بہت احتمال ہیں کہ واقعی جھوٹی نہ ہو لوگ اسے جھوٹی سمجھیں یا واقع میں جھوٹی ہو مگر شہادت دینے والے نے اپنے نزدیک سچی سمجھ کر دی ہو یا کسی عظمت عظم کے لئے کوئی پسند و ر بات کی ہو یا راستی فتنہ انگیز سے بچنے کے لئے ترک ہو یا اس شہادت سے اسے حمایت و قوت مقصود ہو یا کسی طرح بہت احتمال نکل سکے ہیں جن کے باعث وہ وہی متولی کا سبب نہ ہو کہ پہلی بات بالکل ممانع ہے جب اس نے مال و قوت میں خیانت کی اس کا معزول کرنا واجب۔ درمختار میں ہے :

ینزع وجوباً لوالواقف من مریضہ بالاداف متولی اگر امین نہ ہو تو اس کو ولایت و قوت سے
براسیۃ غیر مامون لیلہ واللہ تعالیٰ اعلم کمال دینا واجب ہے اگرچہ وہ خود واقف ہو (درم)
لہذا فی الواقع کہ بدعت اولی کمال دینا واجب ہو گا نہ نہیں
واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۳۹۰ امیر شریف محلہ خادمان چاہ آرکھ مدرسہ سید امتیاز علی صاحب ۴ ربیع الاول ۱۳۳۶ھ

ایک شخص مسی سنیہ امیر علی متولی درگاہ تھا اور اس کی چار بیویں منکوحہ تھیں اول زوجہ اس کے چھپ کی دختر تھی اور دوسری بیٹی اور تیسری کاشت کار قوم چتر کی لڑکی جھوٹی قوم سے تھی، اول زوجہ سے ایک دختر اور دوسری سے ایک پسر مسی شریف حسین اور تیسری سے دو دختران اور متولی مذکور کے ایک برادر علاقہ پٹھان پوری سے ہیں جب کہ متولی مذکور الصدر نے انتقال کیا تو اولاد مندرجہ و برادر علاقہ کو چھڑا اب برادر علاقہ

سے انجمن بکیر حدیث ۲۱۷۷ کتاب الوقف
۲۸۲/۲ المکتبۃ النبیلیۃ بیروت مطبعہ مجتہائی دہلی
۲۸۴/۱

مسکی نہ راہد بقا بقا لہر مسکی شریف حسین کے دعویٰ ارسے کہ میں عہدِ تولیت کا مستحق ہوں، اب شرعاً لڑکا ہوا چاہئے یا برابر؟ بیضا تو جردا۔

الجواب

اگر مال کی کوئی وراثت ہو تو بیٹے کے آگے بھائی محروم ہے مگر وقف کی تولیت کوئی ترک نہیں، اس میں شرائط و اوقات پھر عملد رآمد سابق پھر صوامید مسلمانان پر نظر ہوگی ان کے اعتبار سے جسے ترجیح ہوگی وہی متولی ہوگا بنیاد ہو یا بھائی یا غیر۔ رد المحتار میں ہے،

(من جملہم) قولہم خیر الاب لاسنة ان کی جماعت کی بنا پر ہے ان کا یہ قول کہ باپ کی روٹی بیٹے کی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۳۹۹ از او دے پرمیراڑ راجپوتانہ دہلی دروازہ مدرسہ سید ضامن علی صاحبہ ریح الاخر ۱۳۳۶ھ (۱) ایک شہر میں مسلمانوں نے با اتفاق یا بھی قومی سرمایہ سے ایک مدرسہ موسوم مدرسہ صفیہ تعلیم و نیابت جاری کیا اور اس پر انجمن اسلام کی گران قاعدگی لگی اور زید کو معون اختیاروں کے ساتھ بہ نفاذ ایک دستور العمل مقرر کیا۔

(۲) زید نے بظاہر ہر بعد جس کا گران خیر سے سالانہ مرستہ اور پانچویں سال متولیت کا ادب حاصل کیا۔

(۳) چھٹے سال بلا استصواب قوم مدرسہ صفیہ کو مدرسہ نظامیہ سے وابستہ کر کے رو داد سالانہ میں بگاڑنے حقیقہ کے منطقیہ لکھنا شروع کیا تاکہ زید کے تعلقات خاندان نظامیہ سے مدرسہ مخصوص سمجھا جائے۔

(۴) ان کے بعد زید نے دستور العمل نظام مدرسہ کی پابندی سے انحراف کرنا شروع کیا اور ارباب انجمن کو یکے بعد دیگرے مبراذ حیثیت سے گران شروع کیا۔

(۵) نویں سو سال اسی قوم کے جذبات مذہبی کو بذریعہ تحریر مدرسہ پہنچانے لگا یعنی کئی لفظوں میں یہ نہ کہ اطراف ہندوستان میں شائع کر دیا کہ فلاں شہر کے مسلمان کلمہ کی جگہ بتوں کا نام لیتے ہیں مسجد کی جگہ دھوک دیتے ہیں روزہ عمار کے وہ پابند نہیں ہیں انہ ان لوگوں کو ثواب خدا اور سول ہے، یہ مذہب سے سراسر آزاد ہیں، میں نے ان کے لئے اسلام کی بنیاد کا پتھر رکھا ہے حالانکہ یہ بہتان عظیم ہے اور واقعات سراسر اس کے خلاف ہیں۔

(۷) گیارہویں سال کی روداد میں حسب معمول تریہ نے لفظ انجیل میں تاکہ بادی النظر میں مدرسہ انجیل کی نگرانی میں نہ سمجھا جائے۔

(۸) تعلیم و تربیت کے اعتبار سے مدرسہ نے کچھ بھی ترقی نہ کی۔

(۹) حالات صمد کو محسوس کر کے جب قوم نے چند اشخاص کو کاروبار مدرسہ میں شریک کرنا چاہا تو زید نے انکار کر دیا اور خدمت مہتممی سے علیحدہ کر دئے جانے کے بعد زید نے کچھری میں مدرسہ پر قبضہ دلایا۔ کادھوی کیا ہندو ذات اور حالات حاضرہ کی رو سے زید کی نیت سے یہ نایت ہو چکا کہ جو کچھ وہ کرتا رہا قومی نقطہ نظر کے خلاف کرتا رہا اس کو ترقی تعلیم و خدمت اسلام مد نظر نہ تھی بلکہ اس کو اس پر وہ میں پس نام آوری اور مفاد ذاتی منظور تھے، پس تریہ کی نسبت شریعت حق میں کمی نہ ہے،

الجواب

اگر یہ بیان واقعی ہے تو زید حقوق اللہ و حقوق العباد دونوں میں گرفتار، اور شریعت مطہرہ کے نزدیک سخت سزا کا مستحق ہے کہ اس نے مسلمہ فتنہ پر اتہام رکھے اور ان کو دینی حیثیت سے بدنام کیا اور مدرسہ وقف کو اپنی ذاتی اغراض کا ذریعہ بنا کر باوجود جب ایک دستور العمل کی پابندی سے مشروطہ کے متم کیا گیا تھا اور اس نے ملا وجہ شرعی کے کاپا سہی ہوئی مہتممی سے خدائے اوقات الشروط خاتم المشروط (جب مشروط ہوئی تو مشروط فوت ہو گیا) اور اب کہ اسے اس بار سے میں اتنی طبع سے کہ کچھری میں نالشی ہو کر مدرسہ پر قبضہ کرنا چاہا تو ہرگز اس قابل نہیں کہ مدرسہ میں اس کو داخل دیا جائے، درمختار وغیرہ کتب معتبرہ میں ہے، طالب الترویج لایونی، قولیت کے طالبکار کو موتی نہیں بسا یا جاسکتا۔ (ت) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

انما یستعمل علی عمل صواب
سواہ الاثمة حمد و البخاری و ابو داؤد
والنسائی عن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ
تعالیٰ عنہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
بیشک ہم ہرگز اپنے معاملات کا عامل اس کو
نہیں بناتے جو اس کی خواہش رکھتا ہو۔ (اس کو
امام احمد، بخاری، ابو داؤد اور نسائی نے
حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم) (ت)

مسئلہ ۲۹۹ از جو ناگذاہ محاکمہ کتب خانہ مدرسہ اسلامیہ مرسلہ حافظ محمد حسین ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۳۶ھ
جو شخص تقدیر اور وسیلہ پکڑنے کے علاوہ ایسا آزاد شخص حقیقی کے مدرسہ کا خیر خواہ ہو سکتا
ہے یا نہیں؟

الجواب

تقدیر کا منکر افضی معتزل گمراہ ہے اور مجربانی خدا سے توسل کا منکر نجدی و بابی بدراہ ہے جو
شخص ایسا ہو اس سے مدرسہ اہلسنت کی خیر خواہی کی کیا امید ہو سکتی ہے، نہ اسے مدرسہ کی فکر کا اختیار
دیا جائے، امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زمانہ خیر میں کہ اسلام کا آفتاب نصف دار
پر تھا اور کھار ہر طرح دین و خوار ایک نعمانی کو کہ حساب و سیاق میں طاق تھا اور صوبہ یمن میں ابو موسیٰ
اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے محوری پر نوکر رکھنا چاہتے تھے امیر المؤمنین سے اجازت چاہی منع فرمایا
انہوں نے پھر عرض بھیجی، اس پر تحریر فرمایا، مات النصوانی، والسلام (نصرانی ہذا کہ ہوا، والسلام)
عرض کسی طرح اجازت نہ فرمائی، تو اس وقت ضعف اسلام میں کسی مخالف عقیدہ کو اختیار دینا کس
درجہ مضرب ہے کہ بوجہ کلمہ گوئی کافروں سے اس کا ضرر نہ ہوگا پھر اُس زمانہ میں ان کی مغربی تھی اور اب
مطلق انسانی۔ اور وہ ایک محزون کہ خدا سے بھی دیر اصری بہب، اس وقت میں قبول۔ ذمائی قویہ
اس وقت میں کیونکر مقبول ہو سکتی ہے، حدیث میں ہے:

| | |
|---------------------------------------|---|
| من استعمل علی عشرة من حیہم، عرفہ | جس نے دس شخصوں پر کسی ایسے کو اصریہ کہ |
| لقد تعالیٰ منہ عقد خان اللہ و رسولہ و | نظر شرع میں اس سے زیادہ پسندیدہ کوئی دوسرا |
| المؤمنین یحیٰ علی و علا و صلی اللہ | موجود تھا تو اس نے اللہ و رسول اور مسلمانوں |
| تعالیٰ علیہ و سلم و اللہ تعالیٰ | سب کی خیانت کی اجل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ |
| السلام | وسلم۔ واللہ تعالیٰ اعلم |

مسئلہ ۳۰۰ از مجتبیٰ محلہ شیخ بھائی بلنگہ کھانہ بازار جو ناگذاہ مرسلہ یوسف علی الرحمن مردھی ۲۱ ربیع الثانی ۱۳۳۶ھ
(۱) متولی مسجد کربہ حق حاصل ہے کہ امام مسجد کو بغیر کسی عذر شرعی کے قاریج کر دے۔

۱۔ باب التاویل فی معانی الترمذی (تفسیر الترمذی) تحت آیت ۵/۵ مصطفیٰ البابی ص ۶۳-۶۲
۲۔ کنز العمال بحوالہ عن حذیفہ رضی اللہ عنہ حدیث ۱۶۵۳ موسستہ الزمالم بیروت ۱۹/۶
المستدرک للحاکم کتاب الاحکام الامامۃ الماتۃ دار الفکر بیروت ۹۲-۹۳/۴

(۲) امام مسجد نو کرنا جائیگا یا سردار قوم؛ اور اس کو نمازیوں کی تابعداری کرنا چاہئے، یا نمازی اس کی تابعداری کریں، مثلاً اوقاتِ حرم و صلوة۔ بخوبی واقف ہے وہ برابر لوگوں کو وقت پر افسار کرتا ہو اور اس کا حکم کرتا ہو اور نمازوں میں بہت احتیاط و اخفات میں کرتا ہو تو قوم اس کو کہے کہ ہم کو فلاں وقت جماعت ملنا چاہئے فلاں وقت اذان ہونا چاہئے اس میں امام کیا ان کی اطاعت کرے یا موافق مسائل شرعی کا رہنما رہے۔

(۳) نصاریٰ کو یہ حق حاصل ہے کہ اپنی طرف سے مسجد کے متولی بنائے اور ان کو تو نہیں کا پابند کرے اگرچہ وہ قرآنین خلافت مذہب اہلسنت و جماعت و اخلاف ہوں۔

(۴) اگر نصاریٰ کا مقرر کردہ متولی اپنی نصانیت سے امام کہ اپنا ذکر قرار دے کر نکھانا چاہے اور قوم اس کی مخالفت کرے اور مقدمہ کرے اس مقدمہ میں وہ متولی یہ کہے کہ میں مسابکی شرعیہ کو مانتا ہوں میں قانون سے اس کو نکھاتا ہوں وہ میرا ذکر ہے یہ جملہ کہ میں مسابکی شرعیہ کو نہیں مانتا۔ اس وقت کہ جب کہ اس کو مسئلہ بتایا جائے کہ امام مسجد نو کر نہیں ہے یہ نائب رسول اللہ سے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔ بغیر کسی عذر شرعی کے نہیں چڑا ہو سکتا تو اس کے مقابلہ میں یہ لفظ کہ ایسا متولی قابل ہے متولی بننے کے۔

الجواب

(۱) بغیر عذر شرعی کے امام کو خارج کرنا متولی وغیرہ کسی کو حق نہیں۔ درمختار میں ہے،

لا یجوز عزل صاحب و طیفۃ بغیر جرحۃ۔ کسی صاحب و طیفہ کو بغیر جرحہ کے معزول کرنا جائز نہیں (ت)

(۲) امام اگر کسی قوم کا تہادہ دار ہے تو وہ ان کا ذکر کر دے مگر نہ خدمتِ محارکہ مخدوم جیسے علماء و فقاہ و سلاطین کہ بیت المال سے وظیفہ پاتے ہیں مگر وہ رعایا کے خدمت گار نہیں ہو سکتے۔ حدیث میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

اجعلوا ائمتکم خیام کہ فانہم وحد کہ فیما اپنے افضلوں کو اپنا امام بناؤ کہ وہ تم میں درتہارے
بینکم و بین من بکم۔

| | | | |
|-----------|---------------------------|---------------------------|-------------------|
| ۱/۱۵۱ | دارالمعرفۃ بیروت | کتاب الوقت | ۱۰ فتاویٰ خیرید |
| ۳۸۹ و ۳۹۰ | تاریخ التراث العربی بیروت | " | رد المحتار |
| ۸۸/۲ | فتر الستہ طان | باب تخفیف القراءة لما جاز | ۱۰ سنن ادرار قطنی |

ہاں اپنے امام و علماء و قضاة و سلاطین سب خادم ہو سکتے ہیں کہ حین القوم خادما مہتمم قوم کا سرداران کا خادم ہوتا ہے یعنی اسے قوم کے آرام و تربیت کی ہر وقت ایسی فکر چاہئے جیسے خادم کو مخدوم کے کام کی۔ امام جب کہ اوقات کا عالم ہے تو اس کا دافطار میں اس کے حکم کا اتباع لازم ہے، ہر ہی نماز اس کے اوقات میں اہم پر تکثیر جماعت کی رعایت لازم ہے جہاں تک کراہت طہارم نہ آئے وہ وقت مقرر کرے جس میں اس کے اہل مسجد زیادہ جمع ہو سکیں، خود حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب بلا حلف فرماتے کہ لوگ جمع ہو گئے نماز میں جلدی فرماتے، ایسا ہی امام کو چاہئے کہ قوم کے واقعی اعدا کا لحاظ رکھے۔ ہاں بعض لوگ بلا وجہہ ضد کرتے ہوں تو اس کا اعتبار نہیں۔

(۳) قانون میں یہ بات بھی داخل ہے کہ مذہب میں دست اندازی نہ کی جائے گی لہذا امر مذکور فی الہی متوقع نہیں اور اگر واقع ہو تو اس کی باضابطہ چارہ جوئی کی جائے کہ مساجد کے متولی حسب شرط بانی مقرر ہوں وہ نہ رہا ہو تو اس کی ادوار و ورثہ نمازیں مسجد کی صوابدید سے، اور یہ کہ امر مسجد میں کسی خلاف مذہب کو دخل دینے سے معاف رکھا جائے۔

(۴) جو شخص مساعی شرعیہ کے مقابل میں کہے کہ وہ مساعی شریعہ کو نہیں مانتا وہ اسلام سے خارج ہو گیا اور اسے امور اسلام میں دخل دینے کو کوئی حق نہیں رہا اسے تہیت سے جدا کرنا لازم ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از دعاء پور صلح بخور مرسلہ عبد الحفیظ ٹھیکہ دار ۲۱ ربیع الثانی ۱۳۳۶ھ
جو شخص سود لیتا ہے آیا وہ متولی جائزہ حقوق ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اور کسی کو حساب نہ دیتا ہو اور خراب ضروری مسجد بھی نہ کرتا ہو۔

الجواب

جب ضروری مسجد کے نہیں کرتا اور مسجد کی آمدنی کافی ہو اور اس کے سود کھانے سے ظاہر کہ وہ حلال و حرام کی پرواہ نہیں کرتا، تو ظاہر حال یہی ہے کہ وہ تغلب کرتا ہے تو اس پر اطمینان نہ ہو، اور جس متولی پر اطمینان نہ ہو اس کا اخراج واجب ہے۔ درختی میں ہے،

یمنع وجوب لوائہ وقف بزارۃ فعیوہ بالاولیٰ خائن اور غیر امین متولی کو ولایت وقف سے وجوباً
دوسر غیر ماعون بے واللہ تعالیٰ اعلم نکال دیا جائیگا اگرچہ متولی وقف گنہگار غیر واقف اگر
خائن ہو تو درجہ اولیٰ مکان واجب ہو گا واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از پالی بحیثیت مرسلہ عبد العزیز صاحب ۲۶ جادی الآخرہ ۱۳۳۶ھ

زید نے کسی جائداد کو اپنی ملکیت سے علیحدہ کر کے وقف کیا اور تاحیات اپنے کو متولی کیا اور بعد اپنے شخص غیر تولیت تحریر کر دی اور اپنے پسر غیرہ کو حق تولیت میں شریک نہیں کیا لیکن وقف کنندہ نے یہ وقتی کارروائی حالت بیماری و ناتوانی و بدحواسی میں کی ہے بعد صحت اب واقف کہتا ہے کہ میں مضامین وقف نامہ کو نہیں سمجھا اور شیعہ سمجھنے کی اس وقت قابلیت تھی وقف کرنا میں نہیں چاہتا ہوں، کیا زید کی وقتی کارروائی از رائے شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(۲) زید نے بجا لت غم و غصہ اپنے پسر کو تولیت سے محروم کر کے غیر شخص کو متولی مقرر کیا اب جب کہ غم و غصہ اس کا فرد ہو اور اپنے پسر سے رضامند ہو تو شخص غیر جس کو وہ مصرع میں متولی بنا چکا تھا علیحدہ کر کے اپنے پسر کو کیا متولی مقرر کر سکتا ہے؟

(۳) اگر واقف بدحواسی کی حد کو نہیں پہنچا لیکن سفید فہور ہے تو ایسی کارروائی وقف و تولیت کی جو حقیقت سے ہوئی ہے جائزہ رکھتی ہے یا نہیں؟

(۴) اگر حقیقت زید کے حواس وقت تحریر وقف نامہ درست تھے اور قبل نفاذ وقف نامہ اس کی نیت خراب ہوئی اور وہ وقف نامہ کو خسر و کربا چاہتا ہے تو کیا وقف نامہ منسوخ ہو جائے گا یا نہیں؟
جینوا تو جردا۔

الجواب

اگر یہ وقف صحیح شرعی ہو تو سوالات مسائل کا جواب یہ ہے کہ ناتوانی کچھ مانع صحت وقف نہیں بیماری کا کچھ اثر ہے جب کہ مسائل کہتے ہیں کہ اس کے بعد تندرست ہو گیا، رہا بدحواسی کا دعویٰ وہ غیر مدعی عادل شہادان ثلثہ شرعی کی شہادت کے مقبول نہیں ہو سکتا ورنہ ہر شخص وقف میں اجارہ نکاح طلاق تمام تصرفات کر کے یونہی پھر جائے اور کہہ دے کہ میں اس وقت بدحواس تھا رجسٹری بھی بدحواسی میں ہوئی، ہاں اگر معلوم و معروف ہو کہ اس مرض میں اس کی عقل زائل ہو جاتی ہے، بدحواس و مجنون ہو جاتا ہے، پہلے بھی ایسا واقعہ ہو چکا ہے اور اب کہہ کہ اس بار بھی میری یہی حالت ہو گئی تھی تو اس کا قول حلف کے ساتھ قبول کر لیں گے۔ رد المحتار میں فتاویٰ خیر سے ہے۔

مسئلہ صیمن طلق و هو معتاد مدھوش
عاجاب انت المدھش من اقسام
الجنون فلا یقع ، اذا كانت
سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو اس حال میں طلاق دی جب غصہ تک اور بدحواس تھا تو جواب دیا کہ بدحواسی جنون کی قسموں میں سے ہے

يعتاده بان معروف به الد هاش مسرة
يصدق بلا برهان (مختصاً)
دیکھئے میں آپکی ہے اور معروف ہے تو بغیر دلیل حلف کے ساتھ اس کے قول کی تصدیق کر دی جائیگی (مختصاً)۔
اسی میں ہے :

وكذا يقال فيمن اختنى عهد لمرء او
لمصيبة فاجأته بئنه
اور یہی کہا جائے گا اس شخص کے بارے میں جس
کی عقل میں کسی بیماری یا آپ ناک مدد کی وجہ سے
خلل واقع ہو گیا ہو (ت)

(۲) یہ دوسرا سول دوسرا پہلو ہے اور ہر دو اسی کو دفع کرتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ غصہ میں دوسرے
کو متولی کیا تھا یا رضامندی میں بہر حال اسے اس کے معزول کرنے اور اپنے پھر خواہ جس کو چاہے متولی کرنے کا
اختیار ہے۔ بجز الراقی میں ہے :

امولية من الوقف حارجة عن حكم
سائر الشرائط لان له فيها تقييد نفسه
كلما بدد من غير شرط في عقدة الوقف
واقف کی تولیت تمام شرائط وقف کے حکم سے خارج ہے
کہونکہ واقف اس میں جب مناسب سمجھے تبدیل و
ترمیم کا اختیار ہے اگرچہ عقد وقف میں اس کی شرط
ذکر ہو (ت)

(۳) یہ تیسرا پہلو ہے سائل نے سفیہ کہا اور یہ نہ بتایا کہ اس سے کیا مراد لی۔ لوگ احمق نبی کہہ رہے ہیں
کو سفیہ کہتے ہیں صرف اس قدر مانع صحت قہر نہیں۔

(۴) وقف جب کہ صحیح واقع ہو واقف کو اس سے رجوع کا کوئی اختیار نہیں رہا کہ اب وہ اس کی
حک سے نکل گیا،

ويتم الوقف بمجرد لقول عند الامام
ابي يوسف سلمه الله تعالى وعليه الفتوى
وبه يفتى.
امام ابو یوسف سلمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک محض زبانی
کہہ دینے سے وقف تمام ہو جاتا ہے اسی پر فتویٰ
ہے اور اسی پر فتویٰ دیا جاسا ہے گا (ت)۔

| | | | |
|-------|-------------------------------|-------------|---------------|
| ۴۲۷/۲ | دار احیاء التراث العربی بیروت | کتاب الطلاق | سہ رد المحتار |
| ۲۳۱/۵ | ایچ ایم سعید کمپنی کراچی | کتاب الوقف | سہ بکر راقی |

یہ سب اس تقدیر پر ہے کہ وہ وقف صحیح شرعی ہو جیسا کہ عبارت سوال کا مفہوم ہے ورنہ بحالت
 بطلان ان سوالات کا کوئی عمل ہی نہ ہو گا کما لایحیی (جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔ مت) واللہ تعالیٰ اعلم۔
 مسئلہ ۲ از قصبہ لاہر پور مکانی شاہ ولایت احمد صاحب مرسلہ احمد حسین صاحب عثمانی، ۳۰ ذی الحجہ ۱۳۳۰
 (۱) ایک درگاہ صد با سال سے ایک بزرگ کی ہے جن کی اولاد کے چند شاخوں میں پری مریدی سلسلہ
 صحیح و باجائزت و خلافت جاری ہے مگر سہادگی اس درگاہ کی ایک بیٹے کی اولاد میں چلی آتی ہے، مگر
 سلسلہ خلافت محض ابجد صاحب درگاہ سے اس شاخ میں باقی نہیں رہا تھا مگر دوسرے خلفائے سلسلہ سے
 بھی صاحب سہادہ درگاہ نے اجازت و خلافت حاصل کر لی تھی اور اب دو پشتوں سے ہر باپ سے بیٹے
 کو اجازت وغیرہ حاصل ہوا کی، اس خلفائے سلسلہ سے بھی صاحب درگاہ کا سلسلہ جاری رہا،
 صاحب درگاہ کا خاندان طریقت قادریہ دہشتیہ ہے، اس سلسلہ کے شاخ اور صاحب درگاہ کے
 مروجہ متعین کو اس کا پورا موقع رہا ہے کہ اس سلسلہ میں داخل ہو سکیں، آخر صاحب سہادہ
 اولاد تھے انھوں نے اپنے حقیقی بھائی کو اپنے بعد کے واسطے سہادگی تجویز کی جن کو اس خاندان میں
 بیعت وغیرہ حاصل ہے، دوران ملازمت میں ان کو دوسرے اولاد خاندانی سے مشورہ کے واسطے ایک
 دوسرے دور دراز مقام پر بھیجا اور تیار داری ان کی تسلی ان کے بعض اعضاء کے تھی جو اخپانی بھائی تھے
 ہیں وہ دو بھائی حقیقی ایک بہن ہے جن کے قبضہ میں وہ بحالت مرض تھے جب علالت زیادہ ہوئی تو
 ان کو اپنی قصبہ کو جمع کر کے درگاہ کے اندر پھر اپنے حقیقی بھائی کے کورہ بالا کی نسبت اظہار وصیت کیا ایسے
 مجمع میں ان اخپانی بھائیوں میں سے ایک نے بطور مخالفت دہی کہا کہ والدین اس کے جس کے واسطے سہادگی
 تجویز کی جاتی ہے دودھ شریک بھائی بہن تھے اس لئے اس کا نکاح ناجائز ہو اور عوامی جوئے ان کے
 پیچھے نماز کروہ ہے صاحب سہادہ نے اس واقعہ رضاعت سے انکار کیا اور کہا کہ جھوٹ ہے مگر ضعف
 بیماری میں ان کو سخت صدمہ اس دروغ گوئی پر ہوا جس سے وہ کوئی مزید تقریر نہ کر سکے اور مجمع برخاست
 ہو گیا جب علالت کا سلسلہ زیادہ طویل ہوا ان دونوں اخپانی بھائیوں کی جانب سے حصول سہادگی کی
 ایک بھائی کے واسطے مزید کوشش شروع ہوئی اور بعض مرافقین کے مشورہ سے ایک بڑی درگاہ کے
 صاحب سہادہ کو طلب کیا جو ان صاحب سہادہ کے پیر کی درگاہ کے صاحب سہادہ ہیں اور ان سے کہا کہ بھلا
 ان ہر دو بھائیوں کے بڑے بھائی کے گڑھی باندھ دیجئے انھوں نے کہا کہ ہم مروجہ صاحب سہادہ سے اجازت
 لے لیں جب ان سے دریافت کیا تب انھوں نے مزید پھر کیا کوئی جواب نہ دیا کچھ دیر کے بعد جب پہلو بدن پھر
 استفسار کیا اب بھی وہ جواب خود نہ سمجھے، مگر مرافقین اشخاص نے ہر دو بھائیوں کے جو موجود تھے بالاتفاق

کہا کہ اجازت دے دی انہوں نے پگڑی باندھ دی، ایسی نازک حالت تیار داری میں قبل واپس آنے ان کے حقیقی بھائی نامزد شدہ سجادہ نشین کے ان سجادہ نشین نے وفات پائی، معاملہ رخصت کے عینی شہادت موجود نہیں ہے، جن لوگوں کے وقت میں عقد ہوا وہ مقدس و محرم و عابد و زاہد اشخاص تھے بالخصوص سجادہ نشین مذکور کے پدر حافظ قرآن صاحب سجادہ متوکل درویش، صاحب رشد و بدایت و مقدس تھے جن کی دھڑ بھٹیجے کا نکاح باہم انہیں کے زیر اہتمام ہوا تھا دیگر اکابر خاندان اہل اسلام معزز و معتبر و غازی شریک نکاح تھے، یہ الزام صرف نامزد شدہ کی نااہلی ثابت کرنے اور خود سجادگی حاصل کرنے کے ضرورت سے لگایا جاتا تھا اور چونکہ دونوں بھائیوں نے ایک اپنی ذاتی دکان درگاہ کے واسطے وقف کی ہے اس پر دوسرے سجادہ نشین کا قبضہ نہ ہونے کے خیال سے اپنے واسطے سے سجادگی کی خواہش تھی حالانکہ واقعہ وقف کا خود متولی رہ سکتا ہے اور حیات میں دوسرا متولی مقرر کرنے کا اختیار ہے مگر غالباً وہ مسئلہ کی ناواقفیت کی وجہ سے وہ پریشان ہوئے کہ شاید سجادگی کے ساتھ تولیت میری وقف کردہ جائیداد کی بھی انہیں صاحب سجادہ کے متعلق ہو جائے ایسا اختیار کیا ان کو اب تک کسی سے اجازت و خلافت بھی نہیں ہے اور صاحب درگاہ کی شان کے سلسلہ کے شایعہ خاندان سے بھی اجازت و خلافت حاصل کرنے پر تیار نہیں ہیں آپس سوال یہ ہے کہ ایسی سجادگی جو اس طور سے حاصل کی گئی ہو جائز ہے یا نہیں، اور وہ سلسلہ صاحب درگاہ کے علاوہ کسی دوسرے خاندان سے بیعت و اجازت وغیرہ حاصل کر لیں تو جب تک ہوگی یا نہیں، مگر اس صورت میں صاحب درگاہ کا سلسلہ صاحب سجادہ سے جاری نہ ہونے کی وجہ سے ضرورت سجادگی فوت ہو جائے گی صرف متولیاں حیثیت ایسے شخص کی باقی رہے گی مگر تولیت درگاہ ایسے متولی کی جس نے ترکیب مذکورہ بالا سے سجادگی و تولیت حاصل کی ہو کہاں تک جائز ہوگی، اور ایسی حالت میں خاندان صاحب درگاہ و صاحب طریقت سلسلہ صاحب درگاہ کو بقائے سلسلہ صاحب درگاہ کے واسطے کیا کرنا چاہئے، آیا منجملہ اولاد صاحب درگاہ جس سے سلسلہ جاری ہوا سے خلافت دلوں کر یا دیگر کوئی صاحب سجادہ و متولی مقرر کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اور اولی نامزد شدہ کو ترجیح ہو سکتی ہے یا نہیں؟

(۲) ایک احاطہ میں ایک بزرگ کامزار اور ایک خانقاہ اور ایک مسجد واقع ہے خلافت میں مدرسہ اسلامیہ ایک وقف سے جاری ہے جس کے طلبہ بھی اس مسجد میں شغل دیگر اہل محلہ پنجو قہ نماز پڑھتے ہیں نماز جمعہ یہاں عرصہ سے نہیں ہوتی ہے، دوسری جامع مسجد میں ہوتی ہے، اس درگاہ کے صاحب سجادہ ہیں وہ مع دیگر اشخاص کے چند لوگ اس وقف کے متولی ہیں جس سے ضروریات مسجد مدرسہ مذکورہ کا صرف ہوتا ہے، منجملہ ان کے زید بھی متولی ہے اور نیز ایک دوسرے وقف کا بھی

زید مذکور تھا متولی ہے اس سے کسی مسجد مذکور کے آب وغیرہ کا انتظام ہوتا ہے، اور زید ہی کے ذمہ ہر جانمازی کا نماز اس مسجد کے اوقات نماز میں ہوگی و ضروری تغیرات مقامی کی وجہ سے تعین کرتا ہے اور اس مسجد کا مؤذن و امام معین ہیں ایام تشریعی میں زیادہ تر لوگ بوجہ ادا سے نماز جماعت مسجد الزما یا بوقتہ شریک ہونے کے عادی ہیں انھیں ایام میں بعض اشخاص نے بلا انتظار امام معین و مقتدین قدیم بل اس کے کہ مؤذن و منکر معین تکبیر اقامت کے معینہ مقام پر جماعت کر لی زید کو یہاں کا مقامی تجربہ ہے کہ حوام تہدید پسند ہیں اس خیال پر اس نے لفظ ذیل تہدید کے لئے کیے اور مکرر جماعت مع ان قدیم مقتدوں کے جو باقی تھے اسی مقام پر پھر ادا کی اس خیال سے کہ سابق پڑھنے والے غیر معین تھے اور کہا کہ جس کسی کو اس جماعت میں شریک ہونا نہ منظور ہو وہ ہماری مسجد میں نہ آئے، کیا استحقاق ان لوگوں کو ہے جنہوں نے بلا انتظار امام معین اور جماعت و مقتدین قدیم نماز پڑھ لی پس لفظ "ہماری" کا جو مسجد کی طرف منسوب کیا حالانکہ وہ خانہ خدا ہے اور لفظ "نہ آئے" کا جو استہمال کیا حالانکہ مساجد میں اذن عام ہے اسی سے تہدید کیا کرے صرف ندامت کافی ہے یا کوئی کفارہ اس پر لازم آیا مگر کفارہ ہے تو کیا؟ بلحاظ تجربہ زید یہ ہوا کہ بعد تہدید مذکور پھر جماعت اسی طور سے جیسی ہمیشہ سے چلی آتی تھی مسجد میں قائم ہے، اور جو لوگ اندازے ذیل میں حراسۃ جماعت تھے چمکے تھے مکرر جماعت میں تہدید کی تقریر کے بعد شریک ہو گئے ان کی یہ مکرر نماز کیا ہوئی اس دوسری جماعت کی نماز زید نے پڑھائی تھی اس میں ایک اور متولی وقف مذکور شریک تھے جس پر پہلے جماعت میں مل تھی، مگر دوران نماز میں انھیں یہ خیال رہا کہ زید سے مسجد کی اپنی طرف نسبت کی اور اذن عام کے خلاف تقریر کی اگر میں اس کے پیچھے نماز نہ پڑھا، تو اچھا تھا پس اس وقت گریا اس نے باسکڑا، قہرا کی اس لئے اس کی نماز ہوئی یا نہیں ہوئی؟ جینوا تو جہاں

الجواب

(۱) سجادہ نشینی خلافت خاصہ ہے جس میں اجرائے سلسلہ سجادہ و ولایت اوقاف درگاہ اور حلقہ نظم و نسق و رقی و فتن و جمیع و فرق و نصب و عزل عملہ میں صاحب سجادہ کی نیابت مطلقہ سب داخل اور کوئی حصہ بے عام متحقق نہیں ہوتا اور شرعاً معروف کا مشروط ہے، معروف یہی ہے کہ سجادہ نشین وہی ہو سکتا ہے جو اس سلسلہ میں مادی و مجاز ہو کہ اس کا بڑا مقصد اس سلسلہ کا ایجا ہے نہ کہ مجرد ولایت، و ہذا جو سلسلہ صاحب درگاہ میں خلافت صحیحہ رکھتا ہو کہیں سجادہ نشین نہیں کیا جاتا اگرچہ دوسرے کسی سلسلہ کا مجاز ہو نہ کہ وہ جو اس مجاز ہی نہیں یوں تو سجادہ نشینی نری میری رہ جائے گی تو ایضاً بیجا ہو غیر مجاز فی اسلسلہ ملکہ فی سلسلہ سجادہ نشین نہیں ہو سکتا اور بعد کو اجازت ایسی اس سجادہ نشینی کی تصحیح نہیں کر سکتی فان الشرط یقتضی و بعد ہر ولایت ضروری کیونکہ شرط مقدم ہوتی ہے اور عام متاخر نہیں ہوتا، حضرت اسرار علیہ السلام جسدنا شاہ عمرہ عیسی

واسطی قدس سرہ فصائل شریف میں فرماتے ہیں:

شیخ ازیں عالم نقل کر دو کیسے رخلیفہ گرفت قوم و قبیلہ وار شے یا میرے کہ خلافت سے تجویز نمایند
اس خلافت نزدیک مشائخ روانیست و اس نوع خلافت راخلات احرانی گویند
ایک شیخ نے اس جہاں سے انتقال فرمایا اور کسی کو خلیفہ نہ بنایا قوم اور قبیلہ نے اس کے کسی وارث یا میر کو خلیفہ تجویز کیا تو یہ خلافت مشائخ کے نزدیک جائز نہیں، خلافت کی اس قسم کو خلافت اقرانی کہتے ہیں۔

رہی تولیت وہ بھی شرعاً حقیقی بجائے کہ حاصل کہ سجادہ نشین متولی نے اپنے مرض موت میں اس کے لئے وصیت کی اور دوبارہ تولیت وصیت متولی ماخوذ و معتبر ہے۔ رد المحتار میں ہے،

اصح اذ امرض فی مرض موتہ وان لو یکن لہ التعلیف عامالما فی الحایۃ من ابہ عزلة الوعی، ولو وی ائت یوصی الی غیرہ۔
تفریع تولیت صرف اس صورت میں صحیح ہوگی جب متولی اپنی مرض الموت میں تفریع کرے اگرچہ اس کو تفریع عام حاصل نہ ہو اس دلیل کی مباد پر جو حقیقہ میں ہے کہ وہ بمنزلہ وصی کے ہے اور وصی کو اختیار ہوتا ہے کہ دوسرے کو وصیت کرے۔ (دت)

فتاویٰ محمد و غیرہ یا میراث و الیٰہ زہد و جہت میں ہے

استدان طر النظر لعیارہ بلا مشورہ فی مرض الموت صحیح ہے۔
نگران وقف کا مرض الموت میں بلا مشورہ عکرائی کسی دوسرے کے سپرد کرنا صحیح ہے۔ (دت)

یہاں تک کہ متولی نے جس کے لئے وصیت کی اس کے ہوتے ہوئے عاکم شرع دوسرے کو متولی نہ کرے گا۔ بکوالاقتی پھر رد المحتار میں ہے،

شرط فی المجتبى ان لا یكون المتولی اوصی بہ لا یخرج عند موتہ فان اوصی لا یصیب القاضی بہ
مجتبے میں شرط لگائی کہ متولی نے اپنی موت کے وقت کسی دوسرے کو متولی بنانے کی وصیت نہ کی ہو اور اگر اس نے وصیت کی ہے تو قاضی کسی اور کو مقرر نہ کرے۔ (دت)

لے فصائل شفاء حمزہ عینی واسطی

۴ / ۳ رد المحتار کتاب الوقف فصل راعی شرط الواقف فی اجارۃ وارث الارث العربی برت
۱۴۱ / ۲ رد المحتار کتاب الاقرار فصل فی مسائل شتی مطبع مجتبائی دہلی
۴۱۰ / ۳ رد المحتار کتاب الوقف وارث الارث العربی برت

کہ اگر ایسے لوگ جن کو طلبِ تولیت میں یہ کچھ غلو ہو کہ اس کے لئے محضاتِ مومناتِ غافلات کو قذف کریں
بلکہ بر مسلمان کو حرامی بنائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

ابن المستعمل علی غلنا حب امرادہ
سواء البخاری واحمد والنوداؤد والنسائی
عن ابی موسیٰ الاشعری عن صفی اللہ تعالیٰ
ابن المستعمل علی غلنا حب امرادہ
جو اس کا طالب ہو (اس کو بخاری اور احمد اور
ابوداؤد اور نسائی نے ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)

در مختار میں ہے،

طالب التولية لا يولى الا المشروط له المظور
لانہ مولى غيريد التنصيد
طالبِ تولیت کو متولی نہیں بنایا جائے گا مگر
اُس وقت جب واقعہ نے اس کو متولی بنانے
کی شرط کی ہو تو اس وقت اس کو متولی بنائیں گے کیونکہ وہ شرط کے سبب متولی بن چکا ہے اور اب اس
کے نفاذ کا طالب گار ہے۔ (ت)

رضاعت بے شہادت عادلہ مثل شہادت مال کے دو مرد یا ایک مرد و عورت سب ثقہ عادل
ہے معاہدہ کی گواہی دی ثابت ہیں ہو سکتی ہو، اگر بُرک کی گواہی یہ ہوتی ہو تو آج زید سے عقد کو کہ
کل عمر و یا بکر زید کو کہ دے گا کہ اس کے ماں باپ رضاعی باپ بیٹی تھے۔ در مختار میں ہے،

الرضاع حجة المال وهي شهادة
عادلین او عدل و عدلتین
حجتِ مال ہی حجتِ رضاعت ہے اور وہ دو عادل
مردوں یا ایک عادل مرد اور دو عادل عورتوں کی
شہادت ہے۔ (ت)

استفسار پر منہ پھیر لین صریح دلیل، انکار ہے دوبارہ پوچھنے پر کچھ کہنا اور مستفسر کا نہ سمجھنا اور سامعوں کا کہہ دینا
کہ اجازت دے دی معتبر نہیں تمام قرآن سابقہ عدمِ رضا پر صاف دال ہیں اور سامعی اپنے قول میں متہم۔
پس صورتِ مستفسرہ میں اخیا فی کو نہ سجادگی ہے نہ تولیت، اور حقیقی بھانجہ ہی سجادہ نشین و متولی صحیح
شرعی ہے، یہ صورت سوال کا حکم ہے اگر واقعہ اسی طرح ہو۔

۱۔ صحیح ابن خاری کتاب الایادات باب استیجار الرجل الصالح قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۰۱
۲۔ در مختار کتاب الوقف مطبع مجتہائی دہلی ۱/۲۸۹
۳۔ در مختار کتاب النکاح باب الرضاع " " " ۱/۲۰۱

رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ دیکھئے اس باب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ ہے۔

”ہم ہمارے مسجد کا لفظ ہے اور وہی آنے سے ممانعت بلکہ ہرگز اور پاس نہ آئے“ وہ لفظ زائد ارشاد ہوئے ہیں یہاں ہماری سے اضافت جسک مراد نہیں ہوتی ہاں اگر صورت صحت اولیٰ تھی یعنی ان لوگوں کا پہلے پڑھ لینا ضرورت صحیحہ شرعیہ تھا اور زید کو اس پر اطلاع نہ تھی اس نے ان پر تفریق جماعت کا گمان کر کے ایسا کہ تو زید پر اس کئے کا مواخذہ نہیں بلکہ بلا تحقیق مسلمانوں پر بدگمانی کی جس سے توبہ لازم ہے

قد ان الله تعالى يا ايها الذين امنوا اجتنبوا
كثيرا من النطق ان بعض النطق اثم يث

اور اگر ان پر بدگمانی نہ کی مگر یہ خیالی کہ مبادا عوام حقیقت امر سے مایل ہو کر کہیں تفریق کے عادی ہو جائیں تو یہ الزام بھی نہیں

فانه مما امره بتحفظهم، وانما الاعمال بالنيات
وانما لكل امرئ ما سعى فيه

کیونکہ اس نے تو محض مسلمانوں کے تحفظ کا ارادہ کیا اور اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے اور ہر شخص کئے

وہی ہے جس کی اس نے نیت کی۔ (ت)
اس جماعت میں جو پہلے پڑھ کر شریک ہوئے یہ ان کے فعل ہوئے اور وہ سوائے جس نے بکراہت اقتدا کی اور یہ خیالی رہا کہ نہ کرتا تو بہتر تھا اس کی بھی نماز ہو گئی جبکہ نہ ابتداء فقط شرم و لحاظ سے ظاہر ابے نیت اقتدا شریک ہوا ہونہ بعد کو قطع اقتدا کی نیت کر لی ہو،

وذلك لانه فعل لا ترك يصعد فيه نية
القطع كالصلاة دون الصوم كما يظهر
بمراجعة الاشياء وغيرها.

اور ایسا اس لئے ہے کہ بیشک یہ فعل ہے نہ ترک
تو اس میں نیت قطع عمل کرتی ہے جیسے نماز ذکر روزہ
جیسا کہ اشیاء وغیرہ کی طرف رجوع کرنے سے ظاہر
ہوتا ہے۔ (ت)

اس لئے کہ یہ لفظ ”کہ“ کرتا تو بہتر ہوتا“ خود اس پر دلیل ہے کہ اقتدا کی اور اس پر مستر ہوا اگرچہ بکراہت جیسے
فاسق کے ویچے نماز کہ یہ اپنے زعم میں ان الفاظ کے سبب اسے مثل فاسق ہی سمجھتا تھا۔ احادیث کثیرہ صحیحہ میں

سُئِلَ الْقُرْآنُ الْكَرِيمُ ۱۲/۴۹

سُئِلَ صَاحِبُ الْبَحَارِ بِابِ كَيْفِ بَدْوَحِي الْخَمِ قَدِيمِي كَتَبَ خَانَهُ كِرَاجِي ۲/۱

سُئِلَ الْأَشْيَاءُ وَالنَّظَائِرُ الْفَضْلُ الْأَدْلُ الْقَاعِدَةُ الثَّانِيَّةُ إِدَارَةُ الْقُرْآنِ كِرَاجِي ۱/۲۴ تا ۵۰

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

ثَلَاثَةٌ لَا تُؤْتِيَنَّ صَلَاتَهُمْ فَوْقَ سُرُوسِهِمْ شَيْبًا
مِنْ حَرِّ أَمْرِ قَوْمٍ وَهُمْ لَمْ يَكُنْ هَرَبًا لِهَذَا الْقَوْمِ
ابن عابجہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما بسند
حسن۔

تین شخصوں کی نماز قبول نہیں ہوتی، ایک وہ کہ کسی
جماعت کی امامت کرے اور انھیں اس کی اقتدا
ناگوار ہو (یہ لفظ امام ابن ماجہ کے ہیں انھوں نے
اس کو سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما
سے سند حسن کے روایت فرمایا۔ ت)

ترجمہ آنکہ مقتدیوں کے دل میں کراہت ہے اور ناگوار ہے کہ ساتھ اس کے مقتدی ہوئے ان کی نماز میں نقص
نہ فرمایا بلکہ امام کی نماز میں جب کہ ان کی کراہت ہو بشرطی ہو ورنہ وبال ان پر ہے کسافی اندر وغیرہ (جیسا کہ
در وغیرہ میں ہے۔ ت)

اقول وبالجملة النية هو المقصد
البحاسن مر فاذا وجد وجدته وبما يقصد
الانسان شيئا وهو له كرامة وعنت هذا
فصل عما اذا كان الايراد قرحا احد المسندين
بل ربما ترجح المرجوح لمن له حظيقان
احد هما احسن فعمد الى الاخرى وقد قال الله
تعالى كتب عليكم القتال وهو كره لكم

اقول (میں کہتا ہوں) نیت قصد بزم کو
کہتے ہیں، جب قصد جائز پایا گیا تو نیت پائی گئی
بسا اوقات انسان کسی شئی کا قصد کرتا ہے حالانکہ وہ
اسے گوارائی ہے اسی خیال پر ہمارے علمائے
نقص فرمائی کہ ارادہ دو مساوی چیزوں میں سے ایک کو
ترجیح دیتا ہے بلکہ بعض دفعہ ترجیح کو ترجیح دیتا ہے اس
شخص کے لئے جس کو دوسرے سے درپیش ہیں میں سے
ایک احسن ہے تو اس نے دوسرے کا ارادہ کر لیا اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ تم پر جہاد فرض کر دیا گیا حالانکہ
وہ تمہیں ناگوار ہے۔ ت)

مسئلہ از امامہ بازار ہوم گنج دکان حاجی عبد اللہ خان مسئلہ محمد خان صاحب ۱۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مسجد واقع محلہ چکر کنوال امامہ میں
پیش دروازہ ایک اراضی ملک مسجد ایسی ہے کہ جس پر ٹال لکڑی رکھی جاتی ہے وہ شخص ورث علی و غیاث الدین
اس کے متولی ہیں جنہوں نے اول چار سال کے واسطے کئی چیم خاں کر ٹال رکھنے کے واسطے مبلغ سے ماہوار کرایہ پر

دی تھی جس کی میعاد منقضی ہو گئی پھر کرایہ اضافہ کرنے کے بابت رحیم خاں مذکور سے کہا گیا اس نے اضافہ کرنے سے قطعی انکار کر دیا اور کہا جو اس سے زیادہ دے اس کو اراضی کرایہ پر دے دو جس سے اتفاق سے ایک دوسرا شخص مستحق رحیم خاں لے لے گا۔ باہواری پر لے کر آنا دہ ہوا دونوں متولیوں نے رحیم خاں ثانی کو لے لے گا۔ باہواری پر دو سال کے لئے کرایہ نام لکھا کر جسٹری کراچی کے سامنے کر دے اور نے ہوز میں کو خالی نہیں کیا جو جدید کرایہ دار کو اس پر قبضہ دیا جائے، عیث الدین متولی ثانی کرایہ دار سابق کا ہم خیال ہو گیا ہے اور اس کو دلی مقصد یہ ہے کہ اراضی اس کرایہ پر سابق کرایہ دار ہی کے یا کسی سبب وارث مل متولی اول نے کھری دیوانی اٹاؤہ میں خالی کرنے اراضی مسجد کی نامش رحیم خاں سابق کرایہ دار پر دار کردی ہے جس میں متولی ثانی نے شرکت سے قطعی انکار کر دیا، ایسی صورت میں عیث الدین متولی ثانی مذکور قابل متولی رہنے کے ہے یا نہیں، اور وارث علی متولی اول کا یہ فعل موافق شرع شرعیہ کے ہے یا نہیں اور رحیم خاں سابق قابل بے دخل ہے یا نہیں، نیز مسجد کے نفع کے خیال سے لے لے گا۔ باہواری زمین اٹھا نا متولی اول کی رائے کے موافق اولیٰ ہے یا نہیں، باہواری پر حسب دئے متولی ثانی کی، اور ایسی صورت میں کوئی کرایہ دار قابل ترجیح ہے مقدمہ چونکہ کھری دیوانی میں زیر تجویز ہے، لہذا درخواست کی جاتی ہے جلد جواب مرحمت فرمایا جائے۔

الجواب

بحکم رحیم خاں ثانی نے تین روپے ماہوار اضافہ کر کے وہ سال کے لئے جسٹری کر لی ظاہر ہو کہ وہ جمعیت نہیں اور جبکہ عیث الدین بھی اسے اجارہ دینے میں شریک تھا یہ اجارہ ضرور تمام و نافذ ہو گیا ہے عیث الدین کو اس سے پھرنے کا کوئی مستحق نہیں، رحیم خاں سابق کی بے دخلی واجب ہے عیث الدین کہ اب اس کا فہم ہو کر وقت کا نقصان اور اس کا فائدہ چاہتا اور خود اپنی تمام شدہ کارروائی کو باطل کرنے کا خواستگار ہے تو اپنے ذاتی نفع کے لئے جو کچھ ضرر کرے خود ہے ایسا شخص اس میں رہو گا بلکہ عیث الدین اور عیث الدین کا معذول کرنا واجب اگرچہ خود واقف ہو۔ وہ مختار میں ہے،

وینزع وجوباً من ائمة ولو ان وقف درودھیرہ
عیث متولی کو ولایت وقت سے وجوباً نہیں دیا جائیگا
(بزار یہ) اگرچہ وہ خود واقف کو سنے دے ہو (درر)
تو خود واقف کو بصورت خیانت ہر جہاں اسے نکال دینا
واجب ہو گا۔ (ت)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک وقف عرصہ دراز سے چلا آتا ہے شرائط و حالات وقف کچھ معلوم نہیں ہیں بجز اس قدر کہ تولیت ہمیشہ سے ایک خاندان خاص میں بلا لحاظ وراثت چلی آتی ہے متولی حال نے اپنے ایک اہل خاندان کو اپنا خلیفہ اور سجادہ نشین بنایا، اور بعد اپنے اپنا جانشین اور متولی قرار دیا، اس کی وفات کے بعد اس کا بھتیجا باستحقاق وراثت و دعویٰ ار تولیت ہے در انحالیکہ اس کا باپ حقیقت موقوفہ سے برطرف کیا جا چکا ہے اور اقرار نامہ لکھ چکا ہے کہ کبھی معاملات وقف میں دست اندازی نہ کرے گا نیز بھتیجہ مذکور متولی کو ضرر مشدید پہنچانے میں سزا یا پ ہو چکا ہے اور باہر متولی اور اس کے بھتیجے کے وقت وفات متولی ایک سنت دشمنی اور عداوت تھی کیا شرعاً ایسا بھتیجا حقیقت موقوفہ کا بھتیجا بعد جانشین نامزد شدہ کے متولی مقرر ہو گا یا متولی متوفی کا نامزد شدہ شخص مرجع ہو گا؟

الجواب

تولیت میں تواریث جاری نہیں محض بر بنائے وراثت اعلیٰ تولیت باطل و مردود ہے۔ رد المحتار

میں ہے،

واعتقاد ہم ان خبر ان لا ینفذ لا لقیہ
لما فیہ من تعصیر حکم التصریح

اور ان کا یہ اعتقاد مفید نہیں کہ باپ کی روٹی بیٹے کی ہے یونہی ہی میں حکم شرع کی تبدیلی ہے اتنا متولی حال نے جسے اپنے بعد متولی کیا متولی ہو گیا اگر وہ وصیت مرض موت میں کی جب تو ظاہر ہے کہ وہ جانشین بعد موت متولی ہو گیا اور بلا وجہ شرعی کسی کو اس سے منازعت اصلاً جائز نہیں۔ رد المحتار

میں ہے،

صح احاد افوض فی مرض موتہ وادب لم
یکن التفویض لہ عاماً لما فی الخایہ انہ
بمیزلة الوصی و للوصی ان یرحمی الی غیر ذلک
متولی نے اپنی مرض موت میں کسی دوسرے کو ولایت سونپ دی تو صحیح ہے اگرچہ اس کے لئے تفویض عام نہ ہو اس دلیل کی بنیاد پر جو خانیہ میں ہے کہ متولی بمنزلہ وصی کے ہے اور وصی کو اختیار ہوتا ہے کہ وہ دوسرے کو وصیت کر سکے (موت)

اور اگر اپنی حالت صحت میں کی اور قدیم سے اس وقف کے متولوں میں اس کا دستور چلا آیا ہے کہ متولی

| | | | |
|-------|-------------------------------|------------|------------|
| ۲۸۵/۴ | دار احیاء التراث العربی بیروت | کتاب الوقف | رد المحتار |
| ۳۱۱/۴ | " | " | " |

اپنی حیات و صحت میں اپنے جانشین کو اپنے بعد متولی بنا لیتے ہیں اور وہ متولی جوتا ہے جب بھی ظاہر ہے کہ یہی جانشین بشرط اہلیت سرعہ متولی ہو گیا۔ دوسرا اس کی منازعت نہیں کر سکتا۔ رد المحتار میں ہے :

فی الذخیرۃ سئل شیخ الاسلام عن وقعہ ۱
متمہور اشتہرت معارفہ ، قال یطری الی
المعہود من حالہ فیما سقی من الرحمان من
ان قوہ کیف یعملون فیہ فیلوی علی ذلک ۲

کہ متریان سبقت اس میں کیا غلطی کر رہے تھے پس اسی پر بنا کر کی جائے گی۔ (ت)

اور اگر یہ معمول قدیم نہیں تو متولی کا اپنی صحت میں خود وقف سے جدا ہونا اور دوسرے کو اپنی جگہ قائم کرنا ممنوع ہوتا کہ اس کے لئے اس کی اجازت جانب واقع سے بوجہ اشتہاد شرائط ثابت ہیں۔ در مختار میں ہے :

ار دالتولی اقامۃ غیرہ مقامہ فی حیاتہ و
صحتہ الب کات التعلویض لہ علامۃ
والا لایۃ
متولی نے ارادہ کیا کہ کسی اور شخص کو اپنی حیات و صحت میں اپنا قائم مقام کرے اگر اس کے لئے تعلویض عام ہے تو صحیح ہے ورنہ میں دیت۔

مگر یہاں ایسا نہیں بلکہ اپنے بعد اس کے لئے وصیت قرینت کی ہے تو یہ مطلقاً ہر صورت میں جائز و صحیح رہنا چاہئے جب تک کمال شریعہ ہو کہ بوجہ عدم علم شرائط مخالفت شرائط واقف سے محفوظ ہے وہی عبارت قاصحان للوصی ای یوصی الی غیرہ اوصی کو اختیار ہے کہ کسی اور شخص کو وصیت کرے۔ (ت) اس کے لئے کافی ہے،

وترک السابقین لایدل علی شرط العدد سبل
علی عدم شرط المتبہ العمل دون التبرک
اسدی لیس صحت افعال المکلفین
ولامقدور انہم ۳ ، کما فی

لے رد المحتار کہ بوقت فصل یا علی شرط الواقف فی اجارۃ دار احیاء التراث العربی ۴/۲

تے در مختار ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰

سے فتاویٰ قاضی خاں ۱۱ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۱۲ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۱۳ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۱۴ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۱۵ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۱۶ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۱۷ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۱۸ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۱۹ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۲۰ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۲۱ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۲۲ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۲۳ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۲۴ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۲۵ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۲۶ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۲۷ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۲۸ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۲۹ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۳۰ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۳۱ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۳۲ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۳۳ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۳۴ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۳۵ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۳۶ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۳۷ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۳۸ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۳۹ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۴۰ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۴۱ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۴۲ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۴۳ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۴۴ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۴۵ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۴۶ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۴۷ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۴۸ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۴۹ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۵۰ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۵۱ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۵۲ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۵۳ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۵۴ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۵۵ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۵۶ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۵۷ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۵۸ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۵۹ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۶۰ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۶۱ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۶۲ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۶۳ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۶۴ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۶۵ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۶۶ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۶۷ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۶۸ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۶۹ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۷۰ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۷۱ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۷۲ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۷۳ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۷۴ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۷۵ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۷۶ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۷۷ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۷۸ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۷۹ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۸۰ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۸۱ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۸۲ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۸۳ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۸۴ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۸۵ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۸۶ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۸۷ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۸۸ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۸۹ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۹۰ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۹۱ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۹۲ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۹۳ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۹۴ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۹۵ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۹۶ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۹۷ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۹۸ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۹۹ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۱۰۰ فصل فی اجارۃ الاوقاف

سے غزالیون البصائر مع الاشیاء والنظار ۱۱ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۱۲ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۱۳ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۱۴ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۱۵ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۱۶ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۱۷ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۱۸ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۱۹ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۲۰ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۲۱ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۲۲ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۲۳ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۲۴ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۲۵ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۲۶ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۲۷ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۲۸ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۲۹ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۳۰ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۳۱ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۳۲ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۳۳ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۳۴ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۳۵ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۳۶ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۳۷ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۳۸ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۳۹ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۴۰ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۴۱ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۴۲ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۴۳ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۴۴ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۴۵ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۴۶ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۴۷ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۴۸ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۴۹ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۵۰ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۵۱ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۵۲ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۵۳ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۵۴ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۵۵ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۵۶ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۵۷ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۵۸ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۵۹ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۶۰ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۶۱ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۶۲ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۶۳ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۶۴ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۶۵ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۶۶ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۶۷ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۶۸ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۶۹ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۷۰ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۷۱ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۷۲ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۷۳ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۷۴ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۷۵ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۷۶ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۷۷ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۷۸ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۷۹ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۸۰ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۸۱ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۸۲ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۸۳ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۸۴ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۸۵ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۸۶ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۸۷ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۸۸ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۸۹ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۹۰ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۹۱ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۹۲ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۹۳ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۹۴ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۹۵ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۹۶ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۹۷ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۹۸ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۹۹ فصل فی اجارۃ الاوقاف ۱۰۰ فصل فی اجارۃ الاوقاف

نہم العیون و شتان ما الترت و الکف
اور نہ ہی ان کی قدرت میں ہے جیسے کہ غزالیہ میں
ہے کہ کف بمعنی روکنا ترک سے مختلف ہے اور کف
ثابت نہیں ہوا بلکہ ترک ثابت ہوا ہے۔ (ت)

باجملہ پہلی دو صورتوں میں جانشین مذکور کی صحبت قولیت اصلاً محل مشبہ نہیں جبکہ شرعاً اس کا اہل ہو، اور
تیسری صورت میں بھی ظاہر یہی ہے کہ اس کی قولیت صحیح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ از شہر محمد چرخانی نایب مستوفی شہر محمد ظہور صاحب ۱۹ صفر ۱۳۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین یہ کہ اسی مسئلہ کے کہ ایک بزرگ نے اپنی حیات میں
جائداد کو توڑ کر ایک کو بذریعہ تملیک نامہ کے متولی کیا اور یہ تملیک نامہ کہ تاحیات یعنی متولی رہے اور بعد اس کے جو متولی یا
سہادہ نشین ہوئے اس کو بھی اسی تحریر کا کاربند رہا جائے، دو صورت خلاف دوری کے یہ سے مرید بن سربراہ اور
جس کو مناسبت سمجھیں مقرر کریں، ان بزرگ نے پردہ فرمایا اور بعد ایک زمانہ کے زید کا بھی انتقال ہو گیا اب زید کا
ارکاء یہ چاہتا ہے کہ میں اپنے باپ کا قائم مقام بنوں اور ان بزرگ کے وارثان شرعی یہ چاہتے ہیں کہ ہم میں سے
کوئی شخص ہونا چاہئے، تو ایسی صورت میں از روئے شرع شریعت کے وارثان متولی کا حق ہے یا وارثان بزرگ کا
اور فقیر کی گدی پر وراثت کی بنیاد نہ ہو یہ نہیں، نیز تو بدو

الجواب

بیان سائل سے معلوم ہوا کہ وہ جائداد پہلے زبانی وقف ہو چکی تھی اس کی قولیت کے لئے یہ وقف نامہ
تملیک جسے غلطی یا نادانگی سے تملیک نامہ لکھ دیا اس میں متولی مذکور کے بعد دوبارہ قولیت کسی شرعاً کی تصریح
نہیں ہے، ایسی صورت میں وارثان متولی مذکور کہ قولیت پر کوئی دعویٰ نہیں پہنچتا، قولیت ترک نہیں کر وارثوں
میں تقسیم ہو بلکہ حتی الامکان وارثان وقف میں سے جو لائق ہو متولی کیا جائے گا اگر ان میں کوئی نہ ہو تو اہل الارکاء
اہل علم مسلمانوں کے مشورہ سے کوئی دیندار ہوشیار کار گزار متولی کیا جائے گا۔ درمختار میں ہے

دوماً احد یصلح للتولية من اقارب
الواقف لایجعل المتولی من الاحباب لانه
اشقت ومن قصده نسبة الوقت الیہم واللہ
تعالیٰ اعلم۔ جب تک واقف کے اقارب میں سے کوئی ایک
بھی قولیت کی صلاحیت والا موجود رہے گا اجنبی
لوگوں میں سے کسی کو متولی نہیں بنایا جائے گا کیونکہ
واقف کا قریبی متولی وقف پر زیادہ شفقت کرے گا

ہوگا کیونکہ اس کا مقصد یہ ہوگا کہ وقف کی نسبت اس کے خاندان کی طرف بنی رہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
لے درمختار کتاب الوقف فصل فی اشیء الوقف فی اجارۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/۳۸۹

النظر لانه مولیٰ فیوید به التفتی لہ
وہ واقعہ کی شرط کی وجہ سے متولی بن چکا ہے اور اب اس کے نفاذ کا طلبکار ہے (ت)۔

لہذا کوئی اور کہہ کر طرح اہل ہر تلاش کر کے متولی کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از حیدر آباد دکن محلہ سلطان پور مسطور سید فصیح اللہ صاحب ۵ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ کیا متولی اور منظم مساجد مساجد کے داخل و خارج میں حسب خواہش بلا امتیاز طریق جائز و ناجائز بذات خود بلا مشاورت اہل اسلام دست تصرف دراز کر سکتے ہیں اور یقینی تعلب اور غیبی فاحش کے باوجود مسلمانوں کی درخواست پر آمد و غریب کے حساب کے عدم معائنہ کی بابت ان کا انکار و اعراض جائز ہے یا بیعتنا و توجہوا۔

الجواب

متولی اور منظم پر اتباع شرع و شرائع واقعہ ضروری ہے ان کے خلاف کسی فعل کا ان کو اختیار نہیں، اور اگر کریں تو مسلمانوں کو ان کی مزاحمت چاہئے، اور اگر خیانت یا ان کے باعث وقعت پر ضرر ثابت ہو تو فوراً نکال دینے جائیں درمختار میں ہے

یمنع وجوباً ولو الواقف فقیرہ بالاولیٰ
غیر ماہون

خام متولی کو ولایت وقف سے وجہاً نکال دیا جائے گا۔ (ت)

غیب و تعلب یقینی درکنار اگر منظور بھی ہو تو مسلمانوں کو ان سے حساب سمجھنے کا حق پہنچتا ہے اور ان کا اعراض سخت قابل اعتراض درمختار میں ہے،

لا تلزم المحاسبة فی کل عام ویکتفی القاضی

ہنہ بالاجمال لومع ونا بالاعانة ولو متعما

یحبرہ علی التبعین متیناً ویتما

اگر وہ قسم بالخیانت ہے تو قاضی اس کو ایک ایک شے کا تفصیل حساب بتانے پر مجبور کرے گا۔ (ت)۔

۱۔ درمختار کتاب الوقف فصل یراعی شرط الواقف الم مطبع مجتبائی دہلی ۳۸۹/۱

۲۔ درمختار کتاب الوقف مطبع مجتبائی دہلی ۳۸۳/۱

۳۔ درمختار کتاب الوقف فصل یراعی شرط الواقف الم مطبع مجتبائی دہلی ۳۹۲/۱

صورت مذکورہ میں وہ مجبور کئے جائیں گے کہ تفصیل حساب دکھائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 مسئلہ ۲۲۱ از لشکر گاہ جنگلور ملک قیسور مسئولہ چودھری محمد حسین بکر قصاب صاحبان مسجد عظیم ۱۰ رمضان ۱۳۳۹ھ
 تا ۲۰ گمیا فرماتے ہیں علامتے دیں اس مسئلہ میں کہ چند آدمی مل کر ایک زمین خرید کر بالاتفاق بنیت وقف اس میں
 مسجد آباد کریں، امام مودن بھی مقرر کریں۔ بارہ سال سب واقفین باہم متفق رہے، نماز جماعت و جمعہ وغیرہ میں
 شریک رہے، مسجد کے لئے اوقات واسطے آمدنی کے بھی خرید کر مسجد کے نام واسطے حاصل کے دے چکے ان
 لوگوں میں سے ایک گروہ بارہ سال بعد مسجد دہرہ بنانے کے باعث ایک اور مسجد بھی فاصلہ بعید سے بنوا ڈالی اور
 دونوں مسجدوں میں شریک رہے حضرات اور خرچہ بھی حاصل اور ذات سے خرچ کرتے رہے، وہ گروہ ۲۵ سال
 ذاتی چند اس دوسری مسجد میں دیتے ہیں اور پہل مسجد کے اوقات بر حال خود جاری ہیں اب یہ لوگ جو جدا ہوئے
 ہیں ان کو پہل مسجد والے حقوق وقف سے علیحدہ تصور کرتے ہیں یعنی کہتے ہیں کہ ہم متولی اپنی رضامندی سے مقرر
 کرتے ہیں، اور دوسری مسجد والے کہتے ہیں ہمارا حق ہے کہ ہم سب ہائف ہیں اور تولیت کا اختیار سب واقفین کو
 ہے، دوسرے گروہ والے کہتے ہیں کہ تمہارا حق بسبب جدا ہونے اور الگ بنوانے مسجد کے نہیں رہا، سو اس
 یہ ہے کہ پہلے واقفین کا حق ساقط ہے یا باقی؟

(۲) متولی کا مقرر کیا مسجد کے لئے ضروریات سے ہے یا نہیں؟

(۳) ایک سے زیادہ متولی مقرر کئے جاسکتے ہیں یا نہیں؟

(۴) جب واقفین میں اختلاف ہو بعض زید کو متولی کریں بعض عمرو کو، تو اکثر ترجیح ہے یا اقل کو اور بر تقدیر

مسئمت کس کو اختیار نصب متولی کا ہے؟

(۵) واقف سے مراد صلح مسجد کا واقع مراد ہے یا آبادی کرنے والا اور عمارت بنانے والا؟

(۶) قوم کو نصب امام و مودن و آبادی مسجد وغیرہ کا اختیار ہے یا واقفین کو؟

(۷) واقفین کے لئے ضرور ہے کہ ہمیشہ عہدہ آمد اور قابض اپنے موقوف پر رہیں کیا بعض چھوٹنے سے حق واقفیت

ساقط ہو جاتا ہے؟ جیتا تو جبروا۔

الجواب

(۱) جب ان سب نے مل کر وہ مسجد بنائی سب اس کے واقف ہوئے جو حقوق کہ واقف کے ہیں سب

کے لئے ہیں ایک فریق کے مسجد بنالینے سے پہلے کا حق زائل نہ ہوا یہ محض ظلم ہے۔

(۲) مسجد کے لئے متولی کا مقرر کرنا کچھ ضرور نہیں البتہ اوقات کے لئے ضروری ہے۔

(۳) متولی متعدد بھی ہو سکتے ہیں وہ سب مل کر کام کریں گے ہر ایک مستقل نہ ہوگا۔

(۴) فقیر اس وقت کتابوں سے دور حالت سفر میں ہے جو یہ پیش نظر نہیں اور ظاہر یہ ہے کہ صورت مذکور میں زید و عمرو دونوں متولی ہو جائیں گے اور بی کر کام کرینگے کہ نصب متولی کی ولایت واقف کو ہے۔ تخیر لا بصار میں ہے۔

ولایۃ نصب القیم الی الواقف لہ
اور وہ سب واقف ہیں اور نصب متولی متجزی نہیں تو ہر ایک کو اختیار کالی ہے تو دونوں متولی ہو جائیں گے
اشباہ والنظائر میں ہے۔

ما ثبت لجماعة فهو بينهم على سبيل الاشتراك
الای مسائل الاول ولایۃ الامکان للصغیر
والصغیرۃ ثابتۃ للادلیۃ علی سبیل الکمال
لکل (الی ان قال) والصابغ اصن الحق
داکان مما لایستجری فانہ یثبت لکل علی
الکمال فالاستحدام فی المذکور مما استحدث

جو چیز جماعت کے لئے ثابت ہو وہ ان سب میں
مشترک طور پر ہوتی ہے سوائے چند مسائل کے جن
میں سے پہلو مسئلہ تالیف و تالیف کے نکاح کی
ولایت کا ہے کہ وہ اولیاء میں سے ہر ایک کے لئے
کامل طور پر ثابت ہوئی ہے (مما حسب الاشباہ کے
اس قول تک کہ ذیاض بطریقہ ہے بیشک جو حق

ناقابل تجزی ہو وہ ہر ایک کے لئے بطور کمال ثابت ہوتا ہے لہذا لو کہ سے حد مت لینے کا حق ناقابل تجزی ہے (۵)
(۵) اصل مسجد زمین ہے تو زمین کا واقعہ اصل مسجد کا واقعہ ہے اور جس نے اس میں عمارت بنا کر

وقت کی وہ بنا کا واقعہ ہے اور بنا اگرچہ وصف ہے اس کے لئے حکم ہے تو وہ بھی وقت مسجد میں شریک ہے۔

(۶) عمارت و مرتبہ مسجد کا اختیار واقفین کو ہے اور انھیں کے امام و مؤذن مقرر کئے ہوئے اولی ہیں مگر

یہ کہ جن کو مقرر کرے وہ شرعاً مرنج ہوں تو انھیں کو ترجیح ہوگی۔ درمختار میں ہے۔

ابانی للصحیح اولی من النجوم بنصب الاصنام و

المؤذن فی المختار الاداعیۃ النجوم

اصلاح میں عینہ ابانی کہ

مطابقت رکھتا ہو۔ (ت)

سہ درمختار شرح تخیر الابصار کتاب الوقف مطبع مجتہائی دہلی ۳۸۹/۱

سہ الاشباہ والنظائر کتاب النکاح الفتن اثانی اداره القرآن کراچی ۲۳۴/۱ ۲۳۶

سہ درمختار کتاب الوقف مطبع مجتہائی دہلی ۳۵۰/۱

(۷) واقعہ کئے وقت پر ہمیشہ قابض رہنا ضروری نہیں بار بار واقعہ دوسرے کو متولی کرتا ہے قبضہ متولی کا رہتا ہے مگر حق واقعہ ساقط نہیں ہوتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مشعلہ ازبکودہ ناگردارہ گجرات مرسلہ دوست علی حال صاحب بہادر صدر انجمن اہلسنت وجماعت
۳ ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ

کیا عرض ہے غلامی دینی اس مسئلہ میں کہ اہلسنت وجماعت کو یہ ہمارے ہے کہ روافضی کو جامع مسجد یا غیر مسجد کا متولی اور متصرف بنائیں اور ان کو اپنے ساتھ نماز میں شریک کریں اور جو مسلمان ایسا کریں ان کے لئے از روئے شرعی حکم ہے، آمین التوجروا۔

الجواب

اہلسنت کی کسی مسجد خصوصاً مسجد جامع کا متولی رافضی کو کرنا شریعت مطہرہ وقرآن عظیم و احادیث صحیحہ و فقہ حنفی کی رو سے اصلاً کسی طرح جائز نہیں سوائے قطعی ہے۔

(۱) یہ روافضی نہ اہل قبلہ میں نہ مسلمان بکوالیقین کفار مرتد ہیں، رد الرافضیہ میں بکثرت کتب معتبرہ حنفی و ثقافت اہلسنت سے ان کے کافر مرتد ہونے کے روشن ثبوت دئے ہیں۔ دائع امام ملک العلماء و قاضی امام طاہر عبد الرشید و شریک انکزام محمد الدین زبیدی و فتاویٰ عالمگیری میں ہے،

وهذا النص قال الصانع في يجوز الصلاة
على صاحب هوى و بدعة ولا تحوز خلف
لرافضى والجهوى والقدرى والمشبهة
ومن يقول مخلى القرآن وحاصله ان كان
هوى لا يكفر به صاحب تجوز الصلاة خلفه
مع الكراهة والادلة في التبيين و
المخلاصة وهو الصحيح هكذا في البدائع
ہے جیسے رافضی وغیرہ مذکور ہیں کہ یہ سب کافر ہیں اس کے چپکے نماز ہوگی ہی نہیں، ایسا ہی تمہیں اتفاقاً
اور فتاویٰ ملا صدیقی ہے اور یہی صحیح ہے ایسا ہی بدائع میں ہے۔ (د)
نیز فتاویٰ خلاصہ و فتاویٰ عالمگیری میں ہے،

(۳) ماسدود اوقاف کا متولی بنانا کیسے عظیم دینی کاموں میں ان سے استعانت ہے اور یہ ان تشریحات علیہ
برکۃ الخیرۃ المؤمنہ میں مذکور ہوتی حرام ہے، قرآن عظیم فرماتا ہے:

تفسیر ارشاد العقل السلیم علامہ ابوسعید عمادی و تفسیر فرحات الہیہ میں ہے :

یعنی مسلمان منع کئے گئے کافروں کی دوستی سے
خواہ وہ درشتہ داری کے سبب ہو یا اسلام سے
پہلے کے یا رانے خواہ یاری اور میل جول کے اور کسی
سبب سے اور منع کئے گئے اس سے کہ جہاد یا

(۳) عقیل و ابن جہاں وغیرہا کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

سَيَأْتِي قَوْمٌ لَّهُمْ نَبِيٌّ قَالَ الرَّاغِصَةُ لَا يَشْهَدُونَ
جَمْعَةً وَلَا حِجَابَةً وَيُطْعَمُونَ عَلَى الْمَسَلَفِ
فَلَا تَجَالَسُوا

عنقریب کے لوگ آئیں گے ان کا ایک بد لقب ہوگا
انھیں راغیصی کہا جائے گا نہ جمعہ میں حاضر ہوں گے
نہ حجاب میں اور ملت صاف کو بُرا کہیں گے تم ان
کے پاس نہ بیٹھنا نہ ان کے ساتھ کھانا پینا۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے :

از مجالسة الاعیاس تحوالی غایة البواس
و نهایة المختار یجی

اس لئے کہ غیروں کے پاس بیٹھا حد درجہ کی بربادی
اور انتہا درجہ کے نقصان کی طرف کھینچ لے جاتا ہے۔
جب ان کے پاس بیٹھنا بڑی بربادی ہے تو انہیں مساجد و اوقاف کا متولی کرنا کس درجہ کس قدر
عظیم تباہی ہے۔

(۵) مسلمانوں کا ایسا عظیم کام اس کے سرورج کرنے میں اسے رازدار و خفیہ کار بنانا ہے اور یہ عوام ہے۔

۱۹۹۹/۴ القرآن الکریم
 ۲۰۰۰/۳ تحت آیہ ۲۸ وارجاء التراث العربیہ
 ۲۰۰۱/۱ الفتوحات الاثنیۃ الشہیر بالکمل مصطفیٰ البانی مصر
 ۲۰۰۲/۱ سلسلۃ الفتاویٰ، حدیث ۲۵۴، دار فکر لکتاب الاسلامیہ لاہور/۱۶۱ و التصفیاء لکبریہ، حدیث ۱۵۳
 ۲۰۰۳/۱ سیرۃ مرقاة المفاتیح کتاب الایمان تحت حدیث ۱۰۸ المکتبۃ النجفیہ کوسٹہ

اللہ عزوجل فرماتا ہے :

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوا وَلَمْ يَعْلَمْ اللّٰهُ الَّذِيْنَ
جَاهَدُوْا عَنْكُمْ وَلَمْ يُتَخَذْ وَاَمِنْ دَوْلَتِ اَعْلٰهٖ
لَا رَسُوْلَهٗ وَلَا اَلْوَثٰقِيْنَ وَلِيَجْعَلَ مَا وَاَللّٰهُ
خَبِيْرٌ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝

تفسیر کبیر میں ہے :

یٰٰہی اللہ تعالیٰ المؤمنین ان متحد و ایطاعت
من غیر المؤمنین فیکون ذلک فہیما صحت
حسیم الکفار ، و صایونکذ ذلک انہ قیل
لعمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر ہما سرجل من
اہل الخیرۃ لعمیرانی لا یمرن اقوی حفظا
ولا احسن حطامہ ، فان مرایت ان
تتخذ لا کاتباً فامتنع عمر صحت ذلک
وقال اد اتخذت بطاعة من غیر المؤمنین ۝

تفسیر باب التاویل وغیرہ پارہ ۶ میں ہے :

مرودی ان اباموسی الاشعری رضی اللہ تعالیٰ
عہ قال قلت لعمیر بن خطاب رضی اللہ
تعالیٰ عنہ امت لی کاتباً تصروا نسیا
فقال مالک ولہ قالک اللہ الا اتخذت
حیثما یلعن مسلماً اما سمعت قول اللہ

کیا اس گنہگار میں ہو کہ یونہی چھوڑ دے جاؤ گے اور
ابھی وہ لوگ علانیہ ظاہر ہوئے جو تم میں سے راد خدا
میں پوری کوشش کریں اور اللہ و رسول و مسلمان کے
سوا کسی کو اپنا راز دار و ذلیل کار نہ بنائیں اور اللہ
تمہارے کاموں سے خبردار ہے ۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو منع فرمایا کہ غیر مسلم کو
اپنا راز دار نہ بناؤ تو یہ تمام کفار سے ممانعت سے
اور تا یہ اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ امیر المؤمنین
عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی گئی کہ شہر حیرہ میں
ایک نصرانی ہے اس کا سامعہ حفظہ اور عمدہ حد
کن کا معیار نہیں جسور کی داسے ہو تو ہم اسے محرم
بنالیں ، امیر المؤمنین نے اسے قبول نہ فرمایا اور ارشاد
فرمایا کہ ایسا ہو تو میں غیر مسلم کو راز دار بنانے والا
سمجھوں گا ۔

یعنی ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرودی
ہوا کہ میں نے امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم سے عرض کی
میرا ایک محرم نصرانی ہے ، فرمایا تمہیں اس سے کیا
علاقہ خدام سے مجھے کیوں نہ کسی کھرے مسلمان کو
محرم بنایا کیا تم نے یہ ارشاد ہی نہ سنا کہ اے ایمان والا

لہ القرآن الکریم ۱۶/۹

لہ مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت آیت ۱۸/۳ المطبعة البیة المصریة مصر ۸/۲۱۰

عز وجل يا ايها الذين آمنوا لا تتخذوا اليهود
والنصارى اولياء قلتم له ديه ولى كآبته
قال لا اكرمهم اذ اهانهم الله ولا اعزهم
اذا دالهم الله ولا اديهم اذ ابعدهم الله
قلت لا يتم امر ابصيرة لآبه فقال ما مت
النصارى والاسلام يعنى هب آبه مات فاقصم
بعد فما تعمل بعد موته فاعلمه الامت
و استعن عنه لغيره من المسلمين

میرود نصاری کو یہ دہ بناؤ، میں نے عرض کی اس کا
دین اس کے لئے ہے مجھے اس کی خبری سے کام ہے
فرمایا میں کافروں کو گرائی نہ کروں گا جبکہ انھیں اللہ
نے تیار کیا، نہ انھیں عزت دوں گا جب کہ اللہ نے
انھیں ذلیل کیا، نہ ان کو قرب دوں گا جب کہ
اللہ نے انھیں دور کیا۔ میں نے عرض کی بصرہ کا کیا
سے اس کے پورا نہ ہو گا فرمایا مر گیا نصرانی، یعنی
فرض کر لو کہ وہ مر گیا اس کے بعد کیا کر دے جو جب کہ
اب کو داد کسی مسلمان کو مقرر کر کے اس کے بدلے پراہو جاؤ

شرح سیر کبیر پھر رد المحتار علی الدر المختار میں ہے،

به نأخذ فان الوالى ممنوع من امت يتخذ
كاتباً من غير المسلمين لقوله تعالى لا تتخذوا
بطانة من دونه

ہم امیر المؤمنین کے اسی ارشاد پر فتویٰ دیتے ہیں مشک
والی کو جائز نہیں کہ کسی کافر کو محرر بنائے کہ اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے اپنے سرور کو راہ دہ نہ بناؤ

سبحن اللہ! جب ان کو محرر تک بنانا جائز و خلاف قرآن عظیم ہے تو مساجد مسلمین ان کے ہاتھ میں پھر کرنا
اور اتنا عظیم منصب دینا کس درجہ سخت حرام ہو نا لازم۔

(۶) متولی کرنا حرام ہے مگر اسے کراہین وغیر خواہ ہو، یہاں تک کہ خود واقف پر اگر اطمینان نہ ہو وقت سے
اسے باہر نکال دینا واجب ہے۔ اسماحت فی حکم الاوقاف میں ہے،

لا یولی الا امین لان الولاية مقيدة بشروط
النظر وليس من النظر تولية الخائن لانه
يخل بالمتصو

متولی نہ کیا جائے مگر جس پر پورا اطمینان ہو کہ تولیت
میں وقت کا فائدہ دیکھنے کی شرط ہے، درجس پر
اطمینان نہ ہو اس کا متولی کرنا رعاست فائدہ سے کوئی
فائدہ نہیں رکھتا کہ وہ اصل مقصود میں خلل ڈالتا ہے۔

لے باب التویل فی معانی التزیل (تفسیر الخازن) تحت آیت ۵/۵۱ مصطفیٰ البانی مصر ۶۲-۶۳
کے رد المحتار کتاب الزکوٰۃ باب العاشر وار احوال التراث العربی بروک
کے رد المحتار بحوالہ الاسماحت فی حکم الاوقاف کتاب الوقف " " " ۳۸۵/۲

فتاویٰ رازیدہ و درود و نذر و تنویر الابصار و در مختار و غیرہ میں ہے،

یروع وجوباً لوانواقف فغیرہ اولیٰ
یعنی اگر خود واقف قابل اطمینان نہ ہو تو اسے
غیر عا مونیٰ نکال دینا واجب، پھر دوسرے کا کیا ذکر

اور قرآن عظیم شہد ہے کہ غیر مسلم ہرگز کسی معاملہ کا خیر خواہ نہ ہوگا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

یا ایہ الذین آمنوا لاتتخذوا بطانة من دونکم
لا یلوا نونکم ممالک و دوا ما عنکم قد بدلت البغضاء
من اخواہم و ما تحفی صدورہم اکبر قد
بینا انکم الایت المست کتم تعقلون
اسے ایمان والو اپنے خیروں سے کسی کو راز دار
نہ بناؤ وہ تمہاری بدخواہی میں کمی نہ کریں گے ان کی
دلی تمنا ہے تمہارا مشقت میں پڑنا، دشمنی ان کے
موتوں سے ظاہر ہو چکی ہے اور جو ان کے سینوں
میں دبی ہے وہ بڑی ہے، ہم نے تمہارے سامنے فتائیاں صاف بیان دیا دیں اگر تمہیں عقل ہو

(۷) تنویر الابصار و غیرہ متون میں ہے، العاشر حر مسئلہ یعنی عشر تحصیل کفر نیوالے کی تعریف میں لکھتا
اور مسلمان ہونا داخل ہے۔ غایۃ البیان امام اتعالیٰ شرح جلیہ و بحر الرائق شرح کثر الدقائق و در المختار علی الدر المختار
میں ہے،

لا یصلح ان یكون کافر الا ان لا ینبغی
الاسلم بالایۃ
جس تفسیر ملتہ و سی کا ذکر مقرر کرنا باطل محض ہے
کہ نبض قرآن اسے کسی مسلم ہر کوئی اختیار نہیں
مل سکتا۔

عشر لینے والا راستوں پر مقرر کیا جاتا ہے کہ تاجروں سے عشر تحویلے، راہ کی حفاظت کرے، جیسے
بہ تشبیہ یہاں چوٹی کا محور اور راستوں کی چوکی کا پولیس میں۔ جب اتنی خیف و نیوی خدمت پر انہیں
مقرر کرنا اصلاً درست نہیں تو ایسے عظیم دینی کام پر تعزیر کیہ کر سکتیں۔
(۸) جرم صریح تصریحیں لیجئے، در مختار میں ہے،

بہذا یصلح حرمة تولیۃ الیہود و علی
الاعمال
یہاں سے معلوم ہوا کہ اسلامی کاموں پر یہودی (یعنی
کسی کافر) کا متولی کرنا حرام ہے۔

| | | | |
|-------|------------------------------|-------------|------|
| ۳۸۲/۱ | مطبع مجتہبی دہلی | کتاب الوقت | ۱۸۸۳ |
| ۱۲۶/۱ | باب العاشر مطبع مجتہبی دہلی | کتاب الزکوة | ۱۸۸۳ |
| ۲۸۶/۲ | در احیاء التراث العربی بیروت | " | " |
| ۱۳۶/۱ | مطبع مجتہبی دہلی | " | " |

بحر الرائی درو المختار میں ہے :

لا شك في حرمه ذلك

شامی میں ہے :

ای لا شك في ذلك قطعيه وقد نصوا على
حرمة تعظيمة

شرح بلایہ علی الدرر پھر رد المختار میں ہے :

علوم مذکورہ لا حرمة قولیة الفسقة فضلا
عن اليهود والكفرة

اس کے حرام ہونے میں کوئی شک نہیں۔

یعنی اس لئے کہ اس میں اس کی تعظیم ہے اور بیشک
انہ دین نے تصریحیں فرمائیں کہ کافر کی تعظیم حرام ہے۔

یعنی جو کچھ ہم نے ذکر کیا اس سے معلوم ہوا کہ فاسقوں
کو متولی کرنا حرام ہے چہ جائیکہ یہودی و دیگر کفار۔

(۹) تمام عبادات وہ کی کر یہاں تک مذکور ہوئے مطلقاً برکافر میں ہیں اگرچہ کافر ذمی ہو جو سلطنت اسلامیہ
میں فرمانبردار و جزیرہ گزار ہو کر رہتا ہے اور اکثر معاملات میں اس کا حکم مسلمانوں کا سا رکھا گیا ہے نہ کہ حربی جس سے
انقطاع کلی کا حکم ہے اور انہیں سے کربھی دارالاسلام میں سال بھر تک رہ ہی نہیں سکتا کہ مرتد جسے سلطان اسلام
فورا قتل کرے گا اور اگر غور کے لئے مہلت ملے تین دن کی مہلت دے گا اور ان میں بھی قید ہی رکھے گا مگر
کس وقت کرے گا۔ تنویر الابصار میں ہے :

لا یمن حربی متامن فیما سبنة

حربی مستامن چار سے درمیان ایک سال نہیں
ٹھہر سکتا۔ (د ت)

رد المختار میں ہے :

من امتد عمره الحاكم عليه
الاسلام ونكشف شبهته ويحبس وجوبا
ثلثة ايام امت طلب المهلة والاقتل
من ساعته الا اذا مرجح

جو مرتد ہو جائے حاکم اس پر اسلام پیش کرے گا
اور اس کے شبہ کا ازالہ کرے گا اگر وہ مہلت طلب
کرے تو لازمی طور پر تین دن قید رکھا جائے گا ورنہ
حاکم اسلام اسی وقت اس کو قتل کر دے گا سوائے

| | | | | |
|-------|-------------------------------|----------------------|-------------|------------------------------|
| ۳۸/۲ | دار احیاء التراث العربی بیروت | باب العاشر | کتاب الزکوة | رد المختار |
| " | " | " | " | " |
| " | " | " | " | " |
| ۳۴۶/۱ | مطبع مجتہدی دہلی | فصل فی امتیان الکافر | کتاب الجہاد | نکھ در مختار شرح تنویر ابصار |

اسلامہ بدل العریضہ

اس کے کہ اس کے اسلام کی امید ہو، بدائع۔ (د ت)

بجاء رد المحتار يشترط لصحة بلوغه وعقله لاحرته واسلامه صراحة (بسمت اوليت
نے نے بلوغ اور عقل شرط ہے حریت اور صراحتاً مسلمان ہونا شرط نہیں۔ ت، خاص در بارہ ذمی ہے یعنی
متوں پر نیکو کے لئے اسلام شرط نہیں کہ کافر ذمی بھی اگر متولی کیا جائے گا ہو جائے گا نہ یہ کہ کوئی کافر کیسا ہی ہو
متولی ہو سکتا ہے، اس عبارت کے متصل ہی خود اس میں اس کی سند یہ لکھی،

لنا في الاسماء لو ادعى الى صبي متطل في القياس مطلق وفي الاستحسان هو باطله مادام صغيرا ولو كان عبداً يجوز قياساً واستحساناً، ثم الذمى في الحكم كالعبد فلو اخرجهم القاصي ثم عتق العبد واسلم الذمى لا يعود اليهما اذ يعود نحوه في النهي

یعنی اسلام شرط نہ ہونے کی سند وہ ہے جو اسماوات میں فرمایا کہ اگر کسی نامائع خود صبی کیا تو قیاس میں مطلقاً باطل ہے۔ اور استحسان یہ ہے کہ اس نے نامائع رہنے تک باطل ہے اور اگر غلام ہو تو قیاس استحسان دونوں میں صحیح ہے اور حکم میں ذمی مثل غلام ہے پھر اگر حاکم نے انہیں وصایت سے نکال دیا اور اس کے بعد خود آزاد ہو اور ذمی اسلام لے آیا خود صبی ہو جائیئے یہ عریض ہے اور اسی کے مثل نہیں

فتاویٰ عالمگیری میں ہے

لا يشترط المحسنة والاسلام لصحة لعماد في الاسماء ولو كان عبداً يجوز قياساً واستحساناً والذمى في الحكم كالعبد فلو اخرجهم القاصي ثم عتق العبد واسلم الذمى لا يعود اليهما اذ يعود اليراق

یعنی متولی بنی سلف کے لئے آزادی و اسلام اس سند سے شرط نہیں کہ اسماوات میں فرمایا کہ اگر غلام ہو تو قیاس و استحسان دونوں میں اس کی وصایت ممکن ہے اور حکم میں ذمی بھی غلام کے مثل ہے اور اگر قاصی نے انہیں نکال دیا پھر غلام آزاد ہو اور ذمی مسلمان ہو تو اس سے وصایت ان کی طرف عود نہ کر آئے گی، ایسا ہی بخلافی میں ہے۔

دیکھو صراحتاً کلام کافر ذمی میں ہے اور مرتبہ ہرگز اس کی مثل نہیں وہ سب کافروں سے بدتر ہے۔

سہ در مختار کتاب الجہاد باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۵۶/۱ - ۲۵۵

سہ رد المحتار کتاب الوقف دار اعیان نثر اث العربیہ بیروت ۲/۲۸۵

سہ فتاویٰ ہندیہ کتاب الوقف ابواب الخامس فرانی کتب خانہ پیشاور ۲/۴۰۶

اشباہ والنظائر میں ہے :

المبدأ اقبہ کہ امن الکافر الاصلیٰ یعنی مرتد کفر میں کافر اصلی سے بدتر ہے۔
شرط اسلام نہ ہونے کے لئے ایک قسم کے کافر کا کسی ایک صورت میں متولی ہی سکنا کافی ہے نہ کہ
شرطیت اسلام جسبی نہ ہوگی کہ ہر قسم کا کافر متولی ہی کے مگر کلمہ علی ونا فہی عجب چیز ہے پھر صحت کے لئے شرط
نہ ہونے سے اتنا ہی قہر والہ بن سکنا محتمل ہے نہ یہ کہ اسے متولی بنانا جائز و حلال ہے۔ ابھی ابھی اسی رد المحتار
و دیگر معتدات سے صاف تصریحیں گزریں کہ کسی کافر کو متولی بنانا مطلقاً حرام ہے اور اسی میں کلام ہے۔ جو
امر ہمارے دین میں حرام ہے اسے رواد کھنا صریحاً یہی دست اندازی و بدخواہی اسلام ہے۔

(۱۰) پھر یہ بھی اس حالت میں ہے کہ اس کے وہ صرف نگہداشت یا ضروری اشیاء کی خرید و فروخت
حساب کی ٹکٹ پر دست ہو کسی مسلمان پر اسے کوئی اختیار نہ دیا گیا ہو اس صورت میں متولی گرہ ہو سکے گا مگر
کرنا حرام ہے۔ رد المحتار کی عبارت مذکور عامی صورت سے متعلق ہے اور اگر اسے کوئی اختیار دیا جائے مثلاً
امام یا مؤذن یا فراش یا اور کسی ملازم کی موقوفی یا بحال یا اضافہ یا کمی یا رخصت یا معطل میں کچھ دخل جب
تو اس کی قبولیت نہ صرف حرام بلکہ باطل محض ہے۔ ہر کس کی یہی حد ہے کہ ابھی اسی رد المحتار و بحر ارائی و
غایۃ البیان سے گزرا اور انہیں کتابوں میں اس پر اس کی یہ کیر سے دلیل ملے۔

لن يجعل الله للكفریت علی المؤمنین سبیلاً یعنی شریعت الیہ ہرگز کسی کافر کو کسی مسلمان پر
کوئی اختیار نہ دے گی

بالجملہ رافضی کو مسجد خواہ کسی وقت کا ذی اختیار متولی کرنا جس سے کسی مسلمان ملازم وغیرہ پر سے کوئی اختیار
سٹے یہ تو ممکن ہی نہیں اگر کیا جائے نہ ہو سکے گا اور اس کی قبولیت باطل محض ہوگی اور محض بے اختیار متولی
کیا جائے یہ بھی کم از کم قطعاً حرام اور نہ یہی دست اندازی و بدخواہی اسلام ہے۔ بفرض غلط اگر رافضی کافر
نہ بھی ہوتا تو مجروح فاسق علی سے تو یقیناً بدتر ہے کہ انہیں علیہ فی الغنیہ شرح الغنیہ، اور ابھی شریعتیہ رد المحتار
سے گزرا کہ فاسق کا متولی کرنا بھی حرام ہے۔ یہ ہے مسئلہ کی تحقیق و بالہ التوفیق۔

(۱۱) روافض کو اپنے ساتھ نماز میں شریک کرنا ہرگز جائز نہیں کہ جب وہ شرعاً مسلمان ہی نہیں تو وہ
نہ اہل عبادت ہیں نہ ان کی نماز نماز کہ عبادت کی پہلی شرط اسلام ہے اور جب ان کی نماز باطل محض ہے

تو انہیں شریک کرنا صفت کا قطع کرنا ہوگا کہ غیر نمازی صفت میں کھڑا ہے اور صفت کا قطع کرنا حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من قطع صفاً قطعہ اللہ - ۱۳۵
جو کسی صفت کو قطع کرے اللہ اسے قطع کر دے اس
النسائی والحاکم عن ابن عمر رضی اللہ
عہما بسند صحیح -
تعالیٰ عنہما سے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

رفعیوں کے ہمارے ہیں حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تخریج عقل و
ابن حبان گزری اس کی روایت ابن حبان میں ہے۔

ولا تصلوا علیہم ولا تصلوا علیہم لآ
نذر افسیوں کے جنازے کی نماز پڑھو نہ رافضی کے
ساتھ نماز پڑھو۔

(۱۲) جو لوگ ان احکام شرعیہ کی مخالفت کریں رافضی کو متولی بنائیں یا اسے نماز میں داخل کریں
مراختہ شریعت کے بدلنے والے اور احکام الہی کے خلاف چلنے والے اور مستحق تعزیر شدید و عذاب دیدہ
میں یہ بھی جب کہ ان روافض کے متنازعہ مطیع سرکار انہیں کا ذمہ نہیں اور راہ نبیائت نفس اپنے کسی دینی
معلقہ کے سبب ان امور کے ترکیب ہوں وہ ایسی حالت میں ہیں مسلمان جہاں تو خود ہرگز مسلمان
نہ رہیں گے۔ براریہ و ذخیرۃ العقبۃ و مجمع الہدیۃ و ذخیرۃ الخیر میں ہے۔

من شک فی عذابہ و کفر لا یعد کفریۃ
جہاں کے مذاہب اور کفر میں شک کرے خود
کافر ہے۔ والیاذ باللہ تعالیٰ۔

تبصرہ: یہ احکام کہ ہم نے لکھے یعنی مسجد خراہ کسی وقت کا ادنیٰ ذی اختیار متولی اصلاً نہ ہو سکتا اور
غیر ذی اختیار متولی کرنا بھی حرام ہونا اور اسلامی کام میں انہیں دخل دینا باطل و مردود ہونا اور نماز
میں انہیں داخل کرنے کی تحریم اور یہ کہ ان کی نماز نماز نہیں، یہ فرضی جملہ احکام ارتداد کے ان کے تمام اعمال
حبط اور ان کے نکاح باطل و فسخ، اور یہ کہ جہاں بھر میں کسی سے ایسے عقیدہ کے مروی یا طورست کا نکاح،

نہیں ہو سکتا نہ مسلمان سے نہ کافر سے نہ مرتد سے، جس سے ہو گا زمانے محض ہوگا، اور یہ کہ وہ اپنے
کسی مورث کے اصلاً وارث نہیں ہو سکتے اگرچہ ان کا باپ یا بیٹا ہو اور یہ کہ انہیں کسی بالغ یا نابالغ

لے سنن النسائی کتاب الامارۃ والجماعۃ باب من وصل صفاً فر محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱/۱۳۱
لے کنز العمال بحوالہ ابن النجار عن انس الحدیث ۲۹-۳۲۵۲۸ موسستہ الرسالہ لریثہ ۱۲/۵۴۰

لے در مختار باب المرتد مطبع مجتبیٰ دہلی ۳۵۶/۱

پر اگرچہ ان کی اولاد ہو کوئی ولایت نکاح وغیرہ کی نہیں ہو سکتی اور یہ کہ ان سے میل جول حرام اور یہ کہ ان کی حیات یا موت میں کوئی اسلامی برتاؤ ان سے حرام۔ یہ تمام احکام نہ صرف ان را فضیوں بلکہ ان جمیع فریق و اشخاص کے لئے ہیں جو باوصف کلمہ گوئی اپنے کسی عقیدہ یا عمل میں کفر رکھتے ہیں جیسے ہر قسم کے وہابی اور نچری اور قادیانی اور چکرالوی اور حلولی یا اتحادیکنے والے جیسے صوفی اور اب سب سے نئے اکثر گمراہ صوفی کہ یہ سب مرتدین ہیں اور ان سب پر وہی احکام جیسا کہ علمائے حرمین طیبین کے دونوں مشہور فتاویٰ الحرمین وحمام الحرمین وغیرہما اور الحجۃ المومنین سے ظاہر ہے۔

واللہ یعول الحق وھو یھدک
السبیل وحسبنا اللہ ونعسم الوکیل۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔

اللہ تعالیٰ حق ارشاد فرماتا ہے اور وہی سیدھے راستے کی ہدایت دیتا ہے اور ہمیں اللہ تعالیٰ کافی ہے اور کیا ہی اچھا کارساز ہے۔ واللہ

تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۲۹ از پستی بحیثیت مرسلہ جناب مولانا محمدت سورتی دام فیضہ ۱۹ صفر ۱۳۲۸ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے ایک موضع دقتی پانچ برس کو ممبران انجمن اسلامیہ سے ایک توفیر معین پر ٹیکہ کیا، علاوہ ستر اند ٹیکہ کے ایک درجہ ست ٹیکہ دار بنے بعد ایک سال کے اس مضمون کی وی کہ چونکہ انجمن کے ممبر و قیرہ زائد از پانچ سال کہ ٹیکہ بٹھانا نہیں دے سکتے لہذا بغرض کارگزاری آئندہ مجھ سے معاہدہ تحریری کرالیا جائے کہ آئندہ پانچ برس کو بھی ٹیکہ ٹھیکہ کر دیا جائے، چنانچہ معاہدہ تحریری و شعلی کر لیا گیا کہ اگر سامیان موضع کو ٹیکہ دار و رضا مند رکھے گا اور باغ کی توفیر زیادہ کرے گا اور محفلت کرے گا تو آئندہ کو بھی اسی توفیر پر دیا جاسکتا ہے مگر توفیر باغ کی بدستور رہی اور سامیان راضی نہیں، پس ایسی صورت میں اراکین انجمن کو پابندی لازم ہے یا نہیں، باینہم کہ اور اشخاص کی درخواستیں ٹیکہ جدید کی زائد از سابق موجود ہیں جس میں مسیحہ و مدرسہ کا نفع ظاہر ہے، علاوہ ازیں اگر ٹیکہ والے سابق نے پابندی معاہدہ کی موافقت کی ہو یعنی سامیان دیرہ کو راضی رکھنے کا اہتمام کیا ہو اور باغ کی توفیر کی زیادتی میں سعی کی ہو مگر اتفاق سے ان کی رضامندی نہ ہو سکی اور توفیر میں ترقی نہ ہو سکی تو کیا ایسی صورت میں معاہدہ کی پابندی اراکین انجمن اسلامیکہ لازم ہوگی اور اس کو اسی توفیر پر ٹیکہ دینا جائز ہے کہ مسجد و مدرسہ کا نقصان ہو۔ بیشوا و قبح ودا۔

الجواب

اراکین پر اس معاہدہ کی پابندی نہ صرف غیر ضروری بلکہ محض ناجائز و ممنوع و گناہ ہے وہ معاہدہ

مخص باطل و شرعاً مردود و ناروا تھا اور باطل کا حق یہ ہے کہ مٹایا جائے نہ کہ پابندی ہو، دیہات کا ٹھیکہ جس طرح ہندوستان میں رائج ہے یا جہاں مذاہب اور بعد باطل و ناجائز ہے، اس ٹھیکہ میں زمین تو اجارہ مزارعین میں ہوتی ہے اور توفیر آئندہ کا ٹھیکہ دیا جاتا ہے اور یہ حرام ہے عقد اجارہ شرع نے منافع کے لئے رکھا ہے نہ عین کے لئے، منفعت جیسے مکان میں رہنا گھر کے پرچرٹھا اور عین جیسے روپیہ نقد پھل وغیرہ، تو جو اجارہ استہکک عین پر واقع ہو مردود و باطل ہے،

الما خصمه الشرع كالجارية الصريح للامس صباع
فانما هو اللبس واللبس عين كلف و مرد
الشرع بما حثها على خلاف الاصل فيقتصر
على مورد ۱۰

مگر جس کو شرع نے مخصص کر دیا ہو جیسے دودھ پلانے کے لئے کوئی دودھ والا جانور اجرت پر لیا کیونکہ یہ اجارہ دودھ پر واقع ہو اور دودھ عین ہے لیکن شرع خلاف قیاس اس کی اجازت پر وارد ہے

لہذا یہ حکم اپنے مورد پر بندر ہے گا (نت)

فتاویٰ خیر و عقود الدریہ و درختہ و رد المحتار وغیرہ میں اس کی تصریح ہے اور فتاویٰ فقیر میں اس کی کامل تفصیل و تنقیح۔ اور اگر اس سے قطع نظر ہی کریں تو اولاً در اکین کی وہ تحریر صرف ایک وعدہ تھی اور وفاسہ وعدہ پر جبر نہیں کما فی الامت دو الہدیۃ و ید علیٰ حبیبہ کہ، سندہ اور ہندیہ وغیرہ میں ہے۔ (نت)

ثانیاً وہ وعدہ بھی لفظی شراعت کے ساتھ تھا جو حلف کے اثر کو بھی باطل کر دیتا ہے۔ ثالثاً در اکین کو کوئی اختیار نہ تھا نہ ہے کہ وقف کے نقصان کا وعدہ کر لیں اور اپنے وعدہ کے نباہ کے لئے وقف کا فتنہ کھولیں۔

بالجملہ وہ تحریر تو مخص مہمل اور یہ رائج ٹھیکہ باطل و حرام ہے در اکین کو چاہئے کہ دیہات میں جس وقت سال تمام ہوتا ہے اس وقت نظر کریں کہ بعض مراعات سے پڑ کی میعاد باقی ہے یا سب ک ختم ہو گئی یا کل یا بعض ایسے میں جن سے کسی میعاد معین کا معاہدہ نہ ہوا سال بسال زراعت کرتے اور اجرت دیتے ہیں، یہ تین صورتیں ہیں۔ صورت دوم میں تو طرہ ہے کہ زمین دیہہ اجارہ سے پاک و خالص ہو گئی، اور صورت سوم میں تمام مزارعوں کو اطلاع دے دیں کہ سال آئندہ زمین ہماری طرف سے تم کو اجارہ میں نہ دی جائے گی بلکہ ہم کل زمین دیہہ فلاح مستاجر کو اجارہ دیں گے اس کی طرف سے تم کو بدستور اجارہ ملے گی جس سے تمہارے معمول میں فرق نہ آئے گا یوں زمین دیہہ خالص ہو جائے گی، صورت اول میں البتہ وقت ہے اس کا علاج یہ ہے کہ جس جس کی میعاد باقی ہے اسے بلا کر کھایا جائے

کہ ہم صحت شرعی کے لئے یہ کارروائی کرتے ہیں جس کا کوئی اثر تمہارے خلاف نہ پڑے گا تم ذبانی کہہ دو کہ ہم نے لقیہ مینداد کے اجارہ زمین سے دست برداری کی اس سے تمہیں ضرر نہ ہوگا زمین بدستور تمہیں کو ملے گی کاغذی عملہ آمد میں تبدیل نہ ہوگی شرعی طور پر سال آئندہ سے ہمارے بدلے فلاں مستاجر سے تم کو زمین اجارہ میں ملے گی جب وہ اس پر راضی ہو کر شیخ اجارہ کر دیں تو تمام زمین خالص ہو جائے گی بعد مستاجر سے کہہ جاؤ کہ ہم نے اس تمام دیہہ کی زمین پانچ برس کے لئے فی سال اتنے روپے کے عوض تمہارے اجارہ میں دی وہ قبول کرے یہ قطعہ صحیح و جائز شرعی ہوگا اور زمینیکہ وقف کے لئے حلال ہوگا جو یہ مستاجر کے لئے حلال ہوگا ورنہ طرفین گنہگار اور شہیت کم ہوئی تو اصل منافع موجودہ سے جتنا زائد آئے گا وقف کے لئے حرام ہوگا وہ بلکہ مستاجر ہے اور شہیت زیادہ ہو تو جتنا ہی وہ مستاجر کے لئے حرام ہوگا وہ مال وقف ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ مستور ظہور الدین صاحب وکیل بریلی محلہ خواجہ قطب ۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۲۴۴ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ ایک مسجد کی تعمیر زیر تجویز ہے جس کی نوپری منزل پر تعمیر ہونا قرار پایا ہے لیکن مٹی کو بیع ماننے اور اس کا ٹیکہ بیع قائم کرنے میں ایک جزو مکان دوسرے شخص کا بھی آتا ہے یہ جزو ایک چھوٹے سے مشلت کی شکل میں ہے یہ شخص مالک مکان اس مشلت کو وقف کرنے کو تیار ہے لیکن یہ کہتا ہے کہ تعمیر مسجد جو اوپر سنے گی نیچے کے قطعہ مشلت کو اس کو وادی طور پر کرایہ یا چائنٹی پردے دیا جائے تاکہ وہ شخص اس پر تعمیر نیچے بیچ کر لے اس کا یہ خیال ہے کہ میرا مکان جو مشلت قطعہ دینے سے کوٹھا ٹوٹ کر ناقص ہو جائے گا پھر نیچے بیچے کو نئے کی تعمیر کرنے سے درست ہے زمین موقوفہ رہے گی اور اس کا کرایہ وہ ادا کیا کرے گا۔ ذیل میں ایک نقشہ بغرض مہولت فہم بنا دیا گیا ہے جس میں (اب) ج سے اراضی استغنا طلب دکھائی ہے آیا بعد وقف کے اس کو اراضی اس طرہ سے کرایہ پر دینا جائز ہے یا نہیں کرایہ ضرور مسجد میں صرف ہوگا۔ نقشہ یہ ہے،



الجواب

وہ شخص اپنا خاص جہز و مکان اس مسجد کے نام وقف کرے اور وقف نامہ رجسٹری کرادے پھر معارف مسجد کے لئے یہ خاص ٹکڑا اس شخص کو اجرت مثل پر اجارہ میں دیا جائے اور ہر تہی سال کے بعد کرایہ نامہ کی تجدید کی جائے، اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ وقف کرے وقت وقف نامہ میں متولی مسجد کو یہ اجازت لکھ دے کہ یہ خاص ٹکڑا زیادہ مدت کے لئے بھی مجھ کو اجارہ میں دیا جائے اس صورت میں تین سال کی قید رہے گی مگر وقف کیلئے زیادہ احتیاط اسی پہلی صورت میں ہے، درختاریں ہے،

یو اعی شرط الواقف فی اجارہ فلو اھمل
الواقف مدتها قیل تطلق الزیادة للقیم و
قیل نقید بسنة مطلقا، و بها ای بالسنة
یفق فی الدار و بثلاث سنین فی الارض
الا ذاکات المصدحة بخلاف ذلك لی
واللہ تعالی اعلم۔

وقف کے اجارہ میں شرط واقف کو ملحوظ رکھا جائیگا
اگر واقف نے مدت اجارہ کا تعین نہیں کیا تو ایک
قول یہ ہے کہ متولی کے لئے زیادتی کی اجازت مطلق
رکھی جائے گی اور ایک قول یہ ہے کہ ایک سال
کے ساتھ معین ہوگی اور ایک سال کی مدت پر ہی
فرقی دیا جائے گا مکان کے بارے میں اور تین سال

کی مدت پر فرقی دیا جائے گا زمین کے بارے میں سوائے اس کے کہ مصلحت اس کے خلاف میں ہو۔ واللہ
تعالی اعلم (دست)

مسئلہ ۳۲۰ از سہیلی بحیث محلہ لکھنؤ مرسلہ حمید الدین خان صاحب کارندہ اکبری بیگم ۶ رمضان مبارک ۱۳۲۰
قبلہ وہاں و کتبہ دیں و ایمان دامت برکاتہم بعد قضاے قدس موسیٰ ماضی، بی بی صاحبہ نے جائداد
وقف کی ہے وارث سے اندیشہ ہے کہ بعد وفات غصہ کو اگر قبضہ یا مکان کریں حضور سے دریافت کیا کہ
یہ تحریر شرعاً درست ہے اگر اس میں کوئی شک ہے تو دوسرا کاغذ رجسٹری کرادیا جائے، وقف نامہ صحیح
کے اسٹامپ پر تحریر ہے اس کی نقل واسطے ملا خطہ اقدس ار سال خدمت ہے جس وقت حضور کا جواب
آئے گا تب داخل خارج کہ درخواست دی جائے گی بی بی صاحبہ نے اپنی دوسری جائداد سے حضور ارشاد کو
دے دیا ہے یہ جائداد وقف کی ہے۔

خطہ صدہ وقت نامہ : میں اکبری بیگم فارسی خواندہ بنت عبدالرشید خان مرحوم ساکنہ سہیلی بحیث
محلہ لکھنؤ بحالت صحت نفس و ثبات عقل اپنی خوشی سے اس وقت اپنی جائداد حسبہ اللہ واسطے معارف

خیر اطعام مساکین و پارچہ سیراؤ گرانے مساکین و تجیز و تکفین غریبہ اسلیم و حمیزہ و خیر ان مساکین و صرف خیر مساجد و مدارس دینی و حرمین شریفین زاد ہوا اللہ شرف و تعظیماً وقت لوجہ اللہ کرتی ہوں تا حیات خود متولی رہوں گی بعد میرے فیاض الدین احمد خاں بعد ان کے ای کی اولاد ذکر جو پابند شرع شریف ہو بصیت حکیم حلیل الرحمن خاں و معروفی دمی اند صاحب رہیں گے متولیان سودو پے سال اصغری تکم کو جو میری چھوٹی بہن ہے دیتے رہیں بعد ان کے ان کی اولاد ذکر کو پابند شرع شریف ہو دیتے رہیں نیز یہ بھی شرط ہے کہ میری رائے میں بحالت تولیت میری اس حقیقت کا بیع یا رہیں کرنا یا ٹھیکہ دینا اور اس سے دوسری جائیداد یا اور کوئی شے مفید واسطے منافع اغراض وقت کے خرید کرنا ضرور معلوم ہو تو ایسا کرنے کا حسب شرائط دستاویز ہذا مجھے اختیار ہو گا اس لئے کہ موت کا وقت مقرر نہیں ہے لہذا انتظار و احتیاط یہ وقت نامہ کیا افضل خیرات شرعیہ ہے کہ جائیداد کو یہ کسی قیمت مناسب پر فروخت کر کے وقتاً فوقتاً خود اپنے ہاتھ سے خیرات کرنی، لہذا تا حیات اپنی جگہ کو اختیار ہو گا کہ جس وقت چاہوں فروخت کر کے حسب رائے خود خرچ کروں اور جو کچھ بعد میں باقی رہے گا اس سے شرائط وقف نامہ ہذا متعلق ہوں گے اگر میری حیات میں متولیان سے کوئی فوت ہو جائے تو تھ کو متولی مقرر کرنے کا خود اختیار ہو گا، متولیان کو چاہئے کہ وہ رساں جو خیرات تا حیات اس کے ساتھ ہو جو اس وقت میرے پاس ہے بعد میرے دیا کریں گے بعد وفات اس کے یہ روپیہ دیگر خیرات میں شامل کیا جائے اگر خدا نخواستہ ملک حجاز اپنی بد قسمتی سے نہ پہنچ سکوں تو میری قبر کسی بزرگ کے قریب بنوائی جائے اور عفو خاندانیز کر دی جائے اور ایصال ثواب قرآن شریف و کلمہ و درود میں ستر سال تک خرچ کیا جائے چونکہ آمدنی حسب ادا کی تعیین نہیں ہو سکتی میری رائے میں منہائے اخراجات متعلق جائیداد کے ایک ٹکٹ حرمین شریفین میں واسطے خیرات کے دیا جائے اور ایک ٹکٹ طلبائے علم دین و مصارف مساجد پبلی بحیت و مدرسہ عربی واقع پبلی بحیت ایک ٹکٹ فقراء و مساکین و اطعام و غیرہ اور واسطے ایصال ثواب شاہ محمد شیر صاحب کے جسے روپے سالانہ یا جس قدر زائد منجائش ہو کیا جائے مجھے حکام سے امید ہے کہ بوقت دورہ اس جائیداد عرقہ کی نگرانی فرمادیں، متولیان کے پاس رجسٹر حساب جمع خرچ باقاعدہ درست رہنا ضرور ہے، میرے وارث یا قائم مقام کو اس کے تبدیل و تغیر کا اختیار نہ ہو گا۔ لہذا یہ وقف نامہ متعین مالیت محمد علی روپیہ لکھ دیا کہ سند ہو۔ مورخہ ۱۲ ستمبر ۱۹۰۶ء رجسٹری شدہ ہے۔

الجواب

یہ کاغذ باطل محض ہے اس میں انشاء سے وقف کے دو جملے ہیں :

اول وقت لوجہ اللہ کرتی ہوں، اور اس میں یہ شرط لگائی کہ اسے بیچ کر جائیداد یا اور کوئی شے مفید اغراض وقف خرید کرنے کا مجھے اختیار ہوگا شرط استبدال اگرچہ جائز ہے مگر یوں کہ اس کے عوض دوسری جائیداد ہیلی جائے جو انھیں مقاصد پر وقف ٹھہرے نہ کہ علاوہ جائیداد مطلقاً جو شے چاہے جیسا کہ اس کا عند میں تحریر ہے ایسی شرط سے وقف باطل ہو جاتا ہے۔ عالمگیری میں ہے:

اذا اشروط في اصل الوقف ان يستبدل به امر ضا آخری، اذا شاء فتكون وقفا مكانها، فالوقف والمشروط جائز ان عندانی یوسف وكنه المشروط ان يبيعها ويستبدل بشمها مكانها، و في واقعات القاضی الامام فخر الدین قول هلال مع ان یوسف رحمه الله تعالى وعليه الفتوى كذا في الخلاصة، و امت قال علی امت ابيعها بما بدلت من الثمن من قليل او كثير او علی امت ابيعها واشترى بشمها عبدا او قال ابيعها و لم یزدد علی ذلك، قال هلال هذه الشروط فاسد یفسد به الموقف كذا في فتاوی قاضی خاتم، ولو شرط لاستبدال ولم یذكر امر ضا ولا دالا، له ان يستبدل بجنس العقار ما شاء

اگر واقف نے اصل وقف میں یہ شرط عائد کی کہ جب چاہے گا اس زمین کے بدلے دوسری زمین لے گا اور وہ اس پہلی زمین موقوفہ کی جگہ وقف ہوگی تو امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ کے نزدیک وقف و شرط دونوں جائز ہیں، اور اسی طرح اگر یہ شرط کی کہ اس کو فروخت کر کے اس کے ٹکس کے بدلے دوسری زمین خریدے گا جو اس کی جگہ وقف ہوگی تو بھی جائز ہے اور واقعات قاضی امام فخر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں ابو یوسف کے قول کے ساتھ شیخ ہدال علیہ الرحمۃ کا قول بھی مذکور ہے اور اسی پر فتویٰ ہے یہ غلط ہے میں ہے اور اگر واقف اصل وقف میں یوں کہا کہ اس شرط پر وقف کرتا ہوں کہ میں اس وقف کو اپنی رائے کے مطابق کثیر یا قلیل ٹکس کے بدلے فروخت کروں گا یا لوں کہا کہ اس شرط پر میں اس کو فروخت کروں گا اور اس کے ٹکس کے بدلے غلام خریدوں گا یا یوں کہا کہ اس شرط پر کہ میں اس کو فروخت کروں گا اس سے زیادہ کچھ نہ کہا تو شیخ حلال نے فرمایا کہ یہ شرط فی سبب ہے اور اس سے وقف فاسد ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خاتم میں ہے، اور اگر اس نے فقط استبدال کی شرط کی اور یہ بیان نہ کیا اس کے بدلے زمین یا دار لے گا تو اس کو اختیار

من دارا و اس من كذا في الخلاصة ، و اذا
قال على انت استدلل اسضا اخرى
ليس له انت يجعل البديل دارا و
كذا على العكس كذا في فتح القدير
و ذكر المحصنات في وقفه لوشروط ان يبيعها
و يصرف ثمنها الى مرامى صحت ابواب
الحير و لو وقف باطل كذا في الذخيرة
ثم كاربائے خیر میں جہاں چاہوں گا خرچ کروں گا تو وقف باطل ہوگا، ذخیرہ میں یونہی ہے۔ (دست)

دوہرہ جو کچھ بعد میرے باقی رہے گا اس سے شرائط و قضاہ متعلق ہوں گے اس کا حاصل یہ ہے
کہ فی الحال اس جائداد کا کوئی حصہ وقف نہیں میں جب چاہوں بخوں اور جہاں چاہوں خرچ کروں میرے
بعد اس بیع و خرچ سے کچھ باقی بچے تو وہ وقف ہو گا ہر سہ کہ یہاں کچھ معلوم نہیں کہ بعد زندگی اس کے بیع و
خرچ سے کوئی حصہ جائداد باقی رہے یا کچھ نہ رہے اور رہے تو کیا اور کس قدر، تو یہ ایک مجبور چیز کا وقف کرنا
ہو اور مجبور کا وقف باطل ہے پھر وہ جس ایک مثال باس پر معلق رہا اور یہی تعلیق کا وقف باطل ہے، درمختار
میں ہے،

شرطه ان يكون قربة في داته معلوما مطلقا
الابكان تہ
شرط وقف یہ سہ کہ وہ اپنی ذات کے اعتبار سے
قرابت ہو اور معلوم ہو مطلق نہ ہو بل شرط موجود کے
ساتھ معلق ہو سکتا ہے (دست)

ردالمحتار میں ہے،

حتى لو وقف تيسا من امره ولم يسمه لا يصح
ولو بين بعد ذلك تہ
یہاں تک کہ اگر کسی نے اپنی زمین کا کچھ حصہ وقف
کیا اور اس کو متعین نہ کیا تو وقف صحیح نہ ہوگا اگرچہ

بعد میں بیان کر دے (دست)

| | | | | |
|-----------|-------------------------------|--------------|------------|----------------|
| ۲۹۹-۴۰۰/۲ | فوری کتب خانہ پشاور | ابواب الرابع | کتاب الوقف | نہ وادی ہند |
| ۴۰۲/۲ | " | " | " | " |
| ۳۴۶/۱ | مطبع مجیبی دہلی | کتاب الوقف | " | مست در مختار |
| ۳۹۰/۳ | دار احیاء التراث العربی بیروت | " | " | مکے رد المحتار |

اسی میں اسما سے ہے ،

الوقت لا یحتمل التعلیق بالحطوط

وقت ایسی شئی کے ساتھ معلق ہونے کا احتمال
نہیں رکھتا جو محتمل الہلاک ہو (ت)

فتح القدر میں ہے ،

لو قل اذا امت من مرضی هذا فقد وقعت
امرضی الی اخره فذات لم تصرو قفایہ

جب کہا کہ اگر میں اپنی اسس مرض میں مر گیا تو
میں نے اپنی یہ زمین وقف کر دی ، پھر مر گیا تو
زمین وقف نہ ہوئی (ت)

اسس کے بعد جو کچھ حکام سے امید ہے کہ اس جائیداد موقع کی نگرانی کریں اور اخیر میں کہا کہ یہ وقف نامہ مکہ دیا
اور متولیوں کو مصارف بتائے ان میں کسی سے انشاء وقف نہ مقصود ہے نہ مفہوم بلکہ یہ سب اپنے اسی
خیال کی بنا پر ہے کہ اسے وقف بھی سالا کر وہ شرعاً ہمزہ وقف نہ ہوئی اور غلط خیالی کی بنا پر جو نصف کا
کے جائیں کچھ اثر نہیں رکھتے ۔ استنباط قاعدہ لا عبرۃ بالنظر البین خطوہ میں ہے ،

بواقر بطلاق من وجہ طماننا الوقوع بافتاء
المفتی فتبین عدمہ لم یتم کما
فی القنیۃ

اگر کسی نے کسی مفتی کے مرنے کے وقت سے
وقف طلاق کا گمان کرتے ہوئے اپنی بیوی کی
طلاق کا اقرار کیا پھر اس کا عدم ظاہر ہو گیا تو طلاق
واقع نہیں ہوئی جیسا کہ قنیہ میں ہے (ت)

پس اس طالبہ ثواب کو چاہئے کہ اسے از سر فرد وقف فرمائے اور بعد موت پر معلق نہ کرے کہ وہ اس
میں اگر ٹکٹ مرقہ سے زائد ہو تو پھر وارثوں کی اجازت کا ٹکڑا لے اور واقعہ استبدال کی شرط لگانا چاہیے
تو اختیار ہے مگر صرف اس طرح کہ اسے دوسری جائیداد سے بدل لیں خواہ بیع کر اس کے عوض دوسری
جائیداد خرید لیں اور اب وہ دوسری طرز انہیں شرائط پر وقف ہو جائے گی ، اور ماورائے جائیداد کسی
اور چیز سے تبدیلی کا ذکر ہرگز نہ ہو ورنہ وقف جاتا رہے گا اور یہ خیال نہ کریں کہ اپنی حیات میں بیع کر
خرید کر دوں تو ثواب زیادہ ہے ، نہیں بلکہ اپنی حیات میں وقف کا مل کریں اور شرط کر لیں کہ زندگی بھر

| | | | |
|-------|-------------------------------|---------------------------------|---------------------|
| ۳۶۰/۴ | دار احیاء التراث العربی بیروت | کتاب الوقف | سہ روز مختار |
| ۴۲۳/۵ | مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر | " | سہ فتح القدر |
| ۱۹۴/۱ | ادارۃ القرآن کراچی | القن الاوول القاعدۃ السابغہ عشر | سہ الاستنباط والنظر |

اس کے تمام مصارف میرے ہاتھ سے ہوں گے اور میری دلست و اختیار پر رہیں گے میرے بعد فلاں فلاں متولی ہوں اور اتنا اتنا فلاں مصروف میں صرف کیا کریں یوں اپنی رائے سے زندگی بھر جیسا چاہے صرف کا اختیار رہا اور بعد کو بھی تا بقائے جائداد ثواب پہنچا کیا۔ عالمگیری میں ہے،

مراجعل اسر ادا ان يجعل ماله بوجه القرية
فبناء الرباط للمسلمين افضل من عتق
الرقاب لانه ادمر، وقيل التصديق على
المساكين، وقلت قد كنا قلنا لمن اسر ادا
ذلك ان يشتري الكتب ويضع في دار الكتب
ليكتب العلم لانه ادمر، فكان افضل من
غيره ولو اسر ادا ان يتخذ اسراله وقفا
على الفقراء، فالصدق بثلثها افضل
ولو كان مكان الدار ضيقة فالوقف افضل
كذا في المستمرات (ملخصاً)

اگر بجائے گھر کے زمین موقوف ہو تو وقف افضل ہے، ایسے ہی مضمرات میں ہے (ملخصاً)۔ (ت)

فتاویٰ امام قاضی خان میں ہے،

مراجعل جاء الى الفتى وامر ادا ان يتقرب
الى الله تعالى بدارسة فسال ابيهما واتصدق
بثلثها واشتري بثلثها عبدا فاعتقهم
او اجعلها دار المسلمين اي ذلك يكون
افضل، قالوا يقال له ان بنيت رباطا
وتجعل لها وقفا ومستغلا لعمارتها
فالرباط افضل فانه ادمر واعم نفعا
وان لم تجعل للرباط مستغلا

ایک مفتی کے پاس ایسا شخص آیا جو اپنے گھر کے
ذریعے اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کا ارادہ
رکھتا ہے اس نے کہا کہ میں اس کو فروخت کر کے اس
کے ٹمن صدقہ کروں یا اس کے ٹمنوں سے غلام خرید کر
آزاد کروں یا اس کو مسلمانوں کے لئے گھر کروں
ان میں سے کیا افضل ہے تو مشائخ نے کہا کہ
اس کو یہ جواب دیا جائے کہ اگر تو رباط بنا کر اس
کی آمدنی کے لئے کوئی شے وقف کرے تو زیادہ افضل

الجواب

دونوں دستاویزیں سنیں، دستاویز اول وقف نامہ ہے اگرچہ غلطی سے اسے تملیک نامہ لکھا ہے اس کی عبارت یہ ہے: ”میں نے بحالت صحت نفس و ثبات عقل اراضی و مکان وغیرہ مذکورہ بالا کو اپنی ملکیت سے جدا کر کے واسطے امور و اغراض مذہبی متذکرہ آئندہ کے تملیک کر کے اقرار کرتا ہوں کہ مجھ کو اور میرے کسی وارث شرعی کو نسبت جائداد مذکور کے دعویٰ نہ ہوگا“ خاں اپنی حیات تک متولی جائداد مذکور کے رہیں گے اور ان کے بعد جو شخص سجادہ نشین کے بعد دیگرے میرا ہوگا سجادہ نشین و متولی جائداد مذکور کا رہے گا کسی متولی کو کسی وقت رہن و بیع کسی قسم کے انتقال کا اختیار نہ ہوگا یہ جائداد تملیک شدہ بطور وقف خاص مذہبی کام کے مقصور ہوگی اس میں کسی وراثت جاری نہ ہوگی“ تو شک نہیں کہ وہ وقف نامہ ہے: واللہ تعالیٰ اعلم (۲) دستاویز ثب “ کے ملاحظہ سے ظاہر کہ زید نے جو اصل واقف کا مقرر شدہ متولی تھا اپنی حالت حیات و صحت میں اولیت سے دستکشی کر کے اپنے بیٹے کو جائشیں و متولی کیا شرعاً اسے کچھ اختیار نہ تھا،

اولاً متولی کو جائز نہیں کہ اپنی حیات و صحت میں دوسرے کو اپنی جگہ قائم کرے جب تک کہ واقف نے مراحہ اسے اس کا اختیار نہ دیا ہو اور یہاں اسے اس کا اختیار نہ دیا تھا بلکہ عبارت وقف نامہ سے صاف ظاہر کہ واقف نے تاحیات زید اس کا متولی رہنا لکھا اس کے بعد ادروں کی جائشیں تحریر کی، درمختار میں ہے،

اراد المتولی إقامة غيره مقامه في حياته
وصحته ان كان المتولي له بالشروط عاما
صح، والا فان فوض في صحته لا يصح
متولی نے اپنی حیات و صحت میں دوسرے کو اپنا قائم مقام بنانے کا ارادہ کیا تو اگر اس کو شرط واقف کے ذریعے تفویض عام حاصل ہے تب صحیح ہے ورنہ حالت صحت میں تفویض صحیح نہ ہوگی (ت)

ثانیاً پیر زید کی جائشیں بھی خلاف شرط وقف نامہ عمل میں آئی جیسا کہ عبارت مذکورہ سے ظاہر ہے لہذا دستاویز ثب “ محض مہمل و ناقابل عمل ہے تحریر وقف نامہ سے روشن ہے کہ متولی و سجادہ نشین ایک ہی شخص ہو اور اس کی نسبت واقف نے کوئی تعین نہ کی تو مصالح شرعیہ دنیہ کے اعتبار سے اقربان واقف میں سے جو شخص سنی پرہیزگار و بیندار و پنداردار و صلحی اہلسنت کے اتفاق رائے سے اس کام کے لئے

زیادہ مناسب ہو وہی سجادہ نشین و متولی کیا جائے علم، تقویٰ و دیانت و اہلیت کا لحاظ سب سے مقدم ہوگا اور جب تک اقارب واقف میں سے ایسا مل سکے اجنبیوں میں سے نہ کیا جائے گا۔ درمختار میں ہے :

وما دام احدی صالح من التولية من اقارب
الواقف لا یجعل المتولی من الاجانب ،
ومن قصد نسبة الوقف الیہم
رشتہ دار متولی کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ وقف اس کے خاندان کی طرف منسوب رہے (ت)
عراق اس سلسلے کا مجاز و ماذون ہونا بھی ضرور ہے اگر ان سب باتوں میں مساوات ہو تو باعتبار حسن
ترجیح ہوگی،

كما تصوات الاحق بالامامة اعلمہم
بالكتاب والسنة ثم و ثم و ثم
استہم - والله تعالیٰ اعلم۔
جیسا کہ مشائخ نے نص فرمائی کہ لوگوں میں سب سے
بڑا عالم امامت کا زیادہ حقدار ہے پھر فضلاں ،
پھر فلاں پھر ان میں سب سے زیادہ عمر رسیدہ۔
واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

نوٹ

سولہویں جلد کتاب الشریکۃ کتاب الوقف پر ختم ہوئی
سترہویں جلد کا آغاز کتاب البیوع سے ہوگا۔

| | | | | |
|-------|-----------------------|--------------------------------|-------------|------------|
| ۳۸۹/۱ | مطبع مجتہائی دہلی | فصل راعی الشرط الوقف فی ابارتہ | کتاب الوقف | ۱۵ درمختار |
| ۱۰۱/۱ | المکتبۃ العربیہ کراچی | باب الامارۃ | کتاب الخلوۃ | ۱۵ الہدایۃ |
| ۸۲/۱ | مطبع مجتہائی دہلی | " | " | ۱۵ درمختار |